CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

कार्यकारी सह सम्पादक
संग्रहालय पुरातत्व पत्रिका उ० प्र०,
राज्य संग्रहालय, लखनऊ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

कार्यकारी सह सम्पादक
संग्रहालय पुरातत्व पत्रिका उ० प्र०,
राज्य संग्रहालय, लखनऊ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh
संग्रहालय पुरातत्व ...
राज्य संग्रहालय, लखनऊ

سالار جنگ اسٹیٹ کی دیگر مطبوعات

	مجلد	بلا جلد
۱ - کلیات سلطان محمد قلی قطب شاہ	پندرہ روپیہ	+
۲ - کلیات سراج	دس روپیہ	آٹھ روپیہ
۳ - سیف الملوک بدیع الجمال	چھ روپیہ	پانچ روپیہ
۴ - طوطی نامہ	چھ روپیہ	پانچ روپیہ
۵ - پھول بن	چھ روپیہ	پانچ روپیہ
۶ - قصۂ تمیم انصاری	چھ روپیہ	پانچ روپیہ
۷ - کلام الملوک (فارسی)	چھ روپیہ	پانچ روپیہ

ملنے کا پتہ

کتب خانہ سالار جنگ (دیوان دیوڑھی) حیدرآباد

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

میر احمد علی خاں صاحب سابق صوبہ دار رکن کمیٹی بنائے گئے ہیں، میر احمد علی خاں صاحب نواب سالار جنگ کے زمانۂ مدار المہامی میں اے ڈی سی تھے، اس کے بعد اول تعلقداری پھر صوبہ داری کے بعد وظیفہ حاصل فرمایا، نواب سالار جنگ سے خاندانی خاص مراسم تھے۔

ان ارکان کمیٹی کے شکریہ کے ساتھ معتمد کمیٹی مولوی عبدالوہاب صاحب بی ایس سی (عثمانیہ) کا نام بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا جن کا مجھے پورا تعاون حاصل رہا۔ موصوف کا علمی شغف اور اردو دلچسپی ارباب اردو کے لئے باعث تقلید کہی جاسکتی ہے۔

حالات حاضرہ کے لحاظ سے اس کو بڑی عجلت سے شائع کیا جارہا ہے۔ مجھے توقع ہے کہ اردو کے ہمدردوں اور بہی خواہوں میں یہ کتاب مقبولیت حاصل کریگی اور انجمن ترقی اردو کے کاموں کی حوصلہ افزائی فرمائی جائے گی فقط

جمادی الثانی ۱۳۷۶ھ
جنوری ۱۹۵۷ء عیسوی

ہاشمی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

نقطہ اختتام

خدا کا شکر ہے کہ اب یہ فہرست اختتام پر پہنچی ہے، اس میں (۱۰۴۵) قلمی کتابوں کا تذکرہ ہوا ہے۔

ہر ایک کتاب کے ساتھ "آغاز" اور "اختتام" کا جو نمونہ پیش کیا گیا ہے، اس میں بعض جگہ غلطیاں ملیں گی، انکی صحت قصداً نہیں کی گئی، کیونکہ کاتبۂ کتاب کا نمونہ پیش کرنا مدنظر تھا۔

اگرچہ اس فہرست کی ترتیب دو سال میں مکمل ہوئی، مگر اس امر کا خیال رہے کہ ایک سو سے زیادہ تعطیل کے دنوں میں کام نہیں ہوا، اور پھر کتابوں کے صفحہ شماری کا کام بھی مجھے ہی کرنا پڑا، کئی ایک کتابیں خاصی ضخیم ہیں، بہر حال میں نے اپنی استطاعت کے مطابق جو معلومات حاصل ہوئے ان کو پیش کر دیا ہے، اور مجھے اپنی علمی بے مائگی کا اعتراف ہے۔

اتحد جہاں میں نام کی پروا نہیں مجھے
تا حد سعی کام کئے جا رہا ہوں میں

اختتام کے قبل جناب نواب مہدی نواز جنگ بہادر صدر نشین کمیٹی اسٹیٹ کا خصوصی شکریہ ادا کرنا میں اپنا فریضہ قرار دیتا ہوں، موصوف کی علم دوستی اور اردو نوازی کے باعث یہ کتاب طباعت کے مراحل طے کر کے منظر عام پر پیش ہو رہی ہے، اسی نہج کی میری پہلی کتاب "یورپ میں دکھنی مخطوطات" کی تالیف میں بھی نواب صاحب موصوف کا بڑا حصہ رہا ہے، اس طرح میری ان دونوں کتابوں کی ترتیب اور اشاعت نواب صاحب کی رہین منت ہے اس لئے میں دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

آغاز کتاب میں کمیٹی کے جن ارکان کے اسمائے گرامی درج کئے گئے ہیں ان میں گزشتہ تین چار ماہ میں حالات حاضرہ کے لحاظ سے تبدیلی ہو گئی۔ یعنی مولوی عبد اللہ صاحب اور آئی رامچندر راؤ صاحب کے بجائے مولوی غلام حیدر صاحب رکن مال اور ایل این گپتا صاحب معتمد صحت و طبابت شامل ہوئے، اور مرزا حسین علی خاں صاحب کے انتقال کے باعث

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

ضمیمہ دیوان و قصائد

(۱۰۴۵) قصیدہ مدح مختار الملک

نمبر میوزیم (۱۹۵) سائز (۷ × ۴) صفحہ (۲۴) سطر (٦) خط نستعلیق خط ناخن کاغذ ولایتی

مصنف مظفر علی بیگ بریلوی تسکین تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۷۵ھ کتابت

مظفر علی بیگ تسکین تخلص حیدر آباد میں متوطن ہو گئے تھے۔ خط ناخن میں کمال حاصل تھا اس قصیدہ کو خط ناخن سے لکھا گیا ہے۔

آغاز۔

آنکھ ملتا ہوا جو صبح اٹھا خواب سے کل — دیکھتا کیا ہوں کہ ہے رنگ جہاں رنگ محل

جا بجا جشن و طرب کا ہے مہیا ساماں — کو بکو خانہ بخانہ بجے دن رات دہل

یہ ایک قصیدہ ہے جو مختار الملک اول کی مدح میں لکھا گیا ہے۔

اختتام۔

رہوے ممدوح پہ میری نظر لطف خدا — یہ دعا تسکیں کی ہے ساعت و لحظہ ہر پل

خیر اندیشوں کو اوس کی ملے آب حیواں — ہووے عدو حلق پہ آب دم شمشیر اجل

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

ضمیمہ فقہ و عقائد

(۱۰۴۴) روضۃ الصالحین ترجمہ حدیقہ

نمبر میوزیم ($\frac{۲۹۷}{۴}$) سائز (۹ $\frac{۱}{۴}$ × ۵) صفحہ (۳۵۸) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی مطلا مذہب

مصنف غلام حسن تاریخ تصنیف ۱۲۰۸ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات ہمدست نہیں ہوئے۔

آغاز۔

پہلے کر تو خدا کی حمد و ثنا — جس نے ہم سب کے تیں کیا پیدا
اور فضیلت دی اپنی رحمت سے — نوع انساں کو ساری خلقت سے
کہ اوسے فہم اور شعور دیا — اور زباں اوس کی کو کیا گویا

یہ فقہ امامیہ کی مشہور کتاب حدیقہ کا ترجمہ ہے۔

تاریخ تصنیف کا شعر۔

بارہ سے سن یہ آٹھواں تھا سن — جب کہ اس نظم سے غلام حسن
ہوا فارغ بہ برکت حضرات — بر محمدؐ و آل او صلوات

اختتام۔

کر کے پھر ایک شفیق نے معلوم — طرز منظم حدیقہ منظوم
اسکی تاریخ ہو کے خوش یہ کہی — خوشنما ہے حدیقہ ہندی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۱۰۴۲) رسالہ ہندی

نمبر (۶۸۳) سائز (۸ ½ × ۴ ½) صفحہ (۴۵) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف نامعلوم تاریخ تصنیف قریب ۱۲۰۰ھ کتابت ۱۲۶۹ھ
مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز۔

انجتی کما اودارکے پک پرس آسن دیجئے — یہ جان پران سمان کپ ہنومان غنی کیجئے
پیربیر پریم سمیر ٹسٹ سوکالچ اوس ناسائے — من کان پورن کرن حت تون چرن تلج نھائے

اختتام۔

تم صاحب سمرست ہوہی اوگن کے گیانی — ہم پر کرپا نہ چھوڑ یہ داسس اپنو جان

خاتمہ۔

مرقوم بتاریخ بست ودہم ماہ شوال المکرم ۱۲۶۹ھ بخط لالہ بالمکند بانصرام رسید۔

(۱۰۴۳) گیت ہندی

نمبر (۱۸۶) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۸۰) سطر (۷) خط شکستہ کاغذ دیسی
مصنف — تاریخ مابعد ۱۲۰۰ھ کتابت
مصنف کے متعلق کوئی معلومات ہمدست نہیں ہوئے۔

آغاز۔

ایک ادن کج بدن سدن بدہ مدن کدن ست — کوربتد .... کندجک بندچند جٹ
سکھہ وایک وایک سوکرت کن نایک نایک — کھل کھاایک کھاایک در در سب لائک لائک

یہ رسالہ ہندی زبان میں گیتوں پر مشتمل ہے۔

اختتام۔

کیسو وے توھ توھ رتیں تت توھ اونین کے کئے ہیں
کبھی یان نہ پائیں نہ توں..... کامنہ نہکے کے نون کا منہ بکی ہے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز۔

وصاو وصاور گھو بیر پیر پر مری دیوا دو گھہ میں ہوا و سہائے سنی تمرنے ہوا
اپنو پرو سمہار بیگ سنگت دو کہہ نارو تجھی کون سب لاج ہمار وج کاج سنوارو
ابکی داس کلیان کے بنتی سن ایکن رون
کا تو دگھہ مموتن کے سواپ پلنہ کارن کون

اس رسالہ میں ایسی نظم ہے جس کو مناجات سے موسوم کیا جا سکتا ہے۔

اختتام۔

وہیں برکہا کرمبگہہ سم اودصاور کمی رون کا تو دگھہ مم وین کے سواب ہلمیہ کارن کون

خاتمہ۔ ہر کہ این چیست ہا مناجات بدرگاہ سری کرشن پرمانی است۔ وقت نیم شب و یک پہر شب باقی مندہ ماماگیر کے تمام بخواہد باشد۔

...... بپاس خاطر رائے چیپ لعل جیو نوشتہ آمد۔ از خط حقیر بال کمند باتمام رسید بتاریخ بست شہر ربیع الاول ۱۲۷۰ھ۔

(۱۰۴۱) رسالہ ہندی

نمبر (۶۸۳) سائز (۸½ × ۴½) صفحہ (۱۴) سطر (۱۰) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف نامعلوم تاریخ تصنیف قریب ۱۲۰۰ھ کتابت ۱۲۷۴ھ
مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز۔

ہنو منت تم سیوا میں کروں کسی جا پکار دڑپی حسد عناد ہے ابنائے روزگار
اور بی زری نے آکے کیا اپنی گھر گذار جس پر فرایضات ضروری ہیں روبکار

اختتام۔

بخشو جو میری دل کی ہے مقصود ہم کنار مشکل میری حل کرد بل میرا ایک بار

خاتمہ۔

تمام شد سرانست سری ہنومان جی برائے مطالعہ رائے چیت لعل بخط نیاز مند اوتم چند ترقیم یافت مرقوم ۱۷ ذیقعدہ ۱۲۷۴ھ روز سہ شنبہ سکت چو ہنہ باتمام رسید۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

خاتمہ۔

تمت تمام شد کارمن نظام شد۔ پوتھی سری رسک پریا مانک از برائے پاس خاطر عاطر راجہ دہرم داس بہادر از دست فقیر حقیر غوث میاں پیرزادہ در قمر نگر ساکن دائرہ کہنہ بست و ششم ربیع الاول ۱۱۹۷ھ تحریر یافت۔

(۱۰۳۹) کاک سندیسہ

نمبر (۵) سائز (۹×۵) صفحہ (۹) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف اکرم تاریخ تصنیف مابعد ۱۱۵۰ھ کتابت

اکرم کے متعلق ہمیں کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز۔

ارے کاکا تیری پہیان پرونگی تیرے آگے میں جیوا پنا دھرونگی

سجن کو جا کہو میرا سندیسہ رہے کر چہاونی جا کے بدیسا

ایک عاشق (عورت) اپنے فراق کی داستان بیان کرتی ہے اور ہجر کی راتوں اور فراق کے صدموں کا ذکر سناتی ہے۔

اختتام۔

ارے دل تو خدا یا پر نظر کر ملیگا اوس کرم سوں ..... دلبر

کہی اکرم قناعت پر نظر رکھ خدا کو یاد دل موں دم بدم رکھ

خاتمہ۔

تمام شد کاک سندیسہ۔

(۱۰۴۰) رسالہ ہندی

نمبر (۶۸۳) سائز ($\frac{1}{2}$۸ × $\frac{1}{2}$۴) صفحہ (۲۰) سطر (۱۲) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف نامعلوم تاریخ تصنیف قریب ۱۱۰۰ھ کتابت ۱۲۷۰ھ

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مصنف بھیہ تجمل تاریخ تصنیف ۱۱۶۷ھ کتابت
مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز

میرے بھوبارہا ھرو تاگرسوے — جاتن کے جھاتین پرے سیام ہرت داپ ہو
تج تیرتھ ہرا وجھکاتن دوت کرالوراک — جنبہ برج کین گنج گمہ پگ پیگ ہتو پر پاگ
برگت بھی دوجراج کل سوبس سے برج آئے — میرو ہرکلبس سب گیسو گیسو رائے

اس کتاب میں بیسیوں دوہرہ گیت وغیرہ درج ہیں جو مذہبی اور عشقیہ معلوم ہوتے ہیں بعض جگہ ہندی (ناگری) خط بھی ہے۔ کتاب کے کئی حصے ہیں۔
ناقص الآخر ہے۔

اختتام۔

دوہرہ
سنکٹ پھراوردکھ برن سکہ کرن جگ جان — سیوک جاگو سنگ سداسو کہت ہنومان

نظم ہندی (۱۰۳۸)

نمبر (۱۷۹) سائز (۹×۵) صفحہ (۱۴۲) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف بالانداس تاریخ تصنیف مابعد ۱۱۵۰ھ کتابت ۱۱۹۶ھ
بالانداس ہندی کے ایک مشہور شاعر تھے۔

آغاز۔

.....تمام پدہ پرم گرسن کنول دل من — جگ کارن کرنارون گوکل جنکواپن
نام روپ کنی بھید کی سوپرکھٹ تب ہتو — تابن تتوہ ان اکچھوکتنیں سوات تب ہور
سرسکت نہیں سنسکرت جانیو جانی نام — تن منہ تند سومنتہ جتنار چینی نام کردام

اس میں ہندی نظم گیت و دوہرہ وغیرہ درج ہیں۔

اختتام۔

پادمے رت مت ات پدعن ارجاتے رس ریت — سوارتھہ پرمارتھ گھنیر رسک پرماکی ریت
اتنے سرسک پریا پاسک ہری من مہاراج انند جیت — برجھاتانک امرتس اس پرتن نام کہواس بسر سا وسچو

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز۔

دیبی پوجوں سرستی پوجوں ہر کے پائی نمسکار کر جوری کتیں کہیں مہاکب رائے

اختتام۔

دوہرہ

سربانے یا تین کرے زبانے میں ملائے چین عمر س ریت کو سبھی سمجھو جائے

یہ سندر سنگار کے پوتھی رچی بچار جو کنی ہوئے کبھو کچھو بھجو سپکے سر ہارے

خاتمہ۔

پوتی سندر سنگار سپورن سمایت ...... تاریخ بست وسیوم شہر ربیع الاول ۱۲۲۳ھ در شہر قمر نگر بوقت ...... باتمام رسید۔

(۱۰۳۶) رسالہ ہندی

نمبر (۲۱۵) سائز (۸ × ۵½) صفحہ (۱۳) سطر غیر معین خط شکستہ کاغذ دیسی مصنف تاریخ تصنیف قبل ۱۲۰۰ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز۔

...... چیتر کے بہاری چھپ کے ادیمان تہیں جات پچاری

چال چلیں چتیان دھر کے اور بات کہنی ترادت پیاری

اس رسالہ میں ہندی گیت ہیں۔

اختتام

... برم بھنے مرتے ہو کے بار سو ملنگن کو یک چاہ رہوری

باند کو کہ کو کرہیں میں دھرنی میں دھر یو لودھر نوے رلیوری

اس کتاب میں چند اور ہندی نظمیں اور ایک اردو نظم بھی موجود ہے۔ یہ اردو نظم آفتاب شعوری، آفتاب از نائب، آفتاب اربیکا کے عنوان سے درج ہیں۔

(۱۰۳۷) پوتھی بششٹ ساربکا جوگ بششٹ

نمبر (۶۸۶) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۶۴۲) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی اورنگ آبادی مطلا جدول

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

کا مصنف ہے۔

آغاز۔

اتھہ سندر سنگار

دیوی پوجہ سرستی پوجوں ہر کے پائی — نمسکار کر جور کئی کہیں جہاکب رائے

نگرآگرو بسنت ہے جمنا نٹ سب تہاں — تہاں پادشاہی کرے بیٹھو شاہ جہاں

شاہی بدد کہبھی مکہ تنک کیوں گن برتی جائیں — جوں تاری سب گگن کے موہنی پی نہ سمائیں

جن پر کن کے بنسرلی اپجو شاہ جہاں — تن ساہنی کے نام کو اب کبی کرت بکہیاں

اسکی تصنیف شاہ جہاں کے عہد میں ہوئی ہے عورتوں کے متعلق فلسفی انداز میں صراحت کی گئی ہے، عشق و محبت کا فلسفہ بیان کیا گیا ہے معشوق کے اقسام اور صفتیں بیان کی گئی ہیں۔

اس کتاب میں شاہ جہاں کا شجرہ نسب بھی بیان کیا گیا ہے۔

ابو سعید پہنی عمر شیخ بابر جو ہمایوں — شاہ اکبر جان شاہ جہانگیر گناوں

تبسی نہیں انس کب راج بہینی شاہجہاں پدم بخت — دھر چہیر پیٹھو اتا بہو بالسازلی تخت

اختتام۔

دوہرہ

سربانی پائیں کرے نربانی میں لائے — جیسے نگر سریو کو سب پی سمجھو جائے

دوہرہ

یہ سندر سنگار کے پوتھی دبنی بچار — جو کبھو ہوئے کہوں مجھکو بھجو سو کہی سوا پار

خاتمہ۔

حسب الحکم مستطاع آفتاب شعاع نیر جہاں افروز مہر عظمت و بختاری صدر ہائے انجمن حشمت کامگار..... نواب محمد ابراہیم خاں بہادر یداللہ تعالے عمرہٗ و حشمتہٗ تحریر پوتھی سندر سنگار تاریخ نواز دہم شہر شعبان المعظم ۱۱۹۹ھ باتمام رسید۔

کتب خانہ آصفیہ میں اسکے دو قلمی نسخے موجود ہیں (فلسفہ ۳۳۲، ۳۳۰)۔

(۱۰۳۵) پوتھی سندر سنگار (دوسرا نسخہ)

نمبر (۲۱۵) سائز (۸ × ۵$\frac{1}{2}$) صفحہ (۷۷) سطر (۱۶) خط شکستہ کاغذ
کتابت ۱۲۳۳ھ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

سے لوح و قلم کو پیدا کیا اور زبان انسان ضعیف بنیان کو قوت نطق عطا فرما کر لغات خوب و کلماتِ مرغوب سے گویا کیا"۔

اس کتاب میں نسخ اور نستعلیق خط کے خوشنویسوں کا حال قلمبند ہوا ہے۔ آغاز میں حروف کی تاریخ بھی لکھی ہے۔ خوشنویسوں کا حال عہد عباسی سے شروع کیا ہے سب سے پہلے ابو الحسن علی المشہور "ابن بواب" کا ذکر ہے۔ آخر پر حیدر آباد کے خوشنویسوں کا ذکر کرتے ہوئے امیر یاور جنگ کے شاگردوں کے حال پر کتاب ختم ہوئی ہے۔

اسکے بعد خوشخطی کی شناخت اور اچھے خط کی پہچان کے متعلق بھی وضاحت کیگئی ہے۔

اختتام۔

"اگر کہیں خطا اور حروف فروگذاشت ہوں تو معاف فرماویں اور بدعائے خیر یاد فرماویں"۔

خاتمہ۔

ذرۂ بے مقدار مرزا محمد علی خوشنویس منصبدار دیوانی و صیغہ دار دفتر صدر محاسبی سرکار عالی پشتنی نمکخوار دولت آصفیہ۔ المرقوم ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۲۳ھ۔

چند ہندی کتابیں

نوٹ:۔ اوراق ماقبل میں چند ہندی کتابوں کا تذکرہ کردیا گیا ہے۔ یہاں چند اور کتابیں پیش کی جاتی ہیں۔

(۱۰۳۴) سندر سنگار[1]

نمبر (۶۵۴) سائز (۹ × ۵) صفحہ (۱۳۷) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف جہاکب رائے تاریخ تصنیف قریب ۱۰۵۰ھ کتابت ۱۱۹۹ھ

مصنف گوالیار کا رہنے والا تھا، ہندی شاعری میں بلند مرتبہ رکھتا ہے۔ شاہ جہاں کے دربار میں باریاب ہوا اور جاگیر و منصب سے سرفراز ہو کر ملک الشعرا بنا دیا گیا۔ ہندی میں کئی کتابوں

[1] اس کتاب کا ایک نسخہ سلسلہ نمبر (۳۶۵) پر درج ہو چکا ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

جھوٹی یہ گلے پڑ گئی ناحق کی بلا اور　　نازل ہوا کیا کہئے غضب قہر خدا اور
امرت جسے سمجھے تھے وہ زہر ہوا اور　　تحریر محبت نے کیا ان کو خفا اور
تدبیر تو کی اور تھی قسمت سے ہوا اور

یہ کسی حیدر آبادی کا مرتبہ تذکرہ شعرا ہے جس میں بلا ردیف شمال اور دکن کے شعرا کا کلام جمع کیا گیا ہے اور کلام کے پہلے ایک آدھ سطر میں مصنف کا نام اور تخلص اور بعض جگہ ان کے استاد کی صراحت کر دیگئی ہے۔ کلام کا نمونہ زیادہ دیا گیا ہے۔ شعرا کے تفصیل میں زمانہ کا کوئی لحاظ نہیں ہے۔ مثلاً سودا کا بھی ذکر ہے اور فیض (حیدر آبادی) کے شاگردوں کا بھی۔ اسطرح لکھنؤ کے ان شعرا کا تذکرہ بھی ہے جو سن ۱۳۰۰ھ کے بعد موجود تھے۔

اس تذکرہ میں غزلیات کے بجائے صرف مخمسات جمع کئے گئے ہیں اسلئے تذکرہ کے بجائے مجموعہ مخمسات ہی کہا جا سکتا ہے کسی نے پنسل سے کتاب کا نام "مخمسات عصر" لکھا ہے مگر یہ صحیح نہیں معلوم ہوتا۔

ہر شاعر کے مخمسات کے بعد کئی کئی ورق سادہ ہیں۔

اختتام۔

بیان عصر کرے کیا ہے ایک گنجکر　　ہے ایک تودہ طوفان وہ طفل بازی گر
تمام سینہ مشبک ہے اور چھلنی جگر　　یہ کس نے ناوک مژگاں سے آج آیا در
پہلو میں ....

کتاب کرم خوردہ ہے۔

(۱۰۳۳) تذکرہ خوش نویساں

نمبر (۷۳۴) سائز (۶ × ۹) صفحہ (۷۴) سطر (۹) خط نستعلیق کاغذ ولایتی
مصنف مرزا محمد علی تاریخ تصنیف ۱۳۲۳ھ ہجری کتابت ۱۳۲۳ھ

مولف صدر محاسبی میں ملازم تھا۔ اپنے وقت کا ایک مشہور خطاط اور خوشنویس تھا۔ یہ کتاب جشن چہل سالہ میر محبوب علیخاں آصفجاہ سادس کے موقع پر لکھی گئی ہے۔

آغاز۔

"ہزار ہزار شکر اوس خالق مطلق و صانع ماصدق کا جس نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۱۰۳۱) (تذکرہ شعرا)

نمبر (۶۲۳) سائز (۱۱×۷) صفحہ (۷۷۱) سطر (۱۷) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف ؟ تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ کتابت

آغاز۔ (آفتاب)

تیری اس مانگ سے کیا معنی دلخواہ ہی پیدا | شب معراج کی اس خط سے گویا راہ ہی پیدا
دل شاد ہو گیا تھا سنکر تری سواری | موقوف کیوں ہوئی پھر تقصیر کیا ہی رہی

اس مجموعہ میں ردیف وار شعرا کے نام کے ساتھ انکا کلام پیش کیا گیا ہے۔ کسی کے حالات درج نہیں صرف نام کے ساتھ کلام کا نمونہ دیا گیا ہے۔

جامع نے ہر شاعر کے متعلق مختصر نوٹ اسی نہج کا قلمبند کیا ہے اور اسکے بعد کسی شاعر کا زیادہ کلام اور کسی کے ایک دو غزلوں پر اکتفا کیا گیا ہے۔ شعرا کا تخلص کے لحاظ سے ردیف وار انتخاب کیا ہے۔ پہلے شمالی ہند اور پھر دکن کے شعرا کا بھی تذکرہ ہے۔

جرأت کا کلام بہت زیادہ ہے۔ قصائد بھی شامل ہیں۔ تاریخی قطعے بھی ہیں ردیف س میں "سودا" کے کلام کا زیادہ حصہ شامل ہے۔

اختتام۔ (نواب شجاع الدولہ کا مدحیہ قصیدہ ہے)۔

قول پر ان کے نہ ہو.... ہمت جو دلیل | پوچھتا... حکما سے ہے خلا و کیونکر ہوا
ہاتھ کا تیرے عکس پڑے دریا پر | در مکنوں سب ہے..... صاف.....

(۱۰۳۲) (تذکرہ شعرا)

نمبر (۶۳۶) سائز (۱۰½×۶½) صفحہ (۲۹۴) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ ولایتی کرم خوردہ

مصنف تاریخ تصنیف مابعد ۱۳۱۵ھ کتابت

مولف کا نام معلوم نہیں ہوا۔

آغاز۔

آصف عالی جناب اعلیٰ حضرت قدر قدرت نواب میر محبوب علی خاں آصف جاہ بہادر خلد اللہ ملکہ و حشمتہ۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

وہیں نکلی یہ مصرع سے تاریخ　　جنگ اشعار و مجمع ابیات

خاتمہ۔ "بعد مسودہ جمیع مجموعۃ الانتخاب دریکسال نقل این برائے نواب معلی القاب (نام میٹ دیا گیا ہے غالباً نورالامراء ہوگا) .... گردیدہ روز سہ شنبہ بتاریخ بست و پنجم شہر ذیقعدہ ۱۲۱۹ھ تمام شد۔

(۱۰۳۰) بہارستان ناز

نمبر(۵۸۴) سائز (۹ × ۶½) صفحہ (۱۰۱) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف حکیم فصیح الدین تاریخ تصنیف ۱۲۸۶ھ کتابت ۱۲۹۹ھ

مصنف میرٹھ کے رہنے والے تھے رنج انکا تخلص تھا۔ شاعر بھی تھے نثر نگار بھی۔ مختلف فنون میں دست رس حاصل تھی۔ جارج ارنسٹ وارڈ کلکٹر کے متوسل تھے۔

آغاز۔

فہرست عندلیبان خوش نوا جو اس گلشن ہمیشہ بہار میں نغمہ سنج ہیں اختر، اختر محل بیگم، امراؤ، امراؤ جان، آتون، آتون، آفاق، آغا بیگم، آفاق، آرائش، اسیر بیگم ...... اولاً فہرست دی گئی ہے۔

نفس مضمون کا آغاز اختر، اختر محل بیگم نام، خاندان تیموریہ میں صاحب عزت و احتشام یہ مخمس اسکا ہے۔

تجھ پہ قربان ہوں میں اے ہاشمی و مطلبی　　کہ ہے مشہور دو عالم تری عالی نسبی
دیکھ رتبے کو ترے شوکت افلاک دبی　　مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

اس مجموعہ میں (۱۷۴) شاعرات کا تذکرہ ہے جسکو ردیف وار لکھا گیا ہے۔ فارسی گو اور اردو گو دونوں شاعرہ شامل ہیں۔ بلاتحقیق رطب و یابس کو شریک کیا گیا ہے۔ حالات نہایت مختصر ہیں۔

اختتام۔

کام آخر ہو چکا کہدو ترے بیمار کا　　ہے فقط مشتاق اب شربت دیدار کا
کون سے دن رکھتے پھاہا چارہ گر آتے نہیں　　پہ یہ بھرنے میں مرے زخم جگر آتے نہیں

یہ تذکرہ ۱۲۹۹ھ میں طبع ہوا ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

شعرا کو اپنے تذکرہ میں شامل نہیں کیا ہے بعض متروک ہوگئے ہیں اور بعض زیادہ کیئے گئے ہیں۔ جملہ شعرا جنکے حالات اور کلام درج ہیں (۲۲۶) ہیں۔ جو شعرا تذکرہ جات میر، قائم اور مصحفی میں نہیں ہے اونکی صراحت حسب ذیل ہے:۔

ادہم، آغا، ایمان، افسر، اکبر، ارمان، ایماء، بشر، پاکباز، باقر، تمنا، چندا، جوان، جہاندار، چراغ، خیر، دانا، ربط، رضا، ساقی، سلیم، سحر، شیفتہ، شرف، شہرت، شایق، عنقا، ضیاء، عزت، عاشق، عظیم، عاصی، علم، غلام، غمگین، غافل، فدوی، فرخ، فرحت، قوت، قاسم، کرم، کمترین، گوہری، لعلن، محب، مروت، مدحت، مضطر، نزہت، نوازش، نگین، وسعت، ہمدم، ہمت، یادر۔

دو سو چھبیس شعرا کے منجملہ ایک سو ستر ایسے ہیں جنکا حال تذکرہ میر، قائم یا مصحفی میں موجود ہے۔ اور ستاون شعرا ایسے ہیں جو شاہ کمال کے تذکرہ میں زیادہ کیئے گئے ہیں۔ ان میں بعض حیدرآباد کے شعرا ہیں لیکن حیدرآباد کے صرف چند ہی شعرا کو شاہ کمال نے اپنے تذکرہ میں جگہ دی ہے۔

دوسرے تذکروں سے شاہ کمال کے تذکرہ کو صرف یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اس میں شعرا کا کلام ہر نوع کا شامل ہے اور بعض زیادہ مقدار میں ہے۔ خصوصیت سے جن شعرا کا کلام زیادہ ہے وہ یہ ہیں۔

انشاء، آفاق، ایماء، جرائت، حسرت، حسن، حاتم، درد، رخت، رضا، سلیمان، سودا، سوز، شوق، قائم، کمال، میر، مصحفی۔

افسوس ہے کہ شاہ کمال کے انتقال کے سنہ سے ہم واقف نہیں ہیں اور نہ یہ معلوم ہوا کہ کہاں انکا انتقال ہوا۔ قیاس یہ ہے کہ حیدرآباد میں ہوا ہے۔ شعرا کے حال میں کوئی جدت نہیں ہے۔ اکثر کا حال ایک ایک سطر میں قلمبند کیا گیا ہے۔

تذکرہ کے آخر پر پھر اپنا مختصر حال لکھا ہے یعنی بتایا ہے لکھنؤ میں (۱۹) سال تک جو مواد جمع کیا تھا اسکو حیدرآباد میں نورالامراء کے حسب ایماء ڈیڑھ سال میں ترتیب دیکر موصوف کے ملاحظہ میں پیش کیا ہے۔ خاتمہ پر خود کا طبع زاد تاریخی قطعے بھی درج ہیں۔

اختتام۔

بن کے جلد اسکی جب ہوئی تیار   تھی کمال اسکے سن کی تشویشات

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

غزلیات کی اصلاح لیا کرتے تھے۔ جب قائم رام پور چلے گئے تو جرأت سے اصلاح سخن لینے لگے۔

اسی زمانہ سے شعرا کا کلام غزلیات، مثنوی، مخمس، مرثیہ، سلام، رباعی جمع کیا کرتے تھے اور اکثر اساتذہ کے کلیات بھی جمع کر لئے تھے اور انکی فہرست کتاب کے آخر میں دینے کا تذکرہ کیا ہے۔ بیس دیوان بھی جمع کئے اور ان دیوانوں کے ساتھ صاحب دیوان کی تصویر بھی تھی۔ یہ خبر میر سوز نے آصف الدولہ تک پہونچادی۔ آصف الدولہ نے سواری کیلئے ہاتھی بھیجکر انکو طلب کیا اور بڑی عنایت فرمائی اور جو دیوان وغیرہ جمع کئے تھے اسکے متعلق بڑی قدردانی کا اظہار کیا اور پانچسو روپیہ عنایت کرکے ان دیوانوں کے نقل کی خواہش کی اور شاہ کمال نے دیوان روانہ کردئے۔ اس اثناء میں آصف الدولہ کا انتقال ہوگیا جو دیوان بادشاہ کے پاس گئے تھے انکے نقول موجود نہیں تھے۔ بڑی مشکلوں سے کچھ نقول حاصل ہوئے۔ تصاویر حاصل نہیں ہوئے۔ اکثر مسودات خام حالت میں تھے۔ اس عرصہ میں راجہ ٹکیت رائے کا بھی انتقال ہوگیا۔ شاہ کمال اپنے مرشد کی اجازت سے حیدرآباد روانہ ہوئے اور نور الامراء کے ساتھ حیدرآباد آئے اور اپنے ہمراہ اپنا تمام ذخیرہ جو شعراء کے دیوانوں اور تذکروں وغیرہ کا تھا لیتے آئے۔ "تذکرہ محمد قائم" "تذکرہ میر" "تذکرہ مصحفی" کے شعراء کو اپنے تذکرہ میں شامل کیا اور حیدرآباد کے شعرا کا بھی اس میں اضافہ کرکے یہ کتاب قلمبند کی۔

لکھنؤ میں مانک پوران کا وطن تھا۔ آصف الدولہ کے عہد میں (۱۹) سال تک بڑی کاوش سے شعرا کا کلام جمع کیا تھا لیکن ترتیب دینے کی نوبت نہ آئی۔ آخر جب نور الامراء کے ساتھ حیدرآباد آئے تو (۱½) سال میں اسکو ترتیب دیا اور ۱۲۱۹ھ میں صاف کرکے نواب نور الامراء کے ملاحظہ میں پیش کیا ہے۔ مصحفی نے انکا حال اپنے تذکرہ میں کیا ہے اور شعرا کا تذکرہ لکھنے کا بھی ذکر کیا ہے۔

آغاز۔

"حمد ستایشے کہ ہرگراں بہائے سخن را زینت بخش دوکان ناطقہ گردانیدہ وثناء خالقے کہ ناطقہ سخن سنجان روزگار را غیرت افزائے لولوی لال بہا فرید ...... فقیر حقیر قلیل البضاعت خاکپائے فقرا شاہ کمال ولد قادر نواز خاں کہ اہل منصب وجاگیر بودند۔"

اس تذکرہ میں اولاً فارسی دیباچہ ہے جو تیرہ صفحہ پر حاوی ہے اس میں اپنے تفصیلی حالات درج کئے ہیں اسکے بعد ردیف وار شعرا کے حالات اور کلام جمع کیا گیا ہے۔ حالات فارسی میں ہیں صرف غزلیات کا انتخاب نہیں ہے بلکہ ہر قسم اور ہر نوع کا کلام شامل کیا گیا ہے۔ اس تذکرہ کو قائم، میر اور مصحفی کے تذکروں کو پیش نظر رکھکر اور اضافہ کیا گیا ہے۔ میر و قائم اور مصحفی کے تمام

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

یہ اردو گو شعرا کا مشہور تذکرہ ہے جو ردیف وار لکھا گیا ہے۔ یہ وہ پہلا تذکرہ ہے جو تمام تر اردو میں ہے

اختتام۔

کھانے چلا ہے یکرنگ زخم ستم شامیوں کے ہاتھ ۔۔۔ دھو ہاتھ زندگی سے تھے مہمان کربلا

اندھیر ہے جہاں میں کہ آپ شامیوں کے ہاتھ ۔۔۔ ہے سر بریدہ شمع شبستان کربلا

گلشن ہند طبع ہو گئی تھی مگر اب نایاب ہے۔ انجمن ترقی اردو نے دوبارہ گلشن ابراہیم کے ساتھ اسکو بھی شامل کر کے طبع کیا ہے۔

بار اول جو گلشن ہند طبع ہوئی تھی اس سے اس نسخہ میں نمونہ کلام زیادہ ہے۔

(۱۰۲۹) مجموعۂ انتخاب

نمبر (۷۳۵) سائز ($۱۲\frac{۱}{۲} \times ۸\frac{۱}{۲}$) صفحہ (۱۵۶۳) سطر (۱۴) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف شاہ کمال تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۱۵ھ کتابت سنہ ۱۲۱۹ھ ہجری

مصنف نے اپنے حالات اس تذکرہ کے دیباچہ میں فارسی میں قلمبند کئے ہیں جس سے واضح ہوتا ہے کہ انکے والد کا نام قادر نواز خاں تھا جو سلطنت مغلیہ سے منصب اور جاگیر رکھتے تھے۔ محمد شاہ کے عہد میں حسب الحکم شاہی بنگال گئے اور سراج الدولہ کے پاس چندے مقیم رہے اور اس کے بعد دنیا ترک کر کے ملازمت چھوڑ دی اور شاہ محمد تقی کے مرید ہوئے جو حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی کی اولاد سے تھے۔

باپ کے انتقال کے بعد شاہ کمال عظیم آباد سے فیض آباد آئے تین سال تک شفقت علیخاں خواجہ سرا کے مکان میں رہے۔ یہ خواجہ سرا والدہ نواب شجاع الدولہ کا مختار کل تھا اسکی وجہ سے شاہ کمال کو بیگم صاحبہ کی سرکار سے معاش عطا ہو گئی اور فکر معیشت سے مستغنی ہوے! اس زمانہ میں میر تقی میر بھی فیض آباد آئے اور آصف الدولہ کے دربار میں رسائی کی۔ شاہ کمال نے بھی اسی زمانہ میں مشق سخن کی ابتدا کی اور میاں محمد قائم کو اپنا کلام دکھانے لگے۔ پھر فیض آباد سے لکھنؤ آکر بود و باش اختیار کر لی۔ شاہ عطا کریم صاحب سے چشتیہ طریقہ میں بیعت حاصل کی لکھنؤ میں راجہ ٹکیتشور رائے اور راجہ بھولاس رائے کے سرکار سے متوسل رہے۔

شاہ کمال نے یہ بھی صراحت کی ہے کہ میاں قائم ہفتہ میں دو روز یعنے چہار شنبہ اور یکشنبہ کو اپنے تمام شاگردوں کے کلام کی اصلاح کرتے تھے اور شاہ کمال بھی اسی روز اپنے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

یہ اردو گو شعرا کا تذکرہ ہے اس میں اولاً چار صفحے فارسی دیباچہ ہے اسکے بعد نفس مضمون شروع ہوتا ہے۔ شعرا کے حالات بھی فارسی میں ہیں اور نمونہ کلام اردو میں ہے۔ اس تذکرہ کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ یہ اردو شعرا کا پہلا تذکرہ ہے۔ دوسرے تذکرے اسکے بعد لکھے گئے ہیں۔ میر تقی میر کا تذکرہ "نکات الشعرا" بھی اسی زمانہ میں لکھا گیا ہے۔ اس تذکرہ میں دکن اور شمالی ہند کے تیس شعرا کا حال درج ہے۔

اختتام۔

میں وہ مجنوں ہوں کہ آباد نہ اجڑا سمجھوں　　مشتِ خاک اپنی اڑا کر اسے صحرا سمجھوں
شمع سا محو ہوں ان شعلہ قدوں کے اوپر　　میں نہ جلنے کو ہی نجانوں نہ تماشا سمجھوں

یہ تذکرہ سید محمد صاحب لکچرار ایم۔ اے جامعہ عثمانیہ نے شائع کر دیا ہے۔

گلشن ہند (۱۰۲۸)

نمبر (۷۶۲) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۵۳۵) سطر (۱۲ تا ۱۴) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف مرزا علی لطف تاریخ تصنیف ۱۲۱۵ھ کتابت

مرزا علی لطف کے والد کاظم بیگ خاں استر آبادی ۱۱۵۴ھ میں نادر شاہ کے ہمراہ دہلی آئے اور ابوالمنصور خاں صفدر جنگ کی وساطت سے بادشاہی دربار میں رسوخ پایا۔ کاظم بیگ فارسی کے شاعر تھے ہجری تخلص تھا۔ مرزا علی لطف کی پیدائش دہلی میں ہوئی۔ جان گلکرائسٹ کی فرمائش سے اس تذکرہ کو علی ابراہیم خاں خلیل کے فارسی تذکرہ سے اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ مرزا علی نے حیدر آباد کی بھی سیاحت کی تھی اور ارسطو جاہ کے دربار میں باریاب ہوا اور منصب جاری ہوا تھا۔ حیدر آباد سے وہ کلکتہ چلا گیا اور ڈاکٹر گلکرائسٹ کے متوسل ہو کر اس تذکرہ کو مرتب کیا۔

آغاز۔

"رعنائی اور زیبائی دلبرانِ سخن کو زینت آفرین کی حمد سے حاصل ہے جس نے معشوق زبان ریختہ کو یہ لباس بوقلمون رنگ پہنایا دلربائی اور رنگین ادائی ناز فروشان ناطقہ کو اس بے نیاز کی ثنا و شامل ہے جس نے محبوبان کلام اردو کو زیور الفاظ عربی اور فارسی کی آرائش کی خرام ناز سکھایا"۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

کا جھنڈ بعض انعامداروں کے اسناد دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بزمانہ مہاراجہ چنچھرپتی ریاست ستارہ کپل کو کوپن کہتے تھے رفتہ رفتہ کثرت استعمال سے کوپل کہنے لگے۔ کوپن سنسکرت لفظ ہے جسکے لغوی معنی بھی وہی ہیں جو اوپر مذکور ہوئے ہیں"۔

اس رسالہ میں مصنف نے "کپل" کے جغرافی اور معاشی انتظامی حالات وغیرہ کے علاوہ تعلقدا نے اپنے زمانہ کی ترقیات کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

اختتام۔" بارگاہِ الٰہی سے یہ دعا ہے کہ ہر گھڑی سرکار مالک اسٹیٹ کے اقبال و دولت و عمر میں ترقی ہوتی رہے آمین"

خاتمہ مستقر کپل میں جو مساجد ہیں ان میں سے تین بہت قدیم ہیں تین جدید ہیں۔ صحیح تاریخ تعمیر کا پتہ نہیں چلا۔ ۳ رامرداد ۱۳۳۵ف"۔

(۵) تذکرہ
گلشن گفتار
(۱۰۲۷)

(نمبر ۳۶ فارسی۔ تذکرہ) سائز (۷×۴) صفحہ (۱۰۸) سطر (۷) خط نستعلیق کاغذ دیسی

صفحہ اول مطلا جدول مطلا

مصنف خواجہ خاں حمید۔ تاریخ تصنیف ۱۱۶۴ھ کتابت

خواجہ خاں حمید تخلص۔ اورنگ آباد کا باشندہ تھا اور جاگیردار خاندان سے تعلق رکھتا تھا حمید کے باپ کا نام ترکتاز خاں اور خطاب قوی جنگ تھا اور دادا کا تازخاں تھے۔ حمید کو عارف الدینخاں عاجز سے تلمذ حاصل تھا۔ عاجز کے فارسی اور اردو دیوان کو اسی نے مرتب کیا ہے۔ حمید کو بچپن سے شاعری کا شوق تھا۔ اسی شوق کے باعث اس تذکرہ کو بھی مرتب کیا ہے۔ گلشن گفتار کی تالیف کا قطعہ تاریخی یہ ہے۔

لکھا ہم نے جب تذکرہ کو حمید ہوا خوش جسے فہم اشعار ہے
تلاش اسکی تاریخ کی کرکے دل کہا گلشن بزم گفتار ہے

آغاز۔

" محمد بیت ایزدی کہ زبان فصحاے عالی فطرت والا خیریت بتقریر شمہ آن عاجز و قاصر و کرمت الٰہی کہ بہ بہترین امثال شامل حال"۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مصنف محمد اسمٰعیل تاریخ تصنیف ۱۳۳۰ھ کتابت ۱۳۳۰ھ

مصنف سالار جنگ ثالث کے استاد تھے۔ ابتدائی تعلیم نواب صاحب کو دی تھی۔

آغاز۔

حمد بیحد اوس خدائے پاک کو — نورِ ایماں جس نے بخشا خاک کو
خاک کو پر نور سر تا پا کیا — قطرۂ ناچیز کو دریا کیا

سبحان اللہ تعالیٰ شانہ کہ ذات مستجمع صفات اوسکی ہے شرک اور زوال اور الوہیت اور صمدیت اوسکی پاک ہے"۔

یہ ایک تاریخ اسلام ہے جس میں آنحضرت صلعم سے لیکر میر عثمان علیخاں تک کی تاریخ لکھی ہے قدیم طرز کی تاریخ ہے کوئی تنقیدی پہلو نمایاں نہیں۔

اختتام۔

"۲۲ صفر ۱۳۲۴ھ مطابق ۱۴ خورداد ۱۳۱۵ف موافق ۹ اپریل ۱۹۰۶ء روز سہ شنبہ کو حسب الحکم سرکار عالی بہ نظر خوشنودی عقد خوانی ولی عہد شہزادہ کا جریدہ غیر معمولی میں طبع ہوئی کہ دفاتر بلدہ کو ایک یوم کی تعطیل عام دیگئی اور جس روز ممالک محروسہ کے اضلاع میں جریدہ پہونچا اوس روز تعطیل عام کل دفاتر کو ایک یوم کی ہوئی"۔

خاتمہ۔

گزرانیدہ غریب الدیار خاکسار احقر العباد محمد اسمٰعیل اوستاد اولین نواب سالار جنگ بہادر ثالث حال مددگار مہتمم کتب خانہ۔ مرقوم ۲۶ ربیع الاول ۱۳۳۰ھ روز دوشنبہ۔

حالات کپل (۱۰۲۶)

نمبر (۵۶۶) سائز (۶ × ۴½) صفحہ (۷۲) سطر (۹) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف میر احمد علی خاں تاریخ تصنیف ۱۳۴۵ھ کتابت ۱۳۴۵ھ

مصنف ضلع کپل کے تعلقدار تھے۔ سالار جنگ کی جاگیر میں یہ مقام شامل تھا۔ نواب سالار جنگ کی دلچسپی اور معلومات کے لئے اسکو قلمبند کیا گیا ہے۔

آغاز۔

"کپل کنڑی لفظ ہے جو ماخذ ہے کوپلو سے۔ کوپلو کے لغوی معنی نو آباد قریہ یا درختوں

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام۔

"ڈوپلے کا گورنمنٹ فرانس لالی کی مدد نہ کرنا اور بٹینہ پی سی بوسی کا شمالی سرکار سے بلایا جانا گورنمنٹ فرانس ہم وطنوں کی قدر نہ کرنا جو ہند میں تھے"۔

کشکول

(۱۰۲۴)

نمبر (۴۷۴) سائز (۶×۸) صفحہ (۵۵۰) سطر (۱۲ تا ۱۶) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف فریدالدین خویشگی تاریخ تصنیف ۱۳۲۷ھ کتابت ۱۳۲۷ھ

مصنف حیدرآباد میں کاغذ مہور کے دفتر کے سررشتہ دار تھے۔ تاریخ سوانح۔ فقہ۔ عقائد وغیرہ اور مختلف شاعروں کے کلام سے دلچسپی تھی۔

اپنی دلچسپی کے لئے اس کتاب میں ادیبوں کے زیادہ تر تاریخی امور درج کئے ہیں۔

آغاز۔

"ہر طرح کی تعریف لایق وسزاوار وہی ہمارا خالق رازق اور صحت وعافیت بخشنے والا اور مشکلوں کو رفع کرنے والا شہنشاہ حقیقی ہے جسکی حکومت اور سلطنت قائم ودائم اور نہایت وسیع ہے اور زوال ونقصان سے بے خوف وخطر ہے"۔

اس کشکول میں مصنف نے اپنی دلچسپی کے لئے تاریخ، سوانح، فقہ، عقائد، طب وغیرہ کے علاوہ مختلف شعرا کا کلام بھی قلمبند کیا ہے۔ ہیئت اور تصوف کی یادداشت بھی درج ہیں۔ نظم کے حصے میں فارسی اور اردو کلام جو مختلف شعرا کا ہے جمع کیا ہے۔

اختتام۔

جنت بدہ مکانم با جملہ مومنانم   تا جاودان بمانم تو رحم کن رحیما

من سعدیِ کمینم بر دینِ مصطفےٰ ام   ہر دم ہمی بخوانم تو رحم کن رحیما

خاتمہ۔ ایک شعر دعائیہ خویشگی۔

ایں خویشگی غلامت کم طاعت وبضاعت   مشتاق ہشت...... تو رحم کن رحیما

جمیع تاریخ المعروف عماد سالار جنگی

(۱۰۲۵)

نمبر (۴۳،۷) سائز (۱۲×۷½) صفحہ (۱۱۵۶) سطر (۱۲) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

یہ کتاب میر محمد معصوم کی تاریخ معصومی (جو سندھ کی مشہور تاریخ ہے) کا ترجمہ ہے۔ مترجم نے واضح کیا ہے کہ تاریخ معصومی کی تصنیف ۱۰۰۹ھ میں ہوئی اور انکو ۱۰۱۷ھ کا نسخہ دستیاب ہوا۔ انہوں نے ۱۹۰۶ء میں بہاول پور میں یہ ترجمہ کیا۔

اختتام۔

"نواب علائی نے ولایت ٹھٹھہ کی گورنری کے واسطے مرزا غازی جان بیگ کے بیٹے کو حضور میں پیش کیا۔ بادشاہ نے یہ التماس قبول کر لیا اور جانی بیگ کے بیٹے کو اوسکے باپ کے منصب پر ممتاز فرمایا۔"

خاتمہ۔ "تمت کتاب بعنون اللہ الملک الوہاب بقلم حقیر فقیر الی اللہ الغنی آغا سلطان مرزا مترجم کتاب ہذا ۱۱ر جولائی ۱۹۰۶ء چہارشنبہ ریاست بہاول پور۔" اس سے واضح ہے یہ مترجم کا اصلی نسخہ ہے۔

(۱۰۲۳) یادداشت تاریخی ہندوستان و برما

نمبر (۵۴۵) سائز (۸ × ۶ ½) صفحہ (۴۲) سطر (۱۲) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف نامعلوم   تاریخ تصنیف مابعد ۱۹۲۰ء کتابت

اس رسالہ کے مصنف کا حال معلوم نہیں ہوا۔

آغاز۔

"برما اور ہندوستان کا رقبہ (۱۸) لاکھ مربع میل ہے اور باشندے ۱۹۱۱ء میں ۲۹ ½ کروڑ تھے ملک کی زرخیزی بسبب کثرت بارش زیادتی نہروں و دریا کثرت سے نباتات کی پیداوار کثرت معدنیات جیسے لوہا، پتھر کا کوئلہ، نمک، مٹی کا تیل، سونا، جواہر وغیرہ۔ باوجود اس زرخیزی کے یہاں کے باشندے مفلس ہیں"۔

اس رسالہ میں مختصر طور پر برما اور ہندوستان کی تاریخی حالات لکھے گئے ہیں کتاب پندرہ ابواب میں منقسم ہے۔ دراصل کسی تاریخ کا انتخاب "نوٹس" معلوم ہوتا ہے جو کسی نے اپنے امتحان کی سہولت کے لئے لکھا ہے۔

کتاب ناقص ہے۔ سولھویں باب کی سرخی ہندوستان میں انگریزی راج کی ترقی کا عنوان لکھکر جگہ چھوڑ دی گئی ہے اسکو لکھا نہیں گیا۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

کل (۳۲) شہروں کا حال لکھا ہے۔ مختلف آثار قدیمہ مثلاً ایلورا، اجنٹہ وغیرہ کا حال اور کتبات وغیرہ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

اختتام۔

"میرے فرزند عزیز صاحب عقل و تمیز ابو الحسن حفظ اللہ نے ایک قصیدہ نہایت سلیس و نفیس جو ان دنوں انکی تعریف میں لکھا ہے چونکہ مختصر و فصیح ہے۔ فلہذا ضیافت طبع کے لئے تحریر کر کے اس کتاب کو ختم کرتا ہوں"۔ اسکے بعد ایک قصیدہ درج ہے جسکا مطلع اور مقطع درج ہے

طرفہ تر بادِ بہاری نے دکھائی تاثیر   کہ جواں ہو گیا علم میں دوبارہ ہر پیر

بخت شاہانہ رہے آپ کا ہر وقت غلام   اور مساعد رہے ہر لحظہ تمہاری تقدیر"

خاتمہ۔ "الحمد للہ بتاریخ چہاردہم ماہ محرم ۱۳۱۱ھ تالیف دلچسپ شروع اور چہاردہم ماہ صفر سنہ الیہ ختم ہوئی۔ ۱۲۷۵ھ رجب میں آثار الصنادید تاریخ دہلی مولف جواد الدولہ عارف جنگ (سرسید) کو دیکھا تو جی چاہا میں بھی ایک تاریخ لکھوں"۔ اسکے بعد اس امر کی صراحت کی گئی ہے کن کن شہروں کا بیان ہوا ہے آخر پر چند تاریخی قطعے بھی درج ہیں۔

(۱۰۲۲) ترجمہ تاریخ سندھ عرف تاریخ معصومی

نمبر (۵۲۶) سائز (۱۰×۶½) صفحہ (۲۶۱) سطر (۲۰) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف مترجم آغا سلطان مرزا تاریخ تصنیف ۱۳۲۴ھ ۱۹۰۶ء کتابت ۱۳۲۴ھ

مترجم کے والد کا نام آغا فدا علی بیگ تھا اور وہ آغا فضل علی بیگ کے فرزند تھے ان کے بڑے بھائی آغا میڈو بیگ سلطنت اودھ کے توپ خانہ میں رسالدار تھے۔ مترجم بیان کرتا ہے کہ اسکو مدت سے کسی کتاب کے ترجمہ کرنے کی خواہش تھی تاکہ اپنی یادگار باقی رہے اس لئے انہوں نے اسکا ترجمہ کیا ہے۔

اولاً چار صفحے کا دیباچہ ہے اسکے بعد اصل کتاب شروع ہوتی ہے۔

آغاز۔

"الحمد للہ۔ آغا سلطان مرزا ابن آغا فدا علی بیگ مرحوم ابن آغا فضل علی بیگ صاحب رسالدار برادر کوچک آغا مینڈو بیگ اجیٹن توپ خانہ سلطنت اودھ عرض کرتا ہے مدت سے میرا ارادہ تھا کہ کسی کتاب کا ترجمہ کروں تاکہ میرے بعد باقیات الصالحات رہے"۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh
معلوم ہوتا ہے کہ یہ (۳۳) سال کے عرصہ میں ۱۸۴۱ء سے ۱۸۷۴ء تک تیار ہوئے۔"

(۱۰۲۱) دلچسپ تاریخ

نمبر (۵۴۱) سائز (۹½ × ۶½) صفحہ (۱۱۷) سطر (۱۴) خط نستعلیق کاغذ ولایتی
مصنف ابوالفضل محمد عباس شیروانی تاریخ تصنیف ۱۳۱۰ھ کتابت ۱۳۱۰ھ

مولف کا نام عباس اور لقب ابوالفضل تھا رفعت اور سرور تخلص کرتے تھے۔ شہر کاملی کے رہنے والے اور بھوپال میں اقامت کرلی تھی۔ جابر بن عبداللہ انصاری کی اولاد میں تھے۔ ان کا خاندان مدینہ سے بغداد میں آکر اقامت کیا وہاں سے شہر ہمدان جابسے اور نام آوری حاصل کی مرزا ابراہیم خاں اور انکے فرزند محمد علی خاں نادرشاہ کے امراء میں شامل تھے۔ نادرشاہ کے مارے جانیکے بعد مولف کے دادا مرزا محمد تقی خاں شیروان میں آکر مقیم ہوئے۔ علم وفضل میں نام آوری حاصل کی۔ مولف کے والد مولانا احمد شیروانی کلکتہ میں مدرسہ عربی میں مدرس تھے اور غازی الدین حیدر کے مصاحب بھی تھے اسکے بعد بھوپال آکر اقامت کرلی۔ ۱۲۵۶ھ میں انتقال ہوا۔ مولف کی پیدائش ۱۲۴۱ھ میں شہر بنارس میں ہوئی۔ بنارس کے علماء سے تحصیل علم کیا تھا غالب سے ملاقات کی تھی۔ جنگ آزادی ۱۲۷۳ھ ۱۸۵۷ء کے بعد بھوپال آکر اقامت کرلی تھی۔ مصنف نے فارسی اور اردو میں تقریباً پچاس کتابیں تالیف کی ہیں۔ بعض کتابیں یہ ہیں تاریخ سلاطین عثمانیہ، روم، ترک، افغان، تاریخ افاغنہ تاریخ سکھاں، تاریخ بھوپال، تاریخ دکن، تاریخ قوم بوہرہ، نقد رواں وغیرہ انھوں نے لکھا ہے ۱۲۷۵ھ میں آثار الصنادید دیکھکر اس قسم کی کتاب لکھنے کی خواہش ہوئی اور (۵۶) مقام کے آثار قدیمہ دیکھے۔ عالمگیر محمد خاں فرزند شاہ جہاں بیگم کے ایما سے مولف نے یہ کتاب طلبہ مدارس وغیرہ کے معلومات کے لیئے لکھی ہے۔

آغاز۔

"کلام نمود حمد واجب الوجود ہے اور لایق سجود ذات پاک معبود اور قابل ستایش و درود برگزیدہ رب ودود حضرت محمد محمود مظہر کمالات نامحدود و آل ابرار و اصحاب اخیار اون کے۔"

مولف نے بیان کیا ہے اولاً انھوں نے ایک فارسی کتاب تاریخ نفیس لکھی تھی اس کا ترجمہ انکے فرزند ابوالحسن نے کیا تھا۔ اسکے بعد اس میں مختلف تاریخی عمارتوں کا حال لکھا ہے اس سلسلہ میں اورنگزیب کا حال۔ عادل شاہی سلاطین اور قطب شاہوں کا حال بھی درج ہے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

سکھوں کی اور گردوارہ کی کیفیت مجھ سے دریافت فرمانے لگے۔"

یہ سکھ قوم کی تاریخ ہے گرونانک سے آغاز بیان ہوا ہے (۴۲) عنوان کے تحت تفصیل کی گئی ہے۔ اگرچہ تاریخی حیثیت سے یہ کتاب معتبر کہی جا سکتی ہے مگر بغیر تنقید کے واقعات قلمبند کیے گئے ہیں قدیم طرز کی تاریخ ہے۔

اختتام۔

"اور ہر ایک پوبجاریوں نے گردوارہ کے متعلق جو تعمیر کیا ہے اوسکا بیان بھی اس نقشہ میں کیا گیا ہے اور اوسکے مصارف کا اندازہ بھی اوسی میں درج ہے۔"

اس کے بعد ایک گوشوارہ ہے جس میں تعمیر کنندہ کا نام معہ صراحت تعمیر اور رقم کی صراحت کی گئی ہے۔ کل چار اشخاص ہیں تین لاکھ پیسنٹ ہزار روپیہ صرف ہوئے ہیں۔ ۳۶۵۰۰۰

(۱۰۱۸) کتاب سررشتہ تعلیم

نمبر (۶۶۸) سائز (۱۳ × ۸) صفحہ (۱۰۶) سطر (۲۱) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف محمد سخاوت حسین تاریخ تصنیف قریب ۱۳۰۰ھ کتابت

مصنف بدایوں کے وکیل تھے ضلع شاہ جہاں پور میں وکالت کرتے تھے۔ تعلیم سے دلچسپی تھی سرسید کی ایجوکیشنل کانفرنس کے باعث اکثر اصحاب مسلمانوں کی تعلیم سے دلچسپی لینے لگے تھے یہ کتاب اسی دلچسپی کا ایک نمونہ ہے۔

آغاز۔

"پہلے حصہ میں گورنمنٹ کالجوں اور اسکولوں کے متعلق بحث ہے جہاں تعلیم علوم بزبان انگریزی ہوتی ہے اور نیز دوسری زبان اردو فارسی، عربی، سنسکرت بھی سکھائی جاتی ہے۔"

اس رسالہ میں ممالک مغربی و شمالی اور بنگال کے شہری اور دیہاتی مدارس کا حال اور قدیم و جدید تعلیم کا تذکرہ ہے جو قبل از جنگ آزادی ۱۸۵۷ء تھا اس میں تفصیل کے ساتھ تمام اسباب و علل کا بیان ہے۔

مسلمانوں کے علم سے جاہل رہنے کے متعلق تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

اختتام۔

"غرضکہ گویا بالاتفاق واکثر لوگ علماء اور علاً اکثر اطباء ہندوستان سے بہت زیادہ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

جہاں شام کو چوپر گڑی اوتاریں

وہاں پر بنی گنج افضل سہانی

اس رسالہ میں دو مسدس ہیں ایک کا عنوان نیرنگی بلدہ ہے اس میں گلزار حوض افضل گنج وغیرہ کی تعمیر کا تذکرہ ہے دوسری مسدس میں سواری جلوس کا عنوان دیا گیا ہے اسکا آغاز یہ ہے۔

شہنشاہ دکن جب ہوے سوار　　کہاں تک لکھے کوئی اسکی بہار

پہلی مسدس کا خاتمہ حسب ذیل شعر پر ہوا ہے۔

لیکن جنکے ہے یہ میاں کاردانی　　خدا یا رہے اونکی ہر جائے پانی

دوسری مسدس کا اختتام۔

یہ بارہ سو بیکانوی سال تھا　　مبارک جمعہ کا یہ احوال تھا

نویں کو نویں سال کا حال تھا　　کہ مولا بخش جب چلا حال تھا
(ہاتھی کا نام)

جو دیکھا سواری بولیگا اس کار

کہ مانی سکندر ہمان شعار

خاتمہ۔

من تصنیف دعا گو حاجی فدا علی سرکار سررشتہ پیشی پرشاد۔

(۱۰۱۷) تاریخ سکھاں

نمبر (۷۰۰) سائز (۸ × ۱۳) صفحہ (۲۶۴) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف ؟　تاریخ تصنیف ۱۲۹۵ھ کتابت

مولف کا نام معلوم نہیں ہوتا صرف یہ پتہ چلتا ہے کہ انکو اول تعلقدار ناندیڑ کرکے روانہ کیا گیا تو لوگوں نے سکھوں کے حالات دریافت کئے اور نواب مختار الملک نے بھی سکھوں کی تاریخ کی خواہش کی اس بنا پر یہ تاریخ قلمبند کی گئی۔

آغاز۔

بعد حمد و صلواۃ کے واضح ہو کہ ماہ ذیقعدہ ۱۲۹۵ھ میں میرا تقرر ضلع ناندیڑ کی اول تعلقداری پر ہوا تو عالیجناب معلی القاب نواب مختار الملک بہادر دام اقبالہٗ نے اپنے فیض ترجمان سے ناندیڑ اور سکھوں کے گردوارہ کا تذکرہ فرمایا۔ جب میں ناندیڑ میں پہونچا تو میرے بعض دوستوں نے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز۔

"اول ستایش فراواں ونیایش بیکراں اور سپاس بے قیاس ذات والاصفات واجب الوجود مالک الملک نامحدود احد الصمد کو لایق ہے۔"

اس کتاب میں جن امور کو بیان کیا گیا ہے اسکی صراحت خود مولف کے الفاظ میں قابل ملاحظہ ہے۔" جناب ڈبلیو، آر، ام ہالرائڈ صاحب بہادر ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن پنجاب کے چند مختصر ردیف وار حالات تعمیرات واقع ہند یعنے قلعہ محل۔ تالاب و پل۔ مساجد و مقابر مینار و منادر برج و لائنیں۔ باولیات اور درگاہیں اور دیگر اسی قسم کی ہندوستانی عمارتوں کی نسبت تواریخ انگریزی و فارسی وغیرہ سے اور نیز اکثر تعمیرات کو بچشم خود دیکھ کے شب و روز کی نہایت جانفشانی اور سرگردانی سے زبان آسان اردو میں واسطے سہل فہم ناظرین کے لکھی اور نام کتاب کا "غرایب نگار" رکھا۔ ۱۸۷۴

اس کتاب میں چھہ سو پینتیس ۶۳۵ مشہور عمارتوں وغیرہ کے حالات درج ہیں جو ردیف وار ہیں۔

اختتام۔

نواب مستطاب معلی القاب آنرایبل سر رابرٹ ہنری ڈیویس سی۔ ایس۔ آئی لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب دام اقبالہم کے بہ ہدیہ مختصر و نذر تحفہ منظور و مقبول اور سعی مولف کی مشہور ہے۔"

آخر پر حافظ غلام رسول ویران تخلص اور احمد حسین خاں طرز تخلص کے قطعے تاریخ درج ہیں اول الذکر نے غرایب نگار سے تاریخ نکالی ہے۔

(۱۰۱۶) نیرنگی بلدہ

نمبر (۶۵۷) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۲۶) سطر (۱۲) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف فدا علی تاریخ تصنیف ۱۲۹۱ھ کتابت ۱۲۹۱ھ

مصنف حیدرآباد میں بے قاعدہ فوج کے سررشتہ میں ملازم تھا۔ علم سے دلچسپی تھی شاعری کا شوق تھا۔ مگر کوئی مشہور شاعر نہیں تھا۔

آغاز۔

شہر پہ خدا کی ہوئی مہربانی　　دیا حوض سوکھے کو گلزار پانی
بہت مدتوں کی حویلی پرانی　　محل پہ بنی اور ہوئی گل فشانی

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

مصنف، کا نام معلوم نہ ہوسکا۔

آغاز۔

افسوس اندنوں میں عجب ماجرا ہوا　گویا دلوں پہ تازہ غم کربلا ہوا
کیا غیر مہدویوں کا ستم برملا ہوا　مسجد میں سرامام کا تن سے جدا ہوا
ہر ایک مقتدی بھی وہیں تم فنا ہوا

اس منظوم رسالہ میں مولوی عبدالکریم کا مارے جانے کا واقعہ نظمایا گیا ہے جنکی تفصیل یہ ہے حیدرآباد کے ایک بزرگ مولوی عبدالکریم مہدوی مذہب کے خلاف وعظ کیا کرتے تھے۔ ایک من چلے مہدوی نے موقع پاکر مولوی صاحب کو شہید کردیا۔ اس پہ حیدرآباد میں بڑا فساد ہوگیا مہدویوں کے خلاف تمام سنت جماعت بدلہ لینے پر تیار ہوگئے۔ کچھ کشت و خون بھی ہوا۔ بالآخر مہدویوں کو کچھ عرصہ کیلئے حیدرآباد سے نکال دیا گیا۔ اس واقعہ کو اس نظم میں قلمبند کیا گیا ہے۔

اختتام۔

پوروں میں اور شہروں میں جو تھے وہ ناپکار　فرصت نہ دے نکال دئے سب کو ایک بار
یونہیں نکالے ملک سے جاجا کے چوبدار　ہر روز زخمی راہ میں مرتے ہوں دو چار
اس مختصر بیان کا یہاں انتہا ہوا

خاتمہ۔

حسب فرمایش علاء الدین سالک منشی در فرخندہ بنیاد حیدرآباد بخط اضعف فقیر حقیر محمد غیاث الدین بروز زیارت حسین علیہ السلام باتمام رسید ۱۲۸۹ھ۔

(۱۰۱۵) غرابت نگار

نمبر (۷۰۱) سائز (۱۲½ × ۸) صفحہ (۳۲۸) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ ولایتی
مصنف عبدالحق　تاریخ تصنیف ۱۲۹۱ھ / ۱۸۷۴ء کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔ یہ مصنف مشہور خیرآبادی بزرگ نہیں ہیں بلکہ کوئی اور شخص ہیں جو صوبہ پنجاب کے سررشتہ تعمیرات میں ملازم تھے اور تاریخ سے بھی دلچسپی تھی اپنے صوبہ کے ناظم تعلیمات کی حسب خواہش اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اب آگے صحیح وہ حدیث سنیں کہ جس طرح سے درج حسن الیقیں

اس کے بعد کے اشعار نہیں ہیں ایک عربی دعا لکھی گئی ہے اور شروط صوم وصال کی تفصیل ہے

(۱۰۱۳) تاریخ رشیدالدین خانی

نمبر (۷۵۷) سائز (۹ × ۶ ۱/۶) صفحہ (۴۳۸) سطر (۹) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف غلام امام خاں ہجر تاریخ تصنیف ۱۲۶۹ھ کتابت ۱۲۵۹ھ

مصنف کے حالات دوسری جگہ درج ہو چکے ہیں۔

آغاز۔

"الحمدللہ کہ اوس نے اہتمام مملکت عقبی کا حکام دین مبین انبیا و مرسلین اور اولیاء راشدین کو عنایت کیا اور انتظام سلطنت دنیا کا بادشاہ کبار اور وزراذوی الاقتدار کو عطا فرمایا۔"

دراصل یہ تاریخ دکن ہے مگر آغاز میں تاریخ ہند بھی شامل کردی گئی ہے۔ دکن کی معتبر تاریخوں میں اسکا شمار ہوتا ہے۔ مولف امیر پائیگاہ کا متوسل تھا۔ رشیدالدینخاں اقتدارالملک کے نام اسکو موسوم کیا گیا ہے۔

اختتام۔

"الحمدللہ شکر کی جا ہے کہ یہ کتاب لاثانی مسمی تاریخ رشیدالدین خانی حسب الارشاد وہدایت بنیاد آرا یکساں رائے سخن دانی صدرنشین انجمن معانی حضرت نواب صاحب قبلہ نواب اقتدارالدولہ محمد رشیدالدین خاں بہادر مدظلہ العالی سے صاحب تالیف و تصنیف شاعر وحید العصر منشی خوش فکر فصاحت بیان .... مولوی محمد غلام امام خاں ..."

خاتمہ۔

مرقوم شاز دہم ماہ شعبان ۱۲۵۹ھ نبوی بروز یکشنبہ بوقت سہ پہر آمدہ باتمام رسید کاتب الحروف .... میر مظفر علی خاں۔

(۱۰۱۴) واقعہ شہادت مولوی عبدالکریم

نمبر (۱۳۱) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۷۴) سطر (۹) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف نامعلوم تاریخ تصنیف ۱۲۵۹ھ کتابت ۱۲۵۹ھ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام۔

رہے جاری یہ فیض شاہی مدام ۔ بحق محمد علیہ السلام
خدایا بحق بنی فاطمہ ۔ کہ بر قول ایماں کنی خاتمہ

خاتمہ۔

تحریر فی التاریخ ہفتم ماہ ربیع الثانی ۱۲۶۴ھ آگر ۱۲۶۴ھ غلط ہے کیونکہ نفس کتاب کی عبارت سے ۱۲۶۵ھ میں تصنیف ہونا ظاہر ہے۔

(۱۰۱۲) حرب حیدری

نمبر (۷۳۲) سائز (۸×۱۳) صفحہ (۴۴۵) سطر دو کالم فی کالم (۲۷) شعر
خط نستعلیق کاغذ ولایتی بلو

مصنف محمد نوروز حسین بلگرامی تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ کتابت

مصنف بلگرام کے مردم خیز قطعہ سے تعلق رکھتا تھا۔ شاعر بھی تھا اور عالم بھی۔ اس کی قادر کلامی کا ثبوت اس ضخیم مثنوی کے ترجمہ سے ہو سکتا ہے۔ ہم مصنف کے تفصیلی حالات سے واقف نہیں ہیں۔

آغاز۔

رقم اوس کی توحید کر اے قلم ۔ عطا جس نے کی ہے عقل و دین و درم
دو عالم کا سارا سر انجام کار ۔ انھیں تین نعمت سے ہے آشکار
خرد دہی کہ تا چشم کو کھول کر ۔ کریں دید عالم تماشے کا گھر

یہ مثنوی "حملہ حیدری" کا ترجمہ ہے۔ اس میں حضرت علی کرم اللہ وجہ کے پورے حالات زندگی اور جنگوں کا ذکر ہے۔ مثنوی دو جلد میں منقسم ہے۔ حمد و نعت، منقبت حضرت علی، مناجات کے بعد اصل مضمون شروع کیا ہے۔ ابتدا میں آنحضرت کے جنگوں کا بیان ہوا ہے جس میں حضرت علی شریک تھے۔

کتاب کے آغاز سے پہلے فہرست مضامین بھی شامل کی گئی ہے۔

اختتام۔

جو اوس جا پہ نعش رسول کرام ۔ نماز جہاں آفریں تھے تمام

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

یہ میسور کی تاریخ ہے۔ حیدر علی اور ٹیپو سلطان کا حال اور انکی لڑائیوں کی تفصیل ہے، علی راجہ امیر البحر کے بیان تک واقعات ہیں۔

اختتام۔

"نواب بہادر نے علی راجہ کو ایک بیڑا جہازوں کا دیکر اپنا امیر البحر بنایا۔ اس خدمت سے اور جزائر مالدیپ کی حکومت سے علی راجہ کی عزت منزلت ہم چشموں میں بہت بڑھ گئی"۔

اس کے بعد تفصیل نہیں ہے۔ ناقص الآخر ہے۔

اس مجلد میں کئی اور تاریخی امور لکھے گئے ہیں اسکو تاریخی کشکول کہا جا سکتا ہے۔

سراج التواریخ (۱۰۱۱)

نمبر (۶۸۷) سائز (۱۱ × ۶) صفحہ (۷۷۴) سطر (۱۴) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف نذر علی تاریخ تصنیف ۱۲۶۵ھ کتابت ۱۲۶۵ھ

مصنف کوئی مشہور شخص نہیں ہے کسی تذکرہ قدیم اور جدید میں انکا حال درج نہیں ہے اس مثنوی سے بھی مصنف کے حال پر کوئی روشنی نہیں پڑتی۔ البتہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس مثنوی کو نواب سراج الملک (دیوان حیدرآباد) کے نام پر لکھا گیا ہے اور ان سے صلہ کی توقع بھی تھی۔

آغاز۔

ستایش مسلم خدا ہی کو ہے — نیایش سزاوار شاہی کو ہے
کہ جسکے نہیں سلطنت کو زوال — نہیں کوئی ایسا جز ایزد تعال
منزہ ہے ذات اوسکے حاجات سے — کہ مستغنی ہے اپنی وہ ذات سے

یہ شاہنامہ فردوسی کا اردو ترجمہ نظم میں ہے جو حیدرآباد میں کیا گیا ہے۔ اولاً حمد و نعت مناجات کے بعد آصفجاہ چہارم میر فرخندہ علی خاں کی مدح اور ستایش ہے اس کے بعد سراج الملک میر عالم علی خاں دیوان دکن کی تعریف اور توصیف ہے۔ پھر سبب تالیف کا عنوان آتا ہے۔ اسکے بعد اصل شاہنامہ شروع ہوتا ہے۔

مصنف کا تخلص۔

اوسی طرح نذر علی نے تمام — لکھا قصہ کوتاہ بہ والسّلام

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز۔

"سرانا اور صفت کرنا خاص خدائے تعالےٰ کتئیں سزاوار ہے۔ جو لکھنے ہارا شیریں بیان کا پیدا کرنے ہارا اٹھارا ہزار عالم کا ہے اور صفت اسکی بیان میں نہیں آتی ہے فہم اور خیال سے باہر ہے"۔

تاریخ تصنیف کی صراحت۔

"موافق خداوند نعمت کے عقل ناقص میں آئے یتوں کرناٹکی زبان میں بیچ سنہ ایک ہزار آٹھ سو چودا عیسوی مطابق سنہ ایکہزار دو سو انتیس ہجری میں تیار کیا اسکا نام حیدر نامہ رکھا"۔

یہ تاریخ میسور کے فرمانروا حیدر علی اور ٹیپو سلطان کے حالات پر مشتمل ہے۔

اختتام۔

"جب لشکر انگریز کا پیچھا دو برس کے قصوری سے افغان کرے اور کرنول والیوں کے اپر کوتال بنہو کے ہاتھ سے سپاہیاں انگریز کے تاراج ہوئے اور حسن اخلاق سلطان کا ہے طے سے قلم اور زبان سے باہر ہے"۔

خاتمہ۔

کاتب الحروف خاکپائے خلق اللہ غلام مرتضیٰ متوطن فیض حصار عرف کنی سن یک ہزار ووصد وشصت تاریخ یازدہ ماہ رمضان المبارک روز چہار شنبہ کتاب یہادر نامہ"۔

(۱۰۱۰) تاریخ میسور

نمبر (۷۶۱) سائز (۱۶×۹) صفحہ (۵۰) سطر (۳۷) خط شکستہ کاغذ ولایتی

مصنف تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۷۵ھ کتابت

مصنف کا نام معلوم نہ ہو سکا۔

آغاز۔

"ملک میسور۔ یہ ملک ہندوستان کے جنوبی حصہ میں ہے اس کے مشرق و مغرب میں مشرقی مغربی گھاٹ ہیں، شمال میں حیدرآباد نظام کا ملک، جنوب میں جنوبی چھوٹی چھوٹی ریاستیں ہیں۔ دارالحکومت اسکا سرینگ پٹن ہے۔ مغرب سے دو ندیاں آکر جہاں ملتے ہیں اونکے درمیان کے حصہ میں یہ شہر بہت خوبصورت واقع ہے۔ حیدر علی اس ریاست میں بمقام بنگلور ۱۱۳۲ھ میں پیدا ہوا"۔

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

مصنف کا نام ناصر علی اور تخلص قلندر تھا۔ آصفجاہ ثانی اور ثالث کے عہد میں موجود تھا۔

آغاز۔

مناقب سو بولو لگا بے قیاس　　　و حکمت ....

بھرا ہیگا ساغر حسینی تلاب　　　دہانے سو اوسکے ہے جاری سیلاب

خوشی سے وزیراں ہے لبریز آب　　　محباں و چشمی یو قربان ہے

یہ ایک قصیدہ ہے جو آصفجاہ ثانی شمس الامرا تیغ جنگ اور قلعہ دار ملکھیڑ کی مدح میں ہے قلعدار ملکھیڑ کے باغ۔ ہاتھی۔ جلوس کی سواری۔ انگریزی فوج۔ حشمت جنگ رزیڈنٹ کا تذکرہ ہے اور قلعہ ملکھیڑ کا مختصر حال لکھا ہے۔ سکندرجاہ کا ذکر ہے۔ میر عالم کی تعریف ہے۔ غرض اسکو قصیدہ کے بجائے تاریخ ملکھیڑ کہہ سکتے ہیں۔

مصنف کے تخلص کے چند شعر۔

قلندر ہے دل سے سو اوسکا غلام　　　یہی ہے وظیفہ مجھے صبح و شام

قلندر کہا دل کوں فولاد ہے　　　جئے اوسکی آل اور اولاد ہے

مصنف کے نام کی صراحت۔

اے ناصر علی ہے غلام سکندر　　　قدم دیکھنے ان کی ارمان ہے

اختتام۔

عرضداشت فدوی عاصی قلندر　　　توں فرما شہنشا............

جو کچھ کہے ہوئے حق کمتر کے بہتر　　　...........آسان ہے

اکثر اشعار کرم خوردہ ہیں۔

(۱۰۰۹) حیدر نامہ

نمبر (۵۱۶) سائز (۱۳ × ۸) صفحہ (۵۹) سطر (۲۲) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف مظفر تاریخ تصنیف ۱۲۲۹ھ / ۱۸۱۴ء کتابت ۱۲۶۰ھ

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے صرف مظفر انکا تخلص ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ انگریزی فوج میں منشی تھے۔ ایک انگریز افسر کے مدد سے اس کتاب کو لکھا ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

ہے۔ وہ بھی ڈاکٹر گلگرائسٹ کے متوسل تھے۔ افسوس ہے کہ انکی اس تاریخ سے انکے حالات پر روشنی نہیں پڑتی۔

آغاز۔

"کیوں جی تم نے بھی اوسکے حمد پر کمر باندھی ہے کہ جسکی کنہ ذات کی دریافت میں پیمبر عاجز ہیں۔ خدا کے واسطے ذرا ایدھر تو دیکھ لو۔ کہ ادراک محمدی یہاں کس درجہ پر قاصر ہے کہ وہ فرماتے ہیں ما عرفناک حق معرفتک یعنی میں نہ سمجھا وہ کہ جو حق ہے سمجھنے کا۔"

اس میں مرشد آباد کی مختصر تاریخ اور اسکی تباہی کا حال لکھا گیا ہے۔ اپنے چشم دید حالات کو بطرز افسانہ لکھا ہے۔

گورنر جنرل کا ذکر اسطرح ہے۔

"شجاعت و مروت میں یکتا و بی نظیر خصلتوں میں بادشاہ تدبیروں میں وزیر نواب معلی القاب فلک جناب ظفر رکاب مارکوئس ولزلی گورنر جنرل لارڈ مارنگٹن بہادر اگر نظر کیمیا اثر ہم بی بروخاک سروں کے اوپر پڑجاوے تو نہال ہوجاویں۔"

اختتام۔

"اللہ تعالے کے جناب میں صبح و شام یہی عرض کرتے ہیں کہ الہٰی اس امیر کو مثل آفتاب منور اور مظفر رکھے۔

خدایا دعا میری کر تو قبول   بحق محمد و آل رسول"

خاتمہ۔

"باتمام رسید مارکوئس ولزلی بہادر گورنر کے عہد میں یہ کہانی موسوم بحسن اختلاط اٹھارہ سو تین سال انگریزی چوتھی مئی بدھ کے دن چشم بددور کلکتہ میں حسن انجام کو پہنچی الخیر فیما وقع باتمام رسید در ۱۲۲۴ھ۔"

اس کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہے (تاریخ ۲۸۵۵)۔

(۱۰۰۸) تاریخی قصیدہ

نمبر (۲۶۵) کل (۱۸۷) شعر ہیں۔

مصنف قلندر تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۱۸ھ کتابت

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

بلندی وہ خسروان ہے وہی | شہی بخش شاہنشاں ہے وہی
کبھی دے فریدوں کو وہ دستگاہ | کرے گاہ جمشید کو وہ تباہ

اس مثنوی میں حمد مناجات، نعت، مدح ابو نصر محمد معین الدین اکبر ثانی سبب تالیف کتاب کے بعد ذکر سلطنت کیومرث و جنگ بالشکر دیو سارہ کردن کا عنوان ہے گویا یہاں سے شاہ نامہ کا ترجمہ شروع کیا گیا ہے۔

سبب تالیف سے واضح ہوتا ہے کہ پہلے کسی شخص توکل نے نثر میں ترجمہ کیا تھا اور منشی نے اسکو نظم کے قالب میں منتقل کیا۔ تمام عنوانات سرخی سے لکھے گئے ہیں۔

تخلص کی صراحت کتاب کا نام۔

مراد دل منشی مستند | بر آئی بزیر سپر بلند
غرض نظم دلکش نے پایا نظام | بہ خوبی ہوا شاہ نامہ تمام

اختتام۔

سر تاجدارانِ گردوں فراز | جہاں دار عادل رعیت نواز
ابو نصر اکبر خدیو جہاں | جہاں میں رہے جبتک ہے جہاں

خاتمہ۔

بتاریخ بست و پنجم شہر ذیقعدہ ۱۲۲۵ھ مطابق بست و چہارم دے ماہِ الہی ۱۲۲۰ ف یوم دو شنبہ بوقت چار ساعت روز در قلعہ محمد نگر اختتام یافت۔

کاتب الحروف عاصی محمد نصیر الدین حسین نبیرہ قاضی صاحب قلعہ محمد نگر۔

کتب خانہ آصفیہ میں شاہ نامہ کا ایک ترجمہ لالہ بھیم چند نے کیا ہے موجود ہے۔

(۱۰۰۷) حسن اختلاط

نمبر (۶۹۴) سائز (۱۴ × ۸ ½) صفحہ (۱۹) سطر (۲۱) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف سید ابوالقاسم تاریخ تصنیف ۱۲۱۸ھ ۱۸۰۳ء کتابت ۱۲۲۲ھ

مصنف کا خاندان ایران سے ہندوستان آیا تھا۔ یہ نہیں معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کے کس شہر میں بود و باش کی تھی۔ سید ابوالقاسم کلکتہ میں مقیم تھے۔ اگرچہ مولف "ارباب نثر اردو" نے انکو فورٹ ولیم کالج کے مصنفوں میں شامل نہیں کیا ہے۔ مگر جیسا کہ اسکے دیباچہ سے معلوم ہوتا

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۱۰۰۵) سراج المنیر (دوسرا نسخہ)

نمبر (۶۶۱) سائز (۱۱½ × ۶½) صفحہ (۸۰۸) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی
کتابت ۱۲۷۹ھ

آغاز۔

کروں ابتدا حمد رب العباد   کہ تا ہوے قدرت زباں کو زیاد

اختتام۔

بحق محمد نبی الکریم   بحق وہ ہو العلی العظیم
گناہ بخش یارب طفیل علی   طفیل نبی اور آل نبی
کیا ختم ...... شکر اس بات پر   ہزاروں درود اور صلوات پر

خاتمہ میں حسب ذیل تفصیل کی گئی ہے۔

آیات	حدیث	قول	ابیات
۵۱	۶۳	۵۰	۹۲۴۰

خاتمہ

بتاریخ بست وہفتم ماہ ربیع الاول ۱۲۷۹ھ این کتاب سراج المنیر برائے فرمایش جناب باتمام رسید حضرت ...... بیگم صاحبہ برائے طلبہ تحریر شد۔
مثنوی کے آخری اوراق زیادہ کرم خوردہ ہیں۔

(۱۰۰۶) شاہ نامہ اردو

نمبر (۶۶۲) سائز (۱۲½ × ۷½) صفحہ (۱۹۶) سطر (۵۰) خط نستعلیق کاغذ ولایتی
مصنف مول چند منشی تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۰۰ھ کتابت ۱۲۲۵ھ

مول چند نام منشی تخلص کا یستھ طبقہ سے تعلق رکھتا تھا۔ دہلی وطن۔ شاہ نصیر سے تلمذ حاصل تھا۔ طبقات الشعرا میں کریم الدین نے منشی کا اسقدر تذکرہ کیا ہے۔ شاہ نامہ کے ترجمہ کرنیکی بھی صراحت موجود ہے۔

آغاز۔

سر نامہ حمد خدائے کریم   کہ ہے کردگار غفور الرحیم

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

وہ ہر یک صفت کا صانع کریم — جسے بولتے ہیں غفور الرحیم
مبرا منزا ہے وہ لم یزال — نہیں کوئی وحدت میں اسکے مثال

یہ ایک ضخیم مثنوی ہے جسکے اشعار کی تعداد نو ہزار سے زیادہ ہے۔ اس مثنوی کو چودہ باب میں منقسم کیا گیا ہے۔ مثنوی حسب قاعدہ حمد سے شروع ہوئی ہے۔ نعت اور منقبت ہے اسکے بعد سبب تالیف کا عنوان ہے اس میں ابواب کی تقسیم کی صراحت بھی ہوئی ہے یہ باب حسب ذیل ہیں۔

(۱) امامیہ مذہب کے اصحاب علم وفضل (۲) ہجرت آنحضرت صلعم اور جنگ بدر جنگ احد وغیرہ کا حال (۳) حج الوداع اور اسامہ کو رومیوں سے جنگ کیلئے روانہ فرمانا اور آنحضرت صلعم کی وفات (۴) خلافت ابوبکر صدیق (۵) احوال فدک (۶) بعض واقعات فضیلت اہلِ بیت (۷) امامت کا بیان قضا و قدر کا حال (۸) عصمت انبیا اور خدا کا کلام قدیم ہونا، متعہ اور دیدار خدا کا ذکر (۹) حضرت عمر و عثمان کی خلافت کا بیان اور انکے دفن کا حال (۱۰) خلافت حضرت علی (۱۱) جنگ معاویہ (۱۲) جنگ نہروان اور حضرت علی کی شہادت (۱۳) رحلت حضرت عائشہ، معاویہ اور ابن ملجم کے مرنے کا تذکرہ (۱۴) مناقب حضرت علی۔

آغاز مثنوی میں ان کتابوں کے نام بھی لکھے گئے ہیں جن سے اسکو مرتب کیا گیا ہے اس میں تفسیر، حدیث اور تاریخ کی کئی ایک عربی کتابیں شامل ہیں۔ ہر باب کے اندر جزی کئی ایک عنوان ہیں جنکو سرخی سے لکھا گیا ہے۔

مصنف کا نام تخلص تاریخ تصنیف اور تاریخ اختتام۔

کہ اس مثنوی کے ظہور امام (۱۱۹۲) — شروع کی ہے تاریخ اے خاص و عام
کہ در ایکہزار و دوصد یازدہ (۱۲۱۱) — شد این مثنوی سالم و آراستہ
رسیدہ باتمام چوں این کتاب — بتاریخ ۱۲۱۳ تاریخ شد انتخاب

اختتام۔

میرے دشمنوں کو پشیمان کر — میرے مشکلیں سب تو آسان کر
بحق محمد نبی الکریم — بحق وہ ہو العلی العظیم

خاتمہ

تمت ہذا الکتاب سراج المنیر بعون الملک الوہاب بتاریخ بست پنجم شہر جمادی الاول ۱۲۵۲ سنہ بخط خام فقیر حقیر کرامت علی باتمام رسید۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز۔

"کتاب اضراب سلطانی درذکر جنگ مراہٹہ ونظام علی بطریق اجمال حسب الارشاد حضرت جہاں پناہ ٹیپو سلطان خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ۔

داستان آمد مرہٹہ ومغل بہ عزم جنگ براہ ادھونی وغیرہ بطبق اجمال نوشتہ شد۔

عجائب سنو دوستاں داستاں | کہ جس کے بیاں میں ہے قاصر زباں
مراہٹہ مغل فوج سب جمع کر | خوشی سات سلطاں کے سن یہ خبر"

اس کتاب میں اس جنگ کا تذکرہ ہے جو ۱۲۰۱ھ میں مرہٹوں، نظام اور انگریزوں نے ملک ٹیپو سلطان سے کی تھی چونکہ مصنف ٹیپو سلطان سے تعلق رکھتا ہے اسلئے گویا ایک طرفہ واقعات لکھے ہیں۔ مگر اس میں شک نہیں کہ فتح ٹیپو سلطان کو ہوئی تھی اور فریق ثانی نے بازی ہار دی تھی۔

مصنف کے تخلص کی صراحت اور کتاب کا نام۔

اے عزت اتا ختم کر یہہ کلام | رکھ اضراب سلطان تون اسکا نام

اختتام۔

الٰہی ہے جھلک مہ و آفتاب | یہیں رکھ تون سلطاں کوں باآب و تاب
مظفر و منصور بر مشرکیں | بحشمت و اعزاز تا روز دین

کتاب کے اول و آخر مستقیم الدولہ کی مہر ثبت ہے۔ ۱۲۴۶ھ

یورپ میں دو نسخے موجود ہیں (یورپ میں دکھنی مخطوطات صفحہ ۴۰۸)۔

(۱۰۰۴) سراج المنیر

نمبر (۴۳۵) سائز (۹×۶) صفحے (۲۴۸) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ ولایتی
مصنف غلام علی یکسو تاریخ آغاز تصنیف ۱۲۱۱ھ اختتام ۱۲۱۳ھ کتابت ۱۲۵۲ھ

افسوس ہے کہ کسی تذکرہ میں مصنف کے حالات ہمدست نہیں ہوئے۔ اسلئے کوئی صراحت نہیں کیجا سکتی۔ ایک دوسرے "یکسو" جنکا نام صلاح الدین تھا اسکے پہلے ذکر کردیا گیا ہے۔

آغاز۔

کروں ابتدا حمد رب العباد | کہ تا ہوے قدرت زباں کو زیاد

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

قصیدے وغیرہ شامل ہیں۔

مثنوی میں بادشاہ کے حالات درج ہیں اور قصائد میں بھی زیادہ تر جنگوں کی صراحت کیگئی ہے
مثنوی میں پہلے حمد ہے پھر مناجات اسکے بعد نعت۔ نعت کے بعد معراج کا بیان پھر منقبت
حضرت علی۔ بادشاہ کی مدح اور وجہ تالیف کے بعد اصل مضمون یعنی بادشاہ کی تخت نشینی سے
حالات شروع ہوئے ہیں۔

علی نامہ میں نصرتی کے سات قصیدے شامل ہیں جنکی صراحت یہ ہے۔
پہلا قصیدہ فتح پنالہ کے متعلق ہے۔ دوسرا۔ تیسرا۔ چوتھا اور پانچواں قصیدہ صلابت خاں
کے واقعات سے متعلق ہیں یعنی اسکی بغاوت ناکامی اور پھر اسکا مرنا بیان کیا گیا ہے۔ چھٹا قصیدہ عاشورہ
محرم سے متعلق ہے۔ ساتواں قصیدہ ملیبار کی فتح کا ہے۔

اختتام

چتنے دیوزاداں تے ات لہو کی سنگ   سیہ پوست بلغار کا پائے رنگ
زنگی جا کہ پر کید نوری دسی   سرنگ چو نچہ رانو بنکے پوری دسی

ناقص الآخر ہے اسکے بعد اشعار نہیں ہیں۔
سنٹرل ریکارڈ آفس میں اس کا ایک نسخہ ہے۔

(۱۰۰۳) اضراب سلطانی (فتح نامہ ٹیپو سلطان)

نمبر (۶۸۵) سائز (۸×۶) صفحہ (۱۶۵) سطر (۹) خط شکستہ کاغذ دیسی
مصنف حسین علی عزت تاریخ تصنیف ۱۲۰۰ھ / ۱۷۸۵ء کتابت

مصنف کے متعلق صرف اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ اسکو ٹیپو سلطان کے دربار سے تعلق تھا۔
بادشاہ کی قربت حاصل تھی۔ عزت تخلص تھا۔ بقول بلوم ہارٹ مصنف کیٹلاگ انڈیا آفس وہ
شیعہ مذہب کا پیرو تھا اور کریم الدین نے اپنے تذکرہ میں "حسین علی" نام کی صراحت کے ساتھ
اس تاریخ کے مصنف ہونے کا ذکر کیا ہے۔
حسین علی کا تخلص عزت تھا بلوم ہارٹ نے غلطی سے طرب لکھا ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مصنف ریاض حسنی عالمگیر کے فتح بیجاپور ۱۰۹۶ھ کے وقت زندہ تھا۔ مگر اب یہ دونوں باتیں غلط ثابت ہوئی ہیں۔ اسی کتب خانہ میں گلشن عشق کے دو ایسے نسخے ہیں جن میں نصرتی کے انتقال کا تاریخی قطعہ شامل ہے۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ ۱۰۸۵ھ میں نصرتی کی شہادت ہوئی ہے۔ قطعہ تاریخی حسب ذیل ہے۔

ضرب شمشیر سوں یہ دنیا چھوڑ — جا کے جنت کے گھر میں خوش ہو رہے
سالِ تاریخ آ ملایک نے — یوں کہے نصرتی شہید اہے
۱۰۸۵

نصرتی خود بیان کرتا ہے اس کا باپ شاہی سلحدار تھا۔ اور اسکے باپ کی بیجاپور میں بڑی عزت تھی۔ نصرتی کی تعلیم و تربیت شاہی محل میں شہزادہ (علی عادل شاہ ثانی) کے ساتھ ہوئی جب علی عادل بادشاہ ہوا تو نصرتی کو اپنے مصاحبوں میں شامل کرلیا۔ وہ ہر وقت رزم و بزم میں بادشاہ کے ساتھ رہا کرتا تھا۔ جو واقعات علی نامہ میں درج کئے ہیں وہ اسکے اکثر چشم دید ہیں۔ اس لحاظ سے کتاب کی اہمیت زیادہ ہوجاتی ہے ابتک نصرتی کے چار تصانیف کا پتہ چلا ہے۔ یعنی گلشن عشق۔ علی نامہ۔ تاریخ اسکندری اور دیوان۔

گلشن عشق۔ علی نامہ دونوں مشہور کتابیں ہیں اکثر کتب خانوں میں اسکے قلمی نسخے دستیاب ہوئے ہیں مگر تاریخ اسکندری اور دیوان نایاب ہیں۔ تاریخ اسکندری کا ایک نسخہ انجمن ترقی اردو (کراچی) کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ دیوان کا کوئی نسخہ ابتک ہدست نہیں ہوا ہے۔ البتہ متفرق طور پر چند غزلیں دستیاب ہوئی ہیں۔

مولانا ڈاکٹر عبدالحق صاحب نے نصرتی کے کلام پر بڑی تفصیل سے اپنی کتاب "نصرتی" میں روشنی ڈالی ہے اسکے علاوہ دوسری کتابوں تذکرہ شعرائے دکن، اردو شہ پارے، اردوئے قدیم یورپ میں دکنی مخطوطات اور دکن میں اردو میں نصرتی کے حالات درج ہیں۔

بیجاپور میں شاہ حبیب اللہ کی درگاہ میں نصرتی مدفون ہے۔

آغاز۔

سرا نا سری اس سکت دار کوں — کہ ادھار ہے ان نراد ھار کوں
دیا او رستم کے پنجہ میں زور — پڑیا ڈرتی جس دل میں دریا کو شور
کرنہار سرکش کے مغلوب وے — طلب کا جیا طالب کے مطلوب وے

علی نامہ نصرتی کی مشہور مثنوی ہے جس میں علی عادل شاہ کے حالات۔ جنگی کارنامے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

بچن مینہ اس چہ بریں بوند آٹے ۔۔۔ پھور کان عارف بھولیں باس دھائے

اس مثنوی میں ابراہیم عادل شاہ ثانی کے حالات درج کئے گئے ہیں۔ مثنوی کے عنوانات فارسی میں لکھے گئے ہیں۔ حمد و نعت اور منقبت کے بعد کے چند عنوان یہ ہیں۔

"پند فرمودن حضرت استاد در باب شعر، در تعریف سخن والفاظ شعر گفتن، تعریف قلم کاغذ و حرفاں ابتداکتاب ابراہیم نامہ در مدح حضرت شاہ عالم پناہ، تعریف شہر بیجاپور، تعریف عرابہ حصار و محل، تعریف دربار حضرت شاہ عالم پناہ، تعریف مجلس شاہ عالم پناہ، تعریف شب جسن مجلس شاہ عالم پناہ، تعریف شب گزشتہ و روز خود در آراستہ کرد بمجلس شاہ آمد، تعریف دورہ چشم، تعریف کاکل موی، تعریف تان در گوش، تعریف لب ولعل برگ، تعریف رنگ سیاہ مسی دندان، تعریف گلوئے تسبیح مروارید، تعریف دست و کنگن، تعریف پستان، تعریف کمر و زر کمر، تعریف ساق پائے و رفتار۔ تعریف آواز گھون گرد۔"

مصنف کا نام۔

تو عبد الکنی صفت کرشہ بیان ۔۔۔ رہی ہے سو بھر کر زمین آسمان

اختتام۔

نہ یوں پھول کد ھیں جائیں کمھلائے سڑ ۔۔۔ رہیں باغ عالم میں تت باس بھر

بچن پھول گوندیوں براہیم نام ۔۔۔ کیا سہس پر برس بارہ تمام

خدایا تو عبدل بچن پھول کر ۔۔۔ پہنو عارفوں چت سو مقبول کر

تمام شد

اب تک یہ مثنوی طبع نہیں ہوئی کسی اور کتب خانہ میں اسکا نسخہ نہیں ہے۔ ادارہ ادبیات اردو میں اسی نسخہ سے نقل حاصل کی گئی ہے۔

علی نامہ (۱۰۰۲)

نمبر (۳۱) سائز (۸ × ۶) صفحہ (۳۷۰) سطر (۱۴) خط ثلث کاغذ دیسی

مصنف نصرتی تاریخ تصنیف ۱۰۷۶ھ ہجری کتابت

نصرتی کا نام محمد نصرت اور وہ ارکاٹ کا باشندہ تھا۔ علی عادل شاہ ثانی (۱۰۶۷ تا ۱۰۸۳) کے دربار کا ملک الشعرا تھا۔ بقول عبدالجبار خاں ۱۰۹۵ھ میں اسکا انتقال ہوا تھا اور بقول فوت

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام۔

"بقول حزم بن حبان اوس نے اویس قرنی کو دیکھا کہ امیرالمومنین کی خدمت میں آکر سلام کیا اور آپ اوسکے آنے سے بہت شادماں ہوئے۔ مرحبا کہا اور بہت سی مدارات کی اویس حضرت کے ساتھ رہتے تھے۔ یہانتک کہ جنگ صفین میں شہید ہوگئے۔"

خاتمہ۔

ففد فرغ من تصنیفہ۔ بتاریخ غرہ رمضان ۱۳۵۷ھ۔

(ج) تاریخ

(۱۰۱) ابراہیم نامہ

نمبر (۲۲۳) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۶۲) سطر (۱۲) خط نستعلیق کاغذ دیسی

معنف عبدل تاریخ تصنیف ۱۰۱۲ھ کتابت

عبدل بیجاپور کا شاعر ہے۔ اسکا نام عبدالغنی یا عبدالقادر تھا۔ سلطان ابراہیم عادل شاہ ثانی (۹۸۵ھ تا ۱۰۳۷ھ) کے عہد حکومت میں موجود تھا۔ اس زمانہ میں بادشاہ کے استاد اپنے آپ کو بادشاہ کے شاگرد کہا کرتے تھے۔

ابراہیم نامہ کو عبدل نے بادشاہ کے حکم سے مرتب کیا ہے وہ بیان کرتا ہے کہ بادشاہ نے اس کو یاد کرکے حکم دیا کہ ایسی کتاب لکھی جائے جسکا جواب نہ ہو۔ اس نے عرض کیا اسکو صرف ایک ہی زبان آتی ہے۔ عرب اور عجم کی کسی زبان سے واقف نہیں ہے تو سلطان نے حکم دیا کہ اسی زبان میں لکھی جائے۔ اس بنا پر اس نے ابراہیم نامہ مرتب کیا۔

افسوس ہے کہ ہم عبدل کے متعلق مزید کوئی صراحت نہیں کرسکتے۔ ہم کو نہیں معلوم وہ کب انتقال کیا اور اس نے کیا کیا کتابیں مرتب کی تھیں۔

آغاز۔

الٰہی زباں گنج توں کھول موجہ امولک بھاکر بکوچہ بول موجہ
کہوں باسم اول تو اللہ لائے گلے موکہ کھلے جیا پھکری دولائے

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

اختتام

"عقیدہ اہل سنت و کتاب کا اوس بات پر ہے کہ قائم مقام آلِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ایک شخص اولاد فاطمہ علیہا السلام سے ہوگا کہ آخر زمانے میں تولد ہوگا اور اختلافات اُن امور کے بہت ہیں اس مختصر رسالہ میں بیان اوسکا محال ہے۔ واللہ اعلم بالصواب"۔

نظم

خداوندا مجھے پہونچا وہاں تک | خروج مہدیِ آخر زماں تک

رہوں در غاشیہ داران والا | ہمیشہ ہے یہی دل میں تمنا

خاتمہ۔

الحمد للہ تعالےٰ و تقدس این رسالہ نجات الدارین حسب فرمائش مشفقی کرمی حکیم میر زین العابدین از دست فقیر حقیر مہدی الحسینی ثاقب بتاریخ دہم ذیقعدہ ۱۲۸۱ھ بروز جمعہ باتمام رسید۔ اس کے بعد ایک قطعہ تاریخ بھی ہے۔

تاریخی مصرع "ندا رسید بمن بے بدل صحیفہ غم" ہے۔
۱۲۸۱ھ

(۱۰۰۰) الدر الیمنی فی سیرۃ اویس قرنی

نمبر (۵ | ۵) سائز (۱۳ × ۸) صفحہ (۲۶) سطر (۱۶) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف حاجی محمد بن عبداللہ تاریخ تصنیف ۱۳۵۷ھ کتابت ۱۳۵۷ھ

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔ صرف اسقدر پتہ چلتا ہے کہ وہ اچھے عالم تھے اور کئی عربی کتابوں کے بھی مصنف تھے۔

آغاز۔

"امابعد یہ بندہ اقل عباد اللہ الاحد حاجی محمد بن عبداللہ عرض کرتا ہے تھوڑی مدت ہوئی کہ نواب عماد الملک مرحوم کی لکھی ہوئی سوانح سالار جنگ میری نظر سے گزری اس میں لکھا ہوا دیکھا کہ نواب سالار جنگ بہادر کا سلسلہ نسب حضرت اویس قرنی تک پہونچتا ہے"۔

اس میں حضرت اویس قرنی کے حالات جمع کئے گئے ہیں اور اس رسالہ کو سالار جنگ ثالث کی خدمت میں پیش کیا گیا تھا۔

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

(۹۹۸) قصیدہ غوث اعظم

نمبر (۲۶۱) سائز (۹ ½ × ۶ ½) صفحہ (۷) سطر (غیر معین) خط نستعلیق کاغذ ولایتی
مصنف نامعلوم تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ کتابت ۱۳۱۰ھ ۱۸۹۳ء
مصنف کا کوئی پتہ نہیں چلا۔

آغاز۔

یا غوثِ اعظم مظہر سبحانی   دونوں جہاں کے تم ہو سبحانی
نورِ چراغِ روضۂ رضواں   رونقِ روحِ ماہِ درخشاں

اس رسالہ میں دو قصیدے ہیں جو سیدنا عبدالقادر جیلانی کے مدح میں بطرز عنوان مرثیہ لکھا گیا ہے۔

اختتام۔

حسن نیت سب کی سن اے سربلند   حق تعالیٰ کو بہت آئی پسند
چوں...... خلق طفلِ بے گناہ   اہ بے جنید بقلم عرشِ علی

(۹۹۹) نجات دارین

نمبر (۱۱۳) سائز (۹ × ۵ ½) صفحہ (۱۴۸) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف غلام زین العابدین تاریخ تصنیف ۱۲۸۱ھ کتابت ۱۲۸۱ھ
مصنف کے متعلق اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ اسکا وطن حیدرآباد حکمت انکا پیشہ اور امامیہ مذہب کا پیرو تھا۔

آغاز۔

"شکر و سپاس بے قیاس اس منعم حقیقی کو سزاوار ہے کہ جس نے تشنہ لبانِ معرکہ کربلا کو شربت آئینہ۔ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ کی طراوت بخشی۔"

اس کتاب میں ان احادیث اور واقعات کو جمع کیا گیا ہے جو خصوصیت سے اہل بیت اور امام حسینؓ وغیرہ کی شہادت سے متعلق ہیں دوازدہ اماموں کے مختصر حالات بھی درج ہیں۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام۔

"جناب محبوب سبحانی رضی اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مشرف فیض نعمت و تربیت اور امتیازی پائی اور جملہ سلک صفاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منسلک ہوئے۔

چہ خواہی قرب حقانی سگ درگاہ میراں شو کہ بر شیراں شرف دارد سگِ درگاہِ جیلانی"

(۹۹۷) مدح رفاعی

نمبر (۲۱۹) سائز (۸ × ۵½) صفحہ (۱۷۸) سطر (۱۳) خط ثلث کاغذ

مصنف نامعلوم تاریخ تصنیف اوائل ۱۲ ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز۔

"الفاتحہ الی روح حضرت شفیع الانام ......" طویل فاتحہ اور شجرہ خلافت بھی ہے سولہ صفحہ کے بعد اردو کتاب آغاز ہوئی ہے۔

ایہا الہادی مجکوں دستے ہیں روز و شب میرے دل میں بستے ہیں
اختر محترم دونوں جگ میں حبیب اللہ جمال دستے ہیں

اس میں مختلف نظمیں ہیں جو عربی، فارسی اور اردو پر مشتمل ہیں اور انکو مخلوط طور پر لکھا گیا ہے اور ان عربی، فارسی اور اردو نظم و نثر میں سید احمد رفاعی اور ان کے خلیفوں کی مدح و ستائش ہے اور بعض عقائد بھی بیان کئے گئے ہیں۔

اردو قصیدہ کا اختتام حسب ذیل اشعار پر ہے۔

یا نبی جنت دلایو یا نبی حق سے ملایو جام کوثر بھر پلایو یا نبی یوم النشورا
یا نبی فخر زمن ہو گنج حق کے تم امین ہو رحمت للعلمیں ہو تم سیں دل کو سرورا

اس کے بعد کچھ عربی فارسی کلام ہے۔

خاتمہ۔

"الکلام بعون الملک العلوم و محرر بتاریخ ۱۹ ار شہر الصفر المظفر سنہ من ہجرت رسول علیہ افضل الصلوٰۃ۔"

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

آغاز۔

محمد نے گئے تھے سو معراج کوں — کہ یک پل میں پونچے ہفت سماں کوں

کھڑے رہے محمد عرش کے نیچے — اپن بہار جبرئیل رہیں گے پیچھے

معراج کے بیان سے اس میں اشعار ہیں اسکے پہلے حمد و نعت وغیرہ جو دکھنی شعرا کا دستور تھا نہیں ہیں۔ حضرت عائشہ کا ایک معجزہ ہے پھر خواجہ اویس قرنی کا ذکر ہے اس کے بعد ولادت سیدنا محی الدین عبدالقادر جیلانی سے نفس مضمون شروع ہوتا ہے۔ آپکے مناقب اور کرامات کو (معجزہ) کا نام دیکر لکھا گیا ہے۔

اپنے مرشد کا ذکر فارسی سے دکھنی نظم میں لکھنے کا حوالہ اور تاریخ تصنیف کے اشعار۔

یو مرشد شاہ ابراہیم قادری — او مرشد مرے ہادی ہیں راہبر

اتھا فارسی میں کیا تھا بیاں — کیا نظم دکھنی معجزہ کا بیاں

بارہ سو و چودا سن ہجری میں — مرتب ہوا ہے یو دکھنی منے

اختتام۔

ختم کر پڑو فاتحہ کوں تمام — کہ بعد از فقیر کوں کرو یاد نام

ہزاروں درود و ہزاراں سلام — بحق محمد علیہ السلام

(۹۹۷) واقعات غوث اعظم

نمبر (۱۲۴) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۳۰) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف عطاء تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۰۰ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔ میسور کے ایک شاعر عطاء سے ہم واقف ہیں ممکن ہے یہ وہی ہوں۔

آغاز۔

"حمد خاص خدا ایک کتیں کہ وجود بشر کتیں کارخانہ سے قدرت کے قلم سے تقدیر کے اوپر صفحہ ہستی کے نقش کیا پس لازم ہے کہ لمحہ شکر سے نعمت اوسکی فراموش نہ ہوے۔"

اس کتاب میں سیدنا عبدالقادر جیلانی کے مختصر حالات اور زیادہ تر کرامات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اور تعداد ابیات کی صراحت مصنف سے سنو۔

تھا ششم سال بارا سو اوپر جب ......خوش ہوا ہے یہ مرتب
تمام ابیات اس کے اے مساعد ہوئے چار الف و ترسٹ بے قصاید

اس میں چند قصائد بھی ہیں جو محبوب سبحانی کی مدح میں ہیں۔ کتاب کا اختتام قصیدہ پر ہی ہوا ہے

اختتام۔

جب لک خط کرن سے باوراق آسماں تفسیر والضحیٰ کا لکھے دفتر آفتاب
آیات تیری نسخہ آفاق میں رقم یوں یاد یں جسکا ہو ورق اصغر آفتاب

خاتمہ۔ کتاب ہذا موسومہ بہ محبوب القلوب فی مناقب جناب محبوب علی جدہٗ و علیہ الصلوٰۃ والسلام من تصنیف حضرت مولوی باقر صاحب رحمۃ اللہ علیہ بتاریخ ششم شہر ذیقعدہ ۱۲۵۵ھ روز یکشنبہ وقت ظہر۔ مدراس بمقام تر ملگیری بہ بنگلہ عاصی محی الدین محمود بن محمد جعفر بن محمد حبیب اللہ باتمام رسید۔

کتب خانہ آصفیہ میں اسکے چار نسخے ہیں (سوانح ۵۱ - ۳۸۴ مناقب ۵۳ و ۹۶)
جامعہ عثمانیہ میں ایک نسخہ ہے (۳۲) کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو میں ایک نسخہ ہے (زور ۶۱) یورپ میں بھی اس کتاب کے نسخے موجود ہیں۔

قصائد کے بعد ایک مختصر مثنوی بھی ہے۔

(۹۹۵) معجزات جیلانی

نمبر (۱۲۰) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۱۱۱) سطر (۱۵) خط شکستہ کاغذ دیسی
مصنف حبیب اللہ قادری تاریخ تصنیف ۱۲۱۴ھ کتابت

مصنف کا نام حبیب اللہ قادری تھا جس کا ذکر انھوں نے کتاب میں کر دیا ہے۔ اپنے مرشد کا نام ابراہیم قادری بیان کرتے ہیں مصنف کے متعلق کوئی معلومات فراہم نہیں ہوئے۔

تذکرۂ اولیاء دکن سے معلوم ہوتا ہے سید شاہ ابراہیم الحموی بیجاپور سے گولکنڈہ آئے تھے طریقہ قادریہ اور چشتیہ میں فیض پایا تھا۔ ۱۱۰۷ھ میں حیدرآباد میں آپکا انتقال ہوا۔ محلہ یوسف چوک میں دفن ہوئے تھے۔ ممکن ہے یہی بزرگ مصنف کتاب کے مرشد ہوں۔

مثنوی ناقص الاول ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام۔

بھیج اے قیوم صلواۃ و سلام ہر زماں اپنے حبیب اوپر مدام
اور بر آل و صحب اس اسلوب پر اور اس کے وارث و محبوب پر

خاتمہ ۔ بتاریخ بست و ہشتم شہر رمضان المبارک ۱۲۶۶ھ اختتام یافت۔

اسکے دو نسخے کتب خانہ آصفیہ میں ہیں (سیر مناقب ۱۱۸، سیر شطاریہ ۶۱۱) اور یورپ میں بھی اسکے نسخے ہیں (یورپ میں دکھنی مخطوطات صفحہ ۴۵۲)۔

(۹۹۴) محبوب القلوب

نمبر (۲۶۰) سائز (۷×۴) صفحہ (۴۳۲) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف مولانا محمد باقر آگاہ تاریخ تصنیف ۱۲۰۱ھ کتابت ۱۲۵۵ھ

مصنف کے حالات بسلسلہ نمبر ۲ درج کر دئے گئے ہیں۔

اولاً نثر میں دیباچہ ہے اسکے بعد نفس مضمون نظم میں ہے۔

آغاز ۔

"بعد حمد و نعت کے محمد باقر آگاہ شافعی قادری ویلوری توفیق دیوے اوسے حق سبحانہ تعالےٰ کہتا ہے کہ مناقب حضرت محبوب سبحانی کے علی جدہ علیہ الصلاۃ والسلام۔ بے حساب ہیں اوس مناقب شریعت کو علماء اور اولیاء چار قسم پر کئے ہیں"۔

نفس مضمون کا آغاز۔

کرے کوئی حمد تیرا کیا الٰہی کہ ہے قدرت تیری ماہتاب ماہی

اس مثنوی میں سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کے حالات اور مناقب وغیرہ کا تذکرہ ہے مثنوی گیارہ باب میں تقسیم کی گئی ہے انکو "وصل" سے موسوم کیا گیا ہے ابواب کی تقسیم یہ ہے۔

(۱) اولیاء عظام کا بشارت دینا (۲) ولادت غوث الاعظم (۳) تحصیل علم (۴) شمائل، اخلاق، عادات (۵) بیان طریقت (۶) وعظ (۷) قول بیان قدمی ہذا علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ۔ (۸) فضیلت سلسلہ قادریہ (۹) کرامات غوث الاعظم (۱۰) ہر اولیاء متقدمین اور متاخرین نے آپ کی ستائش کی ہے۔ (۱۱) وفات۔

ہر ایک وصل میں کئی کئی جلوہ یعنی فصل ہیں جنکی تعداد چالیس سے زیادہ ہے۔ سنہ تصنیف

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

(۹۹۳) تحفۃ الاحباب

نمبر (۳۷۱) سائز (۷ × ۶½) صفحہ (۳۵۶) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ ولایتی
مصنف باقر آگاہ تاریخ تصنیف ۱۲۰۶ھ کتابت ۱۲۶۶ھ ہجری
مصنف کے حالات بسلسلہ نمبر ۲ درج ہو چکے ہیں۔

آغاز۔

"بعد حمد و نعت و منقبت کے کہتا ہے محمد باقر آگاہ شافعی قادری بیجاپوری ویلوری توفیق دیوے اوسے اللہ تعالےٰ کہ حقوق اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کے تمام امت پر حد سے بہار ہیں"۔

اس کتاب میں اولاً (۱۴) صفحے کا نثر میں دیباچہ ہے اسکے بعد نظم میں نفس مضمون شروع ہوتا ہے جنکو باب اور فصلوں میں منقسم کیا گیا ہے۔ پندرہ باب ہیں مگر ہر باب میں کئی فصل ہیں۔ ابواب کی تقسیم یہ ہے۔

باب اول صحابہ کی تعریف اور طبقات وغیرہ اس باب میں چھہ فصل ہیں۔ دوسرا باب قرآنی آیات صحابہ کے متعلق۔ اس باب میں دو فصل ہیں۔ تیسرا باب احادیث جو صحابہ کے متعلق منقول ہیں۔ اس میں پانچ فصل ہیں۔

چوتھا باب مناقب ابو بکر صدیقؓ — اس میں ستره فصل ہیں۔
پانچواں باب مناقب عمر فاروقؓ — " " "
چھٹا باب مناقب عثمان غنیؓ — " چودہ فصل ہیں۔
ساتواں باب مناقب علی مرتضیٰؓ — " پندرہ فصل ہیں۔

آٹھواں باب مناقب حضرت حمزہؓ۔ نواں باب مناقب حضرت عباسؓ۔ دسواں باب مناقب حضرت زبیرؓ۔ گیارہواں باب مناقب حضرت سعدؓ۔ بارہواں باب مناقب حضرت عبد الرحمنؓ تیرہواں باب مناقب حضرت طلحہؓ۔ چودھواں باب مناقب حضرت ابو عبیدہؓ۔ پندرھواں باب مناقب حضرت سعیدؓ۔

نفس مضمون کا آغاز۔

حمد بے حد اور ثنائے بیکراں — ہے سزاوارِ خداوندِ جہاں

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

کی محبت اہلِ بیت کے ساتھ۔ روضہ (۸) بغض آل کرام اشد حرام ہے۔
خیابان (۱) احادیث (۲) حکایتیں۔ روضہ (۹) حسن سلوک اور مراعات اہلبیت پر واجب ہے۔ پہلی خیاباں روایات دوسری خیاباں حکایتیں۔ روضہ (۱۰) ان چیزوں کا بیان جو سادات پر واجب ہیں اور شیعان علی کے علامات ہیں۔ خیابان (۱) حدیثوں کا بیان۔ خیابان (۲) صنعت و کرم حضرت زہرہ و حضرت علی۔ خیابان (۳) شہادت امام حسن۔ خیابان (۴) شہادت امام حسین خیابان (۵) ان لوگوں کا انجام جو اہلبیت سے محبت رکھتے ہیں۔ روضہ (۱۲) خدانے امام کے دشمنوں سے انتقام لیا۔ خیاباں (۱) انتقام دشمناں (۲) آداب عشرۂ محرم (۳) ان بدعتوں کا بیان جو شیعہ کرتے ہیں (۴) وہ بدعتیں جو سنی کرتے ہیں (۵) لعنت یذید کے جوازکا ذکر۔" اسکے بعد اپنی تصانیف کا ذکر ہے اور اپنے تخلص باقر وآگاہ کا بیان کیا گیاہے دیباچہ کے بعد نفس مضمون نظم میں ہے

نفس مضمون کا آغاز۔

اے تیری بندگی میں کل وجود — کیا ملک کیا رسل ہیں سر بسجود

اختتام۔

جو ہیں اخوان و دوستاں میرے — بخش ان سب کو نعمتاں تیرے
اور جتنے ہیں زمرۂ اسلام — کر مدام ادن پو رحمت و انعام

صلی یا ربنا الرحیم علی شافع الکل الخ۔

خاتمہ۔

رسالہ ریاض الجنان فی التوصیف اہلبیت من تصنیف مولوی محمد باقر صاحب آگاہ بتاریخ ہفتم شہر محرم الحرام سنہ ۱۲۳۲ھ مقدس روز پنجشنبہ وقت صبح در بلدہ ویلور از دست خاکپائے صالحین غلام بدیع الدین پہاٹو باتمام رسید۔

یہ کتاب طبع ہوئی تھی مگر اب نایاب ہے اسکے قلمی نسخے کئی کتب خانوں میں موجود ہیں چنانچہ کتب خانہ آصفیہ میں تین نسخے ہیں (سیر ۱۸۳، ۵۲۸، ۵۲۶) کتب خانہ جامعہ عثمانیہ میں ایک نسخہ ہے (سروری صفحہ ۲۹)

کتب خانہ ادارۂ ادبیات اردو میں ایک نسخہ ہے (زور صفحہ ۶۲)۔

یورپ میں بھی اسکے نسخے موجود ہیں (یورپ میں دکنی مخطوطات ص۵۳۳)۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام۔

بھرا دل ہماری بڑے کام سوں — بخش اپنی بخشش کے عام سوں
عمل علم پر سخت بیکل ہے کام — ولیکن بھروسہ ہے ہمنا تمام

ناقص الآخر ہے۔

(۹۹۲) ریاض الجنان

نمبر (۴۴) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۲۲۶) سطر (۱۵) خط شکستہ کاغذ دیسی

مصنف باقر آگاہ تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۰۶ھ کتابت سنہ ۱۲۴۰ھ

مصنف کے حالات بسلسلہ نمبر (۲) درج ہو چکے ہیں۔

آغاز۔

"بعد حمد و نعت کے کہتا ہے محمد باقر شافعی قادری بیجاپوری ویلوری توفیق دیوے اوسے اللہ تعالے کہ مناقب اہلبیت کرام کے علی جدہم علیہ الصلاۃ والسلام بے شمار ہیں اکثر علماء حدیث و سیر اوس مناقب اطہر میں علحدہ کتابیں تصنیف کئے ہیں"۔

اولاً گیارہ صفحہ کا دیباچہ نثر میں ہی جسمیں اول یہ بتایا گیا ہے کہ مناقب اہلبیت کے سلسلہ میں فارسی و عربی کے معتبر کتابیں کون کون ہیں اسکے بعد یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ ہندی میں کوئی کتاب نہیں ہے صرف ولی ویلوری اور رشید احید آبادی نے دو کتابیں لکھی ہیں جو غیر معتبر روایتوں سے مملو ہیں اسکے بعد اپنی تصنیف [نہشت] کا ذکر ہے اور کتاب ہذا کی تقسیم کو ظاہر کیا ہے یعنی یہ کتاب ایک مقدمہ اور بارہ روضہ اور کئی خیابان میں منقسم ہے۔ مقدمہ میں لفظ آل اور اہلبیت کی تحقیق بھی کی گئی ہے۔

"پہلا روضہ اہلبیت کی تعریف و ثناء میں، روضہ (۲) ان دعاؤں کا ذکر جو آنحضرتؐ نے اہل بیت کیلئے مانگی، روضہ (۳) آنحضرتؐ کی وصیت اس روضہ کو پانچ گلدستہ میں تقسیم کیا گیا ہے۔ روضہ (۴) میں اس امر کی صراحت کی گئی ہے کہ اہلبیت مانند تاروں اور کشتی نوح کی طرح ہیں۔ روضہ (۵) فضیلت اولاد فاطمہ زہرہؓ کا بیان ہے۔ روضہ (۶) میں اس امر کا تذکرہ ہے کہ خدائے تعالے نے آنحضرتؐ سے وعدہ کیا ہے کہ اہلبیت پر عذاب نازل نہ کریگا۔ روضہ (۷) اس امر کا بیان ہے کہ اہلبیت کی محبت سب پر واجب ہے۔ اسکے بعد خیابانوں کا ذکر ہے۔ خیابان اول وہ احادیث جو اہلبیت پر دلالت کرتے ہیں۔ خیابان دوم وہ صحابہ جو اہلبیت سے محبت کرتے تھے۔ خیابان سوم تابعین اور تبع التابعین

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

او ہے قادر قدرت اسکی ہے عظیم　　خالق و رازق و فتاح و علیم

اس میں اول حمد، نعت، معراج کا بیان، منقبت حضرت علی مرتضیٰ، مدح غوث الاعظم ہے اسکے بعد اپنے کلام کی ستائش کیا ہے اور نفس مضمون یعنی غوث اعظم کے حالات مناقب اور کرامات کا بیان کیا گیا ہے۔ ہر باب کو گلدستہ سے موسوم کیا ہے۔ گیارہ گلدستوں پر کتاب منقسم ہے جن میں سے چند یہ ہیں (۱) پیدایش کے پہلے کا حال (۲) ولادت (۳) عشق (۴) معشوقیت۔

مصنف کے تخلص کے چند شعر۔

حاسداں کو دے حسد کی آگ سب　　غوثیا تو لے قلم کی باگ اب

ہے مناقب غوثنا جو فارسی　　اسکوں ہندی بول کرتوں آرسی

اختتام۔

باغ یوں دنیا ہے لگ تازہ رہو　　تازگی کا اس میں اندازہ رہو

باغباں پر غوث دہر لطف تمام　　سرفراز اس نت کرو پھر والسلام

خاتمہ۔

تمت الکتاب از دست عاصی پر معاصی خواجہ علی ریاض الغوثیہ مرقوم بست و یکم ذیقعدہ ۱۲۸۰ھ در بلدہ حیدرآباد۔

کتب خانہ آصفیہ میں ایک نسخہ ہے (مناقب ۱۳۰)۔

(۹۹۱) رسالہ مناقب

نمبر (۳۱۵) سائز (۶ × ۴) صفحہ (۱۹) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف نامعلوم　تاریخ تصنیف اوائل ۱۲۰۰ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز۔

کہوں یک نصیحت عجب خوب تر　　بھلے پند سن جیو کے کان دھر

بھلے کون بھلی پند بھاتی اہیں　　بھلاتی منی دل بہلاتی اہیں

اس رسالہ میں چند اخلاقی نصیحتوں کے بعد سیدنا عبدالقادر جیلانی کے مختصر مناقب بیان کئے گئے ہیں۔

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

اس مثنوی میں حمد، نعت، محبوب سبحانی کی مدح اور پھر اپنے مرشد سید ابوالحسن کی ستائش، مناجات اور سبب تالیف کے بعد نفس مضمون شروع ہوتا ہے۔ اس میں حسب ذیل خواتین کے حالات اور مناقب بیان کئے گئے ہیں۔

بی بی فاطمہ، بی بی زینب، بی بی رقیہ، بی بی ام کلثوم (صاحبزادیاں نبی صلعم) بی بی خدیجہ، بی بی عائشہ، بی بی صفیہ، بی بی زینب، بی بی سودا، بی بی ام سلمہ، بی بی زینب، بی بی ام حبیبہ، بی بی میمونہ (ازواج مطہرات) پھر اسکے بعد چند دیگر خواتین مثلاً رابعہ بصری، فاطمہ خراسانی، ام علی، ام محمد وغیرہ کا حال درج ہے۔

اختتام۔

رکھہ مجھکو ہمیشہ عاقبت سات　　　نت مجھکو چلا توں راہِ حسن سات

ایمان پو کر اختتام میرا　　　دین بیچ کر انجام میرا

یہ کتاب طبع ہوئی ہے مگر اب مطبوعہ نسخے بھی نایاب ہیں۔ قلمی نسخے کتب خانہ آصفیہ (سیر ۱۷۹، شاملات ۱۱۱) ادارہ ادبیات اردو (زور ۵۰) موجود ہیں اور یورپ میں بھی اس کا نسخہ موجود ہے (یورپ میں دکھنی مخطوطات ص ۴۴۲)۔

(۹۹۰) ریاض الغوثیہ

نمبر (۲۲۷) سائز (۸ $\frac{1}{2}$ × ۵) صفحہ (۳۷۴) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف شاہ غوثی تاریخ تصنیف ۱۱۹۱ھ کتابت ۱۲۵۸ھ

شاہ غوثی حیدرآباد کے شاعر ہیں۔ صوفی تھے۔ اگرچہ کسی تذکرہ نگار نے انکے حالات قلمبند نہیں کئے ہیں مگر اس مثنوی سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک مرتبہ پریشان تھے۔ انکے ایک دوست غلام محی الدین نے مشورہ دیا کہ حضرت جیلانی کے حالات قلمبند کریں اسلئے انھوں نے ایک فارسی مثنوی سے اس کو ترجمہ کیا اور ریاض غوثیہ اسکا نام رکھا۔ دکن میں ایک اور غوثی گزرے ہیں جنکا تعلق مدراس سے تھا اور وہ غوث جامی سے موسوم تھے۔ "ریاض مسعود" انکی مثنوی بھی مشہور ہے۔ یہ دوسرے غوثی ہیں جنکو حیدرآباد سے تعلق تھا۔

آغاز۔

حمد حق سوں ہونٹ اول کھولنا　　　بعد از اس کے دل منگیا سو بولنا

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

بیدعاصی پرمعاصی سید زین العابدین جھجو میاں بن میاں سید محسن عرف خواجہ میاں نبیرۂ حضرت میاں سید موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ۔

بتاریخ بست ہفتم شہر صفر المظفر ۱۲۹۹ھ بوقت ظہر۔

در بلدہ حیدر آباد بفضل الٰہی تحریر یافت۔

کتب خانہ آصفیہ میں اسکا ایک نسخہ موجود ہے (سوانح ۲۴۸)۔

(۹۸۸) فیض عام قدس (دوسرا نسخہ)

نمبر (۳۲۹) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۴۲۱) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ ولایتی
کتابت ۱۲۷۶ھ

آغاز۔

اوسی کو حمد ہے سالم سزاوار　　دھریں گل حمد کے گل جس کا گلزار

اختتام۔

الٰہی عاقبت محمود گرداں　　میرا آخر طفیل نیک مرداں

خاتمہ۔

تمت الکتاب بعنوان الملک الوہاب برائے خواندن شاہ صاحب میاں را فی سبیل اللہ فقیر سید مبارک عرف میاں جی میاں صدقہ خوار حضرت بندگی میاں سید عثمان (رحمتہ) نوشتہ دارد فی التاریخ دوازدہ ماہ شوال ۱۲۷۶ھ۔

(۹۸۹) تحفۃ النسار

نمبر (۴۷) سائز (۱۲ × ۸) صفحہ (۵۰) سطر (۱۷) خط شکستہ کاغذ دیسی
مصنف محمد باقر آگاہ تاریخ تصنیف ۱۱۸۵ھ کتابت ۱۲۱۶ھ
مصنف کے حالات بسلسلہ نمبر (۲) تفصیل سے درج ہو چکے ہیں۔

آغاز۔

ہے حمد و ثنا اوسے سزاوار　　بخشش کوں نہیں ہی جسکے کچھ بار
لطف و کرم اوسکا بے غرض ہے　　دیتا ہے جو کچھ سو بے عوض ہے

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

یوں ابن نامہ ہوا ہے تمام — کہو پھر نبی پر درود و سلام

(۹۸۷) فیض عام قدس

نمبر (۲۳۷) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۲۰۴) سطر (۲۱) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف سید شہاب الدین تاریخ تصنیف ۱۱۶۴ھ کتابت ۱۲۹۶ھ

مصنف سید شہاب الدین مہدوی مذہب کے پیرو تھے۔ انکے باپ کا نام سید منجو اور دادا سید عبدالحی تھے مہدوی مذہب کے فاضلوں میں شمار ہوتے تھے۔ بانی مذہب حضرت سید محمد جون پوری کے پوتے میاں سید یوسف کی فارسی کتاب کا ترجمہ دکھنی زبان میں کیا ہے۔

مثنوی کا "فیض عام قدس" تاریخی نام ہے اس سے ظاہر ہے کہ ۱۱۶۴ھ میں مثنوی کی تصنیف ہوئی ہے۔

آغاز۔

اسی کوں حمد ہے سالم سزادار — دہریا گل حمد کے گل جس کا گلزار

ہو جس کے حمد میں محمود و حامد — دکھیا دین اپنے تئیں کر کو جامد

اس میں مہدوی مذہب کے امام مہدی سید محمد جونپوری کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ کتاب کئی فصل میں منقسم ہے۔

اختتام۔

شہی یعقوب کے صدقے سوں میں اب — یوں فیض عام کوں کیتا مرتب

میرا آخر لمقبل نیک مرداں — الٰہی عاقبت محمود گرداں

خاتمہ۔

تمت ہذا المولود المسمی بہ فیض عام قدس فی وقت الضحیٰ یوم الاربع فی التاریخ السبع من شہر ربیع الآخر سنہ ہجری النبویہ۔ الف و مایتہ و ستین و اربع ہذا تاریخ ۱۱۶۴ ...... فی اسم ہذا الکتاب اعنی فیض عام قدس انشادہا سید شہاب الدین ابن سید منجو بن حضرت سید عبدالحی قدس اللہ سرہم۔

اس کے بعد ایک قطعہ تاریخ بھی درج ہے۔

عجب اس دور آخر میں میاں سید شہاب الدین — کہی مولود مہدی نظم دکھنی سوں ہو محی الدین

فصاحت پہ بلاغت ترجمہ مطلع ولایت کا — کہی تاریخ قطب عالم یو ہے منظوم شہاب الدین

حسب فرمایش و پاس خاطر سید اشرف عرف غازی میاں بن سید اسحٰق و نبیرۂ حضرت غازی میاں سلمہ

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

سدا حی و قیوم و قادر ہے تو ہمہ وقت حاضر سو ناظر ہے تو

اس مثنوی میں اول حمد ہے پھر نعت و منقبت حضرت علی اسکے بعد معین الدین اجمیری شیخ فرید گنج شکر اور حضرت نظام الدین کی مدح ہے پھر حضرت نظام الدین کا دکن میں آنا بیان کیا ہے اور آپ کے ساتھ کئی سو اولیاء کا دکن آنا بیان کیا ہے۔ شاہ راجو قتال کی مدح ہے اسکے بعد حسن اور شعر کی ستایش ہے اسکے بعد کئی اصحابِ طریقت یعنی خوند میر، اکمل علی عرف شاہ کمالی۔ حضرت موسیٰ شاہ میر غازی، سانگڑہ سلطان، شیخ حسین، زین الدین خلد آبادی، شاہ برہان الدین کا مختصر حال قلمبند کیا ہے اس پر کتاب ختم ہوئی ہے۔

اختتام۔

تصدق نبی کے اے صاحب کریم گنہ بخش میرا غفور الرحیم

مناجات یارب یو کرنا قبول بحق محمد و آل رسول

خاتمہ۔

تمت تمام شد۔ تحریر فی التاریخ نہم ماہ ربیع الآخر جمعہ وقت دوپہار انصرام رسید از خط خام سید جعفر پاشاہ۔

(۹۸۶) امین نامہ

نمبر (۳۲۶) سائز (۶ ۱/۲ × ۴) کل (۶۰) شعر ہیں

مصنف معصوم تاریخ تصنیف قریب سنہ ۱۱۰۰ھ کتابت

دکن کے شعراء میں "معصوم" کے مرثیے ہمدست ہوئے ہیں مگر ہم اسکے حالات سے واقف نہیں ہیں۔ اسقدر پتہ چلتا ہے کہ مصنف شاہ امین الدین علی کا مرید تھا۔

آغاز۔

کہوں مدح میں پاک حضرت امیں کہ جس کے حکم میں دکن کی زمیں

دکن ہور ہندوستاں میں یو ولی ثنا صفت انکے دو جگ میں چلی

اس رسالہ میں شاہ امین الدین علی بیجاپوری کی مدح اور مناقب بیان کئے گئے ہیں۔

اختتام۔

اگر جانتا ہے تو پڑ نام مدام محمد نبی پر ثناء و سلام

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

کتب خانہ آصفیہ میں ایک قلمی نسخہ موجود ہے (مثنوی شاطلات ۴۹۹) اور کتب خانہ ادارہ ادبیات میں بھی ایک نسخہ ہے (زور ۲۱۲)۔

(۹۸۳) محی الدین نامہ (مناقب جیلانی) دوسرا نسخہ

نمبر (۳۰۸) سائز (۷½ × ۶) صفحہ (۱۳) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی

آغاز۔

تمہیں قطب عالم محی الدین قدیر دو جگ ہے ترے ہانکوں دست گیر

اختتام۔

محمد کیا قادری یوں ختم درود بھیجو سلطان پر دمبدم

(۹۸۴) غوث نامہ (محی الدین نامہ) تیسرا نسخہ

نمبر (۱۲۵) سائز (۹ × ۵) صفحہ (۱۸) سطر (۹) خط شکستہ کاغذ دیسی

آغاز۔

توہیں قطب عالم محی الدین قدیر دو جگ ہے ترے ہات تو دستگیر

اختتام۔

ہزاروں درود اں ہزاراں سلام بر آل محمد علیہ السلام

(۹۸۵) گلزار جنت

نمبر (۱۴۰) سائز (۶ × ۳) صفحہ (۳۰) سطر (۱۳) خط ثلث کاغذ دیسی

مصنف معظم تاریخ تصنیف قبل سنہ کتابت

معظم بیجاپور کا شاعر ہے۔ سکندر عادل شاہ کے زمانہ میں موجود تھا امین الدین علی کے مریدوں میں شامل تھا۔ شاعری میں قادر سے تلمذ حاصل تھا۔ اسکی دو اور مثنویاں یعنی شجر الاتقیا اور گنج مخفی کا تذکرہ "تصوف" میں کر دیا گیا ہے۔

آغاز۔

الٰہی تو عالم علام الغیوب تو مومن مہیمن کشاف القلوب

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(ب) سوانح و مناقب

(۹۸۲) محی الدین نامہ

نمبر (۳۴۴) سائز (۹ × ۵ ½) صفحہ (۱۴) سطر (۱۱) خط نستق کاغذ دیسی

مصنف افضل تاریخ تصنیف ما بعد ۱۰۵۰ھ کتابت ۱۲۴۵ھ

افضل قطب شاہی دور کے آخری زمانہ سے تعلق رکھتا ہے۔ افسوس ہے ہم اس کے تفصیلی حالات سے واقف نہیں ہیں۔ افضل کی یہ ثنوی کئی کتب خانوں میں موجود ہے۔ اس سے واضح ہے کہ یہ بڑی مقبول کتاب تھی۔ افضل کو شاہی دربار سے تعلق نہیں تھا۔ وہ مذہبی شخص تھا قادریہ طریقہ پر بیعت حاصل تھی۔ انکے مرشد میراں شاہ معروف تھے جنکو ثانی محی الدین خیال کرتے تھے۔ میراں شاہ کے مرید سلطان نے افضل کی روحانی تربیت کی تھی افضل کے مرثیے بھی ہمدست ہوئے ہیں۔

آغاز۔

توہی قطب عالم محی الدیں قدیر — دو جگ ہے تیرہات میں دستگیر
توہی چاند تج نور دو جگ منی — تو سلطان روشن ہے ربّی کنی
محمد کی اولاد میں تورتن — علی فاطمہ کے تو دل کا چمن

اس ثنوی میں حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کے حالات مناقب وکرامات کا ذکر ہے۔

مصنف کا تخلص۔

تصرف کیا جیو تن دو تن پر — کیا ختم افضل ثنا سربسر

اختتام۔

محمد کئی قادریا پڑ ختم — درود و بھیجو سلطان پر دمبدم
کہ تمت ہوا یو رسالہ تمام — درود بر محمد علیہ السلام

خاتمہ۔

۲۶ ربیع الثانی ۱۲۴۵ھ۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام۔

اب تمنا کچھ سوا اوس کے نہیں   استجب لی یا مجیب السائلیں
مرتے دم ہو یاد احمد حرز جاں   اور اونھیں کا نام ہو وردِ زباں

خاتمہ۔ الحمد للہ کہ ایں رسالہ مولودِ شریف الفقیر مرزا عبداللہ غفرلہٗ تلمذ محمد مظفر الدین خاں ظلہٗ تحریر نمود۔

(۹۸۱) نصرت اسلام فی بشارت خیر الانام

نمبر (۲۸۴) سائز (۹½ × ۷) صفحہ (۲۰۷) سطر (۸) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف   نامعلوم   تاریخ مابعد ۱۳۰۰ھ ہجری کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز۔

"لایق حمد بے انتہا واحد بے ہمتا ہے کہ جس نے حضرت آدم کو بے پدر و مادر اور جناب عیسیٰ بن مریم کو بے پدر اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا اور سزا وار شکر و ثناء وہ معبود یکتا ہے کہ کتب مقدسہ کو انبیاء مرسلین پر واسطے ہدایت خلق کے نازل کیا"۔

اس رسالہ میں ان بشارتوں اور آیتوں کو بیان کیا گیا ہے جو آسمانی کتابوں میں آنحضرت صلعم کے متعلق ہیں تفصیل کے ساتھ انجیل وغیرہ کا ذکر کیا گیا ہے۔

اختتام۔

یہ بھی اقرار کیا ہے کہ یہ انجیل ابتک اہلِ یورپ کے پاس موجود ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

کا بیان (۲۲) مناقب کا بیان (۲۳) شمائل شریف (۲۴) علامت محبت رسول (۲۵) بیان اخبار آنحضرت (۲۶) نزولِ وحی (۲۷) معراج کا بیان (۲۸) تفسیر آیت اول (۲۹) بیان فَاَوْحیٰ اِلیٰ عَبْدِہٖ مَا اَوْحیٰ (۳۰) ہجرت (۳۱) شرائط محبت آنحضرت (۳۲) وفات آنحضرتؐ۔ ہر ایک عنوان میں نکتے۔ لطیفے۔ حکایات۔ حکمت وغیرہ عنوان قرار دیکر تفصیل کی گئی ہے۔ معراج کے بیان میں پوری تفصیل ہے بہرحال کسی واعظ کے وعظ کا مجموعہ کہنا چاہیئے جس میں سامع کی دلچسپی کے لئے حکایات۔ اشعار وغیرہ بیان کئے جاتے ہیں۔

اصل کتاب کا دیباچہ جو ایک صفحہ ہے فارسی میں ہے اسکے بعد نفس مضمون اردو نثر میں ہے درمیان میں اکثر جگہ نظم شامل ہے۔ خاتمہ بھی نظم پر ہوا ہے۔ آغاز کتاب کے پہلے چند اوراق کسی دوسری کتاب کے مجلد ہو گئے ہیں۔ اس میں بھی آنحضرتؐ کی ولادت وغیرہ کا بیان ہے۔

اختتام۔

آنسو بہادینگے مجھے خون میں ترا دیں گے مجھے　　تجھ پاس لادیں گے مجھے اور شوق میرا رہنما
اے رحمت اللعالمین اے باعثِ عرش زمیں　　واللہ امیرالدیں کتیں تو تیرا ہی آسرا

خاتمہ۔

ایک عربی دعا کے بعد تمام شد ممتاز التفاسیر در ۱۲۶۱ھ۔ ایک مہر ممتاز العلماء و محدث میر امیرالدین حسین خاں بہادر ثبت ہے۔

(۹۸۰) رسالہ مولود

نمبر (۵۳۳) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۴۶) سطر (۹) خط نستعلیق کاغذ ولایتی
مصنف فضل رسول تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔ اسقدر پتہ چلتا ہے کہ انکا دکن سے تعلق تھا مگر انکا حال کسی قدیم اور جدید تذکرہ میں نہیں ہے۔

آغاز۔

حمد کے لایق وہی معبود ہے　　جو کہ ہر حامد کا وہ محمود ہے
آدمی یا جن یا حور و ملک　　یا زمیں یا عرش و کرسی یا فلک

اس رسالہ میں آنحضرت صلعم کی ولادت کا حال قلمبند کیا گیا ہے۔

कार्यकारी एवं सम्पादक
संग्रहालय पुरातत्व पत्रिका. उ० प्र०
४.०४ संग्रहालय, लखनऊ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

ناقص الاول ہے۔ ابتدائی چھ صفحہ نہیں ہیں۔

آغاز۔

زبانِ سخن سے ہوں ہیں در عذاب   میرے پر ہے پریاں دام عقاب
زباں میری آخر ہے میرا ضرر   جو میری زباں سے ہے دکھ مجھ اوپر

اختتام۔

رہوں مست و مدہوش میں تا مدام   پیوں لے کر نام علی کا مدام

خاتمہ۔

بتاریخ شانزدہم ذیحجہ سنہ ۱۲۷۰ھ بخط حاجی سید عبد القادر قادری تمام شد۔

اس کتاب کے آخر میں ایک صحت نامہ بھی شامل ہے۔

(۹۷۹) ممتاز التفاسیر

نمبر (۲۴۹) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۵۶۲) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف سید امیر الدین حسین تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۲۵۰ھ کتابت سنہ ۱۲۶۱ھ

مصنف کے متعلق تفصیلی معلومات حاصل نہیں ہوئے البتہ اسقدر پتہ چلتا ہے کہ وہ ماہِ ربیع الاول میں وعظ کہا کرتے تھے اور اس وعظ کے سلسلہ کو اونھوں نے کتابی صورت میں جمع کر دیا ہے۔

مصنف دکن کے باشندے اور صوفی تھے اچھی علمی قابلیت رکھتے تھے۔

آغاز۔

"الحمد للہ الخ۔ اما بعد خادم مدح خواں رسول الثقلین سید امیر الدین حسین بخدمت عاشقانِ محمدی معروضہ میخواہد ہرگاہ ممتاز التفاسیر مشتمل بر تفسیر قران مجید مجلد سہ جلد بزبان ہندی"

اگرچہ اس کتاب کا نام ممتاز التفاسیر لکھا گیا ہے مگر دراصل یہ حصہ آنحضرت صلعم کے حالات میں ہے عنوانات کے تحت بیان ہوا ہے۔ اصل کتاب تو (۳۲) باب میں تقسیم ہوئی ہے مگر آنحضرت کے حالات چونکہ باب (۱۸) سے شروع ہوئے ہیں اور اس کتاب میں باب (۱۸) ہی سے آغاز ہوا ہے جنکی تفصیل یہ ہے۔

(۱۸) بیان درود شریف (۱۹) بیان نور محمدی (۲۰) بیان مولود شریف (۲۱) رضاعت

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

حضرت جیلانی کی مدح ۔ اپنے مرشد شاہ ابوالحسن کی ستائش سبب تالیف کے بعد اس امر کی صراحت کی ہے کہ مرشد نے اپنے فرزند شاہ عبداللطیف کو کیا کیا نصیحتیں فرمائیں ۔ پھر نفس مضمون شروع ہوا ہے مصنف نے واضح کیا ہے "ذوقی" کی فارسی کتاب کا یہ دکھنی ترجمہ ہے ۔ اس میں آنحضرت صلعم کے مفصل حالات اور شمائل اسوۂ حسنہ کو بیان کیا گیا ہے ۔ نور محمدی سے آغاز کیا ہے ۔ تولد، نبوت، ہجرت، مابعد واقعات ہجرت یعنی جنگوں وغیرہ کے بعد انتقال پھر معجزات آخر پر اخلاق اور عبادات کا تذکرہ ہے ۔ تالیف کی وجہ جو بیان کی ہے کہ نام باقی رہنے کے لئے یہ تصنیف کی گئی ہے ۔

ذوقی کی کتاب سے ترجمہ کرنے کی صراحت ۔

بملکِ سخن خسرو نام ور — تخلص ہے ذوقی جسے مشتہر
متانت میں جیسے نظامی شہر — حلاوت میں سعدی صفت بے نظیر
لکھا اس نے ہے پُرشرف ایک کتاب — کہ بحر سیر میں ہے درخواش آب
ہے نظم اس کا اعجاز سے پُر تمام — یہی ہے معجز مصطفےٰ اوسکا نام
تو ہندی میں کر ترجمہ اوس کتیں — بشر طیکہ افہام سے ہو قریں

مصنف کے تخلص اور کتاب کا نام ۔

پذیرا ہو حسرت کی یہ التجا — بحق محمد شفیع الورا
وہیں بلبلِ طبع تجویز کر — رکھے نام اوس کا ریاض سیر

اختتام اور تاریخ تصنیف کی صراحت ۔

یہی ہے وہ تاریخ بس جانفزا — نہ ہے معجزا خاتمِ انبیا ۱۲۶۸
لے آیا ساقیا ساغر غم گسار — کہ بے ذوق کردے ہے مجھ کو خمار
پھر نام لے کر علی کا مدام — رہوں مست و مدہوش ہی تا مدام

خاتمہ ۔

چھبیسویں تاریخ کو شہر ربیع الاول ۱۲۶۵ھ تمام ہوئی ۔

(۹۶۸) ریاض السیر (دوسرا نسخہ)

نمبر (۳۵۴) سائز (۸×۵) صفحہ (۴۳۶) سطر (۱۷) خط نستعلیق کاغذ ولایتی
کتابت ۱۲۶۷ھ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مرتب کیا تھا۔

آغاز۔

زباں آب گہر سے جب میں دُھولوں — تب اُس گنج خفی کی حمد بولوں

وہ اصل کنت کنزاً نغمہ پرواز — کیا جب پردۂ وحدت سے آواز

وہی آواز صوت سرمدی تھا — اصول فرع عشق احمدی تھا

اس مثنوی میں آنحضرت صلعم کے مختصر حالات ولادت ووفات درج ہیں۔ کتاب کا نام مصنف کے تخلص وغیرہ کے اشعار۔

کتاب روضۃ الانوار لکھ تو — بہار آنکھوں سے سب عالم کی دیکھ تو

ولیکن ریختہ کی ہو زباں میں — کہ مشہور ہو وہی سب جہاں میں

تجلی طول مت کر مختصر کر — نہیں طاقت رہی جن وبشر کوں

اختتام۔

عذابوں سے قیامت کی اماں دے — اماموں کے ہی سایہ میں اماں دے

کیا ہوں ختم سب اس غم کے حالات — نبی پر بیشمار اب بھیج صلوات

(۷۷۹) ریاض السیر

نمبر (۱۷۲) سائز (۱۰×۷) صفحہ (۴۸۷) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف غلام محمود حسرت تاریخ تصنیف ۱۲۴۷ھ کتابت ۱۲۶۵ھ

مصنف کا نام غلام محمود اور حسرت تخلص تھا۔ خاندان نوایط سے تعلق تھا "مہاجر" لقب رکھتے تھے۔ ویلور کے متوطن اور حضرت شاہ ابوالحسن کے پوتے شاہ ابوالحسن ثانی کے مرید تھے۔ علمی قابلیت بہت اچھی تھی شاعری میں کافی دستگاہ رکھتے تھے۔

آغاز۔

خدایا سزاوار شاہی تجھے — تو صاحب ہی سب خدائی ہیں تیرے

دل وجان تیرے بندۂ فرمان مدام — دل و جان سے ہیں ہم بھی تیرے تمام

کیا ہے جو توں تن کو محکوم جان — رکھا ہے بہت اسمیں حکمت نہاں

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے یہ سیر کی کتاب ہے۔ اس میں اول حمد۔ نعت، حالات معراج

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

ندا آئی ہاتف سے بے اشتباہ　　کہو اس کی تاریخ فیضان شاہ
۱۲۴۶ھ

خاتمہ۔

تمت الکتاب مستطاب معراج نامہ جناب رسالت مآب ...... حسب فرمایش جناب علیہ رابعہ ثانی مریم مکانی حضرت بیگم صاحبہ قبلہ جنابہ مغل صاحبہ بی بی ادام اللہ بخط شکستہ ناشایستہ بندہ کثیف العاصی ...... میر ابو القاسم حسین ابن عباس حسن خاں مرحوم بتاریخ چہاردہم ماہ ذیحجہ سنہ ۱۲۷۴ھ روز دوشنبہ۔

(۹۷۵) ریحان معراج (دوسرا نسخہ)

نمبر (۲۷۰) سائز (۹ × ۶) صفحے (۱۲۶) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی

آغاز۔

کروں حمد پروردگار قدیر　　کریم و رحیم و سمیع و بصیر

اختتام۔

ندا آئی ہاتف کی بے اشتباہ　　کہو اس کی تاریخ فیضان شاہ
۱۲۴۶ھ

خاتمہ۔

الحمد اللہ کہ رسالہ ریحان المعراج من مصنف جناب میر مظفر حسین صاحب مرحوم ضمیر شاگرد نامی شیخ غلام ہمدانی مصحفی تلمیذ مرزا امانی منقول از کتاب جناب حکیم وزیر مرزا صاحب۔ بتاریخ ۲۱ جمادی الآخر روز جمعہ وقت شام سنہ ۱۲۸۴ھ بدست سید علی فکر تمام شد۔ یہ نسخہ سنہ ۱۲۸۴ھ کے نسخہ سے ۱۳۲۳ھ میں نقل ہوا ہے اسکی تاریخ نہیں ہے۔

(۹۷۶) روضۃ الانوار

نمبر (۵۸۳) سائز (۷½ × ۴½) صفحے (۴۲) سطر (۱۴) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف　تجلی　تاریخ تصنیف قبل سنہ ۱۲۵۰ھ کتابت

تجلی علی نام اور تجلی تخلص۔ میر محمد حسین کلیم کے فرزند تھے۔ میر تقی میر کے بھانجے ہیں۔ ان کے باپ بھی شاعر تھے۔ اس طرح شاعروں کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ مرزا مظہر جان جاناں کے شاگرد تھے بقول مصحفی ضخیم دیوان مرتب کیا تھا۔ ایک مثنوی لیلیٰ مجنوں بھی مرتب کی تھی۔ دیوان بھی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

"ہردو عالم علی بود یاور" کے چار مہر ثبت ہیں۔

(۹۷۴) ریحان معراج (معراج نامہ)

نمبر (۴۳۹) سائز (۷½ × ۵½) صفحہ (۱۷۱) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف میر مظفر حسین ضمیر تاریخ تصنیف ۱۲۴۷ھ کتابت ۱۲۷۴ھ

میر مظفر حسین نام ضمیر تخلص۔ باپ کا نام قادر حسین تھا۔ مصحفی کے شاگرد تھے۔ مصحفی نے اپنے تذکرہ میں انکا ذکر کیا ہے۔ سلام اور مرثیہ لکھنے کی صراحت کی ہے۔ انکے زمانہ میں لکھنؤ میں مرثیہ گوئی کا بڑا زور تھا ضمیر نے اس میں نام آوری حاصل کی۔

آغاز۔

کروں حمد پروردگار قدیر — کریم و رحیم و سمیع و بصیر

وہی خالقِ ظلمت و نور ہے — دلوں سے قریں چشم سے دور ہے

اس مثنوی میں اولاً حمد و نعت و منقبت حضرت علی۔ مدح حضرت فاطمہ زہرا و امام حسین دیگر اماموں کی مدح کے بعد سبب تالیف کتاب پھر مہدی علی خاں وزیر اودھ کی تعریف اور بتایا گیا ہے کہ ان ہی کے ایماء پر یہ مثنوی لکھی گئی ہے۔ شاہِ اودھ کی تعریف بھی ہے۔ اسکے بعد نفس مضمون شروع ہوا ہے۔ نفس مضمون کو عنوانات کے تحت لکھا گیا ہے۔ آنحضرتؐ نے ہر ایک آسمان کی سیر فرما کر وہاں کیا کیا دیکھا۔ ملائک، جنت، دوزخ، جنت میں اہلبیت کے قصر اور ایوان ملاحظہ کئے جنت کی سیر میں آنحضرتؐ نے اپنے نعلین کو نکالدیا مگر نعلین سمیت آنے کی ندا سنی۔ آنحضرتؐ نے خدا سے کلام کیا وغیرہ ایسے امور کو تفصیل سے نظم کیا گیا ہے۔

اختتام۔

باعجاز آلِ رسالت مآب — کہی بیس دن میں یہ دس جزو کتاب

میرا منہ کہاں کیا میری دستگاہ — فقط تھی یہ امداد اقبالِ شاہ

کہو اوسکو پڑھ کر یہ دا صبح و شام — بہ آلِ محمد درود و سلام

اس کے بعد قطعہ تاریخ حسب ذیل درج ہے۔

بہ فرمایش صاحب تاج ہے — مسمّی ریحانِ معراج ہے

ہوا ختم معراج نامہ جو ہیں — ہوئی فکر تاریخ کی دل نشین

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

اختتام۔

سُن کے ہاتف نے یہ کہا رو رو   صلواۃ خدا نبی پر ہو
۱۲۱۳ھ

(۹۷۳) سرمایۂ نجات

نمبر (۴۴۶) سائز (۹ × ۵½) صفحہ (۷۷) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف معصوم علی بیدار تاریخ تصنیف ۱۲۳۳ھ کتابت

معصوم علی نام بیدار تخلص تھا۔ محبوب اللہ شاہ کے مرید تھے اپنے دوست سید مرزا خاں کی فرمایش سے یہ کتاب نظم کی ہے۔ بیدار کے متعلق تفصیلی حالات معلوم نہیں ہوئے۔

ابتدا میں تین صفحہ کا نثر میں دیباچہ ہے اسکے بعد نفس مضمون نظم میں ہے۔

آغاز۔

"حمد بیحد اوس قادرِ احد کو اور شکر بے عدد اوس صانع صمد کو کہ جب بحر عشق اور دریائے شوق اوس بیچون و بی چگون اور بے شبہ و بے نمون کا واسطے ظاہر کرنے قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ اپنے جوش مارا تب اوس نے اپنے نور محمد علیہ السلام کو پیدا کیا"......

نفس مضمون کا آغاز۔

شکر اوس خالق خلایق کو   مجھے بخشا ہے روح ناطق جو

اس کتاب کے کئی باب ہیں آنحضرت صلعم کے معجزات اور حضرت علیؑ کے کرامات نظمائے گئے ہیں انکو حضرت جامی کی کتاب شواہد نبوہ سے جو فارسی میں ہے اردو میں ترجمہ کرنے کا تذکرہ ہے۔

ہر ایک باب کو بسم اللہ اور حمد کے ساتھ شروع کیا گیا ہے۔

تاریخ تصنیف کا قطعہ۔

جب مَیں نے کیا تصنیف کا اسکی دل میں خیال   صدا...... ہوا اتمام سے آخر بس خوش حال
تاریخ جو پوچھا عقل سے اپنی اوس نے کہی   ہے جان تو بیشک بارا سو تیتیسواں سال
۱۲۳۳ھ

تمام مضمون مثنوی کے قالب میں ہے مگر آخر ایک بیان مخمس ہے۔

اختتام

یہی عرض میری یا شاہ سن لو   تفضل سے مجھ پر نگہ بھر کے دیکھو
کرو دور غفلت سے بیدار رکھو   مجھے حشر میں جام کوثر کا بھر دو
تمھارا ہے ہیگا یہ بیدار کمتر

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز۔

لایقِ حمد ہے اوسی کی ذات | جسکے قبضے میں سب کی موت وحیات
وہی بخشا ہے دو جہاں کو وجود | وہی کرتا ہے سب کنتیں نابود
ذات کو اوسکی ہے قیام مدام | نہیں عالم کنتیں مدام قیام

اس مثنوی میں اول حمد ہے پھر مناجات اسکے بعد نعت پھر اپنے استاد مولوی محمد باقر آگاہ کی مدح کی گئی ہے۔ اسکے بعد نفس مضمون شروع ہوتا ہے آنحضرت صلعم کے انتقال کے وقت سے واقعات درج کیے ہیں۔ آپ کا آخری حج کرنا بیمار ہونا اور انتقال اور انتقال کے بعد لوگوں کے مرتد ہونیکا تذکرہ کیا گیا ہے۔ یعنی آنحضرت ص کی بیماری اور انتقال کا حال نہایت تفصیل سے قلمبند کیا گیا ہے۔

اختتام۔

اس میں مصنف کا نام کتاب کا نام اور تاریخ تصنیف کا تذکرہ بھی ہے۔

صرف نامی ہی کو نہیں ہے ہراس | ہیں نباتات اس الم سے اداس
فضل سے حق کے اب بحسن تمام | ہوگیا یہ وفات نامہ تمام
اس رسالے کو میں نے کر تیار | نام رکھا مدینۃ الانوار
ختم کر جب وفات کا احوال | اس کی تاریخ کا کیا میں خیال
سن کے ہاتف نے یہ کہا رو رو | صلواۃ خدا نبی پہ ہو

خاتمہ

تمت الکتاب بعون الوہاب بتاریخ یازدہم شہر جمادی الثانی بروز جمعہ بوقت مغرب ۱۲۱۶ھ
کاتب الحروف عاصی پر معاصی سید علی بن سید ملک برائے خواند سید دستگیر صاحب۔

(۹۷۳) مدینۃ الانوار (دوسرا نسخہ)

نمبر (۸۲) سائز (۷ × $4\frac{1}{2}$) صفحہ (۱۱۱) سطر (۱۲) خط نستعلیق کاغذ دیسی

آغاز۔

لایقِ حمد ہے اوسی کی ذات | جسکے قبضے میں سب کی موت وحیات

کتاب کے صفحات مقدم و موخر ہوگئے ہیں۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

یو دنیا ہے یاراں عجب بے وفا — کہ اس کون دے چھوڑ کر مصطفےٰ

اس مثنوی میں حمد و نعت منقبت خلفائے راشدین کے بعد آنحضرت صلعم کے وفات کا ذکر ہے۔ روایت میں رطب یابس دونوں شامل کرلئے گئے ہیں۔ ابتدا اس بیان سے ہوئی کہ آنحضرت صلعم نے لوگوں کو نصیحت فرمائی کہ میرے آل کی پیروی کرو تو نجات ہوگی۔ آخر پر یہ بتایا ہے کہ آنحضرت صلعم کے انتقال سے انسان تو انسان بھول پتے شجر وغیرہ بھی غمگین ہوگئے۔

مصنف کے تخلص کی وضاحت۔

سو غم ناک توں غم قیامت تلک — بغایت ہے راحت نہایت تلک

دو عالم میں راحت ہے حق کی منجے — سو وہ جاننے کا شفاعت منجے

اختتام۔

پیمبر پر تسلیم و صلوات ہے — سو منوات ہے اور برکات ہے

وفات پیمبر علیہ السلام — ہوا نظم دکھنی سوں یاراں تمام

خاتمہ۔

تمت تمام شد این قصہ (ابو شحمہ) و وفات نامہ پٹوی گر بابا صاحب۔

(۱۷۹) مدینۃ الانوار

نمبر (۴۷) سائز (۱۲ × ۸) صفحہ (۷۶) سطر (۱۷) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف غلام اعزالدین نامی تاریخ تصنیف ۱۲۱۳ھ کتابت ۱۲۱۶ھ

غلام اعزالدین نام مستقیم جنگ خطاب اور نامی تخلص تھا۔ ارکاٹ (جنوبی ہند) میں تولد ہوئے علامہ وقت مولانا حافظ محمد حسین سے عربی اور فارسی کی تعلیم پائی پھر مولانا باقر آگاہ سے اکتساب علم کیا شاعری میں بھی آگاہ سے تلمذ تھا۔ رئیس ارکاٹ نواب عمدۃ الامرا (۱۲۱۰ھ تا ۱۲۱۶ھ) نے نامی کو ملک الشعرا کا خطاب دیکر اپنے دربار کا شاعر مقرر کیا تھا۔ نامی تین زبانوں یعنی عربی، فارسی، اور اردو میں طبع آزمائی کرتے تھے۔ اولاً نامی اور کبھی مستقیم بھی اپنا تخلص قرار دیا ہے۔ متعدد مثنویاں مثلاً لیلیٰ مجنوں، شیرین خسرو، قصہ بنارس، سلیمان نامہ، وفات نبی وغیرہ انکی تصانیف ہیں۔ نامی نے دیوان بھی مرتب کیا تھا۔ وفات نبی کو مدینۃ الانوار سے موسوم کیا ہے کیونکہ اس مثنوی میں وفات کے حالات ہی درج ہیں۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

سے وفات تک کا حال بیان کیا گیا ہے اسکو ربیع الاول کے بارہ دن پڑھنے کے لئے بارہ مجلس میں منقسم کیا گیا ہے۔ ان مجلسوں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

پہلی مجلس ولادت کا بیان۔ دوسری مجلس میں آنحضرتؐ کے بچپن کا زمانہ ایام طفولیت کا ذکر ہے۔ اس سلسلہ میں شباب کا زمانہ اور بی بی خدیجہؓ کے نکاح پر یہ مجلس ختم ہوئی ہے۔ تیسری مجلس میں بعثت اور نبوت کا تذکرہ ہے حضرت حمزہؓ کے اسلام کے واقعہ تک یعنے بعثت نبی کے چھٹے سال تک کا حال لکھا گیا ہے۔ چوتھی مجلس میں معراج کا ذکر ہے۔ پانچویں مجلس میں ہجرت کے پہلے کا ذکر ہے۔ چھٹی مجلس میں ہجرت کا بیان ہے۔ مکہ سے نکلکر مدینہ پہنچنے کا حال درج ہے۔ ساتویں مجلس میں مدینہ کے واقعات جنگ بدر وغیرہ کا ذکر ہے مگر جنگ کے واقعات مختصر لکھے ہیں آٹھویں مجلس میں جنگ احد کا ذکر اور جنگ خندق وغیرہ کا تذکرہ ہے۔ نویں مجلس میں اسکے بعد کے واقعات خیبر کی جنگ وغیرہ کا ذکر ہے۔ دسویں مجلس اس کتاب میں نہیں ہے۔ گیارہویں مجلس میں فتح مکہ کا تذکرہ ہے۔ بارہویں مجلس میں آنحضرتؐ کے وفات کا ذکر ہے۔

شاعر کے تخلص کا شعر

الٰہی توں اپس فضل و کرم سوں ملا قاسم کوں شاہِ محترم سوں

اختتام۔

قیامت میں شفاعت کر سبوں کوں غدایاں سوں جہنم کے چھوڑ توں

ہوئی اتمام بیان مجلس یہ آخر کہو صلواۃ ادنٰے اور اکابر

خاتمہ۔ مالک این مجلس ملا محمد جعفر ولد ملا حاجی .... بنگال است سنہ ۱۲۴۶ھ

(۹۷۰) وفات نامہ

نمبر (۱۶۵) سائز (۸×۶) صفحہ (۲۰) سطر (۱۷) خط نستعلیق کاغذ دیسی

معنف راحت تاریخ تصنیف اوائل سنہ ۱۲ھ کتابت

راحت کا تذکرہ کسی قدیم اور جدید تذکرہ میں نہیں ہے۔ اسکی یہ مثنوی بھی کوئی رہبری نہیں کرتی البتہ اسکا دکن سے تعلق رکھنا ظاہر ہوتا ہے کیونکہ اپنے کلام کو دکھنی سے موسوم کیا ہے۔

آغاز۔

یو دنیا ہے فانی عجب باغ ہے کہ جس تے سدا دل اپر داغ ہے

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

(۹۶۸) تولدنامہ

نمبر (۶۷۹) سائز (۹ × ۵) صفحہ (۱۴) سطر (۱۷) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف نامعلوم تاریخ تصنیف اوائل سنہ ۱۲ ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات ہمدست نہیں ہوئے۔

آغاز۔

بتائید افضال پروردگار میں ہوتا ہوں معنی کا صورت نگار

سخن کو میں کرتا ہوں گوشے نشیں کہ تا ہوئے ہر دل کا نقش رنگیں

اس مثنوی میں مختصر طور پر رسول اللہ صلعم کی ولادت کا حال قلمبند کیا گیا ہے۔

اختتام۔

.....اور قمر کوں کہیگا حرام کریگا وہ بت خانہ مسجد تمام

سب امت اوپر اوسکی امت کوں رب دیویگا فضیلت سنو مجھ سیں اپ

(۹۶۹) مولود النبی

نمبر (۱۱۷) سائز (۸ × ۵½) صفحہ (۲۷۷) سطر (۱۳) خط ثلث کاغذ دیسی

مصنف قاسم تاریخ تصنیف اوائل سنہ ۱۲ ھ کتابت سنہ ۱۲۴۶ ھ

مصنف کے متعلق ہمیں کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے کیونکہ کسی تذکرہ میں ان کا ذکر نہیں ہے۔ البتہ انکا دکھنی ہونا پایا جاتا ہے۔ ایک شاعر شاہ قاسم ہم کو معلوم ہیں جنکو اورنگ آباد سے تعلق تھا ممکن ہے یہ وہی ہوں۔

آغاز۔

شروع نامہ کروں نام خدا سوں اچھوں ممتاز تا گنج ہدا سوں

سزاوار کیا اوسی جن ایک سخن سوں کیا پیدا دو عالم امر کن سوں

زمین ہور آسماں کے سب طبق جوڑ اٹھایا اپنی صنعت کا بھی یو شور

اس مثنوی میں اول حمد ہے پھر نعت اسکے بعد سبب تالیف اسمیں بیان کیا گیا ہے کہ سخن ہی یادگار زمانہ رہتا ہے اسلئے ایک کتاب مولود النبی لکھنے کا ارادہ کیا گیا۔ آنحضرت کی ولادت

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مصنف سوز تاریخ تصنیف اوائل ۱۲ھ کتابت

ناقص الاول ہے۔ ابتدائی ایک صفحہ نہیں۔

ایک مشہور سوز تخلص کے شاعر تو وہ ہیں جنکا نام سید محمد میر سوز تھا اور میر ضیاء الدین کے فرزند اور قطب عالم گجراتی کی اولاد میں تھے۔ جنکا انتقال ۱۲۱۳ھ میں ہوا ہے۔ مگر اس مثنوی کو ان سے منسوب کرنا غالباً صحیح نہ ہوگا۔ کیونکہ گل رعنا میں انکی جن کتابوں کا تذکرہ ہے اس میں یہ وفات نامہ شامل نہیں ہے۔ زبان کے لحاظ سے بھی یہ دوسرے سوز کی تصنیف قرار دیجا سکتی ہے جو دکن سے تعلق رکھتا ہے۔

آغاز۔

راحت دل ہے دل مشتاق کا	وے کھیلی رہبر ہے وہ عشاق کا
جی کھینی اسکوں ہو حیات ابد	یہی کھینی یا رب نہیں ہے باصمد

اس مثنوی میں آنحضرت کے انتقال کا پورا حال لکھا ہے عنوانات کے تحت یہ مثنوی ہے عنوان سرخی سے لکھے گئے۔ حمد کے عنوان میں نعت اور غوث اعظم کی مدح بھی آگئی ہے اسکے بعد کے چند عنوان یہ ہیں۔

(۱) بیان عمر حضرت سرور عالم (۲) بیان نبوت (۳) سبب انتقال (۴) شفاعت سرور کائنات (۵) شدت مرض (۶) واقعہ در وقت مرض (۷) دیگر واقعہ در وقت مرض۔ اسی طرح دیگر عنوان سے متعدد روایات کا ذکر کیا گیا ہے۔ اسی طرح مزید عنوان ہیں۔ مثلاً رخصت دادن حضرت علیہ السلام ملک الموت در آمدن نجات۔ روایت اول در رد بدل نمودن حضرت سرور عالم یا جبرئیل برائے امت خود" وغیرہ۔

اختتام۔

جبکہ ہوا ختم وفات نامہ تمام	بھیجو محمد پہ درود ہور سلام
کرتوں مقصود سو محتاج کا	اسکو نصیب کرتوں دیدار کا

شاعر کے تخلص کی صراحت۔

سوز ایسے دل کے اوپر ہو ویگا	تمکوں سب انجواں نے سب دے ویگا
بخش توں اس سوز کی	ہور میرے دل کے سو عزت سنے

خاتمہ۔ این خط بہ حقیر لاڑ محمد۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام۔

ناقص الآخر ہے۔

ہور مسجد خاص کے حضوری　　　لازم تو کر اپنے یو پوری
انواع عبادت اور اذکار　　　لا اوس میں بجا ادب سے اے یار

وفات نامہ (۹۶۶)

نمبر(۴۱۴) سائز (۷½×۵) صفحہ (۴۱) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف افصحی تاریخ تصنیف اوائل سنہ ۱۲ھ کتابت

افصحی کے متعلق ہم کو کوئی معلومات ہمدست نہیں ہوئے کسی قدیم اور جدید تذکرہ میں ان کا ذکر نہیں ہے۔ مثنوی میں اپنے مرشد شاہ ہاشم کا ذکر کیا ہے۔ تذکرہ اولیاء دکن میں ایک شاہ ہاشم کا ذکر ہے جو خداوند ہادی کے لقب سے مشہور تھے جن کا انتقال سنہ ۱۱۱۶ھ میں ہوا۔ چنچولی میں آپ کا مزار ہے ممکن ہے یہی شاہ ہاشم آپکے مرشد ہوں۔ طبقات الشعراء میں کریم الدین نے ایک شاعر "افصح" کا تذکرہ کیا ہے اور سنہ ۱۱۵۲ھ میں فوت ہونے کی صراحت کی ہے اور مرزا بیدل کا شاگرد بتایا ہے۔ مگر یہ افصحی کوئی اور شاعر معلوم ہوتا ہے۔ جسکا حال ہمکو معلوم نہیں ہے۔

آغاز۔

کہوں میں حمد اول اس خدا کا　　　بیاں آوے نہ جس کی کبریا کا
کیا جن کاف و نون نابود موجود　　　کریگا پل میں پھر سب بود نابود

اس مثنوی میں آنحضرت صلعم کے انتقال کا حال قلمبند کیا گیا ہے۔ مصنف کے تخلص کی صراحت۔

دیوانے افصحی کیا حال تیرا　　　.......اس وقت کیا احوال تیرا

اختتام۔

الٰہی خاتمہ کر خیر میرا　　　کرا خوبی سوں تا تے سر میرا
اچھے لک زندگی رکھ در عبادت　　　نصیب آخر کوں کر موت شہادت

وفات نامہ (۹۶۷)

نمبر(۴۶۰) سائز (۸×۵½) صفحہ (۵۷) سطر (۱۳ تا ۱۹) خط ثلث کاغذ دیسی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

پا کر صحیح روایات کے مطابق تصنیف کرنے کا تذکرہ کیا ہے۔

مصنف کا تخلص۔

حضرت شاہ میر پیر دستگیر — جسکے درگاہ کا کمال ادنیٰ فقیر
نامہ معراج در ہندی زباں — جو بلاقی نے کیا تالیف آں
تھے روایت اوسمیں شاید مختلف — ہم صحیح وہم ضعیف وہم غلط
لاجرم در طبع موزون بلند — نامۂ مذکور بنیں آیا پسند
بعدہٗ معراج نامہ یک صحیح — جو عبارت ہے عرب کے تھا صحیح
خواجہ نے منگوا کے بیت اللہ سے — یوں کہے اس بندۂ درگاہ سے
تم کرو ہندی سے اس کا ترجمہ — تا کہ سنکو نفع لیوے ہر ہمہ

اختتام معہ تاریخ تصنیف۔

قصہ کوتاہ اے رسولِ پیشوا — کر ہماری جملہ گی حاجت روا
یک ہزار و یکصد و نود پر ایک — سال میں پایا رقم یہ نامہ نیک
حق سے ہے واقع تحیات و سلام — بر نبی و آل اصحابش تمام

کتاب کے اول و آخر ایک ایک مہر ثبت ہے۔ مگر صاف نہیں پڑھی جاتی محمد سعد اللہ پڑھا جا سکتا ہے
میسور میں یہ کتاب طبع ہوئی ہے۔

(۹۶۵) من جیون

نمبر (۱۷۱) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۶۲۰) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف باقر آگاہ تاریخ تصنیف ۱۲۰۷ھ کتابت۔

مصنف کے حالات بہ سلسلہ نمبر (۲) درج ہو چکے ہیں۔

آغاز۔

اے جود تیرا وجود عالم — تجھ علم سے ہے نمود عالم
ہے مہر سے تیری عین شراق — ہر ذرہ انفس اور آفاق

جیسا کہ قبل ازیں تذکرہ کیا گیا ہے ہشت بہشت دراصل آٹھ مثنویوں کا مجموعہ ہے جن کے نام علیحدہ علیحدہ ہیں یہ مثنوی اسکی آٹھویں کڑی ہے جو علیحدہ موجود ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

راہ میں تیری عقل ہر گیانی — کچھ نہ پایا بغیر حیرانی

ولادت آنحضرت صلعم کا حال ہے۔ عنوان کے تحت بیان ہوا ہے۔ ہشت بہشت کے سلسلہ کی یہ دوسری مثنوی ہے۔

تاریخ تصنیف کا شعر۔

شکر موں کوں باطن و ظاہر — کہ ہوا یہ رسالہ اب آخر

چہاردہ کم اتھے بارا سو — سال ہجرت سے یہ ہوا ہے نو

سب یہ ابیات اوسکے بے تکرار — سات سو کے اوپر ہیں ستاسے یار

اختتام۔

عفو باقر کے اب کرو تقصیر — از برائے خدا تمہارا ہوں

(۹۶۴) معراج نامہ

نمبر (۷۱۲) سائز (۸ × ۵½) صفحہ (۲۲) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف کمال تاریخ تصنیف ۱۱۹۱ھ کتابت

شاہ کمال الدین المتخلص بہ کمال کڑپہ آپ کا مولد تھا۔ صاحب باطن بزرگ تھے حیدر علی نے جب کڑپہ فتح کیا تو شاہ کمال اور آپکے بھائی شاہ جمال الدین کو سرنگ پٹن آنے کی استدعا کی چنانچہ دونوں بھائی وہاں جاکر بس گئے مگر ہمیشہ گوشہ نشین رہے۔ دونوں بھائی شاعر بھی تھے اور صاحب باطن بھی۔ دونوں کے دیوان طبع ہو چکے ہیں۔ شاہ کمال کے مریدین کا سلسلہ ایک زمانہ تک جاری رہا آپکی اولاد بھی باطنی علوم میں حصہ دار بنتی رہی چنانچہ شاہ مقبول آپکے پوتے بھی مشہور صوفی تھے۔ شاہ کمال کے خطبے اور دوسری کتابیں بھی شائع ہوئی ہیں۔ شاہ کمال شاہ میر رائچوری کے مرید اور خلیفہ تھے۔

آغاز۔

جس کو ہے اللہ اکبر اسم ذات — اوسکو لائق ہے کمالات و صفات

ہے او مطلق واحد و کامل احد — جسکی کثرت کے مراتب بے عدد

لایزال ولم یزل ہے لاشریک — ملک استغنا کا ہے مولا و ملیک

یہ معراج نامہ ہے جو بلاقی (قطب شاہی) کے معراج نامہ کو رطب و یابس روایت سے ملو

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۹۶۲) اعجاز احمد (جلد ۴)

نمبر (۶۶۹) سائز (۹ × ۵) صفحہ (۲۸۴) سطر (۱۱ تا ۱۳) خط نستعلیق مائل شکستہ کاغذ دیسی

کتابت ۱۲۱۲ھ

آغاز۔

جلد چہارم متضمن بر حالات بعد از وفات و بیان معجزات و فضائل صلوات آمدن بلال از ملک شام بہ زیارت تربت مقدس جناب خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم۔

الٰہی تیرا نام ہے گا مجیب — محبت نبی کی مجھے کر نصیب
وہ شمع نبوت کا پروانہ کر — چو بلبل مجھہ اوس گل کا دیوانہ کر

جیساکہ عنوان سے واضح ہے اس مثنوی میں آنحضرت کے وفات کے بعد کے حالات اور معجزات وغیرہ بیان کئے گئے ہیں۔ معجزات کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

اختتام۔

کروڑوں درود اور کہاد مبدم — بروح پیمبر شفیع الامم

خاتمہ۔ این کتاب در شہر حیدر آباد ..... بتاریخ چہارم شہر ذیحجہ روز یکشنبہ تمام شد ۱۲۱۲ھ در عہد نواب نظام علی خاں بہادر غفران پناہ دام ملکہ۔

مصنف اسکو شاہ نامہ کا لقب دیتا ہے۔

بنایا میں شاہ نامہ اے دوست دار — لکھا اوس میں ابیات ہوں شصت ہزار

اس مجلد میں آغاز اور اختتام پر ایک دوسری کتاب کا کچھ حصہ شامل ہے۔

(۹۶۳) مثنوی من موہن

نمبر (۱۷۱) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۶۳) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف باقر آگاہ تاریخ تصنیف ۱۱۸۶ھ کتابت

مصنف کے حالات بسلسلہ ۲ درج ہوئے ہیں۔

آغاز۔

ہے تیری حمد میں بیاں حیران — بوج میں تیری جسم و جاں حیران
نہ تیری ابتدا کو غایت ہے — نہ نہایت کو کچھ ہدایت ہے

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

عنایت کے لشکر کرے مرے سات	کروں نفس سرکش سیں جنگ دن و رات

اس میں مدینہ کو ہجرت کرنے سے آغاز ہے۔

اختتام۔

قیامت کا ہے روز وہ پر مہیب	کرہم عاصیوں کوں شفاعت نصیب
محباں کرا دل انجھو سیں وضو	کہ جس سیں ..... حشر میں آبرو
کروڑوں درود اں کروڑوں سلام	روح مقدس پہ بھیجو مدام

خاتمہ۔

دریں جلد کتاب بیت ہا دہ ہزار ہشت صد بست و ہفت بیت نوشتہ شدہ است۔

ایں کتاب اعجاز احمد چہارم جلد بفرمایش حاجی منور بانیٔ زوار از دست فقیر الحقیر سید ابصار علی بتاریخ ہفدہم شہر ربیع الثانی سنہ ۱۲۶۱ھ برزم یافت۔

(۹۶۱) اعجاز احمد (چوتھا نسخہ)

نمبر (۳۸۴) سائز (۱۹×۱۱) صفحہ (۳۱۳) سطر غیر معین متن اور حاشیہ دونوں پر لکھا ہے متن میں دو کالم ہیں کتابت سنہ ۱۲۵۳ھ۔

آغاز۔

اول حمد میں کھولوں زباں	کہ تا ہوئے سرسبز میرا بیاں
وہ خالق و رازق و ستار ہے	وہ رحمان و وہاب و غفار ہے

یہ پہلا حصہ ہے۔

اختتام۔

غلامی میں اپنی مجھے کر قبول	بحق محمدؐ و حضرت رسول
ہزاراں درود و ہزاراں سلام	مدح مقدس علیہ السلام

خاتمہ۔ "تمت الکتاب مستطاب گلشن ایمان اعجاز احمدی من تصنیف، نوازش علی شیدا بموجب ارشاد حضرت سبحان بی بی صاحبہ زوجہ محمد سراج الدین مرحوم باستصواب کمترین محمد بدر الدین والد محمد تاج الدین جمعدار بدست کاتب محمد امیر الدین و میر کوثر علی وغیرہ ملازم نواب امیر کبیر بہادر دربلدہ حیدر آباد فرخندہ بنیاد بتاریخ پانزدہم جمادی الثانی سنہ ۱۲۵۳ھ مطابق سنہ ۱۲۴۷ فصلی۔" اس صراحت سے واضح ہے کہ کئی کاتبوں نے اسکو لکھا ہے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز۔

اول حمد مولا میں کھولوں زباں — کہ تا ہوئے سرسبز میرا بیاں
وہ خالق وہ رازق وہ ستار ہے — وہ رحمان وہ وہاب غفار ہے
وہ صانع ہے قدرت کے موضوع کا — وہ نقاش ہے نقش مطبوع کا

یہ ناقص الآخر کتاب ہے۔ آغاز کا حصہ ہے اختتام کا حصہ نہیں ہے۔

اختتام۔

میں جیتا ہوں کوئی ایک مرد شجاع — کرے قتل اوس کو کہ جاوے نزاع
وہ بھولا ہے حفظہ خدا کے اوپر — کہ پایا نہیں کوئی مجھ پر ظفر

اس کے بعد کے اوراق نہیں ہیں۔

(۹۵۹) اعجاز احمد (تتمہ النسخہ)

نمبر (۱۸۳) سائز (۱۰ × ۶) صفحہ (۲۶۱) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی
ناقص الاول ہے۔

آغاز۔

الٰہی تیرا نام ہیگا حبیب — محبت میں ... میرے کر نصیب
وہ شمع نبوت کا پروانہ کر — جوں بلبل مجھ اس گل کا دیوانہ کر

یہ اعجاز احمد کی چوتھی جلد ہے اس میں معجزات اور وفات اور فضائل کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

اختتام۔

کروڑوں درود اں کروڑوں سلام — بروح پیمبر شفیع الانام

(۹۶۰) اعجاز احمد (جلد سوم چہارم)

نمبر (۲۰۸) سائز (۱۱ × ۶ ½) صفحہ (۸۱۶) سطر (۱۳) خط شکستہ کاغذ دیسی
کتابت ۱۲۶۱ھ

آغاز۔

الٰہی تو نکر فضل کا فتح باب — مجھے میرے مطلب سیں کر کامیاب

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

ناقص الاول ہے۔

آغاز۔

وہ پھرتا ہے کوچوں میں بے وسوسا — نہ دشمن کا ہے دل اوپر دغدغا
نہ ہوئے کسی جان کا اہتمام — اوسے مار لینا بڑا نہیں ہے کام

یہ آنحضرت صلعم کی سیرت ہے کتاب چار حصوں میں منقسم ہے آنحضرت صلعم کی ولادت سے وفات تک کا حال نظم کیا گیا ہے، معجزات اور شمائل کا بیان بھی ہے۔ اس نسخہ میں آنحضرت کا مدینہ کی طرف ہجرت کرنا اور سراخا کا آپ کے تعاقب میں روانہ ہونے کے حال تک اس میں درج ہے اسکے پہلے کا بیان نہیں ہے۔

تاریخ تصنیف کی صراحت ہے۔

ولے ہاتفِ غیب بولا پکار — نہ کر فکر اس امر میں زینہار
کتاب یہ نبی پاس ہوئی ہے قبول — تو تاریخ لکھ اسکی فیضِ رسول
۱۱۸۶

اختتام۔

کہے کو میں اس کے لے آیا بجا — وہی سال تاریخ اوسکی رکھا
کروڑوں درود اں کروڑوں سلام — بروح پیمبر شفیع الانام

خاتمہ۔ کاتب الحروف الٰہی بخش۔

بروز دوشنبہ بوقت سہ گھڑی روز یک ساعت باقی ماندہ بود۔ ایں کتاب اعجاز احمد اختتام شود مالک ایں کتاب حاجی بیگم صاحبہ کسی دعوے کند باطل است۔ بنا بر خوانند تو شنہ ساختند بتاریخ بست ششم ماہ ذیحجہ ۱۲۶۵ھ۔

اس کتاب کے قلمی نسخے حیدرآباد کے اکثر کتب خانوں میں موجود ہیں۔ چنانچہ کتب خانہ آصفیہ (سیر ۲۲۷) کتب خانہ ادارۂ ادبیات اردو (زور ۳۹) کتب جامعہ عثمانیہ (سروری ۲۸) میں اس کے نسخے ہیں۔

(۹۵۸) اعجاز احمد (دوسرا نسخہ)

نمبر (۱۹) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۸۴۸) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز۔

"حمد و سپاس حضرت سبحانہ تعالے اکتیں سزاوار ہے۔"

اختتام۔

بحمد اللہ ہوا یہ نسخہ آخر بحق مصطفیٰ سالار فاخر

(۹۵۶) ہشت بہشت (چوتھا نسخہ)

نمبر(۵۵۷) سائز (۹ ½ × ۷ ½) صفحہ (۱۱۳) سطر (۱۲) خط نستعلیق کاغذ دیسی

آغاز۔

"حمد و سپاس حضرت حق سبحانہ تعالے کے تئیں سزاوار ہے کہ نعمتاں اوسکی کہنے سے بہار ہیں۔"

اختتام۔ ناقص الاخر ہے۔

عبد مطلب کو وہ چنداں دیا اوسکو بہت درد سے رخصت کیا

درمیان احوال معدن عدنان کہ مشتمل بر بشارت آنحضرت صلعم۔

بخت نصر جب کیا قصدِ عرب تا کرے اوس ملک کو ویران سب

اس کے بعد کے اوراق نہیں ہیں۔

(۹۵۷) اعجاز احمد

نمبر(۱۸) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۶۳۶) سطر (۱۳) خط شکستہ کاغذ دیسی

مصنف نوازش علی خاں شیدا تاریخ تصنیف ۱۱۸۶ھ کتابت ۱۲۶۵ھ

سید نوازش علی خاں، شیدا تخلص حیدرآباد کا مشہور شاعر ہے اسکی کئی ایک منظوم کتابیں ہیں۔ آصفی عہد میں میر سامان کی خدمت پر مامور تھا۔ شاہی عاشورخانہ کی مہتممی بھی اسکے تفویض تھی۔ اسکی دوسری ضخیم مثنوی روضتہ الاطہار ہے جو امام حسین کی شہادت کے متعلق ہے اسکا تذکرہ ہو چکا ہے۔ بیسیوں مرثیے لکھے ہیں۔ ایک دوسری مثنوی گلشنِ ایمان ہے۔ دکن کے تمام قدیم اور جدید مورخوں اور تذکرہ نگاروں نے شیدا کا حال قلمبند کیا ہے۔ چنانچہ تذکرہ شعراء دکن مولف عبدالجبار خاں ملکاپوری، دکن میں اردو، مولف راقم مرقع سخن مولفہ ڈاکٹر زور وغیرہ میں انکا تفصیلی حال درج ہے۔ افسوس ہیکہ مرنے کے سنہ کی کسی کو اطلاع نہیں۔ البتہ ۱۲۰۴ھ تک زندہ رہنے کا پتہ چلتا ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

نفس مضمون کا آغاز۔

سن تو دل کے کان سے اب یہ بیاں مصطفےٰ کی عصر سے تا ابن زماں

اختتام۔

دو جگ میں اپنا مجکو کر تو مت مجکو لجا ادھر ادھر تو
نت ہوئے خدا سے درسب اوقات روضہ پہ تیرے سلام وصلوات

خاتمہ۔

تمت تمام شد۔ در ۱۲۵۴ھ کاتب الحروف میر حیدر۔

یہ کتاب کئی مرتبہ طبع ہوئی ہے اور قلمی نسخے بھی اکثر کتب خانوں میں ہمدست ہوئے ہیں چنانچہ کتب خانہ آصفیہ۔ کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو۔ جامعہ عثمانیہ کے علاوہ یورپ میں بھی اسکے نسخے موجود ہیں جنکی صراحت ہماری کتاب یورپ میں دکھنی مخطوطات میں کی گئی ہے۔

(۹۵۴) ہشت بہشت (دوسرا نسخہ)

نمبر (۴۶) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۴۷۲) سطر (۱۱) حاشیہ (۱۰) شعر
خط نستعلیق کاغذ دیسی کتابت ۱۲۶۲ھ

آغاز۔

حمد و سپاس حضرت حق سبحانہ و تعالےٰ کتیں سزاوار ہے کہ نعمتاں اوسکے گنتے سے بہار ہیں۔"

اختتام۔

نت ہوئے خدا سے درسب اوقات روضے پہ تیرے سلام وصلوات

خاتمہ۔

تمت تمام شد تحت ہذا الکتاب ہشت بہشت معنوی یعنی ہشت رسالہ احوال جناب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ بتاریخ بست وچہارم شعبان المعظم ۱۲۶۲ھ من تحریر روز دوشنبہ وقت ظہر از ید ضعیف العباد غلام محی الدین بن غلام محمد۔

(۹۵۵) ہشت بہشت تیسرا نسخہ

نمبر (۴۷) سائز (۱۲ × ۸) صفحہ (۳۶۷) سطر (۱۰) خط نستعلیق کاغذ دیسی کتابت ۱۲۱۶ھ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۹۵۳) ہشت بہشت

نمبر (۴۵) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۷۳۴) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف محمد باقر آگاہ تاریخ تصنیف سنہ ۱۱۸۴ھ تا سنہ ۱۲۰۸ھ

کتابت سنہ ۱۲۵۴ھ

مصنف کے تفصیلی حالات سلسلہ نمبر (۲) پر قلمبند ہو چکے ہیں۔

آغاز۔

"حمد و سپاس حضرت حق سبحانہ تعالےٰ کتیں سزاوار ہے کہ نعمتاں اوسکی گننے سے بہار ہیں اور درود و سلام اوپر جناب سید عالم۔ صلی اللہ علیہ وسلم کہ فضائل و بزرگیاں اونکی بیشمار ہیں اور اوپر آل و اصحاب اونکی کہ سب اولیائے امت سے بہتر اور تمام امتوں کے سردار اور بہتر ہیں۔"

اولاً گیارہ صفحہ کا دیباچہ نثر میں ہے جس میں حمد و نعت کے بعد آنحضرت صلعم کے سیرت اور شمائل مطالعہ کرنے کے فوائد لکھے گئے ہیں اور بیان کیا گیا کہ قدیم سیر کی کتابیں تین طرح کے ہیں یعنی ایک وہ جن میں شمائل اخلاق اور معجزات کا ذکر ہے دوسری کتابیں وہ ہیں جن میں پیغمبری اور دعوت اور جہاد اور تمام عمر مبارک کا احوال تاریخ وار ہے۔ تیسری قسم وہ ہے جن میں دونوں طرح کا مواد ہے اسکے بعد ہر قسم کی چند کتابوں کا ذکر کیا ہے اور اس کتاب کے حصوں کا بیان ہے جو آٹھ رسالوں کا مجموعہ ہے انکی تقسیم بلحاظ نام اور موضوع اور سنہ تصنیف حسب ذیل ہے۔

(۱) من دیپک۔ اس میں نور محمدی کا تذکرہ ہے۔ تصنیف سنہ ۱۱۸۴ھ۔

(۲) من ہرن۔ اسمیں آنحضرت صلعم کی رسالت کے متعلق بشارتیں قلمبند کیگئی ہیں۔ سنہ ۱۱۸۵ھ

(۳) من موہن۔ اس میں آنحضرتؐ کی ولادت سے آٹھ سال کی عمر تک کا حال ہے۔ سنہ ۱۱۸۶ھ

(۴) جگ سوہن۔ اس میں آٹھ سال سے لیکر وفات تک کا احوال ہے۔ سنہ ۱۱۸۶ھ

(۵) آرام دل۔ اس میں آنحضرتؐ کے اخلاق اور شمائل کی صراحت ہے۔ سنہ ۱۱۸۵ھ

(۶) راحت جاں۔ اس میں خصائص اور سیرت حسنہ کا تذکرہ ہے۔ سنہ ۱۱۸۵ھ

(۷) من درپن۔ اس میں معجزات کا تذکرہ ہے۔ سنہ ۱۲۰۶ھ۔

(۸) من جیون۔ اس میں آنحضرتؐ سے محبت رکھنے کا بیان ہے۔ سنہ ۱۲۰۷ھ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام اور تاریخ تصنیف ۔

ہوا زیچ یو ہجرت بعد سارا — ہوئے تھے برس اگیارا سوا بگارا

دیا توفیق اپنی فیض نے رب — کیا اس بیت پر آکر مرتب

(۹۵۴) وفات نامۂ نبی

نمبر (۳۶۴) سائز (۶×۴) صفحہ (۲۱۶) سطر (۷) خط ثلث و نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف ولی ویلوری تاریخ تصنیف مابعد ۱۱۵۵ھ کتابت

میر ولی فیاض نام ولی تخلص ویلور وطن اولاً قلعہ دار سات گڈھ کی ملازمت کی اسکے بعد سدہوٹ (کڑپہ) کے قلعہ داروں کے یہاں ملازم ہوا پھر اپنی جاگیر چیٹ پٹہ علاقہ (مدراس) میں اقامت کرلی اور یہاں ہی انتقال ہوا ولی کے انتقال کے صحیح سنہ سے ہم واقف نہیں ہیں ۔ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۱۵۵ھ کے قبل انکا انتقال ہوگیا تھا اسکی کئی کتابیں ہیں ۔ مثلاً روضۃ الشہدا ۔ روضۃ الانوار ریاض الاذ روضۃ العقبیٰ ۔ دعائے فاطمہ وغیرہ ۔ مگر ان میں روضۃ الشہدا بہت زیادہ مقبول ہوئی ہے ۔

آغاز ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم — عشق کے فرماں کا طغرا قدیم

نقطہ با' مرکز اسرار ہے — عشق بھی حرف و دکھیو یار ہے

بھی دیوے باطن کی نشانی مگر — سنین کتیں یو نکتہ دو سجان کر

اس مثنوی میں آنحضرت ؐ کی وفات کا تذکرہ تفصیل سے کیا گیا ہے

اختتام ۔

ہم کو چلیا چھوڑ توں وا احمد آہ — سارے کمر توڑ توں وا احمد آہ

ختم نبوت کیا وا احمد آہ — سب پہ بڑا غم دیا وا احمد آہ

اس کے بعد کے اوراق نہیں ہیں ۔ ناقص الآخر ہے ۔

اس کے پہلے صفحہ پر "ولی" ویلوری کو اسکا مصنف بتایا گیا ہے ممکن ہے یہ صحیح ہو اس لئے ہم اسی کے لحاظ سے اسکو ولی کی تصنیف قرار دیتے ہیں ۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام

مرتب کیا مختصر یو کلام　　　که عاجز ہوں بندہ نبی کا غلام

(۹۵۰) بلغات نامه (وفات نامه)

نمبر (۱۰۰) سائز (۱۰½ × ۷) صفحه (۱۹) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف　دریا　تاریخ تصنیف ۱۱۱۱ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات نہیں ہوئے۔ کسی تذکرہ یا تاریخ میں انکا نام درج نہیں ہے انکی کتاب سے بھی کوئی معلومات نہیں ہوئے صرف نام کا پتہ چلتا ہے کہ علی بخش نام تھا اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ دکن کے شاعر تھے اور مغلیہ دور میں موجود تھے۔

آغاز۔

بنا اول کروں حمد خدا میں　　　زباں اوپر اپس کی ابتدا میں
کیا قوت سوں ظاہر اپنی قدرت　　　بنا کر جگ دکھایا اپنی حکمت

اس مثنوی میں آنحضرت صلعم کی وفات کا تذکرہ ہے۔

اتا توں دور کر اور روشنی بخش　　　تیرا عاصی گدا ہوں یو گنہ بخش

اختتام اور تاریخ تصنیف۔

بقا لیں کر سمجھ یو عمر فانی　　　کیا ہے پورے کر جاودانی
ہوا نسخہ یو ہجرت بعد سارا　　　ہوئے تھے برس گیاراسو پو گیارا

جامعہ عثمانیہ اور ادارہ ادبیات اردو میں اسکے نسخے موجود ہیں (سروری ۴) (زور ۱۵)۔

(۹۵۱) وفات نامه (دوسرا نسخه)

نمبر (۱۶۵) سائز (۸ × ۶) صفحه (۱۶) سطر (۱۷) خط شکسته کاغذ دیسی

آغاز۔

بیاں اول کروں حمد خدا میں　　　زباں اوپر اپس کی ابتدا میں

مصنف کا تخلص اور اشعار کی تعداد۔

کیا دریا رسالہ نظم سوں یو　　　یو بیتیاں ہے در صد و بست پر یو

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز۔

الٰہی کرنہار کرتار توں — سنوار رہا ہے قدرت سوں سنسار توں
زمیں کوں بھی ایسی توں خلقت دیا — رنگا رنگ کرتس کوں گلشن کیا

اس مثنوی میں آنحضرت صلعم کے نور کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ مصنف کے تخلص کی صراحت فارسی سے ترجمہ کرنے کی وضاحت اور تاریخ تصنیف کے اشعار۔

اتھی فارسی نور نامہ نثر — سو دکھنی کیا شعر میں سربسر
طبیعت نہ تھا کچھ مجھے شعر کا — شعر کر کر بولوں وزن نظم کا
تخلص میرا ہے عنایت شاہ — میرا جد ہے مجکوں محمد پناہ
میرا پیر حضرت حسینی شاہ اہے — محی الدین کا خاص اولاد اہے
جہاں بیچ روشن ہے جیوں آفتاب — جو محبوب کا جن کوں رسالوں خطاب
مرتب کیا نور نامہ تمام — بحق محمد علیہ السلام
کہ ہجرت میں تھے ہزار یکصد — بھی اگیارہ اتھے سال ہوا ہے یوند

اختتام۔

ختم کر کو فاتحہ کیا نت مدام — بحق محمد علیہ السلام
ہزاراں درود اں ہزاراں سلام — بحق محمد علیہ السلام

خاتمہ۔

تمت تمام شد۔ این کتاب نور نامہ بتاریخ چہارم ماہ رجب ۱۲۶۶ھ بخط کمترین خاکسار سراپا گنہگار چھوٹم لعل۔

اس کتاب میں بالا پرشاد اور پاپا لعل کے مہر بھی ثبت ہیں۔

کتب خانہ ادارۂ ادبیات اردو میں دو نسخہ ہیں (زور ۲۰-۲۱) جامعہ عثمانیہ میں ایک نسخہ ہے (سروری ۶۲ ح)

(۹۴۹) نورنامہ (دوسرا نسخہ)

نمبر (۴۷۰) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۲۲) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

آغاز۔

الٰہی کرنہار کرتار توں — سنوار رہا ہے قدرت سوں سنسار توں

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۹۴۷) تولدووفات نامہ

نمبر(۷۵) سائز(۷×۴) صفحہ (۲۱) سطر(۶) خط نسخ اعراب بھی ہیں کاغذ دیسی
مصنف تاریخ تصنیف اوائل سنہ ۱۲۰۰ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز

محباں سنو خواہش دل کے سات — تولد یو حضرت کا ہور وفات
ولادت پیغمبر کا کیتا ہوں میں — ربیع الاول کی ستروین کتیں

اس مثنوی میں آنحضرت صلعم کی ولادت اور وفات کی تاریخ قلمبند کی گئی ہے۔ حالات نہیں ہیں بلکہ صرف مہینہ روز اور تاریخ کو لکھا گیا ہے اسی طرح حضرت علیؓ اور فاطمہ زہرہؓ امام حسنؓ اور امام حسینؓ سب کے تاریخی ولادت اور وفات درج ہیں۔ آپ کے بعد بارہ اماموں کی تاریخ ولادت اور وفات درج کی گئی ہے۔

اختتام۔

یکیسویں کو رمضان کی ہوئیگا کر — خدا کوں یو ہے علم اور سب خبر
ہے مہدی وہی صاحب العصر جان — خدا اس اپرتے یو ہے جسم و جاں

(۹۴۸) نورنامہ

نمبر(۱۶۲) سائز(۸×۵½) صفحہ(۲۶) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف عنایت شاہ تاریخ تصنیف سنہ ۱۱۱۱ھ کتابت ۱۲۶۶ھ

مصنف نے اپنے متعلق جو حالات لکھے ہیں اس سے پایا جاتا ہے کہ وہ محبوب سبحانی کے اولاد سے تھے۔ حضرت حسینی شاہ انکے والد اور مرشد تھے۔ فارسی نورنامہ سے انھوں نے اسکو دکھنی میں ترجمہ کیا ہے۔ ایک عنایت شاہ کا تذکرہ مولف تذکرہ اولیاء دکن نے کیا ہے جو ٹاٹ کا جبہ پہنتے تھے اور ٹاٹ شاہ کے لقب سے یاد کئے جاتے تھے۔ ان کی وفات سنہ ۱۱۵۵ھ میں ہوئی تھی ممکن ہے یہ کتاب انہی بزرگ کی تصنیف ہو۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز۔

الٰہی سچا توں ہے پروردگار دو جگ میں قدرت تیرا آشکار

اختتام۔

ہزاراں درود و ہزاراں سلام بنام محمد علیہ السلام

(۹۴۵) شمائل النبی (چوتھا نسخہ)

نمبر (۵۷۹) سائز (۸×۴) صفحہ (۹) سطر (۱۰) خط شکستہ کاغذ دیسی کتابت ۱۲۹۳ھ

آغاز۔

الٰہی سچا توں ہے پروردگار دونو جگ میں قدرت تیری آشکار

اختتام۔

ہزاراں درودان ہزاراں سلام زباں پر محمد علیہ السلام

خاتمہ۔ مرقوم بتاریخ بست پنجم ماہ جمادی الثانی ۱۲۹۳ھ۔

(۹۴۶) نور نامہ

نمبر (۴۸۰) سائز (۶½×۴½) صفحہ (۲۲) سطر (۷) خط ثلث کاغذ دیسی کرم خوردہ
مصنف عبدالمحمد ترین تاریخ تصنیف اوائل ۱۱۰۰ھ کتابت

آغاز۔

الٰہی کرنہار کرتار تو سنوارا ہے قدرت سوں سنسار کو

تو قدرت سے پیدا کیا دو جہاں یون اور.... پانی زمین آسمان

جیسا کہ نام سے واضح ہے اس میں نورِ محمدی کا تذکرہ ہے۔

اختتام۔

صفاتاں نبی کیاں..... بہتریں کیا نظم دکھنی میں عبدِ تریں

شمائل نبی کا پڑھے یا سنے دعا نیک سوں یاد کرتا رہے

خدایا گناہ بخش ہور منجھ خطا .... منجھ خطا

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

آغاز۔

الہٰی سچا توں ہے پروردگار — دو جگ میں قدرت تیرا آشکار
سچا تو ہے قادر سچا تو رحیم — سچا تو ہے صانع سچا توں حکیم

اس مختصر مثنوی میں آنحضرت صلعم کے شمائل کا ذکر کیا گیا ہے۔ آپکے حلیہ مبارک کی صراحت کی ہے گو صحیح اور غیر صحیح روایت شامل کر دئے ہیں۔

مصنف کے نام کی صراحت۔

کیا قصد عبدالمحمد تزین — شمائل نبی کا کہے بہترین

اختتام

یو حاجات میرا بھی ہوئے قبول — روادار رازِ محمد رسول
ہزاراں درود و ہزاراں سلام — درود بر محمد علیہ السلام

تمت تمام شد۔

اس مثنوی کا ایک نسخہ ادارہ ادبیات اردو میں موجود ہے (زور ۱۴) اور کتب خانہ آصفیہ میں دو نسخے موجود ہیں۔ داخلہ (۳۰۷۵۶) (مجامع ۱۵۳)۔

(۹۴۳) شمائل نامہ (دوسرا نسخہ)

نمبر (۱۶۵) سائز (۸×۶) (۷۲) شعر کی یہ مثنوی ہے۔ خط نستعلیق کاغذ

آغاز۔

الہٰی سچا توں ہے پروردگار — دونو جگ میں قدرت تیرا آشکار

مصنف کے تخلص کا شعر اور دکھنی کی صراحت۔

شمائل نبی کا سچ بہترین — کیا نظم دکنی میں عبدل تزین

اختتام۔

ہزاروں درود و ہزاراں سلام — زباں بر محمد علیہ السلام

(۹۴۴) شمائل نامہ (تیسرا نسخہ)

نمبر (۳۴۶) سائز (۷½×۵½) صفحہ (۷) سطر (۱۳) خط ثلث کاغذ دیسی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اور لباس اور زیور نہ ہونے اور غیب سے ان چیزوں کے فراہم ہوجانے کا ذکر ہے۔ صفحات گزشتہ میں ایک دوسری مثنوی کا ذکر ہوچکا ہے جس میں اس دعوت کا ذکر ہوا ہے۔

اختتام۔

انس کی خرابی یو ماتاں کتے ...... جفنے مالکے گنج تھے
فقیری کیتا ہور قناعت کیتاں فقر ہور فاقے میں جیناں سویاں

(۹۴۱) شمائل نبیؐ

نمبر (۵) سائز (۹ × ۵) صفحہ (۴۰ شعر) خط نستعلیق کاغذ
مصنف تاریخ تصنیف اوائل سنہ الہ کتابت

مصنف کا نام معلوم نہ ہوسکا۔ ناقص الاول مثنوی ہے۔

آغاز۔

خبردار ہو تو اسے قال سوں کہ سر پر نبی کے جو ہر بال سوں
کہ تھے لاکھ بارہ او تیرہ ہزار تھے تین سو بیس بر سر شمار

اس مثنوی میں شمائل نبی کا مختصر بیان ہے مگر جس طرح بیان ہوا ہے اسکے لحاظ سے اسکو صدق۔ کذب کا مجموعہ کہا جاسکتا ہے۔ مثلاً آنحضرتؐ کے سر کے بال کی تعداد لکھنا وغیرہ۔

اختتام۔

جو کوئی پڑھے گا شمائل رسول گویا اُس نے دیکھا جمالِ رسول
پڑھو تم شمائل کو دل جان سوں کرو تم دعا مجھ گنہگار سوں

(۹۴۲) شمائل نامہ

نمبر (۶۷) سائز (۱۰ × ۵) صفحہ (۱۳) سطر (۲۲) خط نسخ اعراب بھی دیگئے ہیں کاغذ دیسی
مصنف عبدالمحمد ترین تاریخ تصنیف اوائل سنہ الہ کتابت

عبدالمحمد نام اور ترین تخلص تھا۔ زوالِ عادل شاہی و قطب شاہی کے بعد جن شعرا کا پتہ چلتا ہے اس میں عبدالمحمد شامل ہے۔ تفصیلی حالات سے ہم بے خبر ہیں۔ اس مثنوی کو جو شمائل نامہ سے موسوم ہے اس نے پشتو زبان سے دکھنی میں ترجمہ کیا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ وہ پشتو زبان سے واقف تھا۔

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

پیدائش کا ذکر کیا گیا ہے اولاً نور محمدی سے آغاز ہے اور ولادت کے بعد آنحضرت کی سیرت مبارک کے بعض پہلو کا بیان ہے۔ زیادہ تر معجزات کا عنوان قرار دیکر واقعات لکھے ہیں۔

مصنف کے تخلص کے اشعار اور تاریخ تصنیف وغیرہ۔

سو فتاحی ہیں بہوت گنہگار ہوں　　جو امت میں تیری بہوت خوار ہوں

یو فتاحی تیرا کمینہ غلام　　تیرے سو تجہ دل باندھیا ہے مدام

سو ہجرت کے بعد از برس یکہزار　　نود ہور تھا پانچ کا بھی شمار

کیا خوش یہاں معجزا یو تمام　　محمد فتاحی نبی کا غلام

مفید الیقین ناؤ اس کا توں جان　　موقوف یقین کوں ہی بہوت اس سوں جان

معلوم ہوتا ہے کہ یہ مثنوی رفعتی شاعر کی ہے فتاح نے اسکو مکمل کیا ہے چنانچہ کہتا ہے۔

کیا رفعتی یو سو نادر بچن　　نبوت کے کئی کھول دیتا چمن

سو فتاحی مولود کر سب تمام　　نبی پر ہزاراں سو بھیجا سلام

اختتام۔

سو فتاحی کہ ہزاراں درود　　بدرگاہ معبود کر تب سجود

خاتمہ۔ آمین آمین آمین ہو شمند　　سنے جب دعا ہوے ارجمند

"تمت تمام شد کتاب احقر العباد عبد الرحمن ولد محمد کی غفر اللہ ذنوبہ"۔ اسکے بعد عربی میں فاتحہ کی دعا لکھی گئی ہی جو تین صفحہ پر حاوی ہے۔

(۹۴۰) معراج نامہ

نمبر (۱۲۹) سائز (۸ × ۶) صفحہ (۹۹) سطر (۱۳) خط شکستہ کاغذ دیسی

مصنف محی الدین فتاحی تاریخ تصنیف ۱۰۹۵ھ کتابت

ناقص اول ہے۔

آغاز۔

آ جبرئیل لب سوں ان کو ہلا　　سو تم قم حبیب یو تجہے ابلا

جو لیائے تھے براق جیوں برق سار　　تو سلطان چڑا اسپ ہے شہسوار

اس مثنوی میں آنحضرت کے معراج کا بیان ہے۔ اسی تفصیل میں بی بی فاطمہ زہرا کی دعوت

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

اختتام-

محمد پہ صلواۃ یاراں کہو ہزاراں ہزاراں ہزاروں کہو
ہوا ختم مولود خیر الانام علیہ الصلوات علیہ السلام

خاتمہ-

تمت تمام شد۔ مولود نامہ شہر رمضان بتاریخ پانزدہم روز دوشنبہ بوقت ظہر مرتب شد کاتب الحروف فقیر حقیر بلکہ گرد نعلین فقرا شاہ کمال محمد قادری۔ اسکے بعد آخری صفحہ پر شادی کے بعض جائز اور ناجائز رسومات کا ذکر ہے۔

(۹۳۸) مولود نامہ (دوسرا نسخہ)

نمبر (۳۶۴) سائز (۶×۴) صفحہ (۱۰۴) سطر (۷) خط نستعلیق کاغذ

آغاز-

اول سب سراناہے معبود کوں شرف جن دیا سب میں مولود کوں

اختتام-

ہوا ختم مولود خیر الانام علیہ الصلوات علیہ السلام

(۹۳۹) مفید الیقین (مولود نامہ)

نمبر (۱۸۰) سائز (۷×۵) صفحہ (۳۱۹) سطر (۱۱) خط ثلث کاغذ دیسی
مصنف محی الدین فتاحی تاریخ تصنیف ۱۰۹۵ھ کتابت

محی الدین نام اور فتاحی تخلص قطب شاہی دور کا ایک شاعر ہے جس سے آج تک مورخ ادب اور تذکرہ نویس لاعلم تھے! افسوس ہے کہ فتاحی کے حالات پر پردہ پڑا ہوا ہے صرف اسکے دو کتابوں کا پتہ چلتا ہے جو مولود نامہ اور معراج نامہ سے موسوم ہیں۔

آغاز-

کروں وضو سوں درفشانی تجے دھروں عجز سوں ہیچھے سنانی تجے
معلق گگن کو کریا ہے سد توں سرج چاند تارے دھریا ہے سو توں

مثنوی میں اول حمد و نعت بلا کسی عنوان کے ہے اسکے بعد عنوانات کے ساتھ آنحضرت صلعم کے

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

اس میں حمد و نعت کے بعد غوث اعظم کی مدح ہے اسکے بعد اپنے مرشد عبدالصمد کی تعریف کی ہے۔ پھر معراج کا حال قلمبند کیا ہے۔ آنحضرتؐ کا آسمانوں کی سیر کرنا۔ جنت و دوزخ کو ملاحظہ فرمانا۔ پیغمبروں سے کلام کرنا۔ نماز کا فرض ہونا تمام واقعات بصراحت لکھے ہیں۔

تخلص کی صراحت۔

محمد یہ مختار کوں کر فدا   تو ایمان اس کو اچھیگا سدا

اختتام اور تاریخ تصنیف۔

یو معراج نامہ ہوا ہے تمام   سلام علیٰ روح خیرالانام

اتھا سنہ یو ہجرت یوں سکا قرار   تھے گزرے نو دو چار پر ایک ہزار

خاتمہ۔

فقیر حقیر محمد قاسم ابن محمد شریف از خط شکستہ ناشائستہ خود ایں معراج نامہ حضرت رسالت پناہ تصنیف میاں محمد مختار روز سہ شنبہ تاریخ چاردہم رمضان المبارک سنہ ... باتمام رسانید۔

کتب خانہ آصفیہ میں اسکا ایک نسخہ موجود ہے (سیر ۴۶۷)۔

(۹۳۷) قصہ مولود نامہ محمد مصطفیٰ صلعم

نمبر (۱۵۸) سائز (۶ × ۴) صفحہ (۳۴) سطر (۱۴) خط ثلث کاغذ دیسی

مصنف مختار تاریخ تصنیف قریب سنہ ... کتابت

یہ کتاب بھی اسی مصنف کی تصنیف ہے جس نے معراج نامہ لکھا ہے۔

آغاز۔

اول سب ثنا نا ہے معبود کوں   شرف جن دیا سب میں مولود کوں

بزرگی ربیع الاول کوں دیا   شہ انبیا اس میں پیدا کیا

اس مثنوی میں آنحضرت صلعم کے ولادت کے حالات درج ہیں۔ آپ کا سراپا صورت مبارک کے عنوان سے درج کیا گیا ہے۔ اسکے علاوہ اور کئی عنوان ہیں یعنی مضمون میں صدق اور کذب دونوں شامل ہیں۔ آخر پر یہ صراحت ہے کہ ماہ ربیع الاول میں خوشی کرنی چاہیئے۔

تخلص کی صراحت۔

خدایا تو اپنے کرم پیار سوں   شفاعت محمد کی مختار سوں

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

(۹۳۴) معراج نامہ (چوتھا نسخہ)

نمبر (۱٦۵) سائز (۸×٦) صفحہ (۵۲) سطر (۱۷) خط شکستہ کاغذ دیسی ناقص اول ہے۔

آغاز۔

توں قادر ہے قدرت کا تجھ میں سکت
توں دیوی سبکوں تج کن منگت

اختتام۔

جو سید بلاقی نبی کا غلام
قصہ یوں کہا ہے تج لطف سوں تمام

(۹۳۵) معراج نامہ (پانچواں نسخہ)

نمبر (۳۵۱) سائز (۷×۴) صفحہ (۹۸) سطر (۹ تا ۱۲) خط نستعلیق کاغذ دیسی

آغاز۔

اول نام اللہ جو بولوں ابد
ثنا ہور صفت اس کروں بے عدد

اختتام۔

یو سید بلاقی نبی کا غلام
قصہ یو کہا ہے لطف سوں تمام

(۹۳٦) معراج نامہ

نمبر (۴۲۱) سائز (۸×٦) صفحہ (۱۸٦) سطر (۱۵) خط شکستہ

مصنف مختار تاریخ تصنیف ۱۰۹۴ھ کتابت

میاں محمد مختار عادل شاہی دور کا شاعر ہے۔ افسوس ہے کہ ہم اسکے حالات سے بے خبر ہیں۔ کسی قدیم اور جدید مورخ ادب یا تذکرہ نویس نے مختار کا ذکر نہیں کیا ہے یہ معلوم ہوتا ہے اسکو شاہی دربار سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ غالباً یہ ایک مذہبی شخص تھا۔

آغاز۔

کہوں حمد اول اسی راج کا
نبی کوں دیا تاج معراج کا
خلایق کو سارے کیا ہے ظہور
دلے سب تے اول نبی کا ہے نور

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

قصہ یہ ہوا سب خلق میں عجب ۔۔۔ کیا چاند شش میں سو ماہِ رجب
ہزار ایک پنج شصت تیھیں سال میں ۔۔۔ سو اتوار کے روز خوش حال میں

خاتمہ۔

تمت تمام شد معراج نامہ من تصنیف سید بلاقی کاتب الحروف فقیر حقیر امین الدین متوطن سرکار شاہ آباد قنوج ۱۲۰۶ھ۔ کتب خانہ آصفیہ میں ایک نسخہ ہے (مجامع ۱۷۳)۔ کتب خانہ جامعہ عثمانیہ اور کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو میں ایک ایک نسخہ ہے۔

(۹۳۲) معراج نامہ (دوسرا نسخہ)

نمبر (۶۵) سائز (۱۰×۵ ۱/۲) صفحہ (۸۶) فی صفحہ (۸) شعر خط نستعلیق کاغذ دیسی

آغاز۔

اول نام اللہ جو بولوں ابد ۔۔۔ ثنا اور صفت اس کروں بے عدد

اختتام۔

قصہ یوں کیا صدق سوں یہ تمام ۔۔۔ کہ سید بلاقی نبی کا غلام

(۹۳۳) معراج نامہ (تیسرا نسخہ)

نمبر (۶۶) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۷۶) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی
کتابت ۱۲۴۹ھ

آغاز۔

اول نام اللہ سو بولوں ابد ۔۔۔ صفت ہور ثنا اس کروں بے عدد

اختتام

ہزاراں درود و ہزاراں سلام ۔۔۔ زباں بر محمد علیہ السلام

خاتمہ۔ تمت تمام شد ہذا الکتاب معراج نامہ مبارک حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بحسب فرمایش فرد مسلمان یعنی شیخ چاند بجہۃ محل مبارک حضور پرنور در باب نواب جم جاہ ناصر الدولہ بہادر ...... جلالہ و نوالہ بتاریخ بستم شہر صفر المظفر ۱۲۴۹ھ بروز سہ شنبہ بوقت آخر عصر در ساعت قمر بید کاتب متخلص بہ قمر بردیوڑھی راجہ روپ لعل بہادر در تعلیم غلام شمشیر علی سلمہ از تحریر یا تمام رسید اللہم اغفر لکاتبہ و لوالدیہ۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(الف) سیرۃ النبیؐ معراج نامہ وفات نامہ مولود النبیؐ

(۹۳۱) معراج نامہ

نمبر (۵) سائز (۹ × ۵) صفحہ (۷۶) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف سید بلاقی تاریخ تصنیف ۱۰۶۵ھ تاریخ کتابت ۱۲۰۶ھ

سید بلاقی نام اور بلاقی تخلص اگرچہ قطب شاہی دور کا شاعر ہے مگر انکو شاہی دربار سے تعلق نہیں تھا۔ ایک صوفی بزرگ تھے تفصیلی حالات کا کسی کو علم نہیں ہے۔ اب تک انکی کوئی دوسری مثنوی بجز معراج نامہ کے نہیں ملی۔ معراج نامہ کے کئی ایک نسخے حیدر آباد کے کتب خانوں میں موجود ہیں جس سے واضح ہوتا ہے کہ بلاقی کا معراج نامہ بہت مشہور تھا۔ انکے انتقال کے سنہ کا بھی ہمکو علم نہیں ہے۔

آغاز۔

اول نام اللہ جو بولوں ابد ‫ ‫ ثنا اور صفت اُسکی کر بے عدد

ثنا اُس او پرنت سزاوار ہے ‫ ‫ کر نہار قدرت میں کرتار ہے

یہ آنحضرت صلعم کا معراج نامہ ہے مگر اسکو ایک قصہ کے طرز پر لکھا گیا ہے بیان کرتا ہے کہ ایک یہودی کو معراج کے واقعہ سے انکار تھا۔ ایک مرتبہ وہ غسل کرنے دریا پر گیا اور جب غوطہ لگایا تو خود کو ایک حسین جمیل عورت کے روپ میں پایا۔ ایک مرد اُسکو لے بھاگا اور اس سے سات لڑکے تولد ہوے۔ کئی سال کے بعد جب پھر دریا میں غوطہ لگایا تو اپنی اصل صورت میں آگیا گھر پہنچا تو اسکی عورت بدستور مچھلی دہو رہی تھی۔ اپنے واقعات لوگوں کو بتایا تو کسی نے صحیح نہیں سمجھا اسکو بیوقوف بنانے لگے۔ آخر آنحضرت صلعم کے پاس حاضر ہوا اور واقعات بیان کرکے مسلمان ہوگیا۔

اختتام

امت کو بھی ڈر کیا ہے روزِ حشر ‫ ‫ کہ جس پر نبی سا ہے خیر البشر

کہ سید بلاقی نبی کا غلام ‫ ‫ قصہ یوں کہا تجہ لطف سوں تمام

تاریخ تصنیف کے اشعار۔ جس سے ۱۰۶۵ھ واضح ہوتا ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۹) تاریخ

(الف) سیرۃ النبی صلعم

(ب) سوانح و مناقب

(ج) تاریخ

(د) تذکرہ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۹۲۹) فضل الآداب (دوسرا نسخہ)

نمبر (۶۲۱) سائز (۹×۵) صفحہ (۱۰۰) سطر (۱۱ تا ۱۶) خط نستعلیق کاغذ دیسی
کتابت ۱۲۶۶ھ

آغاز:۔ "اما بعد جاننا چاہئے کہ اس ذرۂ بے مقدار شاہ علی متوطن قلعہ ادونی نے اس مختصر میں چند مسائل آداب و اخلاق جمع کر کے موسوم "بافضل الآداب" کیا۔"

اختتام:۔ "بادشاہ اماں دیا اس نے ماجرا عرض کیا۔ بادشاہ حقیقت حال کو سنکر چور کو سرفراز کیا اور بیندر کو صحرا میں آزاد۔"

خاتمہ:۔ تمام شد۔ بتاریخ بست و نہم ماہ کم بخت نحس جمادی الاول ۱۲۶۶ھ از دست چند اشخاص۔

(۹۳۰) اسپیچ افتتاح نظام کلب

نمبر (۵۲۲) سائز (۱۰$\frac{1}{2}$×۷) صفحہ (۷) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف میر ریاست علی رضوی تاریخ تصنیف ۱۲۹۹ھ کتابت ۱۲۹۹ھ

مصنف کا خطاب محبوب یار جنگ محبوب یار الدولہ تھا۔ مرحوم نظام کے صرفخاص کے کئی کارخانے ان کے تحت تھے۔ آصفجاہ سادس کے پرائیوٹ سکریٹری کی خدمت بھی تفویض تھی۔ ۱۳۲۰ھ کے بعد انتقال ہوا

آغاز۔ دو دل یک شود بشکند کوہ را پراگندگی آر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ انبوہ را

"دنیا میں اتحاد ایک ایسی چیز ہے کہ جس سے الجھے ہوئے کام سلجھ جاتے ہیں اور بگڑے ہوئے امور بن جاتے ہیں۔ ہمیشہ اس نیک انجام حالت کا نتیجہ سوائے بہبودی اور بہتری دکھائی نہیں دیتا۔"

یہ نظام کلب کے افتتاح کی تقریر ہے۔

اختتام۔ "اب اس میں کم توجہی کرنا صاحبان عقل سلیم اور باریک بینان ذہنی مستقیم کے نزدیک کبھی جائز نہ ہوگا۔"

"بہ رسولاں بلاغ باشد و بس"

خاتمہ۔ مرقومہ ۱۲ ؍ شوال ۱۲۹۹ھ

راقم ۔ میر ریاست علی رضوی۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۹۲۸۱) افضل الآداب

نمبر (۵۴۰) سائز (۸ ½ × ۵ ½) صفحہ (۳۲۶) سطر (۱۲) خط ثلث کاغذ دیسی
مصنف شاہ علی متوطن ادھونی تاریخ تصنیف ۱۲۶۱ھ کتابت ۱۲۶۱ھ
مصنف کے حالات دوسری جگہ لکھ دیئے گئے ہیں۔

آغاز:۔

"الحمد للہ رب العالمین۔

اما بعد جاننا چاہیئے کہ اس ذرہ بے مقدار شاہ علی متوطن قلعہ ادونی نے اس مختصر رسالہ میں چند مسائل علم ادب و اخلاق جمع کر کے موسوم "بافضل الآداب" کیا اور بطریق تحفہ بارگاہ عالیہ متبرکہ میں نواب فلک گردوں آفتاب حضرت افضل الدولہ اسد جنگ میر تہنیت علی خاں ابن نواب مستطاب معلی القاب حضرت آصف جاہ نظام الملک نظام الدولہ فتح جنگ میر فرخندہ علی خاں بہادر کے گزرانا۔"

یہ کتاب (۲۲) فصلوں میں منقسم کی گئی ہے اسکی صراحت یہ ہے۔

(۱) نصایح سلاطین (۲) فراست (۳) ارکان دولت کی تربیت (۴) امراؤں کی تربیت (۵) تربیت وزراء (۶) تربیت سپاہ (۷) تربیت خدمت گاران و محرم کاران (۸) آداب شاہی۔ (۹) آداب امرا (۱۰) آداب وزراء (۱۱) صفات منشیاں (۱۲) آداب عمال (۱۳) آداب ندما (۱۴) مال کا حاصل کرنا (۱۵) مال کا جمع کرنا (۱۶) مال کا خرچ کرنا (۱۷) ترویج عورات (۱۸) تربیت اولاد (۱۹) آداب سخن (۲۰) آداب طعام (۲۱) آداب حرکت و سکون (۲۲) تربیت خادم۔

اختتام:۔

"اگر جان کی امن ہو تو عرض کروں بادشاہ امن دیا اس نے ماجرا بیان کیا بادشاہ حقیقت حال سنکر چور کو سرفراز کیا اور بندر کو صحرا میں آزاد۔"

خاتمہ:۔

بتاریخ ہفتم ماہ رمضان المبارک ۱۲۶۱ھ روز شنبہ اتمام یافت۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(ز) انشاء و ادب

(۹۲۷) انشاء نورتن

نمبر (۶۹۴) سائز (۸×۱۴ ½) صفحہ (۲۱۱) سطر (۲۱) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف۔ حکیم محمد بخش مہجور تاریخ تصنیف قریب ۱۲۵۰ھ کتابت

شیخ محمد بخش مہجور تخلص۔ حکیم خیراللہ کے فرزند تھے۔ خود بھی حکیم تھے۔ فتح پور وطن تھا۔ پھر لکھنؤ آکر اقامت کی۔ شاعری میں جرات سے تلمذ حاصل تھا۔ کئی ایک کتابوں کے مصنف ہیں۔ مصحفی نے اپنے تذکرہ "ریاض الفصحا" میں ان کا ذکر کیا ہے۔

آغاز:۔

"حمد و سپاس بے نہایت بے قیاس و بے غایت اوس جناب احدیت و شان الوہیت کو کہ جس کا ظہور پُرنور ہر جا جلوہ گر ہے۔ فی الحقیقت بقول میر درد کے۔

جگ میں آکر اِدھر اُدھر دیکھا   وہی آیا نظر جدھر دیکھا"

مولف کی صراحت خود اس کے الفاظ میں۔

"یہ ہیچمداں دل پریشاں محمد بخش متخلص مہجور۔ خلف حکیم خیراللہ مغفور شاگرد میاں جرات مرحوم ہمیشہ نقل ہائے عجیب و قصہ ہائے غریب کہنے سے ذوق و شوق رکھتا تھا"

اس کتاب میں نو باب ہیں۔ ابواب کی تقسیم حسب ذیل ہوئی ہے۔

(۱) افسانہ عاشقاں و معشوقاں (۲) در تحقیر زنہائے بدکار (۳) عدل (۴) مصرعہ گفتن شاہاں و گدایاں فی البدیہ (۵) لطایف ظریفاں (۶) نقل ہائے خردمنداں (۷) نقل ہائے احمقاں (۸) نقل ہائے افیونیاں (۹) نقل ہائے بخیلاں۔

طویل حمد و نعت کے بعد مولف نے اپنے متعلق صراحت کی ہے اس کے بعد اپنے بادشاہ غازی الدین حیدر کی مدح میں قصیدہ ہے۔

کتاب ناقص الآخر ہونے کے علاوہ آخری صفحہ چاک ہو کر نقص رہگیا ہے۔

اختتام

"پارسا با حیا کہنے لگی اے بی بی ابھی کیا جلدی ہے جو کچھ گھر میں پکے گا میں بھی وہی کھا لونگی"۔
اس کے بعد اوراق نہیں ہیں۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۹) ڈرامہ

(۹۲۶) تاج وفا

نمبر (۲۸۱) سائز (۸×۱۲) صفحہ (۸۴) سطر (۱۶ تا ۱۹) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف تاریخ تصنیف مابعد ۱۳۰۰ھ کتابت

مصنف کا نام معلوم نہیں ہوتا۔ یہی مصنف کا اصلی نسخہ معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ کانٹ چھانٹ موجود ہے۔

آغاز:-

ڈراپ پہلا

سین پہلا

مہادیو جی کے دیول کے نزدیک سرلا خدا کی تعریف گانے میں محو ہے۔ شام کا وقت ہے۔

گانا نمبر (۱)

تو ہے پاک کردگار سب ہی ہیں بلہاری تو دھار

آپ پالن ہار لاکھ بار اب تجھ پہ نثار

توری بات پیاری تیاری من ہاری مہر ذات نوری

قربان جان موری تجھ نثار لیلو ٹھار ڈاروں میں ہار نو ہے۔

یہ ایک ڈرامہ ہے اس کے پہلے ڈراپ میں (۱۴) سین ہیں دوسرے ڈراپ میں چار سین تیسرے ڈراپ میں تین سین ہیں۔

ناقص الآخر ہے۔

اختتام:-

ومیلا مہاراج میں مہاشو نیا کی خدمت میں رہکر اپنی جنم کا سارتھک کر لونگی۔

سرلا۔ پیاری بہن تمھارا سوتنر جیون میں کیا سارا بنگال نہیں ہو سکے گا۔

مہاراج۔ آؤ ہم سب ملکر سین چندر کے آتما کو شانتی ملنے کے لئے دعا مانگیں۔

سب کا ملکر گانا۔ گانے کی نظم نہیں ہے۔ پردہ گرتا ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

(۹۲۵) روضۂ یوسف عزیز

نمبر(۱/۶۵۱) سائز(۷ ½ × ۵) صفحہ (۴۲) سطر(۱۱) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف ۔ نامعلوم تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۸۳ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات بہم دست نہیں ہوئے ۔ صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ یہ حیدر آباد میں تھا اور مختار الملک کا متوسل تھا۔

آغاز:۔

"ریاض سخن میں نہال تحریر کو آبیاری سے حمد میزاب گلستاں قدرت کے مدام شادابی و نزاہت اور حدایق گفتگو میں کل تقریر کو نم روانی سے نعت ابر بوستاں رسالت کے ہمیشہ سرسبزی و نزاوت سحاب سے مکرمت"

اس رسالہ میں ایک عورت کے مکر کی داستان ہے کتاب کو ایک قطعہ پر ختم کیا ہے۔

اختتام:۔

دیکھیں اسکو عبادت آرایاں ہوں میرے خامہ بوس وے باادب

اے عطارد رقم قلم تیرا سامری سا سحر کرے اب

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

تا دم زیست رات کہیں نہ گیا۔"

بخط غریب فقیر حقیر آل نبی سید محمد غفر اللہ ذنوبہ بتاریخ ہشتم ماہ صفر ۱۲۷۳ھ بروز پنجشنبہ بوقت عشاء باتمام رسید۔ مطابق ۱۲ ماہ سپٹمبر ۱۸۵۶ء عیسوی۔

(۹۲۴) قصہ سوداگر

نمبر (۴۴۸) سائز (۸ ½ × ۵ ½) صفحہ (۲۸) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف نتھوبی تاریخ تصنیف ۱۲۶۷ھ کتابت ۱۲۶۷ھ

مصنف کے حالات معلوم نہیں ہوئے۔

آغاز:۔

"روایت کرتے ہیں اور لکھنے والے یوں لکھتے ہیں کہ ملک سرندیپ میں ایک سوداگر تھا اور مال متاع اوسکی پاس ایسا تھا کہ اوس زمانہ میں کوئی بیوپاری یا مہاجن اوسکے برابر نہیں تھا اوسس پر حق تعالیٰ کی عنایت سے چار بیٹے تھے۔"

اس کے بعد بتایا گیا ہے کہ ان میں سے چھوٹا بہت عقلمند تھا۔ سولہ سال کی عمر میں اُس نے تمام علوم سے فراغت حاصل کرلی۔ اس کے تینوں بڑے بھائی اس سے حسد کرتے تھے اور اونھوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اس کو ہلاک کر دیا جائے۔ یہ خبر اوس لڑکے کی بی بی کو ہوگئی اور اس نے اپنے شوہر کو بھائیوں کے ارادے سے مطلع کیا اور ہوشیار رہنے کی تاکید کی اب اس نے ارادہ کیا کہ کسی دوسرے ملک کو چلا جائے۔ سفر کا ارادہ کیا اور باپ سے اجازت لیکر روانہ ہوا۔ سفر میں بیسیوں مصائب پیش آتے ہیں۔ بھائیوں کے دشمنی رنگ لاتی ہے۔ لیکن تینوں بھائی آخر پر نادم ہوتے ہیں۔

اختتام:۔

"اور آپ بعیش و کامرانی اوقات بسر کیا جیسا کہ حق تعالیٰ اوسکی بچھڑوں سے ملایا اور دولت کو پہونچایا اس طرح ہر ایک اپنی مقصد دلی حاصل کریں۔"

خاتمہ:۔

این کتاب نثر فارسی بود از دست "نتھوبی" بہ ہندی تحریر یافت بروز دوشنبہ تاریخ ہشتم ربیع الثانی ۱۲۶۷ھ شش گھڑی روز باقی ماندہ کاتب نتھوبی۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

تمام کرو......... اس فقیر کو دعا سے یاد فرمائیں۔ اللھم اغفرلی الخ۔"

خاتمہ ۔ الحمد للہ بروز پنجشنبہ از دست قرضعت احقر العباد خواجہ رحمان سکنہ اندور بلدہ فرخندہ بنیاد در محلہ کھو کرواڑی۔ درمکان محمد قمر الدین جمعدار قائم فانی بوقت یکپاس روز بر آمدہ۔

...... در ماہ ذیقعدہ ۱۲۶۱ھ بتاریخ سیز دہم با تمام رسیدہ

(۹۲۳) قاضی و چور

نمبر (۵۶۰) سائز (۷ $\frac{1}{2}$ × ۵) صفحہ (۲۰) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف میرداور علی خان تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ کتابت ۱۲۷۳ھ

مصنف کے متعلق کوئی معلومات بہم دست نہیں ہوئے۔ صرف اس قدر واضح ہوا ہے کہ اس کا تخلص معصوم تھا۔

آغاز:۔

"حمد خدا و نعت احمد کی توصیف پنجتن و صحابہ کرام کی بعد قصہ قاضی و چور کا کہ زبان فارسی میں تھا۔ بعض فارسی خوان کو معلوم ہووے اور باقی خلقت کو فارسی نہیں سمجھتے۔ اس واسطے بندۂ کمتر میرداور علی خان المتخلص معصوم نے اس قصہ کو زبان ہندی سے لکھا تاکہ سب خاص و عام کو سمجھ میں آوے اور سنکر دعائے خیر دینگے۔"

اس میں بغداد کے ایک قاضی اور چور کا قصہ لکھا ہے۔ کس طرح چور نے قاضی سے بازی جیت لی۔ قاضی کی طرح چور بھی صاحب علم تھا اور اپنے علم کے زور سے اُس نے قاضی کو لاجواب اور زیر کر دیا۔

اختتام:۔

"قاضی نے ہزار دینار چور کو دیکر فیصل نامہ مہر سے شوا ہدا ور گواہوں کے لکھوائے۔ رخصت کیا اہل مجلس چور کی فصاحت اور بلاغت پر تحسین اور آفریں بہت کئے۔ خیر جب کہ چور روانہ ہوا قاضی نے اللہ تعالیٰ کا شکر خوشی سے بجالایا کہ اللہ تعالیٰ بہت خیر کیا نہیں تو میرا گھر بھی جاتا تھا اور چور اپنی یاران میں اور مجلس میں یہ حقیقت ظاہر کیا تمام عیاران آفریں کہے اور اپنی زندگی عیش اور آرام کے ساتھ تمام کئے ادھر چور خوش ہوا اور ادھر قاضی خوش ہوئے مگر قاضی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

میں لکھا تھا۔ اسکے بعد پھر ۱۰۹ھ میں کسی اور نے مرتب کیا۔ اس کے بعد غلام نبی خطیب مکہ مسجد نے اس کو اردو نظم میں لکھا۔ اس نظم سے سید محی الدین نے اس کو نثر میں منتقل کیا۔

اختتام:-

"مجھ کو اپنی کرم فضل سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت سے اور آل اور اصحاب کے برکت وعزت سے میری گناہوں کو بخشدے اور مقصد مرا دونوں جہاں کی حاصل فرمادے۔ الٰہی آمین یارب العالمین۔ ثم آمین۔"

خاتمہ۔ تمت تمام شد۔ کار من نظام شد۔ نسخہ قصہ تمیم انصاری بحسب درخواست آمنہ بی بی بتاریخ غرہ رمضان ۱۲۷۰ھ بدیہ خاکپائے عالمین درسگاہ جمبد غلام احمد در بلدہ حیدرآباد تمام رسید۔

(۹۲۲) قصہ تمیم انصاری (دوسرا نسخہ)

نمبر (۲۸۳) سائز (۹½×۶) صفحہ (۱۱۸) سطر (۱۲) خط نستعلیق کاغذ دیسی کتابت ۱۲۶۸ھ ناقص الاول ہے۔

آغاز:-

"نازل ہوئی اوس وقت شیطان ملعون بصورت اعرابی مجلس شریف میں حضرت صلعم کے حاضر ہوا اور پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سچے رحمت للعالمین ہیں اور یہ آیت وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔ آپ پر نازل ہوئی ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ سچ رحمۃ للعالمین ہوں اور یہ آیت مقرر ہم پر نازل ہوئی ہے۔"

اختتام:-

"پہلے اس کے زبان دکھنی سے نظم میں غلام نبی صاحب نے جو خطیب مکہ مسجد اس شہر حیدرآباد کے ہیں کئے تھے۔ آج تک کے دن تاریخ تیرویں شہر جمادی الثانی ۱۲۵۵ھ میں روز دوشنبہ ہے اس گناہ گار روسیا سید محمد محی الدین قادری المحمودی نسبًا پھلواری البہاری وطنًا نے ہندی زبان اردو سے لکھا اور تمام کیا۔ اثنائے لکھنے میں اس قصہ کے شیخ غلام غوث انصاری عرف شیرو میاں نے بھی بہت تائید کی کہ کسی طرح سے جلد اس کو

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۹۲۱) قصّہ تمیم انصاری

نمبر (۲۷۴) سائز (۹×۶) صفحہ (۱۰۴) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف۔ سید محی الدین   تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۵۵ھ   کتابت سنہ ۱۲۷۰ھ

مصنف بہار کے رہنے والے تھے۔ ان کے والد کا نام سید شاہ محمد علی ابوالبرکات تھا جو پھلواری کے پیرزادوں میں شامل تھے۔ سید محی الدین کی پیدائش سنہ ۱۲۱۲ھ میں پھلواری میں ہوئی اپنے والد اور علمائے وقت سے اکتساب علم کیا۔ والد کے انتقال پر سنہ ۱۲۴۲ھ کے بعد حیدرآباد آئے اور حکیم سید محمد صاحب کے ذریعے نواب ناصرالدولہ آصف جاہ خامس کی بارگاہ میں باریاب ہوئے مدد معاش مقرر ہوئی علم و فن کی خدمت گزاری میں مصروف ہوئے۔ قصۂ تمیم انصاری کو اُنھوں نے خطیب مکہ مسجد غلام نبی صاحب کے قصہ سے اردو میں ترجمہ کیا ہے اس کے بہت پہلے اس قصہ کو دکھنی میں لکھا گیا ہے۔ سنہ ۱۲۵۵ھ میں سید محی الدین نے اس کو مرتب کیا ہے انکی دوسری تصنیف شرف الصحابہ ہے جو براہین قاطعہ کا اردو ترجمہ ہے سنہ ۱۲۶۴ھ میں سیّد محی الدین صاحب کا حیدرآباد میں انتقال ہوا۔

آغاز

"تمام صفت اور تمام تعریف اوس پاک پروردگار کو لایق ہے کہ جس نے اٹھارہ ہزار عالم کو مخلوق کرکے اپنی قدرت کا تماشا دکھایا۔ قربان اوسکی رحیمی و کریمی پر کہ ہم بندوں کے واسطے کیا کیا نعمتیں بنائی ہیں کہ زبان اور قلم اور تقریر آدم کی اس جگہ کوتاہ ہے۔"

اس میں حضرت تمیم انصاری کا قصہ نثر میں درج ہے قصہ کی تفصیل یہ ہے تمیم انصاری ایک رات اپنے مکان سے غائب ہوگئے۔ ایک دیو ان کو غائب کردیا تھا۔ سات سال تک طلسمات میں رہے۔ مصیبتیں جھیلیں۔ طلسم کشائی کی۔ اس عرصہ میں حضرت عمر نے انکی بی بی کا نکاح دوسرے شخص سے کردیا تھا۔ نکاح کے بعد تمیم انصاری آئے اور حضرت علی سے ملاقات کی آپ نے فرمایا غالباً تم تمیم انصاری ہو۔ تمھارے متعلق آنحضرت صلعم نے خبر دی تھی کہ میری وفات کے بعد تمیم انصاری دنیا کے عجائبات دیکھے گا اس کے بعد تمیم انصاری نے اپنے تفصیلی واقعات بیان کئے ہیں۔

اولاً قصۂ تمیم انصاری کو دکھنی زبان میں عادل شاہی شاعر صنعتی نے سنہ ۱۰۵۵ھ نظم

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مترجم کا نام معلوم نہیں ہوتا۔ البتہ اس قدر پتہ چلتا ہے کہ یہ حیدر آباد کا باشندہ تھا ۱۲۵۲ھ ۱۸۳۶ء میں ایک ترجمہ حکایات الجلیلہ کے نام سے منشی شمس الدین احمد نے کیا تھا (اس کا نسخہ کتب خانہ آصفیہ میں ہے نمبر (۱۴۴) قصص) یہ ترجمہ اس کے پہلے ہوا ہے۔

آغاز :-

"اس کتاب کے تصنیف کرنے والے نے اور ان حکایتوں کے جمع کرنے والے نے لکھا ہے اور قدیم تواریخوں میں پڑھا ہے کہ اگلے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ تھا کہ اوسکے عدل کے آگے نام نوشیروان کا نہ رہا اور اوسکے شجاعت کے سامنے رستم اسفندیار کا ذکر اوٹھ گیا"۔

یہ الف لیلیٰ کا ترجمہ ہے جو غالباً عربی سے کیا گیا ہے یہ اسکی جلد اول ہے۔ اس میں صرف ننو رات کا ترجمہ شامل ہے۔ ترجمہ میں نثر کے ساتھ غزلیات بھی درج ہیں۔ غزلیات میں تخلص "رضا" لایا گیا ہے۔

اختتام :-

"دینازاد نے کہا آپا جان کیا اچھی کہانی تھی افسوس کہ تمام نہ ہونے پائی۔ اس نے کہا کہ اگر بادشاہ نے جان بخشی کی تو اوس سے بھی اچھی کہانی کبڑے کی کہہ سناؤں گی کہ اس میں بڑی بڑی کیفیت ہے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ جب تک کبڑے کی کہانی سن لونگا"۔

خاتمہ۔ جلد اول الف لیلیٰ تمام شد۔ بروز پنجشنبہ بوقت چہار گھڑی روز برآمدہ بتاریخ بست و پنجم شہر جمادی الاول ۱۲۶۱ھ بموجب فرمایش سرکار فیض آثار نجیب النساء بیگم صاحبہ عرف مغل صاحب بی بی طول عمرہ از خط کمترین اضعف عباد اللہ الصمد الطاف حسین ولد شیخ عبد الصمد ساکن قلعہ محمد نگر اختتام رسید۔

غزلیات کے دو مقطعے

بخت بد یار ستمگار جہاں سب دشمن
اے رضا کون کرے آ کے غمخواری دل

رسول صاحب معراج اور براق سوا
کہ جس کا اب رضا جو ہے حضرت عفا

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

آغاز

"حمد بیحد اوس بہار... کو واجب ہے کہ جس نے نسیم قدرت سے گلہائے کواکب کو بیچ گلزار آسمان کے کھلایا اور ستایش لاتعداد اوس باغبان حقیقی کو مستحسن ہے کہ جس نے نخل وجود انسان کو ساتھ آثار اشکال بدیع اور اوضاع مختلف کے مثمر فرمایا۔"

دیباچہ میں مصنف نے اپنا نام اور محمد امجد علی شاہ کے عہد میں تصنیف ہونے کا تذکرہ کر دیا ہے افسانہ کو آٹھ باب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہر باب کو چمن کا نام دیا گیا ہے۔

اس داستان میں بادشاہ اور وزیر کے اتفاق کو واضح کیا گیا ہے اور بتایا ہے کہ اتفاق سے ہر کام آسان ہو سکتا ہے اور کامیابی بھی ہوتی ہے۔ قصہ فسانۂ عجائب کے طرز کا ہے اس کا خاتمہ قالب بدلنے پر ہوتا ہے۔ نقلی شخص بادشاہ کے قالب میں آکر ظلم و ستم کرتا ہے۔ ایک مہاجن کی دختر اپنی عقلمندی سے بادشاہ کو اس کے اصلی قالب میں لے آتی ہے۔

اختتام:-

"طبیعت عاصی میں روشنی ابد کی مرحمت کر اور باد صرصر ہوا و ہوس قباحت ذا سے محفوظ و مصون رکھ۔ قطعہ

الٰہی میں بندہ گنہگار ہوں گناہوں سے اپنی گراں بار ہوں
مجھے بخشو میرے پروردگار کہ ہے تو ہی غفار امرزگار

خاتمہ:-

تمام شد الحمد للہ والمنہ کہ کتاب مستطاب المسمیٰ ہشت چمن بزبان اردو من تصنیف ابلغ البلغا افصح الفصحا لالہ گنگا پرشاد صاحب خلف دیوان روشن لال۔

اس کے بعد ایک سطر میٹ دی گئی ہے۔

تمام شد فقیر حقیر خاکپائے اہل قلم از فرمایش جمعدار محمد یوسف صاحب باتمام رسید۔ بست و پنجم بروز جمعہ از دست غوثو میاں۔ شہر محرم الحرام ۱۲۶۵ھ

(۹۲۰) الف لیلیٰ (جلد اول)

نمبر (۶۵۰) سائز (۹×۶) صفحہ (۵۱۴) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مترجم تاریخ تصنیف قبل ۱۲۵۰ھ کتابت ۱۲۶۱ھ

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

پیر کہن اس طرح سے بیان کرتے ہیں کہ بیچ ملک ختنخاش کے ایک بادشاہ تھا نام اس کا شہنشاہ عادل۔"

اس داستان کا ہیرو اگرا ور ہیروئن گل ہے۔ یہ کتاب فارسی سے اردو نثر میں ترجمہ کی گئی ہے۔

قصّہ کا خلاصہ یہ ہے۔ ایک بادشاہ تھا اس کے چار وزیر تھے۔ بادشاہ کو کوئی اولاد نہیں تھی۔ جس کے باعث وہ مغموم اور رنجیدہ رہا کرتا تھا۔ آخر بادشاہت ترک کرکے کسی درویش کی تلاش میں روانہ ہوا۔ وزیروں کو اپنا نائب بنایا اور چھوٹے وزیر کو جسکو کوئی اولاد نہیں تھی اپنے ہمراہ لیکر جنگل کا راستہ لیا۔ راستہ میں ایک فقیر ملا اور اُس نے دونوں کا حال سُنکر ایک عصا دیا اور کہا کہ باغ میں جاکر سیب کے درخت کو مارے۔ تمہاری تقدیر میں فرزند لکھا ہے تو ایک ایک سیب گر پڑے گا۔ چنانچہ دونوں نے باری باری سے عصا مارا۔ ایک ایک سیب دونوں کو ملا۔ دونوں واپس فقیر کے پاس آئے۔ فقیر نے کہا کہ تم کو فرزند ہو تو اس کا نام طفل بادشاہ رکھنا اور بارہ برس تک باہر نکلنے نہیں دینا اور وزیر سے کہا کہ اپنے لڑکے کا نام محمود رکھنا۔ دونوں کو فرزند تولد ہوئے مگر بارہ برس کے بعد عشق میں مبتلا ہوکر مصیبتوں کا سامنا ہوا جس میں دیو اور پریوں سے سابقہ پڑتا ہے۔ طلسم کشائی کرنی پڑتی ہے۔ اور بالآخر کامیاب اپنے وطن کو واپس ہوئے۔

اختتام:-

"غرض فرحت وبےفکری سے ہمیشہ گزران کرنے بفضل رب العالمین جیسا عاشق ومعشوق ملے ویسا کاتب کے دل کی مقاصد حصول ہو۔ بحق محمد صلی اللہ علیہ وسلم وبحق ائمہ اطہار علیہ السلام۔"

خاتمہ۔ تمت الکتاب بعون الملک الوہاب بتاریخ بست وچہارم شہر رمضان ۱۲۸۵ھ کاتب الحروف میر احمد علی۔ موسوی۔ میر احمد علی موسوی کی ایک مہر بھی ثبت ہے۔ ادارہ ادبیات اردو میں ایک قلمی نسخہ موجود ہے (زور ص ۲۰۵)

(۹۱۹) ہشت چمن

نمبر (۲۹۲) سائز (۱۱½×۷) صفحہ (۹۶) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف۔ لالہ گنگا پرشاد تاریخ تصنیف قبل ۱۲۵۰ھ کتابت ۱۲۶۵ھ

مصنف لالہ گنگا پرشاد۔ ان کے والد کا نام دیوان روشن لال تھا۔ امجد علی شاہ والی اودھ کے عہد میں روشن لال دیوان تھے۔ ان کے فرزند کو قصہ گوئی اور داستان سے شغف تھا اس لئے یہ کتاب ترجمہ کی گئی ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

اور سپاہ و ملک و مال سے آباد تھا۔ لیکن اوسے اولاد نہ تھی۔ ہر ایک مشائخ اور فقیر گسائیں سے ملکر کہتا کہ میرے حق میں اولاد ہونے کی دعا کرو ایسے میں ایک شخص بزرگ اوس کا نام گیانی اجاچ وہاں آیا۔"

قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک راجہ تھا اوس کو ملک و مال دولت حاصل تھی مگر اولاد نہ تھی۔ آخر ایک فقیر کی دعا سے اُس کو لڑکا تولد ہوا اس کا نام کنور کام روپ رکھا۔ چودہ سال کا ہوا پھر اس کیلئے ایک باغ تیار کیا گیا اور کام روپ کو شکار کا شوق ہونے سے تمام قسم کے جانور وہاں رکھے گئے تاکہ صبح کو شکار کرے اور شام محفل نشاط گرم رہے۔ شہزادے کے ساتھ اس کے چھ رفیق تھے۔ ایک وزیر کا لڑکا دوسرا پنڈت کا لڑکا تیسرا حکیم کا لڑکا چوتھا مصور کا لڑکا۔ پانچواں جوہری کا لڑکا۔ چھٹا موسیقی داں کا لڑکا۔ ایک رات کام روپ سرندیپ کے ملک کی شہزادی کو خواب میں دیکھ کر اس پر عاشق ہو گیا۔ اس کے بعد کام روپ اپنے معشوق کے طلب میں روانہ ہوتا قصہ میں اس کے چند رفیق بھی کام کرتے ہیں۔ بالآخر کامیابی ہوتی ہے اور کام روپ باپ کی جگہ بادشاہ بنکر حکومت کرنے لگتا ہے۔

اختتام :-

"ایک اچھا دن دیکھ کر باپ کے تخت پر بیٹھا۔ ادنیٰ اعلیٰ حاضر ہوکر نذریں دیئے۔ خوش خوش رہنے لگے۔ پس کہانی کے سر پر پتھر اور ہمارے سر پر جناب مرتضی علی علیہ السلام کے جوتیوں کا چھتر۔"

خاتمہ :- بتاریخ ہفتم شہر جمادی الثانی ۱۲۴۸ھ بروز پنجشنبہ بوقت بعد ظہر باتمام رسید۔ در مقام حیدر آباد کاتب الحروف۔ میر ابو القاسم طباطبائی۔

انڈیا آفس میں ایک منظوم کتاب قصۂ کام روپ اور کلا کام ہے۔ بلوم ہارٹ ۳۶)

اگر گل (۹۱۸)

نمبر (۲۸۱) سائز (۸½×۶) صفحہ (۳۱۸) سطر (۹) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف۔ عاصی تاریخ تصنیف قبل ۱۲۶۳ھ کتابت ۱۲۸۵ھ

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔ مصنف اردو کی نثری داستانیں کی صراحت کے بموجب عاصی کو لکھنو سے تعلق تھا۔

آغاز :-

"الحمد للہ الذی الخ

"راویان اخبار ناقلان آثار خوشہ چیں خرمن نخل مراد و سخن در نکتہ فہم معانی سخن سنج ناقلان

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

ان کو لکھنؤ سے جلاوطن کر دیا تھا۔ لکھنؤ سے وہ کانپور گئے تھے اور یہاں ہی فسانہ عجائب لکھا تھا۔ ۱۲۸۴ھ ۱۸۶۷ء میں سرور کا انتقال ہوا۔

آغاز۔

"سزاوار حمد و ثنا خالق ارض و سما جل وعلا صانع بیچوں وچرا جس نے رنگ بے پایاں زنگار نگیں تختۂ چمن دنیا پر از لالہ خیرہ گل بنایا درود اس کے نبی احمد مختار پر اور اسکی آل اطہار پر۔ آغاز داستان نادر بیان صاحب سریر سلطنت مالک اورنگ کامرانی زینت تاج و تخت شاہنشاہ گردوں بارگاہ شاہ فیروز بخت اور پیدا ہونا شہزادہ جان عالم کا اور شادی ماہ طلعت سے۔"

فسانہ عجائب ایک مشہور کتاب ہے اس کا افسانہ قدیم طرز کا حامل ہے۔ شہزادہ کا عشق میں مبتلا ہونا۔ معشوق کی تلاش میں نکلنا۔ مصیبتوں کا سہنا۔ انسانی قالب کا بدلنا وغیرہ۔ بالآخر کامیاب وطن کی واپسی۔

اختتام۔

نہ پوچھو حال اس افسانے کا تم ڈھنگ کیا کیا پڑے ہے اسمیں
جو حسن دیکھا تو زور دیکھا جو عشق دیکھا تو زار دیکھا
ہوئی مدہوش جو نہ خواہش کہ سال تاریخ اس کا لکھے
تو کھینچ کر آہ دل سے نکلا خزاں سے رنگ بہار دیکھا

خاتمہ۔ تمام شد بتاریخ یازدہم شہر ذیقعدہ بوقت دوپہر دو گھڑی روز پنجشنبہ ۱۲ھ ۱۲۶۶ھ۔ کاتب الحروف نہتوی۔

(۹۱۷) قصّہ کامروپ

نمبر (۹۲) سائز (۸½×۵) صفحہ (۶۹) سطر (۱۷) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف نامعلوم تاریخ تصنیف بالعد ۱۲۱۱ھ کتابت ۱۲۴۸ھ

اس کے مصنف کا نام معلوم نہیں ہوتا۔ مگر قصے میں ایسے الفاظ آئے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دکھنی شخص کی لکھی ہوئی ہے۔

آغاز۔

"سراندیپ کے شہر کا راجہ اوس کا نام راجہ راج پتی اور وہ نہایت سخی اور عادل زر اور زیور

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

ہٹی دیتا ہے کہ اس کے ملنے سے وہ لوگوں کے آنکھوں سے پوشیدہ رہ سکتا ہے اسطرح شہزادہ راجہ اندر کے دربار میں پہونچ جاتا ہے۔ جہاں کام کندلہ جاتی ہے اور کوششوں اور ترکیب کے بعد دونو کا وصال ہوتا ہے اور معاہدہ توڑتا ہے۔

اس قصہ کو چودہ عنوان کے تحت تقسیم کیا گیا ہے۔

اختتام ے "روشنی بہت سی ہمراہ لے کر شب کو بڑے تجمل سے بلانے گئی وہاں کام کندلہ اپنے کو آراستہ ایسا کی تھی جیسا کہ جلوے کی دلہن بادشاہ شہزادہ کو سنوار بنا زمرد کی عماری میں بٹھا شب گشت سہری کا گشت کرتے ہوئے مبارک وقت محل میں داخل ہوئے شہزادہ اسی شب مباشرت کیا۔"

خاتمہ ۔ تمت تمام شد۔ بتاریخ یازدہم رجب ۱۲۳۴ھ پہلے صفحہ پر حسب ذیل عبارت ہے "قصہ ہائے دکھنی تاریخ ۲ ہر ذیقعدہ ۱۲۷۹ھ در ہراج فوجداری خرید کردہ داخل کتاب خانہ سرکار گردید"

مصنف اردو کی نثری داستانیں، نے ایک داستان "کام روپ و کام لتا" کا تذکرہ کیا ہے جو غالباً کوئی دوسری کتاب ہے۔ کیونکہ وہ شمالی ہند سے متعلق ہے اور یہ دکھن سے۔ انڈیا آفس میں ایک کتاب قصہ کام کندلہ موجود ہے جو منظوم ہے (بلوم ہارٹ ۱۲۶)

(۹۱۶) فسانہ عجائب قصہ جان عالم انجمن آرا

نمبر (۶۶۶) سائز (۹×۶) صفحہ (۲۵۲) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف ۔ مرزا رجب علی بیگ سرور تاریخ تصنیف ۱۲۴۰ھ / ۱۸۲۴ء کتابت ۱۲۶۶ھ

مرزا رجب علی بیگ کے والد مرزا اصغر علی بیگ تھے۔ لکھنؤ ان کا وطن تھا۔ سرور کی تعلیم اور تربیت یہاں ہی ہوئی۔ شاعری سے دلچسپی تھی۔ آغا نوازش حسین نوازش سے تلمذ تھا۔ دیوان مرتب کیا تھا اور دوسری کئی کتابیں انکی تصنیف ہیں مگر فسانہ عجائب ہی مقبول اور مشہور ہوئی ہے۔ سرور کی واجد علی شاہ کے دربار میں رسائی تھی۔

جب اودھ کی شاہی حکومت کا خاتمہ ہو گیا تو سرور مہاراجہ ایسری پرشاد نارائن سنگھ کے متوسل ہو گئے۔ انکے کلکتہ جانے سے واضح ہوتا ہے۔ مگر پھر لکھنؤ آ گئے اور یہاں ہی انتقال ہوا۔ سرور کو خوشنویسی میں مہارت تھی۔ موسیقی میں کمال رکھتے تھے۔ غازی الدین حیدر نے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۹۱۵) ملکہ زماں وکام کندلہ

نمبر (۱۴۱) سائز (۷ ½ × ۵) صفحہ (۱۸۴) سطر (۷) خط نستعلیق۔ کاغذ

مصنف۔ نامعلوم تاریخ تصنیف۔ قبل سنہ ۱۲۳۴ھ کتابت۔ سنہ ۱۲۳۴ھ

مصنف کے متعلق کوئی معلومات نہیں ہیں۔ لیکن یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مصنف دکن کا باشندہ تھا۔ کیونکہ قصہ کی عبارت میں دکنی الفاظ ملتے ہیں اور خود مصنف نے صراحت کردی ہے کہ اسکو "کرناٹکی" ہندی میں لکھا ہے۔ انگریزوں کی تعلیم کے لئے یہ لکھی گئی ہے۔

آغاز۔ "خدا کا حمد اور پیمبر کا نعت بشر کہاں کر سکتا ہے اس واسطے اس عاصی نے اپنی مدعا پر آ بیان کرتا ہے۔ جواہر سخن ایک قصہ عجیب نظم ہے۔ اسکو نثر میں کرناٹکی محاورے سے نوآموز سرداران والاشان کے پڑھنے کی خاطر لکھتا ہوں اگر اس میں کچھ سہو آوے تو دیکھنے ہارے کو لازم ہے اپنی مہربانی سے درست کرکے مجھ پر احسان فرمانا عین سرفرازی ہے۔"

اس میں ایک قصہ لکھا گیا ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک بادشاہ اور وزیر تھے دونوں کو اولاد نہیں تھی۔ آخر کچھ عرصہ کے بعد دونوں کو لڑکے تولد ہوئے۔ بادشاہ کے لڑکے کا نام کام زماں رکھا گیا اور وزیر اپنے لڑکے کا نام کام سنج رکھا۔ پانچسال کی عمر کے بعد دونوں کی تعلیم شروع ہوئی۔ مگر وزیرزادہ بڑا شریر تھا اسکی وجہ سے شہزادہ بھی شرارت سیکھنے لگا۔ بالآخر دونوں کو علیحدہ علیحدہ رکھا گیا۔ شہزادہ وزیر زادے کی جدائی سے بے قرار ہوجاتا ہے اور اس کو خط لکھتا ہے۔ پھر دونوں سیر کے لئے روانہ ہوتے ہیں۔ راستے میں پانی کی پیاس ہوتی ہے۔ ایک ندی پر جا ٹھیرتے ہیں۔ پانی بڑا خوشبودار ہوتا ہے۔ اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس میں ایک حسینہ کے کپڑے دھوئے جاتے ہیں۔ دھوبی سے معلوم ہوتا ہے یہ کپڑے ایک سوداگر کی بیٹی کام کندلہ کے ہیں نام سنکر شہزادہ عشق میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ اپنے شہر کو واپس ہوکر شادی کی تحریک کی جاتی ہے۔ کام کندلہ شادی کے لئے تین شرط پیش کرتی ہے۔ اول تو یہ کہ شہزادہ کام کندلہ کا چہرہ نہ دیکھے۔ دوسرے وہ تمام دن شہزادے کے پاس رہے گی۔ مگر رات کو اپنے محل کو چلی جائے گی۔ تیسرے یہ کہ وہ شہزادہ اس سے کوئی بات دریافت نہ کرے۔ شہزادہ اس شرط پر راضی ہوکر شادی کرتا ہے۔ اسکے بعد عرصہ تک اسی معاہدہ پر عمل ہوتا ہے۔ بالآخر ایک مالی ایسی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

فرماں روائی سے تجاوز نہ کریں۔ حیوانوں نے بھی قبول کیا اور راضی ہو کر سب نے بحفظ و امان وہاں سے مراجعت کئے۔"

خاتمہ ۔ تمام شد۔ رسالہ اخوان الصفا ہندی در ماہ رجب المرجب بتاریخ ہیجدہم روز شب جمعہ۔ کاتب الحروف سید یعقوب سنہ ۱۲۹۳ھ۔ یہ نسخہ کرم خوردہ ہونے سے کئے صفحہ کا آخری حصہ تلف ہو گیا ہے۔

(۹۱۴) قصہ بہرور سوداگر

نمبر (۴۴۸) سائز (۸½×۵½) صفحہ (۵۴) سطر (۱۲) خط شکستہ کاغذ دیسی

مصنف۔ نامعلوم تاریخ تصنیف۔ مابعد سنہ ۱۲۰۰ھ کتابت

اس کتاب کے مصنف کا کوئی پتہ نہ مل سکا۔

آغاز "حمد بیحد خاص پروردگار کتیں سزاوار ہے اور تعریف لایق رسول اسکے وہ کہتے ہیں کہ نام پاک اون کا محمد ہے اور درود و سلام اوپر اونکی اور پر آل انکی ہووے۔ جو جان یہ کہ روایت کرنے ہارے اور خیر دینے ہارے اور کہانی بیان کرنے والوں سے نقل کئے ہیں کہ شہروں سے بیچ شہر ہندوستان کے ایک سوداگر تھا۔ نام اوس کا بہرور اور ارادہ سفر کیا تھا"

اس میں ایک سوداگر کا قصہ لکھا گیا ہے کہ سوداگر کے پاس ایک خوبصورت لونڈی تھی مگر اس کا آقا (سوداگر) اس طرف متوجہ نہیں ہوتا تھا۔ ایک عرصہ کے بعد سوداگر اس لونڈی کو ساتھ لے کر بغداد کو روانہ ہوا۔ راستہ میں اس لونڈی کا صبر و قرار جاتا رہا۔ مجبور ہو کر بہرور سوداگر سے اپنی بیقراری کا حال بیان کی اور کہا کہ وہ ہندوستان کے راجہ کی لڑکی ہے اور اب اس لونڈی کو اس نے بادشاہ کو فروخت کر دیا۔ بادشاہ اس لونڈی سے اس قدر مانوس اور فریفتہ ہو گیا کہ ملکہ کے پاس جانا بند کر دیا۔ ملکہ اس کی وجہ معلوم کرتی ہے۔ ملکہ اس لونڈی کے مارنے کی کوشش کرتی ہے مگر کامیابی نہیں ہوتی بالآخر بہت پشیمان ہوتی ہے اور ملکر رہتے ہیں۔

اختتام

"اور دوسرا وہ ہے کہ اپنے قول پر عمل کرنا ویسا ہے کہ سوداگر دختر کنیز کے ساتھ عہد کیا کہ تیرے تیں کسی کو نہ بیچوں گا کہ تو چاہے گی۔"

تمت تمام شد

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

خامی کی سبب دیکھ کے اٹھتا ہے خروش دانا ہے وہی پختہ جو خاموش ہوا

خاتمہ ـ "تمت الخیر قصہ چہار باغ میں تصنیف لالہ کھیم نارائن متخلص بہ رند بتاریخ ہفدہم ماہ جمادی الاول یوم جمعہ ۱۲۴۶ھ النبوی صلعم بوقت سہ پہر در مقام تالی گنج متعلقہ ضلع حوالی دارالامارۃ ۔ کلکتہ ۔ بہ محلہ ناریل باغ بمکان ہنگو طباخ حسب الحکم قضا توام عالی جاہ (عبارت میٹ دی گئی ہے) ....

سید علی لکھنوی ولد تراب علی کربلائی .... تمام رسید"

(۹۱۳) ترجمہ اخوان الصفا

نمبر (۲۴۳) سائز (۹×۵ ۱/۲) صفحہ (۲۰۳) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مترجم اکرام علی تاریخ تصنیف ـ ۱۲۲۵ھ ۱۸۱۰ع کتابت ۱۲۹۳ھ

مولوی اکرام علی اگرچہ فورٹ ولیم کالج کے مترجمین میں شامل ہیں مگر یہ ڈاکٹر گل کرائسٹ کے وطن جانے کے بعد ملازم ہوئے تھے ۔ اونھوں نے کپتان جان ٹیلر کے حکم سے رسائل اخوان الصفاء کا ترجمہ اردو میں کیا ۔

اگرچہ یہ فورٹ ولیم کالج کے ملازمین میں شامل ہیں مگر ان کے حالات نہیں ملے صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ عربی فارسی کے اچھے عالم تھے اون کے بھائی تراب علی جو عربی اور فارسی کے بڑے عالم تھے اور کلکتہ میں کمپنی کے ملازم تھے ۔ اپنے بھائی اکرام علی کو کلکتہ طلب کیا اور ایک انگریز ابرام لاکٹ کے توسط سے ایسٹ انڈیا کمپنی میں ملازم کروا دیا ۔ اس کے کچھ عرصہ بعد ٹیلر نے انکو مترجموں میں شامل کر لیا اور اونھوں نے صرف اس کتاب کا ترجمہ کیا ہے ۔ ارباب نثر اردو میں ان کا تذکرہ موجود ہے (صفحہ ۲۳۳)

آغاز ـ "سپاس بے قیاس اس واجب الوجود کو لایق ہے جس نے اجسام ممکنات میں با وجود وحدت ہیولا کے مختلف صورتیں بخشیں اور ماہیت انسانی کو جنس و فصل سے ترکیب دیکر ہر ایک فرد کو علیحدہ علیحدہ قوتیں عطا کیں" ۔ یہ عربی کی مشہور کتاب اخوان الصفا کا اردو ترجمہ ہے اس میں جانوروں کی زبانی اپنی اپنی برتری ظاہر کی ہے اور آخر پر انسان کی فضیلت واضح کی گئی ہے ۔

اختتام ـ "سب حیوانات انسانوں کے تابع اور زیر حکم رہیں اور ان کی

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

رفتہ رفتہ خطاب مہاراجگی اور جاگیر بست و دو لاکھ روپیہ سالانہ علم و نوبت نقارہ پاکر منصب ہفت ہزاری کے ساتھ نوبت ہمسری کی بجائے غرض اس عہد سے تا بوقت خلافت حضرت شاہ عالم بادشاہ اقتدار مہاراجہ صاحب موصوف ترقی میں رہا۔ آخر عمر شہر الہ آباد میں خدمت نیابت نواب شجاع الدولہ وزیر الملک بہادر کو بخوبی سرانجام کیا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آصف الدولہ بہادر نے مسند نشین وزارت ہوکر مہاراجہ کشن نارائن کو حضرت شاہ عالم کے حضور میں رخصت فرمایا۔ بعد وہاں پہنچنے کے فلک نیرنگ باز نے خاک یتیمی راقم حروف کے سر پر ڈال یعنی پدر بزرگوار نے اس خاکسار کے کہ راجہ شیو درست نارائن جن کا لقب تھا گلگشت جنت کا عزم کیا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لاچار خدمت جد بزرگوار سے رخصت ہوکر شہر لکھنؤ کا ارادہ کیا اور سولہ برس حضور آصف الدولہ بہ عیش و عشرت بسر ہوئی۔ مرزا محمد رفیع متخلص بہ سودا۔ میر محمد تقی صاحب رفقائے قدیم جد مرحوم سے ہیں۔ اس خاکسار کے کلبہ احزاں کو نور قدوم سے منور کئے۔ دو سال کے عرصہ میں قصہ چہار درویش افسانۂ حسن و عشق ہیر و رانجھا اور ایک مثنوی باغ و بہار اور دوسری گوہر شہوار لکھی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ چنانچہ تین سال گزرے کہ یہ عاصی اس شہر لطافت (کلکتہ) میں مقیم ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اگرچہ راقم کو کچھ علاقہ کالج سے نہیں ہے۔"

آغاز ۔ "حمد بیحد واجب ہے اس شاہد حقیقی کی کہ خود جمیل و دوست رکھتا ہے جمال کو اور ثنائے بے انتہا لازم ہے اس مکمل تحقیقی کو کہ خود کامل و معزز کرتا ہے۔"

یہ قصہ قدیم طرز کا ہے کہ ملک ہندوستان کا ایک بادشاہ تھا خدا کے فضل سے اس کا ملک دولت سامان عیش و عشرت دلخواہ تھا۔ بادشاہ کا نام عاقل شاہ تھا۔ فرزند کے نہ ہونے سے غمگین رہا کرتا۔ ایک درویش آیا اور فرزند کی بشارت دی۔ فرزند تولد ہوا اور فرزند کے تولد کی خوشی منائی گئی۔ نجومیوں نے زائچہ دیکھ بتایا کہ شہزادے کو اپنی معشوقہ کے لئے بڑی مصیبت اٹھانی پڑیگی۔ چنانچہ دن گزرتے گئے۔ بادشاہ کا فرزند جوان ہوا اور عشق میں مبتلا ہوا۔ مصیبتیں جھیلیں اور بالآخر کامیاب واپس ہوا۔

اختتام ۔ "اور جو اہل سخن کہ کشش آب و دانہ اس سرکار دولت انتساب میں وظیفہ یاب ہیں ان کا پایۂ حرمت بیش از بیش بڑھا دیں زیادہ ازیں طول عبارت کو مختصر کرکے آغاز کو زیور انجام دیا اور گوہر مدعا گوش گزار کرکے قصہ کو تمام کیا۔ رباعی۔

کس واسطے رند مست و مدہوش ہوا مثل خم بادہ بر سر جوش ہوا

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

مطابق ۱۸۰۲ء کے حکم سے صاحب خداوند نعمت روشن ضمیر عالی حوصلہ والا تدبیر جان گلکرسٹ صاحب بہادر دام حشمتہ کے عاصی میر بہادر علی حسینی شروع قصے سے موافق محاورہ خاص کے نثر میں لکھا۔"
جیساکہ اس عبارت سے واضح ہے کہ میر حسن کی مثنوی کے افسانہ کو بہادر علی نے نثر میں لکھا ہے

اختتام:- "انھوں کے جہاں میں پھرے جیسے دن ہمارے تمھارے پھریں ویسے دن۔ ملیں سب کے بچھڑے الٰہی تمام۔ بحق محمد علیہ السّلام۔ جیسے کہ وے شاد ہوے۔ ہم بھی شاد ہوں جیسے وے آباد ہوے ہم بھی آباد ہوں۔"

خاتمہ۔ مثنوی میر حسن بروز سہ شنبہ شہر ربیع الاول بتاریخ نہم ۱۲۵۵ھ ہجری کہ پنج گھڑی شب برآمدہ بود بانصرام رسید۔

(۹۱۲) فسانہ چہار باغ و جان و دل

نمبر (۲۳۹) سائز (۸×۵) صفحہ (۳۵۳) سطر (۱۲) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف۔ لالہ کھیم نارائن رند تاریخ تصنیف ۱۲۲۳ھ ۱۸۰۹ء کتابت ۱۲۴۸ھ

مصنف نے خود اپنے حالات دیباچہ میں قلمبند کئے ہیں۔ اس لئے اسی کا اقتباس یہاں پیش کیا جاتا ہے۔

" واضح ہو جیو لقب اس عاصی کا کھیم نارائن اور تخلص رند ہے۔ اگرچہ وطن اصلی لاہور تھا مگر پانچ پشت سے رازق مطلق نے بلاد خجستہ بنیاد شاہجہاں آباد پر پروانہ تنخواہ لکھا چنانچہ جب کہ سلطان بحر و بر محمد فرخ سیر صوبہ عظیم آباد سے نہضت کر کے معزالدین بادشاہ پر فتح یاب ہوئے۔ ..... جد پنجم اس خاکسار کے کہ دیوان آتمارام جن کا نام تھا حکم بادشاہ واسطے نظم و نسق صوبہ اکبرآباد کے ہمراہ نواب گنج علی خاں سرفراز ہوئے۔ بعد چندروز حسین علی خان میر بخشی نے سوار و پیادہ و اسپ و فیل اختیار میں کر کے بادشاہ کی خدمت سے رخ پھیرا..... چندروز میں عبداللہ خاں و حسین علی خاں کفران نعمت میں گرفتار ہوئے بادشاہ فلک بارگاہ نے نواب سعادت خاں بہادر کو کہ نیشاپور سے تازہ وارد ہندوستان ہو کر جنگ عبداللہ خاں میں مصدر کارہائے نمایاں ہوئے تھے۔ خطاب برہان الملک و خدمت صوبہ داری اکبرآباد و صوبہ اودھ سرفراز فرمایا اور دیوان آتمارام کو ہمراہ برہان الملک بعلاقہ دیوانی صوبہ جات رخصت کیا۔ رائے لچھمی نارائن نبیرہ دیوان آتمارام بعدہٗ وکالت نواب برہان الملک حضور اقدس میں حاضر ہوئے اور

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

خاتمہ "کتاب گل بکاؤلی از حسن بیگ منشی تحریر یافت۔ ماہ رمضان تاریخ ۲۶ سنہ ۱۲۳۹ھ مطابق سنہ ۱۸۲۴ء ۲۶۔ یہ کتاب کسی انگریز کی ملک رہی ہے کیوں کہ بعض الفاظ کے نیچے انگریزی میں معنی بھی ہیں۔ اس داستان کے دو نسخے ادارہ ادبیات اردو میں ہیں (زور ص ۱۱۵) اگرچہ صدر الذکر دونوں نسخوں میں آغاز اور اختتام کی عبارت میں فرق ہے لیکن دونوں میں اسی قسم کا اختلاف ادارہ کے نسخوں میں بھی موجود ہے۔

(۹۱۱) نثر بے نظیر

نمبر (۷۶۰) سائز (۸×۵) صفحہ (۲۸۷) سطر (۱۰) خط نستعلیق کاغذ۔ ولایتی

مصنف۔ میر بہادر علی حسینی تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۱۷ھ ۱۸۰۲ء کتابت سنہ ۱۲۵۵ھ

ناقص الاول ہے۔ ابتدائی ایک صفحہ نہیں ہے۔

بہادر علی حسینی فورٹ ولیم کالج کے مترجمین میں شامل تھے۔ ان کے والد کا نام سید عبد اللہ وطن دھلی تھا۔ کالج کے اولین مترجمین میں شامل تھے۔ ان کی وجہ سے میر امن بھی ملازم ہوئے تھے کریم الدین نے طبقات شعراء میں ان کا ذکر کیا ہے۔ مولف ارباب نثر اردو نے بھی حالات لکھے ہیں۔ ان کے تصانیف یا ترجمے حسب ذیل ہیں۔

(۱) نثر بے نظیر (۲) اخلاق ہندی (۳) تاریخ آسام (۴) رسالہ گل کرائسٹ۔

آغاز:۔

"وہ کیا ہے کہ ہو یہ کہانی تمام بحق نبی سرور خاص و عام

حمد کی زیبائش لایق ہے۔ ایسے خالق کو جس نے مجرد و مادہ پیدا کیئے اور ادراک و حواس جو ان میں قابل تھے ان کو دیئے۔"

اس تصنیف کے متعلق خود مولف کا بیان قابل ملاحظہ ہے۔

"بعد اس کے قصہ بے نظیر و بدر منیر کہ نظم میں تصنیف کیا ہوا شاعر بے ہمتا ہندہ یکتا رونق بزم سخن میر حسن مرحوم متخلص بہ حسن سعید از لی خلف الرشید میر غلام حسین ضاحک دہلوی کا تھا فی الواقع ہر ایک مصرع اس کا فصاحت و بلاغت میں بے نظیر ہے۔ . . . .

اب اس کو عہد میں شاہ عالم بادشاہ کے اور ریاست میں امیر سراپا تدبیر فلاطوں منش غربا پرور . . . . مارکوئس ولزلی گورنر جنرل بہادر دام اقبالہ سنہ ۱۲۱۷ھ بارہ سو سترہ ہجری میں

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

جہاں نے آب و رنگ تازہ اور لطافت وطراوت بے اندازہ اسکی روضہ رضواں سے پائے"

گل بکاؤلی کی داستان بھی ایک مشہور افسانہ ہے اسکے صراحت کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔

اس میں (۱۴) تصاویر دکن اسکول کی شامل ہیں۔

اختتام:۔

ہوئی پھر یہ خواہش کہ کلک زباں — کریں بیسویں سال کو بھی بیاں

تو پھر ہاتف غیب نے دی صدا — کہ اس مذہب عشق میں کوئی آ

کرے مشرب جام کو اختیار — تو راز نہاں اسپہ ہو آشکار

خاتمہ – "تمت تمام شد۔ کار من نظام شد۔ کتاب مذہب عشق معروف بہ گل بکاؤلی بپاس خاطر راجہ صاحب والا مناقب راجہ درگا پرشاد بہادر بتاریخ پنجم ماہ رجب ۱۲۷۵ھ روز پنجشنبہ بخط بے ربط عاصی منسا رام یکی از ملازمان خاص بمقام بلدہ فرخندہ بنیاد حیدر آباد صورت اختتام پذیرفت"۔

(۹۱۰) گل بکاؤلی تاج الملک (دوسرا نسخہ)

نمبر (۲۹۰) سائز (۹×۶) صفحہ (۲۷۶) سطر (۱۰) خط نستعلیق کاغذ دیسی

کتابت ۱۲۳۹ھ (۱۸۲۴ء)

آغاز۔ "کہتے ہیں کہ مشرق کے شہروں میں سے کسی شہر کا ایک بادشاہ تھا۔ زین الملک نام جمال اس کا جیسے ماہ منیر عدل و انصاف اور شجاعت و سخاوت میں بے نظیر اس کے چار بیٹے تھے ہر ایک حلم و فضل میں علامہ زماں جواں مردی میں رستم دوراں۔ خدا کی قدرت کاملہ سے ایک اور بیٹا آفتاب کی طرح جہاں کا روشن کرنے والا اور چودھویں رات کے چاند کی مانند دنیا کے اندھیر کا دور کرنے ہارا پیدا ہوا"۔

گل بکاؤلی۔ ایک مشہور قصہ ہے اس لئے اس کے داستان کی صراحت کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی اس قصہ کو زمانہ ما بعد میں محسن میاں ظریف تخلص اور رحیبل تھیٹریکل کے ڈرامہ نگار نے اسٹیج کے لئے اس کو ڈرامہ کی صورت دی تھی۔

اختتام۔ "الحمد اللہ خدا کے فضل سے سب کے سب شاد ہوئے اور خوبی آباد ہو غرض جس طرح دی انہوں کی مراد پہونچے ہماری بھی دے یا الٰہی مراد"۔

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

اور مٹی کی مورتیں پیدا کیں۔ باوجود دو رنگ کے ایک گورا۔ ایک کالا اور بھی کان، ناک، ہاتھ، پاؤں سب کو دیئے ہیں اس پر رنگ برنگ کی شکلیں۔ جدی جدی بنائی ہیں کہ ایک کی سج دھج سے دوسری کا ڈول ملتا نہیں۔"

چہار درویش کا افسانہ مشہور ہے اس لئے مزید صراحت کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔

اختتام۔ "اس طرح میری لیل و نہار نہ پرسش کی سختی ہو نہ شب گور کی اور نہ روز شمار کی تو کونین میں لطف پر لطف رکھ۔ خدا بالحق رسول کبار"

خاتمہ۔ "تمت تمام شد قصۂ چہار درویش بتاریخ ششم شہر شوال المکرم ۱۲۵۳ھ در بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد بخط اضعف العباد پر معاصی جعفر خاں از فدویان حضرت احمد خاں صاحب قبلہ دام اقبالہ صورت اختتام یافت۔"

اس کتاب میں (۸۱) تصاویر دکن اسکول کی شامل ہیں۔ بعض کتب خانوں میں اسکے قلمی نسخے بھی پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ ادارہ ادبیات اردو میں ایک نسخہ ہے (زور ۹۴) اور حیدرآباد کے عجائب خانہ میں ایک نسخہ ہے (بی ۱۸۹۵)

(۹۰۸) مذہب عشق (گل بکاولی)

نمبر (۲۵۰۱) سائز (۸×۵) صفحہ (۴۷۶) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی

جلد اولی مطلا و مذہب

مصنف۔ نہال چند لاہوری تاریخ تصنیف ۱۲۱۷ھ کتابت ۱۲۷۵ھ

اگرچہ نہال چند کے نام کے ساتھ لاہوری کی نسبت ہوتی ہے۔ مگر ان کا اور ان کے اجداد کا وطن دہلی تھا۔ دہلی کے بعد پھر لاہور چلے گئے۔ اس لئے لاہوری مشہور ہوگئے۔ فورٹ ولیم کالج کے مترجمین میں شامل ہیں۔ ان کے تفصیلی حالات نہیں ملتے۔ انھوں نے صرف ایک کتاب ہی کا ترجمہ کیا ہے۔ جو مذہب عشق یا گل بکاولی ہے ان کے حالات ارباب نثر اردو میں درج ہیں۔

آغاز۔

الٰہی کر سخن میرے کو وہ پھول   کہ ہو ہر ایک کی دل کا وہ مقبول

حمد و ثنا کی ہمیشہ بہار کا گلستاں باغباں حقیقی کو سزاوار ہے کہ اس طرف بوستان

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

...... مالک مجازی ایں داستان امیرنادر حسین است ...."

(۹۰۶) داستان امیر حمزہ (دوسرا نسخہ)

نمبر (۵۷۴) سائز (۱۱½ × ۷½) صفحہ (۴۸۱) سطر (۱۷) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

کتابت۔ ۱۲۷۱ھ ہجری

آغاز:۔ "بنیاد اس قصہ دل چسپ کی سلطان محمود بادشاہ کے وقت سے ہے اوس زمانہ میں جہاں تک راویان شیریں کلام تھے اونھوں نے آپس میں ملکر امیر حمزہ کے قصے کی چودہ جلدیں لکھیں واسطے بادشاہ کے سنانیکے۔"

ایک ہی مجلد میں چار جلد مجلد ہیں جنکے صفحات کی تعداد (۴۸۱) ہوتی ہے۔ آخری جلد کا اختتام حسب ذیل ہے۔

"پس برکت سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ نماز کہ جو حضرت علیؑ پڑھاتے تھے۔ الٰہی ویسی نماز سب مسلمانوں کو روزی اور نصیب اپنے فضل وکرم سے آمین یارب العالمین۔"

خاتمہ:۔ "تمام ہوئی اللہ کے فضل سے داستان امیر حمزہ صاحب قرآں رضی اللہ عنہ کی۔ ماہ ذیحجہ ۱۲۷۱ھ ہجری میں۔"

(۹۰۷) باغ وبہار (چہار درویش)

نمبر (۲۴۸) سائز (۹ × ۵½) صفحہ (۳۶۵) سطر (۱۲ تا ۱۶) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف۔ میرامن دہلوی تاریخ تصنیف۔ ۱۲۱۵ھ کتابت ۱۲۵۳ھ

میرامن دہلوی فورٹ ولیم کالج کے مترجمین میں شامل تھے کالج کی مترجمیں میں جن کو سب سے زیادہ شہرت حاصل ہوئی وہ میرامن ہی ہیں اگرچہ اونھوں نے صرف دو کتابیں اپنی یادگار چھوڑی ہیں مگر اس کے باوجود اونھوں نے بقاء دوام کی سند حاصل کر لی ہے۔ ان کا اصلی نام میراماں تھا۔ دہلی کے متوطن تھے۔ پھر کلکتہ میں بود وباش کر لی ان کی دو کتابوں میں ایک باغ وبہار چہار درویش ہے اور دوسری گنج خوبی۔ انمیں بھی پہلی کتاب کو بہت زیادہ شہرت ملی ہے۔ میرامن کے حالات مولف ارباب نثر اردو نے تفصیل سے لکھے ہیں۔

آغاز:۔ "سبحان اللہ کیا صانع ہے کہ جس نے ایک مٹھی خاک سے کیا کیا صورتیں

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

بست وششم شہر ذلیقعدہ سنہ مرقوم الصدرروز پنجشنبہ بوقت شام بہ خوبی تمام۔ خدا کے فضل سے یہ قصہ شیریں کلام انجام کو پہنچا اور طوطا کہانی اوس کا نام رکھا۔ قطعہ ...."

خاتمہ۔ کاتب الحروف بخط خام سید محمد حسن عرف میر فرزا باشندہ حیدر آباد فرخندہ بنیاد۔ جمعہ بستم ربیع الثانی باتمام رسید۔ بوقت دو گھڑی روز روشن شد۔

(۹۰۵) جنگ نامہ امیر حمزہ

نمبر (۵۵۳) سائز (۷ ½ × ۵ ½) صفحہ (۳۷۴) سطر (۱۳) خط نستعلیق مائل بہ شکستہ کاغذ ولایتی

مصنف خلیل علی خاں اشک تاریخ تصنیف ۱۲۱۵ھ کتابت ۱۲۷۱ھ

خلیل علی خاں اشک تخلص اگرچہ شاعر بھی تھے مگر مشہور نہیں ہوئے۔ کسی تذکرہ میں ان کا حال نہیں ہے۔ صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ فورٹ ولیم کالج کے مترجموں میں شامل تھے۔ ان کی چار کتابوں کا پتہ چلتا ہے۔ ایک تو جنگ نامہ امیر حمزہ۔ جو بہت مشہور ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ اکبر نامہ کا (جو ابو الفضل کی مشہور کتاب ہے) ترجمہ کیا تھا۔ تیسری قصہ گلزار چین اور چوتھی رسالہ کائنات۔ آخر الذکر تینوں نایاب ہیں۔ قصہ گلزار چین اور رسالہ کائنات ہم نے یورپ میں دیکھا تھا اس کا تذکرہ یورپ میں دکھنی مخطوطات میں کر دیا گیا ہے۔

آغاز۔ "بعد حمد جناب الٰہی جل جلالہٗ وعم نوالہٗ کے ونعت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیل علی خاں جو متخلص اشک ہے بموجب خواہش دوستوں کے واسطے نو آموزان زبان ہندی کے اس قصہ کو زبان اردوئے معلیٰ میں لکھا۔ عصر میں شاہ عالم بادشاہ کے اور سن میں بارہ سو پندرہ ہجری مقدس کے۔"

یہ امیر حمزہ کی داستان ہے جو اردو میں مشہور و معروف ہے۔

اختتام۔ "امیر فرمائے کہ اے عرشی تاجداران ساتوں دریاؤں کے میں پار ہونگا عرشی دریا فکر میں غوطہ کیا۔ غوطہ کھا کر پیچھے سے بھوت تامل کی سر او ٹھا کر کہا آئے امیر کنار میں دریا کی"

خاتمہ۔ "ایں داستان جنگ نامہ حضرت امیر المومنین امیر حمزہ صاحب قرآں رضی اللہ عنہ از دست کاتب الحروف فدوی احمد خاں تیار شد۔ مرقوم پانزدہم شہر ذیحجہ سنہ ۱۲۷۱ھ بوقت بعد از نماز ظہر تحریر یافت۔ داستان مذکور را صحیح نوشتہ است لیکن کسی جائے سہو و خطائے واقع شدہ باشد۔ صاحب اہل قلم بذل کرم بپوشند..............

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

طوطا کہانی پہلے پہل سنسکرت میں لکھی گئی تھی اور اس میں ستّر قصے تھے۔ اسکو ضیاء الدین نخشبی نے ۷۳۰ھ میں فارسی میں ترجمہ کیا اور صرف باون قصوں کو اپنی کتاب میں شامل کیا تھا اور طوطی نامہ اس کا نام رکھا تھا۔ ابو الفضل نے بھی اس کا ترجمہ کیا ان کے بعد بھی اس قصے کے خلاصے ہوئے۔ ایک خلاصہ سید محمد قادری نے کیا تھا۔ سید محمد قادری نے صرف (۳۵) کہانیوں کو اپنے خلاصہ میں شامل کیا۔ ابو الفضل کی کتاب کا ترجمہ دکھنی میں ہوا تھا اور غواصی نے نخشبی کے طوطی نامہ کو دکھنی نظم میں منتقل کیا ہے۔

حیدری کا یہ ترجمہ سید محمد قادری کے طوطی نامے کا ہے اس میں صرف (۳۵) کہانیاں ہیں۔ قصہ یہ ہے کہ ایک سوداگر اپنی بی بی کو چھوڑ کر سفر کرتا ہے۔ بی بی کسی دوسرے شخص کے ساتھ عیش کرنا چاہتی ہے مگر طوطا اس کو کہانیاں کہہ کر عرصہ تک باز رکھتا ہے یہاں تک کہ اس کا شوہر آجاتا ہے۔

اختتام۔ "قطعہ

کہانی ہوئی ختم جب حیدری — تو ہاتف نے نام اس کا سنکر کہا
سر آہ کو کھینچکر تو نے خوب — رکھا نام توتا کہانی بجا

ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ ہندی میں حرف "طوے" نہیں ہوتا۔ اور اس احقر نے طوطی نامہ فارسی کو زبان بجنسہ میں لکھا اسواسطے طوطی کے "طوے کو تے" سے بدل دیا۔"

خاتمہ۔ این کتاب توتا کہانی از دست مسٹر.... صاحب افسر نوشتہ شد برائے سنانیدن نقل ہائے مسٹر سول صاحب۔ کمندان بیرون لعل دروازہ درلین جولیمن صاحب در شہر حیدرآباد تمام شد۔ مرقوم پانزدھم ماہ رمضان سنہ ۱۲۶۰ھ بروز شنبہ

(۹۰۴) طوطا کہانی (دوسرا نسخہ)

نمبر (۴۴۷) سائز (۸ ۱/۲ × ۵) صفحہ (۱۶۲) سطر (۱۴) خط نستعلیق کاغذ دیسی

آغاز:- "احسان اس خدا کا کہ جس نے دریائے سخن کو اپنے ابر کرم سے گوہر معنی بخشا اور زبان انسان کو واسطے اپنے حمد کے گویا کیا۔"

اختتام۔ "اس بات کو سنتے ہی وہ تاب نہ لاسکا ایک ہی تلوار سے خجستہ کا کام تمام کیا واللہ عالم بالصواب۔ جھوٹے سچ کہنے والا جانے۔ اللہ تعالی سب کی حرمت رکھے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

چترریکھا قبول نہیں کی آخر بادشاہ زبردستی دو رات ملکہ کے پاس اور ایک رات چترریکھا کے پاس رہنا بادشاہ کا مقرر ٹھیرا۔"

خاتمہ - این کتاب چترریکھا و معظم شاہ بادشاہ تمام شد۔

بتاریخ ہفدہ ماہ جمادی الثانی ۱۲۷۰ھ روز پنجشنبہ بوقت دو گھڑی روز باقی باتمام رسید در مکان چدر گھاٹ۔

(۹۰۳) طوطا کہانی

نمبر (۵۰۰) سائز (۹×۶) صفحہ (۲۲۸) سطر (۱۰) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف - سید حیدر بخش حیدری تاریخ تصنیف - ۱۲۱۵ھ / ۱۸۰۱ء کتابت ۱۲۶۰ھ

حیدری فورٹ ولیم کالج کے مشہور مصنفوں میں شامل ہے جس نے سب سے زیادہ کتابیں لکھیں۔ ان کے اجداد نجف اشرف سے ہندوستان آکر بس گئے تھے حیدری کے باپ کا نام سید ابوالحسن تھا۔ دہلی ان کا وطن تھا۔ فکر معاش کے سلسلہ میں دہلی سے نکل کر بنارس پہونچے۔ یہاں نواب علی ابراہیم خاں خلیل ناظر عدالت تھے۔ ابوالحسن نے اپنے لڑکے کی تعلیم ان کے سپرد کی۔ حیدری نے قاضی عبدالرشید سے جو عربی کے بڑے عالم تھے۔ عربی سیکھی اور بعد فراغ تعلیم عدالت میں مامور ہوئے۔

ڈاکٹر گلکرائسٹ کو قابل اشخاص کی ضرورت تھی۔ حیدری عدالت کی ملازمت سے علیحدہ ہو کر کلکتہ گئے اور کالج کے دارالترجمہ میں ملازم ہو گئے۔ مگر چند سال کے بعد خدمت سے مستعفی ہو کر بنارس آئے چنانچہ ۱۲۲۹ھ میں وہ بنارس میں موجود تھے۔

ان کا انتقال ۱۲۳۸ھ (۱۸۲۳ء) میں ہوا۔

حیدری نے کئی کتابیں تصنیف کی ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں۔

(۱) قصہ مہر و ماہ (۲) لیلیٰ مجنوں (۳) طوطا کہانی (۴) ہفت پیکر۔
(۵) تاریخ نادری (۶) گل مغفرت (۷) گلزار دانش۔

آغاز "احسان اس خدا کا جس نے دریائے سخن کو اپنے کرم سے گوہر معنی بخشا اور زبان انسان کو واسطے اپنے حمد کے گویا کیا اور جناب پیمبر آخر الزماں کو ہم گنہگاروں کی شفاعت کے واسطے رحمت اللعالمین پیدا کیا۔"

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام۔ "اور وہاں سے رخصت ہو کر طرف راجہ اندر کے روانہ ہوا۔ بعد از رخصت ہونے اس کے راجہ بھوج سبوں کو خلعتاں بخشا اور انعام بھوت فرمایا تمام خوش وقت ہوئے اور دعا کئے کہ اے پروردگار اس راجہ کو سلامتی دے اور ہمیشہ دولت اسکی قائم رکھ۔"

تمام شد۔

(۹۰۲) قصہ معظم شاہ و چتر ریکھا

نمبر (۴۴۰) سائز (۹×۶) صفحہ (۱۲۰) سطر (۱۱) خط شکستہ کاغذ۔ دیسی

مصنف۔ نامعلوم تاریخ تصنیف۔ مابعد سنہ ۱۲۰۰ھ کتابت۔ سنہ ۱۲۷۰ھ

اس کتاب کے مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز۔ اولاً چار شعر ہیں اس کے بعد نثر میں قصہ لکھا گیا ہے۔

"کیا کیجئے بیاں اوسکی وجوب در قدم کا طاقت نہ زباں کی ہے نہ مقدور قلم کا

. . . .

آغاز داستان معظم شاہ کہتیں ہیں کہ چین کے ملک میں ایک بادشاہ تھا کہ نوشیروان کے سے عدالت اور حاتم کی سی سخاوت اوسکی ذات میں تھی۔"

قصہ کا خلاصہ یہ ہے۔

چین کے بادشاہ کو ایک لڑکا تھا۔ اس کا نام معظم شاہ تھا۔ کئی سال کے بعد بادشاہ چین کا انتقال ہو گیا۔ اس کی جگہ معظم شاہ تخت نشین ہوا۔ ایک روز ایک فریادی آکر فریاد کیا۔ بادشاہ نے وزیر کو طلب کر کے فریادی کی فریاد سننے کا حکم دیا۔ اور خود آرام کیا۔ جب وزیر واپس ہوا تو اس کے پاؤں کی آواز سے شہزادہ بیدار ہو گیا اور وزیر کے قتل کرنے کا حکم دیا۔ وزیر نے اپنے قصور کی توضیح چاہی۔ شہزادہ نے اپنا خواب بیان کیا۔ خواب میں اس نے ایک شہر میں ایک خوبصورت شہزادی دیکھی تھی۔ وزیر نے یہ معلوم کر کے کہا کہ اگر جاں بخشی ہو تو اس شہزادی کو تلاش کر کے حاضر کیا جاتا ہے۔ بادشاہ اسکی اجازت دیتا ہے۔ اب وزیر شہزادی کی تلاش اور مصیبت جھیلتے ہوئے منزل مقصود کو پہونچتا ہے۔ کئی افسانے درمیان میں آتے ہیں عورت کے مکر و فریب کا اظہار ہوتا ہے۔

اختتام "ایک رات بادشاہ تیرے محل میں اور دوسری رات میرے محل میں آوے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام :- "شہزادہ خان نے رفاقت شاہ زادہ بختیار کی ہاتھ سے نہ دی تا
زندگی درمیان جن وانس رسم مکاتبات رہے اور ترسیل تحفہ جات"

خاتمہ :- تمت تمام شد۔ بخط کمترا نیاداس خاطر برائے رائے صاحب تحریر یافت۔

(۹۰۱) سنگھاسن بتیسی

نمبر (۲۲۰) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۳۸۷) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف　　تاریخ تصنیف ۔ قبل سنہ ۱۲۰۰ھ　کتابت

اس مصنف کے متعلق بھی کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔ جیسا کہ اس نے دیباچہ میں لکھا ہے کہ اس کتاب کا مصنف چتر بھوج داس تھا جس نے اس کو فارسی میں قلمبند کیا تھا۔ فارسی سے جس شخص نے اسکو ہندی یا دکھنی میں منتقل کیا ہے اس کے نام کی صراحت نہیں۔

اس کتاب کو فورٹ ولیم کالج کے مترجم للولال اور کاظم علی جوان نے اردو میں سنہ ۱۸۰۴ء میں ترجمہ کیا تھا۔ مگر زیر بحث ترجمہ دکھنی قدیم اردو میں ہے۔ خود مترجم نے اسکی صراحت کردی ہے۔ یہ ترجمہ اول الذکر سے پہلے کا ہے۔

آغاز :- "شکر اللہ تعالیٰ کا ایسا اللہ تعالیٰ کہ بزرگ ہیں بزرگیاں اوسکی اور بخششاں ہیں بخششاں اسکی جہان کو پیدا کرنے والا طرح طرح کی پیدائش سے اور پرورش کرنے والا عالم کا ہے اور خطا بخشنے والا گنہ گاروں کا ہے۔ بادشاہی اسکی بے زوال ہے۔"

مترجم کی صراحت حسب ذیل ہے۔

"اول یہ کتاب چتر بھوج داس بیٹا سروپ چند بھٹ کا فارسی زبان میں لکھ کر نام اس کا شاہ نامہ رکھا اور بتیس حکایتاں بہوت فصاحت اور نزاکت سے ظاہر کیا ہے۔ ہندوی زبان میں اس کتاب کو سنگھاسن بتیسی کہتے ہیں۔ کسی شخص فارسی زبان سے آشنا نہیں ہیں اسواسطے ترجمہ اس کا دکھنی زبان میں اس طرح سے لکھا گیا ہے اب مجھ کو دانشمندان اور صاحب کمالوں سے التماس یہ ہے کہ اگر کچھ فراموش اور خطا اس میں ظاہر ہووے اپنی عنایت سے معاف فرمائیں۔"

اس میں بتیس حکایتیں درج ہیں جو مختلف نہج کی ہیں۔ اکثر ہندی دیومالا سے متعلق ہیں اس میں عورتوں کی مکاری اور جنسی جذبات کی کشش واضح کی گئی ہے۔ جس طرح طوطی نامہ ہے اسی نہج کی یہ بھی ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

عاقبت بخیر اچھو۔ ایمان سلامت اچھو۔ آمین رب العالمین۔"

خاتمہ ۔"نسخہ سب رس تصنیف میاں وجہی قدس سرہٗ بتاریخ بست وپنجم ربیع الثانی ۱۲۳۰ھ روز یکشنبہ در محستہ نہاد باتمام رسید۔ کاتب الحروف فقیر پر تقصیر واصل حیدری یادگاری نوشتہ شد۔ ہرگاہ کہ ایں نسخہ راںخوانند فاتحہ خیر بنام خاک با ہیچ منداں۔۔

یہ نسخہ اس لئے اہم ہے کہ تالیف کے صرف اٹھائیس سال بعد لکھا گیا ہے۔

(۹۰۰) ترجمہ چہار درویش

نمبر (۴۰۲) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۱۵۸) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف۔ محمد غوث تاریخ تصنیف قبل ۱۲۱۵ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات نہیں ہوئے صرف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مصنف راجہ رام دین کا (جو راجہ سیتل پرشاد کے بھائی تھے) متوسل تھا۔ سیتل پرشاد۔ بھوانی پرشاد کے عہد میں تھے۔ راجہ بھوانی پرشاد صوبہ اودھ سے تعلق رکھتے تھے۔

آغاز۔

کہاں تاب وطاقت کہ تیری زباں کرے حق تعالیٰ کی قدرت بیاں

. . . .

پانچ شعر کے بعد نثر میں پوری کتاب ہے۔

"پوشیدہ نہ رہے کہ سوائے تذکرہ الٰہی کے سب گفتگو وہی ہے۔ مگر حکایات عشق انگیز وروایات درد آمیز تور زندگان عالم امکان ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔ بناء براں یہ خاکپائے درویشاں محمد غوث آفریں قصہ چہار درویش بزبان فارسی بعبارت شگفتہ گلدستہ مجالس کا کیا۔ برائے راجہ صاحب سراپا لطف راجہ رام دین سلمہ اللہ تعالیٰ اونکے برادر بزرگوار عادل اباد راجہ سیتل پرشاد ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔ زمانہ راجہ بھوانی پرشاد دام اللہ اقبالہ تصنیف اس نحیف شہر مطالعہ فرمانے اور حظ وافر اٹھانے ایک روز فرمایا اگر یہ کلام بزبان ہندی انتظام پائے۔ سامع کو بسہولت سرور حاصل آوے۔"

جیسا کہ آغاز کی عبارت سے ظاہر ہے کہ چہار درویش کا ترجمہ ہے جو فارسی سے کیا گیا ہے، ترجمہ فورٹ ولیم کالج کے ترجمہ کے پہلے ہوا ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Preseyation Foundation, Chandigarh

میں ہے، قدیم، ہور تمام بسم اللہ کا معنا بسم اللہ کے نقطے میں رکھا ہے کریم، سمجھ دیکھ خاطر لیا۔ انا ال حدیث یوں آتی ہے کہ العلم نقطۃٌ وکثرتہا جہال۔"

سب رس میں دراصل تصوف کا تذکرہ ہے۔ اس کو ایک داستان کی صورت میں لکھا گیا ہے انسانی اعضا اور محسوسات کو افسانے کی صورت میں پیش کرنے کے لئے نام دیے گئے ہیں۔ دل۔ غمزہ کرشمہ۔ وغیرہ نام ہیں۔ مولانا ڈاکٹر عبدالحق صاحب نے اس کو شایع کرایا ہے اور تفصیل سے اس داستان کی بھی صراحت کردی ہے۔ یہ داستان اولاً فارسی میں تھی۔ محمد یحییٰ فتاحی نے اس کو لکھا اور دستور عشاق نام رکھا تھا۔ یہ مثنوی تھی۔ اس کے بعد اس کے دو خلاصے کئے گئے ایک "حسن و دل" کے نام سے نثر میں تھا اور دوسرا "شبستان خیال" سے موسوم تھا۔ وجہی نے حسن و دل کے قصے کو اردو نثر میں لکھا اور سب رس نام رکھا۔ یہاں قصہ کی تفصیل موجب طوالت معلوم ہوتی ہے اس لئے نظرانداز کیجاتی ہے۔

خاتمہ کتاب میں بادشاہ کو دعا دیگئی ہے۔

اختتام:-

"رزق فراغ اچھو۔ ہمیشہ بعیش و عشرت اچھو۔ عمر دراز اچھو۔ دائم بدولت اچھو۔ عاقبت بخیر اچھو۔ ایمان سلامت اچھو۔ آمین رب العالمین۔"

خاتمہ۔ نسخہ سب رس من تصنیف میاں مولانا وجہہ الدین قدس سرہٗ۔ بتاریخ بست وہشتم روز پنجشنبہ ماہ ذیقعدہ ۱۲۷۵ھ تمام شد۔ حسب خواہش فقیر حقیر فخر الحق والدین علوی از دست محب الفقراء، واقف اسرار اللہ الہم۔ اسکے بعد الفاظ پڑھے نہیں جاتے۔

یہ کتاب شایع ہوگئی ہے۔ کتب خانہ آصفیہ میں دو قلمی نسخے ہیں (تصوف ۱۹۵ - ۶۳۲)

(۸۹۹) سب رس (دوسرا نسخہ)

نمبر (۳۸) سائز (۹ × ۵) صفحہ (۱۴۱) سطر متن (۱۳) حاشیہ (۲۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی۔ کرم خوردہ کتابت۔ ۱۰۷۳ھ

آغاز۔ "تمام مصحف کا معنا الحمد للہ میں مستقیم۔ تمام الحمد للہ کا معنا بسم اللہ میں قدیم۔"

اختتام ہمیشہ بعیش و عشرت اچھو۔ عمر دراز اچھو۔ دایم بدولت اچھو۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(ھ) نثری افسانے

(۸۹۸) سب رس

نمبر (۳۷) سائز (۹×۶) صفحہ (۲۶۳) سطر (۱۴ تا ۱۶) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف ۔ وجہی تاریخ تصنیف ۔ سنہ ۱۰۴۵ھ ۔ کتابت ۔ سنہ ۱۲۷۵ھ

وجہی کا نام وجہہ الدین اور تخلص وجہی تھا ۔ بڑا خوش نصیب اور خوش قسمت شخص ہے کہ اسکی نظم و نثر دونوں کے نمونے ہمدست ہوئے ہیں۔

سلطان ابراہیم قطب شاہ کے عہد میں اس کا نشو ونما ہوا اور سلطان محمد قلی قطب شاہ ۔ سلطان محمد قطب شاہ اور سلطان عبداللہ قطب شاہ کے عہد میں اپنے نظم و نثر کو پیش کرتا رہا ۔ سلطان عبداللہ کے عہد میں اس کا انتقال ہوا ۔ اگرچہ ہم اس کے انتقال کے صحیح سنہ سے واقف نہیں ہیں ۔ مگر یہ معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۰۴۵ھ تک نہ صرف وہ بقید حیات تھا بلکہ تصنیف کر سکتا تھا ۔ اسکی پہلی تصنیف جو نظم میں ہے وہ قطب مشتری ہے جو سنہ ۱۰۱۸ھ میں مرتب ہوئی ہے ۔ اسکی دونوں کتابیں شایع ہو گئی ہیں ۔ علاوہ ازیں ناگری رسم الخط میں منتقل کر کے بھی شائع کیا گیا ہے

وجہی بڑا مغرور شاعر تھا ۔ اپنے مقابل کسی کو نہیں سمجھتا ۔ البتہ اپنے پیش رو شعراء فیروز اور محمود کی قابلیت کا اعتراف کرتا ہے ۔ اسکو سلاطین قطب شاہی کے دربار میں رسوخ اور اعزاز تھا اس کے اعزاز کا اس سے بڑا کیا ثبوت ہوگا کہ اس نے خود اپنے بادشاہ محمد قلی قطب شاہ کو اپنی داستان کا ہیرو بنایا ہے ۔ قطب مشتری میں دراصل قطب شاہ اور بھاگ متی کے عشق کو داستان کا رنگ دیا گیا ہے ۔

سلطان عبداللہ کے زمانہ میں اگرچہ غواصی کو زیادہ مرتبہ حاصل ہو گیا تھا ۔ بریں ہم وجہی نے اس کے زمانہ میں ہی اس کتاب "سب رس" کو قلمبند کر کے یہ ثابت کر دیا کہ وہ نہ صرف ایک باکمال شاعر ہے بلکہ بلند پایہ نثر نگار بھی ہے ۔

آغاز :۔ تمام مصحف کا معنی الحمد للہ میں ہے مستقیم ہور تمام الحمد للہ کا معنا بسم اللہ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام:-

تسلیم کی اور سخن کو مانا ٹھہرا بس دل میں اپنا جانا
تھا پیش نظر قیام ہمدم منزل کی جس جگہ لیا دم

اس کے بعد اوراق نہیں ہیں۔

تاریخ تصنیف

بنی دلچسپ مثنوی تنویر ہے سراسر بہ پنج باغ اِرم
۱۳۰۲ھ

(۸۹۷) شاہد نامہ

نمبر (۶۹۹) سائز (۱۳×۷½) صفحہ (۱۳۲) سطر (۸) خط نستعلیق کاغذ ولایتی
مصنف - مرزا محمد باقر علی خاں عروج تاریخ تصنیف ۱۳۲۴ھ کتابت۔
مصنف اودھ کے شعرا میں شامل ہیں۔ تفصیلی حالات ہم کو معلوم نہیں ہوئے۔

آغاز

اے شہنشاہ ملک حسن وجمال یار یوسف لقا پری تمثال
تجھ سا بھی نازنین نہیں دیکھا سچ تو یہ ہے حسیں نہیں دیکھا
دخل کیا اوس کے کارخانے میں کوئی تجھ سا نہیں زمانہ میں

یہ ایک طویل مثنوی ہے جس کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اس میں معشوق کے حسن کی تعریف عشقیہ خطوط۔ عاشق کی بے قراری کا ذکر کیا گیا ہے۔

اختتام:-

چپ رہو بس کہانی کہنے دو مان لی اب اپنی آنکھیں بند کرو
لئیو کہنے پہ مرے سر کی قسم بالوں میں کھٹکیاں لگا دیں ہے

اس کے بعد چند اصحاب کے قطعہ تاریخی درج ہیں۔ دو مصرعے تاریخی درج ہیں۔

مصرع سال ہو وصف خامہ
۱۳۲۴ف
وہی فیض ہے شاہد نامہ
۱۳۲۴ھ

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

دلپذیر ہے جو چھپ کر داؤد کے ذریعہ ماہ پیکر کا آنا اور ملکہ سیمیں تن کی ملاقات دیکھ کر واقعات کا اظہار کرتی ہے۔

ملکہ سیمیں تن کا باپ ایک شاہ صاحب کے ذریعہ داؤد کو مقید کرتا ہے۔ اس عرصہ میں ملکہ سیمیں تن کو سفید دیو اپنے محل میں لیجا کر مقید کر دیتا ہے ملکہ آہ وزاری کرتی ہے دیو سفید ملکہ سیمیں تن سے وصل کی خواہش کرتا ہے مگر ملکہ مرنے پر تیار ہو کر دیو سفید کی وصل سے محفوظ رہتی ہے۔ اس طرح سے آفتوں وغیرہ کے بعد ماہ پیکر کی شادی ملکہ سیمیں تن سے ہو جاتی ہے اور وہ بامراد اپنے ملک کو واپس آتا ہے۔

اختتام:-

کروں اب جو شادی کا ساماں بیاں — اوسی طرح کی یہ بھی ہے داستاں
ہر اک بیت جنت کی ہے انجمن — ہر اک مصرع تر ہے سرو چمن
ہر اک لفظ گل ہے بلا گفتگو — معانی الفاظ میں گل کی بُو
رہے اس کا نام و نشاں حشر تک — ہو مطبوع طبع جہاں حشر تک

(۸۹۶) گُل باغِ اِرم

نمبر (۳۰۱) سائز (۱۱ ½ × ۷ ½) صفحہ (۱۴۲) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف۔ سید انور علی تنویر تاریخ تصنیف ۱۳۰۲ھ کتابت

مصنف سید جمال علی کے فرزند تھے۔ سادات بارہ سے تعلق تھا۔ علیگڈھ میں خدمت منصفی پر مامور تھے۔ ناقص الآخر ہے۔

آغاز:-

اے دیدہ ہجر دیدہ تر — وے رشک دہندہ سمندر
بتیدہ رسم ہائے یا ہو — پابند نگاہ چشم جادو
مخمور ہے تو خمار حق ہے — مجبوری ماسوا سبق ہے

اس مثنوی میں ایک داستان نظم کی گئی ہے۔

افسانہ قدیم طرز کا حامل ہے۔ ایک بادشاہ کو اولاد نہیں تھی۔ فرزند ہوا۔ عشق میں مبتلا ہوا۔ طلسمات کشائی کی گئی۔ کامیاب، واپس ہوا۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مصنف۔ واجد علی شاہ اودھ   تاریخ تصنیف۔ نامعلوم سنہ ۱۲۶۰ھ کتابت

مصنف کے حالات اوراق ماقبل میں درج کر دیئے گئے ہیں۔

آغاز:۔

کروں حمد اللہ میں تر زبان — اوسی کی ہے توصیف میں ہر زباں
رہوں صرف تحمید اور ضرور — یہ تیغ زباں کو ہے جوہر ضرور
نکیوں حمد پر ہو تمنائے شوق — کہ ہے موجزن دل میں دریائے شوق

اس مثنوی میں اول حمد ہے پھر نعت اس کے بعد حضرت علی کی منقبت اس کے بعد سبب تالیف کا عنوان ہے۔ اسکے بعد نفس مضمون شروع ہوتا ہے۔

ایک بادشاہ تھا جو عدل اور سخاوت میں مشہور تھا اس کا نام بدرالدجا تھا اور اسکے شہزادے کا نام ماہ پیکر تھا۔ شہزادہ جوان ہو کر شکار کے لئے روانہ ہوا۔ ایک پہاڑ میں سے رونے کی آواز سنی اور اس کا کھوج لگایا۔ پہاڑ کے درے میں ایک جوان روتا ہوا پایا گیا۔ ماہ پیکر نے رونے کا سبب دریافت کیا۔ جوان نے تمام لوگوں کو چلا دینے کی خواہش کی تاکہ تنہائی میں اپنے رونے کا سبب بیان کرے۔ ماہ پیکر نے اسکی تعمیل کی اور جب سب لوگ چلے گئے تو اوس جوان نے اپنے عشق کی داستان سنائی اور ملکۂ سیمیں تن پر عاشق ہونا بیان کیا اور اسکی تصویر بتائی۔ تصویر دیکھ شہزادہ ماہ پیکر بھی ملکہ سیمیں تن پر عاشق ہو گیا۔ اور معشوق کی تلاش میں روانہ ہوا۔ اس کے عشق میں جنگل جنگل تلاش میں سرگرداں پھرنے لگا۔ پھرتے پھرتے گرمی کے وقت ایک چشمہ پر پہنچا وہاں ایک مور ظاہر ہوا اور شہزادہ پر مہربان ہو گیا اور مدد دینے کا وعدہ کیا۔ راستے میں رات ہو گئی اور شہزادہ ایک درخت کے نیچے سو گیا اس عرصہ میں ملکہ سیمیں تن سیر کے لئے نکلی اور رات ہونے سے ایک محل میں اقامت کی اور خواب دیکھی کہ ایک وحشتناک جنگل ہے اور ایک درخت کے نیچے ایک جوان سو رہا ہے ملکہ سیمیں تن ماہ پیکر پر عاشق ہو گئی اس خواب کے بعد سیمیں تن بیدار ہو گئی اور آہ وزاری کرنے لگی اور ماہ پیکر بھی خواب میں سیمیں تن کو دیکھکر بیدار ہوا۔ اور آہ وزاری کرنے لگا۔ مور در اصل ایک جن تھا اور اس کا نام داود تھا۔ ماہ پیکر کی مدد کرنے لگا اور ایک سیاہ دیو مخالفت کرنے لگا۔ دونوں کی کشمکش ہوئی۔ داؤد جن مور کے قالب میں خود شہزادی سے ملکر اس کو ماہ پیکر کے آنے کی خبر کرتا ہے۔ ملکہ سیمیں تن شہزادہ کو خط لکھتی ہے اور داؤد خط لے کر روانہ ہوتا ہے اور ماہ پیکر کو پہونچاتا ہے اور پھر ماہ پیکر کو لیکر آتا ہے اس عرصہ میں ملکہ سیمیں تن کی والدہ کو خبر ہو جاتی ہے اور وہ اپنے شوہر کو اس خبر سے مطلع کرتی ہے ملکہ سیمیں تن کو خبر کرنے والی وزیر زادی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مصنف۔ عاجز تاریخ تصنیف۔ ۱۲۸۲ھ کتابت۔ ۱۲۸۲ھ

مصنف کا تخلص عاجز ہے۔ وہ کسی بزرگ سید محمد حسینی سرور کا مرید تھا۔ جن کا لقب "حسینین" مشہور تھا۔ وہ سید عبد القادر جیلانی کی اولاد میں تھے۔ اس کے پہلے کئی ایک عاجز تخلص کے شعراء کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ افسوس ہے کہ اس عاجز کے متعلق بھی ہم کو معلومات حاصل نہیں ہیں۔

تخلص کی صراحت۔

صدق دل سے میں ان کا عاجز غلام میں بھیجوں گا ہر آن درود و سلام

آغاز۔

الٰہی تو صاحب سچا ہے بڑا یہ دونوں جہاں تجھ کرم سے کھڑا
یہ قدرت کو تیرے نہیں کچھ شمار کیا دو جگ کو تو ہی آشکار
تو صاحب دھنی ہے تو صاحب غنی جگت ہے بھکاری تو ہی ہے غنی

اس مثنوی کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک بادشاہ یمن کا تھا جس کے پاس خزانہ اور ملک وغیرہ سب تھا اور سخاوت۔ عدالت وغیرہ میں مشہور تھا۔ ایک دن بادشاہ نے دربار میں آکر وزیر کو حکم دیا کہ تمام فوج حاضر کیجائے۔ حکم کی تعمیل ہوئی اور تمام لشکر جمع ہوا۔ بادشاہ کو اطلاع ہوئی وہ وزیروں کے ساتھ آکر لشکر کا معائنہ کیا اور دل میں کہا اس قدر لشکر۔ مال و دولت ہے لیکن کوئی فرزند نہیں۔ میرے بعد جو وارث ہو۔ وزیروں نے نجومیوں کو طلب کیا۔ نجومی نے فال دیکھ کر کہا بادشاہ سیر کے لئے ایک مرتبہ جائے گا اور جنگل اور صحرا میں گزر ہوگا اور گھوڑا بادشاہ کو ایک سعادت کی جگہ لے جائے گا اور لڑکا کا تولد ہوگا۔ نجومیوں کے کہنے کے مطابق بادشاہ کو لڑکا کا تولد ہوتا ہے اور جوان ہو کر عاشق ہو کر روانہ ہوتا اور طلسم کشائی کرتا مصیبتیں اٹھا کر کئی جنگیں ہوتی ہیں۔ بالآخر کامیاب ہوتا ہے۔

مثنوی میں کوئی عنوان نہیں ہے۔ بلا عنوان شروع سے آخر تک قصہ بیان کیا گیا ہے۔

اختتام۔

تھے سن ہجری نبوی او س زماں بارہ سو اسی پہ دو بے اشتباہ
یا الٰہی دختر و مادر کے تئیں آفت دوراں سے رکھ اندر پناہ

(۸۹۵) قصۂ شاہزادہ ماہ پیکر و ملکہ سیمین تن

نمبر (۲۷۱) سائز (۷×۹ ½) صفحہ (۵۷۰) سطور (۷) خط نستعلیق، کاغذ دیسی۔ جدول مطلا خاص شاہی کتب خانہ کا نسخہ ہے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اہل خانہ حبیبہ اور دو دختریں بھی شاعر ہیں۔ آثمہ کی پانچ تصانیف ہیں "گلبن مہ رخاں"۔ "گلشن جہوشاں" "گلشن شاہداں"۔ "گلشن عاشقاں"۔ "دیوان اردو"۔ آثمہ کے تفصیلی حالات وغیرہ سخاوت مرزا صاحب نے قلم بند کئے ہیں جو رسالہ نوائے ادب بمبئی میں شایع ہوئے ہیں (اکتوبر ۱۹۵۲ء)

آغاز:-

کروں ابتدا اسم اعظم رقم	بھی حمد خداوند عالم رقم
وہی بے گماں ارحم الراحمین	ہے بیشک وہی احکم الحاکمین

مثنوی میں پہلے حمد ہے۔ اس کے بعد نعت پھر سبب تصنیف کا عنوان ہے۔ اس میں واضح کیا ہے کہ مصنف نے دو کتابیں گلشن عاشقاں۔ اور گلبن مہ رخاں۔ لکھ کر اپنی ماں کی خدمت میں پیش کیا اونہوں نے اسکی تعریف کی ہے اور "جہان ضرب" کی داستان کو نظم کرنے کی خواہش کی۔ اس کو تکمیل کر کے "گلشن جہوشاں" سے موسوم کیا گیا۔ اس میں ایک عشقیہ داستان ہے جس کا ہیرو لعل بادشاہ ہے جو جواہر شاہ کا فرزند ہے اور ہیروئن شہزادی نازک بدن ہے۔ لعل بادشاہ نازک بدن کی تصویر دیکھکر اس پر عاشق ہو جاتا ہے اور معشوق کی جستجو میں گھر سے نکل جاتا ہے۔ راستہ میں مصیبتیں پیش آتی ہیں ایک فقیر احسن الدین قدم قدم پر مدد کرتا ہے اس طرح بعد کامیابی وطن کو واپسی ہوتی ہے۔

تاریخ تصنیف کے اشعار:-

بفضل خداوند روز شمار	ہوئی ختم جب مثنوی ایکبار
سن بارا سو پر تھے ستر پہ سات	ز ہجری حضرت علیہ الصلوٰۃ
جو کی فکر تاریخ میں برملا	ہے قصہ جہاں ضرب کا دل کہا

اختتام

خدایا تیرے سے ہے یہ التجا	کہ حمد و مناجات و نعت و دعا
رہے تیری درگاہ میں ہو قبول	بجاہ رسول اور آل بتول

خاتمہ - جملہ ابیات پنجہزار ششش صد و شصت

کتب خانہ آصفیہ میں اس کا ایک نسخہ ہے (مثنوی ۹۹ سنہ)

(۸۹۴) قصہ شاہ یمن

نمبر (۵۲) سائز (۱۲×۶) صفحہ (۶۰۵) سطر (۱۷) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

پس اس واسطے اسکو ضامن لکھا — وہ دکھنی کو ہندی زباں کر دیا
قبول ہووے ضامن کا یارب کلام — طفیل محمد علیہ السلام

خاتمہ۔ بتاریخ پنجم ماہ صفر المظفر ۱۲۷۷ھ حسب خواہش ماںجا و سرکار نوشتہ شد۔

(۸۹۲) قصہ ملکہ و فیروز شاہ (دوسرا نسخہ)

نمبر (۲۷۴) سائز (۶×۹) صفحہ (۴۰) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی کتابت ۱۲۷۲ھ

آغاز:۔

کروں پہلے میں حمد پروردگار — بنایا کس حکمت سے لیل و نہار

اختتام:۔

قبول ہووے ضامن کا یارب کلام — طفیل محمد علیہ السلام

خاتمہ۔ بفرمائش بزرگ ارقام نمودہ شد بتاریخ پنجم ماہ رجب ۱۲۷۱ھ

(۸۹۳) گلشن مہوشاں

نمبر (۴۵۸) سائز (۱۱×۶½) صفحہ (۲۶۰) سطر (۲۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف۔ آثمہ۔ تاریخ تصنیف۔ ۱۲۷۷ھ کتابت

افسوس ہے کہ ہم آثمہ کے اصلی نام سے واقف نہیں ہیں البتہ یہ معلوم ہے کہ وہ ارکاٹ کے رئیس والا جاہ کے خاندان سے تعلق رکھتی تھی یعنے آثمہ کے نانا محمد علی خاں والاجاہ تھے اور آثمہ کے والد نجف علی خاں تھے۔ آثمہ کی تعلیم و تربیت باپ ہی کے نگرانی میں ہوئی۔ نجف علی خاں شاعر بھی تھے۔ افتخار تخلص تھا۔ آثمہ کا بیاہ خاندان میں ہی ہوا ان کے شوہر قادر محی الدین خاں بہادر سکندر جنگ تھے جو آثمہ کے چچا غلام حسین خاں المعروف شاہ اشرف اللہ کے فرزند تھے۔ عالم شباب ہی میں آثمہ کے شوہر کا انتقال ہو گیا۔

آثمہ کو حافظ محمد علی واعظ رام پوری خلیفہ سید احمد بریلوی سے بیعت حاصل تھی۔ آثمہ کی رشتہ داری حیدر آباد کے خاندان سالار جنگ سے بھی تھی۔ جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے۔ آثمہ کے باپ شاعر تھے۔ اس طرح گویا ورثہ میں شاعری ملی ہے۔ اور آج تک اس خاندان کے نہ صرف مرد بلکہ خواتین بھی شاعر ہوتی ہیں۔ چنانچہ مدراس کے مشہور شاعر شاطر کی آثمہ دادی تھیں شاطر کی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۸۹۱) قصۂ فیروز شاہ

نمبر (۷۱۰) سائز (۸½×۵½) صفحہ (۳۳) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف۔ ضامن تاریخ تصنیف۔ ۱۲۷۲ھ کتابت ۱۲۷۷ھ

ضامن کوئی مشہور شاعر نہیں ہے۔ حیدر آباد سے اس کا تعلق تھا۔ نجیب النساء بیگم (خاندان شاہی) کا متوسل تھا۔ ان کی فرمایش سے اس قصہ کو فارسی سے اردو میں منتقل کیا ہے

آغاز:۔

کروں پہلے میں حمد پروردگار ۔۔۔ بنایا کس حکمت سے لیل و نہار

معلق رکھا ہے یہ ساتوں سما ۔۔۔ کیا پیدا کن میں زمیں و زماں

بنا ماہ خورشید کتیں خدا ۔۔۔ وہ دونوں کتیں ایسی خدمت دیا

اس مثنوی میں اول حمد ہے پھر نعت اس کے بعد صحابہ کی مدح اسمیں کتاب کا ترجمہ کرنے کی وجہ ظاہر کی ہے۔ نفس مضمون میں جو داستان ہے وہ دوسرے نام سے اس کے پہلے بھی پیش ہو چکا ہے (قصۂ ملکۂ مصر) اس میں بتایا گیا ہے ایک شہزادی اپنے سوالات کے جوابات پر اپنی شادی منحصر کی تھی۔ ایک عالم عبدالعلیم نے وہ جوابات دیئے شہزادی سے شادی کیا اور بادشاہ بن گیا۔ سوالات فقہی مسائل پر مشتمل ہیں۔

قصہ کا فارسی میں ہونا اور نجیب النساء کی فرمایش کا تذکرہ۔

یہ قصہ اول فارسی تھا لکھا ۔۔۔ اس دیکھ راوی نے ہندی لکھا

نجیب النساء بیگم عالی قدر ۔۔۔ وہ نیکی سے عالم میں ہے مشتہر

یہ آئی مطالعہ میں ان کی کتاب ۔۔۔ وہ بھولئے ضامن کتیں بے شتاب

کئے حکم تم اس کو ہندی لکھو ۔۔۔ میرا دل اسے دیکھ خوشنود ہو

اختتام اور سنہ تصنیف کی صراحت۔

ربیع الاول کا تھا ماہ شنبہ کا روز ۔۔۔ اور تاریخ بستم تھی اے دل فروز

اور ہجرت نبی سے برس یک ہزار ۔۔۔ دو صد اور بہتر تھے سن بر شما

نصیحت بہت اسمیں ہے دوستو ۔۔۔ ہے لازم اسے تم پڑھو یا سنو

CC-0. Agamnigam Digital Preseyation Foundation, Chandigarh

(۸۸۹) قصہ نور جہاں و جہانگیر (دوسرا نسخہ)

نمبر (۲۴۱) سائز (۹×۶) صفحہ (۷۸) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی کتابت ۱۲۶۶ھ

آغاز:-

کروں حمد سے ابتدائے سخن — کہ بالخیر ہو انتہائے سخن

اختتام:-

ہوا داستاں بس یہاں سے تمام — کریں دوست تحسیں سن یہ کلام

خاتمہ:- "بتاریخ بست و یکم رجب المرجب روز سہ شنبہ بوقت یکپاس روز برآمد قصہ نور جہاں بیگم بدست نعقوی با تمام رسید"۔ پہلے صفحہ پر حسب ذیل عبارت درج ہے "مالک ہذا کتاب میر مراد علی بن ابو القاسم خان المخاطب معین الدولہ سہراب جنگ مرحوم است" اس کے نیچے اردو اور انگریزی دستخط بھی کیگئی ہے آخر صفحہ پر دو اردو شعر ہیں جن کے ساتھ سوال دولہن بیگم اور جواب نور جہاں لکھا گیا ہے۔

سوال دلہن بیگم	جواب نور جہاں
سر سے پا تک سفید ہیں اوسکی اوپر ہے یہ حال	پردے فانوس میں رکھتی ہوں عصمت کو سنبھال
شمع کے مانند دہکتی تھی بو دھی چھنال	کاٹ اوسکی زباں کو جس نے شمع کو بولے جو چھنال

(۸۹۰) قصہ نور جہاں جہانگیر (تیسرا نسخہ)

نمبر (۴۴۸) سائز (۸½ × ۵½) صفحہ (۷۸) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی

آغاز:-

کروں حمد سے ابتدائے سخن — کہ بالخیر ہو انتہائے سخن

اختتام:-

ہوا داستاں بس یہاں سے تمام
کریں دوست تحسیں سن یہ کلام

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

شاعر تھا۔ ناصر الدولہ آصف جاہ رابع اور سراج الملک دیوان کے زمانہ میں موجود تھا اور سراج الملک کا کوکہ تھا۔

آغاز :-

کروں حمد سے ابتدائے سخن	که بالخیر ہو انتہائے سخن
اگرچہ ہے قاصر زبان قلم	مگر حتی الامکان ہو جو رقم
اگر ایک نقطہ بھی ہووے قبول	تو ہو نعمتیں دو جہاں کی حصول

اس مثنوی میں اول حمد و نعت۔ منقبت حضرت علی۔ مناجات کے بعد نواب ناصر الدولہ آصفجاہ رابع کی مدح ہے۔ اس کے بعد سراج الملک دیوان کی مدح ہے اس کے بعد اپنا حال لکھا ہے جسمیں اپنے نام اور تخلص کی صراحت اور مثنوی لکھنے کا ذکر ہے۔ اسکے بعد نفس مضمون یعنی جہانگیر و نور جہاں کا قصہ لکھا گیا ہے۔ جہانگیر کی پیدائش سے قصہ شروع ہوتا ہے۔ نور جہاں کی شیر افگن سے شادی۔ شیر افگن کا قتل اس کے بعد جہانگیر سے شادی کرنے کا حال اسکے بعد شب زفاف کا حال بڑی تفصیل سے عریاں طور پر لکھا ہے۔

احوال مصنف میں اس طرح صراحت کیا ہے۔

تیرا کوکہ کہ دیوان مشہور ہے	ہر اک آشنا سُنکے مسرور ہے
تشیعہ تخلص تیرا گھر بگھر	ہے ساری خدائی میں اب مشتہر
تیرا اب جو یہ پیر خاں نام ہے	سو وہ خلق میں شہرۂ عام ہے
مگر شاعری کو تیری ہے ضرور	کہ اک مثنوی بھی لکھے پر سرور

تاریخ تصنیف جو بیان احوال مصنف میں درج ہے۔

جو ہیں آگیا دھیاں تاریخ کا	شمار سُن اوس وقت کرنے لگا
ہوئی جب گنا میں نے کرکے خیال	ہزار و دو صد شصت پنج اسکی سال

اختتام :-

نہ سہ سک کے وہ رنج سختی ملال	کہ تھوڑی ہی دن میں کئے انتقال
ہوا داستاں بس یہاں سے تمام	کریں دوست تحسین سنیں یہ کلام

آخر پر ایک مہر ہے اس میں لفظ "ش صحیح" پڑھا جاتا ہے سنہ بھی ۱۲۶۵ھ درج ہے ممکن ہے مصنف کا ہی اصل نسخہ ہو۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مصنف۔ [illegible] تاریخ تصنیف [illegible] کتابت [illegible]

اس تحریر کے مصنف کا نام معلوم نہ ہو سکا

آغاز :-

نام اس زبان خوش تقریر	کہ ہے [illegible]
لکھنؤ کے ضلع میں ایک جوان	تھا [illegible]
[illegible]	[illegible]

اس تحریر میں ایک مختصر افسانہ ہے کہ ایک خوبصورت جوان تھا [illegible]

[illegible]

ہم [illegible] جاتا ہے۔

اختتام :-

[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

اس تحریر کے [illegible] ایک فارسی غزل اور چند [illegible] ہیں۔

(۸۸۸) قصہ نور جہاں و جہانگیر

نمبر (۱۹۰) سائز (۲ × ۶) صفحہ (۱۳۰) سطر (۱۳) خط [illegible]

مصنف۔ [illegible] تاریخ تصنیف [illegible] کتابت [illegible]

مصنف کا حال [illegible]

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

روز پنجشنبہ حسب الحکم حضرتہ پھپی بیگم صاحبہ قبلہ دو جہاں کعبۂ امن و امال حضرتہ نجیب النساء بیگم قبلہ دام ظلہ از دست خوشہ چیں خاکپائے جمیعین عاصی کمترین محمد قطب الدین حسن اختتام و پیرایہ انصرام یافت۔

(۸۸۶) منصور نامہ

نمبر (۱۳۵) سائز (۷×۵) صفحہ (۴۲) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف۔ کبیر تاریخ تصنیف۔ مابعد ۱۲۵۰ھ تاریخ کتابت ۱۲۸۱ھ

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز

خدا کا عشق اوازا د مطلق — شر طیفور منصور انا الحق
عجب شوریدہ تھا احوال اس کا — جدا تھا سب جہاں سے قال اس کا
کیا تھا وہ مے اسرار کو نوش — سدا مستی میں تھا وحدت کے مدہوش

اس رسالہ میں منصور کا حال لکھا ہے اور سولی پانے تک واقعات لکھنے کے بعد مزید صراحت بھی کی گئی ہے۔ مردان خدا کے مراتب بتائے گئے ہیں۔

نام کتاب اور تاریخ تصنیف کے اشعار۔

میرا منصور نامہ یا الٰہی — قبول دل ہو از مہ تا بماہی
خوش ایسی کر الٰہی اسکی تاریخ — ہو خرم مشتری تا دور مریخ
وہی تاریخ پر مصرع ہے صدق — شہے طیفور منصور انا الحق

اختتام:۔

کہ ان دونو کا ہے ایک ہی زمانہ — جگنات اور منصوری کا معنہ
کبیر عصر میں تھا مرد اسرار — کیا ہے اوس نے یہ سب بھید اظہار

خاتمہ:۔ محررہ نوزدہم شہر ذیحجہ ۱۲۸۱ھ ۔ اوراق ماقبل میں دو منصور ناموں کا ذکر ہوا ہے جن میں سے ایک کا مصنف فیاض ہے اور دوسرے کا دل۔ یہ تیسرے مصنف کی مثنوی معلوم ہوتی ہے۔

(۸۸۷) قصۂ جوان لکھنؤ

نمبر (۶۴۳) سائز (۹×۶½) صفحہ (۱۴) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اس مثنوی کے داستان کا خلاصہ یہ ہے کہ لاہور میں عالمگیر کے زمانہ میں ایک صوبہ دار تھا جو خوبصورت عورتوں سے روز مباشرت کیا کرتا کوئی حسین عورت اس سے بچ نہیں سکتی تھی۔ ایک مرتبہ ایک حسین عورت بلائی گئی۔ اس نے خدا کی درگاہ میں اپنی عصمت کی حفاظت کے لئے دعا کی۔ خدا نے اسکی دعا قبول کی اور عالمگیر کو خواب میں اس حال سے واقف کردیا گیا۔ عالمگیر اوس وقت لاہور پہونچا اور اس شخص کو قتل کردیا۔ اور اوس عورت سے کہا کہ میں خدا کے حکم سے تیری عصمت بچانے آیا ہوں۔ خدا نے دعا سنکر مجھے خواب میں ہدایت کی۔

اختتام:-

اب تو مہر رسول اکرم کی — اور اون کی صحابیوں ہمدم کی
میرا جنت میں تو ٹھکانا کر — دامن حسنین کا بہانہ کر

خاتمہ - تمام شد۔ قصہ عدل باطن شاہ عالمگیر من تصنیف حافظ کریم الدین انصاری وطن ہندوستان ساکن قصبہ پیران گنگوہ تحریر دویم شہر جمادی الثانی ۱۲۵۸ھ۔

(۸۸۵) قصۂ شاہ روم

نمبر (۲۷۴) سائز (۹×۶) صفحہ (۱۶) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف۔ — تاریخ تصنیف۔ مابعد ۱۲۵۸ھ کتابت۔ ۱۲۷۸ھ

اس مثنوی کے مصنف کا نام معلوم نہ ہو سکا۔

آغاز:-

محمد بہ بیت الحرام آپ کا ہے — پڑا اس میں جاتا کلام آپ کا ہے
تمہارا کیا حق نے رتبہ ہے اعلیٰ — کہ عرش معلیٰ مقام آپ کا ہے
خدا کی خدائی کے مختار تم ہو — زمیں آسماں یہ تمام آپ کا ہے

اس مثنوی میں شاہ روم اور شہزادی چین کا قصہ نظم کیا گیا ہے۔ قصہ ناقص ہے۔ کیونکہ درمیانی اوراق نہیں ہیں۔ اسی نام کی ایک اور مثنوی کا ذکر اوراق ماقبل میں ہو چکا ہے مگر یہ اس سے جداگانہ ہے۔

اختتام:-

کرو تم کہنا سب یاروں اس کا — خدا این بیاں نہیں کوئی کسی کا
کسی سے حال اپنا مت کہو تم — خدا کی یاد میں مشغول رہو تم

خاتمہ - ہذا کتاب یعنی قصہ بادشاہ روم بتاریخ بست و پنجم ماہ ربیع الثانی ۱۲۷۸ھ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

گلشن ہند میں ہے جن کا نام غلام حسین تھا مگر یہ ایک تیسرے شہید ہیں جن کا نام محمد بخش تھا۔ ان کے حالات ہم کو دستیاب نہیں ہوئے۔ مگر اس امر کا پتہ چلتا ہے کہ اول ان کا دہلی سے تعلق تھا اور پھر لکھنؤ سے تعلق رہا۔ ان کے باپ کا نام خدا بخش تھا۔

آغاز:۔

رتبہ خلاق ہے کتنا بلند — کیئے فلک پر مسجد اقصٰی بلند
چرخ اطلس پر بنایا عرش کو — نور سے انور بنایا عرش کو

اس مثنوی میں حمد و نعت، معراج کے بیان کے بعد اپنے بادشاہ ابوالفتح معین الدین محمد علی بادشاہ غازی کی مدح اور ان کے ولی عہد ثریا جاہ کی تعریف ہے۔ اور شہر لکھنؤ کی ستایش بھی کی گئی ہے۔

ہر بشر اب لکھنؤ میں شاد ہے — فیض شاہنشاہ سے آباد ہے

تخلص کا شعر:۔

اے شہید اب تو دعا پر کر تمام — مختصر یہ سب کو خوش آتا ہے کلام

اختتام:۔

جب تک خلق خدا ساجد رہے — یا الٰہی بانیٔ مسجد رہے
شاد و خرم شاہ عالی شاں رہے — شکل کعبہ مسجد خاقاں رہے

اس اختتام کے بعد مسجد کا قطعہ تاریخ فارسی میں ہے جس کے پانچ شعر ہیں۔ تاریخی مصرعہ یہ ہے۔

مسجد خاقاں منور ہمچو ماہ
۱۲۵۵ھ

(۸۸۴) قصۂ عدل شاہ عالمگیر

نمبر (۲۸۲) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۲۲) سطر (۱۲) خط شکستہ کاغذ دیسی
مصنف۔ حافظ تاریخ تصنیف ۱۲۵۸ھ کتابت ۱۲۵۸ھ
مصنف کے حالات دستیاب نہیں ہوئے۔ اس قدر پتہ چلتا ہے کہ دکن کا شاعر ہے۔

آغاز:۔

کروں اول میں حمد تجھ رب کی — تو نے پیدا کیا ہے جان سب کی
بھیج نبیوں کو ہم پہ فضل کیا — نور ایماں دل میں وصل کیا

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۸۸۲) قصۂ سیاہ پوش

نمبر (۹۲) سائز (۸ ½ × ۵) صفحہ (۲۵) سطر (۹) خط شکستہ کاغذ دیسی

مصنف ۔ شاہ رحمان تاریخ تصنیف ۔ اقبل ۱۲۴۴ھ کتابت

شاہ رحمان دکن کے شاعر تھے مولانا شاہ رفیع الدین قندھاری کے مرید اور خلیفہ تھے انکے طریقت کا سلسلہ بھی کئی عرصہ تک جاری رہا ہے ۔ شاہ فقیر اللہ اور شاہ حیدر اس سلسلہ کے اصحاب طریقت ہیں ۔ تذکرہ اردو مخطوطات میں ان اصحاب کا تذکرہ موجود ہے (تذکرہ اردو مخطوطات ڈاکٹر زور صفحہ ۲۰۸)

آغاز :-

الٰہی بقا ہے تیری ذات کو نہیں انتہا ہے کسی بات کو
ستوارا ہے تو لوح و عرش و قلم بنا جسم آدم کو پھوکا ہے دم
محمد کو قدرت سے پیدا کیا دو عالم کتیں اون کا شیدا کیا

قصہ کا خلاصہ یہ ہے " ایک خوبصورت نوجوان اپنے ملک کی وزیر زادی پر عاشق تھا اور شب کے وقت چوری سے ملا کرتا ۔ ایک رات گرفتار ہوگیا اور بادشاہ کے دربار میں حقیقت معلوم ہوئی ۔ اور جوان کی رہائی ہوئی اور وزیر زادی سے شادی ہوگئی ۔

اختتام :-

کیا شاہ رحماں نے قصہ تمام بحق محمد علیہ السلام
جو کوئی عشق کا درد کرتا قبول خدا اوس سے خوشنود راضی رسول

ادارہ ادبیات اردو میں اس کا ایک نامکمل نسخہ موجود ہے ۔ انجمن ترقی اردو علی گڈھ میں بھی ایک نسخہ ہے ۔

(۸۸۳) مثنوی شہید

نمبر (۵۶۷) سائز (۱۰ × ۵ ½) صفحہ (۳۷) سطر (۹) خط نستعلیق کاغذ دیسی صفحہ اول مطلاء جدول

مصنف ۔ منشی محمد بخش شہید تاریخ تصنیف ۔ ۱۲۵۵ھ کتابت ۔ ۱۲۵۵ھ

ایک شہید کا ذکر مصحفی نے کیا ہے مگر ان کا زمانہ میر اور مرزا کا تھا ۔ ایک دوسرے شہید کا ذکر

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام:-

میں اس داستاں کو سنا سو کہا — مسمیٰ دلارام نامہ رکھا
ہزاروں درم کر نثار اُس پہ سُن — کہ یہ یادگاری رہے در زمن
خدا اس کو جگ میں رکھے نیک نام — رہے سی حرف پر ختم والسلام

خاتمہ:- تمت تمام شد۔ قصہ دلارام و شاہزادہ جمیل بتاریخ بست و چہارم شہر جمادی الاول ۱۲۶۴ھ کاتب الحروف میر محمد ہدایت علی۔

اس کے بعد چند صفحوں میں کچھ اور کلام غزلیات، رباعی وغیرہ درج ہے جس میں بعض کے نسبت کلام روشن علی شاہ لکھا گیا ہے۔

(۸۸۱) شہید دریا

نمبر (۶۲۸) سائز (۷½ × ۴½) صفحہ (۱۸) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ ولایتی
مصنف "تجمل" تاریخ تصنیف۔ بالعد ۱۲۵۰ھ کتابت۔ ۱۲۷۶ھ

تجمل کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے اور نہ ان کی مثنوی کوئی رہبری کرتی ہے

آغاز:-

چشم دریا دلوں میں نقش بر آب — ہے یہ سب نقشہ جہان خراب
صورتیں جو نظر میں ہیں فی الحال — ہیں یہ سارے نقوش خواب و خیال
عمر جاتی ہے یہ شکل آب رواں — کچھ بھی تجکو خبر ہے اے ناداں

یہ ایک چھوٹی مثنوی ہے جس میں چند جوانوں کے تقدیر کی گردش سے دریا میں ڈوب مرنے کا حال لکھا ہے

مصنف کا تخلص۔

بس تجمل قلم یہاں سے کھینچ — دست دل دامن بیان سے کھینچ

اختتام:-

نور پھر مرے لحد رکھیو — خاک میں زندگی اندر رکھیو
کعبہ و دیر کی دکھا کر سیر — خاتمہ کیجو میرا بالخیر

خاتمہ۔ رسالہ مثنوی از تصنیف تجمل بتاریخ سیوم ماہ ربیع الاول ۱۲۷۶ھ بدست محمد ضیاء الدین بن محمد غوث بن غلام محمد عفی اللہ عنہ بروز شنبہ بوقت دو پہر یا تمام رسید۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

یہی منگ تو توفیق قرباں حسین　　　دوگانہ وہی کرتا ہے فرض عین

اختتام :-

مرتب ہوا جنگ امیر لا کلام　　　ہزاروں درود و ہزاراں سلام

نبی اور علی اور امیر پر مدام　　　ہزاراں تحیت ہزاراں سلام

خاتمہ - کتاب امیر حمزہ نوشتہ کاتب قاسم خاں تحریر - بست وسیوم رمضان ۱۲۵۰ھ - کتب خانہ آصفیہ میں اس کا ایک نسخہ موجود ہے (تاریخ ۱۴۱۴)

(۸۸۰) دلارام نامہ (دلارام شاہزادہ جمیل)

نمبر (۱۳۵) سائز (۸ ½ × ۵ ½) صفحہ (۹۲) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف　　　تاریخ تصنیف بعد ۱۲۵۰ھ　کتابت سنہ ۱۲۶۴ھ

مصنف کے متعلق کوئی معلومات بہم دست نہیں ہوئے۔

آغاز :-

.... دل کو آرام دے　　　یہ ناکام رہتا ہے توں کام دے

تیرا عشق آرام ہے دل کتیں　　　تیرے عشق سے کام ہے دل کتیں

اوس دل کوئی بےشبہہ آرام ہے　　　کہ جس بیچ خالص تیرا نام ہے

اس مثنوی میں حمد و نعت کے بعد ایک قصہ شروع ہوتا ہے کہ سلطان عزیز کا شہزادہ جمیل ہے اور وہ شاہزادی دلارام کو خواب میں دیکھ کر عاشق ہو کر بیہوش ہو جاتا ہے۔ باپ نصیحت کرتا ہے۔ مگر جمیل ماں باپ کی نصیحت قبول نہ کر کے ان سے رخصت ہو جاتا ہے اور ایک ناقہ سوار کو اس امر پر مامور کرتا ہے کہ باغ دلارام کا پتہ لگایا جائے۔ ہندوستان کی شہزادی شہزادہ جمیل کی ضیافت کرتی ہے اور پانچ مصاحبوں کو دلارام کے پاس قاصد کے طور پر روانہ کیا جاتا ہے۔ شہزادی دلارام کا باپ چند شرائط پیش کرتا ہے۔ کئی مصیبتیں اٹھا کر آخر جمیل کامیاب ہوتا ہے۔

مصنف بیان کرتا ہے کہ اس نے اس قصہ کو زبانی سنکر نظم کیا ہے۔ اس میں کہاں تک سچ اور کہاں تک جھوٹ ہے اس کا علم اسکو نہیں ہے۔

میں اس داستاں کو شنیدہ کہا
یہ ہے راست یا کذب جانے خدا

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام :-

خاک قدم پر سر ما تاج باد — ہر شب عمرت شب معراج باد

قصہ کیا میں نے دعا پر تمام — بھیجو پیمبر پر درود اں سلام

(۸۷۸) قصّہ بلال (دوسرا نسخہ)

نمبر (۲۷۴) سائز (۹×۶) صفحہ (۲۳) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ - ولایتی

کتابت ۱۲۸۵ھ

آغاز :-

دل سے سنو دوستو یہ داستان — لکھتا ہے یوں راوی رنگیں بیاں

اختتام :-

مجھکو نہیں چاہئے باغ ارم — سر ہو مرا اور وہ خاک قدم

خاتمہ - تمت تمام شد - قصہ حضرت بلال از دست کمترین سید محمد نور اللہ -

بتاریخ ماہ شوال المکرم ۱۲۸۵ھ روز پنجشنبہ بوقت دوپہر بحسب فرمان حضرت بیگم صاحبہ قبلہ -

(۸۸۹) قصّہ امیر حمزہ

نمبر (۵۳) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۵۷) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف - حاجی قربان حسین - تاریخ تصنیف قبل ۱۲۵۰ھ کتابت - ۱۲۵۰ھ

حاجی قربان حسین کے متعلق ہم کو تفصیلی حالات معلوم نہیں ہیں - صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ حیدرآباد کا شاعر تھا اور کسی کی فرمائش پر داستان امیر حمزہ کو دکھنی نظم میں منظوم کیا ہے - چنانچہ کہتا ہے -

بنانے کو فرمایا قصہ جس نے — اسے رکھ توں آباد دنیا منے

آغاز :-

نخستیں صفت اسکی ہے فرض میں — ہے جس کا ٹھکانا دو آنکھوں کے بین

احد تھا سو یکبار وحدت میں آ — بجایا ہے کثرت کا نقارہ جا

عدم میں انے سو کیا لینے کو بہار — جو لوح و قلم کا ہے قدرت نگار

اس مثنوی میں داستان امیر حمزہ کو منظوم کیا ہے - فارسی سے دکھنی میں نظم کیا گیا ہے۔

تخلص کا شعر جس میں اپنا پورا نام ہی درج کیا ہے -

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

رہا کرتے تھے جوان کا حال دریافت کرتا اسکو عشق مجنوں کا حال سناتے رفتہ رفتہ یہ مثنوی مرتب ہوگئی۔

مگر اور کا حال پروا کیا — اور اُس ضمن میں حال دل وا کیا
کیا جس نے حالت کا میری سوال — کہا عشق مجنوں کا میں اسے حال
یہ قصہ زباں پر بیاں ہوگیا — یوں ہیں رفتہ رفتہ بیاں ہوگیا

اس کے بعد بیان کرتے ہیں او نہوں نے خواب میں مجنوں کو دیکھا۔ نظامی کی فارسی لیلیٰ مجنوں دیکھنے کا تذکرہ کیا ہے۔ اور اردو میں خود کو پہلا مصنف خیال کرتے ہیں۔ مگر مصنف کا یہ دعویٰ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ انکے پہلے کئی دکھنی شاعروں نے اس قصہ کو نظم کا جامہ پہنایا ہے۔

تاریخ تصنیف۔

یہ تاریخ تب پائے ہیں ہم نشیں — کہ گل دیکھے جنت میں۔ بھی ہم نشیں
۱۲۴۹ھ

اختتام:۔

ہوئی اب یہ دعا تو میری قبول — بحق آل پاک ذات رسول

خاتمہ۔ کتاب لیلیٰ مجنوں بزبان ریختہ تصنیف میر تجلی تاریخ نہم ماہ صفر ۱۲۵۹ھ

اس کتاب میں (۱۶) تصاویر ہیں۔

(۸۷۷) بلال نامہ

نمبر (۲۲۷) سائز (۸ ½ × ۵ ½) صفحہ (۱۱) سطر (۱۳) خط۔ نستعلیق۔ کاغذ دیسی

مصنف۔ تاریخ تصنیف۔ مابعد ۱۲۵۰ھ کتابت

افسوس ہے کہ اس کے مصنف کا پتہ نہیں چلا۔

آغاز:۔

دل سے سنو دوستو یہ داستان — لکھتا ہے یوں راوی رنگیں بیاں
عشق و محبت کی نشانی ہے یہ — عاشق صادق کی کہانی ہے یہ
اک موذن تھا نبی کا بلال — ہجر سے اوس ماہ کے گھٹا جوں ہلال

اس میں بطور قصہ حضرت بلال کا حال لکھا گیا ہے کہ آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد بلال زندگی سے بیزار ہو کر ملک شام کے اک گاؤں میں اقامت کرلی تھی اور رات دن فریاد و فغاں کرتے رہے۔ بالآخر اس حالت میں انتقال کر گئے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز:۔

غنچہ لب گلعذار سیمیں پر | لالہ رو سرو قد پری پیکر
شوق تیرا تو بسکہ ہے مجکو | ماجرا نیا کیا کہوں تجکو
دن تو حق میں میرے قیامت ہے | رات پھر کیا کہ ایک شامت ہے

اس مثنوی میں ایک عشقیہ خط لکھا گیا ہے۔ جسمیں معشوق کی اوصاف کا اظہار مبالغہ کے ساتھ کیا گیا ہے۔

اختتام:۔

اب بھی ہے کلام جوہر کا | تو سنا کر کلام جوہر کا
کیا کہوں اور اپنے جینے کی ہوس | وصل کا اشتیاق ہے اور بس

خاتمہ۔ تحریر فی التاریخ شانزدھم ربیع الاول ۱۲۵۵ھ بوقت دوپہر با تمام رسید۔ بروز شنبہ۔ مکرر۔ کاتب الحروف حقیر فقیر سید احمد قادری در مقام رمنست پورہ در مکان معز میاں بوقت سہ پہر ماہ ربیع الاول بروز شنبہ شانزدھم ۱۲۵۵ھ با تمام رسید۔

آغاز کتاب کے پہلے لال گوہر کے (۱۲) شعر درج ہیں۔

اس کا قلمی نسخہ کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہے (مثنوی ۳۴۵)

(۸۷۶) لیلے مجنوں

نمبر (۶۰۸) سائز (۹½×۶½) صفحہ (۳۲۵) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف۔ میر تجلی تاریخ تصنیف۔ ۱۲۴۹ھ کتابت ۱۲۵۹ھ

میر تجلی - میر محمد حسین کلیم کے فرزند تھے۔ میر تقی میر کے بھانجے ہوتے ہیں۔ مصحفی نے تذکرہ ہندی میں ان کا ذکر کیا ہے۔ مظہر جان جاناں سے تجلی کو تلمذ حاصل تھا۔ تجلی تصوف کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔ ان کا دیوان بھی موجود ہے۔ تجلی کے انتقال کا سنہ معلوم نہ ہو سکا۔

آغاز:۔

الٰہی یہ مجنوں دل زار ہے | کہ خواہاں لیلی دیدار ہے
رہے تا کجا وادی فصل میں | جگہ دے اس محمل وصل میں
نشاں دے جنونِ محبت کا یوں | کہ چو ماں کروں بید مجنوں کے جوں

یہ لیلی مجنوں کا مشہور قصہ ہے۔ مصنف نے جو صراحت کی ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ وہ پریشان

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز

کروں نامہ شروع میں حمد رب سول — کروں اتمام میں زودی سے اسکوں
کریم ایسا وہ صاحب دو جہاں کا — وہ ہے پیدا کنندہ انس و جاں کا
کیا ارض و سما قدرت سے اپنے — کیا ہے چاند اور سورج کو اون نے

اس مثنوی میں حمد و نعت منقبت خلفائے راشدین۔ مدح پنجتن۔ اس کے بعد سید عبدالقادر جیلانی کی ستائش ہے۔ پھر بیان کیا ہے ایک دن مصنف دوستوں میں بیٹھا تھا۔ ایک دوست نے ایک فارسی کتاب پیش کی جس میں اچھی اچھی کہانیاں تھیں۔ ان کا ایک دوست عبدالقادر نام تھا اُس نے اس فارسی کتاب کو ہندی میں ترجمہ کرنے کی خواہش اور بہت اصرار کیا اور بالآخر انہوں نے اسکو مرتب کیا۔

گل باصنوبر کا فارسی قصہ بہت مشہور ہے جس میں ایک داستان نظم کی گئی ہے۔ گل شہزادہ اور صنوبر شہزادی کی عشقیہ کہانی۔ اردو نثر میں اس قصہ کو نیم چند نے لکھا ہے۔

اختتام:

رہے عاجز گنا ہوں سے یہ کاتب — رحم کر بخش احمد کی شفاعت
درود بھیجو محمد مصطفےٰ پر — اُنہوں کی آل اور اولاد سب پر

اگرچہ پہلے شعر سے معلوم ہوتا ہے کہ عاجز کاتب کا نام ہے لیکن دراصل کاتب نہیں بلکہ مصنف ہے کیونکہ کاتب کا نام میر محمد ہدایت علی ہے اسکی صراحت بھی موجود ہے۔ چونکہ فارسی سے اس نے دکھنی میں لکھا ہے۔ اسلئے غالباً خود کو کاتب سے موسوم کیا ہے۔

خاتمہ۔ تمام ہوا قصہ گل باصنوبر کا۔ بتاریخ سیوم شہر جمادی الثانی سنہ ۱۲۶۴ھ تمام شد کاتب الحروف میر محمد ہدایت علی۔

(۸۷۵) اشتیاق نامہ

نمبر (۲۶۳۴) سائز (۶×۹) صفحہ (۱۸) سطر (۱۱) خط شکستہ۔ کاغذ دیسی

مصنف۔ ملک محمود جوہر۔ تاریخ تصنیف۔ قبل سنہ ۱۲۵۰ھ کتابت۔ سنہ ۱۲۵۵ھ

ملک محمود نام جوہر تخلص۔ حیدرآباد کے ایک خوش فکر شاعر تھے۔ مگر افسوس ہے کہ ان کے حالات کسی تذکرہ میں درج نہیں ہیں۔ ان کے فرزند غلام حیدر رشتہ سوار تخلص رکھتے تھے اس سے واضح ہوتا ہے کہ ان کے خاندان میں شاعری کا سلسلہ عرصہ تک چلا ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۸) سبیل نجات

آغاز:-

باب توفیق سب کشادہ ہوا | من تہیں سے استقامت دہ ہوا
عقل کامل سے یوں ہوا سائل | کائے شرف بخش مرشد کامل

اختتام:-

کچھ انہیں ناز کی بھی نہیں یہ کہتا ہوں | باز آمسافر رکھ ہر درد یہ نیچو
قلب تو ہستم بہ تیغ دشرائے مشاعرہ

یہ مثنویاں چھوٹی چھوٹی ہیں جس میں عشق کے متعلق راز و نیاز، سراپا محبوب، شوق وکشش عشق وغیرہ کی صراحت کی گئی ہے۔

خاتمہ۔ تمام شد۔ مثنویاں وغیرہ من تصنیف شیخ غلام علی راسخ غفرلہٗ حسب ارشاد خواجہ کریم الاخلاق رفیع المکان والانسب عالی خاندان جناب مستطاب خواجہ محمد حسن صاحب دامت کرمہٗ وعم نوالہٗ صفحۂ اول پر حسب ذیل عبارت درج ہے۔

کتاب مثنویات شیخ غلام علی راسخ گزرانیدہ خواجہ محمد حسن برادر خواجہ فخر اللہ نقشبندی درباغ پرسا۔ بتاریخ سیوم ماہ ذیحجہ الحرام سنہ ۱۲۴۳ھ۔

(۸۷۴) گل با صنوبر

نمبر (۱۴۵) سائز (۸½×۵½) صفحہ (۱۰۷) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف۔ عاجز تاریخ تصنیف بالجد سنہ ۱۲۰۰ھ کتابت سنہ ۱۲۶۴ھ

دکن میں عاجز تخلص کے کئی شاعر گزرے ہیں۔ قطب شاہی دور کے عاجز نے لیلی مجنوں کی مثنوی سنہ ۱۰۴۱ھ میں لکھی ہے۔ عارف الدین خاں عاجز آصفی دور میں گزرے ہیں ایک اور عاجز محمد علی نام کا تذکرہ اردو شہ پارے اور اردوئے قدیم میں ملتا ہے۔

یہ مثنوی کسی اور عاجز کی ہے جس کے متعلق ہمیں کوئی معلومات حاصل نہیں ہیں۔ فارسی گل با صنوبر کو نیم چند نے اردو نثر میں ترجمہ کیا ہے۔ عاجز نے اس کے پہلے فارسی سے ہی اس کو اردو نظم میں ترجمہ کیا ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

وہی ہے کہ بے نقص بے عیب ہے ولیکن پس پردۂ غیب ہے

اختتام:۔

دعا ہو الٰہی یہ میری قبول بحق نبی و بحق بتول

(۵) حمد معدن فصاحت

آغاز:۔

وہ قابل مدحت و ثنا ہی جو طرفہ ظہور سے چھائی

میں اس کی تو خبر لی خرد مند بندہ ہے کہیں کہیں خداوند

اختتام:۔

تک طول سخن یہ بھی نظر کر خاموش ہو قصہ مختصر کر

(۶) کشش عشق

آغاز:۔

جہاں ہے طلسم حکیم قدیم زہے حکمت اوسکی زہے وہ حکیم

مبرا تعبیر سے بھی اوسکی ذات اوس کتیں ہے قرار و ثبات

اختتام:۔

کہ اب وہ پیمانہ آخر ہوا ہمارا بھی افسانہ آخر ہوا

(۷) نیرنگ محبّت

آغاز:۔

الٰہی حمد تیری کب بیاں ہو ثنا واجب کی ممکن سے کہاں ہو

تیرا صحرائے حمد اے صانع پاک کرے طے کس روش یہ پائے ادراک

اختتام:۔

صراحی کی طرح تا چند رو ویں

کہانی ہو چکی ٹک اب سو ویں

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

اس مجلہ میں حسب ذیل مثنویاں شامل ہیں۔

(۱) راز و نیاز۔

آغاز:۔

کیا کہوں آہ محبت کیا ہے — کیا کہوں اس میں مصیبت کیا ہے
اس سے دو صدمہ کشی ناخن ہیں — کاوشیں اسکی جگر خوں کن ہیں

اختتام:۔

دے نہ طول اس قدر افسانہ عشق — کہیں کوتاہ کر افسانۂ عشق

(۲) مکتوب شوق نامہ نو عشق

آغاز:۔

شب لک کی کل میری بلا فصل — روئے تا صبح حسرت وصل
دشمن ہوئے میری جی کی سہات — افزونی خواہش ملاقات

اختتام:۔

را اسنح سے نہ آپ چھپاؤ — اب آنکھوں کے سامنے بھی آؤ

(۳) جذب شوق۔

آغاز۔

دل کے کاشانے کا دیا ہے عشق — شمع ایوان کبریا ہے عشق
بزم گیتی اسی سے ہے پُر نور — ذرہ تا مہر ہے اس کا ظہور

اختتام

یہ تو ادنا اثر ہے الفت کا — نیک تاثیر ہے محبت کا

(۴) مثنوی مرات الجمال

آغاز۔ ثنا کے ہے قابل وہ جان جہاں — سدا چشم مردم سے جو ہے نہاں

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۸۷۲) اسرارِ محبّت

نمبر (۷۳۱) سائز (۹ ½ × ۶) صفحہ (۳۴) سطر (۱۴) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف۔ محبت خاں "محبت" تاریخ تصنیف ۱۲۴۵ھ کتابت۔ ۱۲۴۵ھ

مصنف کا نام محبت خاں۔ خطاب شہباز جنگ اور تخلص محبت تھا۔ قلندر بخش جرأت کے شاگرد تھے۔

آغاز:۔

محبت نقش او رہر دل نگیں ہے — محبت سے کوئی خالی نہیں ہے
جو سمجھو ذات مطلق فی الحقیقت — محبت ہے محبت ہے محبت
محبت بوئے گل گل ہے محبت — محبت ہے جز او رکل ہے محبت

تمہید میں محبت کی اہمیت کو ظاہر کیا ہے۔ اسکے بعد نعت ہے پھر منقبت اسکے بعد اصل نفس مضمون آغاز ہوا ہے۔ یہ المیہ داستان عشق ہے

اختتام:۔

توقع ہے کہ جو اہل نظر ہو — محبّت سے کرے اس پر نظر ہو
کہ ہے تاریخ یہ اوسکی تصانیف — عجب قصہ ہے اسرار محبت

خاتمہ۔ تمت تمام شد نسخہ اسرار نامہ من تصنیف صاحبزادہ محبت خاں۔ بتاریخ شانزدہم شہر ربیع الثانی ۱۲۴۵ھ

(۸۷۳) مثنویات راسخ

نمبر (۴۴۹) سائز (۸ ½ × ۵) صفحہ (۱۹۴) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی مُطلاّ خوش خط

مصنف۔ غلام علی راسخ تاریخ تصنیف قبل ۱۲۳۸ھ کتابت ۱۲۴۵ھ

مصحفی نے اپنے تذکرہ میں راسخ کے نام اور تخلص کی صراحت کے ساتھ پانچ شعر نقل کئے ہیں۔ اور کوئی صراحت نہیں کی ہے۔ ہم کو بھی تفصیلی حالات معلوم نہیں ہوئے۔ اس مجموعے میں انکی چھ مثنویاں موجود ہیں۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اس میں منصور کا قصہ درج ہے۔ "انا الحق" کہنے کا انجام واضح کیا گیا ہے۔

اختتام:۔

ہوا منصور نامہ اب یہ اتمام — بحق چار دہ شاہان اسلام
درودیں حق کی اون پر ہے نہایت — ہے صلوات وسلام اور پہ تحیت

خاتمہ - ایں نوشتہ محمد حشمت اللہ خاں بتاریخ یازدہم شہر صفر المظفر ۱۲۲۴ھ

(۸۷) راحتِ دل

نمبر (۱۱۱) سائز (۹×۶) صفحہ (۳۸) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔ کاغذ دیسی
مصنف۔ اشفاق — تاریخ تصنیف ۱۲۴۵ھ کتابت
اشفاق کا ذکر کسی تذکرہ میں نہیں ہے۔

آغاز:۔

کیجے اول شروع ذکر خدا — تاکہ حاصل ہووے میرا مدعا
ذات پر خالق کی ہے اپنا یقین — جس سے پیدائش فلک ساتوں زمیں
ہے ملائک جسکی طاعت میں مدام — کتنے ہیں گردش میں کتنے پر قیام

اس مثنوی میں ایک پرندہ کے عشق کو بیان کیا ہے کہ ایک شہر میں ایک جوڑا "کوئی" کا رہا کرتا تھا اتفاقاً مادہ مرگئی "نر" تین دن تک اپنے گھر میں غمگین رہا اور اس کے بعد ارادہ کیا کہ اب دنیا کی سیر کرنی چاہئے۔ پس اب وہ سیر کے لئے روانہ ہوتا ہے۔ راستہ میں اسکو جو مراحل پیش آتے ہیں ان کا بیان ہے۔ آخر بتایا گیا ہے وہی ہوتا ہے جو تقدیر میں لکھا گیا اور قسمت کا مقسوم ہوتا ہے۔ نیکی کا بدلہ نیکی ہوتا ہے۔

اختتام:۔ اس میں مصنف کا تخلص کتاب کا نام اور سنہ تصنیف کی صراحت آگئی ہے

لکھ چکا اشفاق جب قصہ تمام — راحتِ دل رکھا اس افسانے کا نام
بست و یکم روز شنبہ بحر و بر — چار سو ہشتاد و ہشت ابیات کر
تھے صد و بارا پر پینتالیس سال — تھا مہینہ ماہ ذیقعدہ کا حال

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

اس مثنوی میں پہلے حمد و نعت مناجات ہے۔ پھر مناقب غوث اعظم اور اس میں سید عبداللہ بغدادی و سید امجد علی قادری خلف حضرت عبداللہ۔ پشت سیزدہم غوث پاک کی ہے۔ اس کے بعد بادشاہ محمد اکبر ثانی کی تعریف اس کے بعد بھوپال کی والیہ ریاست سکندر بیگم اور جہانگیر محمد خاں کی توصیف کے بعد چشمۂ شیریں کی تعریف اور قصہ کا آغاز ہوتا ہے۔ شیریں فرہاد کے قصہ کو اس میں نظم کیا گیا ہے۔

اختتام:۔

شعر میں اونکی یک ملاحت ہے | اور تقریر میں فصاحت ہے
اسکی تاریخ یہ اوہوں نے کہی | داستاں بانمک ہے شیریں کی

مثنوی کا آغاز ۱۲۴۴ھ اور اختتام ۱۲۴۵ھ میں ہوا ہے۔

اس کے بعد ایک اور قطع تاریخ واحد کا درج ہے جس کا آخری شعر یہ ہے۔

اے خداوند ہے یگانہ و غیر | کیجو ۔۔۔۔۔ کا خاتمہ بالخیر

خاتمہ:۔ تمت تمام شد کار من نظام شد تحریر شد ماہ رجب تاریخ پنجم شہر رجب ۱۲۴۵ھ یوم یکشنبہ۔ در مقام بھوپال۔ بخط نوشتہ از دست قادر خاں ساکن بھوپال و نواب جہانگیر محمد خاں۔

اس میں چند پنسل کی تصاویر ہیں۔

(۸۷۰) منصور نامہ

نمبر (۱۹۹) سائز (۱۱½×۷) صفحہ (۱۶) سطر (۱۷) خط نستعلیق کاغذ۔ دیسی

مصنف۔ دل   تاریخ تصنیف قبل ۱۲۴۴ھ   کتابت ۱۲۴۴ھ

دل تخلص کے دو شعرا کا تذکرہ گلزار ابراہیم میں موجود ہے۔ ایک کا نام شیخ محمد عابد تھا۔ وہ عظیم آباد کا رہنے والا تھا اور دوسرے کا نام شاہ فتح محمد تھا۔ اول الذکر کی صراحت مصحفی نے بھی کی ہے میرے خیال میں یہ مثنوی اسی کی ہو سکتی ہے۔ یہ بھی ممکن ہے یہ کسی اور شاعر کی تصنیف ہو۔ بہرحال تیقن کے ساتھ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

آغاز:۔

خداوندا میرا کر دل تو روشن | صفائی بخش اوسکو مثل درپن
میرے پر کر تو اپنا محض افضال | کہوں منصور کا تا شمہ احوال
عجب منصور تھا شوریدہ احوال | علایق سے جہاں کی فارغ البال

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

سرشار تھا۔ ایک مرتبہ ایک سنار کی جوان خوبصورت لڑکی کو دیکھ کر بے ہوش ہو گیا اور حالت غشی میں اسکو عشق حقیقی کے کامیابی کی بشارت ہوئی اور جب ہوش آیا تو معشوق کی طلب میں مشغول ہوا پیام گئے اور آئے عاشق کا حال سنکر معشوق کا حال دگرگوں ہو گیا مگر اس طرح نام و پیغام آتے رہے آخر تو جوان جوگی بنکر معشوق کے دیدار کے لئے روانہ ہوا۔ دونوں کی ملاقات ہوئی معشوق کے لوگوں کو اسکی خبر ہو گئی اور اس وقت سے پند و نصیحت سے کام لینے کی کوشش کی گئی مگر جوان پر کوئی اثر نہیں ہوا بالآخر انہوں نے اس جوان کو قتل کر دیا۔ یہ حال معشوق کو معلوم ہوا اور وہ نوحہ کرنے لاش پر آئی اور اس کو غیب سے آواز آئی اور وہ آگ روشن کر کے اس میں جوان کی لاش کے ساتھ جل گئی۔

اختتام

سن کے آدھ میں ہر اک نے کہا   ہے یہ آتش کدہ محبت کا
ہو چکی یہاں تمام عشق کی بات   بر محمد و آلہ صلوات

اس کے بعد منشی درگا پرشاد مدہوش شاگرد اختر کا تاریخی قطعہ ہے۔ اس کا تاریخی شعر درج ہے

اس کی تاریخ کا بیاں ہے یہ   دیت خون بے کساں ہے یہ

خاتمہ۔ این کتاب موسوم بہ سراپا سوز من تصنیف ملک الشعراء قاضی محمد صادق خاں بہادر متخلص بہ اختر۔ بخط شکستہ عاصی سراپا معاصی دل بلند خاں متوطن موسی نگر پرگنہ ہو گنی پور ضلع کان پور۔ تاریخ بست و ہفتم ماہ ربیع الثانی ۱۲۴۵ھ باختتام رسید۔

(۸۶۹) مثنوی چشمہ شیریں

نمبر (۶۲۹) سائز (۷ × ۵½) صفحہ (۲۱۵) سطر (۱۰) خط نستعلیق کاغذ۔ دیسی
مصنف۔ مسکین   تاریخ تصنیف۔ ۱۲۴۵ھ کتابت

مسکین کے متعلق کوئی معلومات ہمدست نہیں ہوئے۔ البتہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کا بھوپال سے تعلق تھا۔ والی بھوپال کے متوسل تھے۔

آغاز:۔

حمد بیحد ہے اوس یگانہ کو   جس نے پیدا کیا زمانہ کو
جس نے مشت خمیر خاک کیا   اوس سے آدم بنا کے پاک کیا
جس نے دی نوح کو نجات اماں   از بلائے شورش طوفاں

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

افضل الدولہ بہادر، دیوان نواب مختار الملک پیشکار راجہ نارائن پرشاد در تابعداری نواب غالب جنگ صمصام الدولہ بہادر بخط فقیر حقیر انبا پرشاد عرف تیج رائے قوم کایستھ سکسینہ۔ بوقت سہ پہر روز چہار شنبہ" کتاب پر پاپا لعل کی مہر ثبت ہے۔ کتب خانہ آصفیہ میں ایک نسخہ ہے (مثنوی ۲۸۹)

(۸۶۷) چندر بدن و مہیار (دوسرا نسخہ)

نمبر (۶۰۱) سائز (۱۴×۸) صفحہ (۱۰۱) سطر (۱۷) خط نستعلیق کاغذ دیسی کتابت ۱۲۴۴ھ

آغاز

کرم سے اپنی اے ساقی وحدت　　پلا مجھکو تو مے ہائے محبت

اختتام ؎

ارے واقف بھیج تو صلوٰۃ بیحد　　محمدؐ پر و بر آل محمدؐ

خاتمہ ۔ این قصۂ چندر بدن مہیار بتاریخ ہشتم ماہ صفر المظفر ۱۲۴۴ھ حسب الحکم نواب صاحب فیاض زماں محب اللہ خاں ...... دام اقبالہ۔

(۸۶۸) مثنوی سراپا سوز

نمبر (۶۳۰) سائز (۹×۶) صفحہ (۵۶) سطر (۱۳ و ۱۴) خط نستعلیق کاغذ۔ دیسی

مصنف۔ محمد صادق اختر تاریخ تصنیف۔ ۱۲۴۵ھ کتابت۔ ۱۲۴۵ھ

قاضی محمد صادق خاں بہادر المتخلص بہ اختر بنگال کے قاضی زادوں میں تھے۔ وطن چھوڑ لکھنو آئے۔ مرزا رفیع سودا کے شاگرد تھے۔ غازی الدین حیدر نے ملک الشعرا کا خطاب دیا تھا۔ لکھنؤ کے مشاہیر شعرا میں شمار ہوتا تھا۔ مصحفیؔ انشاء اور جراءت کے مشاعروں میں شریک ہوتے تھے۔ آتش، ناسخ اور وزیر کے زمانہ تک زندہ تھے۔ ان کے تصانیف میں سے صبح صادق۔ نور الانشاء۔ محامد حیدر تذکرہ آفتاب عالم تاب مشہور ہیں۔ ۱۸۵۸ء میں انتقال ہوا۔

آغاز خلق عالم سے مدعا ہے عشق　　مظہر ذات کبریا ہے عشق

عشق ہے یک امانت یزداں　　اوس امانت کا ہے امیں انساں

عشق سے ہے بلندی و پستی　　عشق ہے شاہ عالم ہستی

عشق حقیقی کی توصیف کے بیان کے بعد اصل قصہ شروع ہوتا ہے کہ "ایک جوان تھا جو عشق حقیقی میں

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

اس قصہ کو نظم کیا گیا۔ مصنف نے اس امر کی صراحت کر دی ہے۔ مقیمی نے اس کو دکھنی میں نظم کیا تھا اور کسی اور شاعر نے اس کو فارسی میں نظم کیا۔ انہوں نے دونوں سے قصہ لیا اور اس میں مزید اضافہ کیا ہے۔

آغاز:-

کرم سے اپنے اے ساقی وحدت — پلا مجھ کو تو مے ہائے محبت
پیالے دے مجھے جام طہورا — کہ تا دیکھوں خدائی کا ظہورا
جو اوسکی نشہ سے ہو مست سرشار — رہے ہر آن تیرا مجھ کو دیدار

اول حمد ہے۔ اس کے بعد جلوۂ دویم کے عنوان سے مناجات لکھی ہے۔ تیسرا جلوہ نعت میں ہے۔ پھر منقبت حضرت علی۔ مدح سید مخدوم حسینی بندہ نواز۔ توصیف امین الدین علی۔ حال مصنف۔ آغاز داستان۔

داستان جہیار کے تولد سے شروع ہوتی ہے۔ مقیمی کے قصہ کا جو لب لباب ہے واقف کا قصہ بھی اس کے مماثل ہے۔ اس میں جزیات زیادہ ہیں۔ جہیار کا تولد ہونا۔ تعلیم پانا۔ گھر سے روانہ ہونا اس طرح تفصیل لکھی گئی ہے۔ آخر پر جب جنازہ راجہ کے محل سے آگے نہیں بڑھتا تو زنجیر باندھکر ہاتھی سے کھینچتے ہیں مگر اس پر بھی جنازہ کو حرکت نہیں ہوئی۔ راجہ کی اجازت سے چندر بدن جب جنازہ پر آتی ہے تو دعا کرتی ہے اور اسکی روح پرواز کرنے کے ساتھ ہی اس کا جسد کفن کے اندر چلا جاتا ہے اور دونوں جسم مل جاتے ہیں۔

مثنوی عنوانات کے تحت ہے۔ ہر عنوان کا آغاز ساقی کے ذکر سے کرتا ہے۔ مقیمی کی دکھنی اور فارسی مثنوی کا تذکرہ بھی کیا ہے۔

تاریخ تصنیف کا شعر:-

سنہ ہجری سے دیکھا میں نے فی الحال — تھا بارا سو پہ ستائیس واں سال

اختتام:-

ہیں سب دیکھو تو یہ تعداد کے ساتھ — ہزار و پانچ نو دہیں ابیات
ہوا اب فضل حق سے قصہ تمام — بحق مصطفےٰ کر کر سر انجام
اے واقف بھیج تو صلوٰۃ بیحد — محمدؐ پہ و بر آل محمدؐ

خاتمہ "بتاریخ سوم شوال المکرم ۱۲۷۶ھ ایام ۱۲۶۹ فصلی بہ عہد نواب

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

تیرے نور سے ہے دو جگ ستیر تو ئی ہے علی کل شئی قدیر
ہیں سب تیرے محتاج تو ہے غنی ہے لایق تجھے کبریا و منی

اس مثنوی میں اول حمد و نعت ہے پھر منقبت حضرت علی اس کے بعد اپنے بادشاہ سکندر جاہ آصفجاہ ثالث کی مدح ہے اس کے بعد نفس مضمون شروع ہوا ہے۔ قصہ کا خلاصہ یہ ہے "ایک بادشاہ تھا اس کا دارالسلطنت مناظر کے لحاظ سے بڑا دلکش تھا۔ رشک ارم اور جنت نظیر تھا۔ بادشاہ کو ملک و دولت سب تو تھا مگر اولاد نہیں تھی۔ رات دن اس فکر میں رہا کرتا اور دعا کیا کرتا۔ فقیروں اور مشائخوں سے التجا کرتا۔ آخر ایک فقیر کی دعا قبول ہوئی اور بادشاہ کو فرزند تولد ہوا۔ اس کا نام خورشید شاہ رکھا گیا۔ شہزادہ جوان ہوا ایک معشوق ماہ نامی کو خواب میں دیکھا۔ اور والدین سے اجازت لے کر تلاش میں روانہ ہوا اور اثناء سفر میں کئی مصیبتیں آئیں۔ سفر میں شہزادے کے ساتھ وزیر زادہ کیوان بھی ساتھ ہوتا ہے۔ پریوں اور درویش کی مدد ملتی ہے۔ آفتوں سے بچ کر ماہ سے شادی ہوتی ہے اور وطن کو واپس ہوتا ہے"۔

اختتام:۔

کہا اور ساقی مجھے اب کے مئے یہ تاریخ میں اوسکی تاریخ ہے
ہما سر بخت فرحت نشان محبت فرا زرا حتے از جہاں
مفصل لکھا خانہ ذی کمال ہزار و دو صد پہ چھبیس سال

خاتمہ:۔ ایں منظومہ فرحت نشان کہ موسومہ بہ گلزار عشق است بتاریخ سیزدہم شعبان المعظم روز شنبہ سہ پہر دو گھڑی ۱۲۴۹ھ اتمام یافت۔

کتاب پر کتب خانہ محمدی کی ایک مہر اور ایک دوسری مہر ثبت ہے۔

(۸۶۶) چندربدن و مہیار

نمبر (۵۹) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۱۲۶) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف۔ واقف تاریخ تصنیف ۱۲۲۷ھ کتابت ۱۲۷۶ھ

واقف دکن کا شاعر ہے مگر اس کے حالات معلوم نہیں ہوئے صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ اس کے مرشد حیدر شاہ حسینی تھے جو امین الدین اعلیٰ بیجاپور کے سلسلہ میں شامل تھے۔ اپنے حالات میں مصنف بیان کرتا ہے کہ اسکو شاعری کا شوق بچپن سے تھا۔ اپنی کوئی یادگار رکھنی چاہی اس لئے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

کیا ہوں میں اب ختم قصہ کی بات   کہوں آل احمد پہ ہر دم صلوٰۃ

اس کے بعد متعدد اصحاب کے تاریخی قطعے شامل ہیں۔ ان میں غیاث الدین حسین خاں قادر۔ دوست خاں۔ میر صادق علی۔ اسد علی خاں ہنمنت رائے بہادر۔ سید وصی نواز خاں۔ عارف الدین خاں رونق۔ شیخ آدم مذنب وغیرہ کے شامل ہیں۔

خاتمہ - مرقوم چہارم ربیع الثانی ۱۳۰۴ھ

(۸۶۴) اسرار عشق (دوسرا نسخہ)

نمبر (۲۷۷) سائز (۸½×۵½) صفحہ (۲۹۳) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی

کتابت ۱۲۷۸ھ

آغاز:-

وہ ہیگا قدیم اور وہ ہے حکیم   او ہیگا کریم اور ہے وہ رحیم

اختتام:-

ہوا گرم اس سے بازار عشق   تمام یہ ہوا ہیگا اسرار عشق

کیا ہوں میں اب ختم قصہ کی بات   کہوں آل احمد پہ ہر دم صلوٰۃ

خاتمہ - تمت تمام شد ۱۲۷۸ھ

(۸۶۵) گلزار عشق

نمبر (۱۱۶) سائز (۹×۶) صفحہ (۲۰۳) سطر (۱۳) خط شکستہ کاغذ دیسی

مصنف - کمال   تاریخ تصنیف ۱۲۲۶ھ   کتابت ۱۲۴۹ھ

مصنف کمال کے متعلق کوئی معلومات سہدست نہیں ہوئے۔ کیونکہ کسی قدیم اور جدید تذکرہ میں اس کا ذکر نہیں ہے۔ اور مثنوی سے بھی کوئی بات واضح نہیں ہوتی۔ صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ حیدرآباد کا شاعر تھا اور آصف جاہ ثالث (۱۲۱۸ھ تا ۱۲۴۴ھ) کے عہد میں موجود تھا۔ ہو سکتا ہے کہ یہ شاہ کمال کی تصنیف ہو جن کے ایک تذکرہ مجموعہ انتخاب کا ذکر صفحات مابعد میں کر دیا گیا ہے۔

آغاز:-

الٰہی تیرا وصف ہے لا بیاں   کہ ہر شے میں ہے ذات تیری عیاں

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مصنف آرکاٹ کا شاعر تھا۔ لیکن افسوس ہے کہ اس کے حالات ہمدست نہیں ہوئے۔ مدراس کے تذکروں میں اس کا ذکر نہیں ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے اپنے زمانہ میں نہایت مشہور شاعر تھا۔ اس مثنوی کے تاریخی قطعے کئی شعراء کے ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ "محمد" بلند پایہ شاعر تھا۔

آغاز:-

شروع میں کیا ہوں بنام کریم	کہ وہ ہیگا بیشک علی العظیم
وہ واحد ہے یکتا وہ خلاق ہے	و معبود بر حق و رزاق ہے

اس مثنوی میں حمد و نعت۔ حضرت علی کی منقبت۔ بی بی فاطمہ کی مدح اور بارہ اماموں کی ستائش ہے۔ سبب تصنیف میں ظاہر کیا گیا ہے کہ ایک مرتبہ اونھوں نے ایک قصہ کو سنا تو خیال ہوا اس کو نظم میں لکھا یا جائے۔ اگرچہ ان کو شاعری میں زیادہ دسترس نہیں تھی۔ مگر پھر بھی اپنا نام باقی رکھنے کے لئے اس مثنوی کی تصنیف کی گئی ہے۔ ایک فرضی قصہ اس میں نظم ہوا ہے "فیروز شاہ روم کا بادشاہ تھا۔ جو عادل اور سخی تھا۔ مگر اولاد نہ ہونے سے غمگین رہا کرتا۔ ایک دن خدا کی درگاہ میں عاجزی سے دعا کی۔ خدا نے اسکی دعا قبول کی اور لڑکی تولد ہوئی اس کا نام نظر بند رکھا گیا۔ ایک دوسرے شہر کا بادشاہ مسعود شاہ نام تھا۔ اسکو بھی اولاد نہیں تھی ایک فقیر نے دعا کی اور ایک "مہر" دیکر کہا جب لڑکا تولد ہو تو یہ مہر اسکے بازو پر باندھی جائے۔ لڑکا تولد ہوا اور عاقل شاہ اس کا نام رکھا گیا۔ عاقل شاہ بڑا ہو کر ایک دن شکار کے لئے نکلا اور چغد اور چغدنی کی زبانی نظر بند کے حسن کی تعریف سنکر عاشق ہو گیا اور عشق کی دنیا میں مجنوں ہو کر روانہ ہوا۔ مصیبتوں اور پریشانیوں کے بعد شادی ہوئی اور بامراد عاقل شاہ اپنے وطن کو آیا"۔

تاریخ تصنیف کی صراحت وغیرہ:-

ہوا ہے بفضلِ خدا یہ کلام	سن بارا سے بیس و پنج میں تمام
شروع سے پکڑ کر میں تا اختتام	بنایا ہوں پنج مہینہ میں تمام
ہے مولود میرا غلام حسین	یہی نام سے مجھ کو اکرام ہے
تخلص میرا تو محمد ہوا	غلام اب میں تیرا محمد ہوا
اور عبد الحسین بھی میرا نام ہے	مدد میں میری ہیں امام حسین

اختتام:-

تمام یہ ہوا ہیگا اسرار عشق	ہوا گرم اس سے بازار عشق

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۸٦۲) پنجہ آفتاب

نمبر (۲٦۷) سائز (۹ × ٦) صفحہ (۸٦۲) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف ۔ مذنب تاریخ تصنیف ۔ ۱۲۱۵ھ کتابت

مذنب آرکاٹ کا شاعر ہے ۔ اس کے نام کی ہم کو خبر نہیں ہے ۔ عمدۃ الامراء رئیس آرکاٹ کا متوسل تھا ۔ سات روپیہ ماہوار ملتی تھی ۔ ماہوار میں اضافہ ہونے اور سواری کو گھوڑا ملنے کی خواہش کرتا ہے ۔

مذنب کی یہ مثنوی آٹھ ہزار شعر پر مشتمل ہے جس سے مذنب کے پُرگو ہونے کا ثبوت ملتا ہے ۔

آغاز :-

اوسے حمد سب کچھ سزاوار ہے	کہ جس کے جز و کل پرستار ہے
وہی مالک الملک ہے لاشریک	ثنا اوسکی کیا ہو، ز فکر رکیک
وہ خلاق عرض و سمٰوات ہے	ہریک شے میں موجود وہ ذات ہے

اس مثنوی میں اول حمد و نعت ہے ۔ پھر حضرت علی کی منقبت اس کے بعد ارکاٹ کے رئیس عمدۃ الامرا کی مدح ۔ پھر سبب تالیف ۔ اس کے بعد قصہ شروع ہوتا ہے ۔ ایک عشقیہ داستان ہے اگرچہ قصہ نہایت مختصر ہے لیکن جزئیات یعنی منگنی کا رسم برات ۔ شب گشت ۔ شادی کا حال بہت تفصیل سے لکھا ہے ۔ اس لئے مثنوی طویل ہوگئی ہے ۔

اختتام :-

کرے عمر اللہ تمھاری دراز	بڑی تم کو دولت دیوے بے نیاز
ہے مذنب دعا میں بدل روز و شب	زیادہ ہے معروض حد ادب

کتاب کے پہلے صفحہ اور آخر صفحہ پر مالک کتاب ممتاز النساء بیگم درج ہے ۔

کتب خانہ آصفیہ میں ایک نسخہ ہے (مثنوی ۳۱۵) ہمارے خاندان میں ایک نسخہ ہے ۔

(۸٦۳) اسرار عشق

نمبر (۱۲۹) سائز (۱۱ × ۷) صفحہ (۴۰۷) سطر (۱۴) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف ۔ غلام حسین محمد تخلص تاریخ تصنیف ۱۲۲۵ھ کتابت ۱۳۰۲ھ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

ایک بادشاہ تھا۔ اس کا فرزند حسین وجمیل تھا۔ بادشاہ کو اپنے فرزند کی شادی کی فکر ہوئی۔ روم کے بادشاہ کی دختر سے اس کی شادی ہوئی۔ جو لڑکا تولد ہوا اس کا نام حاتم رکھا گیا۔ نجومیوں نے پیش گوئی کی کہ لڑکا بڑا سخی ہوگا۔ پھر اس میں اور داستانیں شروع ہو جاتی ہیں۔ حسن بانو اور درویش شاہ خوارزم وغیرہ کے قصے آتے ہیں۔ کئی مرتبہ مصیبتوں میں حاتم گرفتار ہوتا ہے۔ اسکی سخاوت کا امتحان ہوتا ہے۔ حسن بانو حاتم کے ہر حکم کی تعمیل کا اقرار کرتی ہے اور حاتم حسن بانو کی شادی خوارزم کے شہزادے سے کراتا ہے۔

تاریخ تصنیف کا شعر اور اختتام

خرد نے جو یہ مثنوی خوش کہی — سو کہنے لگا ہے یہ باغ پری
یہی اوس نے بھی پھر بشارت دیا — ہے گلدستہ ہا درفشاں کلیا ۱۱۶۱ھ
غرض کیا تو تاریخ اور کیا کتاب — یہ سارا سفینہ ہے اور انتخاب
یہ باتیں جو جہاں نے کہہ گیا — رہا وہ تو نیں پر مزہ رہ گیا
خدا ابن ہتیں ہے کس کو قیام — ہے سب سامعوں کو میرا سلام

کتب خانہ آصفیہ میں اس کے چار نسخے ہیں (مثنوی ۷ ـ ۸۵ ـ ۱۷۲ ـ ۳۴۵) جامعہ عثمانیہ میں ایک نسخہ ہے (سروری ۵۸)

(۸۶۱) قصہ حاتم طائی (دوسرا نسخہ)

نمبر (۲۱۳) سائز (۶×۹) صفحہ (۴۱۲) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی ناقص الاول اور ناقص الآخر ہے۔

آغاز:-

.... منت بڑی بادشاہی کیا — پدر رکتیں اپنے بخشا جلد ....
پسر ایک تولد ہوا اوسکے گھر — کہ جیسا درخشاں ہے شمس و قمر

اختتام:-

اوتارا غرض این طی پیرہن — بھگو یا دیک جام سے تن بدن
دیا اوس نے جب دوسرا تیسرا — وہیں غیب سے یک تڑاقہ ہوا

اس کے بعد کے اوراق نہیں ہیں۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

ندا ہاتف غیب نے یوں کہا — ہوئی مثنوی یہ عجائب تمام

ڈاکٹر زور صاحب نے اسکی تصنیف سنہ ۱۲۲۵ھ میں ظاہر کی ہے مگر مثنوی کے اس ۱۲ ۱۴ نسخے سے سنہ ۱۲۱۴ھ تاریخ تصنیف ظاہر ہوتی ہے جس کی توثیق دوسرے نسخہ سے بھی ہوتی ہے۔

اس مثنوی کا ایک نسخہ ادارۂ ادبیات اردو میں ہے (زور ص ۱۱۹) اور دو نسخے کتب خانہ آصفیہ میں بھی موجود ہیں (قصص (۲۳۹) (۲۴۱)

(۸۵۹) چہار درویش (دوسرا نسخہ)

نمبر (۱۱۸) سائز (۹ × ۴ ½) صفحہ (۳۲۶) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

آغاز:-

الہٰی تری حمد ہے بے قیاس — بشر کو کہاں ایسا ہوش و حواس

اختتام:-

خدایا بکن حشر من با امام — بحق محمد علیہ السلام

شد ابیات ایں مثنوی چوں شمار — کم و بیش تحریر شد پنجہزار

(۸۶۰) قصہ حاتم طائی (ہفت سیر)

نمبر (۱۴۸) سائز (۱۰ × ۶) صفحہ (۵۳۳) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف - مہمان — تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۱۶ھ کتابت سنہ ۱۲۱۶ھ

افسوس ہے کہ مصنف کے حالات پر پردہ پڑا ہوا ہے۔ صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ وہ حیدرآباد سے تعلق رکھتا تھا اور پائیگاہ کے امرا کا متوسل تھا۔

آغاز:-

کرے کیا کوئی اوس کی حمد و سپاس — کہ ہے ذات وہ بے گماں و قیاس

ہوا تھا جو اوس کو تماشے کا ذوق — سو یک آن میں بن گیا تحت و فوق

چمکنے لگے پھر تو شمس و قمر — ستارے جدا ہو گئے جلوہ گر

مثنوی میں پہلے حمد ہے۔ پھر نعت اور حضرت علی کے منقبت اس کے بعد حضرت سلیمان کا تذکرہ ہے اور بتایا ہے کہ وہ پہلے بادشاہ انس و جن تھے۔ اس کے بعد اصل قصہ شروع ہوتا ہے۔ کہ ملک یمن کا

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اس کے بعد کا صفحہ نہیں ہے۔

خاتمہ۔ تمام شد۔ کتاب ہذا لیلیٰ و مجنوں بالتصویرات بدست غریب چھبرا جیسرراؤ تحریر کردہ شد۔ در ماہ ربیع الثانی تاریخ پنجم ۱۲۹۷ سنہ ہجری۔

(۸۵۸) قصہ چہار درویش

نمبر (۲۳۴) سائز (۱۳½×۸½) صفحہ (۲۲۱) سطر۔ دو کالم فی کالم (۱۲) سطر خط نستعلیق

مصنف۔ محمد علی خاں شوق تاریخ تصنیف ۱۲۱۴ھ کتابت ۱۲۱۴ھ

محمد علیخاں نام اور شوق تخلص اورنگ آباد اس کا وطن تھا ان کے اجداد مشہد سے آکر یہاں بس گئے تھے۔ شوق کے والد عبدالسلام خاں ۱۱۸۹ھ میں حیدر آباد آئے کیونکہ آصفجاہ ثانی نے اورنگ آباد کے بجائے حیدر آباد کو اپنا دارالسلطنت بنایا تھا۔ شوق کی تعلیم و تربیت حیدر آباد میں ہوئی۔ کم عمری میں باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ آصف جاہ نے آبائی جاگیر عطا کردی۔ شوق کے استاد ایک مشہور و معروف بزرگ محمد وزیر تھے۔ چودہ سال کی عمر سے شوق نے شاعری شروع کردی۔ شوق کے سنہ انتقال سے ہم واقف نہیں ہیں۔

آغاز:۔

الٰہی تیری حمد ہے بے قیاس	بشر کو کہاں ایسا ہوش و حواس
لکھے جو تیری نظم تعریف کے	کہے نثر برجستہ توصیف کے
ہے از بسکہ قدرت نمایاں تیری	تیری حمد ہے خوب شایاں تیری

یہ چہار درویش ہے جو دکھنی نظم میں لکھی گئی ہے۔ چہار درویش اولاً فارسی میں لکھی گئی تھی اور کلکتہ کی فورٹ ولیم کالج میں اس کا ترجمہ میر امن نے اردو نثر میں ۱۲۱۵ھ میں کیا تھا۔ اس کے پہلے لکھنو میں ایک اور ترجمہ بھی ہوا ہے جس کا ذکر آگے آتا ہے۔ مگر شوق نے اسکو فارسی سے دکھنی نظم میں ترجمہ کیا ہے۔ شوق کا یہ ترجمہ میر امن کے پہلے ہوا ہے۔ اس کتاب میں دکھنی اسکول کی (۳۴) تصاویر ہیں۔ کتاب کے خط کا نہج اور تصاویر کا نہج عجائب خانہ کی کتاب "اوصاف سبحانی" سے ملتا ہے۔ ممکن ہے دونوں ایک کاتب کے قلمی ہوں۔

اختتام اور تاریخ تصنیف۔

ہوئی جب کے یہ مثنوی اختتام	پڑا دل کو تاریخ ہندی سے کام

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز:-

کون کر سکتا ہے حمد کردگار ‏ عقل ہے مجنوں جہاں لیلیٰ و نہار
ہوش و فہم و وہم اور ذہن و ذکا ‏ اس محل میں سر بسر ہیں نارسا

اس مثنوی میں اول حمد ہے۔ پھر نعت، معراج کا حال، پھر مناجات اس کے بعد اپنے بادشاہ عمدۃ الامراء کی مدح اور ستایش ہے۔ اس کے بعد اپنے بچوں حیدر حسین اور احمد حسین کو تخاطب کیا ہے اور علم حاصل کرنے کی رغبت دی ہے۔ اس کے بعد نفس مضمون شروع کیا گیا ہے۔ شیریں خسرو کی تصنیف کے بعد یہ مثنوی تصنیف کی گئی ہے۔ لیلیٰ مجنوں کا ترجمہ ہے جو نظامی کی فارسی لیلیٰ مجنوں سے کیا گیا ہے۔

مثنوی کے ہر ایک عنوان کو دو شعر میں بیان کرتا ہے۔ یعنی نصرتی کی گلشن عشق کی پیروی کی ہے۔

اختتام۔ اس میں تاریخ تصنیف بھی درج ہے۔

ہے تر و تازہ یہ جو بستان عشق ‏ نام اس کا ہے بہارستان عشق
میں کیا جب اس کے بیتوں کا شمار ‏ پایا گنتی میں برابر دو ہزار ۱۲ ۱۳ھ
بھیجکر احمد پہ صلوٰۃ و سلام ‏ مختصر کرتا ہوں قصہ والسلام

خاتمہ۔ تمت تمام شد ۱۲۷۲ھ ہجری

(۸۵۷) بہارستان عشق (لیلیٰ مجنوں) دوسرا نسخہ

نمبر (۲۳۳) سائز (۱۱½×۷) صفحہ (۱۴۴) سطر (۹ و ۱۰) خط نستعلیق کتابت ۱۲۹۷ھ

آغاز:-

لامکاں سے لیکر تا تحت الثرا ‏ ان سبھوں کو اوس نے پیدا کیا
ہے وہی قائم ازل سے تا ابد ‏ اوس سے ہے ہیگا وجود نیک و بد

اس مثنوی میں دکن اسکول کی (۲۶) تصاویر ہیں۔ لباس وضع قطع میں بالکل جنوبی ہند کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

اختتام:-

درد سے یہ مثنوی میں نے کہی ‏ یادگاری ہو زمانے میں یہی
جب تلگ جگ میں رہے گا یہ کلام ‏ تب تلگ باقی رہے گا میرا نام

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

افسوس ہے کہ توکل کے متعلق کسی تذکرہ میں صراحت نہیں ہے۔

آغاز:۔

ولیکن خدا وند بالا و پست | بعصیاں در رزق بر کس نہ بست
عبادت کی ہم کو بتایا ہے راہ | گنہ سو نہ ہو دین بہ ۔۔۔۔ تباہ
کیا یاں فلک مہر نوائے کریم | ہوا تو ہمارا غفور الرحیم

یہ اشعار حمد کے ہیں۔ اشعار کا صرف ایک صفحہ غائب ہے۔ حمد کے بعد نعت کا عنوان ہے بنعت کے بعد صفت چہار یار کبار۔ پھر مدح حضرت علی۔ اسکے بعد اپنے مرشد کی ستائش پر مناجات کے عنوان ہیں۔

قصہ کا خلاصہ یہ ہے ''ایک شہر کے بادشاہ کا نام فیروز شاہ تھا۔ اس کے پاس دولت اور ملک بے حساب تھا۔ طویلے میں ہزاروں گھوڑے تھے۔ بادشاہ عیش وطرب کا دلدادہ تھا۔ بادشاہ کو دیکھ کر رعایا بھی اس طرح عیش وعشرت سے کام لیتی تھی۔ ایک مرتبہ بادشاہ شکار کو گیا وہاں ایک ہرن کو تیر مارا۔ ہرن نے بددعا دی کہ خدا تجھے اولاد نہ دے۔ بادشاہ اس سے غمگین ہوگیا اور جوگی بن کر جنگل کی راہ لی۔ بادشاہ موسیقی میں مہارت رکھتا تھا۔ جنگل میں اس کا راگ سنکر پریاں فریفتہ ہوگئیں اور اسکو اپنے ساتھ پرستان لے گئیں۔ بادشاہ کو پریوں کی شہزادی سے فرزند تولد ہوتا ہے۔ پھر شہزادی کی جوانی اور اسکی داستان عشق شروع ہوتی ہے۔ عاشق ومعشوق کا وصال ہوتا ہے۔''

داستان ختم کرنے کے پہلے پھر ایک جگہ مناجات مصنف کا عنوان ہے۔

اختتام:۔

سواری کی پھر چلی رہ سو ہوئی ہجوم | مبارک سلامت کی ہر جا پہ دھوم
بجاتے ہوئے توپیں شان سے | چلے آتے ہیں شہر میں آن سے

اس کے بعد کے اوراق نہیں ہیں۔ اسکے بعد کے شعر کا حرف آغاز یہ ہے۔

''ہوا عیش''

(۸۵۶) مثنوی بہارستان عشق (لیلیٰ مجنوں)

نمبر (۲۱۸) سائز (۸ ½ × ۵ ½) صفحہ (۱۸۳) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف۔ غلام اعزاز الدین مستقیم جنگ نامی تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۱۳ھ کتابت سنہ ۱۲۷۲ھ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

وہ حمد وہ سلام و سرمد — وہ ملک وہ محمد وہ ہو واحد
لوح رو طلسم اسم اس کا — لاکلام اطہر اسم اسم اس کا

یہ مثنوی غیر منقوطہ ہے اس میں ایک مختصر المیہ قصہ نظم کیا گیا ہے۔ اس کا ہیرو اور ہیروئن دلدادہ، وولدار ہیں۔

اختتام:۔

کس کو اس کا ملال ہو اصلاح — ہو کرم گر محال ہو اصلاح
گو سراسر کلام طول ہوا — مدعا صدر کا حصول ہوا

خاتمہ۔ "الحمد للہ...... روز چہارشنبہ چار ماہ ربیع الاول ۱۲۱۵ھ در عہد والا مہر رحم و کرم والا..... عادل و داد رس نواب سعادت علی خاں مالک ملک اودھ والادام ملکہ حوالہ کلک ہوا اصلی مسودہ اس..... کا سال مسطور، اس کا لکھا ہوا صدر عالم صدر کا۔

گر سو ہمسر لو ہے سال اس کا صدر — ہو سرور دل رسالہ عدد صدر
۱۵ ۱۲ھ

(۸۵۵) قصۂ فیروز شاہ

نمبر (۲۵۹) سائز (۷×۴) صفحہ (۱۲۲) سطر (۱۶) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف۔ توکل — تاریخ تصنیف۔ قبل ۱۲۱۸ھ — کتابت
(ناقص الاول و آخر ہے)

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے مرشد کا نام شاہ قیوم تھا جو برہان الدین جانم کے سلسلہ میں شامل تھے۔ نظام علیخاں آصف جاہ ثانی اس زمانہ میں حکمراں تھے۔ مصنف کا یہی اصلی نسخہ معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ کانٹ چھانٹ موجود ہے۔ حاشیہ پر شعر کے متعلق بطور شرح نوٹ بھی لکھا گیا ہے۔ مثلاً

یہ دکھنی کے ناظم کا پسر مہیں — تمنا سو یلوا یا وہ شہ کتیں

یہ شعر اپنے مرشد کے تذکرہ میں لکھا ہے۔ اس کے حاشیہ پر ناظم دکھنی نظام الدولہ اور پسر مہین کیلئے عالی جاہ لکھا گیا ہے۔

اسی سلسلہ میں ایک اور شعر یعنی

سواری چلی رہ سو دیوان کی — جلوس اور رعیت سو بڑی شان کی

اس شعر کے حاشیہ پر دیوان نواب صمصام الملک مرحوم لکھا گیا ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آخر میں عشق کی کامیابی ہوتی ہے۔

اختتام :۔

میرا یہ نسخہ جو ہے حیرت عشق ہوئے یا رب قبول حضرت عشق

حسن کے پاس ہے نت ہو مقبول یا الٰہی بر اوی یہ ماموں

اس مثنوی کے اختتام پر بھی کئی قطعات تاریخی درج ہیں۔ آخری تاریخ قادری کی ہے جسکا آخری شعر یہ ہے

سال تاریخ اوس کی بے سرجد بولا ہاتف عجب منزہ یہ عشق

(۸۵۳) حسرت عشق

نمبر (۳۷۰) سائز (۹×۵) صفحہ (۲۶) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف۔ آگاہ تاریخ تصنیف۔ ۱۲۱۴ھ کتابت

آغاز :۔

اے تیری حمد کا تیرے سے بناء ہیں تیری حمد میں نت حمد و ثناء

علوی و سفلی کے عشق و جمال ہیں ستایش میں تیری در ہمہ حال

یہ بھی المیہ داستان ہے۔ عشق کا انجام حسرت اور ناکامی پر ہوتا ہے۔

اختتام :۔

شوق کے منہ کا اوسے کر درپن نہ جھکا اوس سے کبھو ذوق کا من

رکھ مجھے عشق میں اپنے تو مدام کر تو ایمان پر میرا حسن اختتام

اس میں بھی چند تاریخی قطعات درج ہیں۔ آخری قطعہ کا آخری شعر یہ ہے۔

کہا ہے درد بے پایاں سے ہاتف شتابی یوں کہ ہے وہ مخزن عشق
۱۲۱۴ھ

(۸۵۴) سلک گوہر (سرور صدر)

نمبر (۲۸۶) سائز (۷×۵½) صفحہ (۱۱) سطر (۱۴) خط شکستہ کاغذ

مصنف۔ صدر لکھنوی تاریخ تصنیف۔ ۱۲۱۵ھ کتابت

مصنف لکھنو کے باشندہ تھے اور اکمل اون کے استاد کا نام تھا۔

آغاز :۔ حمد محمود اول اللہ ہے کہ در ہر ہر دم دل واہ ہے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

خصوص اوسکے فرزند دلبند پر — کرم جس کا ولیوں کا ہے تاج سر

اس مثنوی کے بعد بھی تاریخی قطعات درج کئے گئے ہیں۔ تاریخوں کا آخری شعر یہ ہے۔

کہا ناگہاں ہاتف رمزداں

نہ نامہ یہ بلکہ دبستان عشق

(۸۵۱) غرقابِ عشق

نمبر (۳۷۰) سائز (۹×۵) صفحہ (۳۷) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف۔ باقر آگاہ تاریخ تصنیف۔ سنہ ۱۲۱۵ھ کتابت سنہ ۱۲۶۱ھ

آغاز:۔

اے تیرے سے مبداء عشق و جمال — ہے تیرے سے حسن و عشق آشفتہ حال

ہیں دو جگ کے خوبیاں بی بیش وکم — قلزم خوبی تیری ایک نم

اس مثنوی میں ایک عشقیہ المیہ داستان نظم کی گئی ہے۔

اختتام:۔

دے محمد کو مجھے اے ذوالعطا — ہے دو عالم میں یہی مقصد میرا

کر مجھے گم یوں تیری محبوب میں — کہ رہوں نت محو اوس خواب میں

اس مثنوی کے اختتام میں بھی چند قطعات تاریخی درج ہیں۔ آخری قطعہ نادر تخلص شاعر کا ہے

شورش وجد سے وہ میرے ساتھ — بول اٹھا یوں کہ زہے صورت عشق

(۸۵۲) حیرتِ عشق

نمبر (۳۷۰) سائز (۹×۵) صفحہ (۵۲) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف۔ باقر آگاہ تاریخ تصنیف۔ سنہ ۱۲۱۴ھ کتابت

آغاز:۔

اب تیری مہر کا دو جگ میں ظہور — ہر کہیں جلوہ گر ہے تیرا نور

جو ہیں سرو علن میں محبوباں — تیری خوبی سے ہوگئیں خوباں

اس میں بھی ایک عشقیہ المیہ داستان ہے جس میں مصائب اور تکالیف کا ذکر ہوا ہے اور

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

پہلا دروازہ مناجات میں۔ دوسرا حمد۔ تیسرا مناجات دیگر۔ چوتھا نعت۔ پانچواں بیان معراج۔ چھٹا احوال رسالت مآب۔ ساتواں دروازہ منقبت محبوب عالم۔ آٹھواں جمال مطلق۔ نواں (؟) دسواں سخن کی تعریف اور سبب تصنیف۔ گیارہواں ابتداء ظہور عشق کس طرح تھا۔ بارہواں تعریف عشق۔ تیرواں القاب و اسماء عشق (اس میں حکایت مجنوں بھی درج ہے۔) چودواں عشق کے راہوں کا بیان (اس میں شیخ اکبر کی حکایت بھی درج ہے) پندرواں اقسام عشق (اس میں ایک عاشق خوں ریز کی حکایت درج ہے) سولہواں مراتب عشق (اسمیں تین حکایتیں درج ہیں) سترہواں بعض فوائد عشق

اختتام:-

تیرے سے مانگتا ہوں میں محمدؐ مجھے دے اوسکو نواز لطف بجد
دو عالم میں میرا تیرے مقصد محمدؐ ہے محمدؐ ہے محمدؐ

اس کے بعد نو صفحے میں دوسرے شعراء کے تاریخی قطعے ہیں جو اس مثنوی کے متعلق کہے گئے ہیں۔ آخری قطعہ غوثی کا ہے۔ جس کا آخری شعر یہاں درج کیا جاتا ہے۔

ناگاہ بول اُٹھا سرورِ دل سروش ابدی ہے رزِ عشق کی پوری بہار آج

خاتمہ ۔ تمام شد صبح نو بہار عشق۔ بتاریخ چہاردہم ماہ رمضان در سنہ ۱۲۵۹ ہجری نبوی صلعم

کتب خانہ جامعہ عثمانیہ میں اس کا ایک نسخہ موجود ہے۔

(۸۵۰) ندرت عشق

نمبر (۳۷۰) سائز (۹×۵) صفحہ (۱۲۵) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف:- باقر آگاہ تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۱۴ھ کتابت سنہ ۱۲۵۹ھ

آغاز:-

کہوں کیا تیرا حمد اے ذوالجلال کہ انت الجمیل و انت الجمال
عدم تھے جو ظلمت میں بے ما و من ہوئی نور سے تیری چندر بدن

اس مثنوی میں جو خمسہ تحیرہ کی دوسری مثنوی ہے۔ چندر بدن اور مہیار کی عشقیہ داستان نظم کی گئی ہے۔ جس کو اس سے پہلے مقیمی نے نظم یا تھا۔ مگر ان دونوں میں کچھ اختلاف بھی ہے۔

اختتام:-

بھی سب اوس کے آل اور اصحاب پر اور اوسکے سب اتباع و احباب پر

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

خاتمہ ۔ نسخہ مثنوی ترجمہ پدماوت بپاس خاطر عنایت فرما لالہ جگناتھ داس ساکن قصبہ موہار بخط خادم سید مظفر علی در ۱۲۶۳ سنہ ہجری۔

(۸۴۸) رتن سین و پدماوت موسوم شمع پروانہ (تیسرا نسخہ)

نمبر (۵۳۴) سائز (۹×۶) صفحہ (۳۲۰) سطر (۱۳) خط نستعلیق شکستہ مائل

آغاز:۔

کشش ہے دل کی جو یہاں آہ نکلی   بشکل مد بسم اللہ نکلی

اختتام:۔

کیا دل نے اسے جو دیکھے شاعر   بلاشک جانے تصنیف دو شاعر

خاتمہ ۔ تمت تمام شد کار من نظام شد بتاریخ چہار دہم شہر شعبان ۱۲۶۹ سنہ ھ

(۸۴۹) مثنوی صبح بہارِ عشق (خمسہ متحیرہ)

نمبر (۳۷۰) سائز (۹×۵) صفحہ (۱۲۹) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ۔ دیسی

مصنف۔ باقر آگاہ   تاریخ تصنیف ۔ ۱۲۱۳ سنہ ھ   کتابت ۱۲۵۹ھ

مصنف کے حالات سلسلہ نمبر (۲) پر درج ہو چکے ہیں۔

اولاً چار صفحے کا نثر میں دیباچہ ہے اس کے بعد مثنوی شروع ہوئی ہے۔

آغاز:۔

"بعد حمد حضرت الٰہی و نعت جناب رسالت پناہی کے آگاہ ہیچ مداں دور از راز آگاہی سے طریق عشق و محبت کی راہی کو معلوم ہوئے کہ یہ خمسہ متحیرہ اوج آگاہی مطالع انوار ناز و نیاز و مدارج اسرار سوز و ساز ہیں۔"

کتاب کا اصلی نام خمسہ متحیرہ ہے اس میں پانچ مثنویاں یعنی (۱) صبح نو بہار عشق (۲) ندرت عشق (۳) عرفان عشق (۴) حیرت عشق (۵) حسرت عشق کے نام کی شامل کی گئی ہیں در اصل یہ تصوف کے مثنویاں ہیں لیکن ان کو افسانے کے پیرائے میں لکھا گیا ہے پہلی مثنوی صبح نو بہار عشق کے عنوانات کی تفصیل (۱۷) ابواب میں کی گئی ہے۔ جس کو "دروازہ" سے موسوم کیا ہے۔ مصنف کے الفاظ میں انکی صراحت کی جاتی ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

نظم کی گئی ہے اولاً ہندی میں اس کو ملک محمد جائسی نے لکھا تھا۔ اس کے بعد وہ فارسی اور دکھنی میں منتقل ہو گئی۔ اس کی پوری تفصیل میں نے " یورپ میں دکھنی مخطوطات" میں کر دی ہے۔ زیر بحث مثنوی میں پہلے طویل حمد ہے پھر نعت اس کے بعد عبرت نے اپنے مرشد سید شاہ حسین کی مدح کی ہے اس کے ساتھ ہی اپنے رئیس فیض اللہ خاں کی ستایش شروع کر دی ہے، اس کے بعد اپنے استاد نواب محبت خاں محبت کی مدح کی ہے پھر غلام مصطفےٰ خاں کی مدح ہے۔ اس کے بعد سبب تصنیف کا عنوان ہے اس میں وہ لکھتا ہے کہ وہ عرب اور عجم کی کہانیوں (لیلیٰ مجنوں) (شیریں خسرو) کے بجائے اپنے وطن (ہندوستان) کی کہانی لکھنے کا ارادہ کیا ہے۔ اس سلسلہ میں اس نے ہندوستان کی بڑی تعریف کی ہے۔

اس مثنوی کے کئی نام ہیں۔ پدماوت۔ شمع و پروانہ۔ رتن سین۔

اختتام:۔

کوئی تاریخ اسکی کہے خوش طور — یہ کہہ کے میں نے کی دل میں جو پھر غور
بلا شک جانے تصنیف دو شاعر — کہا دل نے اسے دیکھے جو شاعر

خاتمہ۔ کتاب ہذا بتاریخ بستم محرم الحرام ۱۲۵۲ھ بدستخط السید علی ...... ابن سلطان احمد۔ از کتاب راجہ صاحب ٹھاکر عجب سنگھ رئیس پرگنہ اوچیان ضلع بھوال بمقام فرید آباد تحریر یافت

اس مثنوی کا کتب خانہ آصفیہ میں ایک نسخہ ہے (مثنوی ۲۳۶)

اور ادارۂ ادبیات اردو میں ایک نسخہ ہے (زور ۱۵۵)

یورپ میں بھی اس کا ایک نسخہ ہے (بلوم ہارٹ صفحہ ۸۶)

(۸۴۷) پدماوت (دوسرا نسخہ)

نمبر (۳۲۷) سائز (۹×۶) صفحہ (۲۱۸) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی کتابت ۱۲۶۳ھ

آغاز:۔

ہر اک صورت میں آ کر وہ نیا جلوہ دکھاتا ہے
کہیں یوسف کہیں لیلےٰ کہیں عذرا دکھاتا ہے

جو دیکھوں میں اوسی نیرنگ کے ڈھنگ — بتاؤں عشق کے کیا اب ہیں نیرنگ

اختتام:۔

بلا شک جانے تصنیف دو شاعر — کہا دل نے اسے دیکھے جو شاعر

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام:-

سلاماں ہے عدد و صلوٰۃ بیحد — سدا حق سے ہو بر ذات محمدؐ
اور اوسکی آل اور یاروں پہ یک یک — کہ انجم ہیں ہدایت کے وہ بیشک

خاتمہ - تمام شد قصہ شیریں و خسرو ہندی موسوم بہ نو بہار عشق من تصنیف غلام اعزاز الدین خاں بہادر مستقیم جنگ نامی سلخ ماہ ذیحجہ ۱۲۲۸ھ از دست غلام حسین و سید محمد و افضل حسین خاں بہادر بروز جمعہ وقت یکپاس روز برآمد در دیوان خانہ نجف علی خاں بہادر بباغ نواب عظیم الدولہ بہادر با تمام رسید ۱۲۲۸ھ

ادارہ ادبیات اردو میں اس کا ایک قلمی نسخہ موجود ہے (زور ٦٧)

(٨٤٦) پدماوت

نمبر (۲۰۵) سائز (۸×۵) صفحہ (۱۸۰) سطر غیر معین خط شکستہ کاغذ

مصنف - عبرت اور عشرت تاریخ تصنیف ۱۲۱۱ھ کتابت ۱۲۵۲ھ

اس مثنوی کے آغاز کے مصنف ضیاء الدین عبرت ہیں جو ایک باکمال شاعر تھے اونہوں نے پدماوت نام سے مثنوی کا آغاز کیا اور نصرتی کی گلشن عشق کی طرح عنوانات اشعار میں لکھے ہیں اور ان کو اس طرز پر لکھا کہ ان کو مسلسل جوڑا جائے تو ایک قصیدہ بن سکتا ہے۔ عبرت محبت کے شاگرد تھے۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں پدماوت ان کی آخری تصنیف ہے جس کو مکمل نہیں کیا تھا کہ انکا انتقال ہوگیا۔ عبرت کے حالات عیار الشعراء اور عمدۂ منتخبہ میں موجود ہیں۔ عبرت کے بعد اس مثنوی کو غلام علی عشرت نے قدرت اللہ شوق کے کہنے سے مکمل کیا ہے۔ عشرت بریلی کے رہنے والے تھے اور مرزا علی لطف کے شاگردوں میں شامل ہیں۔ قدیم تذکرہ مثلاً عمدۂ منتخبہ طبقات سخن وغیرہ میں ان کے حالات درج ہیں۔ عشرت کے سنہ انتقال سے ہم واقف نہیں ہیں۔

آغاز:-

جیسے وہ عشق کی دریا پر طوفاں میں لایا ہے — جناب ....ادہس..... مارنا مشکل ہو جاتا ہے
کشش سے دل کی جو ہاں آہ نکلی — بمشکل مد بسم اللہ نکلی
گر سبے ہے آہ جس دم جان آگاہ — معناً نکلے ہے اوسکے منہ سے اللہ

پدماوت ایک مشہور مثنوی ہے اس میں رتن سین اور پدماوت کی عشقیہ داستان

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

ہوا ہاتف دعا سے زمزمہ سنج گلشن راز حسن عشق آباد

شعراء کے قطعات کا آخری شعر

یہ گلزار کی سیر میں قادری شب و روز رہتا ہے بجھ کو ضرور

خاتمہ ۔ تمام شد۔ گلزار عشق تاریخ یازدہم ماہ ربیع الاول ۱۲۵۶ھ از دست اضعف بندگان معبود غلام محمود بن غلام حسین بن محمد علی۔

کتب خانہ آکسفرڈ میں اس کا ایک نسخہ ہے (یورپ میں دکھنی مخطوطات صفحہ ۴۵۵)

(۸۴۵) نو بہار عشق قصۂ شیرین خسرو

نمبر (۱۸۵) سائز (۷×۵) صفحہ (۲۷۸) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف ۔ غلام عزالدین مستقیم خنگ نامی ۔ تاریخ تصنیف ۱۲۱۱ھ کتابت ۱۲۲۸ھ

مصنف کے حالات دوسری جگہ درج کر دیئے گئے ہیں۔

آغاز ۔

ہے اوسکی حمد شیریں سے زباں تر گدا ہیں خسروان سب جسکے در پر

کیا وہ حسن کا یوں گرم بازار ..... دام عشق ہے اوس کا خریدار

لطافت حسن کی جب گل کو بخشا محبت سینہ بلبل کو بخشا

اس مثنوی میں خسرو شیریں کا افسانہ نظم کیا گیا ہے۔ اول حمد ہے۔ پھر نعت اوسکے بعد مناجات اس کے بعد حقیقی عشق کی تعریف۔ پھر نفس مضمون شروع ہوا ہے۔ عنوان کو بھی دو دو شعر میں لکھا گیا ہے یہ نظامی گنجوی کی شیریں خسرو کا ترجمہ ہے۔

تاریخ تصنیف کے اشعار ۔

خدا کے فضل سے پایا تمامی لڑی اس داستاں کی ہوئی نظامی

سن ہجری تھی بارہ سو پو گیارہ کہ میں اس مثنوی کیتیں سنوارا

مثنوی کا نام ۔

کیا جب خامۂ گلریز کو اتمام رکھا میں نو بہار عشق اوسے نام

....

کہا تاریخ ہاتف از مسرت کہا نامی نے یہ شیریں حکایت

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

سلاطین دکن کی قائم تھی زبان اونکی درمیان اونکے خوب رائج اور طعن وشماتت سے سالم تھی۔ اکثر شعراء وہاں کے مثل نشاطی۔ فراقی۔ شوقی۔ خوشنود۔ غواصی۔ شغلی۔ ذوقی۔ ہاشمی۔ بحری۔ نصرتی۔ مہتاب وغیرہم کہ بے حساب ہیں۔ اپنی زبان میں قصاید وغزلیات و مثنویات ومقطعات نظم کئے اور داد سخنوری کا دیئے۔ لیکن نصرتی ملک الشعراء تنگ نظری سے مبرا ہے۔ جب شاہان ہند اس گلزار جنت نظیر کو تسخیر کئے طرز روزمرہ دکھنی نہج محاورہ ہندی سے تبدیل پانے لگے تا آنکہ رفتہ رفتہ اس بات سے لوگوں کو شرم آنے لگی۔ اور ہندوستان میں مدت تک زبان ہندی کہ اوسے برج بھاکا بولتے ہیں۔ رواج رکھتی تھی۔ اگرچہ لغت سنسکرت اون کے اصل اصول اور مخرج فنون فروع واصول پیچھے محاورہ برج میں الفاظ عربی۔ فارسی بتدریج داخل ہونے لگے۔ اور اسلوب خاص کو اوسکی کھونے لگے۔ سبب اس آمیزش کے یہ زبان ریختہ سے موسوم ہوئی جیساکہ ثنائی و ظہوری نظم ونثر فارسی میں بانی طرز جدید کے ہوئے ہیں۔ ولی گجراتی غزل ریختہ کی ایجاد میں سبھوں کا میداء اور استاد ہے بعد اوس کے جو سخن سنجان ہند برور بی شبہ اس نہج کو اوس سے لئے اور من بعد اوسکو باسلوب خاص مخصوص کردیئے اور اوسے اردو کے بھاکا سے موسوم کئے۔ اب یہ محاورہ معتبر شہروں میں ہند کی جیسا شاہجہان آباد لکھنو، اکبرآباد وغیرہ رواج عام پایا اور جوں چاہے سبھوں کے من کو بھایا اور اواخر عہد محمد شاہی سے اس عصر تلک اس فن میں اکثر مشاہیر شعراء عرصہ میں آئے اور اقسام منظومات جلوہ میں لائے ہیں مثلاً درد۔ مظہر۔ فغاں۔ دردمند۔ یقین۔ سوزان۔ آبرو۔ آرزو۔ سودا۔ تاباں وغیرہم لیکن ان سبھوں سے کوئی بھی مثنوی متقدمہ نہیں کہا۔ فقط غزلیات وقصائد ومقطعات پر اکتفا کیا۔ اس عصر میں حسن دہلوی یک مثنوی مختصر لکھا۔ دریافت اوسکی ممیز مصنف موقوف رکھا۔۔۔۔ برخلاف شعرائے دکن کے اکثر مثنویات کہے ہیں بالاتفاق غزل بولنا آسان اور مثنوی کا کہنا دشوار۔

مزید تفصیل ہے اس میں نصرتی اور سودا کا مقابلہ کیا گیا ہے۔ اور گلشن عشق کو دیکھ کر اس مثنوی کو قلمبند کرنے کا اظہار کیا ہے۔ دیباچہ ۲۲ صفحے پر مشتمل ہے۔ نفس مضمون کا آغاز

صفت اول اوس ذات کی ہے ضرور — کہ ہے عشق میں اوسکی غیب وحضور

گلشن عشق کی طرح عنوان کو دو دو شعر میں لکھا گیا ہے۔

مثنوی کے خاتمہ پر کئی تاریخیں اس مثنوی کی تصنیف کی درج ہیں اور چند شعراء کے منظوم تقریظ بھی ہیں۔ یہ تاریخیں وغیرہ جن شعراء کی ہیں وہ یہ ہیں۔ ناظم۔ نامی۔ فایق۔ معجز۔ محمد حسین۔ غوثی۔ قادر۔

اختتام مثنوی :-

تھامے خامہ فکر سے دم سانہ — اوسکی تاریخ تا کرے ایجاد

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۸۴۴) گلزار عشق (قصۂ رضوان شاہ)

نمبر (۲۸۷) سائز (۸½×۵) صفحہ (۳۱۰) سطر (۱۳) خط نستعلیق ۔ کاغذ ۔ دیسی

مصنف محمد باقر آگاہ — تاریخ تصنیف ۔ سنہ ۱۲۱۱ھ کتابت

مصنف کے حالات سلسلہ نمبر (۲) پر درج ہو چکے ہیں۔

آغاز:۔

"بعد از حمد و نعت کے محمد باقر آگاہ ہیچمداں سے یاران معنی شناس نکتہ داں کشور گلزار ہمیشہ بہار سخن سے جگجوشش اور نفائیس نکات آبدار کے حلقہ بگوش ہیں۔ معلوم ہوئے کہ سخن آدمی کی جان اور اسکا ٹرا یادگار نمایاں ہے"

اس مثنوی میں اولاً طویل دیباچہ نثر میں ہے۔ اس کے بعد اصل کتاب نظم میں ہے۔ قصہ کا خلاصہ یہ ہے۔

"چین کے بادشاہ کا لڑکا رضوان شاہ علم و ہنر میں سرآمد روزگار تھا۔ باپ کے مرنے پر تخت و تاج کا مالک تھا۔ ایک دن شکار کے لئے نکلا۔ روح افزا پری ہرن کی صورت میں ظاہر ہوئی۔ بادشاہ نے ہرن کا تعاقب کیا۔ ہرن ایک چشمہ میں غائب ہو گئی۔ رضوان شاہ ہرن کے شوق میں پانی میں غوطہ لگانا چاہا مگر ارکان دولت مانع ہوئے۔ نجومیوں اور رمالوں سے اس کا سراغ لگانے کا وعدہ کر کے بادشاہ کو واپس لائے۔ بادشاہ کا عشق روز بروز ترقی کرتا گیا۔ بے خودی بڑھتی گئی۔ آخر اس چشمہ پر ایک محل تعمیر کر کے رہنے لگا۔ اور محل کو روشنی سے روز کیا جاتا۔ عطر اور گلاب کی خوشبو سے معطر رہا کرتا۔ ایک دن روح افزا پری اپنی ظاہری حالت میں چشمہ سے باہر آئی تو دونوں کا وصال ہوا۔ مگر پھر جدائی ہو گئی۔ فراق کی سختیاں سہتے رہے مصیبتیں اوٹھاتے رہے۔ بالآخر ایک عرصہ کے بعد دونوں کی شادی ہوئی اور بامراد چین کو واپس ہوئے"۔ اس قصہ کو قطب شاہی شاعر فائز نے بھی نظم کیا ہے جس کا تذکرہ اوراق ماقبل میں کر دیا گیا ہے۔

اس کتاب کا دیباچہ خاص اہمیت رکھتا ہے جو تاریخ زبان اور تنقید کا ابتدائی نمونہ ہے اس لئے کسی قدر اقتباس یہاں پیش کیا جاتا ہے۔

اولاً زبان کی اہمیت بتائی ہے اور اس کو قدرت کا ایک سنہری عطیہ ثابت کیا ہے اور پھر دنیا کی زبانوں میں عربی زبان کی فضیلت کا ذکر ہے اس تمہید کے بعد آگاہ لکھتے ہیں کہ

"مقصود اس تمہید سے یہ ہے کہ اکثر جاہلان بی معنی و ہرزہ درایاں لایعنی زبان دکھنی پر اعتراض اور گلشن عشق و علی نامہ کے پڑھنے سے اعتراض کرتے ہیں اور جہل مرکب سے نہیں جانتے کہ جب تک ریاست

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام :-

بس مئے سے زباں کو اب نہ ترکر　　　مستی سخن پہ ٹک نظر کر
ہے نشۂ سامعہ دوبالا　　　یہ حرف نہ جائے گا سنبھالا

خاتمہ - بتاریخ ۱۵ - رجب ۱۳۲۸ھ شنبہ ختم ہوئی -
از شوکت منزل - بیرون یاقوت پورہ حیدرآباد دکن - بقلم خود سید محمد علی ملیح آبادی -

(۸۴۳) قصہ (شاہ روم)

نمبر (۲۷۴) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۲۴) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ ولایتی
مصنف -　　　تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۰۰ھ کتابت

ناقص الآخر ہے -
مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے -

آغاز :-

ہو کس سے حمد یاروا اس خدا کی　　　کہ جس نے عرش اور کرسی بنا کی
کیا ماٹی کو یوں قدرت سے باہم　　　ستوں بن کر دیا افلاک قائم
ہوا اور آب و گل آتش ملا کر　　　وزن ان کا کیا اربع عناصر

اس مثنوی میں حمد و نعت کے بعد ایک قصہ شروع ہوتا ہے کہ "ملک روم کا بادشاہ بڑا دولتمند اور عقلمند تھا - ایک مرتبہ اس کے دل میں خیال آیا کہ میرا مقابلہ کون کر سکتا ہے - میری فوج اور ملک اور دولت کے سامنے کوئی نہیں ٹھہر سکتا - اس کے بعد ایک مرتبہ وہ جنگل میں شکار کو گیا اور ایک ہرن کو تیر مارا وہ بہ ظاہر زخمی ہوگئی اور بادشاہ نے اس کا تعاقب کیا - ہرن غائب ہوگیا - مصیبتیں پیش آئیں - مصائب برداشت کئے " چونکہ مثنوی ناقص الآخر ہے - اسلئے اختتام قصہ واضح نہیں ہوتا -

اختتام :-

جبھی تصویر اس شہ کی منگائی　　　ہوا واں خضر کو حکم الٰہی
کئی اعضا شتابی سے لائیں　　　جہاں کی تھی وہیں جا کر ملائی

اس کے بعد اشعار نہیں ہیں -

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

یہ نسخہ میر کی زندگی میں لکھا گیا ہے۔ مرنے کے دس سال پہلے کا نسخہ ہے اسلئے نایاب کہا جاسکتا ہے

(۸۴۱) مثنوی دریائے عشق (چوتھا نسخہ)

نمبر (۶۲۸) سائز (۷½×۴½) صفحہ (۲۱) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی کتابت ۱۲۷۶ھ

آغاز:-

عشق ہے تازہ کار و تازہ خیال ہر جگہ اوسکی نئی ہے چال

اختتام:-

لب پہ اب مہر خاموشی بہتر بیان سخن کی خاموشی بہتر

کتاب دریائے عشق بتاریخ ہیجدہم ماہ ربیع الاول ۱۲۷۶ھ نبوی روز یکشنبہ۔ از دست محمد ضیاء الدین بن محمد غوث عفی اللہ عنہما بوقت دو پہر اتمام رسید۔

(۸۴۲) ساقی نامہ

نمبر (۵۰۷) سائز (۸×۶) صفحہ (۸) سطر (۱۷) خط نستعلیق کاغذ۔ دیسی۔

مصنف۔ میر تقی میر تاریخ تصنیف۔ قبل ۱۲۲۵ھ کتابت ۱۳۲۸ھ

جامع سید محمد علی عرش ملیح آبادی

صفحہ اول کی عبارت:-

ساقی نامہ میر تقی میر دہلوی ۱۲۲۵ھ جس کو فقیر حقیر سید محمد علی ملیح آبادی اپنے کتب خانہ خانگی کے لئے ایک قدیم نسخہ سے نقل کیا۔ مرقوم ۱۶۔ رجب ۱۳۲۸ھ

از شوکت منزل۔ بیرون یاقوت پورہ۔ حیدرآباد دکن۔

آغاز:-

ہے قابل حمد وہ سر انداز جو سب میں ہوا ہے جلوہ پرداز

اوسکو مئے حسن نے جھکایا مستی کا نشہ اوس سے آیا

پی اون نے شراب خود پرستی طاری ہوئی اوس پر روز مستی

میر کا یہ ساقی نامہ ہے تمہید کے بعد "مستی باغ" کا عنوان لکھا ہے۔ پھر ایک غزل آئی ہے۔ اسکے بعد طلب شراب کا عنوان ہے۔ اس پر مثنوی کا اختتام ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

واله کی مثنوی دیکھی ہوگی ۔ چندر بدن اور مہیار کی مثنوی بھی قریب قریب اس قصہ کے مماثل ہے۔

اختتام:۔

کتنی وسعت تیری بیان میں ہے — کتنی طاقت تیری زبان میں ہے
لب پر اب مہر خاموشی بہتر — اس سخن کی فراموشی بہتر

خاتمہ۔ تمت تمام شد کار من نظام شد۔ بتاریخ نوازدھم شہر ربیع الاول سنہ ۱۲۵۹ھ بروز پنجشنبہ بہ اتمام رسید من ید میر حبیب علی۔

(۸۳۹) مثنوی میر (دریائے عشق) (دوسرا نسخہ)

نمبر (۵۵۱) سائز (۸×۵) صفحہ (۳۶) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی کتابت سنہ ۱۲۴۲ھ

آغاز:۔

نامہ عشق را کنم آغاز — کہ شوند عاشقاں محرم راز
عشق ہے تازہ کار و تازہ خیال — ہر جگہ اوسکی ایک نئی ہے چال

اختتام:۔

لب پہ اب مہر خاموشی بہتر — اس سخن کی فراموشی بہتر

خاتمہ۔ بتاریخ ہیجدہم ماہ ربیع الاول سنہ ۱۲۴۲ھ روز شنبہ تمام شد۔ آغاز کتاب اور خاتمہ پر مرزا اسد علی بیگ کی مہر ثبت ہے۔

(۸۴۰) مثنوی میر (دریائے عشق) (تیسرا نسخہ)

نمبر (۵۵۷) سائز (۷½×۴½) صفحہ (۲۰) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی کتابت سنہ ۱۲۱۵ھ

آغاز:۔

عشق ہے تازہ کار و تازہ خیال — ہر جگہ اوسکی ہے نئی ایک چال

اختتام:۔

لب پہ اب مہر خاموشی بہتر — بیان سخن کی فراموشی بہتر

خاتمہ۔ ایں نسخہ سندی فتنہ خیز...... من تصنیف میر صاحب کاشف اسرار خفی میر تقی بتاریخ پنجم جمادی الثانی روز جمعہ سنہ ۱۲۱۵ھ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مصنف - مخدوم   تاریخ تصنیف - مابعد سنہ ۱۱۲۰ھ   کتابت

مخدوم کے متعلق کوئی معلومات بہم دست نہیں ہوئے۔ اسکی ایک مثنوی "نافرمان عورت" کا قلمی نسخہ انڈیا آفس میں ہے۔ یورپ میں دکھنی مخطوطات میں ہم نے اس کا تذکرہ کردیا ہے (صفحہ ۵۸۴) بلوم ہارٹ کو بھی مخدوم کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے ہیں۔

آغاز :-

سو پچھن تجہ نہیلا تے ہے کوں   پیا بن ۔۔۔۔ تجہ پلاتے ہیں کوں
پیاریاں پیا کوں سو رجنے رکھو   اپس ۔۔۔ پوکے اروح کوں ناری رکھو
سنو خاص خصلت کیا خصلتا   رکھو دتکوں خوشحال اپسکا بنانا

اس مثنوی میں ایک درویش - ایک سوداگر اور اسکی بی بی کا قصہ نظم کیا گیا ہے۔ عورت کے مکر کا حال بتایا ہے درویش کی ثابت قدمی کو آشکار کیا گیا ہے۔ درویش کی وجہ سے عورت کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

اختتام اور مصنف کا تخلص -

کئے پند مخدوم زباں کھول صاف   ہریک کو لے سنے سو گنہ ہوئی صاف
نو د بیت مخدوم بولے ہیں آجہ   سکنہ بیتہ بھلکہ ہے تاجہ
ہریک ٹھار بوجھے تو بولو کلام   محمد نبی پر درود و سلام

(۸۳۸) مثنوی دریائے عشق

نمبر (۳۰۳) سائز (۸ ½ × ۵ ½) صفحہ (۱۹) سطر (۱۵) خط نستعلیق مائل شکستہ

مصنف - میر تقی میر   تاریخ تصنیف اوائل سنہ ۱۲۰۰ھ   کتابت سنہ ۱۲۵۹ھ

مصنف کے حالات دوسری جگہ درج کردیئے گئے ہیں۔

آغاز :-

عشق ہے تازہ کار و تازہ خیال   ہر جگہ اوسکی ایک نئی ہے چال
دل میں جا کر کہیں تو درد ہوا   کہیں سینہ میں آہ سرد ہوا

یہ میر کی مشہور و معروف مثنوی ہے جس کا تفصیلی تذکرہ تاریخ مثنویات اردو میں حافظ جلال الدین احمد جعفری نے کردیا ہے۔ (صفحہ ۴۵) مثنوی کے قصہ کو اکثر اصحاب میر کا اپنی تخیل قرار دیتے ہیں۔ مگر دکن میں "دو والہ" نے طالب و موہنی کی جو مثنوی لکھی ہے یہ اسکے ہم مضمون ہے۔ اس لئے ہمارا یہ خیال ہے کہ میر نے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

شہر لکھنو کی تعریف ہے۔

اختتام:۔

مسافر اوس طرف جو آن نکلے — نہ نکلے وہاں سے غیر از جان نکلے
نہیں بیگانہ ہی جنت کا نیکلا — ہر ایک بستی ہے جس کے آگے جنگلا

(۸۳۶) مثنوی ایمان

نمبر (۱۷۰) سائز (۹ × ۵ ۱/۲) صفحہ (۳۳) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف "ایمان" تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۰۰ھ کتابت

مصنف کے حالات دوسری جگہ درج کر دئے گئے ہیں۔

آغاز:۔

اے دلبر خوبرو بد اطوار — جوں ایک گل اور ہزار ہوں خار
گیسو جو ہیں سر بسر معنبر — جز روز سیہ نہ لائی سر پر
ہر چند جبیں ہے لوح سیمیں — ہے نقش وفا سے سادہ آئیں

یہ ایک عشقیہ اور المیہ داستان ہے۔ جس میں اولاً شیریں خسرو کا حال لکھا ہے ملک ارمن کی ایک خوبصورت عورت شیریں نام ہے جو خوبصورت بھی تھی اور شہسوار اور فنون جنگ کی ماہر بھی۔ بادشاہ ہفت کشور خسرو اس کا عاشق ہو گیا اور شادی ہوئی مگر فرہاد کا عشق شروع ہوا۔ پھر اس مثنوی میں لیلیٰ مجنوں کا قصہ شروع ہو جاتا ہے۔ دونوں داستانوں کے انجام بتاتے ہوئے نہیں معلوم کیا تفصیل کی ہے کیوں کہ مثنوی ناقص الآخر ہے۔

اختتام:۔

القصہ ہیچ ہے زمانہ — رہ جاتا ہے عشق کا فسانہ
بس رہ بھی خموش کہ ایک آہ — کر اب ایمان قصہ کوتاہ

اس کے بعد کے اشعار نہیں ہیں۔

(۸۳۷) قصہ درویش

نمبر (۳۰۸) سائز (۷ × ۶ ۱/۲) صفحہ (۱۰) سطر (۱۲) خط شکستہ کاغذ دیسی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اول حمد ہے پھر نعت اس کے بعد چاروں خلفاء کی مدح پھر بی بی فاطمہ کی ستائیش۔ اس کے بعد نفس مضمون شروع کیا گیا ہے۔ اس میں بیان کیا کہ "ایک روز آنحضرت صلعم مسجد میں تشریف رکھتے تھے اور علم کی گفتگو ہو رہی تھی۔ ایک مسافر آیا اور آنحضرت سے درخواست کی کہ چھ سو دینار اسکو دیئے جائیں۔ آنحضرت نے اس جوان سے اس رقم کی ضرورت دریافت فرمائی اس نے کہا کہ خیبر کے راجہ کی دختر نہایت حسین ہے اس سے شادی کے لئے یہ رقم درکار ہے" پھر اس سلسلہ میں محمد ابن حنیفہ کا قصہ شروع ہو جاتا ہے اور ان کی جنگوں کا حال قلمبند کیا گیا ہے اس کے پہلے کئی مثنویوں میں اس قسم کے افسانے نظر آئیں گے۔ یہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جو ۱۲۴۰ھ میں دکن کے شاہ محمود نے قلمبند کی ہے۔

اختتام:۔ تاریخ تصنیف مصنف کے تخلص کی صراحت۔

ارے محمود رکھ اب جلد خامہ	توں کر اتمام زودی فتح نامہ
کیا اتمام جب یوشہ کا انجم	تو بارا سو پہ تھا سال چہارم
پڑو یاراں سگل صلواۃ اظفر	بروح پاک او ساقی کوثر
کیا مرقوم اس نامے کوں اتمام	پڑھو سب فاتحہ اے اہل اسلام

خاتمہ۔ از برائے ...... یہ کتاب مسمہ جنگ نامہ محمد بن حنیفہ تمام ہوئی ماہ شہر رمضان المبارک کے اگارویں تاریخ ۱۲۶۰ھ مقدس میں ارقام سے اختتام کو پہونچی۔

ادارۂ ادبیات اردو میں اس کا ایک نسخہ ہے۔ (زور ۶۵)

(۸۳۵) مثنوی (بلا نام)

نمبر (۷۶۵) سائز (۸ ½ × ۵ ½) صفحہ (۱۴) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف   تاریخ تصنیف قریب ۱۲۰۰ھ کتابت

مصنف کا کوئی پتہ نہیں چلا۔

آغاز:۔

کہوں کیا میں ثناء و حمد رزاق	کہ گویائی کی طاقت ہے یہاں طاق
ادائے شکر ہو کیب اوس کا ہم سے	کہ پالا ہم کو کس ناز و نعم سے
لگا طفلی سے تے ایام پیری	ہماری ہر طرح کی دستگیری

اس مثنوی میں آصف الدولہ شاہ اودھ کی مدح اور ستائش ہے۔ دعوت کی تفصیل ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز:-

الٰہی تو سب کا خداوند ہے | تیرے ذات سین سب کو انند ہے
سفید و سیہ کر کے تو آشکار | ...ہے کار کہا نام لیل و نہار
کیا عرش و کرسی کو پیدا تو ہے | زمیں آسماں کو ہویدا تو ہے

اس مثنوی میں پہلے حمد و نعت و منقبت ہے پھر صفت سخن۔ اسکے بعد "دل کیا چیز" ہے پر بحث کی ہے۔ پھر عشق کی تعریف۔ اس کے بعد قصہ کا آغاز کیا گیا ہے۔ جو ایک صاحب دل فقیر درویش کی حکایت ہے جو عشق الٰہی میں جل گیا تھا۔ درمیان میں چند قصے بھی آتے ہیں۔ لوگوں کو پہلے درویش کے عشق پر شبہ تھا مگر جب امتحان میں کامیاب ہو گیا تو اوس کے عشق کی حقیقت معلوم ہوئی اور عشق حقیقی اور مجازی کا فرق ظاہر ہو گیا۔

اختتام اور کتاب کا نام بھی آگیا ہے۔

ہوا فضل حق سے یہ قصہ تمام | نبی و علی پر صلوات و سلام
بہ یکرنگ ظاہر ہیں نیرنگ عشق | یہ قصہ کا ہے نام نیرنگ عشق

خاتمہ ۔ تمت تمام شد۔ بتاریخ سلخ شہر شعبان المعظم ۱۲۰۲ھ روز جمعہ تصنیف حضرت مظہر علی شاہ بخط شفائی از مخلص جگپت سنگھ قلمی نمودہ شد۔

(۸۳۴) فتح نامہ (ظفر نامہ)

نمبر (۲۱۰) سائز (۸×۱۲) صفحہ (۳۱۴) سطر (۱۷) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف۔ محمود   تاریخ تصنیف۔ ۱۲۰۴ھ   کتابت۔ ۱۲۶۰ھ

محمود دکن کا شاعر ہے جو ۱۱۰۰ھ کے آخر میں گزرا ہے۔ اسکی دو مثنویوں کا پتہ چلتا ہے۔ ایک ملکہ مصر۔ دوسری ظفر نامہ۔ اس کا دوسرا نام فتح نامہ بھی ہے۔

محمود ایک مذہبی شخص تھا اس کے تفصیلی حالات کسی کو معلوم نہیں ہیں۔

آغاز:-

کروں نامے کوں حمد رب سوں آغاز | فصاحت میں رہوں دائم سرفراز
خدا کے نام سو نامے کوں از کام | کروں تا میں ہوے جلدی سو اتمام
حکیم ایسا وہ ہے حکمت میں قادر | کریں نطفے ستیں انسان ظاہر

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اس کے بعد جو شعر ہے اس کا آغاز ہے۔

گلے فرزند کو اپنے ....

(۸۳۲) مثنوی (۹) (صادق العشق)

نمبر (۶۸۸) سائز (۸×۵) صفحہ (۳۰) سطر (۸) خط نستعلیق کاغذ۔ دیسی

مصنف۔ نامعلوم تاریخ تصنیف۔ قریب سنہ ۱۲۰۰ھ کتابت

مصنف کا نام معلوم نہ ہو سکا۔

آغاز:۔

حضرت خواجہ حسن بصری سوں یو نقل ہے ..... رکھے اسکوں جسے عقل ہے

..... اتھی ایک زن پیرزال ..... اوسکی یک بیٹی تھی صاحب جمال

..... چاہ سوں پال کراوسے بڑی ..... جو یک مرد سوں اوسکی نسبت گڑی

اس مثنوی میں ایک داستان نظم کی گئی ہے کہ ایک ضعیف عورت کی ایک دختر تھی اسکی شادی کی اس کو بڑی فکر تھی لیکن کوئی مرد شادی کے لئے راضی نہیں ہوتا تھا۔ وہ ضعیفہ آنحضرت صلعم سے واقعات بیان کی۔ آنحضرت نے ایک شخص کو راضی کرایا" اس میں پھر اور قصے آجاتے ہیں۔ ایک یہودی کی عورت آنحضرت سے محبت کرتی تھی۔ یہودی اس پر غضبناک ہوتا ہے وہ آنحضرت سے رجوع کرتا ہے آپکو وحی آتی ہے اور اس عورت کا عشق بھی ثابت ہوتا ہے۔ اس میں یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ عورت کو چاہئے کہ مرد کو راضی اور خوش رکھے۔

اختتام:۔

اے نیک بخت او زن خوش خصال ...... اپنی نار صاحب جمال

وگر نیں تو دوزخ تن بس مارہے ..... جہنم کے اونار انگار ہے

(۸۳۳) نیرنگ عشق

نمبر (۱۴۶) سائز (۸×۵) صفحہ (۵۴) سطر (۱۴) خط شکستہ کاغذ۔ دیسی۔

مصنف۔ مظہر علی شاہ تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۰۲ھ بکتابت۔ سنہ ۱۲۰۲ ہجری

مصنف کے متعلق کوئی معلومات بہم دست نہیں ہوئے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۸۳۱) مثنوی آصف

نمبر (۱۳۳) سائز (۹×۵) صفحہ (۲۷۲) سطر (۱۱) خط شکستہ۔ کاغذ

مصنف۔ آصف تاریخ تصنیف۔ قریب ۱۲۰۰ھ کتابت

ناقص الآخر ہے۔

شاہ عالم کے زمانہ کی یہ تصنیف ہے۔

اگرچہ آصف تخلص آصف الدولہ کا تھا۔ لیکن اس مثنوی کے متعلق یہ تیقن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ آصف الدولہ کی ہے کیوں کہ اس میں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ کی مدح ہے۔ اور آصف الدولہ امامیہ مذہب کے پیرو تھے اس لئے گمان غالب ہے کہ یہ کسی اور آصف کی تصنیف ہے جس کے حالات کی کسی تذکرہ نویس کو اطلاع نہیں ہے۔

آغاز:۔

الٰہی اول و آخر تیرا نام | لکھوں ہر صفحہ دل پر صبح شام
تو اپنے فضل سیتی میری زباں کھول | کہوں نعت نبی تیری ثنا بول
زباں میرے کو نے فی الحال باری | نزاکت کا سخن کر او سیتی جاری

پہلے حمد ہے پھر نعت اس کے بعد محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی کی مدح اسکے بعد بادشاہ شاہ عالم کی مدح ہے۔ اسکے بعد قصہ شروع ہوا ہے کہ مصر کا ایک بادشاہ تھا اس کا نام شاہ عادل تھا۔ اسکے مقابل کوئی اور بادشاہ نہیں تھا۔ رعایا ہمیشہ شاد امن اور اماں سے رہا کرتی تھی۔ ایک دن بادشاہ کے پاس ایک درویش آیا اور ایک قصہ سنایا۔ درویش کی داستان سنکر بادشاہ عشق میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ معشوق کی تلاش میں روانہ ہونا اور مصیبتوں اور پریشانیوں کے بعد کامیاب ہوتا ہے۔

ناقص الآخر مثنوی ہے۔

اختتام:۔

شہزادہ پیش مادر با دلارام | رفتہ زود.............
چو مادر شہزادہ را دید.... | بدیدہ ناگہاں ونشست پر غم

اس کے بعد کے اوراق نہیں ہیں۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

कार्यकारी सह सम्पादक पुरातत्व पत्रिका उ० प्र०, संग्रहालय पुरातत्व पत्रिका राज्य संग्रहालय, लखनऊ

آغاز۔

کروں پہلے توحید یزداں رقم جھکا جس کے سجدے کو اول قلم

اختتام۔

سنی جبکے ماہر نے یہ مثنوی تو محظوظ ہو کر فکر تاریخ کی

یہ مصرع پڑھا وہیں ہو کے فرح ہے یہ اس مثنوی کی یہ نادر طرح

خاتمہ۔ تاریخ غرہ صفر المظفر ۱۲۳۷ھ صفحہ اول وآخر پر منیر الملک کی مہر ثبت ہے۔

(۸۲۹) سحر البیان (آٹھواں نسخہ)

نمبر (۶۳۴) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۱۱۳) سطر (۲۰) خط نستعلیق کاغذ ولایتی کتابت ۱۲۲۱ھ

آغاز۔

کروں پہلے توحید یزداں رقم جھکا جس کے سجدے کو اول قلم

اختتام۔

جو مصنف سنے گے کہیں گے یہی نہ ایسا ہوا ہے نہ ہو گا کبھی

خاتمہ۔ سرعت تمام۔ بتاریخ نہم ماہ ذیحجہ ۱۲۲۱ھ تحریر یافت۔

(۸۳۰) قصہ بے نظیر و بدر منیر (نواں نسخہ)

نمبر (۶۳۷) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۱۷۹) سطر (۱۲) خط نستعلیق کاغذ دیسی کتابت ۱۲۵۲ھ

آغاز۔

کروں پہلے توحید یزداں رقم جھکا جس کے سجدے میں اول قلم

اختتام۔

سنی جب کہ ماہر نے یہ مثنوی تو محظوظ ہو فکر تاریخ کی

خاتمہ۔ بعون اللہ الملک الوھاب۔ باتمام رسید کتاب بے نظیر و بدر منیر۔ بتاریخ دوازدہم شہر صفر المظفر ۱۲۵۲ھ تحریر یدر بلدہ فرخندہ بنیاد حیدر آباد۔

از دست اضعف العباد بندہ علی دکھنی۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۸۲۵) بے نظیر بدر منیر سحر البیان (چوتھا نسخہ)

نمبر (۶۰۷) سائز (۱۱×۷) صفحہ (۱۸۷) سطر (۱۴) خط نستعلیق کاغذ۔ ولایتی

آغاز:۔

کروں پہلے توحید یزداں رقم جھکا جس کے سجدہ میں اول قلم

اختتام:۔

کہی اوس کی تاریخ یوں برمحل کہ بت خانہ چین ہے بے بدل

اس کتاب میں (۵۳) فوٹو ہیں جو کسی اور نسخہ سے حاصل کر کے اس میں چسپاں کی گئی ہیں۔

(۸۲۶) بدر منیر سحر البیان (پانچواں نسخہ)

نمبر (۶۱۱) سائز (۸×۵½) صفحہ (۲۰۲) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی کتابت ۱۲۰۸ھ

آغاز:۔

کروں پہلے توحید یزداں رقم جھکا جسکے سجدہ میں لوح قلم

اس نسخے میں (۱۶) تصاویر دکن اسکول کی شامل ہیں۔

(۸۲۷) مثنوی سحر البیان (چھٹا نسخہ)

نمبر (۶۲۷) سائز (۹½×۵½) صفحہ (۱۹۶) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی مطلا

آغاز:۔

کروں پہلے توحید یزداں رقم جھکا جسکے سجدے کو اوّل قلم

اختتام:۔

کہی اوس کی تاریخ یوں برمحل یہ بت خانۂ چین ہے بے بدل

(۸۲۸) سحر البیان (ساتواں نسخہ)

نمبر (۶۳۳) سائز (۹½×۶½) صفحہ (۲۰۰) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی کتابت ۱۲۳۷ھ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۸۲۳) مثنوی میر حسن سحر البیان (دوسرا نسخہ)

نمبر (۲۱۴ میوزیم) سائز (۱۲ ½ × ۸) صفحہ (۲۱۲) سطر (۱۲) خط نستعلیق کاغذ۔ ولایتی دبیز مطلا۔ کتابت سنہ ۱۳۵۳ھ

آغاز:-

کروں پہلے توحید یزداں رقم ... جھکا جس کے سجدے کو اول قلم

اس نسخے کو نواب سالار جنگ نے کئی مختلف قلمی نسخوں کو پیش نظر رکھ کر نہایت اہتمام سے مرتب کرایا ہے چنانچہ آخر میں اسکی صراحت بھی ہے۔ اس میں (۲۶) تصاویر ہیں جو دکنی اسکول کی ہیں اس کا مصور وکیٹ راما ہے جو حیدرآباد کا رہنے والا تھا۔

اختتام:-

لکھی اس کی تاریخ جو برمحل ... یہ بت خانہ چین ہے بے بدل

خاتمہ - حسب الحکم سرکار فیض آثار عالیجناب فلک انتساب معلی القاب سالار سالار الامراء نواب سالار جنگ بہادر ادام اللہ اقبالہ و اجلالہ۔ فقیر الحقیر المذنب مرزا حشمت علی قادر رقم حیدرآبادی۔ تلمیذ حضرت محمد ہاشم علی صاحب بادشاہ رقم مرحوم شاگرد رشید عمادی فیض مآب نواب محمد مظفر الدین خاں امیر یاور جنگ مغفور تحریر غرہ شوال سنہ ۱۳۵۳ھ

اس کے بعد مرزا حشمت علی افسر کا قطعہ تاریخ درج ہے۔ اس کا آخری شعر یہ ہے۔

تو افسر کو ہاتف نے آواز دی ... کہ بہتر لکھائی گئی مثنوی ۱۳۵۳ھ

(۸۲۴) مثنوی سحر البیان (تیسرا نسخہ)

نمبر (۵۷۷) سائز (۹ × ۵) صفحہ (۱۵۱) سطر (۱۵) خط شکستہ کاغذ۔ دیسی۔

آغاز:-

کروں پہلے توحید یزداں رقم ... جھکا جس کے سجدے میں اول قلم

اختتام

لکھی اوس کی تاریخ یوں برمحل ... یہ بت خانہ چیں ہے بے بدل

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

خاتمہ ۔ باتمام رسید۔ کتاب مسمی لیلی مجنوں تصنیف نواب مرزا محمد تقی خان بہادر دام اقبالہٗ واجلالہٗ وافضالہٗ ہر کہ خواند طمع دعا دارم زانکہ من بندہ گنہ گارم ۔

اعہ ۱۲۰۹

غالباً (۲۱۹۸) اشعار کی تعداد ہے۔ صفحہ اول پر پانچ مہر ہیں۔ ان میں سے ایک اقبال الدولہ۔ دوسری شرف الدین خاں بہادر۔ تیسری مہر سرکار مہاراجہ ہولکر۔ چوتھی مہر مرزا خاں بہادر نواب علی خاں کی ہے پانچویں برابر پڑھی نہیں جاتی۔ آخری صفحہ پر ایک انگریزی دستخط بھی ہے جو پڑھی نہیں جاتی۔

(۸۲۲) مثنوی سحرالبیان

نمبر (میوزیم ۴۵) سائز (۹ ½ × ۶ ½) صفحہ (۲۱۸) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف ۔ میر حسن تاریخ تصنیف ۱۱۹۹ھ کتابت

مصنف کے حالات دوسری جگہ درج کر دیئے گئے ہیں۔

آغاز :-

کروں پہلے توحید یزداں رقم ۔۔۔ جھکا جس کے سجدے کو اول قلم
سر لوح پر رکھ بیاض جبیں ۔۔۔ کہا دوسرا کوئی تجھ سا نہیں

میر حسن کی یہ مشہور مثنوی ہے اس کے قصہ کی صراحت غیر ضروری معلوم ہوتی ہے اس میں شہزادہ بے نظیر اور شہزادے بدر منیر کی عشقیہ داستان لکھی گئی ہے۔

اختتام :-

میاں مصحفی کو جو بھایا یہ طور ۔۔۔ انھوں نے بھی کر فکر از راہ غور
کیا اوس کی تاریخ یوں بر محل ۔۔۔ یہ بیت خانہ چین ہے بے بدل

اس کتاب میں (۲۸) تصاویر مغل اسکول کی شامل ہیں۔ میر حسن کی یہ مثنوی کئی مرتبہ طبع ہوئی ہے اس کے قلمی نسخے بھی اکثر کتب خانوں میں ملتے ہیں۔ چنانچہ کتب خانہ آصفیہ میں چار نسخے ہیں (مثنوی ۱۶۱ - ۲۸۰ - ۳۱۲ - ۵۲۵)

کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو میں پانچ نسخے ہیں (زور (۹۵ تا ۹۷) (۱۱۸) و ۲۷۵)

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۸۲۰) قصہ عقل و دل (دوسرا نسخہ)

نمبر (۱۷۸) سائز (۸ × ۶) صفحہ (۴۱) سطر (۱۱) خط نستعلیق۔ کاغذ۔ دیسی

آغاز:۔

حمد بیحد اوس خدائے پاک کوں — کیا شرف بخشتا ہے مشتِ خاک کوں

اختتام لوگ بیگی یہاں ستے کے چلاوال — قتل کئے دیو کتیں بعد ازاں

اس کے بعد کے اشعار نہیں ہیں۔ ناقص الآخر ہے۔

(۸۲۱) لیلیٰ مجنوں

نمبر (۶۷۴) سائز (۱۰ × ۶ ½) صفحہ (۱۳۴) سطر (۱۱ تا ۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف۔ مرزا محمد تقی خاں ہوس تاریخ تصنیف۔ ۱۱۹۰ھ جدول مطلا

مصنف کے حالات دوسری جگہ قلمبند کر دیئے گئے ہیں۔

آغاز:۔

اے کاشف سر عشق جاں سوز — منت دہ شمع محفل افروز

وے در محیط و جاودانی — سرچشمہ آب زندگانی

اس قسم کے فارسی آمیز چند شعر کے بعد۔

رنگ چمن و بہار تجھ سے — جوش گل و لالہ زار تجھ سے

ترتیب دہندہ تو ہے سب کا — پیدا یہ ہے تجھ سے روز و شب کا

اس مثنوی میں اول حمد ہے۔ پھر مناجات اس کے بعد نعت اس میں اماموں کی مدح بھی آگئی ہے۔ اس کے بعد نفس مضمون داستان لیلیٰ مجنوں شروع ہوئی ہے۔

یہ پتہ نہیں چلتا کہ مصنف نے اس کو کس فارسی مثنوی سے ترجمہ کیا ہے یا خود انکا ذاتی تخیل ہے

اختتام:۔

جب تک ہے ہر اک کا کام باقی — تیرا ہی رہے گا نام باقی

بس ہاتھ سے رکھ دے اب قلم کو — لے تھام ذرا عنان دم کو

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

خاتمہ۔ بمت تمام شد۔ جنگ نامہ بیر الالم مولا علی بدستخط حیدر علی موسوی الحسینی الضرام یافت۔

(۸۱۹) قصّہ عقل و دل

نمبر (۱۷۷) سائز (۹×۶) صفحہ (۳۷) سطر (۱۳) خط۔ ثلث۔ کاغذ۔ دیسی

مصنف۔ خاتم تاریخ تصنیف۔ مابعد ۱۱۵۰ھ کتابت ۱۲۴۱ھ

اس کے مصنف دہلی کے شاہ خاتم نہیں بلکہ دکن کا خاتم تخلص شاعر ہے۔

افسوس ہے ہم اس کے حالات سے واقف نہیں ہیں۔ صرف اس قدر پتہ چلتا ہے کہ وہ دکھنی تھا۔

آغاز:۔

حمد بیحد اس خدائے پاک کوں | کیا شرف بخشتا ہے مشت خاک کوں
نور سوں اپنے نبی پیدا کیا | شرف سب خلعت منی ان کوں دیا
او محمد پاک ہے تیرا رسول | دین کوں جن کی کیا سب نے قبول

اس مثنوی میں حمد و نعت کے چند شعر کے بعد اصل قصہ شروع کیا گیا ہے کہ "ایک شہر کا بادشاہ عقل نام کا تھا اور اس کو ایک لڑکا تولد ہوا۔ اس کا نام دل رکھا گیا۔ دل نے آبحیات پینے کی خواہش کی بادشاہ عقل نے اپنے وزیروں کو طلب کرکے یہ بات کہی۔ ان میں ایک ملازم نظر نام تھا۔ اس نے کہا آبحیات کی کوشش کیجا سکتی ہے۔ انسانی تمام اعضاء حواس کا ذکر آتا ہے۔ حسن۔ عشق۔ دل اور عقل کے مراحل طے ہوتے ہیں۔ آبحیات مل جاتا ہے"۔ یہ وہی قصہ ہے جس کو قطب شاہی شاعر وجہی نے "سب رس" میں لکھا ہے۔ اگرچہ اسکی صراحت نہیں ہے۔ لیکن داستان وہی ہے جو دکھنی نظم میں لکھی گئی ہے۔ وہی قصہ اس مثنوی میں ہے۔

اختتام:۔

یا الٰہی خاتم او پر کر کرم | نا اکھنا مردوں کی میداں میں شرم
شعر سوں رکھنا نہ تھا خاتم خبر | جو سنیا تھا یو قصہ ال سر بسر
اس وضع دکھنی لیتی یو لیا تمام | فضل سوں حق کے کیا ہے والسلام

بتاریخ چہارم ماہ ربیع الاول ۱۲۴۱ھ از دست خاک پائے عالم محمد عبد اللہ۔

کتب خانہ آصفیہ میں اس کا ایک نسخہ ہے۔ شاملات (۷۷۴)

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

ناقص الآخر ہے۔

اس کے بعد کا حصہ نہیں ہے۔ جو اوراق ہیں وہ دوسری مثنوی کے ہیں۔ جو شعر ہونا چاہئے اس کا آغاز "شہ نے" سے شروع ہوتا ہے۔

(۸۱۸) جنگ نامہ میر الالم مولا علی ولی

نمبر (۳۶۵) سائز (۷×۵) صفحہ (۱۸) سطر (۷) خط نستعلیق کاغذ۔ دیسی

مصنف۔ میر باقی تاریخ تصنیف ما بعد ۱۱۵۰ھ کتابت

ناقص الاول ہے۔

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔ بقول بعض اس کا مصنف عظیم الدین ہے۔

آغاز:۔

کفر توڑ کر دین قایم کیا سخاوت کرم جنگ میں دایم کیا
محمد نبی دین کے آفتاب علی مرتضی ہیں جیون ماہتاب
ہے ختم نبوت نبی مصطفےٰ ہے ختم ولایت علی مرتضیٰ

حمد و نعت کے بعد اصل قصہ شروع ہوتا ہے۔ قصہ یہ ہے۔ ایک مرتبہ آنحضرت جنگ سے واپس ہو رہے تھے۔ ایک مقام پر پانی نہیں تھا۔ حضرت علیؓ کو پانی کی تلاش میں روانہ کیا گیا آپنے جنگل سے ایک ضعیف شخص کو آنحضرت کی خدمت میں حاضر کیا جس کے پاس پانی تھا۔ اس شخص کو اسلام لانے کی دعوت دی گئی۔ اس نے کہا اگر میری عورت اسلام قبول کرے تو میں بھی ایمان لاتا ہوں اب اس عورت کو لایا گیا۔ اس نے کہا کہ جنگل میں ایک کنواں ہے وہاں ایک کالا دیو رہتا ہے اس سے مقابلے کی کسی کو طاقت نہیں اگر اوس کو مارد یا جائے تو میں ایمان لاتی ہوں اولاً مالک اشتر بھیجے جاتے ہیں۔ پھر حضرت علی جاتے ہیں اور اسکو مار دیا جاتا ہے۔ بعد فتح وغیرہ وزی مدینہ کو واپس ہوتے ہیں۔

اختتام:۔

بحق محمد حبیب خدا بحق علی مرتضیٰ باصفا
بحق فاطمہ اور حسن و حسین الٰہی بحق ہمیں پنجتن
تو ں کر میر باقی سے مشکل کون حل ہر ایک آن میں کر تو اوسپر فضل

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۸۱۷) قصۂ شیخ صنعا

نمبر (۴٦۵) سائز (۷×۵) صفحہ (٦۰) سطر (۷) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف - نامعلوم تاریخ تصنیف بالعدد ۱۱۵۰ھ کتابت

ناقص الآخر ہے۔

مصنف کا نام معلوم نہیں ہوتا۔ اس لئے کوئی صراحت نہیں کیجا سکتی۔

آغاز :-

اول اسم اللہ کا لیوں میں زباں پاک سے

آدم کو جو پیدا کیا ظاہر منے اس خاک سے

لیکن خزانے نور کے باطن منے بیحد دیئے

اس ہی سبب عالم اوپر اون کو خلیفہ خود کیے

اس مثنوی میں اول حمد و نعت و منقبت ہے اس کے بعد قصہ شروع ہوتا ہے۔ قصہ یہ ہے کہ "ایک بادشاہ تھا اس کو اولاد نہیں تھی۔ نجومیوں کو طلب کرکے دریافت کیا گیا انھوں نے کہا شاہ خاور کی دختر سے شادی ہو تو فرزند ہو سکتا ہے۔ بادشاہ نے اپنے وزراء سے صلاح لی۔ ایک وزیر جو خجستہ رائے سے موسوم تھا اور بڑا عقلمند تھا اس کو لشکر دیکر ملک خاور روانہ کیا گیا۔ بادشاہ خاور نے خوشی سے شادی کردی۔ مگر شب زفاف بادشاہ کو کامیابی نہیں ہوئی۔ حکیموں اور نجومیوں کو طلب کیا گیا۔ ہر ایک نے اپنے اپنے کام کئے آخر میں عامل آئے وہ بھی ناکام رہے۔ آخر شیخ صنعا سے رجوع کیا گیا۔

اختتام :-

ہر ایک کہ تن میں عشق کی آتش اوٹھی ان سے سو لگ

آپس میں کوئی تہ کنارہ سکی کرنے لگے بلکا بلک

غصہ ستیں تب بولے یہ سب کو کہو اے بادشاہ

اس قفل کا جب اپس ورنہ کردینگے یک نگاہ

اوس وقت میں انسان سب ہو جا ئینگے حیوان

کوئی گدھا۔ کوئی کتا۔ کوئی خچر کوئی سور

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۸۱۶) مثنوی تصویر جاناں

نمبر (۵۱) سائز (۹×۶) صفحہ (۵۰) سطر (۲۱) شعر خط شکستہ کاغذ۔ دیسی

مصنف۔ لالہ لچھمی نارائن شفیق تاریخ تصنیف۔ مابعد ۱۱۷۵ھ کتابت

لالہ لچھمی نارائن نام اور شفیق تخلص۔ ان کے والد لالہ منسارام فارسی کے بلند پایہ ادیب اور آصفجاہ اول کے زمانہ میں ایک معزز عہدہ پر ممتاز تھے۔ شفیق کی ولادت ۱۱۵۸ھ میں ہوئی۔ علماء وقت سے علم کا اکتساب کیا اور شاعری میں مولانا غلام علی آزاد بلگرامی سے تلمذ حاصل کیا تھا۔ فارسی اور اردو کے مصنف شاعر اور مورخ ہیں۔ کئی ایک کتابیں انکی یادگار ہیں۔ ان میں سے ایک چمنستان شعراء۔ اردو گو شعراء کا تذکرہ ہے جو ۱۱۷۵ھ میں مرتب ہوا ہے۔ ان کے انتقال کا صحیح سنہ معلوم نہیں مگر ۱۲۱۵ھ تک زندہ رہنے کا پتہ چلتا ہے۔ اس مثنوی کے علاوہ ان کی ایک اور اردو مثنوی معراج نامہ بھی ہے۔

آغاز:-

سنو اے حسن کے تصویر سازو
سنو اے عشق کے جادو طرازو

ٹک اک دل دے کے صاحب کا فسانہ
کہ فن عاشقی میں ہے یگانہ

میری اک رات نیند اوچٹ گئی
صف خواب آنکھوں کے آگے سے ہٹ گئی

مصنف نے اس مثنوی میں اپنے خواب کی معشوق کا حال اور اوس کا سراپا وغیرہ لکھا ہے اور سراپا میں جسم کے ہر ہر عضو کی تصویر کھینچی ہے۔

اختتام:-

کل جو ہم تم ساتھ مل کر یہ کنتیں آئے گئے
ہم کنتیں ٹو کے گئے اور آپ نظر آنے لگے

ایام ہے جوانی کی جب لگ فرو بھاری
پیری جو آئی پھر تو خزاں آ سکا رہے

آہ میں کیا کہوں ان آنکھوں کی نادانی کو
گھر کنتیں آگ لگا دوڑتے ہیں پانی کو

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۸۱۵) جنگ نامہ حنیف شاہ

نمبر (۳۶۲) سائز (۸ ½ × ۶) صفحہ (۲۲۴) سطر (۱۳) خط ثلث کاغذ

مصنف۔ تاریخ تصنیف۔ مابعد ۱۱۵۰ھ کتابت۔ ۱۲۴۵ھ

اس مثنوی کے مصنف کا نام اور تخلص معلوم نہ ہو سکا۔ زبان کے لحاظ سے ۱۱۵۰ھ کے مابعد کی کتاب ہے۔ مصنف کے برخلاف کاتب نے اپنا نام اشعار میں لکھا ہے

آغاز:۔

بحکم خداوند جاں آفریں — کہ ہے پاک او پاک رب العالمیں
محمد کا صدقہ ہے سب پر سرس — دیا خاص عرفاں کا خوش درس
کہوں ایک جنگ شاہ شیر زماں — حسینی شاہ ابن علی بعد ازاں

حمد و نعت کے بعد قصہ شروع ہوتا ہے۔ اول امام حسین کا شہید ہونا اور پھر مدینہ سے محمد بن حنیفہ کے پاس بغداد کو قاصد کا آنا اور محمد بن حنیفہ جنگ کو روانہ ہوتے ہیں۔ یزید کی امداد کے لئے ملک زنگ وغیرہ سے لشکر آتا ہے۔ محمد بن حنیفہ کی امداد کے لئے ترک آتے ہیں۔ بڑی جنگ ہوتی ہے مگر آخر پر محمد بن حنیفہ غائب ہو جاتے ہیں۔

اس مضمون کی متعدد کتابیں ملتی ہیں۔ چنانچہ سیوک کے جنگ نامہ کا قبل ازیں تذکرہ کر دیا گیا ہے لطیف کا ظفر نامہ بھی اسی مضمون کا ہے۔ کئی اور مثنویاں اس عنوان کی ہیں۔

یہ مثنوی نہ تو سیوک کی ہے اور نہ لطیف کی اور ان مثنویوں سے بھی نہیں ملتی جن کا تذکرہ دوسرے صفحات میں ہوا ہے یہ کسی اور مصنف کی تصنیف ہے جو اب تک گمنامی میں ہے۔

اختتام:۔

ارادت بھی کرتا ہوں سن اے عزیز — توں کر فاتحہ دل سنتے با تمیز
اگر چہ پڑے گا کوئی ہر یک زماں — خدا اوس رکھے دو جہاں میں اماں
ہوا یو بیاں میں سب تمام — درود بر محمد علیہ السلام

خاتمہ میں کاتب اور مالک کا نام اور کتابت کی تاریخ ۱۰ رشعبان ۱۲۴۵ ہجری نظم میں لکھی گئی ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مرتب ہوا جنگ نامہ تمام   محمد نبی پر درود ہور سلام

کتب خانہ آصفیہ میں اس کا ایک نسخہ ہے (مثنوی ۵۱۹)

(۸۱۴) قصہ مرجان

نمبر (۲۱۴) سائز (۷ ۱/۴ × ۴ ۱/۲) صفحہ (۱۹) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ

مصنف۔ سعید   تاریخ تصنیف۔ مابعد ۱۱۵۰ھ   کتابت ۱۱۷۴ھ

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز

ثنا توں ابتدا کر اس خدا کا   کہ وہ رب ہے زمیں ہور آسماں کا

شرف سب پر دیا ہے آدمی کوں   ملک حوراں نہ کس جن و پری کوں

ہمیں لازم ہے اوس کا شکر کرنا   ہور اس کی یاد میں کچھ ذکر کرنا

حمد و نعت اور عشق کی تعریف کے چند شعر کے بعد اصل قصہ شروع ہوتا ہے اس میں واضح کیا ہے کہ دکن میں ایک تاجر تھا جو شیریں سخن تھا۔ خدا نے اس کو ایک فرزند دیا تھا جو ماں باپ کا چھیتا تھا تاجر کے پاس دولت کی کمی نہیں تھی۔ اس کے جہاز چلتے تھے۔ اس کے فرزند کا نام مرجان تھا جوان ہوتے ہی باپ نے شادی کا ارادہ کیا اور ایک خوبصورت لڑکی سے بیاہ ہوا۔ دونوں عاشق اور معشوق کی طرح محبت سے بسر کرنے لگے اس عرصہ میں اس کے باپ کا انتقال ہوگیا اور تجارت کی غرض سے اس کو پردیس چلنے کی ضرورت ہوئی۔ بی بی کو چھوڑ کر روانہ ہوگیا ایک عرصہ تک وطن سے باہر رہا اس کی بی بی کو جدائی شاق گزری مگر اس نے صبر کرکے شوہر کے گھر سے قدم باہر نہیں کیا۔ آخر شوہر واپس آگیا"۔

اختتام:-

بسر ناا س دنیاں میں زمانہ کے کوں   یک کس ستیں اب زمانہ کے لوں

پھر کر اس سعید یا نوا پر   درود ہر دم محمد مصطفیٰ پر

"اقص الآخر ہے۔

اس میں ایک فارسی کتاب قصہ سلطان محمود شامل ہے اس کا سنہ کتابت ۱۱۷۴ھ ہے غالباً اسی سنہ میں زیر بحث مثنوی لکھی گئی ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام اور کاتب کے نام کی صراحت۔

لکھا جنگ نام سو عبد السلام — ہزاراں بنی پر درود و سلام
کہ ماہ مبارک ذیقعدہ کل — کہ تاریخ بسویں تھی روز منگل
لکھا.... بشر یو قصہ تمام — کہ ہیں شاہ ملا حسینی کا ہے نام
لکھا ظہر کے وقت قصہ تمام — خدا کے رسولے بحق مدام
الٰہی گنہ گار بندہ ہوں میں — عفو کر جو میرے گناہاں کے تئیں
علیہ الصلوٰۃ علیہ السلام — نبی پر ہزاراں درود و سلام

کتب خانہ آصفیہ میں اس مثنوی کا ایک نسخہ ہے (مثنوی ۵۳۶)

(۸۱۳) جنگ نامہ زقوم

نمبر (۱۶۵) سائز (۸×۶) صفحہ (۴۴) سطر (۱۷) خط نستعلیق کاغذ۔ دیسی۔

مصنف۔ قاسم علی تاریخ تصنیف مابعد ۱۱۵۰ھ کتابت

قاسم علی کے متعلق ہمیں کوئی معلومات نہیں ہیں۔ اس مثنوی سے صرف اس کے نام کی صراحت ہوتی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے قاسم علی اپنے نام ہی کو تخلص کے طور پر استعمال کرتا تھا۔

آغاز:۔

عطارد مجلس سنوارا باتمام — منا چہار شنبہ میں سند یہ کام
سو پنجشنبہ نازل ہوا مشتری — سعادت کے اورنگ با دیسری
کہ روز جمعہ زہرہ با داب سوں — لیا بادشاہی بڑے لاب سوں

اس مثنوی میں حضرت علی کو ہیرو قرار دیکر ایک رزمیہ داستان لکھی گئی ہے۔ حضرت علی کی بہادری واضح کرنا اور تبلیغ اسلام مصنف کا مقصد ہے اس میں محمد بن حنیفہ بھی ہیرو کی حیثیت سے آجاتے ہیں اور زقوم بادشاہ پر فتح یاب ہوتے ہیں۔

مصنف کے نام کی صراحت

اے قاسم علی بس کر اس بات کوں — سمجھ خوب توں اپنی ذات کوں

اختتام

بڑا فتح نصرت خدا نے دیا — کہ ایسا بھی جھگڑا جہاں میں ہوا

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

زاں بعد احباب یاراں ستی
رہیں شاد و خورم بحرمت نبی

الٰہی علی خاں رہے خوش خرام
بحرمت نبی اور آلہ کرام

بزاں قاضی صاحب کو تو اے کریم
ابراہیم پر کر تو وارد نعیم

جوا ز تو محمد ہوا نام سرور
او سے دین دنیا میں کر بہرور

وہ فیاض و فیروز ہے کامیاب
چھپایا ہے اس نے سنو یہہ کتاب

جو یاری تھے ان سے اب للہائی
دیا چھاپا خانے میں اپنی چھپائی

وطن ان کا حال رہے کر جتن
الٰہی ابھی آکے بیٹھے بمبئی کر وطن

سکینہ نہچ قاضی کو توجہ کرائے
دعا میری مقبول ہوئی خدائے

طفیل پیغمبر خدا .... میرا
بخیر و خوبی ہوئی ل کر بیرا

بمبئی میں طبع ہوئی ہے۔ کتب خانہ آصفیہ میں ایک قلمی نسخہ ہے۔ مثنوی (۳۷۷)

(۸۱۲) جنگ نامہ حنیف (شعری پری)

نمبر (۹۸) سائز (۸½ × ۶) صفحہ (۴۸) سطر (۱۳) خط شکستہ کاغذ دیسی

مصنف۔ تاریخ تصنیف۔ مابعد ۱۱۵۰ھ کتابت

غالباً مصنف کا نام محمد اور ان کے باپ کا نام مخدوم حسین تھا۔

آغاز:۔

الٰہی توں ستار ہر غیب کا
تو داتا ہے عالم میں ہر غیب کا

گنہ بخش بندیاں کا دہر کرامال
توں صاحب سبحاں ہے بڑا مہرباں

قصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے حضرت علی کو رومیوں سے جنگ کرنے روانہ کیا۔ آپ کے ہمراہ آپ کے فرزند محمد بن حنیفہ بھی ساتھ تھے۔ حضرت علی کا ایک غلام مبشر نام تھا۔ اس کو بھی محمد بن حنیفہ کے ساتھ کیا گیا۔ محمد بن حنیفہ ایک دن شکار کو روانہ ہوئے اور مبشر کو بھی ساتھ لیا۔ جنگل میں روم کے بادشاہ کی لڑکی سے ملاقات ہوئی۔ دونوں میں جنگ ہوتی ہے۔ بالآخر محمد بن حنیفہ فتحیاب ہو کر مدینہ کو واپس آتے ہیں۔

فارسی سے دکھنی میں نظم کرنے کی صراحت۔

اتھا یو قصہ فارسی میں تمام
کیا نظم دکھنی پہ یو خاص عام

کہ خادم فقیر کا محمد ہوں میں
سو فرزند مخدوم حسین کا ہوں میں

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام:۔

سعید آرمیہ انوں کی فدویت میں — نہ تھا جو فدویت بل محویت میں
زباں کو کر سخن گوئی سے خاموش — کرا ونکی یاد میں دو جگ فراموش

خاتمہ۔ ایں کتاب قصہ بہرام دلارام رقمہ فقیر حقیر کمترین میر نواز علی ملازم خاص نواب اقتدار الدولہ بہادر پسر شمس الامراء بہادر دام اقبالہ

...... در ماہ رمضان شریف تاریخ بست و یکم روز سہ شنبہ بوقت سہ پہر بہ تمام و کمال رسید سنہ ۱۲۵۴ھ۔ نوازش حسین کی مہر بھی ثبت ہے

(۸۱۱) قصہ محمد حنیف شاہ و زیتون شہزادی

نمبر (۲۵۷) سائز (۷ ½ × ۶) صفحہ (۱۰۱) سطر (۱۰ تا ۱۳) خط شکستہ کاغذ دیسی

مصنف۔ وقی تاریخ تصنیف۔ مابعد ۱۱۵۰ھ کتابت

"وقی" کے متعلق ہمیں کوئی معلومات نہیں ہیں البتہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بمبئی سے تعلق رکھتا تھا۔ اپنے کئی احباب کا تذکرہ کرتا ہے۔ جن میں ایک علی خاں ہیں۔ دوسرے کوئی قاضی صاحب ہیں۔

آغاز:۔

الٰہی دو عالم کا کرتار توں — دو تو جگ کا پیدا اکر نہار توں
کیا اپنی قدرت تے خلقت ظہور — زمیں آسماں ہور ملایک و حور
جو انسان و حیوان او اجنیاں تمام — کریں یاد تجہ کوں خدا یا مدام

اس مثنوی میں ایک فرضی قصہ محمد بن حنیفہ کا درج ہے۔ محمد بن حنیف ایک دن حضرت عمر کی خلافت کے زمانہ میں جنگل کو شکار کے لئے گئے آپ کے ہمراہ ابوبکر صدیق کے دو فرزند اور حضرت عمر کے دو فرزند بھی ساتھ تھے۔ جب جنگل میں پہونچے تو ایک گرد و غبار نظر آیا اور شاہ روم کی دختر زیتوں کنیزوں کے ساتھ ظاہر ہوئی۔ جنگ ہوئی۔ محمد حنیف قید ہو گئے۔ پھر آپ کے رفقاء نے آپ کو قید سے رہائی دلائی اس کے بعد پھر حملہ کیا گیا اور آپ کامیاب ہو کر مدینہ کو واپس ہوئے۔ مدینہ میں گھر گھر روشنی کی گئی۔

کتاب کا نام

کیا یہ حنیف شاہ کا قصہ تمام — محمد نبی پر درود و سلام

خاتمہ میں مصنف نے اپنے بعض احباب کا ذکر کیا ہے اور اختتام بھی اسی پر ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز:۔

عجب عاشق تھا عاشقِ مطلق	شہ طیفور منصور انا الحق

اختتام:۔

لکھا ہوں میں محض یادگاری	دعا سے مجھکو ہے امیدواری

خاتمہ۔ تحریر فی التاریخ بست و پنجاہ جمادی الثانی روز سہ شنبہ وقت صبح ۱۲۷۰ھ

(۸۱۰) قصہ بہرام و دل آرام

نمبر (۹۵) سائز (۸½×۵½) صفحہ (۱۱۱) سطر (۱۴) خط شکستہ کاغذ۔ دیسی

مصنف۔ محمد سعید الدین خاں سعید تاریخ تصنیف ۱۱۸۹ھ کتابت ۱۲۵۶ھ

محمد سعید الدین سعید حیدرآباد کا شاعر تھا مگر شہرت حاصل نہیں ہوئی۔ آصف جاہ ثانی ۱۱۷۵ھ تا ۱۲۱۸ھ کے عہد میں موجود تھا۔ منصور جنگ (جو ایک جاگیردار تھے) کا متوسل تھا۔ اس کے مرنے کے سنہ وغیرہ سے ہم واقف نہیں ہیں۔

آغاز:۔

ادائے شکر رب العالمیں کا	کہاں مقدور ہے اس کمتریں کا
جہاں جمہور دانایان عظام	کئے ہیں عجز نادانی سے ارقام
وہاں میں ذرہ موہوم کیا ہوں	کہ آرا بندہ و حمد و ثنا ہوں

اس مثنوی میں اول حمد و نعت اس کے بعد علیحدہ علیحدہ خلفائے راشدین کی مدح اور پھر امام حسن و امام حسین کی مدح ہے۔ پھر محبوب سبحانی کی ستائش۔ اس کے بعد آصف جاہ ثانی نظام علیخاں کی ستائش کی گئی ہے۔ پھر اپنے ممدوح منصور جنگ کی تعریف ہے۔ اس کے بعد اصل قصہ شروع ہوتا ہے۔ جو بہرام گور کا قصہ ہے۔ عرب میں اس کا پرورش پانا۔ طلسمات کشائی وغیرہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ عنوانات کے تحت قصہ نظم کیا گیا ہے۔ عنوان فارسی میں لکھے گئے ہیں۔

تاریخ تصنیف

ہوئی یہ ہفت کاخ دیر بنیاد	۱۱۸۹	بتوفیق خدا در حیدرآباد
اگر پوچھے کوئی تاریخ فی الحال		ہزار و یک صد و ہشتاد نہ سال
سنہ ہجری رسولِ انس و جاں کی		وہ ہے پیغمبر آخر زماں کی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام:۔

بحق محمد و آل عظیم | گنہ بخش میرا غفور الرحیم
دے ساقی شراب اب جو کچھ نہیں خیال | جہاں ہے گزارے سمرا سر ملال
کہوں میں نہ دوناں کے منت کشی | ہوں کوثر کے ساقی کا ہی منشی

خاتمہ ۔ خصلتاً فراغاً من تسوید ہذا الکتاب، فی یوم الخمس وسادس عشر من شہر شعبان المعظم فی سنہ اربع وعشرین ومائتین والف من الہجرۃ نبوۃ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۸۰۸) منصور نامہ

نمبر (۱۰۰) سائز (۱۰ ½ × ۷) صفحہ (۲۸) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ۔ ولایتی
مصنف۔ فیاض تاریخ تصنیف۔ ۱۱۸۵ھ کتابت

فیاض کے متعلق ہمیں کوئی معلومات نہیں ہیں۔ ان کی مثنوی سے بھی کوئی روشنی نہیں پڑتی۔

آغاز:۔

عجب عاشق تھا عاشقے مطلق | شہ طیفور منصور انا الحق
لقب تھا اوس کا یوں نور علی نور | شہ سید حسینی شاہ منصور

اس میں منصور کا قصہ نظم کیا گیا ہے اور ساتھ ساتھ عشق حقیقی کی بھی تفصیل کی گئی ہے۔

تاریخ تصنیف کی وضاحت اور کتاب کا نام۔

کہا سو میں نے یہ نامہ گو ہر سنج | اگیارا سو پر تھا ہشتاد پر پنج
عجب معجز ہے یہ منصور نامہ | قبولے عاشقاں منظور نامہ

اختتام:۔

اگر کوئی پارسا ہے اور ہے مسوس | دعائے خیر سے مت کر فراموش
لکھا ہوں میں محض یادگاری | دعا ہے مجھکو ہے امیدواری

یہ منصور نامہ ذوقی کے منصور نامہ سے جداگانہ ہے جس کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

(۸۰۹) منصور نامہ (دوسرا نسخہ)

نمبر (۲۶۳) سائز (۷×۵) صفحہ (۲۸) سطر (۹) خط نستعلیق کاغذ۔ ولایتی۔ کتابت ۱۲۷۰ھ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مصنف کے متعلق تفصیلی حالات معلوم نہیں ہوئے صرف یہ واضح ہوا ہے کہ مصنف دکن کا متوطن تھا۔ سید احمد ہنر بن سید محمد عشرتی کا مرید تھا۔

آغاز :-

کرے کیا کوئی اوسکی حمد و سپاس | کہ ہے ذات یکتا وہی بے قیاس
ہوا تھا جو اوسکو تماشے کا ذوق | سو ایک آن میں اون کیا تحت و فوق
چمکنے لگے پھر تو شمس و قمر | ستارے جدا ہو گئے جلوہ گر

اس مثنوی میں اول حمد ہے پھر مناجات، نعت۔ منقبت حضرت علی پھر شاہ محی الدین کی مدح ہے اس کے بعد سبب تصنیف کا عنوان ہے۔ جس میں اس امر کی صراحت ہے۔ سید محمد عشرتی کے فرزند سید احمد ہنر تخلص ہے اور مصنف ان کا مرید تھا۔ ایک دن ان کے چچا علی اکبر ایک فارسی قصے کی کتاب لائے اور سید محمد نقی اور سید عتیق اللہ نے ان کو کہا کہ اس کو دکھنی میں نظم کرے۔ اس خواہش کی تکمیل میں انہوں نے یہ مثنوی قلم بند کی ہے۔ قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ :-

"ملک یمن میں ایک کسان حاتم نام کا تھا جو بڑی طاقت اور قوت رکھتا تھا۔ اس نے اپنی حکومت قائم کرنی چاہی۔ تمام گاؤں والے راضی ہوگئے اور موسم برسات میں جب زمین کی پیداوار ہوئی تو اوس کو فروخت کر کے خزانہ اور فوج فراہم کی گئی اور کئی ملک فتح کئے۔ پھر ملک خراسان کے بادشاہ کا حال شروع ہوتا ہے۔ اس کی دختر حسن بانو ہے۔ وہ اپنی شادی کے لئے چند سوالات کے صحیح جوابات کی شرط لگاتی ہے۔ ہر ایک درویش آتا ہے اور حسن بانو اسکی خدمت کرتی ہے۔ اس طرح کے کئی واقعات ہیں اور پھر حاتم حسن بانو سے ملتا ہے۔ اس کے سوالات کے جوابات کی تلاش میں مصروف ہوتا ہے اور ان کے حل کرنے کے لئے وہ کئی مرحلے طے کرتا ہے اور بارہ برس کے بعد کامیاب اپنے وطن یمن کو لوٹتا ہے جہاں اس کا والد رہتا تھا۔" اس طرح مثنوی ختم ہوئی ہے۔ "مہمان" کی مثنوی بھی اس کے ہم مضمون ہے۔

مصنف کا تخلص اور تاریخ تصنیف کے اشعار۔

گلستاں یو احساں کا ہے گر تمام | رکھا گلشنِ احساں میں اس کا نام
ہوا گلشن احساں جو بار ور | تمامی کا لایا یو تازہ ثمر

بندھا اب سال اسکوں یو باغباں
یہ تحفہ علی کا اچھے داستاں (۱۱۶۹ھ)

مثنوی کے عنوان اشعار میں لکھے گئے ہیں۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

خاتمہ:- تمام شد۔ قصۂ لال وگوہر۔ بتاریخ نوزدہم رجب سنہ ۱۲۶۸ھ

(۸۰۶) قصہ ابو شا

نمبر (۳۷۷) سائز (۸×۵) صفحہ (۸) سطر (۱۷) خط نستعلیق کاغذ۔ ولایتی

مصنف   تاریخ تصنیف بالعہد سنہ ۱۱۵۰ھ   کتابت

اس کے مصنف کا نام معلوم نہ ہو سکا۔

آغاز:-

وصف رب الحمد للہ بولتا ہوں ابتدا

شوق سوں اپنے دیکھو روشن کیا ہے دوسرا

نور سوں اپنے نبی سے نور ہی سوں دو جہاں

تاج شاہی دے کیا ہے جن کوں ختم النبیاں

سن کو یو مولود نامہ حاضراں بزم سبب

جان و دل سے حق میں اونکی کیجے دست دعا

اس میں ابو شحمہ کا قصہ درج کیا گیا ہے جس کا تذکرہ اسکے پہلے کیا گیا ہے۔ مگر دونوں میں کسی قدر اختلاف بھی ہے

اختتام:-

شب کو دیکھے سپنے میں شحمہ کتیں حضرت عمر

تخت پر جنت کے بیٹھے ہیں جو نکہ مرد التقیا

حور و غلما ہو کھڑے تے باندھ کر صف باادب

دیک شحمہ کا مراتب جب گئے بحر خدا

بس اتا کر ختم قصہ فاتحہ پڑ اب دل استے

لا دینگے شحمہ تے یو سب دل کے تیرے مدعا

(۸۰۷) مثنوی گلشنِ احساں

نمبر (۱۰۶) سائز (۸½×۵½) صفحہ (۳۰۹) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ۔ دیسی

مصنف۔ احسان علی   تاریخ تصنیف ۱۱۶۹ھ   کتابت سنہ ۱۲۳۴ھ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

خاتمہ۔ تمت تمام بعون الملک العلوم۔

(۸۰۳) لعل و گوہر (چھٹا نسخہ)

نمبر (۹۲) سائز (۸ ½ × ۵) صفحہ (۴۷) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی

آغاز:۔

الٰہی دے مجھے رنگیں بیانی عطا کر مجکوں یا قوت معانی

اختتام:۔

الٰہی عاشقوں کی آبرو رکھ اونوں کو دو جہاں میں سرخرو رکھ

(۸۰۴) قصہ لال گوہر (ساتواں نسخہ)

نمبر (۶۴۱) سائز (۷ ½ × ۵ ½) صفحہ (۴۱) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

کتابت ۱۲۶۷ھ ہجری

آغاز:۔

الٰہی دے مجھے رنگیں بیانی عطا کر مجکوں یا قوت معانی

اختتام:۔

الٰہی عاشقوں کی آبرو رکھ اونوکوں دو جہاں میں سرخرو رکھ

خاتمہ:۔ تمت تمام شد۔ قصہ لال گوہر بتاریخ نوازدہم رجب المرجب بروز پنجشنبہ بوقت بعد از نماز صبح ۱۲۶۷ھ ہجری۔

(۸۰۵) لال گوہر (آٹھواں نسخہ)

نمبر (۶۴۱) سائز (۹ × ۵ ½) صفحہ (۴۱) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی۔ کتابت ۱۲۶۸ھ

آغاز:۔

الٰہی دے مجھے رنگیں بیانی عطا کر مجکو یا قوت معانی

اختتام:۔

الٰہی عاشقوں کی آبرو رکھ اونوکوں دو جہاں میں سرخرو رکھ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۸۰۰) لعل و گوہر (تیسرا نسخہ)

نمبر (۵۰) سائز (۹×۶) صفحہ (۴۰) سطر (۱۳) خط شکستہ کاغذ دیسی۔ کتابت ۱۲۴۲ھ

آغاز

الٰہی دے مجھے رنگیں بیانی عطا کر مجھکوں یاقوت معانی

اختتام:۔

الٰہی دوستوں کی آبرو رکھ او نو کو دو جہاں میں سرخرو رکھ

خاتمہ۔ تمت تمام شد۔ ایں قصہ لعل و گوہر بوقت سہ پہر روز جمعہ بتاریخ چہارم ماہ جمادی الاول ۱۲۴۲ھ باتمام رسید۔

(۸۰۱) لعل و گوہر (چوتھا نسخہ)

نمبر (۵۱) سائز (۹×۶) صفحہ (۲۶) سطر (۱۳ تا ۱۸) خط شکستہ کاغذ دیسی۔ کتابت ۱۲۴۰ھ

آغاز:۔

الٰہی دے مجھے رنگیں بیانی عطا کر مجھکوں یاقوت معانی

اختتام:۔

الٰہی عاشقوں کی آبرو رکھ او نو کو دو جہاں میں سرخرو رکھ

خاتمہ:۔ بتاریخ پنجم جمادی الثانی ۱۲۴۰ھ ہجری

(۸۰۲) لعل و گوہر (پانچواں نسخہ)

نمبر (۷۹) سائز (۹×۵½) صفحہ (۱۷) سطر (۱۵) خط نستعلیق۔ کاغذ۔ دیسی

آغاز:۔

الٰہی دے مجھے رنگیں بیانی عطا کر مجھکوں یاقوت معانی

اختتام:۔

الٰہی عاشقوں کی آبرو رکھ انو کو دو جہاں میں سرخرو رکھ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

سخن کا لعل دے میری زباں کو | در معنی سوں بھر میرے دہاں کو
سخن کے در کا مجھ کو جوہری کر | سخن سنجوں کو میرے مشتری کر

مثنوی میں حمد و نعت ہے اس کے بعد عشق کی تعریف کی گئی ہے اور اسی میں افسانہ شروع ہو گیا ہے۔ قصہ اندر سبھا کے طرز کا ہے ایک شہزادہ لال نام کا تھا۔ اپنے محل کے بالاخانہ پر سو رہا تھا۔ پریوں کا تخت گذرا۔ ایک پری گوہر نام شہزادے کے حسن و جمال کو دیکھ کر فریفتہ ہو گئی اور شہزادہ کا پلنگ اُٹھا منگوائی۔ پھر عاشق و معشوق بڑی مصیبتوں کے بعد ملے اور انکی شادی ہوتی ہے۔ کامیاب ہو کر لال شہزادہ وطن کو واپس ہوتا ہے۔

اختتام:۔

ارے عاجز سخن کب لگ کہے گا | سخن کی فکر میں کب لگ رہے گا
خموشی سے زباں کو آشنا کر | ہوا افسانہ آخر اب دعا کر
الٰہی عاشقوں کی آبرو رکھ | اونو کو دو جہاں میں سرخرو رکھ

خاتمہ ۔ راقم الحروف میر زین العابدین۔

عاجز کی یہ مثنوی ۱۲۸۳ھ ۱۸۶۷ء اور ۱۲۹۳ھ ۱۸۷۶ء میں مدراس اور بمبئی میں طبع ہوئی ہے مگر اب مطبوعہ نسخے نایاب ہیں۔ قلمی نسخے اکثر کتب خانوں میں موجود ہیں۔ کتب خانہ آصفیہ میں تین نسخے ہیں۔ قصص (۶۴۶) مثنوی شاملات ۲۷۔۶۲۔ مثنوی ۳۴۵) انجمن ترقی اردو علی گڈھ میں دو نسخے ہیں (۲۶-۲۷ مثنوی) یورپ میں بھی اس کے نسخے ہیں (یورپ میں دکھنی مخطوطات صفحہ ۵۲۵)

لعل و گوہر (دوسرا نسخہ) (۷۹۹)

نمبر (۴۹) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۸۸) سطر (۱۲) خط۔ شکستہ۔ کاغذ۔ دیسی

آغاز:۔

الٰہی دے مجھے رنگیں بیانی | عطا کر مجھ کو یاقوت معانی

اختتام:۔

الٰہی عاشقوں کے آبرو رکھ | انوں کو دو جہاں میں سرخ رو رکھ

یہ نسخہ باتصویر ہے۔ اس میں (۴۳) تصاویر دکن اسکول کی شامل ہیں۔ بعض پورے صفحہ پر ہیں بعض نصف صفحہ پر۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام :۔

دیکھو کیا او فکر کرے یو بلی | چوئے سات سو کھا کے حج کو چلی
یاں سوں سارا یو قصہ تمام | ہمیں یوں کہتے ہیں مدن نیک نام

اگرچہ اشعار میں کچھ تغیر و تبدل ہے مگر یہ کاتبوں کی سہو کتابت معلوم ہوتی ہے۔

(۷۹۷) مثنوی گربہ و موش (تیسرا نسخہ)

نمبر (۳۵۸) سائز (۸ ½ × ۴ ½) صفحہ (۷) سطر غیر معین خط نستعلیق کاغذ

آغاز :۔

چوہے نے جو ایک روز آ سر بسر | پیا می او چھل ایک شیشہ بھر

اختتام :۔

ہوا یا نبی قصہ یوں سارا تمام | کیا ہے مدن قادری نیک نام

(۷۹۸) لال و گوہر

نمبر (۲۸) سائز (۹ × ۵) صفحہ (۱۶) سطر (۱۵ تا ۲۰) خط۔ نستعلیق کاغذ دیسی۔ کرم خوردہ۔

مصنف۔ عارف الدین خاں عاجز۔ تاریخ تصنیف ما بعد ۱۱۵۰ھ کتابت۔ ۱۱۸۹ھ

عارف الدین خاں نام اور عاجز تخلص تھا۔ ان کے والد عالمگیر کے عہد میں بلخ سے ہندوستان ہوتے ہوئے اورنگ آباد آئے۔ عارف الدین کی پیدائش اورنگ آباد میں ہوئی۔ ختم تعلیم کے بعد وہ دربار آصفی میں باریاب ہوئے۔ منصب ملا۔ فوج کے بخشی بنائے گئے۔

شاعری کا بچپن سے شوق تھا۔ فارسی اور اردو دونوں زبانوں میں شعر کہا کرتے تھے۔ ایک دیوان اور مثنوی لال و گوہر ان کی یادگار ہیں۔ کتب خانہ آصفیہ میں دیوان کا قلمی نسخہ موجود ہے۔ تاریخ گوئی کا خاص ملکہ تھا۔ ۱۱۷۰ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

عاجز کے حالات "گل عجائب" چمنستان شعرا کے علاوہ تذکرہ شعراء دکن۔ دکن میں اردو۔ مرقع سخن، میں موجود ہیں۔ مثنوی لال و گوہر کی صحیح تاریخ تصنیف معلوم نہیں ہوئی۔ مگر ۱۱۵۰ھ کے ما بعد تصنیف ہونا قرین قیاس ہے۔

آغاز۔ الٰہی دے مجھے رنگیں بیانی | عطا کر مجکوں یا قوت معانی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

یہاں سراں بھائی کو منصور تھے — اون کے سینے فیض سے معمور تھے

دراصل یہ منصور کا قصہ ہے۔ شمس تبریزی کے مُرید ہونے اور راہ عشق میں فنا ہونے کا ذکر کیا گیا ہے اس کو بطور قصہ نظم کیا گیا ہے۔ جنگل میں رہنے۔ پہاڑ کی غار میں پوشید رہنے وغیرہ کی صراحت کی گئی ہے۔

اختتام:۔

او کبھی دستے بڑھے پیروں کے پیر — او کبھی دستے جوانہ کے امیر
بند کردی تلوار میاں سوں ہے ختم — حال دونوں کا کیا ییں رقم

(۶۹۵) قصہ موش و گربہ (قصہ چوہا بلّی)

نمبر (۱۰۰) سائز (۱۰½×۷) صفحہ (۵۲) سطر (۱۲) شعر ( ) خط نستعلیق کاغذ

مصنف۔ شرف الدین مدن۔ تاریخ تصنیف۔ قریب ۱۱۵۰ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔ صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ شرف الدین نام اور مدن تخلص تھا قادریہ گھرانے میں بیعت حاصل کی تھی۔

آغاز:۔

کہوں میں چوہے ہور بلی کا قصہ — سنیں گے تو انکوں جو آوے ہنسہ
بحکم خدا ایک دن یک چوا — غروری کے پھاندی میں پڑ کر موا

یہ ایک چوہے بلی کا قصہ ہے۔ ایک چوہا شراب پیکر مست ہوا اور بلی کو مارنے کا ارادہ کیا مگر بلی ہشیار تھی وہ حج کو جانے کا ارادہ کی اور رات کو چوہے کو ہضم کر گئی۔

اختتام:۔

کہ یوں سب چوہے سنکے لگے بھاگنے — دھاشت جو پڑ گئی او سینے منے
دیکھو آج بلی نے مکر یوں کری — چوہے سات سو کھا کو او حج کو چلی

انجمن ترقی اردو علی گڈھ میں ایک نسخہ ہے (مثنوی۔ ۳۱)۔

(۶۹۶) قصہ چوہا بلّی (موش و گربہ) دوسرا نسخہ

نمبر (۴۱۴) سائز (۷ × ½ ۵) کل (۵۲) شعر ہیں۔ خط۔ نستعلیق کاغذ۔ دیسی

آغاز — چوا ایک مکر سرا سر بسر — پیامی اچھل پر کو شیشے بہتر

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۷۹۲) مثنوی بوستان خیال (تیسرا نسخہ)

نمبر (۵۰۲) سائز (۹×۶) صفحہ (۱۰۶) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ۔ دیسی

آغاز:-

ارے ہم نشینو میرا دکھ سنو   میرے دل کے گلشن کی کلیاں چنو

اختتام:-

یہ دو دن کی تصنیف ہے حسب حال   زباں پر نکل آیا دل کا وبال

نظر میں نہ لاؤ تم اس کا قصور   کہ درد مندی سیں یہ بات دور

خاتمہ۔ تمام شد کتب مثنوی بوستان خیال تصنیف سید شاہ سراج مرحوم نظام آبادی (ضلع اورنگ آباد میں ایک موضع نظام آباد تھا۔ اسکی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔)

(۷۹۳) مثنوی بوستان خیال (چوتھا نسخہ)

نمبر (۵۹۰) سائز (۱۳×۸) صفحہ (۳۶) سطر (۲۵و۲۶) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

آغاز:-

ارے ہم نشینو میرا دکھ سنو   میرے دل کے گلشن کی کلیاں چنو

اختتام:-

نظر میں نہ لاؤ تم اس کا قصور   کہ ہے درد مندی سیں یہ بات دور

خاتمہ۔ تمام شد۔ کتاب مثنوی بوستان خیال تصنیف سید شاہ سراج مرحوم اورنگ آبادی

(۷۹۴) قصہ دو شہزادے

نمبر (۱۰۰) سائز (۱۰½×۷) صفحہ (۲۴) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ۔ ولایتی

مصنف   تاریخ تصنیف۔ مابعد ۱۱۵۰ھ   کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات ہمدست نہیں ہوئے۔

آغاز۔ یہاں بھائی کی نقل کر تجہ یاد   عشق وحدت کا ہوا دل پو زیاد

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اپنی افسوں گری۔ شوخی۔ سادگی۔ لاابالی پن میں اپنے آپ مشہور تھے۔ اس کی بڑی تلاش رہی۔ ایک عزیز غم خوار ملا۔ مگر بے قراری کو تسکین نہیں ہوئی۔ اس غم خوار کو حال دل بیان کیا۔ محبوب کی بے وفائی کی داستان سنائی۔ تمام داستان سنکر اس سردار کو رحم آگیا اور ہمدردی ظاہر کی مگر عزت عشق کے باعث اس سردار کے مکان سے نکلنا ہی پڑا۔ جنگل بیابان کی سیر کی اور آخر الامر دیدار یار سے شاد کام ہوگئے۔ اس مثنوی میں خود اپنا حال بیان کیا ہے۔

اس مثنوی کی تاریخ تصنیف کے متعلق ڈاکٹر زور صاحب نے صرف قبل ۱۱۷۵ھ ہی کی صراحت کی ہے یعنی سراج کے انتقال کے پہلے کا ذکر کیا ہے۔ کتب خانہ ہذا کے دوسرے نسخہ نمبر (۱۴۴) سے واضح ہے اسکی تصنیف سنہ ۱۱۶۰ھ میں ہوئی ہے چنانچہ تاریخ تصنیف کا شعر حسب ذیل ہے۔

کیا میں جب اس مثنوی کا خیال	تھے ہجری ہزار و صد و شصت سال
شمار اوسکے ابیات کا جب کیا	تو ہجرت کے سنہ سے موافق ہوا

اس سے واضح ہے کہ اس مثنوی کے اشعار (۱۱۶۰) ہیں۔ مثنوی کے سلسلہ میں چند قصائد اور بعض دیگر شعرا کا کلام شامل کردیا گیا ہے۔ انور۔ اشتیاق۔ آزاد۔ خاتم۔ فدا۔ کلیم۔ صابر۔ سلام وغیرہ کا کلام شامل ہے

خاتمہ - ۱۹ ذی الحجہ سنہ ۱۲۰۱ھ سہ شنبہ تصحیح بہ حیدرآباد نوشتہ۔

(۷۹۱) مثنوی بوستان خیال (دوسرا نسخہ)

نمبر (۱۴۴) سائز (۱۰½×۷½) صفحے (۱۰۶) سطر (بلاتعین) خط نستعلیق کاغذ دیسی کتابت سنہ ۱۲۴۶ھ

آغاز :-

ارے ہم نشینو میرا دکھ سنو	میرے دل کی گلشن کی کلیاں چنو

اختتام :-

یہ دو دن کی تصنیف ہے حسب حال	زباں پر نکال آیا دل کا وبال
نظر میں نہ لاؤ تم اوس کا قصور	کہ ہے دردمندی سے یہ بات دور

خاتمہ :-

بتاریخ ہیجدہم شہر صفر المظفر سنہ ۱۲۴۶ھ نبوی۔ بروز یکشنبہ بوقت سہ گھڑی شب گزشتہ بہ اتمام رسید۔

کاتب الحروف میر ابوالقاسم بن مرحوم میر محمد علی طباطبائی۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

کہیا ہوں جو میں یو قصہ سر بسر ۔۔۔ کیا مختصر یہاں تیری ناؤں پر
دسی اسکی تاریخ مجھکوں عیاں ۔۔۔ پچھانوا سے تحفہ عاشقاں ۱۱۵۳ھ

خاتمہ ۔ الحمد وللہ تبارک و تعالی کہ ایں قصہ گل و ہرمز با تمام رسید۔
کاتب اضعف عباد اللہ الصمد محمد عطا در شہر قمر نگر قلمی یافت۔

(۷۸۹) تحفۂ عاشقاں (گل و ہرمز) دوسرا نسخہ

نمبر (۷۹) سائز (۹×۵ ½) صفحہ (۳۰۵) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی کتابت سنہ ۱۲۶۱ھ

آغاز:۔

کروں پاک دل ہور زباں پاک سوں ۔۔۔ ثنا پاک اس عاشق پاک کوں

اختتام:۔

دسی اسکی تاریخ مجکو عیاں ۔۔۔ پچھانوا سے تحفہ عاشقاں

خاتمہ ۔ تمت الکتاب بعون الملک الوہاب قصہ ہرمز و گل ۔ بتاریخ غرہ ذیقعدہ سنہ ۱۲۶۱ھ در بلدہ قمر نگر از دست حنیفر صاحب ساکن کرنول

سرخی سے جملہ ابیات (۴۵۶۵) لکھے ہیں تاریخ تصنیف (۱۰۱۵) لکھا ہے جو غلط ہے۔

(۷۹۰) بوستان خیال

نمبر (۹۶) سائز (۹×۶) صفحہ (۱۸) سطر (بلا تعین) خط شکستہ کاغذ دیسی

مصنف ۔ سراج الدین سراج تاریخ تصنیف سنہ ۱۱۶۰ھ کتابت ۔ سنہ ۱۲۰۱ھ

مصنف کے حالات اوراق ماقبل میں درج کردیئے گئے ہیں۔

آغاز:۔

ارے ہم نشینو مرا دکھ سنو ۔۔۔ میرے دل کے گلشن کے کلیاں چنو
میرے پر عجب طرح کے درد ہیں ۔۔۔ کہ سب دردو اس درد کے گرد ہیں
فلک ہوئے تو اس چوٹ سے جائے ٹوٹ ۔۔۔ جگر کے جگر کی جگر میں ہے چوٹ

مثنوی کا آغاز اپنے دردِ دل سے شروع کیا ہے ۔ دل کو کسی طرح تسلی نہیں ہوتی ۔ باغ و بہار گل و گلزار کی تفریح میں دل نہیں لگتا ۔ غم نے جاں بلب کردیا ۔ آخر کسی محبوبہ کی تلاش ہوئی ۔ کئی محبوب ملے جو

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

وجہہ الدین وجدی دکن کا مشہور شاعر ہے۔ اس کے مرنے کے سنہ کی کسی کو اطلاع نہیں ہے۔ وجدی ایک صوفی شاعر تھا۔ مگر وہ زاہد خشک نہیں تھا۔ فطرت کی نیرنگینیوں۔ دربار کی نیرنگینیوں اور محفلوں کی ہنگامہ آرائیو سے اچھی طرح واقف تھا۔ ہو سکتا ہے کہ جوانی رنگینیوں میں گزاری ہو۔ طبابت اس کا آبائی پیشہ تھا۔ وجدی کو فریدالدین عطار کے تصانیف سے دلچسپی تھی۔ اس نے عطار کی دو مثنویوں "منطق الطیر" اور "گل و ہرمز" کو دکھنی میں ترجمہ کیا ہے۔ اسکے علاوہ ایک اور مثنوی باغ جانفزا ہے جو وجدی کے اچھی خیالات کا آئینہ ہے۔ وجدی کے حالات اور اس کے تصانیف پر جامعہ عثمانیہ کے لکچرار ڈاکٹر محمد بن عمر نے ایک مقالہ شایع کر دیا ہے جس میں تفصیلی حالات وغیرہ قلم بند کئے ہیں۔

آغاز:۔

کروں پاک دل ہور زباں پاک سوں — ثنا پاک اوس عاشق پاک کون
کہ جس تے ہوا ہے او گم عشق کا — اجوں لگ ابلتا ہے خم عشق کا
جو کرنے منگیا عشق کا ان ظہور — گیت سوں کیا پرگٹ پنّاج نور

شیخ فریدالدین عطار کی مثنوی گل و ہرمز کا ترجمہ ہے جس میں اول حمد و نعت پھر چاروں صحابہ کی منقبت اور غوث اعظم کی مدح کے بعد اصل قصہ شروع ہوتا ہے۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ "قیصر روم کو اولاد نہ ہونے سے مغموم تھا۔ نجومیوں نے ایک لڑکے کی خوش خبری دی۔ اتفاقاً ایک حسین وجمیل لڑکی پر بادشاہ کی نظر پڑ گئی اور اس کو محل میں داخل کیا گیا اور اس کو حمل قرار پایا۔ بادشاہ کی بڑی بیگم کو اس کا افسوس ہوا اور نقصان کے درپے ہوئی۔ مگر دائی کی مہربانی سے جو لڑکا تولد ہوا تھا اسکو روم سے روانہ کر دیا گیا اور دائی اس کو لے کر خورستان پہنچ جاتی ہے یہاں کا مالی اس کو پرورش کرتا ہے اور ہرمز نام رکھتا ہے۔ ہرمز کی خوبصورتی کو دیکھ کر خورستان کا بادشاہ اپنے شہزادے بہرام کا مصاحب بناتا ہے۔ خورزم شاہ کی ایک لڑکی کا گل رخ نام ہے وہ ہرمز پر عاشق ہو جاتی ہے ایک عرصہ کے بعد دونوں ملتے ہیں لیکن گل رخ کے لئے اصفہان کے بادشاہ کا پیام آتا ہے۔ ہرمز لڑکر فتحیاب ہوتا ہے لیکن اس عرصہ میں روم کا بادشاہ (ہرمز کا باپ) نوازم شاہ سے خراج طلب کرتا ہے۔ اسکی ادائی دشوار ہوئی اور ہرمز اس کے تصفیہ کے لئے روم جاتا ہے۔ اس کے بعد کئی اور واقعات ہیں اور قیصر روم کو اپنے لڑکے ہرمز کا علم ہوتا ہے اور گلرخ سے اسکی شادی ہو جاتی ہے۔"

اختتام:۔

الٰہی بحق محمدؐ رسول — میر... و محنت کوں کرتوں قبول

CC-0. Agamnigam Digital Preseyation Foundation, Chandigarh

کیا گیا ہے۔

اتھا اس جمع میں یک شخص نادر — سخن کے رمز کا تھا خوب ماہر
سخن کے بحر کا تھا آشنا خوب — اتھا بھی آشنائے بیچ مرغوب
لیکر آیا کتب یک اپنے سات — سراسر اس میں تھے عشق کی بات
عبارت نثر اسکی فارسی تھی — پیرت سندر سد حسن کی آرسی تھی
رکھیا مجلس کے لیا کر درمیانے — کہ جیوں لبھانے ہر کوئی آزمانے

مجھے ابن نشاطی کا سخن خوب — لگیا دل میں بہت محبوب و مرغوب
کتاب اسکی جو ہے نام اس پھلبن — نزاکت کی ہے وہ گلبن کا گلشن
مجھے جو دھانوں اُس کا خوب آیا — قلم کوں بھی اسی گت پر پچایا
وہ گلشن کا رکھیا وہ نانوں پھلبن — رکھیا میں ناوں اس کا نبیہ درپن

اس مثنوی کے عنوان شعر میں لکھے گئے ہیں۔ جس طرح نصرتی وغیرہ نے لکھا ہے۔

تاریخ تصنیف کے اشعار

کہیا تاریخ یو رخ بنغ رخن لا — یو نو تحفہ مبارک لے ہنر کا
اتھا رمضان کا غرہ سو جس دن — ہوا یو نبیہ درپن بدر اسی چمن
اسی مہینے کی تھی جو عید مسعود — ملیا ابن نشاطی تائیں مقصود

اختتام :-

خداوندا طفیل اپنے نبی کے — نبی کے ہور شہ مرداں علی کے
دنیا اور دین کے کاماں نبے سب — میرا کر خاتمہ بالخیر یا رب

خاتمہ۔ تمت تمام شد۔ تاریخ ہفدہم رمضان المبارک ۱۱۸۰ھ بخط خام اضعف عباد اللہ میر لطف اللہ ولد میر عتیق اللہ جوہری از کتاب میر احسن اللہ نقل گرفتہ شد۔

(۸۸) تحفہ عاشقاں (گل و ہرمز)

نمبر (۷۸) سائز (۸ × ۴ ½) صفحہ (۳۱۲) سطر (۱۵) خط ثلث کاغذ دیسی صفحہ اول مطلا
مصنف۔ وحیدی تاریخ تصنیف۔ ۱۱۵۳ھ کتابت

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مصنف۔ صابری　　تاریخ تصنیف۔ قریب ۱۱۲۵ھ کتابت۔ ۱۱۳۰ھ

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز:۔

وہی تجھ فکر میں یو نکر آیا　　....سوں بار سنگار نت جالیا

....　　..................

ونا ہیچ..........　　کریں جن وفا کوئی.........

... لیکہ سب خلق تمرت پکر　　پھریں تجھ توکل اوپر کر نظر

اتالام الف کوں توں کر اب تمام　　کہ تجھ کوں آنکھیں نین .... بھوت کام

یہ ایک مثنوی ہے جس میں ایک قصہ نظم کیا گیا ہے۔ کرم خوردہ ہونے سے جوڑا گیا ہے جس کی وجہ سے مثنوی ناقص ہوگئی ہے۔ اور نہ قصہ معلوم ہو سکتا ہے۔

اختتام:۔

اچھے در دنیاں یادگاری میری　　رہے یو قیامت.... بازی میری

سفینا جو یو ہار سنگار میں　　کیا ہوں تمام آکہ اس اٹھار میں

الٰہی بہ حق علیہ السلام　　کیا یو قصہ اب سو ہمت تمام

خاتمہ:۔

ایں قصہ ہار سنگار　　سفینہ گلبدن نازک بدن

بتاریخ چہارم جمادی الاول روز چہارشنبہ ۵ سنہ جلوس فرخ سیر کی مہر ثبت ہے کاتب الحروف محمد خلیل۔

(۸۵) قصہ بی بی و باندی

نمبر (۱۹۲) سائز (۸ × $4\frac{1}{2}$) صفحہ (۳۱) سطر (۱۴) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف۔ احمد　　تاریخ تصنیف۔ قریب ۱۱۵۰ھ کتابت۔ ۱۱۵۷ھ

احمد تخلص دکن میں متعدد شعرا گذرے ہیں۔ یہ وہ احمد معلوم ہوتا ہے جو دکن میں مغلیہ دور میں موجود تھا اس نے مرثیے بھی لکھے ہیں۔

آغاز۔ کہتا نرنگ اوکت میں آئی　　سونی بات ہم بنہ بتائی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

عربی کوں کہا ہندی سے مخدوم   کہ ہے دکھنی زباں پر یک توں معلوم
محمد پر پڑوں سارے درودال   پڑو دل سوں درودال اور ہزاراں

(۷۸۳) قصّہ سُلطان محمود غزنوی

نمبر (۳۹۷) سائز (۸ × ۶) صفحہ (۴۸) سطر (۱۳) خط ثلث کاغذ دیسی

مصنف۔ نامعلوم   تاریخ تصنیف۔ قریب سنہ ۱۱۵۰ھ کتابت

اس مثنوی کے مصنف کا نام معلوم نہ ہوسکا۔

آغاز :۔

کہوں تجھ کوں یو نقل نادر نوی   جو سلطان محمود شہ غزنوی
عجب بادشاہ او تھا دیندار   کریں اوسدا دینداری کی کار
سنحی ہور عادل بھوت نیک تھا   حسن میمندی اوس وزیر ایک تھا

اس میں سلطان محمود غزنوی اُسکے وزیر حسن میمندی اور ایک جوان کی عشقیہ داستان نظم کی گئی ہے کہ سلطان محمود ایک رات گشت کے لئے نکلا۔ ایک نوجوان کو وزیر کے گھر کے قریب پایا۔ اوس کو گرفتار کرلیا گیا اور ضمانت داخل کرنے کی ہدایت کی۔ اس نوجوان نے اپنے باپ کا حوالہ دیا۔ جب باپ کے پاس پہنچے تو وہ قرآن مجید تلاوت کر رہا تھا۔ اپنے فرزند کا صبح تک ضامن ہونے سے انکار کیا۔ بالآخر جوان کو حوالات میں رکھا گیا۔ صبح کو سلطان محمود کو حقیقت معلوم ہوئی کہ جوان دراصل حسن میمندی کی لڑکی پر فریفتہ ہے۔ مگر دونوں وصل کی لذت سے بوجہ گناہ باز رہیں۔ سلطان محمود نے دونوں کی شادی کرادی۔ آخر پر مصنف نے بیان کیا ہے کہ یہ مجازی قصہ ہے دراصل عشق حقیقی سے سب کو سرشار ہونا چاہئیے۔

افسوس ہے باوجود تلاش و جستجو مصنف کا نام معلوم نہ ہوسکا۔ سنہ ۱۱۰۰ھ کے مابعد کی تصنیف معلوم ہوتی ہے۔

اختتام :۔

سواد تقدس تجکو بولوں ایتال   حقیقت کا احوال کھولوں ایتال
حقیقت کا یو نقل عرفاں سوں   توں دل بھاکہ سن اپنے گیاں سوں

(۷۸۴) قصّہ گلبدن

نمبر (۵۹۷) سائز (۸ ½ × ۵) صفحہ (۱۴۴) سطر (غیر معین) خط نستعلیق کاغذ دیسی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

یو قصہ تھا اول عربی زبان | کہے تھے محمد حدیث و بیان
کیا نظم دکھنی زباں سوں اوسے | ہووے قصہ معلوم کر سب کسے

مصنف کے تخلص کے اشعار۔

الٰہی یو افغاں ہے عاجز حسین | دی تجہ لطف و خاص و جگ میں چین

دعا اب یہ کرتا ہے عاجز حسین | الٰہی دو نو جگ میں دے مجھکو چین

اختتام اور تعداد اشعار اور تاریخ تصنیف۔

ثواب و اجر کا یہ قصہ ہے گنج | ہزار ایک سو بیت پر سی و پنج
اتھا اس عدد پر نبی کا وصال | ہوا یہ مرتب اوسی سن و سال
دو شنبہ کا تھا دن کیا ہوں تمام | بحق محمد علیہ السلام

اس کا ایک نسخہ کتب خانہ آصفیہ میں ہے (مثنوی ۵۲۱)

(۷۸۳) قصہ مرد عورت

نمبر (۳۷۷) سائز (۸×۵) صفحہ (۱۶) سطر (۱۷) خط نستعلیق کاغذ ولایتی
مصنف۔ مخدوم تاریخ تصنیف۔ قریب ۱۱۵۰ھ کتابت

مخدوم کے متعلق کوئی معلومات نہیں ہیں۔ اس کی ایک کتاب "نافران عورت" انڈیا آفس میں ہے اور دو مثنویاں عقد فاطمہ اور معجزات رسالت بھی اسکی تصنیف ہیں جو انڈیا آفس میں موجود ہیں۔ ان کا تذکرہ یورپ میں دکھنی مخطوطات میں کیا گیا ہے۔ (صفحہ ۵۱۱ - ۵۸۴)

آغاز:۔

اتا ابتدا کو کہا چن سخن | جگت بیچ عورت میں اول کی چلن
یو قصہ سنو خوب تر نار کا | جو ست ونت بی بی اور بدکار کا
جو کوئی مرد کا حکم دائم کرے | خدا او سپو رحمت کا تحفہ دھرے

اسمیں ایک بدکار عورت کا قصہ درج ہے جو اپنے مرد سے بیوفائی کر کے دوسرے شخص سے لطف اندوز ہوتی تھی۔

اختتام:۔

منیے محشر کے دن دینا شفاعت | مراسب دور رکھ دل سے کسافت

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۷۸۱) قصہ شمعون

نمبر (۲۶۳) سائز (۷×۵) صفحہ (۱۱۴) سطر (۹) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف ۔ حسین تاریخ تصنیف ۔ سنہ ۱۱۳۵ھ کتابت

ایک حسین تخلص کے شخص کا تذکرہ عادل شاہی دور کے آخر زمانہ میں ملتا ہے۔ ممکن ہے یہ وہی شاعر ہو "حسین" کا ایک مختصر دیوان کتب خانہ آصفیہ میں ہے اور یہ مثنوی بھی وہاں موجود ہے۔ ہم مصنف کے تفصیلی حالات سے بے خبر ہیں۔ اس مثنوی کا سنہ تصنیف ۱۱۳۵ھ ہے جو شاعر عادل شاہی دور کے آخر میں موجود ہو اس کا سنہ ۱۱۳۵ھ تک بقید حیات رہنا نا قابل قیاس نہیں ہے۔

آغاز :-

ثنا صفت سب لس سزا وار ہے | یو سب اوسکی قدرت کا گلزار ہے
کیا کاف اور نون سو کل ظہور | الیس معرفت کا بھرا اوس میں نور
کیا پل میں خالق نے خلعت جتی | امر بن نہ اوسکی ہے جوں یکرتی

پہلے حمد ہے اس کے بعد نعت اس کے بعد شاہ جیلانی کی مدح ہے۔ اس کے بعد اصلی قصہ شروع ہوتا ہے۔ قصہ کا خلاصہ یہ ہے۔

"خالد بن ولید کو کوئی فرزند نہیں تھا۔ ان کو سات بیٹیاں تھیں۔ فرزند نہ ہونے سے انکو فرزند کی تمنا تھی۔ خدا کا فضل ہوا اور خدا کا نور خالد کے گھر پر ظاہر ہوا۔ فرشتوں نے کہا اے خدا کیا کافر کے گھر پر نور نازل ہوتا ہے۔ جواب ملا محمد کے لئے ایک مددگار ہو جائے گا۔ خالد کو لڑکا تولد ہوا آنحضرتؐ کو وحی کے ذریعہ اطلاع مل گئی۔ خالد اس وقت بازار میں خرید و فروخت میں مصروف تھے۔ ان کو خبر ہوئی اور وہ خوش ہو کر بہت کچھ خیرات کئے۔ لڑکے کو دودھ پلانے کا قصد کیا تو لڑکے نے فصیح زبان سے کہا تو کافرہ ہے میرے لئے تیرا دودھ حرام ہے۔ پھر انکی انگلی سے دودھ نکلا جس کو پینے لگے شمعون ان کا نام رکھا گیا۔ اس طرح ایک افسانہ ہے۔ اس میں ان کی متعدد جنگوں کا تذکرہ ہے ابوجہل کا ذکر بھی ہے اس کی لونڈی کو مسلمان کرکے شمعون نے شادی کی۔ آنحضرت نے شمعون کو دشمنوں سے لڑنے روانہ کیا اور وہ فتح یاب ہو کر واپس آئے۔"

مصنف نے اس کو عربی سے دکھنی میں منظوم کیا ہے۔

कार्यकारी सह सम्पादक
संग्रहालय पुरातत्व पत्रिका
राज्य संग्रहालय, लखनऊ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۷۷۹) جنگ نامہ (حیدر) (دوسرا نسخہ)

نمبر (۳۰۷) سائز (۷½×۵½) صفحہ (۵۸) سطر (۱۳) خط شکستہ کاغذ

ناقص الاول اور ناقص الآخر ہے۔

آغاز:-

کی جس پہ یڑپ گرں دوں ثمن — سو کیوں کر جیون دھوئے فیل تن

جیانتے قمر کی اتھے پور پور — سو گھوڑا قمر کا ہوا چور چور

اختتام:-

کیا حکم ہوئی تو خبر لے آؤں میں — خبر لیکے بھی بیگ ہیراوں میں

لیا حکم فرزندا سوار ہو — سلح پوش خو ہیگ تیار ہو

اس کے بعد کے اوراق نہیں ہیں۔

(۷۸۰) جنگ نامہ سہیل (جنگ نامہ حیدری تیسرا نسخہ)

نمبر (۵۶۲) سائز (۷×۶) صفحہ (۵۹) سطر (۱۱ تا ۱۴) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

آغاز:-

خدا وند اکبر ہے صاحب کریم — کہ جس کا محمدؐ ہے نائب مقیم

مصنف کے نام اور عہد تصنیف کی صراحت کے چند شعر

جو ہے صفت انو کے سن کے تمام — بلفظ شاں اشرف ہے ان کا غلام

کیا شعر غربت کرے طور میں — سو قرح سیر کے کیا دور میں

اختتام:-

مراتب کیا جنگ اشرف تمام — بحق محمد علیہ لسلام

خاتمہ:-

شیخ علی بن محمدؐ کے گھر کا غلام — ہزاراں درود اں ہزاراں سلام

ایں جنگ نامہ جو سہیل بن فضل — بادشاہے شہریار حصار۔۔۔۔ نول

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ فرخ سیر کے عہد میں موجود تھا۔ غربت میں بسر ہوتی تھی۔ غالباً شعیہ مذہب کا پیرو تھا۔

آغاز

خداوند اکبر ہے صاحب کریم — کہ جس کا محمد ہے نائب مقیم
نہ مادر پدر اسکوں نانا رہے — دو جگ کا یو پیدا کو ہنسار ہے
عجب قدرت اسکی ہے سن توں اوّل — کریں بوند پانی سوں صورت شکل

قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ "ملک روم کا بادشاہ فضل نام تھا۔ اس کی ایک دختر سہیل نامی نہایت حسین و جمیل تھی۔ آنحضرت صلعم نے بادشاہ سے جنگ کرنے کے لئے حضرت علی کو روانہ کیا۔ سہیل بھی جنگ میں مردانہ وار مقابلہ کرتی رہی۔ بالآخر حضرت علی کو فتح حاصل ہوئی۔ فضل نے اپنی دختر کو حضرت علی کی کنیزگی میں دینے کا ارادہ کیا آپ نے اسکو قبول کر لیا۔ بعد فتح اور فیروزی آپ مدینے کو واپس ہوئے۔ مدینہ میں اس فتح کی گھر گھر خوشی منائی گئی"۔

مصنف کا تخلص۔

اپنا چل اشرف اپنا کام ہے — انکے جنگ سہل کا سرانجام ہے

فرخ سیر کے عہد میں تصنیف کا ذکر کیا ہے۔

کیا شعر غربت کرے طور میں — سو فرخ سیر کے کیا دور میں

اختتام۔

مرتب کیا جب کہ اشرف تمام — بحق محمد علیہ السلام
شیخ علی بن محمد کے گھر کا غلام — ہزاراں درود و ہزاراں سلام

خاتمہ ۔ این جنگ نامہ سہیل بن فضل بادشاہی ......

تمت تمام شد۔ جمادی الآخر مرتبہ عبد القادر سنت...... (پڑھا نہیں جاتا) اس مثنوی کا ایک نسخہ برٹش میوزیم میں ہے۔ اس میں تاریخ تصنیف اس طرح درج ہے۔

کیا ہوں بڑے شرف کی بہر جان — اگیارہ سو پچیس سنہ ہجری جان
کیا جنگ یو مختصر بات میں — کیا آٹھ سو پہ چھ ابیات میں
کیا جنگ یو سید اشرف تمام
بحق محمد علیہ السلام

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۷۷۷) چیت لگن

نمبر (۱۱۲) سائز (۹×۴ ½) صفحہ (۲۴۶) سطر (۱۵ تا ۳۵) خط ثلث کاغذ دیسی

مصنف ۔ سید محمد عشرتی تاریخ تصنیف ۔ قبل ۱۱۱۱ھ کتابت

ناقص الاوّل ہے۔

آغاز:۔

بھلا جو صفت سوں اتا ہیپ اوچا نو ۔ ہے توں پاک صفتاں سوں نیا سرا تو
نا رہسکسی تج وصف کا جوتاب ۔ کہاں ذرہ مسکیں کہاں آفتاب
پنکھی قام پر شوق کے موج میں ۔ منگیا اورتی تج حمد کے اوج میں

قدیم طرز کا افسانہ ہے ۔ یعنی بادشاہ کا لاولد ہونا ۔ پھر فرزند کا تولد ہونا ۔ اس کا عشق میں مبتلا ہونا مصیبتوں پریشانیوں اور طلسم کشائیوں کے بعد بامراد واپس ہونا ۔ عشرتی نے جزئیات کی بڑی تفصیل کی ہے ۔

اختتام ۔

قلم یتوں سیہ کار ہوتا ہے یاب ۔ انکھیاں کی رلت جل سوں دھوتا ب
زباں بنج سب بات تیوں کو کلا ۔ سگل بات سوں خوب رہنا بھلا

خاتمہ ۔ تمام شد ۔ کتاب مسمیٰ بہ چیت لگن ۔

(۷۷۸) جنگ نامہ (سہیل بن فضل)

نمبر (۲۵۴) سائز (۷×۶) صفحہ (۵۸) سطر (۱۲) خط شکستہ کاغذ ولایتی

مصنف ۔ اشرف تاریخ تصنیف ۔ ۱۱۲۵ھ کتابت

محمد اشرف نام اور اشرف تخلص ۔ شمالی ہند کا بھی سفر کیا تھا ۔ ولی کا ہمعصر تھا ۔ اسکی مثنوی کو جنگ نامہ حیدر اور جنگ سہیل بن فضل بھی کہتے ہیں ۔ اس مثنوی کے علاوہ اشرف کے مرثیے اور غزلیں بھی دستیاب ہوئے ہیں ۔ شمالی ہند کے اکثر تذکرہ نویسوں نے اسکا ذکر کیا ہے مگر حالات کی وضاحت نہیں کی ہے ۔ صرف دکن کا باشندہ ہونا بیان کرتے ہیں ۔ ہم کو یہ نہیں معلوم اس نے کب وفات پائی اور کہاں دفن ہے ۔ اکثر شعرا کے حالات انکی مثنویوں سے معلوم ہوتے ہیں مگر اشرف کے حالات اسکی مثنوی سے بھی ظاہر نہیں ہوئے ۔ صرف

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

عشرتی کے حالات اردو شہ پارے اردوئے قدیم اور دکن میں اردو میں موجود ہیں۔

آغاز:۔

الٰہی توں سرجیا زمیں ہور زماں — دیپایا سورج جوت سوں آسماں
فلک کوں بنایا توں گردش کے چال — سبہ تس میں لایا چندر کا ہلال
زمیں گہن کا منڈوا سنوارے تمام — انگوراں کی جیوں کی ستارے تمام

مثنوی میں اول حمد و نعت اور مناجات کے بعد حضرت علی کی منقبت ہے۔

پھر اپنے دوست خواجہ علی کا تذکرہ کرتا ہے۔ یہ قصہ رتن و پدم کا ہے۔ قصہ کا خلاصہ یہ ہے۔
"ہندوستان کا ایک راجہ تھا۔ کندرپ سین اس کا نام تھا۔ سنگل دیپ اس کا پائے تخت تھا۔ اس کی رانی بہت خوبصورت پری کی مثل تھی لیکن اس کو کوئی فرزند نہیں تھا۔ اسکی وجہ سے راجہ بہت غمگین رہا کرتا تھا۔ آخر فقیروں کی دعا سے اسکی رانی کو حمل ہوا اور ایک دختر تولد ہوئی اس کا نام پدماوتی رکھا گیا۔ پانچ سال کی عمر میں اسکی تعلیم شروع ہوئی۔ وہ بہت جلد علم و ہنر میں ماہر ہوگئی۔ شہزادی ایک دن سیر و شکار کو گئی اور ایک طوطی پکڑ لائی۔ اب طوطی کی داستان شروع ہوتی ہے۔ "رتن" سے عشق شروع ہوتا ہے۔ رتن کی تلاش ہوتی ہے مصیبتیں اٹھائی جاتی ہیں۔ تکلیفیں برداشت کی جاتی ہیں۔ آخر رتن و پدم کی شادی ہوجاتی ہے۔"

کتاب کا نام

.... جو ہندان لکھیا بی در نگ — رکھیا نام اس کا سو دیپک پتنگ

یہ ناقص الاخر مثنوی ہے۔ آخری دو صفحے کے اشعار نہیں ہیں۔

اختتام:۔

ابھلا... کچھ ندی دل کوں بستر — چھلنی تے چھانیا ہوں دریا کا انیر
بھنور میں یوں دیکھا سو وہ سبب نیں — سٹیا بھیگی خشک روٹی کتیں

خاتمہ۔

باختتام رسید۔ کتاب۔ دیپک پتنگ من تصنیف حضرت سید محمد عشرتی بخط احقر میر زین العابدین ابن میر محمد تقی ابن مصنف بتاریخ ستره ربیع الثانی سنہ ۱۱۹ھ ہجری روز دوشنبہ در موضع زمیندار۔ تین مہریں ثبت ہیں۔ ایک زین العابد احسن سنہ ۱۱۹۲ھ

اس صراحت سے واضح ہے کہ یہ نسخہ مصنف کے پوتے کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

انس ابن مالک روایت کئے سنے جوں رسول تے حکایت کہے

اس میں ابلیس کا قصہ یعنی فرشتوں کو تعلیم دینے مقرر ہونا۔ آدم کو سجدہ نہ کرنا اور نافرمانی سے مردود قرار دیئے جانے کا تذکرہ ہے۔ قصہ عربی سے فارسی میں منتقل ہونا اور فارسی سے اردو میں ترجمہ کرنے کا تذکرہ ہے

عربی اتھا یو ہوا فارسی نظر تل پریا منجکوں جیوں آرسی
ہوس مجھ کوں یو پیدا ہوا بتوفیق حق تے ہویدا ہوا
ہوا تب نظم یو دکھنی سال میں جیوں انندیا موتی دسیں تھال میں

ان اشعار کے بعد اور چار شعر پر نظم ختم ہو جاتی ہے جس میں تاریخ تصنیف بھی درج ہے۔

اختتام۔

ہووے فام یو خاص ہور عام کوں ہووں پکھ اجر کمتریں خام کوں
اگیار ہویں صدی پر برس تیر داں چلیا تھا ہجرت ہوا بعد ازاں
ماہی ذی الحجہ تھی بست و ایک ہوا ہے قصہ یو عجب نیک دیک
کیا یو علاول فقیر داستاں چلی کوئی سینے پر رہے داستان

خاتمہ ۔ آخر پر ایک دعا عربی میں لکھی گئی ہے۔

تمت تمام شد۔ قصہ ابلیس علیہ اللعنہ۔ تاریخ بست سیویم شہر رجب المرجب۔ کاتب الحروف فقیر حقیر شاہ کمال محمد قادری است۔

(۷۷۶) دیپک پتنگ

نمبر (۹۴) سائز (۹ × ۵) صفحہ (۲۱۶) سطر (۱۷) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف ۔ سید محمد عشرتی تاریخ تصنیف ۔ ۱۱۰۸ھ کتابت ۱۱۱۹ھ

سید محمد نام اور عشرتی تخلص تھا۔ باپ کا نام سید یوسف ہے جو عراق سے دکن آئے تھے باپ کے انتقال کے وقت عشرتی صرف بارہ سال کا تھا۔ عادل شاہی دربار میں اسکی رسائی تھی جب عادل شاہی سلطنت ختم ہوگئی تو عالمگیر نے سرپرستی فرمائی۔ عشرتی پُر گو شاعر تھا۔ کئی مثنویاں لکھی ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں دیپک پتنگ ۔ چپ لگن وغیرہ۔

عشرتی کا انتقال کب ہوا ہم واقف نہیں ہیں۔ البتہ ان کا مدفن شاہ راجو حسینی کی گنبد (بیرون دروازہ فتاری نبڈہ) حیدرآباد میں موجود ہے۔ عشرتی کا خاندان حیدرآباد میں موجود ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

نشان کیا گیا ہے۔ نصرتی کی گلشن عشق کی طرح مظفر نے اس مثنوی کے عنوان شعر میں لکھے ہیں۔

سخن کے گلستان کا عندلیب

کیا اس حکایت کوں یوں کھول جیب

ایک شعر کے ساتھ سنہ ۱۱۲۰ھ لکھا ہوا ہے۔ ممکن ہے تاریخ تصنیف ہو جس کی اوپر صراحت کر دی گئی ہے۔

اختتام:۔

او چا مشتری کوں سینے سوں لگا	لکھا تھا سو قسمت میں پایا گیا
انا جمع خاطر سوں کتیں بیٹھ کر	سمایا جو گذریا کتیں سر بسر

(۷۷۴) قصہ مہر و ماہ (دوسرا نسخہ)

نمبر (۲۱۰) سائز (۶ ½ × ۴ ½) صفحہ (۲۱۹) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ۔ دیسی

آغاز:۔

کہتے ہیں کہ مشرق زمیں کے اوپر	شہنشاہ قادر اتھا نامور
جہاں میں اتھا ناوں سر شور یوں	سیتا رایاں میں مشہور ہے سور جیوں

اختتام:۔

فنیلی میں یک ہانک ہوئے آہ کی	کمر بیس کر گئی دو دو شاہ کی
داؤد شاہ منگا جامعہ گلزار	ستی کھول کر میں پر پا تھا سو بہار

اس کے بعد کے اوراق نہیں ہیں۔

(۷۷۵) ابلیس نامہ

نمبر (۱۵۷) سائز (۶ × ۴) صفحہ (۲۰) سطر (۱۴) خط شکستہ کاغذ دیسی

مصنف۔ طاول تاریخ تصنیف ۱۱۴۳ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات نہیں ہوئے۔ مثنوی سے بھی کوئی صراحت نہیں ہوتی۔

آغاز:۔

ثنا نت خدا کوں سزا وار ہے	نرا دھاریاں کا اوادھار ہے
مجھ کوں سرور کیا قام سوں	ہیں پشتو پناہ خاص ہور عام کوں

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

صرف فرزند حیدر کہتا ہے۔ مثنوی کو کسی فارسی سے ترجمہ کیا ہے۔ ناقص الاول مثنوی ہے۔

آغاز :-

ہے .... کا سایہ چھتر تیرا ۔ ہے رحمان کا رحمت افسر تیرا
آیا شاہ تیرا توکل ہے تخت ۔ تجھے فخر کا تن پہ فاخر ہے رخت
تیرا ملک ہے آسماں و زمیں ۔ نبوت سو خاتم ولایت نگیں

تخلص کا شعر

مظفر تیرا نعت گوئے رسول ۔ توں کرتا ہے خدمت کوں اسکے قبول

مثنوی میں پہلے حمد و نعت ہے۔ اس کے بعد معراج کا حال ہے۔ اسکے بعد بادشاہ کی مدح ہے

سوادکوں جو شاہ اورنگ زیب ۔ کیا کفر کوں دور اس کا نہیب

....

اس کے بعد سبب تالیف کا ذکر ہے۔

دیسا فارسی قصہ جہر ومہ ۔ منگیا کرنے دکھنی سوں میں ترجمہ
لکھا ہوں یو قصہ سرا پا صحیح ۔ ہے معنی بلیغ و عبارت فصیح
رکھیا توں ظفر نامہ عشق نام ۔ بجز عشق یاں عقل کا نہیں ہے کام

....

قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ "ایک بادشاہ تھا جس کا ملک وسیع اور دولت کثیر تھی۔ کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی۔ ایک زاہد سے دعا کا طالب ہونے کے لئے اس کے پاس گیا مگر زاہد نے دروازہ بند کر لیا۔ اور بادشاہ سے ملنا پسند نہیں کیا۔ غیب سے زاہد کو ندا ہوئی بادشاہ تیرے در کا گدا ہو کر آیا ہے تو اس سے ملنے سے گریز کرتا ہے۔ ندا سنکر زاہد باہر آیا اور بادشاہ کو کہا کہ تیرا مقصد خدا پورا کرے گا۔ بادشاہ کو فرزند تولد ہوا۔ جب ستر ا برس کا ہوا تو نجومیوں کے کہنے کے مطابق اس کو دریائی سفر پر روانہ کیا گیا۔ اس سفر میں شہزادہ عشق میں مبتلا ہوتا ہے اور مصیبتیں جھیلتا ہے۔ اور بالآخر کامیاب واپس ہوتا ہے۔"

مثنوی کا یہ نسخہ ناقص الآخر بھی ہے اور پھر صفحے بھی مقدم موخر ہو گئے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ نسخہ آقا حیدر صاحب کی یا کسی اور صاحب فن کی ملک رہا ہے۔ کیونکہ اکثر جگہ سرخی سے صفحات کے نشانات اور صفحہ کا تعلق ما قبل صفحہ سے بتایا گیا ہے۔ کئی الفاظ یا اصلاحات پر سرخ یا بلیو پنسل سے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اس جوان نے اپنی عورت سے واقعہ دریافت کیا۔ عورت نے صحیح صحیح جو واقعہ ہوا تھا وہ بیان کر دیا۔ مگر اس کے شوہر کو شبہہ رہا۔ آخر اس نے ایک دن اس ملا کو طلب کیا اور اپنی بی بی کو بھی ساتھ لے کر چلا۔ ایک ندی پر پہونچے اور وہاں اس جوان نے اپنی بی بی کی جوتی دریا میں ڈالدی اور مجنوں سے کہا تمہاری معشوقہ کی جوتی ندی میں گری ہے وہ برہنہ پا کس طرح چلے گی۔ ملا فوراً دریا میں کود پڑا اور دریا میں ڈوب گیا۔ اب اس جوان نے واقعہ اپنی بی بی سے بیان کیا۔ یہ واقعہ سنکر اس پر اس قدر اثر ہوا کہ وہ بھی دریا میں کود پڑی۔ جب دونوں کی لاش نکالی گئی تو دونوں ملے ہوئے تھے۔ ملا کے شاگرد آئے اور دونوں کو ایک قبر میں دفن کر دیا گیا۔"

تراب کی غزل کا نمونہ۔

مجھے حسن ستمگر کی قسم ہے — مجھے اوس زلف دلبر کی قسم ہے
چرن پر اوسکی جان قرباں کروں گا — سو اوس قد صنوبر کی قسم ہے
کروں گا عاشقی میں کچھ تفاوت — اوسی پاپوش کے زر کی قسم ہے
کروں گا پرتوے خورشید تاریک — سراپا ماہ انور کی قسم ہے

تراب ہم رنگ غلامی حیدری ہے
منجے نعلین حیدر کی قسم ہے

اختتام:-

مجازی کے بدل دیکھو عزیزاں — دیا ملا بیچارے نے اپس جاں
تراب رکھ کر قلم اب ختم کر بات — نبی اور آل اوپر بھیج صلواۃ

خاتمہ:- ماہ صفر بتاریخ نہم بروز سہ شنبہ بوقت عصر مقام بنگلور تمام شد۔

(۷۷۳) ظفر نامہ عشق (مہر و مہ)

نمبر (۷۰) سائز (۸×۶) صفحہ (۳۷۲) سطر (۱۳) خط شکستہ کاغذ۔ دیسی

مصنف۔ مظفر   تاریخ تصنیف۔ ۱۱۲۰ھ   کتابت

مظفر تخلص۔ غالباً سید مظفر نام تھا۔ اس کے حالات کسی قدیم اور جدید تذکرہ میں نہیں ہیں اور اسکی مثنوی سے بھی کوئی رہبری نہیں ہوتی۔ البتہ اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں موجود تھا اور اس کے استاد کوئی مولوی سید احمد تھے اور اپنے مرشد کا نام ظاہر نہیں کرتا۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مصنف - تراب   تاریخ تصنیف - اوائل ۱۱۰۰ھ   کتابت

تراب تخلص تراب علی یا تراب الدین نام تھا۔ شاہ امین الدین علی بیجاپوری کے مرید تھے۔ اور بیجاپور وطن تھا۔ آج سے پہلے تراب اور اسکی مثنوی سے کسی کو آگاہی نہیں تھی۔ کسی قدیم اور جدید مورخ ادب نے اس کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔ مثنوی سے اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ تراب امین الدین علی کا مرید تھا اور صوفی شخص تھا۔

آغاز:-

قلم وصف صنم کا جب او چایا   لگن کا جگ منے جب غل مچایا
او ایسا سحر کر جا دو بتینی ہے   کہ جسکی سحر کا جگ یک چمن ہے
احد احمد کلام میم سیتی   جمال اللہ دیکھا یا جیم سیتی

مصنف کے تخلص کے بعض شعر یہ ہیں۔

تراب منقبت کہ مرتضیٰ کا   وصی مصطفےٰ شیر خدا کا

تراب اپنے مرشد کی صفت کر   حسینی پیر ہے ثانی حیدر

اپنے مرشد کی مدح میں کہتا ہے۔

ہے اوس کا نام امین الدین علی ہے   دیکھو برحق خدا کا او ولی ہے
شہید ناز جو اوس پاس آیا   وصال یاد ری اس کو دلایا
ولی اونکار کا برحق ہے مرہم   جسے دیکھت بسراتا ہے سب غم

مثنوی میں اول حمد، نعت، منقبت حضرت علی اور مرشد کی مدح کے بعد قصہ شروع کیا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک شہر گلشن نگر میں ایک جوان اور اسکی بی بی رہا کرتے تھے بی بی حسن وجمال کے ساتھ بڑی باعصمت اور نیک سیرت تھی۔ نمازی اور زاہدہ تھی۔ بادشاہ کے حکم پر اس کا شوہر سفر پر گیا۔ ایک عرصہ تک اس کا حال معلوم نہیں ہوا۔ اسکی بی بی نے خط لکھنے کے لئے کسی عالم کو طلب کیا۔ دائی ایک ملا کو بلا لائی۔ پردہ کے پیچھے سے عورت نے اپنے شوہر کو خط لکھنے کہا۔ ملا نے کہا کیا لکھوں جب خط لکھنے لگا تو پردہ کے اوپر سے عورت کا چہرہ نظر آیا۔ دونوں کی آنکھیں چار ہوئیں۔ ملا پر عشق نے اثر کیا اور وہ دیوانہ ہو گیا۔ ملا کے شاگردوں کو خبر ہوئی وہ آئے اور ملا کو ساتھ لے گئے۔ مگر ملا پر عشق نے اس قدر اثر کیا تھا کہ وہ مجنون بن گیا۔ گلی گلی گھومنے لگا۔ لڑکے پتھر مارتے تھے۔ ایک عرصہ کے بعد اس عورت کا شوہر واپس آیا۔ اور لوگوں نے اس کو کہا کہ ملا اس کی عورت پر فریفتہ ہو گیا ہے اور مجنوں بن گیا ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اولیلی مجنوں کا قصہ کہا   ختم نظم لیلی او مجنوں کیا

خاتمہ - سن بارا سو ساٹھ سال ماہ ربیع الثانی ساتویں تاریخ روز یکشنبہ بوقت عصر ایں کتاب آخر شد مالک ایں کتاب شیخ امین ثانی دیوان ساکن پتلی کوٹہ - پیر حاجی تکی اولیاء -

(۱۷۷) قصہ کفن چور

نمبر (۴۲) سائز (۱۰ × ۴) صفحہ (۱۶) سطر (۱۹) خط ثلث - کاغذ - دیسی

مصنف - ضعیفی   تاریخ تصنیف - اوائل سنہ ۱۱۰۰ھ   کتابت

شیخ داؤد نام اور ضعیفی تخلص تھا - قطب شاہی آخر دور میں موجود تھے - زوال سلطنت قطب شاہ کے بعد ان کے تصانیف کا سلسلہ شروع ہوا - ضعیفی بلند پایہ صاحب علم تھا اور صوفی بھی انکی قابلیت کا ثبوت خود انکی کتابوں سے ملتا ہے - اس کے پہلے ان کی دو کتابوں کا ہم کو علم تھا یعنی ہدایت نامہ اور عشق صادق - یہ اونکی تیسری تصنیف ہے جس کا پتہ چلا ہے -

آغاز:-

الٰہی ہیں ہمیں عاصی گنہگار   جو پکڑے ہیں تیری رحمت کا ادھار
پڑا کچھ آسرا تیرے کرم کا   پکڑا امید دھر تیری رحم کا
تمھیں رازق ہور مقسوم ہے توں   سدا توں حی اور قیوم ہے توں

اس مثنوی میں ایک چور کا قصہ لکھا گیا ہے کہ وہ کفن کی چوری کرتا تھا ایک مرتبہ حسب عادت چوری کرنے قبر کھودا قبر میں مردہ زندہ ہوگیا - اور کفن چور اپنے فعل سے توبہ کر لیا -

اس مثنوی کو فارسی سے دکھنی نظم میں منتقل کرنے کا تذکرہ بھی شاعر نے کیا ہے -

کہوں تج کھول کر نقل عجب یو   جو کھولیا فارسی دکھنی سوں سب یو

اختتام:-

رکھیا درگہ میں تیرے سر ضعیفی   یہی امید دل میں رہی ضعیفی
ضعیفی آس ہے پکڑے تکا کس کا   توں ختم خیر کر آخر کوں اوس کا

(۱۷۸) قصہ مُلّا

نمبر (۱۷۷) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۲۱) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ - دیسی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مبارک گھڑی میں کیا یو کلام بحق محمد علیہ السلام

خاتمہ ۔ تمت تمام شد ۔ قصہ کسوت نامہ بتاریخ ہفدہم شہر رجب المرجب بروز شنبہ بوقت بعد از عصر ۱۲۶۷ھ ۔

(۷۰) قصّہ لیلیٰ مجنوں

نمبر (۲۳۶) سائز (۸×۶) صفحہ (۸۱) سطر (۱۳) خط شکستہ کاغذ ولایتی

مصنف ۔ عالم تاریخ تصنیف ۱۱۰۶ھ کتابت ۱۲۶۰ھ

محبوب عالم نام اور عالم تخلص تھا۔ شیخ جیون کے نام سے بھی پکارے جاتے تھے۔ شہباز ان کے مرشد کا نام تھا۔ مولف تذکرہ اولیاء دکن نے ایک شہباز حسین قادری کا تذکرہ کیا ہے جن کا انتقال ۱۱۵۰ھ میں ہوا ہے۔ ممکن ہی یہی بزرگ ہوں جن کا تذکرہ عالم نے بڑے خلوص سے اس مثنوی میں کیا ہے۔ عالم کی ایک مثنوی آنحضرت صلعم کے وفات سے متعلق ہے اس کے تقریباً (۵۵۰) شعر ہیں۔

آغاز :-

الہٰی تو قدرت دیکھایا توں عقل ہور دانش سکھایا توں

کیا بھیج توں موجود آدم کیا پیچھے حوا کوں معشوق آدم کیا

اس مثنوی میں لیلیٰ مجنوں کا قصہ منظوم کیا گیا ہے۔ پہلے حمد و نعت اور خلفاء راشدین کی مدح ہے مگر عنوانات نہیں ہیں اس سلسلہ میں نفس مضمون شروع کر دیا گیا ہے۔

مصنف کے تخلص اور مرشد کا نام ۔

تو مرشد سوں لے درس استاد کا پچھیں سیر کر عالم اس بات کا

جو کچھ پہلے سچ جگ میں یو پیر ہے میرا پیر شہنشاہ گنبھیر ہے

سو شہباز لامکاں فقیر جو کھولیا ہے راز نہانی فقیر

جو مجنوں بڑی عشق بازی کیا یو محبوب قصہ مجازی کیا

اختتام اور تاریخ تصنیف کا شعر ۔

سن یکہزار ہور سو سال میں ہوئے تھے چھ اس لیئے براد بر آل میں

کیا ختم قصہ ہجرت کتیں یو ہجرت ہوئی دیکھ حضرت کتیں

پڑھینگی یو قصہ کوں جو عاشقاں دعا مجکوں مانگیں گے تب عاشقاں

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

نہ منظور خامی یو رکھنا روا | بہر حال عاجز کوں دیوے دعا

اس قصہ کو فارسی سے دکھنی میں ترجمہ کیا گیا ہے۔

اتھا یو قصہ فارسی نثر سب | کہا تب جمع کرو ہر پادوں میں تب
پچھن مانگ توفیق ایں سر پاس | کہا فارسی کوئی دکھنی سال راس

اپنے مرشد کا ذکر

اور حضرت میاں سید خوند میر شاہ | کہ جس فیض تے خلق سب پاوے راہ
خدایا یو مرشد ہیں سر اوپر | بسے لک دنیا اوسکوں خوش حال دھر

تاریخ تصنیف۔

ہے تاریخ گیارہ زماہ صفر | کہ پنجشنبہ کا روز تھا سر بسر
نبی کی سو ہجرت برس یک ہزار | ہور ایک سو یو بولیا ہے رہے یادگار

اختتام:۔

اے محمود اپس پیر کا ناوں لے | ختم کر درازی کتیں چھوڑ دے
ہوا مختصر یہاں سوں قصہ تمام | درود بر محمد علیہ السلام

خاتمہ:۔ ایں قصہ ملک در شہر رمضان المبارک ۱۲۳۵ھ بخواہش محمد قاسم ملاں بارکی بخط خام ناقص تمام فخر الدین پیش امام۔ قلعہ نصرت آباد۔

(۷۶۹) قصہ فیروز شاہ (دوسرا نسخہ)

نمبر (۶۴۱) سائز (۷ ½ × ۵ ½) صفحہ (۳۵) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ ولایتی
کتابت ۱۲۶۷ھ

آغاز:۔

کہوں میں ثنا و صفت حق کا اول | بنایا ہے یو جگت بے بدل

اختتام:۔

اے محمود اب پیر کا ناوں لے | ختم کر یو قصہ سرب چھوڑ دے
کہے گا اگر یوں تو ہے یو بھوت | جو تھوڑے میں اس دار کو کر ناثروت
اتا کر دل میں اپنا ایمام | درود بر محمد علیہ السلام

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

۱۸۷۰ء میں طبع کرنے کا انتظام کیا تھا۔ اس سلسلہ میں گلشن عشق - پھول بن اور قصہ بی بی مریم کو طبع کرنے کا ارادہ کیا گیا تھا۔ مگر ۱۸۷۱ء میں میجر موصوف گوا کے قریب سمندر میں ڈوب گیا اور اس کا علمی کام ناتمام رہ گیا۔

(۷۶۸) قصۂ فیروز شاہ

نمبر (۳۶۲) سائز (۸ ½ × ۶) صفحہ (۳۱) سطر (۱۳) خط ثلث کاغذ۔ دیسی

مصنف۔ محمود۔ تاریخ تصنیف ۱۱۰۰ھ کتابت ۱۲۳۵ھ

قصہ فیروز شاہ اور قصہ ملکۂ مصر کے مصنف کے متعلق اکثر شبہ ہوتا ہے اور ان کے مصنف کے نام تخلص اور زمانہ کے متعلق اختلاف آراء ہے۔ ڈاکٹر زور محمد علی عاجز تخلص کے ساتھ ان دونوں مثنویوں کا تعارف کراتے ہیں اور حکیم سید شمس اللہ قادری بھی اسی رائے سے متفق ہیں۔ پروفیسر نجیب اشرف ندوی کو اس سے اختلاف ہے وہ ان دونوں مثنویوں کے مصنف کو سید محمود ظاہر کرتے ہیں۔ ہم کو بھی ندوی صاحب کی رائے سے اتفاق ہے۔ چنانچہ دکن میں اردو کی چوتھی اشاعت میں اس کو پیش کیا ہے (دکن میں اردو صفحہ ۲۴۲)

سید محمود ایک مذہبی شخص تھے سید خوندمیر شاہ سے بیعت اور خلافت حاصل تھی۔ ان کے دو مثنویوں کا پتہ چلا ہے یعنی قصۂ فیروز شاہ اور قصۂ ملکۂ مصر

آغاز:-

کروں میں ثنا صفت حق کا اول بنایا ہے جن یو جگت بے بدل

رکھیا جن معلق یو سات آسماں چلاتا ہے تن یو زمیں و زماں

ڈوباتا رہے دیس سب سور سوں کریں زمیں روشن چندر اور سوں

پہلے حمد و نعت ہے۔ اس میں اپنے مرشد میاں سید خوندمیر شاہ کی مدح کی گئی ہے۔ اس کے بعد قصہ کا آغاز ہے۔ فارسی قصہ سے اس کو دکنی میں ترجمہ کیا گیا ہے۔

افسانہ یہ ہے کہ ملک مصر کا بادشاہ فیروز شاہ تھا اسکی ایک لڑکی تھی۔ اس نے اپنی شادی کے لئے یہ شرط لگائی تھی کہ جو شخص ایک سو سوالوں کا جواب دیگا اس سے شادی کرے گی۔ بیسیوں عالم آئے مگر ناکام رہے آخر ہندوستان سے ایک عالم عبد العلیم نامی آیا اور شہزادی کے سوالوں کا جواب دیا اور شہزادی کی اس سے شادی ہو گئی۔"

بظاہر ذیل کے شعر سے اسکو عاجز کی تصنیف قرار دیتے ہیں مگر آخری سطر میں محمود کی صراحت بھی موجود ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

فائزؔ قطب شاہی دور کا شاعر تھا۔ دوسرے قطب شاہی شعراء کی طرح ہم اس کے نام سے واقف نہیں ہیں۔ اس کو شاہی دربار سے تعلق نہیں تھا۔ وہ کوئی بڑا شاعر نہیں ہے۔ اپنے زمانہ کے رواج کے مطابق اپنی یادگار میں کوئی کتاب چھوڑنا چاہا۔ اسلئے یہ مثنوی تصنیف کی۔ مثنوی میں عربی فارسی کے الفاظ زیادہ ہیں۔ فائزؔ نے یہ بھی صراحت کردی ہے وہ شاعر ہے اور نہ اس کا پیشہ شاعری ہے بلکہ شوقیہ اس نے اس مثنوی کو نظم کیا ہے۔ فائزؔ نے فارسی نثر کے قصے کو دکھنی نظم میں ترجمہ کیا ہے۔

آغاز:-

او سے سلطنت تا جداری اچھے   دنیا بیچ یک یادگاری اچھے

خدایا س دن رات مانگی لنس ....   کرے خیر خیرات اوسکی ....

عبادت بے طاعت کرے قیاس   کہے یوں کی یارب نکو کر نراس

اس مثنوی میں رضواں شاہ بادشاہ چین اور روح افزا پری کا قصہ نظمایا گیا ہے۔ قصہ یہ ہے کہ رضوان شاہ شہزادہ چین ایک دن شکار میں ایک ہرنی کو دیکھکر اس کا تعاقب کیا۔ ہرنی ایک چشمہ میں غائب ہوگئی شہزادہ اس کا دیوانہ بن کر اس چشمہ پر قیام کیا۔ یہاں ایک محل تعمیر کیا اور رہنے لگا آخر ایک دن وہ ہرنی جو دراصل روح افزا پری تھی آئی۔ دونوں کی ملاقات ہوئی مگر پھر جدائی ہوگئی اور اس کے دوبارہ ملاقات اور شادکام ہونے کے لئے شہزادہ کو کئی مصیبتیں جھیلنی پڑی۔ بالآخر مصیبتوں اور پریشانیوں کے بعد کامیابی ہوئی۔ روح افزا پری سے شہزادہ کی شادی ہوئی اور بامراد ملک چین کو واپس ہوئے۔

اختتام:-

انتھا جس وقت سال ہجری ہزار   اوس اوپر نود اسکی اوپر چہار

کیا قصہ رضوان شہ کا تمام   نبی ہور ولی پر ہزاروں سلام

خاتمہ - تمام شد۔ کتاب قصہ رضوان شاہ بتاریخ غرہ شہر ذیقعدہ ۱۲۴۵ھ فرخندہ بنیاد حیدرآباد۔ حفظا اللہ تعالیٰ عن الآفات والبلیات .... واللہ۔

اس پر ایک مہر سید محمد علی خاں بہادر ثبت ہے۔

یہ مثنوی ایک زمانہ میں طبع ہوئی ہے مگر اب نایاب ہے۔ ایک قلمی نسخہ کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہے (قصص ۱۲۱) اور ادارۂ ادبیات اردو میں اس کا ایک قلمی نسخہ موجود ہے (زور ۲۶)

برٹش میوزیم میں ایک نسخہ ہے یورپ میں دکھنی مخطوطات صفحہ (۱۴۹)

برٹش میوزیم کے نسخہ میں چند مطبوعہ اوراق شریک ہیں جس سے واضح ہوتا ہے کہ میجر یم۔ ڈبلیو کار نے اسکو

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

فوج نے محمد بن حنیف کو یزید کے پاس روانہ کیا۔ یزید سے آپ کا مباحثہ ہوا۔ اور آپ کو قید رکھا گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ کی منتشر فوج جمع ہو کر حملہ آور ہوئی اور آپ کو رہا کر لیا۔ اب بڑی جنگ ہوئی۔ اس عرصہ میں محمد بن حنیف کو آسمان سے آواز آئی۔ بندگان خدا کو کیوں ہلاک کرتا ہے یہ سنکر آپ ایک غار میں چلے گئے۔ اور غار پر بجلی گری اور غار غائب ہو گیا۔ آپ کی فوج پسپا ہو گئی۔ آپکے عزیز و اقارب مدینہ کو واپس ہو گئے۔

مصنف کے تخلص کا شعر

تیرا مدح سیوک کے تن کا لباس — مردوں تو وہی مجھ کفن کا لباس

اختتام اور تاریخ تصنیف وغیرہ۔

مہینا رمضان مبارک کا اتھا — ...... مشرق تبارک کا اتھا

تاریخ سو بیس پو سات — تھا.......... روز جمعرات

.... کیا جب میں عدد — گیارہ سو کے اوپر تھے سات عدد

.... — ....

خاتمہ۔ بروز پنجشنبہ اٹھارویں ماہ رمضان نوشت بدست کاتب الحروف فقیر حقیر صاحب علی شاہ ساکن گوانکی۔

اگرچہ کہ تصنیف میں گیارہ سو پہ سات لکھا گیا ہے لیکن غلطی ہے کیونکہ دوسرے نسخوں انڈیا آفس اور کتب خانہ ادارہ ادبیات میں سنہ گیارہ سو درج نہیں ہے۔ بلکہ حسب ذیل شعر ہے۔

یو سیوک تو ہجری کرے سال تھے — ہزار ایک نود دو کے اپرال تھے

اے سیوک تہام رسول عمم — محمد حنیف شہ کا کر جنگ ختم

کتب خانہ آصفیہ میں اس کا ایک نسخہ ہے۔ (مثنوی ۵۴۳)

ایک نسخہ ادارہ ادبیات اردو میں ہے (زور ۳۰)

ایک کتب خانہ جامعہ عثمانیہ میں ہے (سروری صفحہ ۹۶)

انڈیا آفس میں ایک نسخہ ہے یورپ میں دکھنی مخطوطات (صفحہ ۱۴۱)

(۲۶۷) رضوان شاہ و روح افزا

نمبر (۷۶) سائز (۹×۵) صفحہ (۱۴۳) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف فائز تاریخ تصنیف سنہ ۱۰۹۴ھ کتابت سنہ ۱۲۴۵ھ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام :-

سدا رحمت اونو پر ہے خدا سوں　　سرانے کا سکت ہے کاں گدا کوں
کیا اتمام فتاحی خلاصہ　　اچھوتے عشق میں فتاحی خاصہ

خاتمہ :- تاریخ بائیسویں رجب اول وقت مغرب روز پنجشنبہ بخط شیخ پیر محمد ساکن بورگاؤں۔

(۷۶۶) جنگ نامہ حنیف شاہ

نمبر (۳۰۳) سائز (۷×۱۰) صفحہ (۱۹۲) سطر (۱۵ تا ۲۲) خط نستعلیق زشت کاغذ دیسی

مصنف۔ سیوک　تاریخ تصنیف ۱۰۹۲ھ　کتابت

مصنف سیوک کے متعلق کوئی معلومات نہیں ہیں صرف اس قدر معلوم ہے کہ وہ گولکنڈہ کا شاعر اور عبداللہ قطب شاہ کے عہد میں موجود تھا۔ مگر غالباً شاہی دربار سے اس کو تعلق نہیں تھا۔ شیعہ مذہب کا پیرو معلوم ہوتا ہے۔ ایک دوسرے شاعر لطیف سے اس کی چشمک تھی جس نے ظفر نامہ لکھا ہے۔

آغاز :-

الٰہی تو دانا بینا غیب کا　　تو ستار ہے سب ہر عیب کا
کہ میں بھوت ڈرتا ہوں یا بے نیاز　　کہتے کے ہیں توں کرتا ہے پرسش نماز
تیرے حکم بن پات ہلتا نہیں　　تیرے حکم بن دودھ ابلتا نہیں

حمد و نعت و منقبت کے بعد اصلی قصہ شروع کیا گیا ہے جو محمد بن حنیف سے متعلق ہے۔ قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت علی رضؓ نے اپنے ایک فرزند علی اکبر کو ایک شہر کی طرف روانہ کیا جہاں اونہوں نے اپنی حکومت قائم کر لی۔ ان کے بھائی محمد حنیف تھے۔ امام حسین نے اپنی شہادت کے وقت ایک خط انکے پاس روانہ کیا جس میں لکھا تھا کہ حسن کو زہر دیا گیا اور اب ان کو کربلا میں شہید کیا جا رہا ہے۔ تم اس کا بدلہ لو خط پاکر محمد حنیف نے خطبہ دیا اور لشکر جمع کیا اور چودہ ہزار فوج کے ساتھ یزید سے جنگ کرنے روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ میں معلوم ہوا کہ اس نے مدینہ پر حملہ کر دیا ہے۔ آپ مدینہ گئے بڑی جنگ ہوئی اور یزیدیوں کو شکست ہوئی۔ اسکے بعد یزید کا لشکر مروان کی سرکردگی میں آیا اور اس کو بھی ہزیمت ہو گئی۔ یزید نے اپنی مدد کیلئے روم۔ فرنگ۔ زنگبار کے بادشاہوں سے امداد طلب کی اور محمد حنیف کو ترکوں کے دو بادشاہوں نے مدد دی۔ بڑی خونخوار جنگ ہوئی جس میں محمد بن حنیف گرفتار ہو گئے اور آپ کی فوج منتشر ہو گئی۔ یزید

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مصنف - داؤد شاہ خاکی و فتاحی   تاریخ تصنیف - سنہ ۱۰۹۲ھ کتابت

مصنف کا نام داؤد شاہ تھا - غزلوں میں خاکی اور مثنوی میں اپنا تخلص فتاحی قرار دیا تھا - خاکی یا فتاحی کے متعلق تمام قدیم اور جدید تذکرے نویس ساکت ہیں - مورخین ادب نے بھی کوئی صراحت نہیں کی ہے - اس کی مثنوی سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے اس کا نام داؤد شاہ تھا اور غزلوں میں خاکی تخلص قرار دیا تھا - ایک خاکی تخلص شاعر جو ولی کا ہمعصر تھا میں نے "دکن میں اردو" میں تذکرہ کیا ہے بہت ممکن ہے کہ یہ وہی شخص ہو - اگرچہ نام میں کسی قدر اختلاف ہے - ایک اور داؤد شاہ خاکی بزرگ کا حال تذکرہ خزینۃ الاصفیاء میں ہے مگر وہ پنجاب سے متعلق ہیں اور ان کا زمانہ بھی کسی قدر پہلے کا ہے -

آغاز

خدایا ہے جگ کا توں پروردگار   کہ تجھ حکم سوں ہوئیں لیل و نہار
ہے خالق زمیں ہور زماں کا سو توں   ہے رازق جتے انس و جاں کا سو توں
ترے امر میں ہے یو عالم تمام   ترے ذکر میں ہے جناور مدام

حمد و نعت اور مدح جیلانی کے بعد تالیف کا عنوان ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ ایک دن خیال ہوا کہ دنیا میں یادگاری رکھی جائے - اس لئے یہ جنگ نامہ لکھا گیا - قصہ کا خلاصہ یہ ہے -

"آنحضرت صلعم ایک دن مسجد میں تشریف فرما تھے جبرئیل نے آکر خبر دی کہ خدا کا حکم ہے دریا میں ایک شہر ہے اوس کو فتح کریں اور اسلام کی تبلیغ کریں - زقوم اس بادشاہ کا نام ہے - آنحضرت (۳۳) ہزار فوج لے کر روانہ ہوئے - بڑی جنگ کے بعد آنحضرت صلعم کو فتح ہوئی - اس کے بعد آپ نے چار صحابہ یعنی ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان اور علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے ساتھ لشکر دیگر اطراف میں روانہ کیا - اس کے بعد حضرت علی کے مقابلوں کی تفصیل ہے اور بالآخر کامیاب واپسی ہوتی ہے"

مصنف کے نام تخلص اور تاریخ تصنیف کی صراحت -

میرا ناؤں داؤد شاہ ہے اگرچہ لیک   تخلص ہے خاکی کا غزلاں میں دیک

شفا فتاحی کون دے بقا سوں   سدا دیوے اسس اپنا لقا سوں
ہزار اوپر نود و دو اگل تھے سال   شمار اتنا رہے ہجرت کا حال
دعا سوں یاد فتاحی کون کرنا   بندے کوں فاتحہ سوں نا بسرنا

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

غائب ہوگیا ہے۔ اس کی خبر نہیں وہ مرگئے یا زندہ ہیں کھانے پینے کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ اگر اجازت ہو تو دوسرا نکاح کرلوں۔ حضرت عمر نے تین سال اور صبر سے کام لینے کا تصفیہ کیا۔ تین سال کے بعد اسکو اجازت دیدی گئی۔ نکاح ہوگیا۔ مگر وہ رات جمعہ کی تھی اس لئے میاں بی بی تمام رات عبادت کرتے رہے اس رات تمیم انصاری آئے اور بیان کیا ان کو دیو اٹھالے گئے تھے اور طلسمات کا حال بیان کیا۔ حضرت علی نے اس امر کی گواہی دی کہ آنحضرت نے اس کی خبر دی تھی۔ قصہ کی پوری تفصیل مجلس اردو مخطوطات سالار جنگ کی مطبوعہ کتاب قصۂ بے نظیر میں موجود ہے۔ اگرچہ قصہ بے نظیر صنعتی کی تصنیف ہے۔ مگر دونوں میں جزئی فرق ہے۔

تاریخ تصنیف کی صراحت۔

مرتب کیا میں یو قصہ سرس تھا ہجرت ہزار ہور نود برس

اختتام:۔ اسی میں فارسی ترجمہ کرنے کی صراحت بھی موجود ہے۔

یو قصہ اتھا فارسی سوں اول جو دکھنی زباں سوں ہوا ہے بدل

یو قصہ کیا ہوں میں تمت تمام محمد نبی پر درود ہور سلام

خاتمہ۔ ایں قصہ حضرت تمیم انصاری رضی اللہ عنہ۔ غرۂ ذیحجہ روز پنجشنبہ ۱۲۵۷ھ از دست فقیر حقیر سید شاہ عبدالقادر قادری صبغۃ اللہی باتمام رسید۔

یہ مثنوی شایع نہیں ہوئی۔

(۷۶۴) قصہ تمیم انصاری (دوسرا نسخہ)

نمبر (۳۶۵) سائز (۹×۶) صفحہ (۵۶) سطر (۱۵) خط ثلث کاغذ دیسی

آغاز:۔

صفت میں خدا کی کروں ابتدا نہ اس باج ہے کوئی دیگر خدا

اختتام:۔

مرتب یکشنبہ ہوا تو کلام نبی پر ہزاراں درود و سلام

(۷۶۵) قصہ زقوم بادشاہ

نمبر (۳۱۱) سائز (۸×۶) صفحہ (۹۴) سطر (۱۰ تا ۱۲) خط شکستہ کاغذ دیسی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

کہ اس ۔۔۔۔ تی رنگی توں نہ ہوا ولیا   قصہ مختصر توں جو موزوں کیا
ہزار ئیک برس ہور نود سال میں   رجب کی ستاویس ویں رات میں
کہ توفیق منج کوں خدا جب دیا   تدھاں یو قصہ میں مرتب کیا

اختتام :-

خدا تے دعا یوں منگے یا دسوں   اچھیگا ہمیشہ دو دل شاد سوں
زیاں کے جو گھوری کوں گرداں توں   محبت ستے دے اس مان توں
زباں کی جو شمشیر کو میان کر   صوبری توں کرن اپس گیان کر

معلوم ہوتا ہے کہ اصل فارسی کتاب نعمت اللہ نامی تخلص کی تھی اس کا ترجمہ ۱۰۹۰ھ میں اولیاء نے دکھنی میں کیا تھا۔

اس مثنوی کا ایک نسخہ کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہے (داخلہ ۳۰۷۶۱) یورپ میں ایک نسخہ ہے۔ یورپ میں دکھنی مخطوطات صفحہ (۱۰۰)

انجمن ترقی اردو علی گڈھ میں ایک نسخہ ہے مثنوی (۱۱) مگر اس کے مصنف کا نام محمد قادری خاکی لکھا گیا ہے جو صحیح نہیں معلوم ہوتا۔

(۷۶۳) قصّہ تمیم انصاری

نمبر (۴۸) سائز (۱۲ × ۸) صفحات (۵۳) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف۔ کبیر   تاریخ تصنیف۔ ۱۰۹۰ھ   کتابت ۱۲۵۷ھ

اس کے مصنف کا تخلص کبیر قیاس کیا جا سکتا ہے کیونکہ ایک شعر میں یہ تخلص آیا ہے۔ افسوس ہے کہ ہم اس کے متعلق کوئی حالات نہیں جانتے۔ اور نہ اس کی مثنوی کوئی رہبری کرتی ہے۔ یہ بھی نہیں معلوم ہوتا کہ مصنف قطب شاہی شاعر ہے یا عادل شاہی اس کا دربار شاہی سے بھی تعلق نہیں معلوم ہوتا۔

آغاز :-

صفت میں خدا کا کہوں ابتدا   نہ اوس باج بھی کوئی دسرا خدا
تو صاحب بڑا ہے توں قادر قدیم   ہے اول تو آخر اپس تو رحیم
الٰہی جگت کا توں کرتارا ہے   دنیا دیں کا سچ توں غفار ہے

قصہ کا خلاصہ یہ ہے۔ حضرت عمر کے پاس ایک عورت آکر فریاد کی۔ اس کا شوہر تمیم انصاری چار سال سے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

ابوشحمہ کے قصے کئی کتب خانوں میں ملتے ہیں۔ اولیا کے اصلی نام اور سنہ وفات وغیرہ سے ہم واقف نہیں ہیں۔ قصہ ابوشحمہ کے مصنف کو اولاً امین تصور کیا گیا تھا۔ اس لئے یورپ میں دکھنی مخطوطات، اردو شہ پارے میں اس قصے کے مصنف کو امین لکھا گیا ہے۔ مگر اب مزید تحقیقات سے اولیاء اسکا مصنف بتلایا جاتا ہے۔

آغاز ۔

الٰہی میرے دل میں توں گیان دے	ہمیشہ جو منج میں تیرا دھیان دے
نہ تج بن منجے کوئی اوہار ہے	ہمیشہ تیرا ذکر منج بار ہے
کہ توفیق منگتا ہوں تیرے کنے	ذکر ہور عبادت تی میرے کنے

حمد و نعت و منقبت کے بعد حضرت سید محمد گیسو دراز کی مدح ہے۔ اسکے بعد بادشاہ کی تعریف ہے بادشاہ کی تعریف کے بعد اصل قصہ شروع ہو گیا ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ حضرت عمرؓ کے فرزند ابوشحمہ شراب پینے اور زنا کرنے کے الزام میں ماخوذ کئے گئے اور ان پر حد شرعی درے مارے گئے ہنوز پورے درے مارے نہیں گئے تھے ان کا انتقال ہو گیا۔ باقی درے انکی قبر پر مارے گئے۔ اسکے بعد جب ان کو خواب میں دیکھا گیا تو وہ جنت میں تھے۔ اونھوں نے کہا کہ شرعی حد جاری کرنے کے باعث خدا ان کو بخش دیا۔

تخلص کے بعض شعر۔

سبھوں میں کمینہ جو اتھا اولیا	صدق سات ایماں لیا اولیا

شب روز بندگی میں جوں اولیا	فدا میں تیرے ناوں پر جیون کیا

فارسی سے ترجمہ کرنے کی صراحت اور تاریخ تصنیف۔

اتھا در اصل یو کیا فارسی	نظم خوش صفائی میں جوں آرسی
سمایا ہے اس میں سو آئینہ دار	نزاکت لطافت پر نیک خوش نگار
و تصنیف تھا نعمت اللہ کا	کی جوں مدد پانی اللہ کا
تخلص انو کا سو ناہی اہی	یو ناہی تخلص گر ایں اہی
....	....
دیکھا سر بسر جوں یو قصہ عجب	سراسر کیا اولیا ترجمہ
....	....

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام :-

کیا ہوں یو قصہ سو غورد پاؤں سوں　　علی شاہ عادل کیرا نا دل سوں

جگ جگ .... اچھو یو تمام　　بحق محمد علیہ السلام

خاتمہ :- بتاریخ شانزدہم ماہ محرم الحرام سنہ ۱۲۴۱ھ در مقام کو جتو برائے خواند....

کاتب الحروف ...... سیوک رام لالہ گنگا رام - مالک این عبدالقادر -

(۷۶۱) گلشن عشق (آٹھواں نسخہ)

نمبر (۴۹۷) سائز (۹ × ۶ ½) صفحہ (۳۱۰) سطر (۱۵) خط نستعلیق کتابت سنہ ۱۳۱۱ھ

آغاز :-

صفت اوسکے قدرت کی اول سراوں　　دھریا جس نے یو گلشن عشق ناوں

اختتام

جی کل ہے نزاکت کا توں اس بن میں　　یک رنگ کا پیالا ہے الپس برف میں

ہو طبع معطر دسی رنگیں نظر　　جن سیر کرے عشق کے اس گلشن میں

اس کے بعد کاتب نے ایک اپنی نظم لکھی ہے جس کے تیرہ شعر ہیں - آغاز اور اختتام

یو کاتب کے چند بیت ہیں بے محل　　سمجھ دار سمجھ کر کہیں بر محل

اختتام :-

انتہا اصل دریا میں روشن عقل　　لکھا ہیگا نہ جہل میں اوسکی نقل

خاتمہ - بتاریخ پنجم ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۱۱ھ بروز پنجشنبہ بوقت ..... از مقام شریتی قصہ گلشن عشق تصنیف حضرت نصرتی ملک الشعراء برائے سری لالہ لچھمن چند منشی سرکار سری ...... جیو -

(۷۶۲) قصہ ابو شحمہ

نمبر (۱۶۵) سائز (۸ × ۶) صفحہ (۴۰) سطر (۱۷) خط نستعلیق - کاغذ - دیسی

مصنف اولیا　تاریخ تصنیف سنہ ۱۰۹۰ھ　کتابت

اولیاء عہد قطب شاہی کا شاعر ہے - دربار قطب شاہی سے اس کو تعلق تھا - اسکی مثنوی قصہ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام:-

نپٹ عاجز ہیں سوں منگیا ہت بسار | کہ اے مہرباں پاک پروردگار

اس کے بعد صفحے نہیں ہیں۔

(۷۵۹) گلشن عشق (چھٹا نسخہ)

نمبر (۴۳۱) سائز (۹ ½ × ۶ ½) صفحہ (۳۲۸) سطر (۱۴) خط نستعلیق کاغذ دیسی

آغاز:-

ثنا صانع کی ہے گی یو ہوا اب عشق کا بانی | دیا ہے حسن کو خلعت کہ ہے یک حرف عنوانی

رکھیا ہوں گلشن عشق اسم اس رنگین قصے کا | کرے جس جھپ کے پھولاں مہک سوں کلیانی

صفت او سکے قدرت کی اول سراول

دھریا جس نے یو گلشنِ عشق ناول

اختتام

لکھا ہوں جو یو قصہ خوش دھیاں سوں | علی شاہ عادل کیری ناول سوں

جگ جگ میں مقبول اچھو تو مدام | بحق محمد علیہ السلام

خاتمہ۔ اختتام کتاب چنپاوتی بروز چہارشنبہ بتاریخ پنجم شہر شعبان المعظم از دست فقیر حقیر عبد ضعیف رضا علی ابن حاجی محمد حسینی دارالغنی۔

اس کتاب پر ایک دوسرے خط سے حسب ذیل عبارت تحریر کی گئی ہے۔

ایں کتاب بتاریخ پنجم جمادی الاول ۱۲۳۵ھ در .... صاحب و محمد رضا خاں صاحب پنج روپیہ خرید نمودہ شد۔ دستخط بھی ثبت ہے مگر پڑھی نہیں جاتی۔

(۷۶۰) گلشنِ عشق (ساتواں نسخہ)

نمبر (۴۷۳) سائز (۸ ½ × ۵ ½) صفحہ (۳۴۰) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی۔ کتابت ۱۲۱۱ھ ناقص الاول ہے۔ آغاز

کروں تج کرم یاد تو بھول رہوں | بیچارو توقع قہر سا ہوں رہوں

CC-0. Agamnigam Digital Preseyation Foundation, Chandigarh

آغاز:-

ثنا صانع کی ہے جس تھے کتاب عشق کا بانی
دیا ہے جس کوں خلعت کہ ہر یک جز لو عنوانی
رکھیا ہوں گلشن عشق اسم رنگین قصے کا
کرے جس جھکے پھولاں کے فلک شوقوں سو کلیانی

صفت اس کی قدرت کی اول سرانوں | دھریا جس تھی یو گلشن عشق ناوں

اختتام:-

لکھیا ہوں جو یو قصہ خوش دھاتوں سوں | علی شاہ عادل کرے نانوں سوں
تلک جگ میں مقبول اچھو مدام | بحق محمد علیہ السلام

اس مثنوی کے خاتمہ کے بعد دو قطعات ہیں۔ یعنی

جی گل ہے نزاکت کا توں اس بن میں | یک رنگ لایا ہے ایس پر فن میں
جو طبع معطر دسے رنگیں نظر | جن سیر کرے عشق کی اس گلشن میں

ضرب شمشیر سوں یو دنیا چھوڑ | جا کے جنت کے گھر میں خوش ہو رہے
سال تاریخ آملا یک نے | یوں کہی نصرتی شہید اہے

۱۰۸۵ھ

کاتب نے غلطی سے ۱۰۸۵ھ کے بجائے ۸۵۰ھ لکھا ہے۔

(۷۵۸) گلشن عشق فرمالتی (پانچواں نسخہ)

نمبر (۳۹۲) سائز (۵×۸) صفحہ (۱۸۶) سطر (۱۵) خط ثلث کاغذ دیسی
ناقص الاول اور ناقص الآخر ہے۔

آغاز

طرب کی کسی بزم میں اتنوں | ذوق دتی دیسے حوض خانہ و گل

دھن رس بھریا گنج ہو دمساز کا | ادہریا گل تی فوارہ آواز کا

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

خاتمہ ۔ راقم الحروف میرزین العابدین ۔ مختوم بتاریخ بست و ششم صفر ۱۱۸۹ھ منقول از کتاب استادی امجدی مکرمی معظمی حضرت میر لطف اللہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔

اس نسخہ میں ایک اہم چیز شامل ہے۔ آخری صفحہ پر حسب ذیل عبارت کے ساتھ ایک قطعہ درج ہے۔

قطعہ مضمن تاریخ فوتی نصرتی۔

ضرب شمشیر سوں یہ دنیا چھوڑ　　جا کے جنت کے گھر میں خوش ہو رہے

سال تاریخ املایک نے　　یو کہی نصرتی شہید ا ہے

حاشیہ پر ۔ "نصرتی شہید ا ہے" سے (۱۰۶۹) بھی درج ہے۔ یہ غلط ہے کیوں کہ یہ دراصل تاریخ تصنیف گلشن عشق ہے۔ "نصرتی شہید ہے" سے ۱۰۶۵ھ حاصل ہوتے ہیں۔

(۷۵۶) گلشن عشق (تیسرا نسخہ)

نمبر (۲۹) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۳۵۴) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی کتابت ۱۱۹۳ھ

آغاز۔

صفت اسکی قدرت کی اول سرا نو　　دھریا جس نے یو گلشن عشق نا نو

اختتام:۔

کہا ہوں سو قصہ یو خوش دھات سوں　　علی شاہ عادل کیری نا موں سوں

تلک جگ میں مقبول اچھے یو مدام　　بحق محمد علیہ السلام

خاتمہ ۔ تمت کلمۃ ربک صدقاً و عدلاً ھذا الکتاب "گلشن عشق" تحریر پہاڑ خان دیوان سالک ۔ دیوان ساکن دیودرگ صورت انجام داتمام پذیرفت مرتبہ این کتاب شہر اسفندار ماہ و بتاریخ بست و ششم مرتب شد۔ ۱۱۹۳ھ

اس کتاب کے چند ابتدائی اوراق زمانہ مابعد میں نقل کر کے مکمل کئے گئے ہیں کیونکہ ناقص الاول کتاب تھی۔

(۷۵۷) گلشن عشق (چوتھا نسخہ)

نمبر (۳۰) سائز (۱۲ × ۵) صفحہ (۴۳۰) سطر (۱۲) خط نستعلیق ۔ کاغذ دیسی

پہلا صفحہ مطلا مذہب ۔ مطلا جدول خوشخط۔

درمیان کے چند صفحے سادہ بھی ہیں۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

کر یا کرم عشق کا تس ابھسال ۔ یو باغ آفرینش کا پکڑیا جمال

نصرتی کی مشہور مثنوی ہے جس میں مدمالت اور کنور منوہر کا قصہ درج کیا گیا ہے۔ اس نسخہ میں اٹھارہ تصاویر دکن اسکول کی شامل ہیں۔

ہم نے یورپ میں دکھنی مخطوطات میں گلشن عشق کے ماخذ اور اسکے مضمون کے دوسرے کتابوں کا بصراحت تذکرہ کردیا ہے (صفحہ ۲۵۷ تا ۲۸۶) اولاً کتاب ہندی میں لکھی گئی تھی۔ شیخ منجن اس کا مصنف تھا اس کے بعد فارسی میں اسکے متعدد ترجمے ہوئے نصرتی نے فارسی اور ہندی دونوں کے مطالعہ کے بعد اپنی دکھنی کتاب مرتب کی ہے۔

اختتام:۔

لکھا ہوں جو یو قصہ خوش دہاں سوں ۔ علی شاہ عادل کرے ناٹوں سوں

تلک جگ میں مقبول اچھی یو مدام ۔ بحق محمد علیہ السلام

صفحۂ اول پر یہ عبارت درج ہے۔" السلطنت بیجاپور از دار قصہ گلشن عشق من تصنیف ملک دال مولانا نصرتی" اسیر محمد علی کی ایک مہر بھی ثبت ہے۔

گلشن عشق انجمن ترقی اردو کراچی نے شایع کردی ہے۔ اسکے قلمی نسخے بعض کتب خانوں میں موجود ہیں۔ چنانچہ کتب خانۂ آصفیہ میں دو نسخے ہیں۔ مثنوی (۲۹۹ - ۳۴۳) یورپ میں کئی ایک نسخے ہیں۔ یورپ میں دکھنی مخطوطات (صفحہ ۲۵۷)

(۷۵۵) گلشن عشق (دوسرا نسخہ)

نمبر (۲۸) سائز (۹ × ۵) صفحہ (۳-۳) سطر (۱۵) خط ثلث کاغذ دیسی۔ کرم خوردہ

آغاز:۔

صفت اسکی قدرت کی اول سراون ۔ دھریا جس نے یو گلشن عشق ناول

تاریخ تصنیف کا شعر:۔

کہیا اسکی تاریخ یوں ہجرتی ۔ مبارک یو ہے ہدیہ نصرتی

اختتام:۔

لکھا ہوں جو یو قصہ خوش دھانوں سوں ۔ علی شاہ عادل گیرے ناٹوں سوں

تلک جگ میں مقبول اچھو یو مدام ۔ بحق محمد علیہ السلام

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

بوقت عصر با تمام شد - کاتب الحروف میر محمد رضا حسین -

(۷۵۳) پھول بن (تیسر النسخہ)

نمبر (۳۴) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۱۲۸) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی - کتابت

آغاز :-

اول میں حمد رب العالمیں کا　　دل و جاں سے کہوں جاں آفریں کا

اختتام :-

مسلمانوں سیں یہ امید ہے مجھ　　سخندانوں سیں یہ امید ہے مجھ

کریگا جو میرا پھول بن سیر　　پڑھے مجھ حق میں اکدم فاتحہ خیر

(۷۵۴) گلشن عشق

نمبر (۳۵) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۱۴۰) سطر متن (۱۸) حاشیہ ۲ شعر شامل خط نلث .

کاغذ دیسی چند کاغذ بلو بھی ہیں -

مصنف - نصرتی　　تاریخ تصنیف - سنہ ۱۰۶۸ھ　　کتابت

مصنف کا نام محمد نصرت اور نصرتی تخلص تھا - ارکاٹ وطن تھا - بیجاپور میں سلطان علی عادل شاہ ثانی کے دربار میں ملک الشعرا کی حیثیت رکھتا تھا - عادل شاہی شعراء میں اسکو بلند مرتبہ حاصل ہے اسکی تین کتابیں مشہور ہیں - گلشن عشق - علی نامہ اور تاریخ اسکندری ابتک اسکے مرنے کا سنہ کسی کو صحیح طور پر معلوم نہیں تھا - عبد الجبار خاں نے شعراء دکن میں سنہ ۱۰۹۵ھ لکھا ہے اور قنوت کے تذکرہ کی لحاظ سے اس کا سنہ ۱۰۹۷ھ تک زندہ رہنے کا ثبوت ملتا ہے - مگر نواب سالار جنگ کے کتب خانوں کے دو نسخوں سے اس کے سنہ ۱۰۸۵ھ میں انتقال کرنے کی تصدیق ہوتی ہے کیونکہ ان میں تاریخی قطعہ درج ہے - اس کی صراحت آگے آتی ہے - مولانا عبد الحق صاحب نے گلشن عشق کو شایع کرنے کے علاوہ "نصرتی" کے نام سے ایک مستقل کتاب شایع کی ہے - اسی طرح اردو شہ پارے - دکن میں اردو - یورپ میں دکھنی مخطوطات اور اردوئے قدیم میں نصرتی کے حالات درج ہیں -

آغاز :-

صفت اسکی قدرت کی اول سراؤں　　دھریا جس نے یو گلشن عشق ناؤں

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

انسانی قالب سے بلبل بن گیا ہے اور اسکی معشوقہ پھول بن گئی۔ بادشاہ کے پاس ایک انگشتری تھی جو قالب کو بدل سکتی تھی وہ انگوٹھی گل و بلبل کو لگائی گئی اور دونوں انسانی صورت میں آگئے اور بادشاہ کے پاس رہنے لگے اور بادشاہ کے فرمائش پر روز قصے کہا کرتے۔ ایک دن ایک قصہ دوسرے دن دوسرا قصہ شروع ہوتا ہے۔ اسی طرح الف لیلیٰ کی طرح اس کے مضمون کا تسلسل ہے۔ یعنے پھول بن میں تین بسیط قصے اور تین متعارفی خاکے ہیں جو ان قصوں کے لئے چوکھٹے کا کام دیتے ہیں۔ قصہ کے اہم کردار ختن کا سوداگر اور گجرات کے عابد کی بیٹی۔ ہمایوں فال وغیرہ ہیں۔

اختتام:۔

مسلماناں سوں ہے اُمید واری	سخن داناں سوں یو امید واری
کرینگے تو میرا یو پھول بن سیر	کہو یکبارگی جو عافیت خیر

خاتمہ"از دستِ احقر العباد آغا حیدر حسن دہلوی۔ اصل نسخہ میں چار شعر کم تھے میں نے کتب خانہ آصفیہ کے نسخے سے نقل کر کے پورے کئے۔ آغا حیدر حسن دہلوی۔ ۸ محرم ۱۳۴۳ھ۔

اس سے واضح ہے کہ یہ نسخہ آغا حیدر حسن صاحب کے کتب خانہ میں تھا۔

"پھول بن" مجلس مخطوطات نواب سالار جنگ کی جانب سے شایع ہوئی ہے۔ اس کے قلمی نسخے بعض کتب خانوں میں موجود ہیں۔ کتب خانہ آصفیہ۔ (مثنوی ۱۶۷) کتب خانہ جامعہ عثمانیہ اور آغا حیدر حسن صاحب کے پاس ایک نسخہ ہے۔ ادارہ ادبیات اردو میں ایک نسخہ ہے (زور ۲۴) یورپ میں بھی اس کے نسخے موجود ہیں۔ یورپ میں دکھنی مخطوطات صفحہ (۸۰)

(۷۵۲) پھول بن (دوسرا نسخہ)

نمبر (۳۳) سائز (۹ × ۵) صفحہ (۱۲۴) سطر (۱۵) خط شکستہ کاغذ دیسی کتابت ۱۰۷۶ھ

آغاز

اول حمد رب العالمیں کا	دل و جاں سوں کہوں جاں آفریں کا

اختتام:۔

شفقت سوں بھوت دل لہو ہونی پر	کب تک دل کوں دساوہ ہشک ہو کر
کیا میں ختم موں کے سم سوں	محمد مصطفیٰ والی عرب و عجم سوں

خاتمہ تمت الکتاب بعون ملک الوہاب۔ تاریخ ششم شہر شعبان روز دوشنبہ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

ہوتا ہے کہ ابن نشاطی نثر نگار تھا مگر افسوس ہے کہ اب تک اسکی کوئی کتاب جو نثر میں ہو دستیاب نہیں ہوئی قدیم ادبی مورخوں میں سے صرف اسٹوارٹ اور گارساں دی تاسی نے اس کا تذکرہ کیا ہے مگر انھوں نے غواصی اور ابن نشاطی کو ملا دیا ہے۔ ابن نشاطی اپنے زمانہ کے کسی شاعر کا ذکر نہیں کرتا بلکہ اپنے پیشرو شعراء فیروز محمود اور احمد اور شوقی کا ذکر کرتا ہے۔ حالانکہ اس کے زمانہ میں غواصی۔ طبعی۔ نصرتی وغیرہ موجود تھے ابن نشاطی کی پھول بن کے علاوہ کسی اور کتاب کا پتہ نہیں چلا۔ طوطی نامہ جو اس سے منسوب کیا گیا ہے وہ غلط ہے۔

پھول بن اپنے صنائع اور بدائع کے لحاظ سے قابل قدر ہے اردو شہ پارے۔ دکن میں اردو۔ اردوئے قدیم، یورپ میں دکھنی مخطوطات میں ابن نشاطی کا تذکرہ موجود ہے۔ افسوس ہے کہ ابن نشاطی کی نام کی طرح اس کے سنہ انتقال سے ہم واقف نہیں ہیں۔

آغاز:۔

اول میں حمد رب العالمیں کا	دل و جاں سوں کہوں جاں آفریں کا
خداوند تجھے ہے جم خدائی	ہمیشہ تجکوں ساجی کبریائی
ازل کوں تیں سمجھ ترا بدایت	ابد کوں نیں فہم تیرا نہایت

قصہ کا لب لباب یہ ہے کہ مشرق میں ایک شہر کنچن پٹن تھا۔ یہاں کا بادشاہ بہت مشہور تھا بڑے بڑے بادشاہ اسکی اطاعت کرتے تھے۔ اس نے ایک رات ایک فقیر کو خواب میں دیکھا اور اس سے باتیں کیں صبح اس نے اپنے خواب والے فقیر کی تلاش کرائی اور ایک خانقاہ میں اس درویش کو پایا۔ گیا۔ اس کو بادشاہ کے پاس لایا گیا۔ درویش ہر روز ایک قصہ بادشاہ کو کہا کرتا۔ ایک رات بادشاہ نے خواہش کی کہ کوئی قصہ سناؤ۔ فقیر نے معرفت کی حقیقت ایک کہانی کے پیرائے میں بیان کی کہ ملک خراسان میں ایک بادشاہ تھا۔ اسکے باغ کا مالی ایک پھول پیش کیا جو بادشاہ کو اچھا معلوم ہوا۔ بادشاہ نے خواہش کی اس پھول کا درخت اس کے باغ میں لگایا جائے۔ بڑی تلاش کے بعد پھول دستیاب ہوا۔ اور کچھ عرصہ کے بعد مالی اور ایک پھول بادشاہ کو نذر کیا جو ہمیشہ تروتازہ ہوتا۔ ایک دن مالی نے جو پھول لایا وہ مرجھایا ہوا تھا بادشاہ نے وجہ دریافت کی۔ مالی نے کہا کہ ایک بلبل آکر پھول پر پروں کو پھیلا دیتا ہے اور کبھی چونچ سے کلیاں تتر بتر کرتا ہے۔ بادشاہ کے حکم سے بلبل کو گرفتار کر لیا گیا اور وہ مقید ہو کر رنجیدہ رہنے لگا۔ بادشاہ نے اس کو دلاسا دیا اور غم کی وجہ دریافت کی۔ بلبل نے اپنے واقعات سنائے کہ وہ کس طرح ایک سوداگر کا فرزند تھا اور ایک زاہد کی لڑکی پر عاشق ہو گیا۔ زاہد کی بد دعا سے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

انا صنعتی کر توں قصہ شروع — ادسے برسوں ملک ہو کر رجوع

اتا کاج ہے شاہ کر صنعتی — بیاں بول اس پو بسر قرح تے

آغاز قصہ

کہو مصر کے شاہ کا بھی بیاں — بڑا داد گر تھا سخن مہرباں

کے فرزند یک اسکون قابل اتھا — فراست میں ہر علم کا مل اتھا

اس مثنوی میں جو قصہ نظم کیا گیا ہے اس کا مختصر خلاصہ یہ ہے۔
کہ ملک مصر کا ایک بادشاہ تھا اسکو ایک فرزند تھا جو حسین وجمیل خوبصورت تھا۔ سیاحت کے لئے روانہ ہوا ایک شہر میں پہونچا معلوم ہوا کہ بادشاہ کا ایک باز اڑ کر جنگل کو چلا گیا ہے۔ شہزادہ جنگل میں پہونچا اور باز کو پکڑ لیا۔ بادشاہ کو اسکی خبر ہوئی اور شہزادہ کو جو مسافر کے بھیس میں تھا طلب کیا اور حال دریافت کیا۔ شہزادہ نے بیان کیا وہ ایک سوداگر کا فرزند ہے۔ مال و دولت برباد ہو گیا اور مفلس ہو کر آیا ہے اور باز غیب سے اسکے ہاتھ پر آگیا۔ اس طرح ملک ملک شہر شہر کی سیاحت کرتا رہا۔ کئی بادشاہوں سے ملتا رہا۔ چونکہ مثنوی ناقص الآخر ہے۔ اسلئے قصہ کا اختتام اور انجام واضح نہیں ہوتا۔

اختتام

ہریک روز کر اوس محبت زیاد — دھریا تھا اپس دل میں لئے اتحاد

اسے عشق عشرت میں مل کر سگل — کی نے تھے دیکھو اپنا دل

....

ناقص الآخر ہے۔

یہ مثنوی شایع نہیں ہوئی۔

(۷۵۱) پھول بن

نمبر (۲۳۲) سائز (۸×۵) صفحہ (۱۸۱) سطر (۱۰ تا ۱۳) خط شکستہ کاغذ دیسی

مصنف۔ ابن نشاطی تاریخ تصنیف ۱۰۶۶ھ کتابت

کرم خوردہ ہے۔

ابن نشاطی، گولکنڈہ کا مشہور شاعر تھا جو عبداللہ قطب شاہ کے عہد میں موجود تھا۔ یہ واضح

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز:-

کہوں حمد میں پاک رحمان کا — کہ او حمد زیور ہے ایمان کا

ناقص الآخر ہے۔

اختتام:-

شہر کے گلیاں میں پھرا خوار کر — کہ چھوڑے لیجا کر پرائے نگر

او ستونت سکی نے پھرا ہٹھار کر — ملائے و لورک و چندا بکر

اس کے بعد کے اشعار نہیں ہیں۔

(۷۵۰) مثنوی گلدستہ

نمبر (۳۹۸) سائز (۸×۶) صفحہ (۷۸) سطر (۱۵) خط شکستہ کاغذ

مصنف۔ صنعتی — تاریخ تصنیف مابعد ۱۰۵۵ھ — کتابت

ناقص الاول و ناقص الآخر ہے۔

صنعتی کا نام محمد ابراہیم تھا۔ عادل شاہی شعرا میں شامل تھے۔ محمد عادل شاہ اور علی عادل شاہ کے زمانہ میں یہ موجود تھا۔ اسکی کئی ایک مثنویاں ہیں جن میں سے قصۂ تمیم انصاری جو قصہ بے نظیر سے بھی موسوم ہے دوسری مثنوی گلدستہ ہے صنعتی کے مزید حالات قصۂ بے نظیر سے معلوم ہوسکتے ہیں جس کو مجلس اردو مخطوطات سالار جنگ نے شایع کرایا ہے۔

آغاز

زہے خاص احمد بنی الورا — نبوت او پر جس کے حیوال گواہ

ہدایت سوں ہادی نیارا ہ کوں — لیا دل میں خلق ات جاہ سوں

تیرے کارنے جگہ بو سیدا ہوا — چندر سور تجھ دیکھ پیدا اکیا

تخلص کے چند شعر:-

تو چل صنعتی بول اس مدح کو — مند رہو کے دھرہات اس فوج کو

تکو سب وصف پورا کھلے جگہ اجال — زباں صنعتی توں آپکے سنبھال

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

کہ ٹک شہر کا ٹک اتھا بادشہ — جہانگیر عالم میں تھا شہنشاہ

اختتام:-

بڑے فہم داراں میں ہوں کج فہم — کیا ہوں نادانگی سوں تمام
کہیں میم ہے ہور کہیں میم دال — درود اں نبی پر کیا میں فی الحال

خاتمہ۔ بتاریخ بست و پنجم شہر ربیع الثانی معظم در قصبہ بھوپال پا لفصد و ہشتاد بیت قصہ مینا موسوم بہ مینا بخط سید قاسم۔

(۷۴۷) قصہ مینا وستونتی (تیسرا نسخہ)

نمبر (۳۷۷) سائز (۸×۵) صفحہ (۵۸) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی

آغاز:-

کہوں حمد میں پاک رحمان کا — کہ جن جگ کوں پیدا کریں ہار کا
او خالق خلق کا ہے سب خاص و عام — او مالک رہیں ملک کا سب تمام

اختتام:-

یونا پاک کرتا ہے کے آکے سنگ — کے چلنے کون منگتا ہے تمن بہ ننگ
کہ ہے میم ح ہور کے ہے میم دال — درود اں نبی پر کہوں فی الحال

(۷۴۸) چندا و لورک قصہ مینا وستونتی (چوتھا نسخہ)

نمبر (۳۹۳) سائز (۶×۹) صفحہ (۶۲) سطر (۹ تا ۱۲) خط نستعلیق کاغذ دیسی

آغاز:-

کہوں حمد میں پاک رحمان کا — کہ او حمد زیور ہے ایمان کا
جمیع حمد او سکو ستراوار ہے — منے جگ کو پیدا کرن ہار رہے

اختتام — کہیں میم ہے اور کہیں میم دال — درود اں نبی پر بھجا فی الحال

(۷۴۹) مثنوی چندا و لورک (پانچواں نسخہ)

نمبر (۶۴۱) سائز (۷½×۵½) صفحہ (۶۱) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ ولایتی صاف خط

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

جمیع حمد اوسکو سزاوار ہے — کہ جس جگ کوں پیدا کرنہار ہے
او خالق ہے سب خلق کا خاص عام — او مالک ہے سب ملکہا کا سو تمام

اس مثنوی میں اول حمد و نعت ہے۔ پھر خلفائے راشدین اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی مدح ہے اسکے بعد قصہ شروع ہوتا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک ملک کا بادشاہ بالاکنور نام تھا۔ اسکی دختر چندا نام تھی اس شہر کا گوالی لورک نام تھا۔ اتفاقاً چندا نے گوالی کو دیکھ پایا اور اوسکے مردانہ حسن پر فریفتہ ہوگئی۔ اسکو طلب کیا اور اسکے ساتھ فرار ہونے کا ارادہ کیا لورک نے اول تو انکار کیا مگر اسکے بعد دونوں فرار ہوگئے۔ راجہ کو کچھ بات معلوم ہوئی۔ لورک کی بی بی "مینا" بڑی خوبصورت تھی۔ بادشاہ اسکے وصال کا طالب تھا۔ ایک کٹنی ستونتی طلب کی گئی اور اس کے ذریعہ مینا کو حاصل کرنے کی کوشش کی گئی مگر مینا بڑی باعصمت تھی۔ وہ کسی طرح راضی نہیں ہوئی مینا اور ستونتی کی گفتگو میں کئی حکایتیں بھی آئی ہیں۔ قصہ میں نصیحت بھی ہے اور بتایا گیا ہے ماں کو ضروری ہے اپنی اولاد کے متعلق چار باتیں ملحوظ رکھنے۔ اول نیک اور شریف عورت کا دودھ پلائیں۔ دوسرے شریفوں کے ساتھ رہیں۔ تیسری اچھی باتوں کی تعلیم دیں اور چوتھے یہ کہ اچھے شخص سے شادی کردیں جب مینا راضی نہیں ہوتی تو لورک کو بادشاہ خط لکھ کر طلب کرتا ہے۔ چندا کو سنگسار کرایا اور مینا کا درجہ بلند کرتا ہے۔

قصہ مختلف کتابوں میں کسی قدر تبدیل ہوگیا ہے۔ فارسی سے ترجمہ کرنے کی صراحت۔

رسالہ اتھا فارسی یو اول — کیا نظم دکھنی ستے بے بدل

اختتام:-

بڑے فہم داراں میں ہوں ہیں کم فہم — کیا ہوں یو نادانگی سوں رقم
سنر عیب اوسکوں یو پوشت میں — کتیں عیب اوس میں دیکھیں تمن
مرتب کیا یہاں سے قصہ تمام
جو بولو بنی پر درود اور سلام

(۷۴۶) مینا وستونتی (چندا ولورک) دوسرا نسخہ

نمبر (۱۶۵) سائز (۸×۶) صفحہ (۳۵) سطر (۱۷) خط شکستہ کاغذ دیسی
ناقص الاول ہے۔ **آغاز**

میٹھا تمک حکایت عجب خوب تر — رسیلا مزہ خوب شیریں شکر

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

سر فراز دونوں جہاں پر کرے　　　جو رہی آرزو کچ نہ دل میں میرے

دعا سوں کیا ختم میں یو کتاب　　　الٰہی دعا یو کرے مستجاب

سنہ بادشاہ فرخ سیر غازی کاتب الحقیر شیخ محمد۔

مجلس مخطوطات سالار جنگ نے اس کو شایع کرایا ہے۔ قلمی نسخے بھی بعض کتب خانوں میں ملتے ہیں۔ چنانچہ کتب خانہ آصفیہ میں ایک نسخہ موجود ہے (داخلہ ۲۹۳۱۴) یورپ میں اس کے قلمی نسخے موجود ہیں۔ (یورپ میں دکھنی مخطوطات صفحہ ۵۷)

(۷۴۴) طوطی نامہ (دوسرا نسخہ)

نمبر (۲۷) سائز (۸×۱۳) صفحہ (۳۱۰) سطر (۱۴) خط۔ نستعلیق۔ کاغذ۔ دیسی کتابت سنہ ۱۲۵۰ھ

آغاز:۔

خدایا جو دانا ہے توں غیب کا　　　ستار بندیاں کرے عیب کا

تاریخ تصنیف کی صراحت۔

برس یکہزار ہور چالیس پہ نو　　　ہوئے تھے یو موتیاں پھوردیا ہوں تو

اختتام:۔

سرافراز دونوں جہاں توں کرے　　　جو رہے آرزو کچھ نہ دل میں میرے

دعا سوں کیا ختم میں یو کتاب　　　الٰہی دعا یو کرے مستجاب

خاتمہ۔ ایں کتاب برائے خواندن محمد انور اللہ خاں عرف محمد امر اللہ فرزند محمد قاسم مرقوم نہم ماہ ذی حجہ سنہ ۱۲۵۰ھ روز چہار شنبہ۔

(۷۴۵) میناوستونتی (چنداولورک)

نمبر (۱۰۰) سائز (۱۰½×۷) صفحہ (۵۵) سطر (۱۳) خط نستعلیق خوشخط۔ کاغذ ولایتی

مصنف۔ غواصی　　تاریخ تصنیف ماقبل سنہ ۱۰۵۰ھ کتابت

غواصی کے حالات صفحات ماقبل میں درج ہو چکے ہیں۔

آغاز:۔

کروں حمد میں پاک رحمان کا　　　کہ او حمد ہے زیور ایمان کا

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

فارسی نثر میں اس کو لکھا ہے۔ جسکی تفصیلی صراحت ہم نے یورپ میں دکھنی مخطوطات میں کردی ہے (صفحہ ۶۵) محمد قادری کی نثر سے سید حیدر بخش حیدری نے فورٹ ولیم کالج میں اردو ترجمہ کیا۔

غواصی نے نخشبی کے طوطی نامہ کو دکھنی کا جامہ پہنایا مگر اس نے کہانیوں کی تعداد بھی گھٹا دی ہے اور نفس مضمون میں بھی حسب ضرورت اختصار اور کمی بیشی کی ہے۔ غواصی کے طوطی نامہ کا خلاصہ یہ ہے۔

"ہندوستان کا ایک سوداگر صاحب مال و دولت تھا۔ سات سمندر اسکے تجارتی جہاز چلتے تھے۔ سمندر کے کنارے اسکی عالیشان کوٹھی تھی اس کے پاس نایاب نایاب جواہرات تھے۔ اس زمانہ کے تمام تاجروں پر اس کو فوقیت تھی مگر کوئی اولاد عرصہ تک نہیں ہوئی بالآخر ایک لڑکا تولد ہوا۔ جواں ہونے پر باپ نے اسکی شادی ایک خوبصورت حسین وجمیل لڑکی سے کردی۔ سوداگر بچہ ایک دن شہر کو نکلا بازار میں طوطا نظر آیا جو فصیح زبان میں باتیں کرتا تھا۔ قرآن شریف کا حافظ تھا۔ ایک ہزار قیمت دیکر سوداگر بچہ نے اس کو خرید لیا۔ طوطی نے بیان کیا کہ مجھ میں ایک عیب ہے یعنی آنے والے واقعات کی پیشگوئی کرتا ہوں۔ چنانچہ عنقریب ایک قافلہ عنبر کی خریداری کے لئے آنے والا ہے اس لئے تو جس قدر عنبر بازار میں ہے خرید کرلے تاکہ نفع حاصل کرسکے۔ سوداگر بچہ نے اس پر عمل کیا۔ چند روز کے بعد عنبر کی خریدی کے لئے قافلہ آیا اور سوداگر بچہ کو کافی نفع حاصل ہوا۔ اس کے بعد اس نے ایک مینا بھی خریدی اور کچھ عرصہ کے بعد ان دونوں کی حفاظت اپنی بی بی کے ذمہ مقرر کرکے سوداگر بچہ تجارت کے لئے وطن سے پردیس کو روانہ ہوگیا۔ سوداگر بچہ کو واپسی میں دیر ہوگئی اسکی وجہ سے نوجوان بی بی پر تنہائی گراں ہونے لگی۔ اس کے جذبات جوش میں آنے لگے۔ ایک دن وہ اپنے بالا خانے پر سیر کررہی تھی ایک سجیلے جوان کی نظر پڑی عشق کا تیر اس کے جگر کے پار ہوا اور ایک ضعیفہ کے ذریعہ نام و پیام شروع ہوا۔ چونکہ اس کا دل اس پر آگیا تھا اس لئے وصال یار پر راضی ہوگئی۔ مینا سے مشورہ کیا۔ مینا نے نصیحت کی۔ نصیحت کارگر نہ ہوئی بلکہ اسکی جان گئی۔ اس کے بعد طوطی سے مشورہ کیا وہ مینا کا حال دیکھ چکا تھا اس لئے ان نے نصیحت نہیں کی بلکہ کہا کہ یہ بات بڑی راز کی ہے کسی سے اس کا ذکر نہ کرنا ورنہ تمہارا حال وہی ہوگا جو ایک رانی کا ہوا اور اب وہ رانی کا قصہ شروع کرتا ہے۔ اس عرصہ میں صبح ہوجاتی ہے اور معاملہ دوسری رات پر منحصر ہوتا ہے۔ اس طرح (۴۵) کہانیاں طوطی بیان کرتا ہے۔ اسمیں عورتوں کی مکاری کے واقعات درج ہیں۔ آخری رات سوداگر بچہ سفر سے واپس آجاتا ہے اور اسکی بی بی کو اپنے عاشق سے وصل نصیب نہیں ہوتا۔ طوطی اپنی آزادی کا وعدہ لیکر واقعات بیان کرتا ہے اور سوداگر بچہ بی بی کو قتل کرتا طوطی کو آزاد کرتا اور مال و دولت خیرات کرکے فقیر بن جاتا ہے۔

اختتام

الٰہی جو دانا ہے اسرار کا | دیوے گنج اثر میری گفتار کا

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

جاں بحق ہوگیا۔ اس کا جنازہ تیار کیا گیا مگر جب شاہی محل کے پاس پہونچا تو وہاں سے آگے نہ بڑھ سکا لاکھ کوشش کی گئی بالآخر چندر بدن خود آئی اور جنازہ کھول کر اس کے پہلو میں لیٹ گئی۔ اب جنازہ روانہ ہوگیا۔ جب دفن کے لئے کھولا گیا تو مہیارا اور چندر بدن باہم پیوست تھے ان کو جدا کرنے کی کوشش کیگئی مگر کامیابی نہیں ہوئی۔ ان کو اسی طرح ایک قبر میں دفن کر دیا گیا۔

اختتام:-

دنیا تو فنا ہے مقیمی سہی	رہیگی بچن کی نشانی بھی

مرتب ہوا یہاں قصے کا کلام	درود بر محمد ہزاراں سلام

خاتمہ۔ تمت تمام شد روز چہار شنبہ بوقت سہ گھڑی پنجم شوال سنہ ۲۷ جلوس محمد شاہی مطابق سنہ ۱۱۵۷ھ در شہر اورنگ آباد راقمہ سید رحمت اللہ ملک دہلی۔

تاریخ دکن میں اس قسم کا ایک واقعہ لکھا ہوا ہے جو ابراہیم عادل شاہ ثانی کے عہد میں ہوا تھا۔ زمانہ مابعد میں "واقف" نے بھی ایک مثنوی اسی نہج کی لکھی ہے۔ اور "بلبل" نے بھی اس قصہ کو لکھا ہے یورپ میں اس کا نسخہ موجود ہے۔ ادارہ ادبیات اردو میں ایک نسخہ ہے (زور ۱۸)

(۷۴۳) طوطی نامہ

نمبر (۲۶) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۲۷۸) سطر (۱۵) خط ثلث کاغذ دیسی

مصنف غواصی تاریخ تصنیف سنہ ۱۰۴۹ھ کتابت سنہ ۱ جلوس فرخ سیر ۱۱۳۲ھ

مصنف کے حالات صفحات ماقبل میں درج ہو چکے ہیں۔

آغاز:- کتاب طوطی نامہ من تصنیف نقش بی (نخشبی) کہ غواصی الفاظ فارسی دیگراں را دانستنے دشوار بود ازیں معنی بزبان ہندی آوردہ مفہوم کردہ۔

خدایا جو دانا ہے توں غیب کا	ہے ستار بندیاں کرے عیب کا

نہ آکار نج ہے نرن کار توں	نہ چوں او چرا سوں دھرے کار توں

سدا حی اہیں کھاتا سو تو نجہ	جواں ہارتا ہور جلاتا سو تو نجہ

طوطی نامہ بڑی مشہور کتاب ہے۔ اول سنسکرت میں تھی اس سے ضیاء الدین نخشبی نے فارسی کا جامہ پہنایا اور اس میں طوطی کی زبان سے (۵۲) کہانیاں ہیں۔ غواصی نے نخشبی کی فارسی مثنوی کو دکھنی کیا ہے اس میں طوطے کی زبان سے (۴۵) کہانیاں کہی گئی ہیں نخشبی کے علاوہ ابو الفضل اور محمد قادری نے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام۔ اس میں تاریخ تصنیف بھی درج ہے اور فارسی سے ترجمہ کی صراحت بھی۔

کہے ہاتفی فارسی نظم سوں | کہا دکھنی قصہ اس رزم سوں
گتیں یوں طبیعت میں ہوں پائمال | تدبر تا زیاں آوری کا کمال
مدد پنج تن پاک و بارہ امام | مدد پیر میراں منزہ مقام
ہزار اور چہل تھے یو ہجرت کے سال | ہوئے تب کیا مجنوں لیلیٰ کا حال

خاتمہ۔ تمام شد۔ بروز شنبہ۔ ہشتم شوال ۲۷ سنہ محمد شاہی مطابق ۱۱۵۷ھ ہجری شہر اورنگ آباد۔ راقمہ رحمت اللہ ساکن دہلی۔

(۲۴۷) قصہ مہیار و چندر بدن

نمبر (۲۵) سائز (۱۰×۵) صفحہ (۳۱) سطر (۱۷) خط شکستہ کاغذ دیسی

مصنف۔ مقیمی تاریخ تصنیف ۱۰۴۵ھ کتابت ۱۱۵۷ھ

مقیمی بیجاپور کا مشہور شاعر ہے جو ایران سے آیا تھا اور ابراہیم عادل شاہ ثانی کے عہد میں موجود تھا۔ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب کو اس سے اختلاف ہے مگر اختلاف کرنے کی وجہ کمزور ہے۔ کیونکہ ان کا خیال ہے کہ کوئی ایرانی شخص ایران سے آکر دکھنی میں شعر موزوں کرنا محال معلوم ہوتا ہے۔ ہم کو اس سے اتفاق نہیں ہے۔ ایک قابل شاعر کے لئے جو فارسی کا شاعر ہو دکھنی میں شعر موزوں کرنا کوئی دشوار امر نہیں ہے۔ خصوصاً جب کہ اس زمانہ کی فضا اور ماحول میں دکھنی شاعری کا زور تھا۔ مقیمی کا نام محمد مقیم تھا وہ فارسی کا اچھا اور مشہور شاعر تھا۔

آغاز:۔

خدا کوں سزاوار کبر و منی | توں قادر ہے قدرت کا صاحب دھنی
جو پھونکیا ہے آدم منے روح کوں | سنبھیا لیا ہے طوفاں ستیں نوح کوں
کیا نار گلزار رب الجلیل | سو نمرود کے ہاتھ بانچیا خلیل

قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک سوداگر زادہ مہیار نام تھا۔ سندر پٹن کی شہزادی چندر بدن اپنے حسن و جمال میں شہرت رکھتی تھی سالانہ سندر پٹن میں ایک میلہ ہوتا تھا۔ مہیار چندر بدن کو دیکھ کر عاشق ہو گیا جنگل جنگل پھرنے لگا۔ شاہ انجم نگر کو اس پر رحم آیا اور اپنے ساتھ لے کر معشوق کی تلاش میں روانہ ہوا۔ جب سندر پٹن پہونچے تو مہیار کے جیون کو سکون ہو گیا۔ سالانہ میلہ کا دن آیا۔ مہیار چندر بدن کے قدموں پر سر رکھکر

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

कार्यकारी ... संग्रहालय ... लखनऊ

(۱۴۷) لیلیٰ مجنوں

نمبر (۲۵) سائز (۱۰ × ۵) صفحہ (۳۸) سطر (۱۷) خط شکستہ کاغذ دیسی

مصنف۔ عاجز   تاریخ تصنیف۔ سنہ ۱۱۴۰ھ   کتابت سنہ ۱۱۵۷ھ

افسوس ہے کہ ہم عاجز کے متعلق کچھ نہیں جانتے۔ اسکے پہلے کسی مورخ ادب کو عاجز اور اسکی مثنوی کا علم نہیں تھا مثنوی سے کوئی حالات ظاہر نہیں ہوئے صرف اس قدر واضح ہوتا ہے کہ عاجز نے ہاتفی کی فارسی لیلیٰ مجنوں سے سنہ ۱۱۴۰ھ میں دکھنی میں ترجمہ کیا ہے۔ شاعر نے اپنے مرشد یا پیر "میراں" کا نام ایک شعر میں لیا ہے۔ مولف تذکرہ اولیاء دکن میں تین بزرگوں کا تذکرہ اس نام سے ہوا ہے۔ ایک شاہ میراں وہ ہیں۔ جو شاہ خداوند ہادی خلیفہ شاہ امین الدین کے مرید تھے سنہ ۱۱۲۵ھ میں حیدرآباد میں انتقال کیا تھا۔ چونکہ ان کا زمانہ بعد کا ہے اس لئے یہ شاہ میراں نہیں ہوسکتے۔ دوسرے میراں جی بیجاپور کے تھے۔ تیسرے بزرگ سید میراں حسینی الحموی عرف شاہ بلال کا تذکرہ حدیقۃ الذکر تذکرہ میں موجود ہے۔ جو سلطان محمد قلی کے زمانہ میں حیدرآباد آکر اقامت کرلی تھی اور سنہ ۱۰۴۹ھ میں ان کا انتقال ہوا اور لنگر حوض کے پاس مدفون ہیں۔ لہذا عاجز کو ان ہی سے بیعت ہونا قرین قیاس ہے۔ عاجز کو قطب شاہی شعرا میں شامل کیا جاسکتا ہے۔

آغاز:۔

کیا ابتدا میں بنام خدا   ہر ایک اسم اوپر کروں جیو فدا
خدایا توں ہے پاک بے عیب رب   بنایا جگت خاص ہور عام سب
تو حاکم ہے جگت میں پورا حکیم   توں دانا ہے ہر راز کبیر و علیم

مثنوی جیسا کہ خود مصنف کی صراحت سے واضح ہوتا ہے سنہ ۱۱۴۰ھ میں تصنیف ہوئی ہے۔ مجنوں کو ایک شہزادہ عرب بتایا گیا ہے۔ مثنوی میں اولاً حمد میں پندرہ شعر ہیں اس کے بعد نعت ہے اس میں خلفائے راشدین کی مدح اور پھر امام حسن اور امام حسین کی توصیف ہے۔ لیکن بادشاہ کی تعریف اور ستائش نہیں ہے اس سے واضح ہے کہ مصنف کو شاہی دربار سے تعلق نہیں تھا۔ تخلص کے دو شعر ملاحظہ ہوں۔

کیا ہوں میں عاجز سمجھ کر بیاں   یو ہے معجزہ سب جگت پر عیاں

نہ عاجز ہے محروم شکر خدا   وہ ہے شاعراں کے جو صف میں کھڑا

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

یہ کتاب مجلس اردو مخطوطات سالار جنگ نے شایع کیا ہے۔ اس کے قلمی نسخے ہمدست ہوئے ہیں۔ چنانچہ (۱) کتب خانہ ادارۂ ادبیات اردو میں دو نسخے ہیں۔ (۲) آقا حیدر حسن صاحب کے پاس ایک نسخہ۔ (۳) انڈیا آفس میں ایک نسخہ ہے (بلوم ہارٹ ۹۹) ہم نے یورپ میں دکھنی مخطوطات میں فارسی سے مقابلہ بھی کیا ہے۔

(۷۳۹) سیف الملوک و بدیع الجمال (دوسرا نسخہ)

نمبر (۲۴) سائز (۸×۵) صفحہ (۱۶۰) سطر (۱۲) خط نستعلیق کاغذ دیسی کتابت سنہ ۱۰۶۷ھ

آغاز:۔

الٰہی جگت کا الٰہی سوتوں   کر نہار جم بادشاہی سوتوں

اختتام

مبارک اچھو شاہ کوں مدام   بحق محمد علیہ السلام
مبارک گھڑی میں کیا میں تمام   محمد نبی پر ہزاراں سلام

خاتمہ۔ سنہ ۱۰۶۷ھ

(۷۴۰) سیف الملوک و بدیع الجمال (تیسرا نسخہ)

نمبر (۲۵) سائز (۱۰×۵) صفحہ (۹۶) سطر (۱۶) خط شکستہ کاغذ دیسی

آغاز:۔ الٰہی جگت کا الٰہی سوتوں   کر نہار جم بادشاہی سوتوں

اختتام۔ ناقص الآخر ہے۔

نہ کر گلستان ارم کا تمام   ہوا صاف جیون جام جم کا نام

اس نسخہ میں بادشاہ کی مدح کا شعر حسب ذیل ہے

جو سلطان محمد قطب شاہ گنبھیر   جگ ادیار ہو جگ دستگیر

اس نسخہ کے اس شعر سے واضح ہوتا ہے کہ دراصل غواصی نے اس مثنوی کو سلطان محمد قطب شاہ کے عہد میں لکھا تھا لیکن بادشاہ کے پاس پیش نہیں ہوئی اس عرصہ میں سلطان محمد کا انتقال ہو گیا اور عبداللہ مسند نشین ہوا تو غواصی نے صرف اس شعر کو بدل دیا۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

ایک ایسے شہر میں پہونچا جہاں سب بندر رہا کرتے ہیں۔ صرف ان کا بادشاہ انسان تھا۔ اس نے سیف الملک کی خاطر تواضع کی اور مہمان رکھا۔ یہاں سے روانہ ہو کر طلسمات میں پھنسا اور حضرت سلیمان کی انگشتری کے باعث یہاں سے رہائی ملی۔ پھر ایک دوسرے ملک میں پہونچا۔ یہاں ایک دیو نے ایک شہزادی کو قید کر رکھا تھا سیف الملک نے حضرت سلیمان کی انگشتری کی مدد سے دیو کو قتل کر کے شہزادی کو رہائی دلائی اس نے وعدہ کیا کہ بدیع الجمال سے ملاقات کرا دیگی۔ اب دونوں ایک دوسرے شہر میں پہونچے جہاں وزیرزادے ساعد سے بھی ملاقات ہوئی۔ اور دونوں بچھڑے ہوئے ملکر خوش ہوئے۔ بدیع الجمال سے یہاں ملاقات ہوئی۔ وہ بھی سیف الملک کو دیکھ کر عاشق ہوگئی۔ مگر آتش اور خاک کی شادی دشوار تھی۔ اسلئے بادشاہ اجنا شہپال بن شاہ رخ کی اجازت لینا ضروری تھا۔ اسکے لئے بدیع الجمال کی دادی سے سفارش لینا طے ہوا۔ اس کے لئے سیف الملک روانہ ہوا۔ بدیع الجمال کی دادی شہر بانو نے اس نسبت کو پسند کیا اور وہ اپنے فرزند شہپال سے سفارش کی۔ مگر اس عرصہ میں دریائے قلزم کے سپاہی سیف الملک کو گرفتار کر کے اپنے ملک کو لے گئے جب شہپال کو یہ واقعہ معلوم ہوا تو اپنی فوج لیکر قلزم والوں سے لڑائی کے لئے روانہ ہوا۔ دونوں کی جنگ ہوئی شہپال کو فتح ہوئی اور سیف الملک کو لے کر اپنے ملک کو آیا۔ یہاں سیف الملک اور بدیع الجمال کی شادی ہوگئی اور اب شادی کے بعد واپس ہوئی۔ راستہ میں سراندیپ کے ملک میں پہونچے۔ یہاں کی شہزادی سے وزیرزادہ کی شادی ہوئی۔ اب دونوں دلہنوں کو لیکر اپنے شہر کو پہونچے۔ عاصم تول اپنے فرزند کو پاکر خوش ہوا اور اس کو تخت نشین کر کے آپ گوشہ نشین ہوگیا۔

اختتام:۔

برس یکہزار ہور پنج تیس میں — کیا ختم یو نظم دن تیس میں

مبارک اچھو ہر شاہ کوں پر مدام — بحق محمد علیہ السلام

خاتمہ ۔ تمت تمام شد ایں کتاب میمنی حاجی سلیمان بن حاجی احمد مقام بمبئی یہ نسخہ آقا حیدر حسن صاحب کا ملکی رہا ہے۔ جا بجا انھوں نے صحت کی ہے۔ اور کتاب کے آغاز میں حسب ذیل نوٹ درج ہے:۔

"میں نے اس نسخہ کا ایک عمدہ مطلا مذہب مجلد نسخے سے جو بہت خوش خط اور قدیم معلوم ہوتا ہے۔ مقابلہ کیا اور اختلافات کو میں نے ہر جگہ لکھدیا ہے اور جو اشعار کم تھے ان کو بھی مندرج کر دیا ہے۔ اس نسخے میں عنوانات فارسی منشور تھے انھیں عمداً ترک کر دیا۔

حیدر حسین دہلوی ۱۳۴۳ھ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اسکے مزید دو تصانیف کا پتہ چل گیا ہے۔ ایک تو اس کا کلیات ہے جو کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہے (وداوین ۱۰۳۷ھ) اور دوسری مثنوی چندا و لورک ہے۔

آغاز:۔

الہٰی جگت کا الہٰی سو تول کر ہنسار جم بادشاہی سو تول

تیرے حکم تل نوکر آسمان کے رعیت فلک تیرے فرمان کے

سیف الملک بدیع الجمال کا قصہ مشہور ہے۔ اولاً فارسی نثر میں لکھا گیا تھا۔ اس خصوص میں ہم نے یورپ میں دکھنی مخطوطات میں تفصیلی وضاحت کردی ہے۔ قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ

"مصر کا بادشاہ عاصم نول نام تھا جو دولت اور شوکت سے مالامال تھا مگر کوئی اولاد نہیں تھی۔ نجومیوں نے کہا کہ اگر یمن کے بادشاہ کی لڑکی سے عقد کرے تو اولاد ہوگی۔ بادشاہ یمن کے پاس خواستگاری کیگئی اور بڑی دھوم دھام سے شادی ہوئی۔ بادشاہ کو ایک فرزند تولد ہوا اس کا نام سیف الملک رکھا گیا۔ اسی دن وزیر کو بھی فرزند تولد ہوا اوس کا نام ساعد رکھا گیا۔ دونوں کی پرورش ایک جگہ ہونے لگی۔ جب سیف الملک جوان ہوا تو باپ نے حضرت سلیمان کے زمانے کی انگشتری اور ایک زرین کپڑا جو خاندان کی موروثی نشانی سمجھے جاتے تھے سیف الملک کو دیا۔ سیف الملک ان کو لے کر اپنے محل کو آیا اور رات بھر جشن منایا گیا۔ سیف الملک نے اس زریں پارچہ کو کھولا تو اس پر ایک خوبصورت عورت کی تصویر تھی جس کو دیکھکر سیف الملک کو غش آگیا اور اس پر عاشق ہوگیا۔ بادشاہ نے ساعد سے بیان کیا کہ یہ تحفہ اسکو پریوں نے دلادیا تھا اور تصویر شاہ اجنا شہپال کی دختر بدیع الجمال کی ہے جس کا پانا محال ہے۔ شہر کے حکماء سے شہزادہ سیف الملک کا علاج کرایا گیا مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ بالآخر بدیع الجمال کے حاصل کرنے کے لئے لوگوں کو روانہ کیا گیا۔ گلستان ارم کی تلاش ہونے لگی۔ ایک سال کے بعد لوگ ناکام واپس ہوگئے۔ اب خود شہزادہ روانہ ہوا۔ اور ملک چین پہونچا وہاں کسی نے گلستان ارم کا پتہ نہیں دیا۔ وہاں سے قسطنطنیہ روانہ ہوئے مگر راستہ میں طوفان آیا۔ جہاز غرق ہوگیا۔ سیف الملک ایک تختہ کے ذریعے تیرتے ہوئے ایک جزیرہ میں پہونچا۔ یہاں زنگی رہا کرتے تھے۔ زنگیوں کے بادشاہ نے اپنی دختر کے پاس سیف الملک کو روانہ کیا کہ بھون کر کھالے۔ مگر بادشاہ زنگی کی دختر شہزادہ پر عاشق ہوگئی اور وصال کی طالب ہوئی۔ سیف الملک نے انکار کیا جسکی بناء پر قید کردیا گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد قید سے فرار ہوا دوسرے ملک میں پہونچا۔ یہ رکاسوں کا ملک تھا۔ یہاں کی شہزادی بھی وصال کی تمنا کرنے لگی۔ یہاں سے بھی فرار ہوا۔ سنگساروں کے ملک میں پہونچا۔ یہاں پر قید کردیا گیا۔ اس عرصہ میں رکاس بھی یہاں آئے رکاسوں اور سنگساروں کی لڑائی ہوئی۔ شہزادہ اس موقع کو غنیمت سمجھ کر یہاں سے بھی فرار ہوا۔ یہاں سے رہائی پائی تو

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

سنو کتھا جس ابرت بانی جہاں چترریکھا وہ رانی
نگر چندریو را دتم تھانوں چندر بھاں راجا کرنا توں

یہ داستان روپ ریکھا اور چترریکھا کی ہے۔ چنانچہ ایک شعر میں اس کا ذکر ہے۔

بناں روپ ریکھا رت تونے لکھے چترریکھا تس سونے

اختتام :-

لکھا بویر سنجھ رہی جو لکھ جاتی کریں لیکھنا را با پرا کل کی ماہی ہویں
کرتک پوتھی پٹہ مری پنڈت بھانہ کوئی ابکی اچھر ہم کا پدھی سو پنڈت ہوئی

خاتمہ :- تمام شد پوتھی چترریکھا من تصنیف ملک محمد جائسی درعہد محمد شاہ بادشاہ غازی بتاریخ دوازدہم شہر رجب سنہ ۱۲ جلوس موافق سنہ ۱۱۲۷ فصلی مطابق سنہ ۱۱۳۳ ہجری بروز منگلوار بوقت دوپہر من از خط..... دیار..... بھٹنا گر باتمام رسید۔

اس کتاب پر ایک مہر سید محمد علی خاں بہادر ثبت ہے۔ ایک اور فارسی عبارت یہ ہے۔

بتاریخ بست پنجم شہر ربیع الاول سنہ ۱۲ جلوس محمد شاہ بادشاہ غازی در چنورہ گنج لالبزردہ جکنال ولد نورومل کایستہ ساکن متصل حویلی نورتن.......

(۳۸) سیف الملوک و بدیع الجمال

نمبر (۲۳) سائز (۸ × ۶) صفحہ (۱۴۹) سطر (۱۲) خط ثلث کاغذ ولایتی بلو

مصنف۔ غواصی تاریخ تصنیف سنہ ۱۰۳۵ھ کتابت

غواصی قطب شاہی عہد کا مشہور شاعر ہے مگر افسوس ہے کہ ہم اس کے نام سے واقف نہیں اور نہ انتقال کے سنہ سے جو حالات معلوم ہوئے ہیں وہ یہ ہیں کہ وہ سلطان عبداللہ قطب شاہ کے دربار کا ملک الشعراء تھا۔ قطب شاہی حکومت کی جانب سے بیجاپور کو سفیر کی حیثیت سے بھیجا گیا تھا۔ وہاں اسکی بڑی آؤ بھگت ہوئی تھی۔ جب تک شاہی تقرب حاصل نہیں ہوا تھا۔ نہایت تنگدستی میں بسر ہوتی تھی۔ جب بادشاہ کا تقرب حاصل ہوگیا تو عزت وشوکت میں اضافہ ہوگیا۔ غواصی کی قابلیت کا اعتراف اسکے عہد کے شعراء کو بھی تھا۔ نصرتی مقیمی وغیرہ اس کے کمال فن کے معترف اور مداح تھے۔ غواصی کے حالات ڈاکٹر زور نے اردو شہ پارے میں اور راقم نے دکن میں اردو اور یورپ میں دکھنی مخطوطات میں قلمبند کئے ہیں۔

غواصی کی دو مثنویاں سیف الملک و بدیع الجمال اور طوطی نامہ عرصہ سے مورخین ادب کو معلوم ہیں! اب

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۱) اکھراوت (۲) پدماوت (۳) سکھراوت (۴) چنپاوت (۵) اتراوت (۶) مدکاوٹ (۷) چتراوت (۸) گھرونامہ (۹) وراٗئی نامہ (۱۰) مکھرنامہ (۱۱) پوستی نامہ (۱۲) چھنر نامہ (۱۳) ہولی نامہ (۱۴) آخری کلام۔

آغاز:۔

آؤ ایک پرتوں سوراجا   جاکر سبھے ملکت پہ ساجا

چودہ بھون پور کی ساجو   سہنس اٹھارہ بھو بجنی راجو

ساجی چاند سورج او تارا   ساجی بن کنہہ سحد بھارا

اس مثنوی میں چترریکھا کی داستان لکھی ہے۔ ہندی فلسفہ وغیرہ کی تفصیل ہے حسب ذیل اشعار میں تخلص ہے جس سے واضح ہے کہ یہ ملک محمد جائسی کی تصنیف ہے۔

ملک محمد پنتھے کہہی پاتھ اور اس   کبھو سورہ منکے کبھو بیک اویاس

محمد ملک یم مدہ بھورا   نانوں پڑیرا اور درشن ٹھورا

حمد و نعت کے بعد چار خلفا کی مدح اور اپنے مرشد اور ان کے سلسلہ کا تذکرہ کیا ہے۔

سید اشرف پیر پیارا   ہوں مرید سبوں تن ہارا

جہانگیر چشتی دس راجے   سمند باتھ یو ہٹ کن ساجے

حاجی احمد حاجی پیرو   دینھہ باتھ جن سمند کھیرو

شیخ جمال جلال دینارا   دود سو کنن بیت بنوارا

اس مخدوم یو ہٹ لیں دھرم کرم چال

کرپا شیخ مبارک کہوت شیخ جمال

مجتہدین کرو شیخ برہانوں   کاپے نگر ننھہ کا استھانوں

ان اشعار میں سید اشرف جہانگیر چشتی۔ شیخ جمال۔ شیخ مبارک حاجی احمد وغیرہ کا ذکر ہے۔ اس خصوص میں کلب مصطفےٰ صاحب کی کتاب سے واضح ہے کہ شیخ مبارک، اشرف جہانگیر چشتی کے سلسلے کے بزرگ تھے جن سے ملک محمد کو بیعت حاصل تھی معلوم ہوتا ہے شیخ جمال۔ شیخ برہان۔ حاجی احمد وغیرہ ان کے پیر بھائی تھے جن سے انکو خلوص تھا۔ بہرحال ان اشعار سے ملک محمد کے صاحب باطن ہونے اور تصوف سے شغف رکھنے کا پتہ چلتا ہے۔

قصہ کا آغاز ان شعروں سے ہوا ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

منظوم افسانے

(۲۳۷) پوتھی چیتر ریکھا

نمبر (۱۹۲) سائز (۸×۴) صفحہ (۲۷) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف۔ ملک محمد جائسی   تاریخ تصنیف مابعد سنہ ہجری کتابت سنہ ۱۱۲۳ھ

ملک محمد جائسی وہ علم دوست اور ادب نواز شخص تھا جس نے حکومت کی زبان فارسی ہونے اور علماء فضلاء کے تصانیف فارسی میں ہوتے رہنے کے باوجود "ہندی" کی طرف توجہ کی تھی اور اپنے بیش بہا ہندی تصانیف سے آج تک مشہور و معروف ہے۔

ملک محمد جائسی اودھ کے رہنے والے باکمال شاعر۔ عربی فارسی کے بڑے عالم اور سنسکرت کے ماہر تھے۔ ان کی کتاب پدماوت کا ترجمہ انگریزی اور بنگالی زبان میں ہوا ہے۔ اس طرح ان کو جاننے والے سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں ہیں۔ امیر خسرو ہندی بھاشا کے نامور ادیب اور شاعر تسلیم کئے گئے ہیں۔ ملک محمد ان کے بعد ظہیر الدین بابر کے عہد میں ۹۰۰ھ؁ ۱۴۹۵ء میں پیدا ہوئے۔ ان کی پیدائش جائس میں ہوئی یہ مقام ریلوے اسٹیشن جائس (رائے بریلی اور پرتاب گڈھ کے درمیان واقع ہے) سے تقریباً دو میل پر آباد ہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ اب تک ان کا مکان شکستہ اور بوسیدہ حالت میں موجود ہے۔

ملک کا خطاب ان کو حکومت کی جانب سے ملا تھا۔ ان کو کوئی اولاد نہیں ہوئی وہ فقیر منش اور صوفی بزرگ تھے۔ صلح کل ان کی پالیسی تھی۔ ان کے مرشد شاہ مبارک تھے۔ ان کے بعد شاہ محی الدین سے بھی فیض حاصل کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔ قصبۂ امیٹھی کو انھوں نے اپنا مستقر بنایا تھا اور پدماوت اس مقام پر ختم ہوئی ہے وہ کسی بادشاہ یا راجہ کے تقرب کو پسند نہیں کرتے تھے۔ علم دوست ہونے کے باعث وہ ہر مذہب و ملت کے اشخاص سے بلاتعصب ملتے تھے۔ ان کے اخلاق حسنہ نے سب کو گرویدہ کر لیا تھا۔ ۹۴۹ھ؁ ۱۶۳۹ء میں ان کا انتقال ہوا۔ رام نگر متصل گڈھ امیٹھی میں ان کا مزار موجود ہے۔ بقول بعض ہندی رزمیہ نظم میں ان کو اولیت کا شرف حاصل ہے۔

سید کلب مصطفےٰ نے جو کتاب "ملک محمد جائسی" لکھی ہے اور جو انجمن ترقی اردو سے شایع ہوئی ہے اس میں ان کے حسب ذیل تصانیف کے نام گنائے ہیں۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

واری جواب دو دولہن اب کس کی آئے گی
ماں بیاہ نیکو دھوم سے اب کس کی جائے گی
بستی میری اوجڑ گئی ویرانہ ہوگیا
شادی کہاں کی گھر تو عزاخانہ ہوگیا

(۳۶) بیاض مراثی وواسوخت

نمبر (۲۰۲) سائز (۹ × ۴ $\frac{1}{2}$) صفحہ (۳۱۸) سطر (۱۵) خط نستعلیق و شکستہ وغیرہ
مصنف شعرائے مختلف تاریخ × کتابت ۱۲۶۳ھ تا ۱۲۸۰ھ

اس میں حسب ذیل شعرا کے مرثیے شامل ہیں۔

سعادت۔ (زیادہ مرثیے اس کے ہیں اور واسوخت بھی ان کے موجود ہیں)۔ ضمیر، محمود، مشہدی، غلام علی موسیٰ رضا بیگ عزت، مونس، جمشید، امان، خواجہ وغیرہ۔

آغاز۔

بطحی سے نکل جب کہ وہ سلطان شہادت — دربار کیا آکے بہ میدان شہادت
یعنی کہ وہ خوبی شید درخشان شہادت — وہ زیب دہ مسند ایوان شہادت
پہنچا ہے وہی جیسا تھا پیمان شہادت

جیسا کہ تذکرہ کیا گیا ہے۔ اس بیاض میں مختلف شعرا کے مراثی۔ چند رباعیات اور واسوخت جمع کئے گئے ہیں۔ چند تضمین بھی ہیں جو دبیر کے مرثیوں پر لکھے گئے ہیں۔

اختتام۔

کیا تشنگی اوٹھائے بوقت ذبح امام — مظلوم و تشنہ لب
خنجر کے تھے وہ شہ کیلئے ہے دہن میں آب — انصاف اے خدا
شاہ امام کے غم سے سعادت بچشم نم — شبنم سے ہر سحر
قطرات اشک روتا ہے ہر یک چمن میں آب — کر نالہ و بکا

ناقص الآخر ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام۔

کیا حالِ غسل و دفن لکھوں اب نہیں ہے تاب
عابد ہجومِ غم سے ہے دل کو اضطراب
کر عرض ہو قبول دعا یا ابو تراب
ہوں جلد جلد منتظر فرد کامیاب
مولا میرے عزیزوں کی حاجت روا کرو
قابل کے منتظم کی مقاصد عطا کرو

خاتمہ۔

"بتاریخ ۱۰ ماہ ذیقعدہ ۱۳۰۶ھ روز چہار شنبہ وقت قریب شام بخاطر حضرت میر اکبر حسین صاحب قبلہ المتخلص بہ کوکب قبلہ مدظلہ العالی نوشتہ شد۔ بخط حشمت علی۔ سہ بندرا مصنف نویسندہ خوانندہ۔"

(۳۵)، مرثیے اور نوحے وغیرہ

نمبر (۷۵۶) سائز (۹ × ۵½) صفحہ (۱۲۰) سطر غیر معین خط نستعلیق کاغذ ولایتی
مصنف شعرائے مختلف تاریخ تصنیف کتابت مابعد ۱۲۵۰ھ

آغاز۔

جب طے سفر شام ہوا ماہِ صفر میں — پوشیدہ تھے رخسار حرم گرد سفر میں
فریاد لبِ خشک پہ خوں دیدۂ تر میں — ناسور دلِ پاک میں اور داغ جگر میں
دربار میں روتے ہوئے بازار سے آئی
زندان میں سر پیٹتے دربار سے آئی

اس بیاض میں دبیر، ضمیر، ذہین، نکہت، شمسو بی وغیرہ کے مرثیے ہیں۔

اختتام

ہنس ہنس کے اب یہ ماں کسے دولہا بنائے گی
اب سالی کس کے ہاتھ میں مہندی لگائے گی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز۔

جب دسویں رات آئی محرم کی مومناں | بی فاطمہ کی بانو ہوں گریہ کناں
روتے روتے سوگئی بی بی وہ ناگہاں | کیا دیکھتی ہے خواب میں مرقد کے درمیاں
اک بی بی پیٹ سر کو یہ کرتی ہے شور و شین | اس بن میں مارا جائیگا پیارا میرا حسین

اس میں چند مرثیے ہیں اور ایک قصیدہ مدحیہ غوث اعظم بھی ہے۔ قصیدہ کے مصنف کا نام معلوم نہیں ہوا۔

اختتام۔

بالک پن میں چیتے لگا کر باپو واکا ٹھاؤں
امجد واکو خاک فکر ہے ناؤں رہے مٹگاؤں
حق پایا بیان ہے خود کی خدائی تن من میں
ناقص الآخر ہے۔

(۷۲۴) بیاض مرثیہ

نمبر (۷۲۴) سائز (۱۱½ × ۷½) صفحہ (۱۴) سطر (۲۴) خط نستعلیق کاغذ ولایتی
مصنف میر عابد علی عابد تاریخ تصنیف کتابت ۱۳۱۳ھ
صرف اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ مصنف انیس کے شاگرد تھے۔ لکھنو کے باشندہ تھے۔

آغاز۔

کوہ علی کے وصف میں قاصر زبان ہے
حیراں ہے عقل عقل عجب اس کی شان ہے
یہ کوہ طور ہے نہ ہم آسمان ہے
یہاں عرش فرش ہے یہ مکان لامکان ہے
موسیٰ کی طرح ہوش جو یہاں اپنے کھوتے ہیں
مستدرک رموز خداوند ہوتے ہیں

اس میں کوہ مولا علی (حیدرآباد) کے متعلق ایک طویل مرثیہ ہے
یہی اصل مسودہ مصنف کا معلوم ہوتا ہے کیونکہ اشعار کی اصلاح بھی ہوئی ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۷۳۲) مجموعہ مراثی

نمبر (۶۰۵) سائز (۹ ½ × ۷) صفحہ (۴۲۰) سطر غیر معین خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف شعراء مختلف تاریخ تصنیف کتابت ۱۲۳۹ھ

اس بیاض میں حسب ذیل شعرا کے مرثیے ہیں۔ خلیق، دلگیر، افسردہ، فصیح، گدا، احسان، مشتاق، امام، صولت، فغاں، نسیم، وغیرہ۔

آغاز۔

خلیق

عباس نے دیکھا ہے کہ بلکتی ہے سکینہ　　حسرت کی نظر سے مجھے تکتی ہے سکینہ

سر زانو پہ بابا کے پٹکتی ہے سکینہ　　جی چاہتا ہے پر کہہ نہیں سکتی ہے سکینہ

ہونٹوں پہ زباں پھیرتی تشنہ لبی سے

لپٹی ہوئی ہے سبطِ رسولِ عربی سے

اختتام۔

دلگیر جا کر اُسے رکھو نا اکبر کے برابر

فرمانے لگے رو رو کے ہے ہے علی اکبر

تغیر بہت ہو گی شبیر کی حالت

دلگیر نہ کہہ اب شہ دلگیر کی حالت

خاتمہ۔

درمیانی ایک صفحہ پہ ماہ ربیع الاول ۱۲۳۹ھ میں اس کتاب کو لکھنے کی صراحت ہے۔ کاتب محمد جان ہے۔

(۷۳۳) بیاض مراثی

نمبر (۴۰۹) سائز (۶ ½ × ۴) صفحہ (۳۶) سطر غیر معین خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف مقصدی واجد تاریخ تصنیف کتابت مابعد ۱۲۵۰ھ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

ہر سمت اوٹھا شور اوس فوج ستم میں
آتا ہے علمدار یہ اس وقت الم میں

اختتام۔

اب جانا گھر میں شہ کا اے نادری کر بیاں — اور رونا بی بی بانو کا کر اب نہ تو عیاں
کر عرض بھی شہ سے تو با چشم خوں چکاں — اے مالک زمین زماں شاہ انس و جاں
جی میرا جیتے جی نہ کبھی درد مند ہو
سب ذاکروں میں مرثیہ میرا پسند ہو

ایک جگہ کتاب کا سنہ ۱۲۳۳ھ لکھا گیا ہے اور ایک جگہ سنہ ۱۲۱۸ھ بھی درج ہے۔

(۷۳۱) مجموعہ مرثیہ

نمبر (۶۱۰) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۲۱۴) سطر غیر معین خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف شعرا مختلف تاریخ تصنیف کتابت مابعد سنہ ۱۲۰۰ھ

اس میں کئی ایک شعرا کا فارسی اور اردو کلام جو مرثیہ، منقبت حضرت علی پر مشتمل ہے شامل ہے۔ جن شعرا کا کلام ہے وہ یہ ہیں۔ ایجاد، صابر، ذوالفقار، یکرنگ، فاضل، حشمت، شہاب الدین، غلامی، ہمدم، یادگار، ولایت وغیرہ۔

آغاز۔

ایجاد

ہے وہ ساقی حوض کوثر علی — محیط ولایت کا گوہر علی
سپہر ہدایت کا اختر علی — نبی کے مدینہ کا ہے در علی
علی ہے علی سب سیں برتر علی

اختتام۔

علی کی قدر پہچانا ہے جس نے — ہوا مفتوح کنز من عرف دل
اسے کچھ فکر دنیا کی نہیں ہے — لیا ہے دامن دولت بکف دل
نصیبوں میں اگر ہے طوف درگاہ — ہدایہ پیش کش دل اور نجف دل

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اس بیاض میں شاداں، ضمیر، امیر کے مرثیے شامل ہیں۔

آغاز۔

شاداں

دیارِ شام میں جب قیدیوں کو شام ہوئی — وہ رات بیٹھنے اور رونے میں تمام ہوئی
ہوئی جو صبح کمر بستہ فوج شام ہوئی — ہوا یزید برآمد یہ دھوم دھام ہوئی
فلک ستائے مصیبت کی مبتلا زینب
چلی یزید کی مجلس میں بے ردا زینب

اختتام۔

ہو گئی گھر یہ تو زہرا کے قیامت ظاہر — اے امیر آگے بیاں ہوویگا بار خاطر
کر دعا حق سے تو ہے سبطِ نبی کا ذاکر — سامنا غم کا ہے یا رب تو میرا ہے ناصر
بس یہ ارمان ہے اے مالکِ تقدیر مجھے
کر تو جاروب کشِ روضۂ شبیر مجھے

خاتمہ۔

"سویم شہر حال روز پنجشنبہ ماہ ذیقعدہ ۱۲۹۶ھ بوقت ظہر۔ خاتمہ رسید از نزد کمال علی صاحب این مرثیہ رسید۔ بخط غریب فقیر حقیر مو رعلی بیگ نوشتہ شد۔"

(۷۳۰) مجموعہ مرثیہ

نمبر (۶۰۹) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۲۷۱) سطر غیر معین خط شکستہ و نستعلیق کاغذ دیسی

معنف شعرائے ذیل تاریخ تصنیف — کتابت ۱۲۳۳ھ

خلیق، دلگیر، فصیح، احسان، نسیم، ناظم، افسردہ، قادری ان میں سے نسیم و ناظم کا ایک ایک مرثیہ ہے۔ خلیق، فصیح، دلگیر کے کئی ایک مرثیے ہیں۔ احسان اور افسردہ کے دو دو تین تین مرثیے ہیں۔

اولاً ایک فارسی مرثیہ ملا محسن کا ہے۔ اردو میں خلیق کے مرثیہ سے آغاز ہے۔

آغاز۔

جب شہ سے رضا ان کی علمدار نے پائی — اور دوش مبارک یہ بھی اک مشک لگائی
پھر فوج مخالف کی طرف باگ اٹھائی — تقدیر ادھر سی جنگ کی میدان میں لائی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اگر کسی دعوے کند باطل و حرام است۔
بتاریخ پنجم ماہ محرم ۱۲۹۲ھ سید حسین علی عرف محب علی۔

(۷۲۸) بیاض مرثیہ و نوحہ

نمبر (۶۱۲) سائز (۹½×۵) صفحہ (۲۷۱) سطر غیر معین خط نستعلیق کاغذ ولایتی
مصنف مختلف شعرا تاریخ تصنیف × کتابت مابعد ۱۲۰۰ھ

اس میں کئی شعرا کے مرثیے، نوحے وغیرہ ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں۔ غلام، اصلا، ہادی، احسن، مجید، فدوی، فصیح، علی، موسوی، دبیر، ناظم، رضا، عاشق، عجز، نواب، عالم، احسان، وقار۔

آغاز۔
غلام

فاطمہ با شور و شین   کھو کے قرار حسین
بر سر لاش حسین   کرتے تھے رو رو یہ بین
ہائے ستم وا حسین
بیکس و تنہا حسین

کر کے کفن اپنا چاک   سر پہ اڑی ہے خاک
کہتی ہے ہو درد ناک   بیٹا ہوا تو ہلاک
ہائے ستم وا حسین
بیکس و تنہا حسین

اختتام

حیران ہوں کیوں جہان میں آیا پانی   دریا میں ہے کس لیئے سمایا پانی
یہ ابر جو لاکھ سال برسے تو کیا   شبیر نے مرتے دم نہ پایا پانی

(۷۲۹) بیاض مرثیہ جات

نمبر (۶۳۸) سائز (۹×۴½) صفحہ (۱۴) سطر غیر معین خط نستعلیق کاغذ دیسی
معنف شعرائے مختلف تاریخ تصنیف کتابت ۱۲۲۶ھ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

جلا کر دو کو عشق سفر سے صبح صادق عشق اللہ
کل سے اب تک ٹھیک جل کل اب کل بگڑی بسم اللہ

خاتمہ۔

تمت تمام شد۔ مرقوم ۱۲ صفر ۱۳۰۲ھ راقم غلام حسین سالک ہتنورہ۔

(۷۲۷) دیوان حسینی

نمبر (۸۸) سائز (۱۰ × ۶) صفحہ (۴۰۰) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف حسینی تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۰۰ھ کتابت ۱۲۹۶ھ

ایک حسینی شاعر ۱۱۰۰ھ کے اوائل میں گزرا ہے جسکا ایک دیوان کتب خانہ آصفیہ میں ہے اور ایک ہاشم علی برہان پوری کا دیوان بھی دیوان حسینی سے موسوم ہے مگر یہ کوئی دوسرا شاعر ہے جسکے متعلق کوئی معلومات ہمدست نہیں ہوئے۔

آغاز۔

ہر ایک دم سو سو اور سو سلام باری او سپر ہے — محبوب جو امام سیوم اور سبط پیمبر ہے
علی والی کا دلبر اور پیارا ہے وہ احمد کا — محمد کے برادر کا پسر دلدار حیدر ہے
حبیب کبریا ہے اور محبوب الٰہی ہے — وہ ہے سرور ابا عبداللہ جسکا اسم اظہر ہے

اس دیوان میں اول دو سلام ہیں اسکے بعد بسم اللہ کے ساتھ ردیف وار غزلیات شروع کیگئی ہیں۔ ہر ردیف کے بعد صفحہ خالی چھوڑا گیا ہے۔ دیوان میں جسقدر غزلیات ہیں سب کے سب شہدائے کربلا سے متعلق ہیں انکو مرثیہ اور نوحہ کہنا بھی درست ہے۔ پورا دیوان اسی نوع کے کلام سے پُر ہے۔ شاعر نے مرثیوں کے بجائے اپنا پورا دیوان شہدائے کربلا کے متعلق غزل کے صنف میں قلمبند کیا ہے۔

اختتام۔

وہ علی جب نہیں پڑلی درود اور صلوٰۃ — نام لائے بر زباں انکا تو ہے بی ادبی
خوش نہ کہوں شیریں کلامی سے حسینی ہوا ہے — مدحت آل محمد سے لساں کو رطبی

خاتمہ۔

این دیوان تصنیف حسینی صاحب از نزد قادر علی صاحب بقیمت ہشت آنہ خرید نمودہ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز۔

اول نبی پہ حق نے کیا احمد اسلام — اور حیدر و بتول و دو شہ پر سدا اسلام

وہ پانچ قطرے نور کے ہیں نور رب ستے — ہر نور کے ظہور اوپر ہے جدا اسلام

حق سیں ہوا خطاب اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ — قَالُوْا بَلٰی جواب پہ بولا خدا اسلام

اس مجموعہ میں غیاث کا کلام زیادہ تر سلام، نوحہ، مرثیہ وغیرہ درج ہیں۔ اردو کلام کے ساتھ فارسی کلام بھی شامل ہے۔

اختتام۔

بسمل تیغ جفا پہ حق ہو نم — جسمِ زخمِ ممتلی تم پر سلام

شہِ سبحان ابنِ عمِ مصطفےٰ — شاہِ مرداں میرِ کوثر مرتضیٰ

تم غیاث المستغیثیں ہو شہا — اب مدد ہو یا علی تم پر سلام

(۷۲۶) کلام مسافر و سحر

نمبر (۲۳۱) سائز (۱۱ × ۷) صفحہ (۴۱۸) سطر بلا تعین خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف مسافر و سحر تاریخ تصنیف بعد ۱۲۰۰ھ کتابت ۱۲۹۳ھ و ۱۳۰۸ھ

مسافر کے متعلق کوئی معلومات ہمدست نہیں ہوئے البتہ ان کا شاہ ابوالفیض کا مرید ہونا پایا جاتا ہے۔

سحر ایک حیدر آباد کا شاعر ہے جو آصفجاہ ثانی کے عہد میں موجود تھا۔

آغاز۔

حق نے کہا اجل میں رہا اقرار کربلا — سلطانِ کربلا ...... دربار کربلا

کرنیکو پیدا دو جہاں چاہا خدا نے جب — اول ان سب کے کیا تکرار کربلا

آدم سے لیکے تا با ختم جو کل نبی — بدلے کہ ہم ناراض ہیں از یار کربلا

اس کتاب میں زیادہ تر مرثیے، نوحے، منقبت، غزلیات وغیرہ ہیں۔

اختتام۔

ادپہ جادی برسرے میل کہنے لین پگڑی بسم اللہ

ان مراتب نے لی جا اوپونکی نیکر ڈے بسم اللہ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام ۔

تھرائے زمیں کانپ گئی سقف فلک کی   پنہاں ہوا خورشید او تھی تیرہ ایک آندھی
کہساروں کے صدمے سے تڑقنے لگی چھاتی   آئینے میں قیامت کے رہی کچھ تھی نہ باقی

قاسم نے کہا اب آگے مصیبت ہے تو دم کی
چھاتی ہوئی ہے چاک اس غم سے قلم کی

محمد فدا اور نوروز علی خاں کی مہر بھی ثبت ہیں ۔ آخر الذکر مہر میں ۱۲۰۰ھ کندہ ہے ۔

(۷۲۴) بیاض مراثی

نمبر (۳۷۹) سائز (۸ × ۴) صفحہ (۲۰۳) سطر غیر معین خط نستعلیق نسخ وغیرہ
مصنف مختلف شعرا تاریخ تصنیف   کتابت
ناقص الاول ہے ۔

اس بیاض میں جن شعرا کے مرثیے ہیں، وہ یہ ہیں ۔ مرزا، تمیمی، سرور، احقر ۔

آغاز ۔

جفا پائی ہے یوں مشکل کس سوں   بجز محبت لئے نہیں کچھ بجز جو مسلماناں
لیجائے نہیں گئے ہیں کچھ بجز کو تر سے   یزید ...... کرو زاری مسلماناں

اس بیاض میں مختلف خط کے مرثیے وغیرہ ایک جگہ جمع کئے گئے ہیں ۔

اس بیاض کے اکثر کاغذات جل گئے ہیں ۔

خاتمہ پر فارسی کلام ہے ۔ ناقص الآخر ہے ۔ دونوں طرف سے لکھا گیا ہے ۔

اختتام ۔

سرانجام جاہل جہنم بود   کہ جاہل نکو عاقبت کم بود

(۷۲۵) کلام غیاث

نمبر (۷۴۰) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۴۲) سطر غیر معین خط نستعلیق کاغذ دیسی
معصنف غیاث تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۰۰ھ کتابت مابعد ۱۲۰۰ھ
مصنف کے متعلق کوئی معلومات ہمدست نہیں ہوئے ۔ کوئی مشہور شاعر نہیں معلوم ہوتا ۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۷۲۲) بیاض مراثی

نمبر (۳۷۵) سائز (۸½ × ۴½) صفحہ (۲۱۲) سطر غیر معین خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف عقلان تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۰۰ھ کتابت مابعد ۱۲۰۰ھ

عقلان کے متعلق کوئی معلومات ہمدست نہیں ہوئے۔

آغاز۔

کس لئے محتسب تو ہے بیزار　　می کشی میں کھلی ہے وہ اسرار

کفر اسلام سے بعید نہیں　　...............زنار

ایک نقطہ ہے کا ہی کل میدان　　غربت کو یہاں کہاں ہے بار

اس بیاض میں کسی شاعر عقلان کا کلام جمع کیا گیا ہے۔ زیادہ تر مرثیے ہیں کچھ غزلیات بھی ہیں۔ مرثیے طویل ہیں۔ چند قصیدے بھی ہیں بعض مرثیے اور قصیدے ایکسو شعر سے زیادہ طویل ہیں۔ ناقص الآخر ہے۔

اختتام۔

........اوسکو کھائی اے دانا　　کس قدر تم نے مجھ کو پہچانا

کہا اوس نے کہ گوہر اسرار　　تم پہ روشن ہے کیا کروں اظہار

سنئے فہمہ کا میرے لے گیا　　رات ہوں میں نے خواب میں دیکھا

(۷۲۳) مرثیہ

نمبر (۴۵۶) سائز (۶ × ۹) صفحہ (۱۸) کل (۳۹) بند ہیں خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف قاسم تاریخ تصنیف　　کتابت قبل ۱۲۰۰ھ

آغاز۔

جب برقِ ستم لشکرِ کفار میں چمکی　　تب شہ کے رفیقوں نے بھی شمشیر علم کی

ایک ایک نے گردن یاں سو سو کی قلم کی　　منظور رضا سب کو رہی شاہ امم کی

مارا تھا قوم جادۂ تسلیم و رضا میں

آخر کو ہوئے قتل وہ سب راہِ خدا میں

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مصنف ہاشمی، عاجز، کمینہ، فیض، امداد، سیف، فرد تاریخ تصنیف × کتابت مابعد ۱۱۵۰ھ

آغاز۔

مان سوں دلہن کہے اماں مجھ پاس اپنے کبھو نہیں

آج دن ہی شادی لگن کہ ہے کہو متے کبھو نہیں

کیا سبب قاسم کوں اب نا کہو........ کبھو نہیں

اختتام

کیا ہوئی نوشہ میرے مجکوں بتاتے کیوں نہیں

بنی سکینہ ہے جواباں کو نہ اوکہے ترا مدح ہے کمینہ اوجہ کمینہ بے کس کا حال اوبک

اس بیاض میں دونوں جانب سے آغاز ہوا ہے۔

(۷۲۱) بیاض مراثی

نمبر (۵۹۴) سائز (۹×۵) صفحہ (۲۰۸) سطر غیر معین خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف شعرا مختلف تاریخ تصنیف × کتابت مابعد ۱۱۰۰ھ

اس بیاض میں فارسی اور اردو مراثی جنکو مناقب کا عنوان دیا گیا ہے شامل ہیں۔ جن شعراء کا کلام ہے ان میں سے بعض یہ ہیں۔ مشہدی، ایجاد، درگاہ، بنیاد، دگیر، شہیدی، اشرف، معین، جعفری، میرن، دستگیر، انور، اسد، حسینی، اشتیاق، کاظم وغیرہ۔

آغاز ــــ مناقب

مشہدی

سنا ہے میں نے کہ وہ شاہِ حیدرِ کرار حسن کو ساتھ لئے جاتے تھے چلے یکبار

کہ ناگہاں یہ کہا اون سے ایک سایل نے سوال کرتا ہوں میں تم سے اے شہِ ابرار

میرا سوال ہے نامِ خدا مجھے بخشو تم اپنے دونو یہ فرزند اے سخی داتار

اختتام۔

کسی کے کام سے کاظم علی تجھے کیا کام تو اپنے کام سے رکھ کام صبح سے تا شام

خدا نے مجکو دیا ہے علی ولی سا امام تو اوسکی مدح کہا کر کہ نیک ہو انجام

یہی ہے بات کہ جس میں تیری بھلائی ہے

اس کے بعد کچھ فارسی کلام ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مرزا محمد رفیع سودا، مخلص، مجذوب، محزون، بے تاب، مسکین، عاصی، حسن، ایجاز، خادم، نجف علی خاں، حسین، کمال، رضی، بوتراب، علی، نجفی، فقیر۔

ان شعراکے منجملہ سب سے زیادہ خان دوران خاں کے مرثیے ہیں اور جاں فشاں، محب، محمد عظیم، محمد ہاشم، سودا، مسکین کے مرثیے ایک سے زیادہ ہیں۔ انکے سوا جو شعرا ہیں انکا ایک ایک مرثیہ شامل ہے۔ بعض کے ناموں کے ساتھ شاہ جہاں آبادی کی صراحت بھی کردیگئی ہے۔ اسطرح اس بیاض میں دکن اور شمال ہند دونوں جگہ کے مرثیہ ہیں۔ مرثیوں کے آغاز پر ایک دیباچہ فارسی میں چھ صفحہ کا ہے۔ خان دوران خان کے مرثیوں کے ساتھ بعض جگہ ۱۱۶۷ھ میں تصنیف ہونیکی صراحت کیگئی ہے۔ دیباچہ میں ایک جگہ "این بیاض مرثیہ مالک آن علی اصغر عرف محمد جعفر" لکھا گیا ہے اور اس مقام پر ایک مہر بھی ثبت ہے جس میں اصغر علی ۱۱۸۷ھ کندہ ہے۔ اس سے واضح ہے کہ ۱۱۸۷ھ یا اسکے پہلے یہ بیاض مرتب ہوئی ہے اور ایک مہر حسن رضا ۱۲۰۹ھ بھی ہے۔

آغاز۔

"برائے ترویح روح انور اطہر حضرت سید البشر شافع روز محشر فاتحہ مصحف رسالت خاتمہ رسالہ نبوت بادشاہ عرض بارگاہ خاتم انگشت ید اللہ۔"

مرثیہ کا آغاز۔

سلام تصنیف نواب خان دوراں خاں ۱۱۶۷ھ

اے فلک پیر پڑا رن میں شہید ابن شہید — تختۂ تابوت او سے تخت ریاست پہ یزید
مضطرب آل نبی اولاد بوسفیاں کوں عید — عقل و ہوش فطرت و غیرت سوں پڑے ہی بعید

اختتام۔

دل ابر کا خون ہے میری اس دیدۂ تر سے — ہے رعد بھی نالاں میرے فریاد جگر سے
کیونکر میرے آنکھوں سے نہ اب سایہ قبر سے — سارے ہوویں سیراب اور اصغر میرا تر سے

سلام

اے شہید کربلا بسمل بیچارے السلام — تشنہ لب پیاسے دہن خنجر کے مارے السلام

(۶۲۰) بیاض مراثی

نمبر (۳۴۹) سائز (۶ × ۴) صفحہ (۸۰) سطر غیر معین خط شکستہ نہایت زشت۔ کاغذ دیسی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

بعض شعرا کا صرف ایک ایک مرثیہ ہے اور بعض شعرا کے ایک سے زیادہ مرثیے ہیں خصوصیت سے مرزا کے مرثیے نہایت طویل ہیں۔

اس بیاض میں علاوہ دکنی مرثیوں کے فارسی مرثیے اور فارسی خطوط وغیرہ بھی ہیں۔ اردو فارسی کلام مخلوط ہے۔

آغاز۔

سالم نبیاں عزا کریں سرورحسین کا ۔۔۔ ماریں جب آہ غم سوں پیمبر حسین کا
کیوں نا جلے ولیاں کا جگر اس دکھ ستے ۔۔۔ جب رسمِ تعزیت کئے حیدر حسین کا
ماتم سرا ہوا ہے بہشتیاں اوپر بہشت ۔۔۔ جب فاطمہ نے یاد کریں سر حسین کا

جیساکہ تذکرہ کیا گیا ہے اس میں کئی شعراء کے مرثیے ہیں۔ اکثر مرثیے طویل ہیں جن میں واقعہ نگاری خصوصاً مرزا کے مرثیے نہایت طویل ہیں جنکو "قصہ" کا عنوان دیکر لکھا گیا ہے۔ جلالی، رضا، مرزا، نصیری وغیرہ کے مرثیے بہت زیادہ ہیں۔

اختتام۔ قیل کے مرثیے کے آخری شعر

توکل کر عابد توں اس ذات پر ۔۔۔ پکڑ اس کے قدماں نہ پھر پھر کدھر
اتا ختم صلوات سوں کر بچن ۔۔۔ کہ تا ہووے مقبول تیرا سخن
اپچھے سات صلوات کے جو دعا ۔۔۔ اجابت کرے اس کی بیگی خدا

خاتمہ۔

کتبہٗ زین العابدین ابن مغفرت دستگاہ میر علی رضا عرف قاضی صاحب تحریر فی التاریخ بست وہفتم ماہ ربیع الاول سنہ ۱۲۴۰ھ۔

(۷۱۹) بیاض مراثی

نمبر (۱۳۷) سائز (۹ ½ × ۵) صفحہ (۱۶۸) سطر بلاتعین خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف مختلف شعرا تاریخ تصنیف کتابت ماقبل ۱۲۸۰ھ

اس بیاض میں حسب ذیل شعرا کے مرثیے اور سلام جمع کئے گئے ہیں۔

خان دوراں خاں (درگاہ قلی خاں) بڑا حصہ انکے مراثی کا ہے۔ مرزا محمد علی، جاں فشاں، ضیا، نقد علی خاں ایجاد، معز ز خاں، میراں معین الدین علی، محب، محمد عظیم، محمد ہاشم، اشرف الدولہ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۱۷) بیاض مراثی

نمبر (۱۰۴) سائز (۵ ½ × ۴) صفحہ (۱۵۰) سطر غیر معین خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف شعراء مختلف تاریخ تصنیف ؟ کتابت مابعد سنہ ۱۱۴۰ھ

اس بیاض میں کئی ایک شعراء کے مرثیے ہیں جن میں عادل شاہی اور قطب شاہی دور کے شعراء بھی شامل ہیں اور اسکے مابعد کے شعراء کا کلام بھی ہے۔

ناقص الاول ہے۔ کیونکہ پہلے مرثیے کا آغاز نہیں ہے جن شعراء کے مرثیے ہیں، ان میں سے بعض یہ ہیں۔ مرزا، شاہی، غواصی، مبتلا، عظمت، نصرتی، روحی، عبدالعلی، سید حسن، ہاشمی، مخمور، فدائی، احمد، حسین، امین، رضواں، تجلی، افضل، جانم، علی، علی رضا، ارجمند، زندہ حاجی، اکبر، علی عادل شاہ، احقر، ناظم، صادق، مقیمی۔

آغاز ــــــ مرزا

.... جانی سگل الیا پارے لمن پگلا | جنم یو سوز ہے اگلا ہوئے کم مسلماں
ع. یزاں سب گگن چوندھراسی دکھ درد سوں پھر پھیر | زمیں پر مار بی بی بر ہوا ہے خم مسلماں
سورج کوں آگ. لاسب تن فلک کو داغ دیئے روشن | کیا ہم دو جگ کا من دکھیو یو غم مسلماں

مرزاں کے کئی ایک مرثیے ہیں۔

اختتام۔

جو سرتاج جگ کے انوں پر گھریا غم | ......ہر سال اوپر حیف ماتم اچھیگا
اجمبا سگل درد کے داروں ہے | یو غم کے زخم کاری نملی خم اچھیگا

(۱۸) بیاض مراثی

نمبر (۱۳۸) سائز (۹ × ۴) صفحہ (۲۹۴) سطر بلا تعین خط نستعلیق و نسخ

مصنف شعرائے مختلف تاریخ تصنیف کتابت سنہ ۱۱۴۴ھ

اس بیاض میں حسب ذیل شعراء کے مرثیے ہیں۔

منظفر، قادر، رضا، احمد، نصیری، عاصی، حیدری، عشقی، خوشنود، سردر، غواصی، جلالی، شاہی، صادق، فائز (عرف محمد زماں)، مرزا، حمزہ، عابد، توکل۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مترجم سید تصدق حسین تاریخ ترجمہ ۱۳۴۵ھ کتابت ۱۳۴۵ھ

مولوی سید تصدق حسین صاحب کنتوری شمالی ہند کے ایک عالم متبحر تھے۔ مجتہد کی حیثیت رکھتے تھے۔ کتب خانہ آصفیہ کی مہتممی برسوں تک آپ سے متعلق رہی۔ حیدر آباد ہی میں آپکا انتقال ہوا۔ آپ کے زمانہ میں کتب خانہ میں بڑی توسیع ہوئی۔

آغاز۔

"بعد حمد و صلواۃ یہ بندہ عاصی کثیر المعاصی تصدق حسین بن علامہ غلام حسین کاظمی نیشاپوری کنتوری خدمت میں موالیان اہل بیت عرض کرتا ہے کہ جب میں ۱۳۲۲ھ میں عتبات عالیات عرش درجات حضرات ائمہ علیہم السلام مدفون ارض مقدس عراق کے جبہہ سائی سے مشرف ہوا تو وہاں نجف اشرف کے بازار میں ایک تاجر کتب کی دوکان پر جنکا نام نامی شیخ محمد صادق ہے بغرض تلاش کتب گیا وہاں یہ کتاب جسکا نام ابصار العین فی انصار الحسین ہے مجھے ملی۔"

جیساکہ نام سے واضح ہے اس میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھیوں، مددگاروں کا حال اور انکی شہادت کا حال لکھا ہے۔ کتاب ایک مقدمہ (جسکو فاتحہ لکھا گیا) اور (۱۷) مقصد یعنی باب میں منقسم ہے۔ فاتحہ میں حضرت امام حسین کے مختصر حالات پیدائش سے شہادت تک کا حال درج ہے پہلے مقصد (باب) میں آنحضرت ابوطالب اور انکے غلام جو معرکہ کربلا میں شہید ہوئے انکا ذکر ہے۔ (۲) میں بنی اسد کے لوگوں کا ذکر ہے جو حضرت امام حسینؑ کے ہمراہ شہید ہوئے (۳) آل ہمدان کا ذکر ہے (۴) تذ مجین کا ذکر ہے (۵) جو شہدا انصار سے ہیں ان کا ذکر ہے (۶) بجپن کے چار بزرگوں کا حال ہے (۷) قبیلہ کندہ کے لوگوں کا تذکرہ ہے (۸) غفاری قبیلہ کا تذکرہ ہے (۹) بنی کلب (۱۰) قبیلہ ازد (۱۱) قبیلہ عدی (۱۲) قبیلہ تیم (۱۳) قبیلہ طائی (۱۴) تغلبی (۱۵) جہنی (۱۶) قبیلہ تمیم (۱۷) افرادی قبیلہ کے تین شخص کا ذکر ہے۔

خاتمہ میں چند فوائد اور شہدا کی فہرست حروف تہجی کے لحاظ سے دیگئی ہے۔

خاتمہ۔

"پس جناب عباس کا نام دیکھنا ہو تو حرف عین میں دیکھو وہاں انکا نام ملیگا اور یہ بھی معلوم ہوگا کہ جناب کا نام اس کتاب کے کس صفحہ پر مذکور ہے اگر جناب قاسم کا نام دیکھنا ہو تو حرف قاف میں دیکھو۔"

یہ مصنف کا اصل مسودہ معلوم ہوتا ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مدراس کے مصنفوں کی کتابوں سے مدد لیکر اس کتاب کو تالیف کیا ہے! اسمیں ریاض الجنان،
باقر آگاہ، داستانِ غم مفتی بدرالدولہ بھی شامل ہیں اسکے علاوہ چند عربی اور فارسی کتابوں سے
مدد لی گئی ہے۔

آغاز۔

ثنا تیری کیونکر ہو اے کبریا — ہیں جس جائے قاصر سب نبی انبیا
ہر اک موئے تن ہوئے اپنی زباں — نہ کامل ثنا ہوئے تیری بیاں

اس کتاب میں اولاً فضیلت اہل بیت کا ذکر ہے اسکے بعد شہادت حضرت امام حسینؓ
کا حال قلمبند ہوا ہے۔ عنوانات کے تحت تذکرہ ہوا ہے۔ چند عنوان یہ ہیں۔
پہلا بزم۔ فضیلت و بزرگی اہلِ بیت۔ دوسرا بزم۔ ولادت و وفات حضرت فاطمہ زہرہؓ
۳۔ ولادت و شہادت حضرت علیؓ۔ ۴۔ ولادت امام حسنؓ و امام حسینؓ و تفصیل اولاد۔
۵۔ خاطرداران اور نازبرداری اور فضیلت بیان کرنا امامین کی۔ ۶۔ رسول اللہ صلعم کا شہادت
امام حسینؓ کی خبر دینا۔ ۷۔ شہادت امام حسنؓ۔ ۸۔ امام حسینؓ کا مدینہ سے مکہ جانا اور مسلمؓ
بن عقیل کی شہادت۔ ۹۔ امام حسینؓ کا کربلا جانا اور شہید ہونا۔ ۱۰۔ اہل بیت کا دمشق کو روانہ
ہونا۔ اور واقعات بعد شہادت اور مختار کی جنگ کا حال بھی اس میں درج ہے۔ اس طرح
دوسرے شہادت ناموں سے یہ کسیقدر مختلف ہے۔

اختتام۔

ہے سالک گنہگار و عاجز مدام — مگر غوث کے گھر کا ہے وہ غلام
کیا غوث کے نام پر خاتمہ — خدایا میرا خیر کر خاتمہ

خاتمہ۔ کتاب کی تصنیف کے کئی ایک تاریخی قطعے درج ہیں۔ ایک قطعہ تاریخ کا
آخری شعر یہ ہے۔

کہا سید بہاء الدین محبت — کہ "نفحات الشہادت" نام اسکا
۱۲۸۰ھ

یہ کتاب طبع ہو چکی ہے۔

(۷۱۶) ترجمہ ابصار العین فی انصار الحسینؓ

نمبر (۴۳۳) سائز (۱۳×۸) صفحہ (۲۶۴) سطر (۱۶) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

CC-0. Agamnigam Digital Preseyation Foundation, Chandigarh

دئے اور آنکھوں سے اوسے ملکر بہت سی گریہ وزاری کرکر فرمائے کہ یہ زمین میرے اہلِ بیت کے اونٹوں کے بٹھانے کی جائے ہے"۔

اس کتاب میں شہادت امام حسین علیہ السلام کے متعلق (۸۰) روایات کا ترجمہ کیا گیا ہے اور اس کے خاتمہ کے بعد مزید حالات فرزندانِ مسلمؓ بن عقیل کے شہادت وغیرہ نیز بعض دوسرے حالات جو شہادت سے متعلق ہیں اضافہ کیے گئے ہیں۔

اختتام اول۔

"بلکہ اوسکا مدفن اوسی سرزمین میں ہوا۔ اے شیعیان خداوند عالمیاں اسی طرح زیارت سب مومنوں کو نصیب کرے آمین"۔

خاتمہ۔

"یہ احوالات اول فارسی میں تھے بموجب فرمایش حضرت مغل صاحب بیوی قبلہ مدظلہ کے اس احوالوں کو بہ کمترین حقیر یعنی مرزا صفدر علی بیگ شیرازی نے ہندی میں تصنیف کیا سات عنایات خداوند لایزال کے اور سات عنایات جناب پنجتن پاک دوازدہ امام و چہاردہ معصومین و اہلِ بیت طاہرین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اتمام کو پہنچا تا ہر کوئی احوالات پڑھ کر ثواب کو پہنچیں۔

این احوالات بروز دوشنبہ بوقت یک پاس روز برآمدہ با تمام رسید بعون اللہ تعالےٰ شہر صفر المظفر ۱۲۶۸ھ"۔

اختتام تکملہ ثانی۔

"اوسوقت جبرئیل علیہ السلام نازل ہو کر عرض کیئے یا رسولِ خدا پروردگار عالم آپ کو سلام کہکر یہ کہا ہے کہ سب یہودان غریق عذاب تھے برکت سے تمھاری مہمانی کے ہم ان سب کو آتش جہنم سے نجات دی اور وہ رہائی پائے"۔

(۷۱۵) نفحات الشہادت

نمبر (۶۲۵) سائز (۸½ × ۵½) صفحہ (۱۷۱) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ ولایتی
مصنف سید سلطان محی الدین بادشاہ قادری تاریخ تصنیف آغاز ۱۲۸۱ھ
تاریخ تصنیف اختتام ۱۲۸۵ھ کتابت ۱۲۸۵ھ ہجری
مصنف کا تعلق مدراس سے تھا شاعر تھے سالک تخلص تھا۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مصنف نامعلوم تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ کتابت

اس کتاب کا مصنف امجد علی شاہ والی اودھ (۱۸۴۲ء تا ۱۸۴۷ء) کے زمانہ کا کوئی ذاکر ہے جسکو موصوف نے ایک ہزار نقد عطا فرمایا تھا اور ایک روپیہ روزانہ دیا کرتے تھے افسوس ہے نام کا پتہ نہیں چلتا اور نہ حالات ملتے ہیں۔

آغاز۔

"الحمد للہ رب العالمین۔ الخ

بعد گریہ کنندگان بزم و سینہ زنان مجلس بکائے جناب سید الشہدا علیہ السلام الف الف تحیتہ الثناء کو معلوم ہو کہ یہ ذاکر بی بضاعت کہ دبستان علم سوائے ابجد خوانی کے نہیں رکھتا اور مکتب خانہ درس و تدریس میں بجز الف و بے کے نہیں جانتا"

اس کتاب میں امام حسین کے شہادت کے واقعات لکھے گئے ہیں۔ نظم و نثر دونوں ہیں کتاب میں کوئی فصل یا باب یا مجلس نہیں ہے۔

اختتام۔

"پس یہ آواز گریہ سنکر ملائکہ آسمان رونے لگے اور تمام اہلِ مسجد رونے سے اون دونوں صاحبزادوں کی ایک آواز سے رونے لگے اون سب کی اس گریہ و بکاء کو سنکر تمام عورات پردہ نشین کوفہ کے بے چین و بیقرار ہوئیں اور بآواز بلند رونے لگیں"۔

(۱۴) روایات واقعات کربلا

نمبر (۵۴۳۶) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۵۹۷) سطر (۱۲) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مترجم مرزا صفدر علی بیگ تاریخ ترجمہ ۱۲۶۵ھ کتابت ۱۲۶۸ھ

مترجم کے متعلق معلومات نہیں ہیں صرف اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ مترجم شیرازی ہیں کسی مغل صاحب (کوئی علم دوست اور محب اہل بیت خاتون) کی فرمائش سے اس کتاب کو فارسی سے ترجمہ کیا ہے۔

آغاز۔

"از سند معتبرہ ہرثمہ روایت کیا ہے کہ خود بھی جناب علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے لشکر کے ہمراہ تھا جب حضرت امیر المومنین علیہ السلام جنگ صفین سے معاودت کر کے بیچ زمین کربلا کے وارد ہوئے اور اوس جائے نماز صبح ادا فرماکر اوس زمین سے ایک مشت خاک اٹھاکر بوسہ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

خاتمہ۔ کاتب الحروف فقیر حقیر محمد یوسف ۔ ۳ صفر المظفر ۱۲۷۰ھ ۔
یہ کتاب طبع ہوئی ہے اور کتب خانہ آصفیہ میں ایک قلمی نسخہ بھی موجود ہے (مناقب ۴۹)۔

(۷۱۲) مجلس دوازدہم

نمبر (۴۶۸۴) سائز (۸ ½ × ۵ ½) صفحہ (۶۳) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی
جدول مطلا کرم خوردہ
مصنف نامعلوم تاریخ تصنیف ما بعد ۱۲۰۰ھ کتابت ۱۲۲۱ھ
مصنف کے نام کی کوئی تحقیق نہ ہو سکی۔

آغاز۔

"مجلس دوازدہم در بیان رفتن اہل بیت خیر الانام بہ ملک شام و سوال و جواب بایزید پلید و مراجعت فرمودن حضرت زین العابدین رض ...... سرہائے شہیدان بہ کربلائے معلیٰ و مدفون شدن۔ شہدا در آن زمان مطہر و روانہ شدن بہ مدینہ طیبہ زاد اللہ شرفاً"

یہ مجلس بارویں لکھے کوں غم کی ۔۔۔ تڑک جاتی ہے چھاتی اب قلم کی
صبح سیں شام تک پھرتا ہے گردوں ۔۔۔ چرخ کھاتا ہوا اوس درد غم سوں
۶۰ا میں آج شاہ بحر و بر کی ۔۔۔ سیہ کفنی گلے ہے نیلوفر کی

یہ کسی شہادت نامہ کی بارویں مجلس ہے۔

اختتام۔

قیامت ہوئے گا جس روز قائم ۔۔۔ یہی امید ہے مجھ دل میں دائم
تصدق سیں تو اپنی صاحبی کے ۔۔۔ غلاموں میں اٹھا آلِ نبی کے
ہزاراں درود اں اور تحیت ۔۔۔ نبی پر اونکی جو ہیں آل و عترت

خاتمہ۔ کتاب ہذا بعون اللہ الملک الوہاب فی التاریخ غرہ من شہر ذیقعدہ ۱۲۲۱ھ
اس کتاب میں چند فارسی تاریخی کتابیں شامل ہیں۔

(۷۱۳) سفینۃ العزا

نمبر (۵۲۵) سائز (۱۰ ½ × ۷ ½) صفحہ (۱۹۸) سطر (۱۲) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

سے اسکو مرتب کیا ہے۔

آغاز۔

"خدمت میں محبانِ آلِ مصطفےٰ اور شیعیانِ علی مرتضیٰ کے یہ التماس ہے کہ اس رسالہ کو اپنا ہیکل جان بنا دے اور ان مصیبتوں کو جو اہلِ بیت پر گزرے یاد کر کے غم کھا دے اور رو یا کرے اب یہاں چند ابیات مناسب محل ریاض الجنان سے حضرت آگاہ کے لکھتا ہوں۔"

جیسا کہ نام سے واضح ہے۔ اس کتاب میں امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے واقعات درج ہیں۔ کتاب سات فصل اور کئی فائدوں پر مشتمل ہے۔ انکی تفصیل یہ ہے۔

پہلا مقدمہ اس میں آنحضرتؐ کے بعض فضائل کا ذکر ہے۔ پہلی فصل امام حسینؓ کا نام اور پیدائش۔ دوسری فصل امام حسینؓ کی شان میں جو احادیث ہیں۔ تیسری فصل امام حسینؓ کی بزرگی صحابہ کی زبانی۔ چوتھی فصل امام حسینؓ کا مدینہ سے مکہ کو آنا۔ پانچویں فصل کوفیوں کا آپ کو خطوط لکھنا اور امام حسینؓ کا مسلمؓ کو کوفہ روانہ کرنا اور انکی شہادت۔ چھٹی فصل امام حسینؓ کا مکہ سے کوفہ کو روانہ ہونا۔ ساتویں فصل امام حسینؓ کی شہادت۔ خاتمہ کئی فوائد پر منقسم ہے۔ مثلاً

(۱) امام حسینؓ کی شہادت کے بعد کے واقعات (۲) امام حسینؓ کی شہادت کے بعد جو امور ظاہر ہوئے (۳) اللہ تعالیٰ کا قاتلانِ امام حسینؓ سے بدلہ لینا (۴) امام حسینؓ کی اولاد اور ازواج (۵) مرثیہ لکھنا اور اہلِ بیت کا غم کرنا (۶) یزید پر لعنت کرنے کا حکم۔

اختتام۔

"اور بیہقی کہتا ہے کہ سند ان حدیث کے سب کی سب ضعیف ہیں لیکن جب بعضے سند اس حدیث کے بعض سندوں سے ملایا جاوے تو ایک نوع کی قوت اسکو پیدا ہوتی ہے اور انکار کرنا ابن تیمیہ کا اس حدیث کو فقط وہم ہے۔ واللہ اعلم۔"

آخر پر چند تاریخی قطعات اختتامی درج ہیں۔ جن میں سے دو درج ہیں۔

سروشم گفت بستانِ شہادت	از سروشم درد و غمے آمد ندا
۱۲۵۴ھ	۱۲۵۴ھ

اس کتاب کے طبع ہونے کی بھی تاریخ درج ہے۔

چمنستان الشہادت گشت مطبوع	زمانم دمبدم آمد خروشم
زہاتف سالِ تاریخش یکایک	غم افزائے حسین آمد بگوشم
	۱۲۶۶ھ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

कार्यकारी सह सम्पादक
संग्रहालय पुरातत्व पत्रिका
राज्य संग्रहालय, लखनऊ

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز۔

عزیزاں دیکھو اہلِ روشن ضمیر   دیکتا ہے قدرت سوں قادر قدیر

ازل میں لکھا ہے جو تقدیر سوں   پھر اُتیا ہے ہرگز اونت بیر سوں

یہ مثنوی بطور ایک قصہ کے ہے۔ آنحضرتؐ اور معاویہؓ کی گفتگو سے اسکا آغاز ہوتا ہے کہ ایک دن آنحضرتؐ غمگین تھے کیونکہ آپ کو جبرئیلؑ نے امام حسینؓ کے شہادت کی خبر دی تھی۔ آپ کو غمگین دیکھکر معاویہؓ نے وجہ دریافت کی۔ آپ نے واقعہ بیان کیا کہ میری آل کو بھوکا پیاسا میری امت شہید کر دیگی۔ معاویہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ ایسا بدبخت کون ہوگا۔ آپ نے فرمایا وہ تیرا فرزند ہوگا۔ معاویہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ اسوقت میری کوئی عورت حاملہ نہیں ہے اور خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ کسی عورت کے پاس ہرگز نہیں جاؤنگا اسکے بعد اور تفصیل کی گئی ہے۔ بالآخر شہادت امام حسین علیہ السلام کا حال لکھا ہے۔

اختتام۔

جنگل کربلا میں قسمت یک تے   جو باقی گرے یو کرے ہور نیک تے

جو پانی تھے کہوں میں آنکھے یار ہو   شروع جنگ ہونے کی او گفتگو

خاتمہ۔

ایں نوشتہ جنگ برہان صاحب ولد شیخ ابراہیم صاحب مقام نکوٹہ بہ مدرسہ ماٹوداہ ۱۲۸۸ھ

(۷۱) بستان شہادت

نمبر (۲۵۱) سائز (۷×۵) صفحہ (۱۷۰) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف سید احمد تاریخ تصنیف ۱۲۵۴ھ کتابت ۱۲۷۰ھ

ناقص الاول ہے۔

مصنف کے والد سید درویش اور دادا کا نام سید نور اللہ تھا۔ سید احمد مدراس کے متوطن تھے اور قاضی بدرالدولہ مولوی محمد صبغۃ اللہ کے شاگردوں میں شامل تھے۔

بستان شہادت کی تالیف کی وجہ یہ بتائی ہے کہ دکھنی روضۃ الشہدا میں جھوٹی باتیں بہت سارے واقعات غیر صحیح آگئے ہیں اسلئے انہوں نے شاہ عبدالعزیز دہلوی کے ایک عربی رسالہ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز۔

"نحمدک ث الخ۔ بعد حمد و صلواۃ کے ایسا کہتا ہے بندۂ خاطی غریق محیط معاصی اکبر علی بن سید فضل علی رضوی عفی اللہ عنہ کہ سن تمیز سے طبیعت اثم کے راغب طرف حضور مجالس عزا اور خوگر بسوئے السماع مصائب حضرت سید الشہدا علیہ الامت الجنہ و اشیاء کی تھی"۔

اس کتاب میں مصائب کربلا اور حالات امام حسین علیہ السلام درج ہیں۔ کتاب کو چودہ باب میں منقسم کیا گیا ہے جنکی تفصیل یہ ہے۔

(۱) حضرت امام حسینؓ کی ولادت (۲) بعض مکارم اخلاق (۳) خصائل اور مناقب (۴) معجزات امام حسینؓ (۵) گریہ و بکا کا جواز (۶) آیاتِ قرانی جو آپ کے شان میں ہیں۔ (۷) ثواب زیارت (۸) امام حسینؓ کا مدینہ سے حج کے لئے مکہ کو آنا (۹) مسلم بن عقیل کا کربلا کو روانہ ہونا (۱۰) آغاز جنگ اور اصحابِ امام حسینؓ کا شہید ہونا (۱۱) شہادت اہلِ بیت اور امام حسینؓ کی شہادت (۱۲) شہادت کے بعد کے واقعات (۱۳) شہادت فرزندن مسلمؓ (۱۴) قاتلانِ امام حسین کا دنیوی عذاب میں مبتلا ہونا۔

خاتمہ میں خلفائے عباس کا سلوک قبر امام حسینؓ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

ہر عنوان کے پہلے قرآنی آیت یا حدیث عربی میں لکھی گئی ہے اس کے بعد اس کا ترجمہ اردو میں کیا گیا ہے۔

کتاب کو چار سال کے عرصہ میں ختم کرنے کا ذکر کیا گیا ہے۔

اختتام۔

"بنجد اسوگند کہ اپنی ہاتھوں سے اپنی نفسوں کو ہلاک کیا۔ تذکرہ بارھواں مشتمل اون وقائع پر جو بعد شہادت کے واقع ہوئی اور وہ جلد ثانی میں لکھا ہے"۔

ناقص الآخر ہے۔ دوسری جلد نہیں ہے۔

کتب خانہ آصفیہ میں اسکا ایک نسخہ موجود ہے۔ تاریخ (۲۰۰۳)۔

(۷۱۰) جنگ نامہ کربلا

نمبر (۳۴۵) سائز (۸ × ۶) صفحہ (۵۴) سطر (۱۲ تا ۱۵) خط شکستہ کاغذ ولایتی مصنف نامعلوم تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۲۰۰ھ کتابت سنہ ۱۲۸۵ھ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

روز جزا میں موجب سرور کیا اور اونکے گوہر اشک غم کو صدف چشم سے جلوہ گر ہوا ابرو بخشش در کنار کا گیا"۔

ملا حسینی کاشفی جو ایران کے مشہور مصنف گزرے ہیں انکی چند کتابوں مثلاً انوار سہیلی۔ اخلاق محسنی اور روضۃ الشہدا کا ترجمہ اردو میں ہوا ہے۔ روضۃ الشہدا کو اولاً دکھنی نثر میں حسن بیگ نے ترجمہ کیا اسکے بعد ولی ویلوری نے دکھنی نظم میں لکھا اسکے بعد حیدری نے "گلشن شہیداں" کے نام سے اس کا ترجمہ کیا تھا اور پھر اسکا خلاصہ گل مغفرت کے نام سے کیا ہے۔

یہ نثر کا رسالہ بارہ مجلس میں منقسم ہے۔ اور مجلس کی تقسیم وہی ہے جو ولی ویلوری کی روضۃ الشہدا میں بیان کر دی گئی ہے۔

دیباچہ میں مصنف نے تاریخ تصنیف وجہ تصنیف وغیرہ کی حسب ذیل صراحت کی ہے۔

"اس حیدر بخش حیدری نے کتاب گلشن شہیداں سے جسکو کہ پہلے کتاب روضۃ الشہدا سے زبان ریختہ میں ترجمہ کیا اب شہر محرم الحرام کی بیسویں تاریخ سن بارہ سے ستاویس ہجری میں جناب فیض مآب گل گلزار میاں شمع نکتہ داں........ مولوی سید حسین علی صاحب جونپوری زاد الطافہ کے ارشاد کرنے سے ...... اس نسخہ دہ مجلس کو انتخاب کیا اور نام اسکا گل مغفرت رکھا"

اختتام۔

اہل بیت مصطفےٰ بیٹھے ہر خیمہ میں آہ　　ہے غضب کربل میں اسکو اشقیا دیویں جلا
کیا لکھوں آل عبا کا حال زاری حیدری　　ہو گیا ٹکڑے جگر منہ کو کلیجا آگیا

خاتمہ۔ تمت تمام شد مجالس ہائے ماتم شہیدان کربلا۔

فی التاریخ ماہ جمادی الاول ۱۲۶۲ھ کاتب الحروف ......

(۶۰۹) ضیاء الابصار

نمبر (۲۰۶) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۵۴۳) سطر (۱۳ تا ۱۶) خط نسخ و نستعلیق

مصنف مترجم مرزا اکبر علی تاریخ تصنیف ۱۲۳۲ھ کتابت

مترجم کے متعلق کوئی معلومات فراہم نہیں ہوئے۔ صرف اسقدر پتہ چلتا ہے کہ بچپن سے انکو مجالس عزا کا شوق تھا۔ عربی، فارسی کی اچھی قابلیت رکھتے تھے۔ ان کے باپ کا نام سید فضل علی رضوی تھا۔

اس کتاب کو مجتہد سید دلدار علی صاحب کے ایما سے مرتب کیا گیا ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

محمد حنیفہ حضرت سے بیعت کئے اور جب عترت طاہرہ مکہ معظمہ سے رخصت ہوکر وطن کو یعنی مدینہ منورہ کا ارادہ کرکے روانہ ہوئی"۔

اس بیاض میں مختلف روایتیں شہدائے کربلا اور امام حسینؓ کے متعلق درج ہیں۔ روایت میں صدق و کذب کو ملحوظ نہیں رکھا گیا ہے۔ ہر قسم کی روایتیں جمع کردی گئی ہیں۔ ساتھ ساتھ نوحے بھی درج ہیں جو فارسی اردو دونوں زبانوں میں ہیں۔

اختتام۔

"اوس ضعیفہ نے کہا جناب فاطمہ زہراؑ میرے فرزند کے نعش پر آکر حیات دوبارہ عنایت فرماتے تھے یہ بول کہ اپنے کو پٹک دی اور جان بحق تسلیم ہوگئی۔ غرض اوس میں اونکی یک بہو باقی تھی جب اہل بیت غرہ صفر کو شام میں گئے اور صبح کو موافق مقدورہ کے اوس جناب پاک کے نام پر خیرات کئے"۔

خاتمہ۔

این احوال بموجب فرمائش جناب بیگم صاحبہ قبلہ نجیب النساء بیگم صاحبہ مدظلہ العالی باتمام رسید۔ مرقوم بست و پنجم ماہ ربیع الثانی ۱۲۲۷ھ۔

(۷۰۸) گل مغفرت (دہ مجلس)

نمبر (۲۹۷) سائز (۸½×۵½) صفحہ (۳۰۰) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف حیدر بخش حیدری تاریخ تصنیف ۱۲۲۷ھ کتابت ۱۲۷۳ھ

مصنف فورٹ ولیم کالج کے مترجموں میں شامل اور مشہور صاحب قلم تھا اس نے کئی کتابیں لکھی ہیں۔ حیدری کے اجداد ایران سے ہندوستان آئے اور دہلی میں بس گئے تھے جب فکر معاش سے تنگ آگئے تو بنارس میں جابسے۔ حیدر بخش حیدری کے والد کا نام ابوالحسن تھا۔ بنارس میں حیدری کی تعلیم و تربیت علی ابراہیم خان خلیل سے ہوئی جو اپنے وقت کے ایک قابل ترین شخص تھے معلوم ہوتا ہے فورٹ ولیم کالج کی ملازمت کے بعد پھر حیدری نے بنارس آکر قیام کرلیا تھا۔ ۱۲۳۸ھ میں انتقال ہوا

حیدری کی کتابیں نظم اور نثر دونوں پر مشتمل ہیں۔ مولف ارباب نثر اردو نے انکی بارہ کتابوں کا تذکرہ کیا ہے۔ ان میں طوطی نامہ۔ آرائش محفل۔ گل مغفرت زیادہ مشہور ہیں۔

آغاز۔

"حمد و سپاس ہے اوس خالق بی ہمتا کی کہ جس نے اپنے مقبولوں کی الم کرنے کی خبر کو

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز۔

حمد اللہ پھر ہے نعتِ رسولؐ	ہے مناقب کا اوصیا کی شمول

دو عربی اور ایک فارسی شعر کے بعد۔

اوسے تھا جو منظور اپنا ظہور	کیا خلق اول محمدؐ کا نور
ملک اور فلک انس و جن وحش و طیر	طفیل اوسکی سب نے کی ہستی کی سیر

اس مثنوی میں حمد و نعت اور مدح حضرت علی کرم اللہ وجہ کے بعد امجد علی شاہ اودھ کی مدح ہے اسکے بعد زیارت شہدائے کربلا اور حالات شہدائے کربلا درج ہیں۔ یہ کسی فارسی کتاب کا ترجمہ ہے۔

مدحیہ شعر

بیاں کر پھر اوس دم بصد عز و جاہ	زہے شاہ امجد علی بادشاہ

تاریخ تصنیف کا شعر

مترجم ہوئے یہ زیارت جو ساری	ہوئی شامل حال توفیق باری
ہزار و دو صد بود پنجاہ و ہشت	کہ محسن ازین نظم فارغ یکشت
دیہہ پہلا ذیحجہ کے مہینہ کا تھا	سنِ ہجرت خاتم الانبیا

اختتام۔

ضرورت ہو شعر میں جو لاحق کِتیں	غلط فہمی سمجھیں نہ اوس کے تئیں
خدا غفور کرتا ہے رائے صواب	کہ ہے فکر محسن رائے ثواب

(۷۰۷) بیاض روایات مجلس عزا

نمبر (۲۲۱) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۱۴۶) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف نامعلوم تاریخ تصنیف ۱۲۲۷ھ کتابت ۱۲۲۷ھ

خاتمہ کی عبارت سے واضح ہے کہ حیدر آباد کی ایک بیگم نجیب النساء بیگم کی فرمائش سے کسی نے انکو جمع کیا ہے۔ نجیب النساء بیگم خاندان مختار الملک سے تعلق رکھتی تھیں۔

آغاز۔

"روایت ہے کہ جب دعوئے مصلحت آمیز محمد حنیفہ نے جناب حضرت سید سجاد امام زین العابدینؑ سے کئے اور حجر الاسود حضرت سید سجاد کی امامت پر گواہی دیا تو اوس وقت

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اس مثنوی میں اولاً ابراہیم علیہ السلام کا اپنے فرزند اسمعیلؑ کو خدا کی راہ میں قربان کرنے کا حال لکھا ہے اس کے بعد شہادت امام حسینؓ کی صراحت کی گئی ہے۔ عنوانات کے تحت بیان ہوا ہے۔ چند عنوان حسب ذیل ہیں۔

(۱) ابراہیمؑ کا اپنے فرزند اسمعیل علیہ السلام کو قربانی دینے نیاز ہونا۔

(۲) تمہید شہادت امام حسینؓ۔

(۳) جبرئیلؑ کا آنحضرتؐ کو امام حسینؓ کی شہادت کی خبر دینا۔

(۴) امام حسینؓ کا مدینہ سے مکہ کو روانہ ہونا

(۵) امام حسینؓ کا مکہ آنا اور حضرت مسلمؓ کا کوفہ کو روانہ ہونا۔

(۶) حضرت مسلمؓ کی شہادت (۷) امام قاسمؓ کی شہادت (۸) شہادت علی اکبرؓ

(۹) شہادت علی اصغر (۱۰) شہادت امام حسینؓ۔

آخر پر ایک نوحہ بھی ہے۔

مصنف کے تخلص کے چند شعر۔

آسمان واسطے ماتم کے شہید نیلگوں اوڑھ کے چادر نکلا

قاسمؓ و اکبرؓ مظلوم شہید غیرت شمس و قمر تھے دونوں

اختتام۔

فاطمہ زہراؓ کا داغ جگری ہے بہت موجب آشفتہ سری

جب وہ اٹھتی ہے پی نوحہ گری عرض کر بیٹھتے ہیں حور و پری

ان فی الجنۃ ھذا بلین لعلی وحسینی وحسن

(۷۰۶) سبیل الشفاعت

نمبر (۴۷۶) سائز (۸½ × ۵½) صفحہ (۶۱) سطر (۹) خط نستعلیق مذہب مطلا جدول کاغذ دیسی

مصنف محسن تاریخ تصنیف ۱۲۵۸ھ کتابت

محسن شیعہ مذہب کا ایک شاعر تھا اپنے دوست باقر علی خاں کے ایماء سے اس کتاب کو قلمبند کیا ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

شمار مجلس	عنوان	شعر آغاز
چھٹی مجلس	شہادت فرزندان مسلم رض	ہو سنگ غم سے دل جوں زر ورق جل بنا اس صفحۂ ماتم کا جدول
ساتویں مجلس	امام حسین رض کا کربلا پہنچنا رض	وطن سے دل میرا وحشت فزا ہے مجھے صحرا نوردی کی ہوا ہے
آٹھویں مجلس	کربلا کے شہداء کا ذکر	فلک پھر جنگ پر باندھا میاں ہے سناں یہ اوس کے کف میں کہکشاں ہے
نویں مجلس	شہادت امام قاسم رض	ارے دل چاک ہے اس غم سے جوں گل فغاں و نالہ کر مانند بلبل
دسویں مجلس	شہادت عباس رض و علی اکبر رض اور شہادت امام حسین رض	کہا کس رنگ گل صناع ماتم دیا لالہ کے دل پر داغ ماتم

اختتام۔

رہے روشن و خورشید شہادت — بجاہ و حشمت و اعزاز و حرمت
بر آوے اوس کا سارا مطلب دل — تمنا اوس کے ہو دو جگ کے حاصل

ہر ایک نسخہ میں کچھ اور متفرق اشعار غزلیات رباعیات و قطعات وغیرہ بھی لکھے گئے ہیں جو اکثر جعفری کے ہیں۔ ایک آدھ جلد میں میر الملک کی مدح بھی ہے۔

(۷۰۵) مثنوی گلزار خلیل

نمبر (۶۴۴) سائز (۸ × ۶) صفحہ (۱۱۶) سطر (۹) خط نستعلیق کاغذ ولایتی
مصنف شہید تاریخ تصنیف ما بعد سنہ ۱۲۵۰ھ کتابت

دکن اور شمالی ہند میں کئی شعرا مختلف نام کے شہید تخلص ہوئے ہیں تیقن کے ساتھ اس مثنوی کو کسی خاص شاعر سے منسوب نہیں کیا جا سکتا۔

آغاز۔

یہ حکایت ہے جگر سوز سنو — کیا روایت ہے غم اندوز سنو
قبل تعمیر بنائے کعبہ — یوں ہوا حکم خدائے کعبہ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۷۰۴) روضۃ الشہدا

نمبر (۸۶) سائز (۱۰ × ۵½) صفحہ (۲۳۲) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف میر حسین جعفری تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۱۵ھ کتابت

مصنف کا تعلق حیدر آباد سے تھا۔ مگر انکا حال کسی قدیم اور جدید تذکرہ میں نہیں ہے۔ معلوم ہوتا ہے زیادہ شہرت حاصل نہیں تھی۔ میر عالم (دیوان حیدر آباد) کی مدح اس میں موجود ہے۔ اس سے قیاس ہے میر عالم کے دورِ دیوانی میں اس مثنوی کی تصنیف ہوئی ہے۔ افسوس ہے کہ شاعر کے حالات کی کوئی صراحت نہیں کیجا سکتی۔

آغاز۔

شروع روضہ اسم اقدس رب ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اب
اد سی کے وحدت اوپر تا قیامت شہادت دی ہے انگشت شہادت

یہ مثنوی دس مجلس پر منقسم ہے۔ پہلی مجلس میں اول حمد۔ نعت۔ منقبت حضرت علیؓ۔ مناقب امام حسینؓ کے تمہیدی بیان کے بعد نفس مضمون شروع ہوتا ہے۔ ہر مجلس ایک علٰحدہ نسخہ میں مجلد ہے اسلیئے ہر مجلس کی صراحت علٰحدہ علٰحدہ کیجاتی ہے۔

شمار مجلس	عنوان	شعر آغاز
پہلی مجلس	وفات آنحضرت صلعم	اب اے دل مجلس اول بیان کر سب آثار الم یہاں سے عیاں کر
دوسری مجلس	وفات حضرت زہرہؓ	چمن میں دل کے جائے گل آکے خار مجھے ماتم سرا دستی ہے گلزار
تیسری مجلس	شہادت حضرت علیؓ	فلک نے کس کے غم سے چرخ کھایا جگر کے داغ انجم کر دکھایا
چوتھی مجلس	شہادت امام حسنؓ	مگر دریائے غم طوفاں کیا ہے کہ دل پانی ہو آنکھوں سے بہا ہے
پانچویں مجلس	شہادت مسلم بن عقیلؓ	قلم جب لوح پر یہ غم لکھا ہے تو اول ٹکڑے ٹکڑے دل کیا ہے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز۔

تیری ہے ذات قائم یا الٰہی تیرے تئیں دونوں عالم کی ہے شاہی

اختتام۔

اکیلا رہ گیا تھا سب کو یکبار نکالا کعبہ سے جیوں شیرِ خونخوار

اسکے بعد کے اوراق نہیں ہیں۔ ناقص الآخر ہے۔

(۷۰۳) ہشت مجالس

نمبر (۴۴۴) سائز (۹×۵) صفحہ (۱۲۲) سطر (۱۲) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف نامعلوم تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۰۰ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز۔

"راوی نے روایت کیا کہ سال دہم ہجرت کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے فارغ ہو کر حج سے مراجعت فرما کر یک منزل میں آ کر اوترے کہ اوس منزل کا نام غدیر خم کہتے ہیں۔ پس جبرئیل نازل ہوئے اور آیت یَا اَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ لائے۔"

اس رسالہ میں آٹھ مجالس ہیں اور اس میں حسب ذیل عنوان پر نثر میں صراحت کیگئی ہے۔

(۱) مجلس اول شہادت آنحضرت صلعم (۲) مجلس دوم شہادت جناب زہرہ رضہ
(۳) مجلس سوم شہادت حضرت علی رضہ (۴) مجلس چہارم شہادت امام حسن رضہ
(۵) مجلس پنجم شہادت مسلم رضہ بن عقیل (۶) مجلس ششم شہادت فرزندانِ مسلم رضہ بن عقیل
(۷) مجلس ہفتم شہادت حضرت قاسم رضہ (۸) مجلس ہشتم شہادت حضرت عباس رضہ

کتاب نامکمل معلوم ہوتی ہے دس مجلس ہو سکتے ہیں۔

اختتام۔

اور کربلا سے ایک فرسخ یعنی...... ایک کوس پر ایک قریہ قبطلونیہ نام تھا وہاں سارے اہلِ بیت کو اوتارے تو تمام اہلِ بیت شہیدوں کے سروں کو سامنے رکھکر تمام رات روتے ہوئے بیٹھے رہے اور صبح کو پھر وہاں سے کوچ ہوا۔" اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔"

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۷۰۰) مکافات الحسین (دوسرا نسخہ)

نمبر (۳۷۴) سائز (۹ × ۵½) صفحہ (۵۱۷) سطر (۱۲) خط نستعلیق کاغذ دیسی

ناقص الاول اور ناقص الآخر ہے۔

آغاز۔

......بت خانہ سے یکبار سارے	زمیں پر گر پڑے ہیبت کے مارے
اوسی آخر زماں کا کر پیغمبر	کیا جن و بشر کا اوس کو رہبر

مصنف کا نام اور تخلص۔

الٰہی واقفِ آغاز و انجام	صلاح الدین خاں بخشا ہے تو نام
تو رکھہ اس نام کی اب آبرو حق	تخلص ایکسو اوس کا ہے مطلق
یہ ہندی مثنوی کو کر کے ارقام	مکافات الحسین اس کا رکھا نام

اختتام۔

رہا خاموش ......سنکر	کہا حجاج اوس پر پھر مکرر

اس کے بعد کے اوراق نہیں ہیں۔

(۷۰۱) مکافات الحسین (تیسرا نسخہ)

نمبر (۵۲۰) سائز (۱۲ × ۷½) صفحہ (۴۳۵) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

آغاز۔ کتابت سنہ ۱۲۶۳

تیری ہی ذات قائم یا الٰہی	تیرے تئیں دونوں عالم کی ہے شاہی

اختتام۔

درودیں پڑھ نبی پر صبح اور شام	مکافات الحسین اس کا رکھا نام

خاتمہ۔ بتاریخ بستم شہر ذیحجہ سنہ ۱۲۶۳ با تمام رسید و تحریر یافت۔

(۷۰۲) مختار نامہ (چوتھا نسخہ)

نمبر (۶۱۷) سائز (۸½ × ۶) صفحہ (۲۷۸) سطر (۱۷ تا ۱۹) خط نستعلیق کاغذ دیسی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۶۹۹) مکافات الحسنین (مختار نامہ)

نمبر (۱۵۳) سائز (۸×۶) صفحہ (۵۱۷) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف صلاح الدین یکسو تاریخ تصنیف ۱۲۱۹ھ کتابت ۱۲۶۰ھ

یکسو تخلص کے شاعر کا نام غلام علی تھا۔ یہ دوسرا یکسو ہے جنکا نام صلاح الدین ہے افسوس ہے کہ مجھے انکے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز۔

تیری ہے ذات قائم یا الہٰی　　تیرے تیں دونوں عالم کی ہے شاہی

زمانہ میں نہیں ہے طاقت اور قلم میں　　لکھے جو وصف تیری اس رقم میں

اس ضخیم مثنوی میں حمد و نعت منقبت حضرت علیؑ اور ائمہ معصومین حضرت فاطمہؓ کی مدح اور سبب تالیف کے بعد نفس مضمون شروع ہوتا ہے۔ عبداللہ بن زیاد کے نسب نامہ سے ابتدا کی گئی ہے اور امام حسینؓ کی شہادت کے بعد مختار ثقفی کے بدلہ لینے کی تفصیل کیگئی ہے اور انکے شہید ہونے تک کا حال لکھا گیا ہے۔ عنوانات کے تحت یہ مثنوی ہے۔ عنوان فارسی نثر میں لکھے گئے ہیں۔ سبب تالیف میں لکھا گیا ہے مصنف کو ایکدن الہام ہوا کہ مختار کا حال لکھا جائے اسلئے اپنے الہام کی تعمیل میں اوس نے یہ مثنوی مرتب کی ہے۔ اس مثنوی کو فارسی سے ترجمہ کیا گیا ہے چنانچہ کہتا ہے۔　بیاں ہندی میں کر تو فارسی کو

نہ ہے مشکل سمجھنا ہر کسی کو

تاریخ تصنیف

ہزار و دو صد و انیس واں سال　　سن ہجری سے تھا بی قیل بی قال

سنو تم تیسری ماہِ محرم　　ہوا ہے ختم یہ نامہ کرم

اختتام۔

میرے اعداء کنتیں مقہور کر تو　　تفکر دل سے میرے دور کر تو

درود دیں پڑھ نبی پر صبح اور شام　　مکافات الحسین اس کا رکھا نام

خاتمہ۔

تمت تمام شد بتاریخ بستم شہر شعبان المعظم ۱۲۶۰ھ روز چہارشنبہ بدست غلام سیدزین العابدین خلف سید علی رضا مشہدی الموسوی۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۶۹۷) مجلس اول از روضہ ہندی (تیسرا نسخہ)

نمبر (۱۸۷) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۱۵) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی

آغاز۔

عجب یہ داستاں ہے غم کی مشکل   کہ بسم اللہ میں بسمل ہوا دل

یہ محکم کی مثنوی کا صرف پہلا باب یا پہلی مجلس ہے۔

پہلے صفحہ پر مکمل مثنوی کے ابیات کا شمار بھی کیا گیا ہے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

مجلس اول	دوم	سوم	چہارم	پنجم	ششم	ہفتم
۲۲۳ شعر	۲۱۴ شعر	۲۴۹ شعر	۲۵۶ شعر	۲۴۱ شعر	۲۵۲ شعر	۱۹۵ شعر
ہشتم	نہم	دہم	یازدہم	دوازدہم	جملہ	
۲۲۷ شعر	۲۳۳ شعر	۳۱۳ شعر	۳۵۵ شعر	۲۰۱ شعر	(۲۹۵۹) اشعار	

اختتام۔

اور اوس کی جرم نامہ کی سیاہی   دھولاتا ابر رحمت سے الٰہی

(۶۹۸) دوازدہ مجلس (چوتھا نسخہ)

نمبر (۱۵۵) سائز (۸ × ۶) صفحہ (۱۵۵) سطر (۱۴) خط نستعلیق کاغذ دیسی

کتابت سنہ ۱۲۲۲ھ

آغاز۔

عجب یہ داستاں ہے غم کی مشکل   کہ بسم اللہ میں بسمل ہوا دل

اختتام۔

محبوں پر تمہارے ہو نہ کچھ غم   رہے صحت سے دائم میر عالم

خاتمہ۔

تمام شد دوازدہ مجلس ہندی از کلام محکم مرحوم مغفور کہ عاصی سراپا معاصی محمد علی باتمام رسانید در سال سنہ ۱۲۲۲ھ۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

شمار مجلس	عنوان	صفحہ	آغاز
۹ نویں مجلس	شہادت علی اکبرؓ و علی اصغرؓ	۱۶	نہم مجلس میں وہ مذکور غم ہے دو عالم جس الم سے چشم نم ہے
۱۰ دسویں مجلس	شہادت امام حسین علیہ السلام	۲۲	دہم جس دم ہوا آغاز دفتر قلم کا تیغ غم سے کٹ گیا سر
۱۱ گیارہویں مجلس	اہلِ بیت کا کربلا سے روانہ ہو کر شام میں پہونچنا۔		اوٹھا طوفان کیسا یا الٰہی حرم کی ناؤ جو کھائے تباہی
۱۲ بارہویں مجلس	اہلِ بیت کا مدینہ کو آنا اور مرقد امام حسین علیہ السلام کی نیاری		لکھا ہے بارہویں مجلس کا مذکور قلم بے طاقتی سے ہو کے رنجور

مثنوی کا اختتام

بحق حضرت حسنین داور — پذیرا ہو میری یہ عرض کمتر
محبوں پر تمہارے ہو نہ کچھ غم — رہے صحت سے دائم میر عالم

کتب خانہ آصفیہ میں اسکے دو نسخے موجود ہیں (تاریخ ۱۳۸، ۴۳۷)۔
"روضۂ درد" تاریخ تصنیف ہے جس سے ۱۲۱۷ھ برآمد ہوتے ہیں چنانچہ اسکے دوسرے نسخہ میں اسکی صراحت کردیگئی ہے۔

(۶۹۶) روضہ درد (دوازدہ مجالس) دوسرا نسخہ

نمبر (۲۹۱) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۲۷۱) سطر (۱۲) خط نستعلیق کاغذ دیسی
کتابت سنہ ۱۲۵۰ھ

آغاز۔

عجب یہ داستاں ہے غم کی مشکل — کہ بسم اللہ میں بسمل ہوا دل

خاتمہ۔

کہ ہے ہر حرف اس کا عطر پرور — ہے تاریخ و مسمی روضہ درد

خاتمہ۔

تمت تمام شد دوازدہم شہر جمادی الثانی سنہ ۱۲۵۰ھ کتاب روضہ اتمام شد۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

نہیں ہیں۔ البتہ اسکی یہ مثنوی جو شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے متعلق لکھی گئی ہے کئی کتب خانوں میں موجود ہے جس سے واضح ہے کہ یہ کتاب خاصی مشہور تھی۔

آغاز۔

عجب یہ داستاں ہے غم کی مشکل   کہ بسم اللہ میں بسمل ہوا دل
رواں آنکھوں سے کر لو ہو جگر کا   لکھوں احوال میں خیر البشر کا
محمد ہے در دریائے وحدت   محمد اختر برج نبوت

یہ مثنوی بارہ مجلسوں پر منقسم ہے۔ ہر مجلس کو علیحدہ جلد میں مجلد کیا گیا ہے ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

شمار مجلس	عنوان	صفحہ	آغاز
(۱) پہلی مجلس	وفات آنحضرت صلعم	۱۷	عجب یہ داستاں ہے غم کی مشکل کہ بسم اللہ میں بسمل ہوا دل
(۲) دوسری مجلس	رحلت حضرت فاطمہ رض	۱۵	دوم مجلس کی ہے یہ غم گساری کہ نہریں ہوئیں اب چشموں سے جاری
(۳) تیسری مجلس	شہادت حضرت علی رض	۱۷	سیم مجلس لکھا جس دم الم سے قلم کا شق ہوا سر تیغ غم سے
(۴) چوتھی مجلس	شہادت حضرت حسن رض	۱۸	ہے ازبس یہ حکایت یاس در یاس جگر غم کاٹتا ہے مثل الماس
(۵) پانچواں مجلس	شہادت حضرت مسلم رض	۱۷	یہ مجلس پانچویں ہے ایسی غم کی کہ جس غم سے پھٹی چھاتی قلم کی
(۶) چھٹی مجلس	امام حسین رض کا مدینہ سے روانہ ہونا اور شہادت حر رض	۱۸	چلا کہ سے شاہ کربلا ہے خدا کے گھر میں ایک ماتم پڑا ہے
(۷) ساتویں مجلس	شہادت امام قاسم رض	۱۴	لکھا اس ساتویں مجلس کو جس آن ہوا غم سے بدل شادی کا ساماں
(۸) آٹھویں مجلس	شہادت حضرت عباس رض	۱۶	مجلس ہشتمی ہے اوس ولی کی علی عباس ماہ ہاشمی کی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۶۹۴) جنگ نامہ

نمبر (۱۶۵) سائز (۸ × ۶) صفحہ (۴۱) سطر (۱۷) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف عبداللطیف عاجز تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۰۰ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز۔

الہی توں صاحب جگت تین کا	بحق محمد نبی دین کا

تیرے امر میں ہے یو سا تو گگن	معلق تیرے حکم سوں .... بھون

چندر سور تارے گگن بھر دیا	ایں روزانگی توں شایع کیا

اس مثنوی میں بطور قصہ امام حسین کے شہادت کا حال لکھا گیا ہے۔

شاعر کے نام اور تخلص کی صراحت۔

وہ ہے طالبان بیچ عاجز نحیف	غلاماں میں مولا کے عبداللطیف

اختتام اور فارسی سے ترجمہ کرنے کی صراحت۔

شکستہ دہ بستہ قلمبند کیا	وو ہے فارسی سوں دکھن سال کا

خطا کج رہا سو قلم رد کرو	خطا پر دو رسوا تمیں مت کرو

وو انسان اگرچہ نہیں بی خطا	خطا پر کیا سو وو دانہ عطا

خاتمہ۔

"این کتاب بغات نامہ جمادی الاول بتاریخ سینردہم روز جمعہ اتمام یافت کمترحقیر سید قاسم پرگنہ بہو این کتاب پتوگر بابا صاحب"۔

(۶۹۵) مجلس دوازدہم (روضہ ہندی) رو در روضۃ الشہدا

نمبر (۸۷) سائز (۱۰ × ۵) صفحہ (۲۰۸) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف محکم تاریخ تصنیف ۱۲۱۷ھ کتابت

اس مثنوی کے کئی نام ہیں جن کی صراحت اوپر کردی گئی ہے۔

محکم ایک دکھنی شاعر تھا مگر زیادہ مشہور نہیں ہے اسکے حالات کسی تذکرہ میں درج

CC-0. Agamnigam Digital Preseyation Foundation, Chandigarh

خاتمہ کی عبارت سے واضح ہے کہ وہ سنہ ۱۲۰۶ھ میں زندہ تھے نہیں معلوم کب انتقال ہوا ہے۔

آغاز۔

ابتدا کیتا ہوں اس نامہ کتیں — درد و غم کی شور و ہنگامہ کتیں

مدبسم اللہ اس نامہ کا غم — اہلِ بیتِ مصطفٰے کا ہے الم

یہ کتاب ملا حسین کاشفی کی روضۃ الشہدا کا ترجمہ ہے جسکا ترجمہ اول ولی ویلوری نے کیا تھا اسکے بعد مونس نے ترجمہ کیا ہے مجلس کے بجائے تعزیہ کا عنوان دیا ہے اور دس تعزیہ میں کتاب منقسم ہے۔

دیو مجھ توفیق یا حضرت امام — تا کروں یہ قصۂ ماتم تمام

تعزیہ دس اس ستی لایا ہوں میں — یو شہادت دل ستے پایا ہوں میں

کتاب کا نام۔

نام اس کا ہے ریاض الطاہرین — مومناں پڑ اسکوں ہوئیں دل حزیں

حادثاتِ کربلا پھر اس کا نام — بخشنا اس کو اثر تم یا امام

تاریخ تصنیف کی صراحت۔

پھر ہوا تاریخ کا الہام عام — مجلساں ماتم کتیں پائیں انصرام

اور اس تاریخ کا سن لیو بیاں — ہوئے آسانی سے قائم یہ عیاں

سن اگیارہ سو پہ لو دے تمام — جب یہ پایا نامۂ غم اختتام

کتاب کے عنوان فارسی میں لکھے گئے ہیں۔ دس باب یا دس تعزیہ میں کتاب منقسم ہے یہ باب ولی ویلوری کے روضۃ الشہدا کے مطابق ہیں۔

ولی ویلوری کے ترجمہ اور اس ترجمہ میں کچھ اختلاف ہے اس میں زیادہ تفصیلی مواد ہے۔

اختتام۔

فضل کر ایسا تمل اے خلاقِ پاک — اوس زمیں میں جلپڑے یہ مشتِ خاک

کر عنایت یا الٰہ العالمیں — اس ہوا کچھ آس میرے دل میں نہیں

خاتمہ ۔ ہذا الکتاب موسوم بہ ریاض الطاہرین وحادثاتِ کربلا تصنیف سید میر ولی خاں مونس سلمہٗ وغفر ذنبہٗ تاریخ غرہ ربیع الاول سنہ ۱۲۰۶ھ۔

کتاب پر مصنف کی مہر بھی ثبت ہے اس سے واضح ہے کہ یہ مصنف کا ذاتی نسخہ ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام۔

کانپ اٹھے دھرن برن پرے پانی بیچ دہانپ کیو سورج اندھیری بری چار سو
رو دیں جن وطک وکلک ہے کہو دیں چین ہو رین دن میں نسوجھی نین دو سے کچھو
کوفیاں کو چال شامیاں سبھی سنبھال بیر مصطفےٰ کے لال کی حلال پیاسے گلو
خون میں ڈبائے ہاتھ کہاتے کے امام سات کاٹ لیو سیس آہ شمر سیاہ رو

خاتمہ۔

"کتاب دہ مجلس ہندی بتوجہ باطنی دوازدہ امام ہمام اختتام پذیرفت لیکن درحقیقت انکا سرانجام خیرانجام پذیرد کہ مقبول نظر بارگاہ جہاں پناہ وزیراعظم سلیمان شکوہ آصف جاہ آید بمنہ و کمال کرد۔ روز شنبہ چہارم ذیحجہ سنہ ۱۲۱۱ھ ۔ مصرع یادگار گذشتگاں این است"۔

(۶۹۳) ریاض الطاہرین (حادثات کربلا)

نمبر (۳۲۴) سائز (۱۰ × ۶) صفحہ (۳۳۴) سطر (۲۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف سید میر ولی خاں مونس تاریخ تصنیف ۱۱۹۰ھ کتابت ۱۲۰۶ھ

سید میر ولی خاں نام اور مونس تخلص تھا۔ انکے اجداد بہمنی دور میں سبزوار (ایران) سے بیدر آکر مقیم ہوئے اور بریدشاہی سلطنت کے خاتمہ کے بعد بھی انکے اجداد بیدر ہی میں مقیم رہے۔ مونس کی پیدائش ۱۱۳۵ھ میں بیدر میں ہوئی اور یہاں ہی تعلیم و تربیت ہوئی۔ چنانچہ اپنے متعلق مصنف نے حسب ذیل صراحت کی ہے۔

غنچہ وطن اجداد کا ہے سبزوار ۔۔۔ ہے ولایت بیچ وہ عالی دیار
لیک مولد ہے مرا شہر بیدر ۔۔۔ وہ بلادوں میں دکن کے نامور
وہ تمہاری ذریت کا ہے مقام ۔۔۔ نت رکھو آباد اوسکوں یا امام

آصفجاہ ثانی (۱۱۷۵ھ تا ۱۲۱۸ھ) کے زمانہ میں مونس فارسی اور اردو کے اچھے شاعر تھے۔ شیعہ مذہب کے پیرو تھے مجالس عزا میں مرثیہ اور روضہ خوانی کرتے تھے اور اپنے زمانہ میں مشہور روضہ خواں بنے ہوئے تھے خود کہتے ہیں۔

گرچہ ہے توں فارسی کا روضہ خواں ۔۔۔ گرد ہو ارشاد اس ہندی زباں

تعجب ہے کہ حیدرآباد کے کسی قدیم اور جدید تذکرہ میں انکا حال نہیں لکھا گیا۔ اس کتاب کے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۶۹۲) دہ مجلس

نمبر (۵۲۹) سائز (۹½ × ۶) صفحہ (۱۲۷) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف ہرپرشاد تاریخ تصنیف مابعد ۱۱۸۸ھ کتابت ۱۲۱۰ھ

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔ انکا ذکر کسی قدیم اور جدید تذکرہ میں نہیں ہے۔ البتہ عہد آصف الدولہ (۱۱۸۸ھ تا ۱۲۱۲ھ) میں موجود تھے! اور فارسی۔ ہندی اور اردو کی اعلیٰ قابلیت حاصل تھی۔ دیباچہ میں اونھوں نے اس امر کا اظہار کر دیا ہے کہ یہ آصف الدولہ کا زمانہ ہے۔

آغاز۔

"الحمد للہ علیٰ افضالہ والصلواۃ والسلام علی سیدنا محمد وآلہ اما بعد میگوید احقر العباد بندہ ہرپرشاد کہ از مدتی سرے در سر و خیالی درنظر داشتم"۔

اولاً فارسی دیباچہ کے بعد اصل مضمون ہندی میں آغاز ہوا ہے۔ اس دہ مجلس میں جو ہندی زبان میں ہے واقعات شہادت امام حسین درج ہیں۔ ایک نئی طرز کی دہ مجلس ہے۔ جس میں گیت اور دوہرے بھی شامل ہیں۔

آغاز۔ حج کو پائے سدھارے نبی عرفات میں آئے ہنو پت کھاتے

آیت یوں اتری وہ شہورونا عرفا ورکے پدہ چھاتے

آج کمال بھیو تو دیں ار پورن نعمت پران سکھائے

کو جہہ نیک سہاتی رسول پے ای وحی تھی موت کے پاتے

نام کے لحاظ سے دس مجلسوں میں بیان ہوا ہے جسکی تفصیل یہ ہے۔

(۱) مجلس اول وفات آنحضرتؐ (۲) وفات بی بی فاطمہؓ (۳) وفات حضرت علیؓ (۴) وفات امام حسنؓ (۵) امام حسینؓ کی مدینہ سے روانگی (۶) مسلمؓ کی شہادت (۷) حضرت حرؓ کی شہادت (۸) احباب امام حسینؓ کی شہادت (۹) اہل بیت امام حسینؓ کی شہادت (۱۰) امام حسینؓ کی شہادت۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۶۹۰) روضۃ الاطہار (ساتواں نسخہ)

نمبر (۱۷۶) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۵۲۱) سطر (۱۴) خط نستعلیق کاغذ دیسی

آغاز۔

اول حمدِ خدا سیں ہو سرافراز　　کروں میں روضۃ الاطہار آغاز

اختتام۔

ہزاراں سے درود اں اور تحیت　　نبی پر اونکی جو ہیں آل و عترت

خاتمہ۔

"بفضل حضرت واحد القہار و حضرت حیدر کرار دوازدہ مجلس روضۃ الاطہار من تصنیف نوازش علی خاں شید ا اسد اللہ زید احقر العباد حسن رضا خلف سید مراد خاں مرحوم بتاریخ غرۂ رمضان المبارک روز سہ شنبہ دربلدہ فرخندہ بنیاد"۔

(۶۹۱) قصہ شہادت امام حسین رضؓ

نمبر (۳۶۲) سائز (۸ ½ × ۶) صفحہ (۲۰) سطر (۱۵) خط شکستہ کاغذ دیسی

مصنف نامعلوم　تاریخ تصنیف مابعد ۱۱۵۰ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز۔

اللہ صاحب ہے سبحان　　پاک منزہ ہے رحمان

قادر رزاق ہور داتار　　خالق سب کا ستار

حمد و نعت وغیرہ کے بعد شہادت کا حال لکھا گیا ہے گردوسرے شہادت ناموں کے کتابوں کی طرح "مجلس" وغیرہ کے تحت بیان نہیں ہوا ہے بلکہ بلا عنوان ہی شہادت کا حال لکھا گیا ہے۔

اختتام۔

ہور حسین کوں کائیں مار　　ملعون سارے نابکار

نبی سُن یوں ہو غمگیں　　روتے انکیاں سب غمگیں

اس کے بعد کا کلام نہیں ہے۔ یعنے ناقص الآخر ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز۔

کروں میں مجلس دوم کی تحریر | انکھیاں سیں کر کے جاری اشک کا نیر
نہیں ہے اشک بلکہ آبرو ہے | دیکھو یہ فیض جاری پیش رو ہے

روضۃ الاطہار کی دوسری مجلس ہے جس میں حضرت بی بی فاطمہؓ کی وفات کا حال درج ہے۔

اختتام۔

میرے اعمال پر مت تو نظر کر | فضل سے اپنی مجکوں بہرور کر
غلاموں میں مجھ حسنین کے رکھ | میری جا بھی ادنیٰ دارین کی رکھ

ایک مہر ...... یار خاں ثبت ہے۔ پہلے صفحہ پر حسب ذیل صراحت ہے۔ حسب الحکم زبانی عباس علی خان داروغہ فراش خانہ۔

(۶۸۹) روضۃ الاطہار (چھٹا نسخہ)

نمبر (۱۷۴) سائز (۹ × ۵½) صفحہ (۱۵۸) سطر (۱۶) خط نستعلیق کاغذ دیسی
کتابت ۱۱۸۴ھ

آغاز۔

دہم لکھتا ہوں مجلس درد و غم کا | جگر پر مار کر خنجر الم کا

روضۃ الاطہار کے چند مجالسیں اس کتاب میں لکھی گئی ہیں۔ اور انکے درمیان کچھ فارسی نثر کے اوراق شامل کردئے گئے ہیں۔ آغاز ہی میں پانچ صفحہ کی ایک مثنوی ہے۔

ناقص الآخر ہے۔

اختتام۔

ہزاراں سیں درود اں اور تحیت | نبی پر اون کے جو ہیں آل و عترت

اس کے بعد کچھ فارسی کلام ہے اور ایک فارسی عبارت ہے۔ جس میں بیان کیا گیا ہے کہ مرزا رفیع سودا کے چند قصائد کو میر حمایت علی خان کی بیاض سے نقل کیا گیا تھا۔ اسکو شاہ جہان آباد میں احمد شاہ کے زمانہ میں لکھا گیا ۱۱۸۴ھ اور باقی اوراق مرتضیٰ نگر کے ضلع میں نقل کیے گئے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

قلمی نمودہ شدہ۔

دو مہر غلام علی خاں ۱۲۲۳ھ ثبت ہیں لیکن ہندسہ دو صاف نہیں ہے۔

(۶۸۶) روضۃ الاطہار (تیسرا نسخہ)

نمبر (۱۶) سائز (۱۰ × ۶) صفحہ (۴۲۳) سطر (۱۷) خط ثلث کاغذ دیسی

کتابت ۱۲۱۲ھ

آغاز۔

اول حمد خدا سوں ہو سرافراز ـــــ کروں میں روضۃ الاطہار آغاز

اختتام۔

ہزاراں سیں درود اں ورتحیت ـــــ نبی پر اون کے جو ہیں آل و عترت

خاتمہ۔

تمت تمام شد کار من نظام شد۔ کتاب روضۃ الاطہار ماہ ذیحجہ روز پنجشنبہ بتاریخ چہار دہم ۱۲۱۲ھ کاتب میر اظہار علی۔

(۶۸۷) روضۃ الاطہار (چوتھا نسخہ)

نمبر (۱۷) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۴۱۶) سطر (۱۴) خط شکستہ کاغذ دیسی

آغاز۔

کروں میں مجلس دوم کی تحریر ـــــ انکھیاں سیں کرکے جاری اشک کا نیر

ناقص اول ہے پہلی مجلس اس میں نہیں ہے۔

اختتام۔

ہزاراں سیں درود اں اور تحیت ـــــ نبی پر اونکی جو ہیں آل و عترت

(۶۸۸) مجلس دوم روضۃ الاطہار (پانچواں نسخہ)

نمبر (۵۸۳) سائز (۷½ × ۴½) صفحہ (۳۶) سطر (۱۲) خط نستعلیق کاغذ دیسی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

حضرت علیؑ (۴) وفات امام حسنؓ (۵) امام حسینؓ کی ولادت، مدینہ سے مکہ کو روانگی، مسلمؓ کا کوفہ کو جانا اور انکی شہادت (۶) فرزندان مسلمؓ کی شہادت (۷) امام حسینؓ کا کوفہ کو روانہ ہونا (۸) امام حسینؓ کے رفقا اور احباب کی شہادت (۹) عباسؓ اور قاسمؓ کی شہادت (۱۰) علی اکبرؓ علی اصغرؓ اور حضرت امام حسینؓ کی شہادت (۱۱) اہل بیت رسالت کا قیدی بنکر دمشق کو جانا (۱۲) اہلبیت کا دمشق پہونچنا اور یزید سے گفتگو، اسی پر یہ مثنوی ختم ہوتی ہے۔

اختتام۔

قیامت ہوئیگا جس روز قائم — یہی امید ہے مجھ دل میں دائم
تصدق سیں توں اپنی صاحبی کے — غلاموں میں اوٹھا آلِ نبی کے
ہزاروں سیں درودان اور تحیت — نبی پر ان کی جو ہیں آل و عترت

خاتمہ۔

"فقیر حقیر عبدالحکیم بن عبدالرشید ابن حسن بہامی ابن احمی...... تصنیف شیدا نوازش علی خان بہادر بتاریخ ہفتدہم...... ۱۱۷۳ھ روز پنجشنبہ اتمام رسید"۔ یہ بہت اہم نسخہ ہے کیونکہ جس سنہ میں یہ کتاب تصنیف ہوئی ہے اوسی سنہ میں یہ نسخہ لکھا گیا ہے۔

اس کے قلمی نسخے کئی کتب خانوں میں موجود ہیں چنانچہ کتب خانہ آصفیہ میں دو نسخے ہیں۔ مثنوی (۵۱۰) تاریخ (۲۸۵) کتب خانہ جامعہ عثمانیہ (سروری نمبر ۲۳)۔

کتب خانہ ادارۂ ادبیات اردو دو نسخے (زور ۶۵ و ۶۶)۔

(۶۸۵) روضۃ الاطہار (دوسرا نسخہ)

نمبر (۱۵) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۵۰۸) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی

آغاز۔

اول حمد خدا سیں ہو سرافراز — کروں میں روضۃ الاطہار آغاز

اختتام۔

ہزاراں سیں درودان اور تحیت — نبی پر ان کی جو ہیں آل و عترت

خاتمہ۔

تمت تمام شد مجلس دوازدہم از روضۃ الاطہار تحریر فی التاریخ...... شہر شوال ۱۲۱۱ھ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

حسین کاشفی کا نثری ترجمہ ہے۔ کتاب کئی ابواب میں منقسم ہے اسکی تقسیم وہی ہے جو روضۃ الشہدا میں ہے۔

اختتام۔

"ہو را امام حسین کے ماتم نزا دیاں کتنیں برکت اس شہدا ان کے سوں سعادت دین دنیا کی نصیب کرے بحرمت الحسین و رحمۃ وجدہ ....

کتاب وسیلۃ النجات روضۃ الشہدا کا ترجمہ ہے اس خاطر یو دو بتیاں فارسی کہ ملا حسین واعظ رحمۃ نے روضۃ الشہدا کے آخر کوں بولے ہیں لکھا ہوں ...."

خاتمہ

بتاریخ چہارم ذیحجہ ۱۱۵۹ھ تحریر یافت۔ مولفہ ذکا حسن بیگ غفر اللہ لہ ولوالدیہ ولجمیع المومنین بحرمت سید المرسلین آئمہ المعصومین۔

پہلے صفحہ پر یہ عبارت درج ہے۔

"وسیلۃ النجات بہ زبان دکھنی بخط مولف"

कार्यकारी सह सम्पादक
संग्रहालय पुरातत्व पत्रिका उ० प्र०
राज्य संग्रहालय, लखनऊ

اس کے علاوہ کچھ فارسی نوٹس اور عربی دعا وغیرہ بھی لکھے گئے ہیں۔

(۶۸۴) روضۃ الاطہار

نمبر (۱۴) سائز (۱۰ × ۵) صفحہ (۵۳۸) سطر (۱۵) خط ثلث کاغذ دیسی

مصنف نوازش علی شیدا تاریخ تصنیف ۱۱۷۳ھ کتابت ۱۱۷۳ھ

مصنف کے حالات دوسری جگہ درج ہو چکے ہیں۔

آغاز۔

اول حمد خدا سیں ہو سرافراز — کروں میں روضۃ الاطہار آغاز

دو عالم نام پر اوس کی ہے شیدا — شہادت کا کیا عالم وہ پیدا

یہ سید نوازش علی کی مشہور مثنوی ہے۔ جو کسی فارسی کا ترجمہ نہیں بلکہ مصنف کی ذاتی تصنیف ہے، اس میں واقعات شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کو بارہ مجلسوں میں بیان کیا گیا ہے جسکی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) آنحضرت صلعم کی وفات (۲) ولادت و وفات بی بی فاطمہ زہرا (۳) شہادت

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام۔

زمانہ مہدی آخر زماں کا   اتھا اس باعث امن و اماں کا
ولی اب رکھہ قلم ہور ختم کر بات   نبی اور آل اوپر بول صلوات

خاتمہ۔

نسخہ وہ مجلس روضۃ الشہداء میر عبدالولی تخلص فیاض بستم ذیحجہ ۱۲۷۸ھ...... رسید بخط محمد واصل حیدری...... روضۃ الشہدا...... فاتحہ خیر بنام...... پنجتن......

(۶۸۳) وسیلۃ النجات

نمبر (۷۵۰) سائز (۱۰ × ۵½) صفحہ (۹۰۶) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف حسن بیگ تاریخ تصنیف ۱۱۱۵ھ کتابت ۱۱۱۵ھ

اس کتاب کے ایک یادداشت سے واضح ہے کہ یہ مصنف کا قلمی نسخہ ہے اور تاریخ تصنیف یا کتابت جو ۱۱۱۵ھ لکھی گئی ہے وہ کسیقدر چاک ہوگئی ہے ہو سکتا ہے کہ دراصل ۱۱۱۵ھ کے بجائے ۱۱۲۵ھ یا ۱۱۴۵ھ یا اور کچھ ہو کیونکہ گیارہ کے بعد جو ہندسہ لکھا گیا ہے اس میں (۵) سے پہلے کا ہندسہ کسیقدر مشکوک ہے۔ چونکہ زبان کے تدریجی ارتقاء کے لحاظ سے بھی یہ ولی ویلوری کی روضۃ الشہدا کے بعد کی تصنیف معلوم ہوتی ہے اس لئے اس سلسلہ میں ہم نے روضۃ الشہدا کو مقدم اور وسیلۃ النجات کو موخر رکھا ہے۔ چونکہ وسیلۃ النجات کا کوئی اور نسخہ ابتک ہمدست نہیں ہوا ہے اسلئے کوئی صحیح رائے نہیں دیجا سکتی۔

آغاز۔

خدایا بادشاہا کارسازا   کریما قادرا بندہ نوازا
تجی دین دو جگ کی بادشاہی   سو تیری حکم میں سب مرغ و ماہی
کیا تو خاک سوں آدم کوں پیدا   تیری قدرت ہے جیوں سورج ہویدا

(چھہ شعر کے بعد کتاب نثر میں لکھی گئی ہے)۔

"حق تعالے کہ نام پاک اس کا صبور ہے ہور اکیلا اور محبت اس کی شان ہور بزرگی کے نزدیک نہیں"۔

اس کتاب میں خامس آل عبا حضرت امام حسین کے شہادت کا حال لکھا گیا ہے یعنی روضۃ الشہدا

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام۔

کیا ہوں ختم جب یو درد کا حال — اگیارہ سو پہ تھا سن تیسواں سال
زمانہ مہدیٔ آخر زماں کا — اتھا اوس باعث امن و اماں کا
ولی اب رکھ قلم ہور ختم کر بات — نبی ہور آل اوپر بول صلوات

خاتمہ۔ تمت ہذالکتاب بعون الملک الوہاب المسمی بروضۃ الشہدا کلام میر ولی فیاض بروز دوشنبہ بتاریخ بست و ششم شہر ذیحجہ بوقت سہ پہر در قصبہ کھمم میٹ در سنہ ۱۲۰۴ھ حسب الحکم محمد حسام خان بہادر دام اقبالہٗ عامل سرکار کھمم میٹ تحریر یافت۔

(۶۸۱) ہفت مجالس ولی (روضۃ الشہدا) آٹھواں نسخہ

نمبر (۳۷۷) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۱۸۰) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ ولائتی

آغاز۔

کروں نامہ کو بسم اللہ سوں آغاز — اچھوں تا میں فصاحت میں سرافراز

اختتام۔

یو بولے سوج پیکر وصال کا ے — انکھیاں کوں موند دنیا سوں گزر گئے
اچھے ہوں علی پر رحمت اللہ — اچھے قاتل پو اون کی لعنت اللہ

یہ نامکمل نسخہ ہے اس میں صرف سات مجلس کا تذکرہ ہے۔

(۶۸۲) روضۃ الشہدا (نواں نسخہ)

نمبر (۱۷۵) سائز (۹ ½ × ۵) صفحہ (۲۰۶) سطر متن (۱۳) حاشیہ ۱۲ شعر
کتابت سنہ ۱۱۷۸ھ — خط نستعلیق کاغذ دیسی

آغاز۔

کروں نامہ کو بسم اللہ سوں آغاز — اچھوں تا میں فصاحت میں سرافراز
مراوں کیا اسے جن یک سخن میں — ینہد یا جیو دم کے رستی سوں بدن میں

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

کسی تذکرہ میں اسکا حال درج نہیں ہے۔

(۶۷۹) روضۃ الشہدا (چھٹا نسخہ)

نمبر (۱۴۱) (۳۴) سائز (۹ × ۵½) صفحہ (۳۸۰) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی
کتابت ۱۱۳۷ھ

آغاز۔

کروں نامہ کو بسم اللہ سوں آغاز — اچھوں تا میں فصاحت میں سرافراز

اختتام

کیا ہوں ختم جب یو درد کا حال — اگیارہ سو پہ تھا سن تیسواں سال
زمانہ عہدِ آخر زماں کا — اتھا اس باعثِ امن و اماں کا
ولی اب رکھ قلم ہور ختم کر بات — نبی ہور آل اوپر بول صلوات

خاتمہ۔

۱۱۳۷ھ کتاب دکھنی روضہ دربیان امام حسین علیہ السلام تصنیف میر ولی فیاض صاحب سجادہ منوچہر کردہ اند واللہ اعلم۔

تمت تمام شد کاتب الحروف سید وجہ اللہ حیدری سید بڑے منوچہری درمقام قلعہ ایلور روز یکشنبہ بوقت سہ پہار تاریخ غرہ ذیحجہ ۹ سنہ مطابق ۱۱۳۷ھ کتاب کے خاتمہ پر ایک مہر سید محمد خان جاہ کی ثبت ہے۔ ۱۱۳۷ھ۔

یہ کتاب اس لئے اہمیت رکھتی ہے کہ تصنیف کے چند سال کے بعد ہی لکھی گئی ہے۔

(۶۸۰) روضۃ الشہدا (ساتواں نسخہ)

نمبر (۳۶۱) سائز (۱۰ × ۶) صفحہ (۳۲۴) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی
کتابت ۱۲۰۴ھ

آغاز۔

نامہ کو بسم اللہ سوں آغاز — اچھوں تا میں فصاحت میں سرافراز

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

(۶۷۸) روضۃ الشہدا (پانچواں نسخہ)

نمبر (۱۳) سائز (۸ × ۶) صفحہ (۵۶۹) سطر (۱۳) خط شکستہ کاغذ دیسی
کتابت ۱۱۵۹ھ

آغاز۔

کروں نامہ کو بسم اللہ سوں آغاز — اچھوں تا میں فصاحت میں سرافراز

اختتام۔

ربیع الآخر میں کی تھی پندرویں — دوشنبہ دن ہوا یو نامہ رقم گیں

روضۃ الشہدا کا یہ نسخہ ایک جدید حیثیت رکھتا ہے کیونکہ اس میں کسی دوسرے شاعر نے دوہزار سے زیادہ شعر کا اضافہ کیا ہے۔ ہر مجلس میں اضافہ کے علاوہ خاتمہ میں بھی اضافہ کیا گیا ہے اور واقعات یہ لکھتے ہیں کہ اس نے ۱۱۵۳ھ ولی کی روضۃ الشہدا دیکھی اور اس میں امامیہ مذہب کے مطابق بیان نہ تھا۔ اسلئے شاعر نے (۲۶۱۰) اشعار کا اضافہ کیا۔ ولی ویلوری کے اشعار کی تعداد (۵۳۷۰) تھی۔ اس مصنف نے ولی کے خاتمہ کے شعر یعنی

ولی اب رکھ قلم ہور ختم کر بات — نبی ہور آل اوپر بول صلوات

کے بعد اپنے نسبت صراحت کی ہے چنانچہ کہتا ہے۔

حسینی کاشفی کا فرس تصنیف — ولی حالی کیے دکھنی سوں تالیف
ولی نے مختصر بولیا اتھا حال — کہا حالی مفصل سب بیاں تال
یو بتیاں سب کتیں ہیں سو عیاں بوجہ — قدیمی ہور جدیدی کا نشاں بوجہ
قدیمی ہیں اہر من کے ھدیداں — اتے مر کے میانے ہیں جدیداں
قدیمی[1] پنج ھزار و سہ نود چار — جدیدی دو ہزار دو بست سہ دو بار
ہوئے سب سات الف[2] در پو سولا — مسرت سوں کن نہ لا کچھ دل میں پھولا
قدیمی ہور جدیدی ہشت ہزار اں — سو دیکھ بولے ہیں مجکوں بعض یاراں

اس کے بعد اپنا انکسار ظاہر کیا ہے اس اضافہ کا مصنف اپنا تخلص "حالی" لکھا ہے۔ گر

---

[1] اس شعر پر نشان لگا کر حاشیہ میں قدیمی کی تعداد (۵۳۷۰) اور جدید کی تعداد (۲۶۱۰) لکھی گئی ہے۔

[2] اس پر نشان کر کے صد و پیچ لکھا گیا ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۶۷۶) روضۃ الشہدا (تیسرا نسخہ)

نمبر (۱۱) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۳۹۶) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی

کتابت ۱۲۳۱ھ

آغاز۔

کروں نامہ کوں بسم اللہ سوں آغاز — اچھوں تامیں فصاحت سوں سرافراز

اختتام۔

ولی اب رکھ قلم ہور ختم کر بات — نبی ہور آل اوپر بول صلوات

خاتمہ۔

کاتب الحروف احقر العباد غلام حسین برائے خاص قادر شریف در ۱۲۳۱ھ نوشتہ شد۔

(۶۷۷) روضۃ الشہدا (چوتھا نسخہ)

نمبر (۱۲) سائز (۹ × ۵) صفحہ (۱۵۲) سطر (۱۹) حاشیہ پر (۱۸) شعر ہیں۔ خط نستعلیق

کتابت ۱۱۵۵ھ

کاغذ دیسی صفحہ اول مطلا جدول مطلا

آغاز۔

کروں نامہ کو بسم اللہ سوں آغاز — اچھوں تامیں فصاحت میں سرافراز

اختتام۔

کیا ہوں ختم جب یو درد دل کا قال — اگیارہ سو پوسن تھا تیسواں سال

زمانہ عہدِ آخر زماں کا — اتھا اس باعثِ امن و اماں کا

ولی اب رکھ قلم ہور ختم کر بات — نبی ہور آل اوپر بول صلوات

کیا ہاتف نے یو تاریخ معقول — ولی کا ہے سخن حق پاس مقبول

آخری شعر سے ۱۱۲۹ھ برآمد ہوتے ہیں۔

خاتمہ۔

اتمام یافت روضۃ الشہدا بتاریخ سیوم شوال ۱۱۵۵ھ کاتب محمد علی معتقدی۔

ایک مہر رستم علی کی ثبت ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

ہیں۔ چنانچہ کتب خانہ آصفیہ میں (۶) نسخے ہیں (مثنوی ۲۲۳، ۲۰ ھ، تاریخ ۱۶۶۶، ۲۲۴۳، ۲۵۱۴، ۲۷۰۰) کتب خانہ ادارہ ادبیات میں دو نسخے ہیں (نذور ۵۹، ۱۱۴۳) کتب خانہ جامعہ عثمانیہ اور یورپ میں کئی نسخے ہیں۔ یورپ میں دکھنی مخطوطات صفحہ (۳۵۲)۔

اس کتاب کی تاریخ تصنیف کے متعلق کچھ شکوک ہیں۔ ایک سے زیادہ نسخوں میں تاریخ تصنیف کا شعر گیارہ سو پہ تھا تیسواں سال ۱۱۳۰ھ لکھا گیا ہے اور یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ سب ایک ہی کتاب کے نقل ہیں۔ مگر اس موقع پر ایک اور تاریخ بھی پیش ہوتی ہے جو اسی کتب خانہ میں ۱۱ پر ہے اس میں ایک اور شعر ہے یعنی

کہا ہاتف نے یہ تاریخ مقبول   ولی کا ہے سخن حق پاس مقبول

آخری مصرع سے ۱۱۲۹ھ نکلتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ۱۱۲۹ھ میں کتاب شروع اور ۱۱۳۰ھ میں ختم ہوئی ہو۔ اس کتاب خانہ کے ایک نسخہ میں کاتب نے سنہ تصنیف ۱۱۳۷ھ بھی لکھا ہے جو بظاہر سہو کتابت معلوم ہوتی ہے۔

(۶۷۵) روضۃ الشہدا دوسرا نسخہ

نمبر (۱۰) سائز (۹ × ۵) صفحہ (۲۲۱) سطر (۱۴) خط شکستہ کاغذ دیسی
کتابت ۱۲۳۴ھ

آغاز۔

کروں نامے کو بسم اللہ سوں آغاز   اچھوں تا میں فصاحت سوں سرافراز

اختتام۔

ولی اب رکھ قلم ہور ختم کر بات   نبی ہور آل اوپر بول صلوات

خاتمہ۔

روضۃ الشہدا تاریخ دہم ماہ ذیقعدہ ۱۲۳۴ھ در مقام بلدہ فرخندہ بنیاد قلمی نمودہ شد کاتب الحروف محمد اکبر۔

صفحہ اول پر میر ولی فیاض سیف لکھا گیا ہے۔ ممکن ہے ولی اپنا تخلص سیف بھی قرار دیا ہو۔ آخر کے چند صفحات میں ایک فارسی مثنوی درج ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

ج) شہادت نامے مناقب و فضائل اہلبیت اور مرثیے

(۶۷۴) روضۃ الشہداء

نمبر (۹) سائز (۹ × ۵) صفحہ (۴۷۲) سطر (۱۲) خط نستعلیق صفحہ اول و آخر مطلا جدول مطلا

مصنف میر ولی فیاض ولی ویلوری تاریخ تصنیف ۱۱۳۰ھ کتابت

مصنف کے حالات دوسری جگہ درج ہو چکے ہیں۔

آغاز۔

کروں نامے کو بسم اللہ سوں آغاز — اچھوں تا میں فصاحت سوں سرافراز
سراوں کیا اُسے جن یک سخن میں — بندیا جیو دم کے رشتے سوں بدن میں

یہ ولی ویلوری کی مشہور مثنوی ہے جو ملا حسن کاشفی کی روضۃ الشہداء کا دکھنی ترجمہ ہے دس باب یا دس مجلس میں اسکو منقسم کیا گیا ہے۔ مجلسوں کی تقسیم حسب ذیل ہے:۔

(۱) وفات آنحضرت صلعم (۲) وفات بی بی فاطمہؓ (۳) شہادت حضرت علیؓ (۴) وفات امام حسنؓ (۵) ذکر امام حسینؓ و شہادت مسلمؓ (۶) شہادت فرزندان مسلمؓ (۷) امام حسین کی کربلا کو روانگی (۸) احباب امام حسین کی شہادت (۹) شہادت فرزندان امام حسین اور شہادت امام حسین (۱۰) واقعات مابعد شہادت۔

اختتام۔

کیا ہوں ختم جب یہ درد کا قال — اگیارہ سو پہ تھا سن تیسواں سال
زمانہ مہدیِ آخر زماں کا — اتھا اس باعثِ امن و اماں کا
ولی اب رکھ قلم ہور ختم کر بات — نبی ہور آل اوپر بول صلوات

اس کتاب پر ایک مہر محمد فقیر اللہ کی ثبت ہے جس میں ۱۲۰۵ھ درج ہے اس سے واضح ہے کہ کتاب ۱۲۰۵ھ کے قبل لکھی گئی ہے۔

روضۃ الشہداء کئی مرتبہ طبع ہوئی ہے اسکے قلمی نسخے بھی متعدد کتب خانوں میں پائے جاتے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۶۷۳) معجزات جناب امیر معہ قصائد

نمبر (۳۹۴) سطر (۹ × ۵½) صفحہ (۳۶۸) سطر (۱۵ تا ۲۰) خط نستعلیق کاغذ

مصنف ثروت تاریخ تصنیف قریب ۱۳۰۰ھ کتابت ۱۳۰۷ھ

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز۔

گوش دل سے سنو صغار و کبار — عرض کرتا ہے راوی اخبار

کہ کے ایک دن نماز صبح ادا — بیٹھے مسجد میں تھے رسول خدا

سب صحابا کو بادل خورسند — دے رہے تھے جناب مولا پند

اس میں ایک قصہ لکھا گیا ہے جو آنحضرت صلعم اور حضرت علیؑ سے متعلق ہے۔ واقعات کی ابتدا اس طرح ہوتی ہے کہ ملک مغرب کے چند لوگ آنحضرت کے پاس آکر عرض کرتے ہیں کہ وہاں کے بادشاہ نے آپ کا نامہ چاک کر دیا اسوقت سے وہاں ایک بلا نازل ہوگئی ہے۔ ایک کنویں میں ایک جانور پیدا ہوگیا ہے جس کی گردن بہت بلند اور لمبی ہے گویا قلعہ کا مینار معلوم ہوتی ہے صرف اس کنویں کا پانی لوگوں کے پینے میں آتا ہے۔ اب اس جانور کی وجہ سے لوگوں کو دشواری ہوگئی ہے۔ اسکو مارنے کے لئے حضرت علیؓ کو روانہ کیا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں کئی لڑائیاں ہوتی ہیں۔ قصہ کو معجزات کے عنوانات پر تقسیم کیا گیا ہے اور ہر قصہ کا آخر حصہ اسلام کی تبلیغ پر ختم ہوتا ہے

اختتام۔

پہنچ در خدمت رسول خدا — دیکھ حضرت کو خوش ہوئے مولا

پر لگے کہنے یا علیؑ ولی — حق دیا جس نے مدح تیری

ہیگا اوس جن کا نام عبد الہ — وہ تیرا دوست ہے خدا ہے گواہ

خاتمہ۔ تمت تمام شد یہ کتاب معجزات جناب امیر تاریخ ربیع الاول ۱۳۰۷ھ وقت (۱۱) بجے دن کو محلہ مشک گنج میں بخط سید خالق حسین ولد سید علی حسین موضع دھرمی پرگنہ و ضلع گونڈہ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

نظم بھی ہے۔ بعض عنوان یہ ہیں ۔

"(۱) بیان علت بعثت پیمبراں اور جو معجزے اون سے صادر ہوئے ۔

(۲) دوسری فصل انبیا علیہم السلام کے عدد اور اصناف بیان میں اور رسول اور نبی کے معنی کیفیت نزول وحی اور بیان اور انکی ترتیب اور انکی اوصیا علیہ السلام کا ۔

(۳) فصل سیوم عصمت انبیا اور اوصیا اور ائمہ ۔

(۴) چوتھی فصل فضائل انبیا اور اوصیاء علیہم السلام کے ۔"

اختتام۔

"اور اپنے زور بازو سے بیابانوں کو ہموار کیا ہے جب قصرہائے ارم کی تعمیر کی ہے جبکہ وقت کہ پیری اور مرگ نہ تھی اور پتھر نرمی میں مثل گل کے تھا اور میں نے ایک خزانہ بارہ منزل تک دریا میں جمع کیا ہے کہ اوسے کوئی نکال نہیں سکتا۔ یہانتک کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوس خزانہ کو نکال لینگی۔"

اس کتاب میں واجد علی شاہ نے اپنے روانگی کلکتہ کا مختصر حال بھی لکھا ہے۔ اور اپنے متعلقین اولاد اور بی بیوں کی جو ساتھ تھے صراحت کی ہے اس بیان کا آغاز حسب ذیل ہے ۔

"تاریخ انتزاع سلطنت موروثی بست و ہفتم ربیع الثانی ۱۲۷۱ھ یوم پنجشنبہ تاریخ روانگی ازبیت السلطنت سمت (دارالامارۃ) کلکتہ پنجم رجب المرجب ۱۲۷۱ھ شب پنجشنبہ۔ تاریخ داخل شدن دارالامارۃ کلکتہ ہفتم ماہ رمضان المبارک ۱۲۷۱ھ تاریخ روانگی جناب عالیہ متعالیہ ملکہ کشور تاج آرا فخر النسا بیگم صاحبہ والدیہ۔ راقم الحروف وسکندر حشمت مرزا محمد جواد علی بہادر برادر خورد۔ راقم و ابوالنصرت کیواں قدر مرزا محمد حامد علی ولیعہد صاحب عالم بہادر۔ غفراللہ لہم سمت لندن چہار دہم شوال المکرم ۱۲۷۱ھ ۔

اپنے ہمراہی جن لوگوں کے نام لکھے گئے ہیں انکی تعداد (۲۳۶) ہوتی ہے اسکے بعد ایک معاہدہ جو انگریزوں سے ہوا ہے مورخہ ۱۵ رمئی ۱۸۷۸ء درج ہے۔ یہ فارسی میں ہے ۔

کتاب نہایت خوشخط ہے کاغذ پر جابجا پھول پتوں اور چرند پرند کے نقشے بھی ہیں پوری کتاب مطلا ہے۔ اس سے گمان غالب ہے کہ یہ شاہی کتب خانہ کا نسخہ ہوگا۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اور دوسری محبوب سبحانیؒ کی مدح میں ہے۔

اختتام۔

جب تلک دنیا ہے قائم یا الٰہ العالمین　　دوست خوش ہوں آپکے دشمن ہیں ذلت شعار
عائشہ صدیقہؓ لطف و کرم تم پہ کریں　　فاطمہ زہراؓ کے آگے آپ ہوویں نامدار
فکر تیری ہے بہت لیکن نہ کر طول سخن　　پس دعا پڑھ کر قصیدہ ختم قنبر جانثار

(۶۷۲) حیات القلوب (ریاض القلوب)

نمبر (۲۹-الف / میوزیم) سائز (۱۳ × ۸) صفحہ (۳۳۴) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی

معنف واجد علی شاہ۔ تاریخ تصنیف ۱۲۹۵ھ کتابت

واجد علی شاہ اودھ کے تاجدار تھے۔ امجد علی شاہ کے بعد ۱۲۶۳ھ میں مسند حکومت پر متمکن ہوئے۔ ۱۲۷۲ھ میں انکو انگریزوں نے حکومت سے معزول کرکے کلکتہ میں نظر بند کیا۔ بالآخر ۱۳۰۵ھ میں اونکا انتقال ہوا۔ واجد علی شاہ اردو ناٹک کے موجد تسلیم کئے جاتے ہیں کیونکہ اونہوں نے اپنے شاہی محل میں اندر سبھا قائم کرکے ڈرامہ کو اسٹیج کیا تھا۔ وہ موسیقی اور شاعری سے دلچسپی رکھتے تھے۔ انکے کئی تصانیف ہیں جن میں سے چند کتب خانہ سالار جنگ میں بھی پائے جاتے ہیں۔

آغاز۔

بہ نام خداوند ہر انس و جان　　بیاں میں کروں نگانئی داستاں
باحسان ختم المرسل مصطفا　　زباں میں رہ جائے گا تذکرہ
بلطف علی شاہ دلدل سوار　　یہ قصہ رہے گا بہت یادگار

یہ فارسی "حیات القلوب" کا اردو ترجمہ ہے جو اسی نام سے کیا گیا ہے۔ چنانچہ خود مصنف نے اسکی حسب ذیل توضیح کی ہے۔

وہ قصہ جو تفسیر قرآں بھی ہے　　عبادت ہے وحدت ہے ایماں بھی ہے
احادیث و تفسیر قرآں ہے صاف　　اگر جسم فرقاں یہ قصہ ہے ناف
میرے دل میں اک روز یہ آ گیا　　کہ ہو فائدہ عام کا رہنما
جو ہے فارسی میں حیات القلوب　　جو اردو میں ہو تو نہایت ہے خوب

اس کتاب کو عنوانات کے تحت ترجمہ کیا گیا ہے کسی فصل میں زیادہ تر نثر ہے اور کہیں کہیں

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

محمد نبی سید المرسلین — اور آلِ مطہر و اصحاب دیں
پڑھوں صدق دل سے تحیت درود — کروں بعد ازاں اس زباں کو کشود

اس مثنوی میں بی بی مریم کا قصہ منظوم کیا گیا ہے۔ یہ بھی کسی فارسی کا ترجمہ نہیں معلوم ہوتا بلکہ قرآن اور تفسیروں سے مواد اخذ کیا گیا ہے۔ چنانچہ مصنف کہتا ہے۔

کہوں میں روایت سنو اب ٹک ایک — میں عیسیٰ کے پیدائش کتا ہوں نیک
وہ پیدا ہوئے کیوں سنو اب یہاں — یہ تفسیر قرآں سے سب ہے عیاں
خدا نے یہ قصہ کہا در قرآن — مطابق یہ تفسیر کے ہے بیاں

اختتام اور سنہ تصنیف کی صراحت۔

میں دکھنی زباں کو چنا اس لئے — کہ دکھنی اور ہندی سب ہندی ہوئے
اگر شعر کہنے میں ہووے خطا — علاج اوسکی دیجے یا کیجے عطا
کہ سنہ ہے بماہِ ہلالی بیاں — غلامِ محمد جو نہہ اب یہاں

آخری شعر سے ۱۲۹۶ھ نکلتے ہیں مگر یہ اس لئے صحیح نہیں ہے کہ اسکی کتابت ۱۲۷۱ھ میں ہوئی ہے۔

خاتمہ۔

"الحمد للہ والمنہ ہذا نسخہ قصہ بی بی مریم و حضرت عیسیٰ علیہ السلام مطابق فرمائش بھائی محی الدین صاحب از خط بے ربط سراسر خام۔ غلام احمد عرب بتاریخ چہار دہم شہر جمادی الاول روز جمعہ ۱۲۷۱ھ پر رائے اختتام رسید۔"

(۱۶۷) قصائد وغیرہ متفرق نظمیں

نمبر (۲۴۷) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۲۰) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ ولایتی
مصنف قنبر وغیرہ تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۱ھ کتابت
مصنفین کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز۔

ہیں محمد رحمت اللعالمیں — ان کا ثانی کوئی دنیا میں نہیں
ان کا اب لکھتا ہوں میں ایک معجزہ — گوشِ دل سے تم سنو اس کو ذرا

اس رسالہ میں کئی چھوٹی چھوٹی مثنویاں ہیں ان میں سے ایک میں آنحضرت صلعم کا ایک معجزہ

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

خاتمہ۔
تاریخ کتابت کو میٹ دیا گیا ہے ۱۲۰۳ھ ہونے کا شبہ ہوتا ہے پہلے صفحہ پر حسب ذیل عبارت درج ہے جو کتاب کے ساتھ قلمی معلوم ہوتی ہے۔

"قصہ بی بی مریم دکھنی زبان میں لکھا ہوا سید محمد"

(۶۶۹) مریم نامہ (دوسرا نسخہ)

نمبر (۶۴۱) سائز (۷ × ۵½) صفحہ (۹۶) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی کتابت ۱۲۶۷ھ

ناقص الاول ہے۔

آغاز۔

شہنشاہ نامے کے نادر یو در — رکھوں دل میں ثابت یو در ملہر ور
ششم باب یوں کہوں میں تجھے — ہیں عیسیٰ کے اس میں کیتک معجزے

اختتام۔

یو مریم کا قصہ ہے قرآن میں — رکھو اس قصہ کو دل و جان میں
میں شرمندہ ہوں یا الٰہی تیرا — گنہ میں غرق ہوں تیرا آسرا

خاتمہ۔

تمت تمام شد۔ کتاب مریم نامہ بتاریخ یازدہم شہر رجب المرجب بروز یکشنبہ بعد از نماز ظہر ۱۲۶۷ھ۔

(۶۷۰) قصہ بی بی مریم

نمبر (۱۸۹) سائز (۸½ × ۵½) صفحہ (۹) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ
مصنف نامعلوم تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۰۰ھ کتابت ۱۲۷۱ھ
مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز۔

الٰہی تو غفار حکیم و علیم — سمیع و بصیر و رحیم و کریم

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام۔

فقط خاک پر کیوں نہ سوتا علیؑ | نہ تھا تیر خالی وہ شیرِ جری
علیک السلام اے علیؑ ولی | علیک السلام اے وصی نبی

اس کے ساتھ چند تاریخی قطعے درج ہیں مثلاً (نصیرالدین حیدر) (۱۲۳۴) اس سے واضح ہے کہ یہ کتاب ۱۲۳۴ھ کے بعد لکھی گئی ہے ۱۲۳۴ھ کے علاوہ ۱۲۳۷ھ سے لیکر ۱۲۴۳ھ تک یہ سلسلہ ہے۔ یہ قطعے تعمیر مسجد، واپسی سفر، وفات وغیرہ سے متعلق ہیں۔ وفات کی تاریخ ۱۲۴۳ھ ہے۔

(۶۶۸) قصہ بی بی مریم (مریم نامہ)

نمبر (۳۵۶) سائز (۸½ × ۵½) صفحہ (۴۸) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف | تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۰۰ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے، صفحہ اول پر جو نام لکھا ہوا ہے اسکو اگر صحیح قرار دیا جائے تو یہ کسی سید محمد کی تصنیف ہے۔ صحیح طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

آغاز۔

سنو اے محباں دل و جان سو | یہ مریم کا قصہ بڑی شان سو
سنیگا جو کوئی اسکو تصدیق سات | عذابِ جہنم سو پاوے نجات
اگرچہ ہیں قصے بہت اے عزیز | ولیکن یہ قصہ بہت باتمیز

اس میں حضرت مریم کا قصہ جو قرآن میں مذکور ہے دکھنی زبان میں لکھا گیا ہے بہ الفاظ دیگر اسکو قرآن کی تفسیر کہا جا سکتا ہے۔ چنانچہ خود مصنف کہتا ہے۔

یہ قصے ہے قرآن کے اندر تمام | عربی کو دکھنی کیا انتظام
یو مریم کا قصہ ہے قرآن میں | رکھو اس قصہ کو دل و جان میں
خدا نے یو قصہ کہا در کلام | سو دکھنی زباں میں کہا ہوں تمام

اختتام۔

الٰہی کرے تو مجھے سرفراز | دنیا کی مصیبت سو رکھہ مجکو باز
الٰہی بحق محمدؐ رسول | دعا مجھ گناہ گار کی کر قبول

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

یہ کتاب قصص انبیا ہے جسکو فارسی سے اردو نثر میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ بقول مترجم اس میں اونہوں نے بہت کچھ اضافہ کیا ہے چنانچہ مترجم کی حسب ذیل عبارت قابلِ ملاحظہ ہے۔

"میرا نام عبدالصمد نواب عبدالوہاب خان بہادر نصرت جنگ کا فرزند ہوں اور عالم کو فائدہ ہونے کے واسطے یہ قصص الانبیا کی کتاب دکھنی زبان میں نثر بنایا ہوں اور کیتیک پیغمبروں کا احوال اس کتاب میں نہیں تھا تو دوسری کتابوں سے لیکر اس میں داخل کیا ہوں"۔

اس کتاب میں حسب ذیل پیغمبروں کا حال درج ہے۔

آدم، شیث، نوح، سلیمان، داؤد، یعقوب، یوسف، ایوب، موسیٰ، لوط، یوشا، ہارون، عیسیٰ وغیرہ۔ آخر پر حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کا حال درج ہے۔

اختتام۔

"اور تیسرا عمل یہ ہے کہ میں سات مرتبہ کعبہ کا طواف کیا۔ اس واسطے اللہ تعالےٰ مجھ کوں بخشا۔ اللہ تعالےٰ جب حجاج بن یوسف کوں اپنے فضل و کرم سیں بخشا توں اپنے کرم سیں محمد صلی اللہ کی امت کو بخش"۔

خاتمہ۔ یا تمام رسید حسب خواہش بہاء الدین صاحب حوالدار دسویں رجمنٹ برائے خواندن راجہ محمد صاحب در چھاؤنی منگلور در ماہ شعبان المعظم ۱۲۴۷ھ کاتب قادر محی الدین۔

(۶۶۷) مثنوی فضیلت حضرت علیؓ

نمبر (۶۲۱) سائز (۹ × ۵) صفحہ (۴۸) سطر (۱۶) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف نامعلوم تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۰۸ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز۔

لکھوں پہلے حمد علی عظیم علیم حکیم رحیم و کریم
بدیع السمٰوات والارض ہے عبادات اوسکی فقط فرض ہے

اس مثنوی میں حضرت علیؓ کے ولادت، مختصر حالات، فضیلت اور مناقب وغیرہ درج ہیں رطب و یابس سے کام لیا گیا ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

سے اخذ کیا ہے۔ البتہ مولانا جامی کی مثنوی سے استفادہ کرنا پایا جاتا ہے۔

بقا چاہتا ہے لکھہ اس کہانی | ہے قرآن میں بیان جسکی معانی
یہی بہتر سخن تازہ کہوں میں | کچھ آگے مطلب رنگیں لکھوں میں
سناوں قصۂ یوسف زلیخا | کروں عالم پہ یہ مطلب ہویدا
لکھونگا قصۂ احسن ہے امید | کو پونچی ہے تجھے جامی سے تائید

اختتام۔

نکو قید فرنگ کے کر حوالے | حبیب اپنے کے صدقے سے بچالے
عمر اب ختم کر اس داستاں کو | سخن گوئی سے ساکن کر زباں کو
نبی پر بھیج صلواۃ و تحیات | رکھہ اونکا نام ورد جان دن رات

خاتمہ۔

تمت الکتاب بعون الملک الوہاب از دست قادر حسین بتاریخ بست و چہارم ماہ ذیحجہ ۱۲۶۴ھ ہجری النبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔

(۶۶۶) قصص انبیا

نمبر (۳۶۸) سائز (۱۰ × ۷) صفحہ (۳۷۶) سطر (۱۶ تا ۲۰) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف عبدالصمد تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۰۰ھ کتابت ۱۲۴۷ھ

مصنف کا نام عبدالصمد تھا۔ باپ کا نام عبدالوہاب اور خطاب نصرت جنگ۔ نصرت جنگ والاجاہ رئیس ارکاٹ کے بھائی تھے۔ والاجاہ تو ارکاٹ کے حکمراں تھے اور انکی اولاد کچھ عرصہ تک یہاں حکومت کرتی رہی مگر انگریزوں نے اسکو ختم کر دیا۔ عبدالوہاب کی اولاد نے علم کی خدمت کو اپنا نصب العین بنایا تھا۔ عبدالصمد عربی، فارسی کے زبردست عالم تھے اونہوں نے ایک تفسیر قرآن بھی لکھی ہے افسوس ہے کہ انکے مرنے کے سنہ سے ہم واقف نہیں ہیں۔

آغاز۔

"اللہ تعالٰے ایک ہے اور سب سے بڑا ہے کوئی اسکا شریک نہیں ہے او سب کوں پیدا کرنے ہارا اور پرورش کرنے ہارا مارنے اور جلانے ہارا ہے۔ ہمارے حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ایسے پیغمبر ہیں کہ آپ سب پیغمبروں میں افضل ہیں اور حشر کے روز سب امتاں کو چھوڑانے ہارے ہیں۔"

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

سے دعوت کی اور نہایت عجز سے آنحضرت سے التجا کی گئی کہ بی بی فاطمہؓ کو دعوت میں روانہ کیا جائے۔ قریش کی غرض یہ تھی کہ اپنے شاندار لباس اور قیمتی لباس کا مظاہرہ کیا جائے۔ بی بی فاطمہؓ اول تو راضی نہیں ہوئیں۔ مگر جبرئیلؑ نے حکم دیا کہ خدا کا فرمان ہے فاطمہؓ ضرور شریک ہوں اور قدرت الٰہی سے بی بی فاطمہؓ کے کپڑے بیش قیمت بن گئے اور جواہرات بھی آئے جسکو دیکھکر قریش نے اظہار ندامت کیا۔

اختتام۔

......بیت کیا مختصر یہ کلام | کہ عاجز بندہ اہے نبی کا غلام
ختم کر کیا فاتحہ نت مدام | بحق محمدؐ درود وسلام

خاتمہ

تمت الکتاب روایت فاطمہؓ معجزہ روز پنجشنبہ ۱۲۴۳ھ کاتب الحروف میرن صاحب ابن نقرالدین۔ اس مضمون کی ایک مثنوی کا تذکرہ اس عنوان کے پہلی مثنوی میں کیا گیا ہے یہ مثنوی اسکے بہت بعد لکھی گئی ہے۔

(۶۶۵) یوسف زلیخا

نمبر (۲۸۸) سائز (۸×۵) صفحہ (۲۱۷) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف معتبر خاں عمر تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۰۰ھ کتابت ۱۲۶۴ھ

معتبر خاں نام اور عمر تخلص اورنگ آباد کا شاعر ہے۔

بقول بعض ولی کا شاگرد تھا۔ شفیق نے اسکا تذکرہ کیا ہے اور کلام کی بڑی تعریف کی ہے۔ اونہوں نے اپنے ایک شعر میں دعا کی ہے کہ فرنگیوں کی قید سے خدا انکو بچالے نہ معلوم اس کا کیا واقعہ ہے۔

آغاز۔

الٰہی غنچۂ امید جان کھول | دیکھا آئینہ طوطی کی زبان کھول
ہفسادی لب سے دس غنچہ کی گلشن | اور اس آئینہ سے کر دل کو روشن

اس یوسف زلیخا کی مثنوی میں حمد و نعت معراج کے بیان کے بعد نفس مضمون شروع ہوتا ہے مصنف نے اسکو کسی فارسی مثنوی سے ترجمہ نہیں کیا ہے بلکہ خود مصنف نے اسکو قرآن کی تفسیر و

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

قرآن کی تفسیروں سے اخذ کیا گیا ہے سلیمانؑ کے انتقال پر ثنوی ختم ہوتی ہے۔ حضرت سلیمانؑ کا بلقیس سے شادی کرنے کا حال درج ہے۔ ثنوی عنوانات کے تحت لکھی گئی ہے۔ ثنوی کی زبان کے متعلق مصنف کی صراحت۔

ہے اس ثنوی کی زباں ریختہ — عرب اور عجم سے ہے آمیختہ
اگر بولتا ٹھیٹ ہندی کلام — تو یہاں کا تھا وہ پر ہوں کا تمام
زبانِ دکن میں نہیں میں کہا — کہ ہے وہ زباں بھی بہت بے مزا
جو دیکھا کہ اوسط ہے خیر الامور — کیا اختیار اوسکوں میں بالضرور

تاریخ تصنیف واختتام۔

ہوا ختم جب نسخۂ دلکشا — میں تاریخ کی فکر کرنے لگا
یکایک سروشِ سعادت سرشت — کیا ہے ندا بوستانِ بہشت
جو پوچھا میں سال شروع کتاب — کہا روضہ حور سے کر حساب
یہ تاریخ دونو کیا جو بیاں — ہے آغاز وانجام اس سے عیاں
اب یہ نظم کرتا ہوں میں اختتام — بنام محمد علیہ السلام

کتب خانہ آصفیہ میں ایک قلمی نسخہ ہے (ثنوی ۳۷۸)۔

(۶۶۴) معجزہ فاطمہؓ

نمبر (۳۹۹) سائز (۸ × ۵ ½) صفحہ (۱۶) سطر (۱۲) خط شکستہ کاغذ دیسی
مصنف عاجز تاریخ تصنیف قریب سنہ ۱۲ ھ کتابت ۱۲۴۳ء

دکن میں کئی عاجز ہوئے ہیں ان میں سے یہ ایک عاجز ہے جو عارف الدین خاں عاجز کے بعد ہوا ہے ناقص الاول ہے۔

آغاز۔

بلایا جتنے دوست ہور خویش تھے — او ہم قوم دلبند دل ریش تھے
کیا دل میں تجویز او بد سیر — بلائے محمدؐ کی بیٹی کوں گھر
ہیں ہیں تونگر الہی او فقیر — بلا میز بانی کوں کرنا حقیر

اس ثنوی میں حضرت بی بی فاطمہؓ کا ایک معجزہ کا ذکر ہے کہ قریش نے بڑے کروفر شان وشوکت

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

سے دعوت کی اور نہایت عجز سے آنحضرتؐ سے بھی التجا کیکی کہ بی بی فاطمہ کو دعوت میں روانہ کیا جائے۔ قریش کی غرض یہ تھی کہ اپنے شاندار لباس اور قیمتی لباس کا مظاہرہ کیا جائے۔ بی بی فاطمہؓ اول تو راضی نہیں ہوئیں۔ مگر جبرئیلؑ نے حکم دیا کہ خدا کا فرمان ہے فاطمہؓ ضرور شریک ہوں اور قدرت الہی سے بی بی فاطمہؓ کے کپڑے بیش قیمت بن گئے اور جواہرات بھی آئے جسکو دیکھکر قریش نے اظہار ندامت کیا۔

اختتام۔

......بیت کیا مختصر یہ کلام	کہ عاجز بندہ اہے نبی کا غلام
ختم کر کیا فاتحہ نت مدام	بحق محمد درود و سلام

خاتمہ۔

تمت الکتاب روایت فاطمہؓ معجزہ سنہ پنجشنبہ ۱۲۲۳ھ کاتب الحروف میرن صاحب ابن نفر الدین۔ اس مضمون کی ایک مثنوی کا تذکرہ اس عنوان کے پہلی مثنوی میں کیا گیا ہے یہ مثنوی اسکے بہت بعد لکھی گئی ہے۔

(۶۶۵) یوسف زلیخا

نمبر (۲۸۸) سائز (۸×۵) صفحہ (۲۱۰) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف معتبر خاں عمر تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۰۰ھ کتابت ۱۲۶۲ھ

معتبر خاں نام اور عمر تخلص اورنگ آباد کا شاعر ہے۔

بقول بعض ولی کا شاگرد تھا۔ شفیق نے اسکا تذکرہ کیا ہے اور کلام کی بڑی تعریف کی ہے۔ انہوں نے اپنے ایک شعر میں دعا کی ہے کہ فرنگیوں کی قید سے خدا انکو بچالے نہ معلوم اس کا کیا واقعہ ہے۔

آغاز۔

الہی غنچۂ امید جان کھول	دکھا آئینہ طوطی کی زباں کھول
ہنسادی لب سے اس غنچہ کی گلشن	اور اس آئینہ سے کر دل کو روشن

اس یوسف زلیخا کی مثنوی میں حمد و نعت معراج کے بیان کے بعد نفس مضمون شروع ہوتا ہے مصنف نے اسکو کسی فارسی مثنوی سے ترجمہ نہیں کیا ہے بلکہ خود مصنف نے اسکو قرآن کی تفسیر

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

قرآن کی تفسیروں سے اخذ کیا گیا ہے۔ سلیمانؑ کے انتقال پر مثنوی ختم ہوتی ہے۔ حضرت سلیمانؑ کا بلقیس سے شادی کرنے کا حال درج ہے۔ مثنوی عنوانات کے تحت لکھی گئی ہے۔ مثنوی کی زبان کے متعلق مصنف کی صراحت۔

ہے اس مثنوی کی زباں ریختہ — عرب اور عجم سے ہے آمیختہ
اگر بولتا ٹھیٹ ہندی کلام — تو یہاں کا تھا وہ پر یہوں کا تمام
زبانِ دکن میں نہیں میں کہا — کہ ہے وہ زباں بھی بہت بے مزا
جو دیکھا کہ اوسط ہے خیر الامور — کیا اختیار اوسکوں میں بالضرور

تاریخ تصنیف و اختتام۔

ہوا ختم جب نسخۂ دلکشا — میں تاریخ کی فکر کرنے لگا
یکایک سروشِ سعادت سرشت — کیا ہے ندا بوستانِ بہشت
جو پوچھا میں سال شروع کتاب — کہا روضہ حور سے کر حساب
یہ تاریخ دونو کیا جو بیاں — ہے آغاز وانجام اس سے عیاں
اب یہ نظم کرتا ہوں میں اختتام — بنام محمد علیہ السلام

کتب خانہ آصفیہ میں ایک قلمی نسخہ ہے (مثنوی ۳۷۸)۔

(۶۶۴) معجزہ فاطمہؓ

نمبر (۳۹۹) سائز (۸ × ۵½) صفحہ (۱۶) سطر (۱۲) خط شکستہ کاغذ دیسی

مصنف عاجز تاریخ تصنیف قریب سنہ ۱۲۰۰ھ کتابت ۱۲۴۳ھ

دکن میں کئی عاجز ہوئے ہیں ان میں سے یہ ایک عاجز ہے جو عارف الدین خاں عاجز کے بعد ہوا ہے ناقص الاول ہے۔

آغاز۔

بلایا جتنے دوست ہور خویش تھے — او ہم قوم دلبند دل ریش تھے
کیا دل میں تجویز او بد سیر — بلائے محمدؐ کی بیٹی کوں گھر
ہمیں ہیں تونگر الٰہی او فقیر — بلا میز بانی کوں کرنا حقیر

اس مثنوی میں حضرت بی بی فاطمہؓ کا ایک معجزہ کا ذکر ہے کہ قریش نے بڑے کروفر شان و شوکت

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اس مثنوی میں ایک قصہ بیان کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلعم ایک رات آرام سے سوگئے جبرئیلؑ نے عتاب نامہ لایا آنحضرتؐ جنگل میں چلے گئے اور عبادت میں مصروف ہوگئے اصحاب جنگل میں حاضر ہوکر واپس چلنے کی استدعا کی مگر آپ نے قبول نہیں کیا۔ بالآخر بی بی فاطمہؓ گئیں اور آنحضرتؐ کو ساتھ لے آئیں اور جبرئیلؑ نے امت کے بخش دینے کی خوشخبری سنائی۔

اختتام۔

الٰہی نوازندہ توں اے غفور — دے جنت مجھے اور ہزاراں جو حور
جو کوئی اس کوں پڑکر منگے مدعا — خدا دیوے گا اوسکوں نادر جزا
گنہ میں کیا ہوں نہ اوسکا شمار — گنہ بخش میرا توں پروردگار

خاتمہ۔

تمت تمام شد۔ کتاب غار نامہ بتاریخ شانزدہم شہر رجب المرجب بروز دوشنبہ بوقت بعد از نماز عصر ۱۲۶۷ھ میں۔

اس مضمون کے دوسری مثنویوں کا تذکرہ بھی کردیا گیا ہے مگر ان کے زمانہ تصنیف میں تقریباً نصف صدی کا فرق معلوم ہوتا ہے۔

(۶۶۳) قصہ سلیمان پیغمبر

نمبر (۲۷۸) سائز (۷×۵) صفحہ (۳۳۲) سطر (۱۲) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف غلام اعزازالدین نامی تاریخ تصنیف ۱۲۴۷ھ کتابت

مصنف کے حالات دوسری جگہ پر قلمبند کردئے گئے ہیں۔

آغاز

سراؤں سدا اوس سلیمان کو — دیا جان جو جن و انسان کو
زمین و فلک اور عرش بریں — ہوئی اوسکے قدرت سے کرسی نشیں
اگر جوئی شیریں ہے یا بحر شور — ہے دونو کو بخشا دہی زور و شور

اس مثنوی میں طویل حمد و مناجات اور نعت کے بعد سبب تالیف کا عنوان آتا ہے اس میں لکھا گیا ہے کہ ان دنوں خیال آیا کہ اپنا نام دنیا میں باقی رکھنے کے لئے کوئی یادگار چھوڑ جائے۔ اسلئے یہ مثنوی لکھی گئی۔ اسکے بعد نفس مضمون شروع ہوا ہے جو حضرت سلیمان کا قصہ ہے جسکو

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز۔

محی الدین کا جسکوں ہوے مدد | ہووے فضل حق اس اوپر بعید
محی الدین پہ جو ہوے گا فدا | نوازے گے اوسکوں رسول خدا
محی الدین کا جو ہوے دوستدار | مدد ہوینگے اوسکے نبی چار یار

آغاز میں سیدنا محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ کی مدح ہے اسکے بعد نفس مضمون اس شعر سے شروع ہوتا ہے۔ ممکن ہے یہ ناقص الاول مثنوی ہو۔

کتا ہوں اتا میں وفات بتول | چلینگے حرم ...... بنت حضرت رسول

اس مثنوی میں بی بی فاطمہ کی وفات کے حالات لکھے گئے ہیں روایت میں صدق و کذب کا لحاظ نہیں رکھا گیا ہے آخر میں بتایا گیا ہے کہ آنحضرت کو خدا نے ایک تاج دیا تھا جو حضرت علیؑ کو ملا۔ یہ تاج علم کا تاج ہے جو حضرت علیؓ کو ملا تھا۔ حسب ذیل شعر سے مصنف کو "امیدی" قرار دیا گیا ہے۔

امیدی دعا مجکو تم سنتی میں رکھیوں | تمہاری دعا کی یو برکت چھیوں

اختتام۔

دے توفیق توبہ کا اے پاک ذات | نصوحا کئے توں کر تجھے باصفات
طفیلی محی الدین منجہ یا غفور | حضوری میں رک اپنی ہردم حضور
ہوا گیاروان باب سارا تمام | محمدؐ پہ بھیجو درود و سلام

ممکن ہے کسی دوسری طویل مثنوی کا یہ باب ہو، جیسا کہ آخری شعر سے واضح ہے۔

(۶۶۲) غارنامہ

نمبر (۶۴۱) سائز (۷ ½ × ۵ ½) صفحہ (۳۳) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف نامعلوم تاریخ تصنیف قبل سنہ ۱۳۰۰ھ کتابت سنہ ۱۲۶۷ھ

اس مثنوی کے متعلق کوئی معلومات دستیاب نہیں ہوئے۔

آغاز۔

کریا کرم بخش کرتار توں | کرنہار بندہ کے تیں پیار توں
تو کر پیار منگتا ہوں توفیق میں | کہوں معجزہ کھول تحقیق میں
کرے حق طفیل نبی و بتول | میرے دین و دنیا کے مطلب حصول

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۶۶۰) معجزہ فاطمہ رضؓ

نمبر (۳۴۴) سائز (۹ × ۵ ½) صفحہ (۱۰) سطر (۱۱) خط نسخ کاغذ دیسی

مصنف نامعلوم تاریخ تصنیف قبل سنہ ۱۲۰۰ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز۔

سنو دوستاں ٹک ادھر کان دھر کر عجب یہ روایت ہے غم کی مکدر

خوشی سات حضرت کئے تھے جو بستر کہ اک روز شب کو مدینے کے اندر

دو ہی لحظہ آرام پائے پیمبر

ہوا حکم خالق کا روح الامیں پر کہ تو بیگی جا پردۂ زمیں پر

اس مخمس میں ایک حکایت بیان کی گئی کہ آنحضرتؐ کو معلوم ہوا کہ امت پر عذاب ہوگا تو آپ جنگل میں جاکر دعا میں مصروف ہوگئے۔ مدینہ میں آپ کے غائب ہونے کی خبر مشہور ہوئی اور آپ کے اہلبیت ڈھونڈنے کو نکلے۔ بالآخر جنگل میں آپ کو گریہ وزاری میں پایا اور بی بی فاطمہؓ نے دعا کی اور خدا نے بی بی فاطمہؓ کی دعا قبول کی اور آنحضرتؐ کو خبر دی گئی امت کو بخشا جائیگا۔ اس مضمون کی ایک مثنوی کا تذکرہ صفحات ماقبل میں کیا گیا ہے۔

اختتام۔

یہی عرض کرنا با آہ و فغاں ہو یہ سیلان کمتر نپٹ ناتواں ہو

کچھ سب دور اپنے وہم فغاں ہو یہ گردوں گردش سے مجھ پہ اماں ہو

ٹک یک تفصیل گردیا پاک سرور

(۶۶۱) وفات نامہ بی بی فاطمہ رضؓ

نمبر (۳۶۵) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۱۰۶) سطر (۱۵) خط ثلث کاغذ دیسی

مصنف امیدی تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۲۰۰ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات ہمدست نہیں ہوئے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

حقیقت میں ہے یہ قرآں کی تفسیر — جو غوثی نے کریا دکھنی میں تحریر

اختتام۔

سلامت رکھ میرا ایمان داور — مجھے کر بحرِ عرفاں کا شناور

ہمیشہ غوث جامی پر کرم کر — جسے لگ عزت و حرمت ستی دھر

اس مثنوی کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو میں موجود ہے (زور ۲۵)۔

(۶۵۹) وصیت نامہ

نمبر (۱۶۵) سائز (۸ × ۶) صفحہ (۸) سطر (۱۷) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف حمزہ تاریخ تصنیف قبل ۱۲۰۰ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات ہمدست نہیں ہوئے۔ مثنوی سے معلوم ہوتا ہے انکے والد کا نام شیخ محمود تھا۔

آغاز۔

الٰہی تمہیں پاک ت پروردگار — بچن کوں زباں نے کیا آشکار

خداوند توں ہے بڑا مہرباں — توں پیدا کیا ہے یو جملہ جہاں

صفت میں کروں اس خداوند کا — کرنہار روشن سورج چاند کا

اس مثنوی میں شیخ حمزہ اپنی خواب کے واقعات بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے انکو خواب میں آکر کہا امت کے گناہوں سے میں شرمندہ ہوں۔ فرشتوں کو بھی اب منہہ نہیں دکھا سکتا۔ اسکے بعد گناہوں کی تفصیل بیان کیگئی ہے۔ کوئی خیرات نہیں کرتا۔ غریبوں اور مفلسوں کی مدد نہیں کرتا۔ آپس میں محبت نہیں کرتے۔ اسی قسم کی باتیں بیان کی گئی ہیں۔

تخلص کی صراحت۔

کئے شیخ حمزہ یو پنداں قبول — زیادہ کیا نیں بحق رسول

اختتام۔

ہوں فرزند میں شیخ محمود کا — کہ دھرتا ہوں امید معبود کا

نبی پر ہزاراں درود و سلام

صلوات ہور سلاماں ہزاراں سلام

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۶۵۷) قصہ گلسر بی بی فاطمہ (دوسرانسخہ)

نمبر (۱۱۷) سائز (۷½ × ۵½) صفحہ (۷) سطر (۱۱) خط شکستہ کاغذ دیسی

آغاز۔

کہوں حمد سبحان کا دم بدم   بعد نعت حضرت شفیع الامم

اس مثنوی کے قصہ میں کچھ فرق ہے۔

اختتام۔

اسماعیل عاصی ہے او بے خبر   کردیا نبی آپ کرم کی نظر

ہوا ہے یہ قصہ مرتب تمام   کہو سب نبی پر درود و سلام

(۶۵۸) قصص الانبیاء ریاض مسعود

نمبر (۱۱۰) سائز (۱۱½ × ۶½) صفحہ (۲۳۶) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف غوث جامی تاریخ تصنیف ۱۱۹۱ ہجری کتابت

شاہ غوث نام جامی تخلص ارکاٹ کے متوطن صوفی بزرگ تھے۔ افسوس ہے ان کے حالات گوشہ گمنامی میں ہیں۔ ارکاٹ کے رئیس والاجاہی کے زمانہ میں تھے اپنی مثنوی میں والاجاہ کی مدح بھی کی ہے۔ ۱۲۲۵ھ میں انتقال ہوا ارکاٹ میں مدفون ہیں۔

آغاز۔ کروں حمد خدا اول بیان میں   ثنا اور صفت کوں اسکی عیاں ہیں

کیا عرض و فلک کوں جس نے پیدا   جو کچھ مابین ہے اس کے ہویدا

دیا ہے روز کوں خورشید سوں نور   فلک شب کوں کیا تاراں سوں معمور

اس مثنوی میں اول حمد و نعت ہے اور معراج کا بیان اسکے بعد والاجاہ کی مدح ہے پھر سبب تالیف کا عنوان اسکے بعد ولادت عزرائیل کا عنوان آتا ہے اسکے بعد سلسلہ وار انبیا کا تذکرہ ہے حضرت آدم، شیث، نوح، صالح، ابراہیم، لوط، یعقوب، یوسف، موسی، عیسی وغیرہ کے قصے ہیں۔ آخر پر آنحضرت کے حالات ہیں۔ شداد کی بہشت کا بھی تذکرہ ہے۔

غوث جامی نے اسکو کسی فارسی کتاب سے ترجمہ کیا ہے چنانچہ کہتے ہیں۔

قصص جو انبیا کا فارسی ہے   نظر قرآن جیو آرسی ہے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

محمدؐ نبی سید المرسلین	حبیبِ خدا رحمت اللعالمین
کیا نور سوں اسکے ہر شی تمام	توں بھیجا او نو پر درود ہور سلام

اس مثنوی میں جیسا کہ نام سے واضح ہے حضرت بی بی فاطمہؓ کے انتقال کا حال قلمبند کیا گیا ہے۔

اختتام۔

عزیزاں بود دل میں اندیشوں میں	قیامت کوں کیا جواب دینگے ہمیں
بدل سوئے کے دیکھیہ معصوم پاک	اٹک کر رہے تین دن تک ہلاک
ہزاراں درود و ہزاراں سلام	زباں پر محمد علیہ السلام

(۶۵۶) قصہ خاتون جنت (قصہ گلسر)

نمبر (۱۰۰) سائز (۱۰½×۷) صفحہ (۶) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ ولایتی مصنف اسمٰعیل تاریخ تصنیف مابعد ۱۱۵۰ھ کتابت مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز۔

کہوں حمد سبحان کا دمبدم	بعد از نعت حضرت شفیع الامم
کہوں ایک قصہ اے اہلِ عقول	جو حضرت کی دختر تھی خاتون بتول
کہ خیرات کا اونکے بولوں بیاں	سنو اے عزیزاں کہا ایک نشاں

ایک قصہ اس میں نظم کیا گیا ہے کہ بی بی فاطمہ کے پاس ایک گلسر مالا تھا ایک مرتبہ ایک فقیر سوال کیا اسکو دینے کچھ نہیں تھا آپ نے یہ مالا ہی اسکو دیدیا۔ فقیر نے اسکو بارہ ہزار ہن میں ایک راجہ کے ہاتھ فروخت کیا اور راجہ جس نے یہ مالا خریدا تھا واقعہ سنکر مسلمان ہوگیا۔

اختتام۔

سخی دوست ہوے تو دیوے شتاب	بخیل دوست ہوئے تو ہوئیگا عذاب
اسمائیل عاصی ہے او بے خبر	کردیا نبی کرم اس کے اوپر
ہوا ہے یو قصہ مرتب تمام	کہو سب نبی پر درود و سلام

ادارۂ ادبیات اردو میں اسکا ایک نسخہ ہے (زور ۱۴۳)۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

عادل کا حال کسی تذکرہ میں نہیں ہے۔ اسکی ایک نظم مناقب عادل کے نام سے ادارہ ادبیات اردو میں موجود ہے۔ یہ اسکی مثنوی ہے۔ مثنوی سے مصنف کا کوئی حال ظاہر نہیں ہوتا۔

آغاز۔

خداوندا تمہیں ہے عالم الغیب ۔۔۔ ہے دانا ہور بینا ساتر العیب
خداوندا تمہیں ہے پاک معبود ۔۔۔ کیا توں کن سوں کل منڈان موجود
الٰہی اہے سلطان عادل توں ہی ۔۔۔ رکھا انصاف ستے مرغ ماہی

اس مثنوی میں حمد و نعت کے بعد خلفائے راشدین کی مدح ہے پھر حضرت عمرؓ کا قصہ شروع کر دیا گیا ہے آپ کی عدل کے متعلق صراحت کی ہے اور بتایا گیا ہے کہ آنحضرتؐ ایکمرتبہ جنگ کیلئے ملک مغرب کو روانہ ہوئے اور مدینہ میں حضرت عمرؓ کو اپنا نائب کیا۔ اس عرصہ میں ایک بادشاہ مدینہ پر حملہ آور ہوا اور حضرت عمرؓ نے اسکا مقابلہ کیا اس کے بعد ابو شحمہ کا مشہور قصہ شروع کر دیا گیا ہے۔

شاعر کے تخلص کا شعر۔

انا را دے رسالہ کر عیاں توں ۔۔۔ عمرؓ عادل کا پورا کر بیاں توں
ارے عادل تو دنیا کے پرہٹ کر ۔۔۔ عشق بیٹھا ہے توں خاطر جمع کر

اختتام۔

بحق چار یاراں شاہ غازی ۔۔۔ تجھے ایمان کے دیں سرفرازی
سنے ہجری نبی کے حال بعد از ۔۔۔ اے گیارہ سو پو ترپن سال بعد از

ناقص الآخر ہے۔ اسکے بعد کا شعر شہر ذالحجہ سے شروع ہوتا ہے۔ اس کے بعد کے چند شعر نہیں ہیں۔

(۶۵۵) قصہ وفات خاتون جنت

نمبر (۱۰۰) سائز (۱۰ ½ × ۷) صفحہ (۱۶) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف امین تاریخ تصنیف ما بعد سنہ ۱۱۵۱ ہجری کتابت

اس مثنوی کے مصنف کا نام امین معلوم ہوتا ہے۔

آغاز۔

کیا ابتدا میں بنام خدا ۔۔۔ اذ مارے جیلا دے او پالے سدا

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

آغاز۔

از قضا روزے بحکم کردگار — حضرتِ عیسیٰؑ چلے دریا کنار
دیکھ سرانسان کہیں راہِ منے — حضرتِ عیسیٰؑ چلے اوسکے کنے
سرا تھا خالی نہ تھا تن کا نشاں — لحم چمڑا کچھ نہ تھا جز استخواں

قصہ یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ایک کھوپڑی دیکھکر اوسکے پاس گئے اور وہ کھوپڑی ایک بادشاہ کی تھی جو ظلم کرتا تھا اسکے باعث اسکو عذاب دیا جارہا تھا۔

تخلص کے اشعار۔

اب دعا کر اوسکے حق میں کمتریں — جو کیا تیرا سخن کرسی نشیں

اس قصہ کو فریدالدین عطار کی فارسی سے دکھنی نظم میں ترجمہ کیا ہے اسکی صراحت بھی موجود ہے

فارسی تھا نسخہ یہ عطار سے — عطر پرور وہ تھا گوہر جوت سے
فارسی نہیں جانتے جو مرد و زن — کاں سمجھتے ہیں یہ اسرارِ کہن
اسلیئے میں نے کیا دکھنی زباں — تا کہ سمجھیں جاہلاں اور ناقصاں

اختتام۔

کمتریں سخن تو کر یہاں سے تمام — بھیج پیغمبر پہ صلواۃ وسلام

(۶۵۳) قصہ عیسیٰ و بادشاہ مصر و شام (دوسرا نسخہ)

نمبر (۴۲۰) سائز (۶½ × ۴) صفحہ (۱۲) سطر (۱۰) خط نستعلیق کاغذ دیسی

آغاز۔

از قضا روزے بحکم کردگار — حضرتِ عیسیٰؑ چلے دریا کنار

اختتام۔

کمتریں سخن توں کر یہاں سے تمام — بھیجو پیغمبر پہ صلوات و سلام

(۶۵۴) قصہ حضرت عمر و شرع

نمبر (۱۷۷) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۴۲) سطر (۱۲) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف عادل تاریخ تصنیف ۱۱۵۳ھ ہجری کتابت

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۶۵۱) فاقہ نامہ

نمبر (۲۱۸) سائز (½۵ × ۸) صفحہ (۹) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف، طالب تاریخ تصنیف مابعد ۱۱۰۰ھ کتابت

یہ بھی اسی مصنف کی تصنیف ہے جسکا ذکر صفحہ بالا میں کیا گیا ہے۔

آغاز۔

ثنا صفت بولوں میں رحمان کی — کہ اوس خالق جن و انسان کی
زباں ہیں کسی کی بھی نہیں ہے سکت — کہ تعریف اوس کی کرے بے عدد
اسی واسطے اب قلم تھک رہیا — سو احوال بولے نبی پر کھڑیا

اس رسالہ میں آنحضرت صلعم کے ایک فاقہ کا حال اور معجزہ قلمبند کیا گیا ہے اسکو بطور قصہ یا افسانہ لکھا ہے۔ آنحضرتؐ فاقہ سے عائشہؓ کے مکان سے نکلکر بی بی فاطمہؓ کے یہاں آئے وہاں بھی کچھ نہیں تھا بالآخر جنگل کو گئے۔ وہاں ایک بڑا تاجر ملا، جو مسلمان ہونے آرہا تھا اور مال و دولت ساتھ لارہا تھا۔ بالآخر وہ مسلمان ہوگیا اور تمام مال آنحضرتؐ پر تصدق کردیا۔

اختتام۔

میں طالب ہوں حق کی ثنا و بولنے — بچنگی جواہر سدا کھولنے
ہزاراں درود اور ہزاراں سلام — جمیع بر محمدؐ علیہ السلام
ترا فتح دولت ہمیشہ مدام — بحقِ محمدؐ علیہ السلام
کہا فاقہ نامہ سنو یوں تمام — درود بر محمدؐ علیہ السلام

(۶۵۲) قصہ حضرت عیسیٰؑ (جمجمہ)

نمبر (۱۰۰) سائز (½۱۰ × ۷) صفحہ (۸) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف کمترین تاریخ تصنیف مابعد ۱۱۵۰ھ کتابت

کمتر اور کمترین ایک دکھنی شاعر کا تخلص ہے۔ اسکی چند چھوٹی چھوٹی مثنویاں اور مرثیے ہمدست ہوئے ہیں ۱۲۲۵ھ میں انتقال ہوا ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مصنف طالب تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۱ھ کتابت

مصنف طالب کے متعلق ہمیں کوئی معلومات نہیں ہیں صرف اسقدر معلوم ہے کہ گولکنڈہ کا شاعر تھا اور عالمگیر کے زمانہ میں موجود تھا "دکن میں اردو" میں اسکا ذکر کردیا گیا ہے۔

آغاز۔

کہوں معجزہ ایک نبی خاص کا — دو عالم کے صاحب کے سرتاج کا
کہ یک روز محمد نے یاران سنگات — مدینہ کی مسجد میں کرتے تھے بات
کہ ویسے میں یک فاختہ اس گھڑی — لرزتے نبی کے آن کے آپڑی

اس مثنوی میں ایک غیر مصدق روایت فاختہ کی بیان کی گئی ہے کہ اس نے آکر عرض کیا یا رسول ہم کو باز کیوں شکار کرتا ہے۔ پھر باز کا بیان درج ہے اس نے اپنے کھانے کے لئے گوشت طلب کیا۔ صحابہ میں سے ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ ہر ایک نے اپنا گوشت باز کو کھانے کیلئے دینے کی پیشقدمی کی مگر آنحضرتؐ نے قبول نہیں کیا۔ امام حسنؓ اور امام حسینؓ نے باز کو اپنا مہمان بنایا اور آپ نے اپنا گوشت اسکو دینا چاہا مگر باز نے کہا کہ یہ صرف ایک امتحان تھا۔

اختتام۔

سچے تم محمد سچے تم نبی — سچا ناؤں تمہارا حیات النبی
کہ صلوات بولو نبی پر جنم — کہ کلمہ نبی کا کہو دمبدم
یہ ورد طالب ہر صبح شام — درود بر محمد علیہ السلام

ادارۂ ادبیات اردو کے کتب خانہ میں اسکا نسخہ موجود ہے (زور ۴۸)۔

(۵۶۰) فاختہ نامہ (دوسرا نسخہ)

نمبر (۳۴۰) سائز (۸ × ۶) صفحہ (۶۸) شعر کی مثنوی ہے خط نستعلیق کاغذ ولایتی

آغاز۔

کہوں معجزہ یک نبی خاص کا — دو عالم کے صاحب واخلاص کا

اختتام

کہ صلوات بولو نبی پر بنم — کہ کلمہ نبی کا کہوں دمبدم
ہزاراں درود ہزاراں سلام — زباں بر محمد علیہ السلام

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اتھا فارسی نورنامہ نثر — سو دکھنی کیا شعر میں سربسر
تخلص میرا ہے عنایت او شاہ — میرا جد ہے مجکوں محمد بیاں

اختتام۔

مرتب کیا مختصر او کلام — کہ عاجز ہوں بندہ نبی کا غلام
ختم کر کو فاتحہ کہا تب مدام — بحق محمدؐ علیہ السلام

تمت تمام شد کار من نظام شند کاتب الحروف احمد خاں۔کرم خوردہ کتاب ہے۔
ادارۂ ادبیات اردو میں اسکے دو نسخے ہیں (زور ۲۰ و ۲۱) جامعہ عثمانیہ میں ایک نسخہ ہے (سروری صفحہ ۶۳)۔

(۶۴۸) نورنامہ (دوسرا نسخہ)

نمبر (۲۲۲) سائز (۶×۸) صفحہ (۲۶) سطر (۱۶) خط شکستہ کاغذ دیسی
کتابت ۱۲۷۰ھ

آغاز۔

الٰہی کرنہار کرتار توں — سنوارا ہے قدرت کے سنسار کوں

اختتام اور تخلص وغیرہ

اتھا فارسی نورنامہ نثر — سو دکھنی کیا شعر میں سربسر
تخلص میرا ہے عنایات شاہ — میرا جد مجکو محمد پناہ
میرے پیر او حضرت شاہ حسین — محی الدین کے خاص اولاد عیں
مرتب کیا نورنامہ تمام — بحق محمدؐ علیہ السلام

خاتمہ۔

تمت تمام شد کار من نظام شد ۱۲۷۰ھ۔
اس کتاب کے بعد ایک فارسی اور عربی رسالہ بھی چند صفحوں کا شامل ہے۔

(۶۴۹) فاختہ نامہ

نمبر (۲۳۶) سائز (۶×۸) صفحہ (۶۸) شعر کی یہ مثنوی ہے خط شکستہ کاغذ ولایتی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

یک روز خاتونِ جنت اوپر   کہ دختر رسول او تاج گہر

اس مثنوی میں بلاکسی عنوانات کے حضرت فاطمہ زہرہؓ کے انتقال کا حال لکھا گیا ہے۔

ناقص الآخر ہے۔ آخری اشعار جن پہ کتاب ختم ہوئی ہے یہ ہیں۔

یو دنیا نجس مردار ہے   طلب دار اوس کا سلا خوار ہے

اوڑے زنبیل تب وضو ساز   رکعت کئے چار وقتے سحر

پڑے فاتحہ فاطمہ روح شاد   ز فضلِ الٰہی چو رحمت بہاد

اس کے بعد کا شعر "سرخون" سے شروع ہوتا ہے جس کے اوراق نہیں ہیں۔

(۶۴۷) نور نامہ

نمبر (۸۱) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۵۶) سطر (۱۵ و ۱۶) خط شکستہ کاغذ دیسی

مصنف عنایت شاہ تاریخ تصنیف ۱۱۱۲ھ کتابت

مصنف عنایت شاہ اور شاہ عنایت دونوں نام سے مشہور تھے۔ ٹاٹ کا جبہ پہنا کرتے تھے اسلئے ٹاٹ شاہ سے بھی موسوم تھے۔ حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی کی اولاد میں تھے تذکرۂ اولیاء دکن نے ان کا حال لکھا ہے۔ ۱۱۵۵ھ میں انتقال ہوا۔ حیدرآباد میں مدفون ہوئے۔

آغاز۔

الٰہی کرنہار کرتار توں   سنوار یا ہے قدرت سیں بستار توں

زمیں کو بھی ایسے تو خلعت دیا   رنگا جز کرتس کوں گلشن کیا

فلک کا محافا عجب دھات کر   معلق ادھر بہ رکھا اوس گر

اس مثنوی میں ایک قصہ نظم کیا گیا ہے جس کو فارسی سے دکھنی میں منتقل کیا گیا ہے۔ قصہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلعم کے پاس جبرئیل آئے اسوقت آنحضرتؐ بی بی فاطمہؓ کے حجرہ میں تھے۔ بی بی فاطمہؓ نے جبرئیل کو پہچان لیا۔ جبرئیل نے حضرت عمرؓ کی فضیلت اور انکا رتبہ بیان کیا اور بہشت میں انکے لئے جو نعمتیں ہیں انکا ذکر کیا اسکے بعد نیک لوگوں اور بدلوگوں کے متعلق جزا اور سزا کا ذکر ہے اسی سلسلہ میں ایک قصہ بیان کیا گیا ہے اور ایک اچھے بادشاہ کی تمثیلی حکایت ہے۔

عربی سے فارسی اور فارسی سے دکھنی کرنے اور تخلص کی صراحت کے اشعار۔

عربی انتھا سو ہوا فارسی   یو دکھنی عبارت ہے جو آرسی

कार्यकारी सह सम्पादक
संग्रहालय पुरातत्व पत्रिका उ० प्र०
राज्य संग्रहालय, लखनऊ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۶۴۵) وفات نامہ بی بی فاطمہ رض

نمبر (۱۸۲) سائز (۸ × ۶) صفحہ (۱۰) سطر (۱۱) خط ثلث کاغذ دیسی

مصنف مطلبی تاریخ تصنیف قریب سنہ ۱۱۰۰ھ کتابت

مطلبی کے متعلق قدیم اور جدید تذکرے ساکت ہیں اسلئے کوئی حالات پیش نہیں کئے جاسکے صرف اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ زوال قطب شاہی کے بعد کا شاعر ہے۔

آغاز۔

احد عشرا دیکھو یو باب گلشن — علی ہور فاطمہ کا راز روشن
علی یکدن کئی فاطمہ سوں بات — نکالی تھے سلیماں کی حکایات
سلیماں کو دیا رب بادشاہی — چلی چو کر و جس کے سب ندا ہی

اس مختصر مثنوی میں حضرت بی بی فاطمہ رض کا حال قلمبند کیا گیا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ آنحضرت ؐ نے بی بی فاطمہ رض کو خبر دی تھی وہ آنحضرت ؐ کے بعد جلد وفات پاکر آنحضرت ؐ سے ملاقات کرینگی۔ پھر بی بی فاطمہ رض کا انتقال کرنا اور جلد از جلد آپ کو دفن کروئے جانے کا حال لکھا گیا ہے۔

اختتام۔

نکو سجدہ علی اور فاطمہ کوں — منع کرنے لگیا اب تے ندا ں سوں
برکت فاطمہ کی بخش ہمنا — سو ہے بن مطلبی عاصی ظلمنا

مثنوی کے اختتام پر ایک فارسی خط بھی درج ہے جو کسی خانصاحب کے نام ہے۔

(۶۴۶) وفات نامہ خاتون جنت

نمبر (۴۶۰) سائز (۸ × ½۵) صفحہ (۲۹) سطر (۱۳ تا ۱۵) خط ثلث و شکستہ

مصنف نامعلوم تاریخ تصنیف آغاز سنہ ۱۱۰۰ھ کتابت

ناقص الآخر ہے۔

آغاز۔

روایت عربی میں دیکھو یو بات — لکھا ہے عیاں فاطمہ کا وفات
سنو اے عزیزاں دل و جان سوں — نیت صاف اپنی یقیں گیان سوں

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۶۴۴) معجزہ فاطمہ رض

نمبر (۸۰) سائز (۶ × ۳ ½) صفحہ (۱۶) سطر (۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف امین تاریخ تصنیف ۱۰۹۹ھ کتابت

بیجا پور اور گولکنڈہ میں امین تخلص کے متعدد شعرا ہوئے ہیں۔ بیجا پور کا ایک امین تو وہ ہے جس نے ابراہیم عادل شاہ کے عہد میں مثنوی بہرام اور حسن بانو مرتب کیا تھا دوسرے امین شاہ امین الدین علی ہیں جنکا انتقال ۱۰۸۶ھ میں ہوا۔ یہ گجرات کا امین معلوم ہوتا ہے جسکی تصنیف یوسف زلیخا مشہور ہے۔ دکن میں اردو میں اسکا تذکرہ کیا گیا ہے۔

آغاز۔

عالم درود اں روز شب برسید عالی نسب — از جان و دل سوں با ادب بھیجو محمد کے اوپر
پیچھے سنو اک بات تم از مصطفےٰ کہتے ہیں ہم — کھائے امت کا بہوت غم او ہیں نبی خیر البشر

اس قصیدہ میں بیان کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلعم کو ایک دن معلوم ہوا کہ امت پر عذاب ہوگا آپ امت کو عذاب سے نجات دلانے جنگل میں جاکر خدا کی درگاہ میں دعا کرنے لگے تین دن رات اسی طرح گزر گئے صحابہ نے بی بی عائشہ رض سے دریافت کیا تو اونھوں نے واقعہ بیان کیا اسپر حضرت ابوبکر رض عمر رض کے بعد دیگر جاکر آنحضرت صلعم سے التجا کی کہ جنگل سے واپس تشریف لائے مگر آپ واپس نہیں ہوئے بالآخر سب اصحاب نے بی بی فاطمہ رض سے درخواست کی کہ آپ جاکر رسول اللہ صلعم کو جنگل سے واپس لائیں۔ بی بی فاطمہ رض گئے اور آنحضرت صلعم سے التجا کی آپ واپس تشریف لائے۔

اختتام۔ اس میں فارسی سے ترجمہ کرنے کا بھی ذکر ہے اور تاریخ تصنیف بھی لکھی ہے۔

اول قصیدہ فارسی تھا اسے سو ہر یک جگہ میں — پیچھوں لکھا در کہ جو ہے آتا امیں کے دل بہتر
جب یک ہزار اوپر ہوئے ہجر کی نود نو برس — تب اسے جمادی الثانی میں لکھا قصیدہ از شکر
تاریخ بائیسویں اتھی روز جمعہ پیدا ہوا — بارے خدا کے سوں اوسے پورا کیا وقت سحر
بارے تعالےٰ توں کرم عاجز امیں اوپر کرے — صدقہ نبی کے پانو کا رحمت کرے اندر قبر
مطلب مجھے اتنا ج ہے جو اس قصیدے کوں سنے — دے فاتحہ اخلاص سوں بھر کر مجھے بخشئے اجر

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

ہاشمی نے یوسف زلیخا کے اس قصہ کو کسی فارسی مثنوی سے دکھنی میں ترجمہ نہیں بلکہ اسکی اپنی تصنیف ہے جس میں قرآن مجید کی تفسیروں سے مدد لیگئی ہے۔

اول حمد و نعت منقبت ہے۔ معراج کا بیان ہے اور اپنے مرشد شاہ ہاشم کی مدح کیگئی ہے پھر نفس مضمون کو شروع کیا ہے۔ عنوان شعر میں بیان کرتا ہے پورا قصہ عنوانات کے تحت لکھا گیا ہے۔ ہاشمی کے تصانیف میں ایک مثنوی کا نام "احسن قصص" ملتا ہے۔ ممکن ہے اسی قصہ یوسف زلیخا کا یہ نام ہو کیونکہ ہاشمی کی کوئی دوسری تصنیف احسن قصص ابتک کسی کو دستیاب نہیں ہوئی ہے اور نہ کسی کتب خانہ میں اسکے نسخے ہیں۔ چونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ کو قرآن مجید میں اسی نام سے موسوم کیا گیا ہے اسلیئے بھی یقین ہوتا ہے کہ ہاشمی نے اپنی مثنوی کا نام احسن قصص ہی رکھا ہوگا۔

اختتام۔

جگت کے رہے جیتے لو دنیا کے نار — گلے میں تلگ رہیگا قصہ کا ہار
کہا سن میرا تجکوں ایماں ہووے — تجھے ہاشمی جگ میں آمان ہووے

ناقص الآخر ہے۔ چند شعر نہیں ہیں۔

کتب خانہ آصفیہ میں اسکا ایک قلمی نسخہ ہے (مثنوی ۳۶۷)۔

(۶۴۳) یوسف زلیخا (دوسرا نسخہ)

نمبر ($\frac{۴/۲۲۴}{\text{میوزیم}}$) سائز (۹ ½ × ۵ ½) صفحہ (۴۶۱) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی مطلا سرورق مطلا جدول

آغاز۔

ثنا حمد اوس کوں سزاوار ہے — سگل عشق کا جسکے بستار ہے

اختتام اور سنہ تصنیف۔

مرتب کیا میں یو قصہ کوں تو — ہزار یک برس پر تھے نو نود پہ نو
میرا شعر جس پور کھ سنیگا جیتی — میرے حق پہ ایماں منگیگا اوتی
کہ الحمد و للہ یو قصہ تمام — ہوا سو محمد پہ ہے نت سلام
دو شنبہ کا تھا روز آخر ظہر — محرم کا تھا ساتویں سو چندر

اس کتاب میں (۶۸) تصاویر دکن اسکول کی ہیں۔ بعض پورے صفحہ پر بعض نصف اور ربع پر ہیں

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

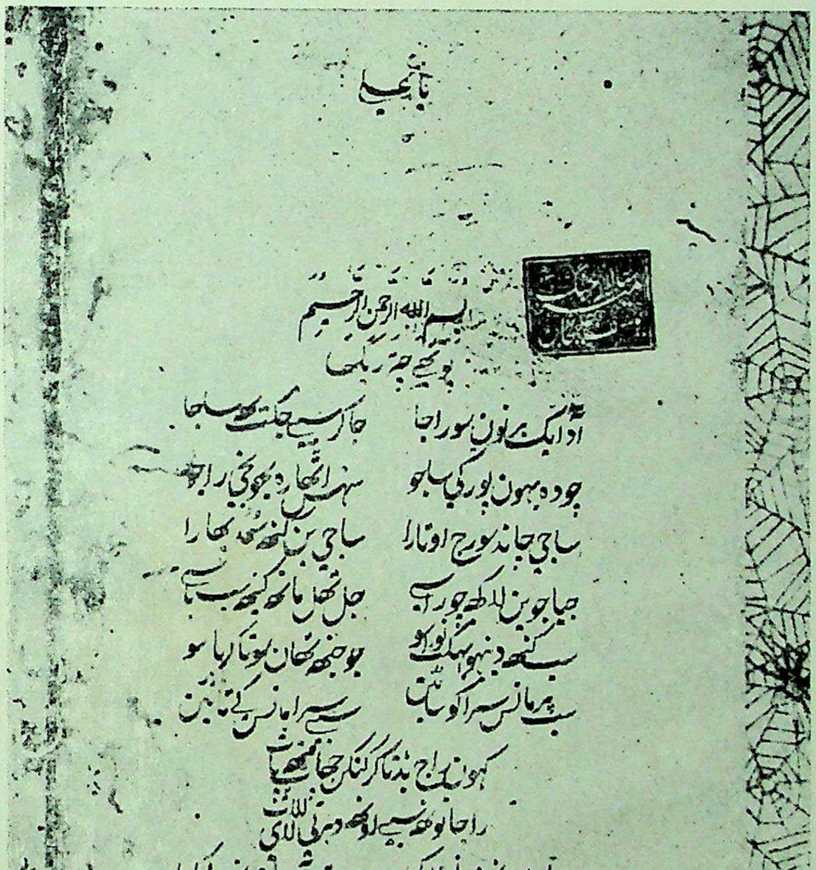

بسم الله الرحمن الرحیم

پوتھی چتر ریکھا

چتر ریکھا مصنفہ ملک محمد جائسی

(ص-۵۸۱)

कार्यकारी सह सम्पादक
संग्रहालय पुरातत्व पत्रिका. उ० प्र०
राज्य संग्रहालय, लखनऊ
CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

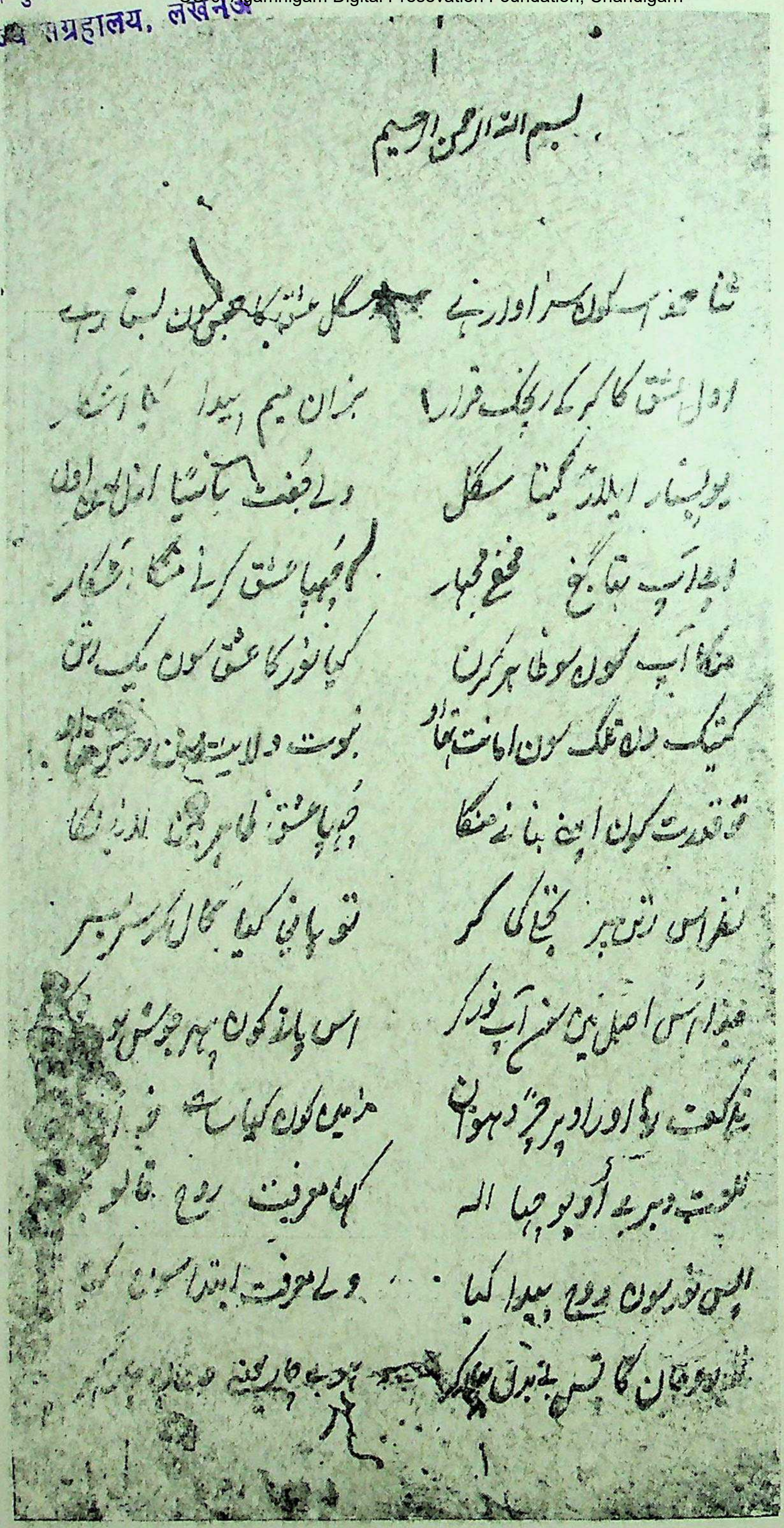
بسم الله الرحمن الرحيم

مثنوی یوسف زلیخا از ہاشمی بیجاپوری

(ص-۵۰۴)

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

بادشاہ کی مدح میں۔

کہ اے نامور قطب شاہ بوالحسن　　عطا تجھ کیے پھر تخت دکھن

توں پیتے ستے بادِ حق کا شراب　　دندی کاہو دل جل کے آگ پر کباب

اپنے مرشد کی تعریف۔

بڑے صاحب اس شاہ کے جانشیں　　خلافت کے وارث شہ داد و دیں

دسی شہ کی جاگی کے اپرال یوں　　محمد کی جاگی پہ حیدر ہے جوں

سو اپنی خلافت میں وو گنبھیر　　پس افتادگاں کی ہوئی دستگیر

قصہ کا آغاز۔

کہوں مدح میں قصۂ فاطمہؓ　　جو ہے مدح عصمت نہاں خاتمہ

سو وو پاک دامان بنتِ رسول　　رہے حق کی درگاہ میں نت قبول

خدا کی سدا یاد سوں شاد ہیں　　دنیا کی علایق سوں آزاد ہیں

وہ خاتونِ جنت ہے خاتونِ دیں　　یو دنیا سو ہے بندۂ کمترین

وہ دنیا کی باندی کوں آزاد کر　　جو خاتونِ دیں گھر سوں گیتی بدر

اختتام۔

خدا میرے دکھ کوں کیا بار ور　　تو کیوں نا دیوی اس ضیا سے ثمر

اچھو باریو بہر در جگ پو عام　　بحق محمد علیہ السلام

خاتمہ۔ تمت تمام شد بتاریخ ہشتم شہر شعبان المعظم باتمام رسید۔

(۶۴۲) قصہ یوسف زلیخا

نمبر (۵۳) سائز (۱۰ × ۶) صفحہ (۳،۳) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف ہاشمی بیجاپوری تاریخ تصنیف ۱۰۹۹ھ کتابت

مصنف کے حالات دوسری جگہ قلمبند کر دیے گئے ہیں۔

آغاز۔

ثنا حمد اسکوں سزاوار ہے　　سنگل عشق کا جس سوں بستار ہے

اول عشق کا کر کے رن جگ قرار　　بزان بیچ پیدا کیا آشکار

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اپس کے توں قدرت سوں جگ کئے سنبھال — دیا رزق ہر ایک کوں مقدار حال
بچھایا کندوریاں توں تو ہر تہارا پار — رچیا نعمتاں تس میں رنگین ہزار

اس مثنوی میں اول حمد ہے پھر مناجات اسکے بعد نعت پھر معراج کا بیان اس کے بعد حضرت علی کی منقبت۔ منقبت کے بعد حضرت گیسودراز سید محمد کی مدح پھر اپنے مرشد شاہ بڑے صاحب کی ستائش ہے اس کے بعد اپنے بادشاہ ابوالحسن تانا شاہ کی مدح کرتا ہے پھر سخن کی تعریف اور اس کے بعد قصہ شروع کیا گیا ہے۔ قصہ کا لب لباب یہ ہے۔ ایک مرتبہ قریش نے بی بی فاطمہ رضؓ کی دعوت کی اور دعوت سے اونکا منشاء یہ تھا کہ آپ کو ذلیل کیا جائے کیونکہ وہ جانتے تھے آپکے پاس بیش قیمت لباس ہے اور نہ جواہرات کے زیور۔ جب دعوت آئی تو آنحضرتؐ نے دعوت والوں کو کہا کہ میں فاطمہ سے دریافت کرتا ہوں اور آپ نے آکر دریافت کیا بی بی فاطمہ رضؓ نے دعوت میں شریک ہونے سے انکار کیا کیونکہ آپ کو علم ہوگیا تھا کہ قریش کا ارادہ کیا ہے۔ اس عرصہ میں جبرئیل آئے اور وحی لائی کہ خدا کا ارشاد ہے فاطمہ دعوت میں شریک ہوں۔ بموجب فرمان الہی بی بی دعوت میں گئیں قریشی عورتیں بیش قیمت لباس اور گرانقدر جواہرات کے زیور سے آراستہ تھیں۔ خدا نے بہشت سے عمدہ لباس اور ایسے زیورات بی بی فاطمہ رضؓ کو ارسال کئے کہ اس سے قریشی عورتوں کی آنکھیں خیرہ ہوگئیں اور حوروں نے جواہرات آپ پر نثار کئے جنکو قریش کی عورتوں نے لوٹ لیا۔ آپ کے لئے بہشت سے مرصع تخت بھی آیا تھا۔ اس طرح قریشی عورتیں آپ کو ذلیل کرنے کے بجائے خود ذلیل ہوگئیں اور بالآخر کئی عورتیں مسلمان ہوئیں۔ بی بی فاطمہ رضؓ نے واپس آکر آنحضرت سے واقعات بیان کئے۔

مصنف کے تخلص کے اشعار۔

مجھے حشر کوں جام دے یا علی — محب ہوں تیرا میں خفی ہور جلی
کہاں شاہ کا مدح "مجبی" سری — صفت شاہزادیاں کی یو بول بڑی

تاریخ تصنیف کا شعر

اتھے یک ہزار و اسی آٹھ سال — دیا یار اس مثنوی کا نہال
شب قدر ہور تھا وہ ماہ صیام — کیا ختم ترتیب سوں وو کلام

فارسی سے ترجمہ کرنے کی صراحت۔

جو یو قصہ تھا فارسی سوں اول — کیا اسکو دکھنی زباں سوں بدل

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

شاعر کا تخلص آگیا ہے۔ اشعار کے ساتھ ایک دو غزل بھی درج ہیں۔

اختتام۔

بتوں کی گلی میں شب و روز آصف — تماشہ خدائی کا ہم دیکھتے ہیں
یہ کس مست کے آنے کی آرزو ہے — کہ ساقی لئے ساغر و مشک و بو ہے
سمایا ہے جب سے تو نظروں میں میری — جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تو ہے

(ب) مذہبی قصے، قصص انبیا وغیرہ

(۶۴۱) معجزہ حضرت فاطمہؓ

نمبر (۹۷) سائز (۸½ × ۵½) صفحہ (۲۷) سطر (۱۳) خط ثلث کاغذ دیسی
مصنف محب تاریخ تصنیف ۱۰۸۵ھ کتابت

"محب" ایک ایسا شاعر ہے جس سے مورخین ادب آج تک واقف نہیں تھے، اگرچہ اسکی مثنوی سے کوئی تفصیلی حال معلوم نہیں ہوتا البتہ وہ اپنے مرشد شاہ بڑے کی تعریف کرتا ہے ممکن ہے شاہ راجو ہی شاہ بڑے کے لقب سے مشہور ہوں۔ اپنے بادشاہ ابوالحسن تاناشاہ کی مدح بھی کیا ہے۔ اس سے واضح ہے کہ محب گولکنڈہ کے شعرا میں شامل تھا اور اس زمانہ کے دستور کے خلاف کوئی عشقیہ مثنوی لکھنے کے بجائے مذہبی مثنوی لکھی۔ اس سے واضح ہوتا ہے "محب" کو تصوف سے زیادہ مناسبت تھی وہ سلوک اور باطن کا مشتاق تھا۔ مثنوی سے اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ مثنوی کی تصنیف کے وقت شاعر کے ماں باپ کو مرے ہوئے عرصہ ہوا تھا۔ محب کی پرورش اس کے بھائی نے کی تھی اور وہی استاد بھی تھے۔

اس مثنوی کو "محب" نے فارسی سے ترجمہ کیا ہے۔

آغاز۔

الٰہی تو صاحب سکت کا دھنی — تجھے ساجتے کبریا و منی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۶۳۹) بیاض اشعار

نمبر (۷۲۵) سائز (۷½ × ۴½) صفحہ (۱۲۵) سطر (۱۲) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف شعراء مختلف عہدِ قدیم و جدید تاریخ تصنیف کتابت مابعد سنہ ۱۳۰۰ھ
ناقص الاول ہے۔ یہ بیاض نواب سالارجنگ کی مرتبہ ہے۔

آغاز۔

آنکھوں سے گر نکل کے ٹھہر جائے راہ میں — پڑ جائیں لاکھ آبلے پائے نگاہ میں
آتے ہو خیالوں میں نگاہوں میں دلوں میں — پھر اوس پہ یہ کہتے ہو کہ ہم پردہ نشیں ہیں

جھکی ذرا نظر جنگجو بھی نکل گئی دل کی آرزو بھی
بڑا مزہ اوس ملاپ میں ہے جو صلح ہو جائے جنگ ہو کر

اس بیاض میں کئی شعراء کا کلام غزل، فرد وغیرہ لکھے گئے ہیں بعض شعراء یہ ہیں۔ دائم، امانت، امید، غالب، رشید، تشنہ، مومن، آصف، آتش، نعش، انیس، میر تقی، صبا، ناسخ، جرأت، حسن، امیر، انشاء، مصحفی، حیدر، جلال، سرتاج، جنگ، ریاضت، نازک، وزیر، کیفی۔

اختتام۔

فلک سے آئی جو آواز کبھو دم صبح — تو غازیوں نے رکھا مرکبوں پہ زینوں کو
خدا کا شکر ہے میں خوبصورت نہ ہوا — کہ لونڈے باز نہیں چھوڑتے حسینوں کو

(۶۴۰) بیاض اشعار

نمبر (۷۲۶) سائز (۷ × ۴) صفحہ (۹۷) سطر (۸ تا ۱۳) خط نستعلیق کاغذ ولایتی
جامع سالارجنگ تاریخ تصنیف کتابت سنہ ۱۳۰۱ھ

آغاز۔

ایک خاموشی ہمارے دلکو اپنی ہے ملال — ورنہ سب باتیں پسند آئی تری تصویر کی
ساربان ظالم نے ناحق کہہ دیا محمل میں ہے — آج تک مجنوں سمجھتا تھا کہ لیلیٰ دل میں ہے
قیس کو جوشِ جنوں میں ہوش اتنا بھی نہیں — لیلیٰ محمل نشیں محمل میں ہے یا دل میں ہے

اس بیاض میں مختلف شعراء کے اشعار بلا نام تخلص کے درج ہیں۔ بعض اشعار میں کسی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز۔

لپیٹی ہوئی پاداں اوبار ہوئی گولی کی مار پڑی مٹھیاںوں کی طرفی و برقی اگر لونک طرفی

(۲) چوہی نامہ

ایک مختصر مثنوی ہے جس میں چوہے اور بلی کا قصہ ہے۔

آغاز۔

چوہے نے بھی یکروز آ سر بسر — اوچہل پڑگو...... کے بہانے
ہوا بہوت....... و نرشاد ہو — کہانت چیواں کوں خبردار ہو

خاتمہ۔

دیکھو کیا کری ہے سو مکری بلی — چوہے سات سو کھاکے حج کو چلی
ہوا یہاں سے سارا قصہ تمام — کیا ہے بدن شاہ پہ تم نیک نام
ہزاراں درود اور ہزاراں سلام — در .... بر محمد علیہ السلام

(۳) ایک مختصر مثنوی تصوف میں ہے۔

عجب یہ فضیلت کا صلوات ہے — درمعمور......خیر برکات ہے
کتب..... سے یہ منقول ہے — کہ جو اللہ کے موں کا مقبول ہے
کہ دنیا و عقبیٰ میں ہو سرخ رو — مظفر رہے اور با آبرو

خاتمہ۔

فلاں بن فلاں جلد آجائے یہاں — کرم سے ہو پیدا کسی دل میں آن
فضیلت کو اوسکی ثبات نہیں — میں کہتا ہوں یہاں سے درد بیں

(۴) فارسی، اردو، متفرق غزلیات، رباعیات وغیرہ بھی شامل ہیں۔

چشم دلبر میں خوش ادا پایا — عالم دل کو مبتلا پایا

(۵) ایک مختصر مثنوی تصوف میں۔

آغاز۔

سارے قرآں کے معنی ربِ کریم — دیکھ الحمد میں رکھا ہے مقیم
اور الحمد کے معانی تمام — بسم اللہ میں دیا ہے تمام
ختم کر مثنوی کو بابرکات — بول اخلاص سورہ فاتحہ صلوات

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۶۳۷) مجمع کلام شعراء قدیم

نمبر (۶۹۲) سائز (۱۰½ × ۷½) صفحہ (۴۰۸) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف شعراء ذیل تاریخ تصنیف کتابت مابعد ۱۲۵۰ھ

سودا، جرائت، ہوس، درد، اثر، بیان، مظہر، ہنر، فغان، ممنون، ممتاز، حاتم، عاجز، قاسم، یقین، میر، شمس تبریزی، حافظ، خسرو۔

کرم خوردہ ناقص الاول۔

آغاز۔

اتنا تو وہ پھرا ہے کہ چہرے کا جسکے رنگ — پھر عمر بھر اس کی شکل سے بیزاری میں رہا
کیا تاب ہے جو منہ پہ تیری آئے آفتاب — دیکھے تو پھر نگاہ تو جل جاوے آفتاب
اوس لکھڑے کے حضور کے بہاوے آفتاب — یہ دل جلوں کی گرمی کہاں پاوے آفتاب

اس مجموعہ میں شعراء متذکرۂ صدر کے غزلیات اور کچھ رباعیات بھی شامل ہیں۔ بعض شعراء کا زیادہ کلام ہے۔ بعض کا مختصر۔ آخر میں فارسی کلام ہے۔

کتاب ناقص الاول ہے ساتھ ساتھ ناقص الآخر اور کرم خوردہ ہے۔

اختتام۔

اے چہرۂ زیبائے تو رشک بتان آذری — ہر چند وصفت میکنم از حسن جان بالاتری
آفاق ہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام — بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزی دیگری
من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی — تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

(۶۳۸) بیاض کشکول

نمبر (۵۹۲) سائز (۱۴ × ۵½) صفحہ (۷۲) سطر غیر معین خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف مختلف شعراء تاریخ تصنیف کتابت مابعد ۱۲۵۰ھ

اس بیاض میں نظم و نثر شامل ہے۔ جنکی صراحت یکے بعد دیگرے کیجاتی ہے۔

(۱) ایک نثر ناقص اول کسی کتاب کا آخری حصہ ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مصنف شعراء ذیل تاریخ تصنیف کتابت مابعد ۱۲۵۰ھ

میر درد، میر اثر، بیان، مظہر جان جاناں، متین، ممتاز، عزلت، سراج، عاجز، قاسم، نصیر، ثمر وغیرہ۔

آغاز۔

میر درد

مقدور ہمیں کب تیرے وصفوں کے رقم کا — حقا کہ خداوند ہے تو لوح و قلم کا
جس مسند شاہی پہ کہ تو جلوہ نما ہے — کیا تاب گزر ہووے تعقل کی قدم کا

اختتام۔

بہار رخ پر تیرے بدن پر سجیلی سیج پر یہ راست قد پہ
ہے شاد بلبل ہے گل خوش اکثر نثار قمری فدا صنوبر
یہ کاکل تیرا یہ چہرا تیری جبیں یہ تیرا عارض
سب سیہ ہے روز روشن ہے مہر تاباں ہے ماہ انور

(۶۳۶) کتاب دیوان یقین و اشعار شعراء دیگر

نمبر (۲۷۳) سائز (۹ × ۵½) صفحہ (۸۸) سطر (۱۴) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف شعراء مختلف تاریخ تصنیف کتابت مابعد ۱۲۵۰ھ

اولاً یقین کا کلام ہے اس کے بعد دوسرے شعرا کا کلام ہے۔ بعض شعرا یہ ہیں۔ تمنا، اثر، حسن، قاسم، حشمت، محبوب، ولی، تحسین وغیرہ۔

آغاز۔

کون کر سکتا ہے اوس خلاق اکبر کی ثنا — نارسا ہے شان میں جس کی پیمبر کی ثنا
سر براہ اس موں سے ہو سکتی ہو کب نعت رسول — شہسوار مشرق و مغرب شاہ حیدر کی ثنا

اختتام۔

دل کی میرے حیدری نعرے سیں دیکھ — منکروں کے دل میں پڑ گئی کھلبلی
جو غلام مرتضی ہے صدق سیں — آفتاں سب اوس کی سر ستیں ٹلی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

دیدن چشم و رخِ یار مبارک باشد   شادیِ وصل و گہر بار مبارک باشد

خاتمہ۔
تمت تمام شد بتاریخ ۱۹ ربیع الاول ۱۲۶۱ھ۔

(۶۳۴) بیاض کلام شعراء

نمبر(۶۰۲) سائز (۹½ × ۴½) صفحہ (۳۱۲) سطر غیر معین خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف شعراء ذیل تاریخ تصنیف   کتابت ۱۲۵۸ھ
سودا، مقصود، ممتاز، والہ، ایمان، میر تقی، آصف، بخشی، جعفر، سوز، مستقیم، ظفر، اختر، امید۔

آغاز۔
سودا

اس چمن کے سیر میں آیا رہیوں بن ٹھن کے مل   کیا بنایا صانع قدرت کی رنگیں گل کے گل
یہ نہ ہو دریا کہ اوس سے گذرا پل باندھ کر   موجِ چشمِ عاشقاں دیں توڑ پل میں پل کے پل

اس بیاض میں فارسی اور اردو مختلف شعرا کا کلام جمع ہے۔ غزلیات، فرد، ہجو وغیرہ شامل ہیں۔

اختتام۔
"امید" نے مسٹر کنکہم کی تعریف میں ایک اردو غزل اور اسکے بعد ایک فارسی غزل کہی ہے اردو غزل کا اختتام ان اشعار پر ہوا ہے۔

تجھے اے امید کیا ہوا ہے جو شکل تصویر بے زباں ہے
فقط نہیں دی ہے دل کو تیرے بدستِ حسرت مس کنکہم
غزل لکھ ایسی ہی فارسی میں تو کر کے تبدیل قافیہ کو
کہ جس کے معنی کو بے تحاشا کرے اشارت مس کنکہم

ایک جگہ تاریخ کتابت دہم رمضان ۱۲۵۸ھ میں عالم علی لکھا ہوا ہے۔

(۶۳۵) کلام شعراء

نمبر(۶۰۰) سائز (۸½ × ۶) صفحہ (۱۹۱) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۶۳۲) بیاض

نمبر (۷۵۲) سائز (۹ × ۴ ½) صفحہ (۱۸۷) سطر غیر معین خط نستعلیق کاغذ ولایتی رنگین
مصنف شعراء مختلف تاریخ تصنیف کتابت مابعد ۱۲۷۵ھ

آغاز۔

غزل ظفر

ہاں فرد سوز دل یک دم نہ ہوا پر نہ ہوا — اور گریے سے بڑھا کم نہ ہوا پر نہ ہوا
سن کے احوال جگر سوز غریب عاشق — ہائے افسوس تجھے غم نہ ہوا پر نہ ہوا
چارہ گر کوئی نہیں تقصیر بہت کی تدبیر — کارگر زخم پہ مرہم نہ ہوا پر نہ ہوا

اس بیاض میں مختلف شعراء کا فارسی اور اردو کلام ادویات کے نسخے دیگر یادداشتیں وغیرہ درج ہیں۔

اختتام۔

الٰہی قبر میں ہووے وہ بارشِ رحمت — کہ دوں فرشتوں کو فر فر جواب در تہہ آب
لگا کہے میں جو غوطہ جناب در تہہ آب — تو شور ہوا کہ چھپا آفتاب در تہہ آب

(۶۳۳) بیاض کشکول

نمبر (۵۹۶) سائز (۸ × ۴ ½) صفحہ (۲۰۴) سطر غیر معین خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف تاثیر تاریخ تصنیف کتابت ۱۲۶۱ھ

آغاز۔

تو اگر مجھ سے بھلا ناحق خفا ہو جائیگا — تیرا کیا ہوگا مگر میرا برا ہو جائیگا
تو خوشی سے آئیگا آ آ دل تیرا ہو جائیگا — گر خفا ہو جائیگا جا کیا مرا ہو جائیگا
گریہ ہاں اس چشم تر کا ماجرا ہو جائیگا — پانی پانی زہرہ ابر و بحر کا ہو جائیگا

اس مجموعہ میں تاثیر کا کلام غزلیات، رباعیات، مرثیہ وغیرہ ردیف وار ہیں کچھ فارسی کلام بھی ہے

اختتام۔

پھر وہی یار وہی وصل وہی الفت ہے — پھر وہی بزم وہی رنگ وہی صحبت ہے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز۔

عاجز.................. حساب صد دفتر

اسیر پنجۂ تعذیب صامت و ناطق — غریق لجۂ تخریب ہیگا سب لشکر

نہیں ہے تختۂ بازار پر اناج کی جنس — نہ غلہ بلکہ سبھی جنس و نقد ہے کمتر

اس بیاض میں مختلف شعراء مثلاً سودا، آبرو، کا مختلف کلام، فرد، قصیدہ، ہجو، غزل وغیرہ شامل ہے۔ سودا کے قصائد میں کئی قصیدے سیف الدولہ کی مدح میں ہیں۔

تعویذ وغیرہ بھی شامل ہیں۔

دونوں طرف سے بیاض کو شروع کیا گیا ہے اسلئے اختتام درج نہیں کیا گیا۔

(۶۳۱) انتخاب کلام شعراء

نمبر (۴۹۶) سائز (۹ × ۷) صفحہ (۲۳۴) سطر (۸) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف شعراء مختلف تاریخ تصنیف — کتابت ۱۲۵۱ھ

اس میں ولی، سراج، مہر، تاباں، سوز، حاتم وغیرہ کا کلام شامل ہے۔

آغاز۔

کیا ہے عشق مجھ دل میں اثر آہستہ آہستہ — کہ جوں پانی ستے گلتی شکر آہستہ آہستہ

شراب حسن دلبر نے کیا تھا اسیر دل اندر — ہوا رگ رگ میں ظاہر اثر آہستہ آہستہ

کئی شعراء کا مختلف نوعیت کا کلام غزل، رباعی، فرد، مخمس وغیرہ اس مجموعہ میں جمع ہے مگر غزلیات کی تعداد زیادہ ہے۔

اختتام۔

چار بازار یہ دھر میں کیا خوف — معتقد ہوں میں چار یاروں کا

ہجر کی رات میں شمار نہیں — اے سراج اشک کے قطاروں کا

این کتاب اشعار برائے خاطر داشت صاحب والا شان منظر لطف الا ... نیازمند آفریخ صاحب بہادر دام اقبالہ۔ بدستخط احقر العباد منشی انوار الدین خاں واقعہ بتاریخ بست و سیوم جولائی ۱۸۳۴ء مطابق بست و ششم ربیع الاول ۱۲۵۱ھ بر مقام قصبہ گھنیر بہ اتمام رسید۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

رخ زرد ہے دم سرد ہے اور چشم ہے گریاں   ظاہر کیا یہ عشق مرا تینوں نشاں نے

اس بیاض میں فارسی اور اردو شعرا کی غزلیں، رباعیات، ہجو، فرد، مرثیے وغیرہ موجود ہیں

اختتام۔

زور جب آپس میں دھوم دھام ہوئی   مار کٹائی سے بیدم .... ہوئی

ڈور کے لوگوں نے اٹھایا انہیں   سن تو لیا ایسا ہی ....

خاتمہ۔ روز سہ شنبہ ۱۲۳۲ھ در موجودات کتب خانہ سرکار بنظر در آمد۔

(۶۲۹) بیاض کلام شعراء

نمبر (۶۶۴) سائز (۸ × ۴) صفحہ (۲۸۴) خط نستعلیق کاغذ دیسی رنگین روشنائی سرخ۔ سفید۔ سیاہ وغیرہ

مصنف شعراء مختلف   کتابت مابعد ۱۲۵۰ھ

اولاً چند فارسی شعرا ہیں اس کے بعد

آصف الدولہ آصف، سودا، درد، آفاق، بیدار، رفاقت، شوق، شوکت، شرر، شہرت وغیرہ کا کلام ہے۔

آغاز۔

کیوں نہ ہوا وہ سکے کمر شکوہ گزار دامن   جو سر مو نہ اٹھا سکتے ہو بار دامن

اختتام۔

صحن گلشن میں چلا جبکہ وہ ہستے ہستے   پھول سب فرش زمیں ہو گئے رستے رستے

بنایا صاف تن تن تنکے اندر   جھگڑا روز تھا چلمن کے اندر

دو مواہیر بھی اس پر ثبت ہیں۔

(۶۳۰) بیاض کلام شعراء

نمبر (۶۶۵) سائز (۸ × ۲) صفحہ (۲۴۰) سطر غیر معین خط نستعلیق کاغذ ولایتی رنگین

مصنف شعراء مختلف   تاریخ تصنیف کتابت مابعد ۱۲۵۰ھ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

خوبان تلنگ کا ہے یہ آرائشِ زیور　　خورشید کا سر بند مہِ نو کا کمر بند

اختتام۔

حسن پر گل تو بہت اپنے ہے نازاں بلبل　　کہیں گلچیں کی نظر جائے نہ ڈھل بر سرِ گل
دیکھتے تم بھی چلو رنگ چمن کا آتش　　آج گلرو بھی وہاں ہوینگے کل بر سرِ گل

(۶۲۷) بیاض کلام شعراء

نمبر (۶۵۲) سائز (۸½×۴) صفحہ (۱۳۴) سطر غیر معین خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف شعراء ذیل　تاریخ تصنیف　کتابت مابعد ۱۲۵۰ھ

اولاً میر تقی میر کی مثنوی ہے۔

آغاز۔

عشق ہے تازہ کار تازہ خیال　　ہر جگہ اوسکی ایک نئی ہے چال
دل میں جا کر کہیں تو درد ہوا　　کہیں سینہ میں آہِ سرد ہوا

میر کی مثنوی کے بعد کئی شعراء مثلاً ولی، نظیر، حیدری، سودا، ناسخ، جان وغیرہ کا کلام غزلیات مثنوی قصیدہ کے علاوہ فارسی غزل اور ایک فارسی فالنامہ بھی ہے۔

اختتام

وہ نخل ہے چمن سلطنت میں قد تیرا　　کہ جس میں برگ عدالت ہے بار احساں ہے
جلا کے خاک کرے چاہے پھر کرے سرسبز　　غضب میں برق ہے تو اور کرم میں باراں ہے

(۶۲۸) بیاض اشعار شعراء

نمبر (۶۳۹) سائز (۹½×۵) صفحہ (۲۷۲) سطر غیر معین خط شکستہ و نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف شعراء ذیل　تاریخ تصنیف　کتابت ۱۲۴۲ھ

اس بیاض میں جن شعرا کا کلام ہے ان میں سے بعض یہ ہیں۔

آصف۔ درد۔ فرحت۔ خاموش۔ محکم۔ نیاز۔ معروف۔ سودا۔ سراج۔ حاتم۔ جان جاناں وغیرہ

آغاز۔　　آشفتہ

کھینچا ہے گوشہ جیں تو نے ابروِ جمال نے　　مارا ہے پلک میں ترے مژگاں کے سناں نے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مصنف شعراء مختلف — تاریخ تصنیف — کتابت ۱۲۴۲ھ

اس رسالہ میں تاباں، افسردہ، آصف الدولہ (آصف) رضا وغیرہ کی کچھ غزلیں شامل ہیں۔

آغاز۔

تاباں

خوباں سے اگر مجکو سروکار نہ ہوتا — تو دل کو میرے ہائے کچھ آزار نہ ہوتا
دل بستگیِ زلف اگر دل کو نہ ہوتی — تو دامِ بلا میں یہ گرفتار نہ ہوتا

اختتام۔

نہ پوچھو دوستاں ناگفتنی افسانہ غم ہے — جنوں کی ہم توقع پر بجانِ زار ہوتے ہیں
زباں پر اونکی جو سہواً ہمارا نام آتا ہے — تو وہ ہیں لیکے تھپڑ منہ پر اپنے مار لیتے ہیں

خاتمہ۔

از بیاض میر عباس در شہر صفر ۱۲۴۲ھ نقل کردہ شدہ۔ آخر پر دو نسخے درج ہیں پہلے صفحہ پر ملک علی بخش کی مہر ثبت ہے۔

(۶۲۶) بیاض کلام شعراء

نمبر (۶۶۳) سائز (۸×۴) صفحہ (۲۳۴) سطر غیر معین خط نستعلیق کاغذ رنگین دیسی
سیاہ سرخ اور سفید روشنائی سے لکھی گئی ہے
مصنف شعراء مختلف — تاریخ تصنیف — کتابت مابعد سنہ ۱۲۵ھ

اس بیاض میں کئی شعرا کا کلام ہے جن میں سے بعض یہ ہیں سودا، آصفجاہ، انشاء، رنگین، صاحب قراں، درد، آتش۔

آغاز۔

سودا۔

زمیں پر ہیں ہے پھینکا خط کو کر بند — تڑپتا ہی رہا چوں مرغ پر بند
گئے دن باندھنے کے..... کے — اب آنکھیں رہتی ہیں دو دو پہر بند

آصفجاہ

بہا جل کو کیا آنکھ کے کردوں میں نظر بند — اور طائر رنگیں کیا ہات میں پر بند

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

عاجز، فقیر، مشتاق، نظر، شاداں، سرور، ایجاد، انشاء، چندا، افسر، حسن آشفتہ، اکبر، آصف، افسوس، اختر، ایما، آفاق، بیدار، بیباک، برق، بقا، بشر، بیدل، تجلی، تنہا، تسلی، جولان وغیرہ۔

آغاز۔

کون ہے جس پاس جا فریاد و واویلا کروں — ایک دل تھا سو تو کوئی لے گیا اب کیا کروں
...... نہ تو حجرہ ہے اور نہ آنگن ہے — حرف پشتون کی اوس میں بھی نہیں ہی کیا کروں
چشم اپنی میں گھر بار کروں یا نہ کروں — آہ کھرا کی میں ناچار کروں یا نہ کروں

اختتام۔

نہ دے وعدۂ فردا کا تم گھر کو جاؤ — نہ برپا کرے گا میرا دل قیامت
......کہا کہ جولان محبت میں کبھی — بہت اذیت صعوبت ندامت

(۶۲۴) کلام شعراء مختلف

نمبر(۷۶۴) سائز (۹ × ۵) صفحہ (۸) سطر غیر معین خط شکستہ کاغذ دیسی
مصنف شعراء مختلف تاریخ تصنیف کتابت مابعد ۱۲۵۰ھ

آغاز۔

اے منشاء بیدادی — جا بہت سے ایذا دی
بس چھوڑ دے جلادی — جس وقت ہو فریادی
یہ بندۂ بیبادی — ویرانہ ہو آبادی

ان اوراق میں کچھ متفرق کلام جمع کیا گیا ہے۔

اختتام۔

جب چشم میں دے کاجل — مکھڑی کے تیرے بل بل
جاتا ہے ہر ایک پل پل — زلفوں کا تیرے بل بل

(۶۲۵) انتخاب کلام شعراء

نمبر(۷۶۳) سائز (۸×۵½) صفحہ (۱۸) سطر (۱۷) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز۔

سالک۔

زندگی کا صبح جا کر شام باقی رہ گیا — اب تلک دل میں خیالِ خام باقی رہ گیا
عشق میں دل کو جلایا جاں دیا تن خاک کر — یہ ہوا ہم سین و بے پر کام باقی رہ گیا

اختتام۔

اب تک تو لہو چاٹتا ہے کچھ تو مزا تھا — لذت میں خون کے لب سوفار سے پوچھو
کمتر کا تو پتا کسی گلرو سے ملے گا — مے خانہ میں تم جاو نہ میخوار سے پوچھو

(۶۲۲) بیاض

نمبر (۲۵۸) سائز (۸½×۴) صفحہ (۳۶۲) سطر بلا تعین خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف عقلان تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ کتابت

آغاز۔

عشق ہے کہ اوسکی جو آنکھوں کے ہرجائی ہیں دھوم — کیا مچائے مجلس مستوں میں مسیحائی میں دھوم
اس پریشانی پہ بیٹھے دل کھا رہا ہے پیچ و تاب — جو بجائے زلف کے اوسکی یہ بل کھانی میں دھوم

اس بیاض میں بلا ردیف کے غزلیات درج ہیں جو سب کے سب عقلان کے ہی ہیں۔ ہر غزل کو بسم اللہ کے ساتھ شروع کیا گیا ہے۔ اکثر غزلیات صرف پانچ شعر کے ہیں۔ بعض سات شعر کی اس سے زیادہ شعر کی کوئی غزل نہیں ہے۔

اختتام۔

کب اپنی عشق تک ہو رسائے ہو غیر کو — شہباز کی آواز ان کو پہنچی کہاں فلنگ
عقلاں بعشق اپنی مقابل ہو کوں یہاں — ہیں ہم دو بحر ناتم شبیر کے نہنگ

(۶۲۳) بیاض (کلام شعرا متفرق)

نمبر (۲۴۳) سائز (۱۰½×۷½) صفحہ (۱۳۲) سطر (۱۱) میں غیر معین حاشیہ خط نستعلیق
مصنف شعرا ذیل تاریخ تصنیف کتابت مابعد ۱۲۵۰ھ

حسب ذیل شعراء کا کلام اس میں شامل ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام۔

ہیرالعل میگوید

دیکھا جھگڑا روح جسم کا جن کے جا کر نہ گھرارہے

ایسا لگیا دنیا کا دیکھو جیا دہیر وارے

روح نہیں اپنے جسم نہیں اپنا کسی کا قول قرارے

ہیرالعل نانک رگھو گورے سرپر پورارے

(۶۲۰) مجمع الاشعار

نمبر (۳۷۸) سائز (۷½ × ۴) صفحہ (۲۱۳) سطر غیر معین خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف شعراء مختلف تاریخ تصنیف کتابت ۱۲۶۵ھ

تاباں، دل، سراج، مجروح، ممتاز، قاسم، آبرو، مظہر، رضا، عطا، میراں، عارف وغیرہ کئی اور شعرا کا کلام شامل ہے۔ غزلوں کے علاوہ کچھ مرثیے بھی ہیں۔

آغاز۔

حشر میں خدا جب کریگا عدالت نبی ہور علی کی کریگا عدالت

نبی خیر النساء کی کریگا عدالت حسین و حسن کی کریگا عدالت

ان کے علاوہ کئی اور شعرا کا کلام ہے۔ چونکہ دونوں طرف سے آغاز ہوا ہے اس لئے اختتام نہیں لکھا گیا۔

(۶۲۱) کشکول

نمبر (۴۴۳) سائز (۱۰ × ۵½) صفحہ (۷۱۸) سطر غیر معین خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف شعراء مختلف تاریخ تصنیف کتابت مابعد ۱۲۵۰ھ

اس بیاض میں اول کچھ فارسی کلام ہے اس کے بعد چند ہندی دوہرے اس کے بعد اردو غزلیات، اشعار وغیرہ مختلف مصنف کا کلام ہے بعض شعرا یہ ہیں۔

سالک، یقین، سوز، جرائت، رنگین، عاشق، تاباں، لطف، فقیر، سراج، قاسم، انشاء، آفاق، سودا، درد وغیرہ۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مصنف شعراء ذیل تاریخ تصنیف کتابت مابعد ۱۲۰۰ھ

اس بیاض میں عطا اور شیخ احمد وغیرہ کا کلام اور مرثیہ ہیں۔

آغاز۔

جس کرکے طفیل پر یا اس کے جمال میں کیوں نا اچھوں گا اوسکے ہمیشہ خیال میں
اٹکیا ہے من میرا سو سلا رہن کے خیال میں کیا رمز عشق یار رہیگا صنم کے تو تال میں

واقعہ ناصر جنگ

کسی نامعلوم شاعر نے ناصر جنگ کے قتل کے واقعات لکھے ہیں۔

گردش دوراں ہیں عالم پیچ تاباں ہوگیا کیا قیامت کا مکر اوس روز ساماں ہوگیا
غل ہوا چودھر ستے اور ملک ویراں ہوگیا حیف یار و یک بیک کیسا یو طوفاں ہوگیا
کربلا لشکر اوپر پہنچی کا میداں ہوگیا
بھاگ نکلا میر بخش بے حیا و نامرد تن فوج تھوڑی دیکھ کے نواب تب بولے سخن
کیا شہادت کا ہماری خوب ساماں ہوگیا

اختتام۔

داغ ہے دل میں تجھ جدائی کا یوں تسے جا ہے آشنائی کا

کشکول (۶۱۹)

نمبر (۴۵۰) سائز (۹ × ۴) صفحہ (۱۴۶) سطر غیر معین خط نستعلیق کاغذ
مصنف شعراء مختلف تاریخ تصنیف کتابت مابعد ۱۲۰۰ھ
نانک، سید بلگرامی، ہیرالعل، سمرین، منظہر، سراج وغیرہ۔

آغاز۔

..... مانہن جوگی دنتیہ اچھے کن کن کن جوت سدا مانک
نوت کرت بچپن بانجے اچھے جھن جھن جھن سدا سنتھانک

اس کتاب میں ہندی فارسی اور کسی قدر اردو کلام مختلف شعرا کا جمع کیا گیا ہے۔ دوہرہ
بھجن وغزلیات شامل ہیں۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام۔ رائے کبول کشن

مہاراجہ ترا راکھی مبارک   مبارک جاوداں تا عیش و اقبال

بعمران مہاراجہ دعا کرد   زعمر خضر افزوں باد برسال

(۶۱۷) بیاض اشعار

نمبر (۲۹۳) سائز (۱۲½ × ۶) صفحہ (۱۶۲) سطر غیر معین ۔ کاغذ دیسی

مصنف شعرا مختلف تاریخ تصنیف   کتابت ۱۲۵۱ھ ۱۸۳۵ء

کرم خوردہ چند تصاویر بھی ہیں۔ ناقص الاول ہے۔ کئی ایک شعرا کا کلام ہے جن میں سے بعض یہ ہیں۔ نظیر، ولی، امام، جرائت، سودا، یقین، مسافر، معروف، تاباں، میر، عشق، حفیظ، ارشد علی وغیرہ

آغاز۔

محمد نظیر۔

ہم میں اور جوگ کی صورت میں بڑا فرق ہی جان   کہاں جوگی کی ادا اور کہاں عاشق کی پھبن

گر وطن پوچھے ہمارا تو سُن رکھ بابا   ہے گلی یار کی اور یار کے گھر کا آنگن

اختتام۔

.جو خاکی بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے   .جو خاکی بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

ان شعرا میں سے نظیر، ولی، امام، سودا کے کئی کئی غزل اور مخمس وغیرہ شامل ہیں اسکے علاوہ فارسی شعرا کا کلام بھی ہے۔ اس بیاض میں تین تصاویر ہیں ایک کسی عمارت کی تصویر ہے جو منظر کے لحاظ سے خوشنما ہے۔ ایک قطب مینار کی تصویر ہے اور ایک تصویر کسی انگریز کرنل کی ہے۔

کرم خوردہ ہونے سے نام صاف پڑھا نہیں جاتا۔ کرنیل "مراسان" پڑھا جاتا ہے۔

بیاض میں ایک جگہ ۱۸۳۵ء درج ہے اس سے واضح ہے کہ اس بیاض کو ۱۸۳۵ء یا اسکے بعد لکھا گیا ہے ممکن ہے کہ جس کرنل کی تصویر ہے اسی کی ملک ہو۔

(۶۱۸) بیاض اشعار

نمبر (۳۱۳) سائز (۸ × ۴) صفحہ (۱۸) سطر غیر معین خط نستعلیق کاغذ دیسی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

خواجہ عطاء

رکت پیاسا چھوڑا یاروں کا جب نئے عیاں سون نکلا — عدو از خون خود ہر قدم اپنا گرا پہلا

حیدر علیخاں۔

چہرہ یار ستے غم میں ہماری آنکھیں — اب نظر بازی میں کیا کم ہماری آنکھیں
جیوں سحاب آئینہ پھر اشک میری ہیں جاری — طرح باراں کے سدا نم ہیں ہماری آنکھیں
یار کا ملنا کبھو نہ ہوا میسر ہم کو — غیر کے ساتھ سے پھر رقم ہیں ہماری آنکھیں

اختتام۔

......ہے ہر کار رسہرا بند ہمانے ہیں شیخ جی — اپنے کئے کو..... ہے پانے ہیں شیخ جی

بیاض پر ملوکہ حیدر علی خاں لکھا ہوا ہے مگر بیاض کے اندر کوئی دستخط۔ مہر وغیرہ نہیں ہے اور نہ کوئی تحریر ہے۔ ایک صفحہ پر چند پرندوں کی تصویریں بنی ہیں۔

(۶۱۶) مجموعہ قصائد

نمبر (۲۶۹) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۱۹۱) سطر (۱۹) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف شعرا مختلف تاریخ تصنیف کتابت سنہ ۱۲۲۱ھ

اس میں حسب ذیل شعرا کا کلام ہے۔

سودرما، عیاں، امیر، حسن، مجرم، عافیت طلب خاں، حفیظ، روپ نرائن، ہوش، صحت طلب خاں نصر، روپ نرائن، مرزا محمد مرزا، رائے خوب چند، انور، رائے چین رائے خلیل اللہ خادم۔ رائے کیول کشن، لادئیس، سید محمد جان، جگن ناتھ، سید رحمت، شیخ احمد سعید الحسن خاں، مکھنی، غلام محی الدین خاں، محمد ہدایت محی الدین خاں، محمد عسکری۔

آغاز۔

سودرما۔

رات میری آتش دل نے کیا جو التہاب — اور ہوا سوز جگر کا میری منہہ پہ فتحیاب
یہاں تلک درد والم نے مجھ پہ کی سر سائیاں — آمد و شد دم کی جو مجھ پہ ہوئی عین عذاب

اس مجموعہ میں قصائد، قطعات وغیرہ شامل ہیں جو مہاراجہ چندو لال سے متعلق ہیں۔

CC-0. Agamnigam Digital Preseyation Foundation, Chandigarh

عاقبت کی خبر ہے خوف نہیں   لعنت اس آرام کے گزرنے پر

ایک جگہ سویم شہر ہمال روز پنجشنبہ ۱۲۶۰ھ لکھا گیا ہے نہیں معلوم صحیح کیا ہے۔ ۱۲۰۶ھ یا ۱۲۶۰ھ بھی خیال کر سکتے ہیں۔

(۶۱۴) بیاض اشعار

نمبر (۳۷۶) سائز (۸ × ۲) صفحہ (۲۰۶) سطر غیر معین خط نستعلیق و شکستہ کاغذ دیسی
مصنف مختلف شعرا تاریخ تصنیف   کتابت مابعد ۱۲۰۰ھ

اس میں مختلف شعراء کا کلام، غزل، فرد، گیت، دوہرہ وغیرہ شامل ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں۔ صاحب، سوروداس، شاہ فقیر، حریف، رمضانی، حفیظ وغیرہ۔

آغاز۔

(۱) صاحب

سکھہ تن کٹا دیکھکے سیس بہاری جنا دیکھے   جوگی کن پہنا دیکھ کے لائیں تمن
موہنی انمول دیکھے سیورا دوجول دیکھے   کرے کلول دیکھنے میں کہندے

اس بیاض میں فارسی کلام بھی شامل ہے۔ بیاض کی دونو طرف سے کلام شروع کیا ہے۔

اختتام۔

تیغ بکف صبحدم نکلا جو وہ آفتاب   شور قیامت اوٹھا چار و طرف......

(۶۱۵) بیاض

نمبر (۴۰۶) سائز (۱۰ × ۵) صفحہ (۴۶) سطر غیر معین خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف شعرا ذیل تاریخ تصنیف   کتابت مابعد ۱۲۰۰ھ

خواجہ عطاء، رمز، حیدر علی خاں، ایمان، سودا، نوری، صارم، سراج، فدوی، عزلت جولان وغیرہ۔

آغاز۔

واڑدوں ہے سدا آپ کا دل پر خوں ہے   اوسکے گھونت سے متابہ قد ناموزوں ہے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۲۷) جعفر زٹلی وغیرہ۔

آغاز۔

عاشق کی صفت ایکطرف وہ چنچل رعنا ایک طرف　　عاجز سارے ایک طرف اور فتنہ برپا ایکطرف

اس کتاب میں شعرا مندرجہ صدر کے غزلیات، مثنوی، قصائد، رباعیات، مخمس، مثلث وغیرہ شامل ہیں۔ زیادہ تر غزلیات ہیں یقین۔ ہاشمی۔ عاشق۔ فاضل۔ ولی۔ سودا وغیرہ کا کلام زیادہ ہے بعض کے ایک دو دو غزلیات بعض کی ایک ہی غزل ہے۔ زیادہ تر اردو کلام ہے۔ آخر پر کچھ فارسی کلام بھی ہے۔

اختتام۔

جعفر زبان رابند کن بار استیں پیوند کن　　دلخستہ مرا خورسند کن فکرش ہمہ بگزار بہ

(۶۱۳) بیاض اشعار

نمبر (۵۹۳) سائز (۹½ × ۵½) صفحہ (۲۶۱) سطر غیر معین خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف مختلف شعرا　تاریخ تصنیف　کتابت مابعد ۱۲۲۶ھ

اس بیاض میں کئی شعرا کا کلام غزلیات، اشعار وغیرہ شامل ہیں۔ میر جولان، عالی گوہر، آفتاب، اکبر، افسوس، آفاق، بیدار، رفاقت، شبیر، مخل، سلیم، سعادت، سائل، شایق، شیفتہ، شکوہ، شہید، ضیار، طیش، عزلت، عارف، تمنا، ثاقب، چندا، حسرت، آصف (آصف الدولہ) اثر، آبرو، عاشق، عاقل، عشقی، غلام، فطرت، کرم، حاتم، معین، مزمل، نظر، مائل، مصحفی، سوز، میر، وغیرہ آخر پر ناصر کا ایک طویل مرثیہ ہے۔ غرض کہ دکن اور شمالی ہند کے بیسیوں شعراء کا کلام شامل ہے۔

آغاز۔

میر جولان

بھٹکتے چرخ پہ سمجھو نہ آہ پھرتی ہے　　کسو کے گیسو کے گرد سیہ پھرتی ہے

رسائی کیونکر بھلا اس تلک ہماری ہو　　نسیم کو جہ بہرجس کے تباہ پھرتی ہے

اختتام۔

صبح تو جام کے گزرنے پر　　شب بد انجام کے گزرنے پر

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۶۱۱) کلام درد - ایجاد

نمبر (۶۵۶) سائز (۸ × ۶) صفحہ (۹۳) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف خواجہ میر درد اور ایجاد تاریخ تصنیف کتابت مابعد ۱۲۰۰ھ

اس بیاض میں درد اور ایجاد کا کلام جمع کیا گیا ہے۔

آغاز۔

مقدور ہمیں کب تیرے وصفوں کی رقم کا — حقا کے خداوند ہے توں لوح و قلم کا

ایجاد۔

جب کچھ نہ تھا اثر بھی سخن کے نمود کا — معنی بیاں تھا آپ ہی گفت شنید کا

خواجہ میر درد کا کلام (۷۹) صفحہ تک ہے جس میں ردیف وار غزلیات ہیں۔ ایجاد کا کلام صرف (۱۱) صفحے میں آیا ہے۔ اس میں بھی غزلیات ہیں۔

درد کا کلام حسب ذیل شعر پر ختم ہوا ہے۔

جفا و جور تو ظالم سبھی کو...... ہے — مگر یہ رسم جلالی ہے ناگوار مجھے

ایجاد کے کلام کا خاتمہ۔

اے بیدرد کیا تو ہمیشہ ہی مجکو — گھر کتا رہے گا ستاتا رہے گا

اس کے بعد کا شعر "سبھوں سے" سے شروع ہوتا ہے مگر صفحات نہیں ہیں۔ اسکے بجائے ایک فارسی کتاب شامل ہے۔ آغاز کتاب پر بھی چند فارسی غزلیات مظہر وغیرہ کے درج ہیں۔

(۶۱۲) (مجموعہ غزلیات وغیرہ)

نمبر (۱۶۱) سائز (۸ × ۴ ½) صفحہ (۳۲۶) سطر غیر معین خط نستعلیق شکستہ کاغذ دیسی

مصنف شعرائے ذیل تاریخ تصنیف...... کتابت مابعد ۱۲۰۰ھ

(۱) عاجز۔ (۲) تعدی۔ (۳) رضا۔ (۴) آصف الدولہ۔ (۵) شاہ عالم عالی گوہر۔ (۶) یقین (انکا کلام بہت زیادہ ہے)۔ (۷) عاشق۔ (۸) اثر۔ (۹) سودا۔ (۱۰) خاکی۔ (۱۱) فاضل (۱۲) حسن۔ (۱۳) امین۔ (۱۴) ولی۔ (۱۵) درد۔ (۱۶) آبرو۔ (۱۷) حسام۔ (۱۸) اصغر۔ (۱۹) تمنا۔ (۲۰) حیا نالہ۔ (۲۱) خروش۔ (۲۲) ابدال۔ (۲۳) سعید۔ (۲۴) عاشق علی خاں۔ (۲۵) ہاشمی۔ (۲۶) عارفی۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(بہ) الکترین

آفتابِ نورِ احمد ہے امیر المومنیں — شہرِ حق شاہِ ولایت ہے امیر المومنیں

اختتام۔

تھا پکڑ، جو احمد میں ٹیپو گنج مخفی کا مقام — عشق کے غلبے تے مشغول تھا او صبح شام

شاہ وجہ الدین حسینی سر کے میرے تاج ہے — فضل سوں او نکی الا اللہ کوں درچکا راج ہی

(۶۱۰) بیاض

نمبر (۲۶۸) سائز (۱۰ × ۴ ½) صفحہ (۲۶۴) سطر غیر معین خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف شعرا مختلف — تاریخ تصنیف — کتابت ۱۱۹۶ھ

بیاض کرم خوردہ ہے اس میں کئی شعرا کا کلام جمع کیا گیا ہے اولاً ایک شہر آشوب ہے جس میں حیدرآباد کے حالات اور امرا کی ہجو کی گئی ہے۔ جن شعرا کا کلام ہے ان میں سے بعضوں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

احسان اس کا شہر آشوب ہے۔ داد، تمنا، سودا۔

غزلیات کے علاوہ ہجو، قصائد اور قطعات بھی اس میں شامل ہیں۔ عالمگیر کی مدح عماد الملک، سیف الدولہ، شجاع الدولہ کی مدح کا کلام ہے، فارسی کلام بھی شامل ہے۔

آغاز۔

عجب طرح کی ریاست ہے اور عجب ایام — نشاں نہ نظم کا کچھ ہے نہ کچھ نسق کا نام

ملک سے ہے غرض کسی کو نا سپہ سے کام — رئیس کہیں کھڑے ہے علت برسام

اختتام۔

من حسن کہ فرح و مبارک فال است — سررشتہ تجدید ہمایوں سال است

شیرازہ عمر خضر مندانی چیست — آن رشتہ سال قبلہ آمال است

آنہا کہ عشق او بدل پاک نمود — قند...... جکس...... است

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام۔

(۳) شیخ عبداللہ

بوجتا ہوں حق شناساں تم پہ سوال نازگہ — آیا ہے روح کدہر سوں جاتا سو جاناں نازگہ

دل نفس روح سر نور ہور ذات نس بہتر ہے — یو کیوں نظر میں اتا بولو اپتال نازگہ

ہے پیر شاہ بابا علے حسینی — عبداللہ اس کرم سوں بوجھا سوال نازگہ

(۶۰۹) بیاض اشعار

نمبر (۲۶۲) سائز (۸×۴) صفحہ (۲۰۹) سطر غیر معین خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف شعرائے مختلف تاریخ تصنیف کتابت مابعد ۱۱۵۰ھ

اس بیاض میں نظم اور نثر دونوں شامل ہیں زیادہ تر فارسی نظم و نثر ہے۔ فلیتہ تعویذ بھی ہیں۔ دعائیں ہیں غرض کہ ایک کشکول ہے۔ ان کو متروک کرکے کچھ اردو کلام کا تذکرہ کرتے ہیں۔

اردو کلام کا آغاز۔

لینا جو شیشۂ دل منظور ہے تو یہ ہے — تابوت ہے تو یہ ہے اور چور ہے تو یہ ہے

(۱) عاصی

مصحف کے درس آکے پیر کتاب کیا ہے — جانِ درس تمہارا داں آفتاب کیا ہے

تعلی سیں جدا ہے عاصی ہوا ہوں لیکن — یا پس ...... تمہاری مجھ پر عذاب کیا ہے

(۲) راضی

گل کے بنانے آکر گل یہ خزاں کیوں لایا — گل ...... کر کر اوس باغ سوں چھوڑ آیا

تصوف کی ایک عبارت۔

"اے طالب راہ بدی خوب سمجھکر بوج جس کی اربست ہوئی۔ سوچ پاتا ہے دیکھنا حق کا اسے حاصل ہوتا ہے۔" صرف پانچ صفحہ کی نثر ہے۔

۳ (۶)

کہا ہے فیکون ہو پیو ظاہر صفت ہے اوس کے چیلے چلے جس مع کی

ہوا ہے بعد از جو نور احمد جگت ہے اون سے بھلے سب بھلے جی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۶۰۷) قصیدہ

نمبر (۷۲۸) سائز (۷½ × ۵) صفحہ (۱۰) سطر (۴) خط نستعلیق بخط ناخن
مصنف تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۷۵ھ کتابت

آغاز۔

شاد باش اے دلِ غمگیں...... کیا دخل یعنی ہوتا ہوں میں اوس شاکی سائل
نام اوس صاحبِ شوکت کا زباں پر لانا دو سہے شانِ سخن سے کہ ادب کا ہے محل

یہ ایک مختصر قصیدہ مختار الملک کی مدح میں ہے اور خط ناخن سے لکھا گیا ہے۔

اختتام۔

اوس دنداں کی چمک دیکھکے بجلی ہو دنگ شرم سے جاکے چھپے ابر سیہ کے جہل
سنکے آئی یہ صدا دل سے کہ بس خاموش کچھ تری مدح محتاج نہیں اہلِ دول

(۶۰۸) بیاض غزلیات وغیرہ

نمبر (۴۵۴) سائز (۹ × ۵) صفحہ (۴) سطر غیر معین خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف خداوند خدا نما شاہ شاہ صدر الدین تاریخ تصنیف کتابت قریب ۱۱۰۰ھ

اس بیاض میں کئی ایک شعرا کی غزلیات وغیرہ شریک ہیں۔

آغاز۔

(۱) سلطان

عشقوں موہن بھوت چھندوں جیو کی کسوت کینتا تیں تخپ پرائین موہن آپیں حبلوا دیتا
موہن مجھ یہ سلطان سلامی جس کے ریوں پایا نشان جیو ہور بسانا کا مجھ نتیوں عین دیتا

(۲) خداوند خدا نما

پیا پتلی نین میں ہو آپیں آجوں سمائے ہیں نظر تو ایک ہے سب میں نین دو کر دکھائے ہیں
نین میں نین دونا دا سو چوتھی عین قادر وہی موہن دھان حاضر سخن مرشد تھی باہتی ہیں
سونو میں نور ہے اخلا اچین اغسلا ہوئی لالا خداوند کی بھی خیالاں نظر نور پر لگاتی ہیں

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مجھ سا بھی زمانے میں نہ ہوگا اے قدر   بد نام کنندہ نکو نامے چند

آغاز۔

نہ رہا محتسب و قاضی و مفتی کا خطر   ہے برانڈی کہیں شیری کہیں بوتل پر
کہیں زاہد ہے کہیں شیخ کہیں واعظ مست   خانقہ سونی ہے محراب تہی خم منبر

یہ ایک طویل قصیدہ ہے جو میر لایق علی خاں عماد السلطنت مختار الملک ثانی وزیر اعظم حیدرآباد کی مدح میں لکھا گیا ہے۔ میر لایق علی خاں نواب تراب علی خاں سالار جنگ مختار الملک اول کے بڑے فرزند تھے۔ سنہ ۱۳۰۱ھ میں وزیر اعظم (مدار المہام) حیدرآباد رہے اور سنہ ۱۳۰۴ھ میں خدمت سے کنارہ کش ہوئے سنہ ۱۳۰۶ھ میں انتقال ہوا۔

اختتام۔

رکھدیا نام قصیدہ کا مرے مہر منیر   دل یہ ہے مہر و محبت میں ثناگراں کا
قدر کو آپ کے دربار میں لایا ہوں میں   رہے ان پر بھی نظر آگے مقدر ان کا

خاتمہ۔

معروضہ سید غلام حسین قدر حسینی واسطی بلگرامی عفی عنہٗ۔

قصیدہ حضور (۶۰۶)

نمبر (۷۵۸) سائز (۵ × ۷) صفحہ (۱۲) سطر (۹) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف میر دلاور علی دانش تاریخ تصنیف سنہ ۱۳۱۴ھ کتابت

سید دلاور علی صاحب نواب سالار جنگ ثانی کے استاد تھے۔ فارسی اور اردو میں شاعری بھی کرتے تھے دانش تخلص تھا۔

آغاز۔

ہوا وہ روح افزا طائروں کی وہ خوش الحانی   کھلی جب آنکھ تو دیکھی عجائب صبح نورانی
لہکتا سبزہ خودرو کا وہ کوسوں خدا کی شان   بچھایا ہو جس طرح سے سبزہ مخمل کوئی کاشانی

اس میں ایک قصیدہ حضور آصفجاہ سادس کی مدح میں اور دو تاریخی قطعہ آمد آمد میر عثمان علیخاں آصفجاہ سابع اور سالار جنگ ثالث اور ایک محل کی تعمیر کا قطعہ شامل ہیں آخری قطعہ فارسی ہے۔

اختتام

باز چون از سر نو تزئین یافت   قصر گلزار محل با سر و ساز
دانش این مصرع تاریخش گفت   یافت گلزار محل تزئین باز

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۶۰۴) دیوان معز

نمبر (۴۹۲) سائز (۱۱ × ۷ ½) صفحہ (۲۴) سطر غیر معین حاشیہ پر بھی غزلیات ہیں خط شکستہ کاغذ ولایتی

مصنف درویش محی الدین معز۔ تاریخ تصنیف ۱۲۹۹ھ کتابت ۱۳۰۴ھ

مصنف محمد درویش محی الدین عرف محمد عمر اور تخلص معز تھا۔ محمد غوث عزم انکے باپ تھے معز کو باپ ہی سے تلمذ حاصل تھا۔ انکے حالات کسی تذکرہ میں ہمدست نہیں ہوئے۔

آغاز۔

اعجاز عیاں کب تیری لب کا نہیں ہوتا　　کب شرم سے بیمار مسیحا نہیں ہوتا

صاف آئینہ جب تک کہ دل کا نہیں ہوتا　　ہاں عکس فگن یار کا چہرا نہیں ہوتا

اس دیوان میں غزلیات ہیں جو بلا ردیف ہیں۔ مصنف کا اصل مسودہ معلوم ہوتا ہے کیونکہ کانٹ چھانٹ موجود ہے۔ آخری آٹھ صفحے بڑے گنجان لکھے گئے ہیں دو دو کالم ہیں۔

اختتام۔

تمھارے قدموں پر سر اپنا کاٹ رکھدیتے　　حضور آپ ہمارا گر امتحاں کرتے

خدا سے دور کرینگے ہمیں نہ تھا معلوم　　معز جو جانتے کیوں الفت بتاں کرتے

(۶۰۵) قصیدہ مہر منیر

نمبر (۶۴۹) سائز (۱۰ × ۶ ½) صفحہ (۱۳) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف سید غلام حسین قدر بلگرامی تاریخ تصنیف ۱۳۰۱ھ کتابت

سید غلام حسین قدر بلگرامی۔ بلگرام کے مردم خیز خطے سے تعلق رکھتے تھے۔ ۱۲۴۹ھ میں تولد ہوئے۔ غلام حسین تاریخی نام ہے جو چچا نے رکھا۔ آصفجاہ سادس میر محبوب علیخاں جب ۱۳۰۱ھ میں کلکتہ تشریف لے گئے تھے اور واپسی میں بنارس میں قیام کیا تو سرور جنگ (آغا مرزا) نے ان کو حضور میں پیش کیا۔ انہوں نے قصیدہ گزرانا جس کے صلہ میں ملبوس خاص عطا ہوا اور ہمراہ حیدرآباد آئے۔ چارسو ماہوار مقرر ہوئی۔ پھر بیمار ہوکر لکھنؤ چلے گئے اور وہیں ۲۳ ذیقعدہ ۱۳۰۱ھ میں انتقال کیا۔

قدر کو چار استادوں سے تلمذ حاصل تھا چنانچہ خود کہتے ہیں۔

سیکھے سحر و برق سے بندش کے بند　　پھر غالب بحر نے بتائے پیوند

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۶۰۳) دیوان قادر

نمبر(۴۹۵) سائز (۹ ½ × ۶) صفحہ (۵۰۱) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ ولایتی
مصنف قادر تاریخ تصنیف قریب سنہ ۱۲۵۰ھ کتابت

ناقص اول ہے۔ دو صفحے نہیں ہیں۔

قادر کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔ صرف اسقدر پتہ چلتا ہے کہ وہ حیدر آبادی شاعر تھے۔

آغاز۔

اوس کے خط سبز کا اپنا ہے وحش و آشکار — فی المثل کہتے ہیں آہو ہر بکا آشنا
یہ بھی اک قادر اثریاروں کی صحبت نے کیا — کام اردو سے نہ تھا میں دری کا آشنا
رات قادر بادہ پیمائی لب جانہ نہ تھا — بات کیا اس کی بکا جو کچھ بکا دیوانہ تھا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں۔ ہر غزل پر نمبر دیا گیا ہے اوپر کی غزل نمبر (۱۴) کی ہے۔ کل غزلیات کی تعداد (۳۴۷) ہے اور ہر ردیف کے غزلیات کو بھی شمار کیا ہے۔

اکثر طویل غزلیات ہیں۔ ایک غزل کا قافیہ حیدر آبادی ہے۔ اسکے بعد (۵۰) رباعی ہیں رباعی کے بعد چھ قطعہ ہیں۔ ایک طویل قطعہ ہے اسکے بعد مخمس ہے۔ دو مثنویاں ہیں انکے بعد چند اور قطعے ہیں اور چند مثنویاں ہیں۔

آخری مثنوی ناکمل ہے۔ اس میں ایک امامیہ شخص کی مذمت کی گئی ہے۔

اختتام۔

کھول چشم دوربیں اے بلفضول — ہے ہلاکت تجھ کو بھی آخر حصول
کہہ اٹھا گراب نماں گویہ دعا — آئے گا پھر وقت ایسا کونسا
جان سے سنتے تن ہیں جلدی کریں — میں مرا جو تی سہی تو مریں

اس کے بعد اشعار نہیں ہیں۔

قادر کا دیوان شایع نہیں ہوا۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

فہرست طویل ہے۔ جن میں وزیر، اسد، سیف، فقیر، عزیز، اشرف وغیرہ شہرت رکھتے ہیں۔

آغاز۔

اے عصر سلسلہ ہے یہی مجھ فقیر کا — جاروب کش ہوں روضۂ پیرانِ پیر کا
شام و سحر جو نام لے پیرانِ پیر کا — کیا خوف اوس کو پرسشِ منکر نکیر کا

اس رسالہ میں ردیف وار آنحضرت صلعم اور غوثِ اعظمؓ کے مدح میں غزلیات ہیں۔

اختتام۔

چین و آرام میں رہیں وہ سدا — ملے اون کو بھی دین اور دنیا
عصر آگے نہ دے سخن کو طول — کروں یہ دعائیں ہو مقبول

اصل رسالہ کے ختم کے بعد وزیر، عزیز، نظام اور کرم کے تاریخی قطعے درج ہیں۔

(۶۰۲) قصیدہ مدح مختار الملک

نمبر (۵۴۲) سائز (۸½×۵½) صفحہ (۱۵) سطر (۷) خط نستعلیق کاغذ ولایتی
مصنف "انس" تاریخ تصنیف ۱۲۹۵ھ کتابت ۱۲۹۵ھ

انس تخلص۔ ایک لکھنوی شاعر تھے۔ میر مہر علی نام تھا۔ باپ کا نام میر مستحسن خلیق اور دادا میر حسن (مصنف سحر البیان) اپنے والد کے شاگرد ہیں۔ انیس کے بھائی تھے۔ انس بھی مرثیہ نگاری کرتے تھے بڑی عمر پائی۔ حیدرآباد میں مجلس عزا میں آتے تھے۔

آغاز۔

رقم کر اے قلم حمدِ الٰہی — کہ مٹ جائے گناہوں کی سیاہی
لکھوں جس پر ثنائے حق تعالیٰ — وہی کاغذ ہو جنت کا قبالہ

یہ قصیدہ ہے جو مختار الملک کی مدح میں لکھا گیا ہے۔

اختتام۔

بڑے جاہ و حشم اس سے بھی دو چند — عدو پامال ہوں اور دوست خورسند

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۶۰۰) کلیات عزم

نمبر (۴۹۱) سائز (۱۱½ × ۷½) صفحہ (۱۵۶) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف محمد غوث "عزم" تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۷۵ھ کتابت

محمد غوث المتخلص بہ "عزم" حیدرآباد وطن تھا۔ فیض کے شاگرد تھے۔ مگر شاعری میں زیادہ شہرت حاصل نہیں تھی۔ اسلئے کسی تذکرہ میں انکا ذکر نہیں ملتا۔

آغاز۔

مدابروئے صنم بسم اللہ دیواں ہوا — کفر ماشاءاللہ آخر رہبرِ ایماں ہوا
حسن آغاز سخن ذکر رخ جاناں ہوا — روشن صبح صباحت صفحۂ دیواں ہوا

اس کلیات میں ردیف وار غزلیات ہیں۔ (۲۷۲) غزل ہیں اسکے بعد (۲۹۶) رباعیات ہیں۔ کوئی اور صنف کا کلام نہیں ہے۔ بعض غزلیات میں کئی کئی مطلع ہیں۔ کئی جگہ فیض کا ذکر نہایت احترام سے کیا گیا ہے۔

شکر حق اے عزم اب فیض جناب فیضی سے — ہے سوادِ ہند میں شہرہ ترے اشعار کا

اختتام۔

کر دیتے ہیں انساں کو ولی خاموشی — رکھتی ہے خفی سر جلی خاموشی
بیہودہ بھلا عزم بکیگا کب تک — خاموش ہو خاموش ہو بھلی خاموشی

(۶۰۱) مجموعہ نعت عصر

نمبر (۶۲۶) سائز (۱۰ × ۶½) صفحہ (۶۵) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف میر احمد علی "عصر" تاریخ تصنیف ۱۲۹۳ھ کتابت ۱۲۹۳ھ

میر احمد علی نام اور "عصر" تخلص تھا۔ میر بندہ علی والد کا نام تھا۔ انکے اجداد آصفجاہ اول کے زمانہ میں کارہائے نمایاں انجام دئے تھے۔ اسکے صلہ میں جاگیر اور منصب سے سرفراز تھے چنانچہ "عصر" کو بھی آبائی سلسلہ کی منصب جاری تھی۔ فارسی، عربی اور اردو کی اعلیٰ قابلیت رکھتے تھے شعرگوئی میں فیض سے تلمذ حاصل تھا۔ شاعری کے ساتھ طریقت و معرفت میں بھی فیض سے فیض پایا تھا عصر نے چار دیوان مرتب کئے تھے۔ ۱۳۲۱ھ کے بعد عصر کا انتقال ہوا۔ حیدرآباد میں انکے شاگردوں کی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

خاتمہ۔

خاکسار شیخ سرفراز علی خاں المتخلص بہ شیفتہ شاگرد جناب مستطاب معلی القاب دبیر الدولہ مدبر الملک سید منشی مظفر علی خاں بہادر سالار جنگ متخلص بہ اسیر ساکن شہر لکھنؤ۔ محلہ گولا گنج قریب مکان داروغہ میر دلاور علی صاحب قریب مکان جناب نواب اقتدار الدولہ محتشم الملک مہدی علیخاں بہادر ضیغم جنگ داماد حضرت محمد علی شاہ بادشاہ اودھ الملقب بہ حضرت فردوس منزل انار اللہ برہانہٗ۔

(۵۹۹) دیوان بیاض عشاق

نمبر (۵۸۹) سائز (۱۱½×۷) صفحہ (۱۰۰) سطر (۱۷ و ۱۸) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنفہ بادشاہ محل "عالم" تاریخ تصنیف ۱۲۹۶ھ کتابت ۱۲۹۶ھ

مصنفہ کے صحیح نام کی صراحت نہیں ہوئی۔ بادشاہ محل اور خاص محل انکے لقب تھے اور عالم تخلص تھا۔ واجد علی شاہ جان عالم کے بیگمات میں شامل ہیں۔ یہ نہیں معلوم ہوتا کہ انکو کن سے تلمذ حاصل تھا۔ دیوان کے علاوہ ایک مثنوی بھی انکی تصنیف ہے۔ ستار بجانے میں خوب مہارت رکھتی تھیں اول لکھنؤ میں قیام تھا۔ پھر کلکتہ جاکر واجد علی شاہ کے ہمراہ مقیم ہوگئیں۔ انتقال کے سنہ سے ہم واقف نہیں ہیں۔

آغاز۔

محو نظارۂ نگار ہوا   تیرِ مژگاں جگر کے پار ہوا
شمع عارض کا دیکھکر جلوہ   مثل پروانہ دل نثار ہوا

اس دیوان میں اول تا آخر ردیف وار غزلیات ہیں۔ ہر غزل کے ساتھ نمبر دیا گیا ہے۔ جملہ غزلوں کی تعداد (۱۱۱) ہے اسکے بعد محبت نامہ (خطوط) ہیں جو مثنوی کے طرز میں لکھے گئے ہیں ان خطوط کے بعد چند مخمس اور آخر پر چند رباعیات ہیں۔

اختتام۔

مر مر کے شب ہجر سحر کرتے ہیں   ضبطِ خلق و دردِ جگر کرتے ہیں
جب دیکھتے ہیں عاشق و معشوق ہم   حسرت سے سوئے چرخ نظر کرتے ہیں

خاتمہ۔

۱۲۹۶ھ از دست احقر العباد سید نقی محمد۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

ضیافت شاہ بیگم رونمائی عروس، تیاری شادی، نقارخانہ، سیر چمن، ساچق وغیرہ غرض نہایت تفصیل کے ساتھ یہ مثنوی لکھی گئی ہے۔

کتاب کا نام۔

پس از حمد حق نعت خیر الانام — رکھا اس کا گلزار مختار نام

بادشاہ کا ذکر۔

کہ والی ہے ایک یہاں کا مانند ماہ — جو ہے حیدر آباد کا بادشاہ
خطاب اوسکا افضل جہاں سے تمام — کہ افضل الدولہ مشہور نام

اختتام۔

الٰہی بحق حسین و حسن — رہے سبز اس مثنوی کا چمن
ہوا ختم مثنوی کا جو ہیں — صفر کی وہ تاریخ تھی پانچویں
ہزار و دو صد و ہشتاد و پنج — چو پر در شد این مثنوی در سپنج

(۵۹۸) قصیدہ شیفتہ

نمبر (۵۲۳) سائز (۱۱×۷) صفحہ (۹) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ ولایتی مطلا جدول
مصنفہ سرفراز علی خاں "شیفتہ" تاریخ تصنیف ۱۲۹۲ھ کتابت ۱۲۹۱ھ

سرفراز علی خاں شیفتہ لکھنؤ سے تعلق رکھتے تھے، اسیر کے شاگرد تھے غالباً حیدر آباد آکر قصیدہ پیش کیا تھا۔

آغاز۔

یہ انقلاب زمانہ سے ہے تغیر حال — کہ رخت زیست ہوا ہے ہر اک بدن کو وبال
چراغ دیر میں کوڑی کا لال تھا مشہور — سو بی تمیزی سے ہے مثل لعل لالوں لال

یہ ایک قصیدہ ہے جو نواب تراب علی خاں مختار الملک اول کی مدح میں موزوں کیا گیا ہے قصیدہ کا دوسرا مطلع یہ ہے۔

بڑھائی عمر زمانہ جو وہ بلند اقبال — ہزار ماہ کا ہے ماہ لاکھ سال کا سال

اختتام۔

کہ جب تلک مہ و خورشید و خرج ہیں قائم — رہے ہمیشہ درخشندۂ افزادہ جلال
تمام اہل زمانہ ہو تابع فرمان — یہی مدام رہے حاکم جنوب و شمال

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں۔ انکے بعد مخمس بھی ہیں۔ مصنف کا اصلی نسخہ معلوم ہوتا ہے کیونکہ کاٹ چھانٹ موجود ہونے اور ہر ردیف کے بعد جگہ خالی چھوڑنے کے علاوہ اکثر غزلوں کے ساتھ دیدہ شد کی صراحت موجود ہے۔ اس سے واضح ہو کہ تنویر نے اپنا کلام یا تو خود دوبارہ دیکھا ہے یا اپنے استاد کو بتایا ہے۔ بعض جگہ ۱۲۵۳ھ اور بعض جگہ ۱۲۶۲ھ اور ایک جگہ ۱۲۸۴ھ اس سے واضح ہے کہ دیوان کی ترتیب کئی سال سے جاری رہی ہے بعض تاریخیں بھی ہیں۔

اختتام

عجب کوہ کنند و مرا درد کا ہی — زند پر لوش برآئی ...... گویا

ضیا بہر اتمام تاریخ گفتم — قوانین اشعار پر نور گویا ۱۲۸۴ھ

(۵۹۷) گلزار مختار

نمبر (۵۷۰) سائز (۸ ½ × ۶) صفحہ (۲۵۳) سطر (۹) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف "احسن" تاریخ تصنیف ۱۲۵۵ھ ہجری کتابت

مصنف شہر مچھلی بندر کا متوطن تھا غالباً سید احسن علی نام تھا۔ بوجہ مفلسی حیدرآباد آکر ایک جاگیردار احمد علی خاں کا متوسل بنا اور پھر یہ مثنوی لکھکر سالار جنگ مختار الملک کو پیش کیا اور اسکے صلہ میں اپنی ناکتخدا دختر کی کتخدائی کے لئے مدد چاہی۔

مصنف بیان کرتا ہے کہ جرائت اور مرزا (مرزا رفیع سودا) اسوقت زندہ نہیں ہیں ورنہ وہ کلام کی داد دیتے۔ علیٰ ہذا میر حسن بھی اس مثنوی کو اپنی مثنوی کا جواب تصور کرتا۔

آغاز۔

لکھوں حمد کا اوس کے اول ورق — زبان قلم مدح میں جس کی شق

وہ ایسا ہے معبود رب قدیر — نہیں جس کا ثانی کوئی اور نظیر

اس مثنوی میں نواب مختار الملک کی شادی کا حال لکھا ہے۔ عنوانات کے تحت مثنوی لکھی گئی ہے۔ عنوانات فارسی میں ہیں۔ چند عنوانات حسب ذیل ہیں۔

حمد و نعت منقبت وغیرہ کے بعد تعریف بازار، بیان عدل، شجاعت، سخاوت، علم، شادی تعلیم و تدریس۔ امتحان، تلاش نسبت، عاشق شدن وزیرزادہ بر تصویر، آگاہ شدن مادر، پدر از حال عاشق شدن فرزند و بیان رفتن شاہ بیگم برائے مقرر نسبت فرزند۔ رفتن شاہ بیگم بخانہ عروسی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز۔

ہے کدھر اے ساقیِ وحدت نما | دے مئ گلگون تمحید و ثناء
بادۂ وحدت سے کر بھر بھر کے جام | نشاء عرفاں سے ہوں مست کلام
ہو گلابی رنگ اشعار سخن | ہو خمارِ کیف گلزارِ سخن

اس مجموعہ میں تنویر کا مختلف کلام شامل ہے۔ مثنویاں بھی ہیں، اور قصائد بھی اور مرثیے بھی علم عروض وغیرہ سے بحث ہے۔ انکو علٰحدہ علٰحدہ نام بھی دیا گیا ہے۔ مرثیہ بھی زیادہ ہیں۔ اور طویل مرثیے ہیں۔ مرثیہ کا آغاز۔

نورِ جلا جوہر وحدت حسین ہے | نقشِ طلسمِ خامۂ قدرت حسین ہے

اختتام۔

اے فکرتِ تنویر خوشی کی یہ جا ہے | اس بزمِ عزا میں گزرِ آلِ عبا ہے
شہزادۂ کونین ہے مقبولِ خدا ہے | اکبر کے تصدق میں یہ بندوں کی دعا ہے

یا مادہ اس نخلِ تمنا میں بر آئے
یا خالقِ اکبر یہی امید بر آئے

خاتمہ

تمت تمام شد ۱۲۶۰ھ

دراصل یہ سنہ صحیح نہیں معلوم ہوتا کیونکہ پہلے صفحہ پر ۱۲۵۰ھ صاف خط میں درج ہوا ہے۔

(۵۹۶) دیوانِ تنویر (دوسرا نسخہ)

نمبر (۶۱۹) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۴۶۶) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی
کتابت ۱۲۵۰ھ

ناقص اول ہے۔ پہلے ایک دو صفحے نہیں ہیں پھر کرم خوردہ ہے۔

آغاز۔

..........عقل مسیح جگر میں | کہ دور جو جسے دورانِ بسر نہیں دیکھا
..........رہیں گے دن بھر اپنی آنکھوں سے | کہ خواب میں بھی تمھیں رات بھر نہیں دیکھا
بچھا کے زیرِ زمیں دیتے فتیلہ مرہم | چراغ دیدۂ زخمِ جگر نہیں دیکھا

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

آئیے حاجت روائی کیجیے
یا علی مشکل کشائی کیجیے

(۵۹۴) دیوان اسیر (تغیر النسخہ)

نمبر (۷۰۳) سائز (۱۲ ½ × ۸) صفحہ (۲۵۲) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ ولایتی
مصنف سید مظفر علی خاں "اسیر" تاریخ تصنیف ۱۲۶۸ھ کتابت ۱۲۸۰ھ
ناقص الاول ہے۔

آغاز۔

نکلا زبانِ غیب سے اول جو لفظ کن — دو ٹکڑے ہو گئے کاف کم نون دھن ہوا
یارب پھنکے بھی صور کہ نکلیں لحد سے ہم — تختہ پڑے پڑے نہ تربت بدن ہوا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات شامل ہیں اس کے بعد رباعیات، پھر تاریخی قطعے مخمس اور ترجیع بند شامل ہیں۔

اختتام۔

دستِ خدا کی طرح ضعیفوں کا دستگیر — آیا فقیر در پہ اگر ہو گیا اسیر

گر لعل احمر است و گر بی بہا در است
رشحے ز فیض کلبِ علیخاں بہادر است

اس دیوان کی خصوصیت یہ ہے کہ صاف ہونے کے بعد خود مصنف نے نظر ثانی کی ہے اور جابجا حاشیہ پر اپنے کلام کا اضافہ کیا ہے۔ یعنی حاشیہ خود مصنف کا قلمی ہے۔

(۵۹۵) کلام تنویر

نمبر (۶۲۴) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۳۶۲) سطر غیر معین خط نستعلیق
مصنف سید کاظم حسین تنویر تاریخ تصنیف ۱۲۹۴ھ کتابت ۱۲۹۵ھ

سید کاظم حسین نام اور "تنویر" تخلص۔ باپ کا نام میر اکبر علی، مقبول تخلص تھا۔ مرثیہ گوئی میں نام آوری حاصل کی تھی فیض آباد کے رہنے والے تھے۔ اودھ کی سرکار میں داروغہ کی خدمت تھی رشک لکھنوی کے شاگرد تھے۔

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

(۵۹۲) دیوان اسیر (دوسرا نسخہ)

نمبر (۴۲۹) سائز (۱۰ × ۶½) صفحہ (۳۰۸) سطر (۱۴) خط نستعلیق کاغذ دیسی
کتابت ۱۲۶۳ھ

ناقص الاول ہے۔

آغاز۔

آئینہ چمکا یہ تیری عکس سے　　عاشق معشوق نما ہوگیا
آج ہے کچھ اور تھا کل اور کچھ　　دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہوگیا

اس دیوان میں اولاً ردیف وار غزلیات ہیں آخر پر چند تاریخی قطعہ شامل ہیں۔ یعنی تاریخ رحلت امجد علی شاہ۔ تاریخ جلوس واجد علی شاہ ہیں۔ جلوس واجد علی شاہ کی کئی تاریخیں ہیں جو فارسی میں ہیں۔

اختتام۔

اسیر سال وقوع فساد کرد رقم　　رسیدہ بود بلائے ولے مآل بخیر
۱۲۶۲ھ

خود مصنف کا صحیح کیا ہوا نسخہ ہے اسلئے اہمیت رکھتا ہے۔

(۵۹۳) قصائد اسیر

نمبر (۴۳۰) سائز (۱۰ × ۶) صفحہ (۲۶۴) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف مظفر علی خاں "اسیر" تاریخ تصنیف قبل ۱۲۸۴ھ کتابت

آغاز۔

کہہ کے بسم اللہ لکھے وصف ایسے شاہ کا　　مدِ بسم اللہ بھی جادہ ہے جسکی راہ کا
میکدہ قرآن ہے مجھ میخوار عالی جاہ کا　　ہے مزہ منہ میں کباب مرغ بسم اللہ کا

اس دیوان میں اسیر کے کئی قصائد جو چہاردہ معصوم کی شان میں لکھے گئے ہیں شامل ہیں انکے علاوہ قطعات اور رباعیات بھی ہیں۔ آخر پہ طویل مخمس اور ایک مسدس بھی ہے۔

اختتام۔

دیکھئے صدموں سے حیراں ہے اسیر　　دیر سے خاطر پریشاں ہے اسیر
گو اسیر رنج زنداں ہے اسیر　　آپ کا اب بھی ثنا خواں ہے اسیر

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

تو کہتا کیا ہے ہنسکر کیا ابھی تم نے اٹھایا ہے ‏ ‏ ‏ ‏ نہ گھبراؤ ابھی یٰسین یہ پہلی ہی منزل ہے

خاتمہ ۔ تمت تمام شد المرقوم محمد یٰسین عفا عنہ ۔

اس سے واضح ہے کہ یہ خود مصنف کا قلمی دیوان ہے ۔

(۵۹۱) دیوان امیر
نسخہ پنجم

نمبر (۴۰۰) سائز (۱۱½ × ۷) صفحہ (۵۱۵) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف میر مظفر علی خاں "امیر" تاریخ تصنیف ۱۲۸۴ھ کتابت

سید مظفر علی نام اور "امیر" تخلص ۔ تدبیر الدولہ مدبر جنگ خطاب تھا ۔ باپ کا نام سید امداد علی تھا ۔ یو، پی کے قصبہ اٹھی میں تولد ہوئے ۔ اس طرح اودھ کے باشندہ تھے ۔ علمائے فرنگی محل سے علم و فن کا اکتساب کیا ۔ اپنے عہد کے قابل اشخاص میں شمار ہوتے تھے ۔ مصحفی سے شاعری میں تلمذ حاصل کیا تھا نصیر الدین حیدر اور امجد علی شاہ کی سرکار سے متوسل رہے ۔ لکھنؤ کی تباہی کے بعد رامپور چلے گئے اور وہاں یوسف علی خاں اور کلب علی خاں کے متوسل رہے ۔ یہاں انکی بڑی قدردانی ہوئی ۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں ۔ کئی دیوان مرتب کئے ۔ انکے شاگردوں میں امیر مینائی، شوق اور واسطی زیادہ مشہور ہوئے ۔ سنہ ۱۲۹۱ھ میں انکا انتقال ہوا ۔ چھ دیوان اردو اور ایک فارسی دیوان مرتب کیا تھا ۔

آغاز ۔

مد بسم اللہ جادہ ہے رہ معبود کا ‏ ‏ ‏ ‏ قاریِ قرآں مسافر منزل مقصود کا

ہر بلا میں تھا وہی حامی معاون چارہ ‏ ‏ ‏ ‏ نوح کا ایوب کا یعقوب کا داؤد کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں ۔ اسکے بعد رباعیات اور قطعات تاریخی ۔ چند مخمس بھی ہیں ۔ کئی اصحاب کے انتقال وغیرہ کے قطعات شامل ہیں ۔ ۱۲۹۱ھ کے کئی قطعات ہیں اس سے واضح ہے کہ ۱۲۹۱ھ میں یا اسکے بعد یہ نسخہ لکھا گیا ہے ۔

اختتام ۔

ملق معصوم حیدر ماروزی شیر خدا ‏ ‏ ‏ ‏ کیا کہوں ٹوٹا غضب دملہ کے شہر میں تھا

چل در شاہ پہ جو خواہشِ دولت امیر ‏ ‏ ‏ ‏ اب وہ اوس خاک میں بھی جو اثر اکسیر میں تھا

امیر کے دیوان شائع ہوئے ہیں ۔ بعض کتب خانوں میں قلمی نسخے بھی پائے جاتے ہیں ۔ چنانچہ کتب خانہ آصفیہ میں ایک نسخہ موجود ہے (دیوان ۱۱۲۰) ۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اس کلیات میں مثنویاں، نوحہ، غزل، مخمس، فرد، رباعیات سب ہی شامل ہیں۔ غزلیات ردیف وار ہیں۔ ہر ردیف کے بعد جگہ چھوڑی گئی ہے۔ آخر پر چند فارسی رباعی بھی ہیں۔

اختتام۔

علی آن شیرِ خدا ساقی کوثر برحق — ہست دامادِ نبی شاہِ دلاور برحق
آنکہ ہمراہِ نبی از سر بازی خودش — کندہ از زورِ ید اللہ درِ خیبر برحق

خاتمہ۔

دیوانِ فقیر حقیر سراپا تقصیر میر محمد ہدایت علی المتخلص ہدایت اللہ ولد معز الدین خاں شرفیاب جنگ بہادر خلف میر فضل علی خاں بہادر المخاطب ہمایوں جاہ خلف صدق نواب آصفجاہ بہادر خلد اللہ ملکہ۔ بتاریخ پنجم شہر ربیع الاول سنہ ۱۳۰۱ھ با تمام رسید۔ توقع از صاحبان سخندان عالی مشتاق آنست کہ اگر سہوی تصوری بوقوع آمدہ باشد ہر معنی این خیار بخشش آثار کہ انسان مرکب من السہو و نسیان عمل فرمودہ اصلاح پیرایند۔

اس عبارت سے یہ بھی واضح ہے کہ مصنف کا ہی اصلی نسخہ ہے۔

(۵۹۰) دیوان یٰسین

نمبر (۵۵۲) سائز (۷½ × ۵½) صفحہ (۷۷) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ
مصنف "یٰسین" تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۷۵ھ کتابت

یٰسین کے کوئی حالات معلوم نہیں ہوئے۔ کسی تذکرہ وغیرہ میں انکا ذکر نہیں ہے۔

آغاز۔

......آتش فشاں جب شعلہ زن ہو جائیگا — جلکے خاکستر وہیں چرخ کہن ہو جائیگا
عکس افگن جب وہ گلگوں پر... ہو جائیگا — لالہ گل ہو جائیگا گل نسترن ہو جائیگا
کیوں ڈراتے ہو ہمیں خنجر دکھا کے دمبدم — جان اگر جائیگی تو کیا جان من ہو جائیگا

اس دیوان میں اولاً ردیف وار غزلیات ہیں آخر پر ایک خمسہ مومن کی غزل پر اور ایک خمسہ امانت کی غزل پر اور تین قطعات ہیں اسپر دیوان ختم ہوتا ہے۔

اختتام

تڑپتا ہوں کبھی گہ لوٹتا ہوں گاہ روتا ہوں — میری حالت بعینہ مثل مرغ نیم بسمل ہے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز۔

وصف اوس کا لکھے یا کرے کچھ قصد بیاں کا   طاقت نہ قلم کی ہے نہ مقدور زباں کا
جو حق ہے سمجھنے کا اوسے کیا کوئی سمجھے   کب پہنچی ہے وھاں وہم و گماں وہم گماں کا

اس دیوان میں اولاً ردیف وار غزلیات ہیں۔ ہر ردیف کے بعد جگہ معرا ہے ممکن ہے یہی اصلی نسخہ ہو۔ آخر پر ایک مخمس اور ایک واسوخت بھی شامل ہے۔

اختتام۔

جب سنے گا میرے یہ قصے کو اوستاد جہاں   بعد مرزا وہ جو ہے ہندی زبان کا سخناں
میر کہتے ہیں جسے ریختہ گویان زماں   عشق بازوں میں یہ ہے اوس کیلئے نام و نشاں

ہو کے خوش حق میں دعا تیری کریگا پیارے
کیونکہ سب ایک ہیں آپس میں ستم کے مارے

اس کے بعد کچھ اور کلام حاشیہ پر اضافہ کیا گیا ہے۔

کتاب کے پہلے صفحہ پر ایک مہر اقتدار الدولہ محتشم الملک مہدی علی خاں ضیغم جنگ کی ثبت ہے اور آخر صفحہ پر چار مہریں ایک پر شیخ مرزا محمد خاں ایک پر یا حافظ اور دو میٹ دئے گئے ہیں

(۵۸۹) کلیات ہدایت

نمبر (۱۹۳) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۳۹۲) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ ولایتی
مصنف محمد ہدایت علی خاں تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۷۵ھ کتابت ۱۳۰۱ھ

مصنف کے والد کا نام میر معز الدین خاں اور خطاب شرف یاب جنگ تھا ہمایوں جاہ بھی خطاب تھا۔ آصفجاہ (رابع) ناصر الدولہ کے فرزند تھے۔

افسوس ہے کہ ہدایت کا تذکرہ کسی قدیم اور جدید تذکرہ میں نہیں ملتا۔

ہدایت غیر مشہور شاعر تھے۔ انکے حالات پر پردہ پڑا ہوا ہے۔ قیاس یہ ہے کہ فیض کے شاگرد تھے

آغاز۔

تیرا حمد کرنے کو جانِ جہاں   زمین میں بھی ذروں کے طاقت کہاں
تیری ذاتِ اقدس ثنا سے بری   تیری تھا ہے تیری ہے تیری
کروں نعت احمد کی کیہ کر احد   کہ ہے خاص وہ نور ذاتِ صمد

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز۔

ابتدائے کلام مجد کاظمی است کہ دیوان کائنات بیک اشارہ کاف و نون مرتب فرمود .....

یکی از گنجینہ فیض تو نقد جان ما — دولتِ توحید تو سرمایۂ ایمان ما

ہر طرف جلوہ نظر آتا ہے اوسکی شان کا — مظہرِ حق کے لئے ہے آئینہ انسان کا

رہنما میرے لئے ہر حرف ہے قرآن کا — روبرو مشعل لئے چلتا ہے نور ایمان کا

اس کلیات میں اولاً قصائد ہیں جو حمد و نعت میں ہیں اسکے بعد افضل الدولہ کے مدح میں کئی قصیدے ہیں۔ اسکے بعد ردیف وار غزلیات ہیں اردو غزلیات کے بعد فارسی غزلیات ہیں اکثر طویل غزلیں ہیں۔ فارسی غزلیات بھی ردیف وار ہیں اسکے بعد اردو اور پھر فارسی رباعیات ہیں۔ انکے بعد چند اردو رباعیات شامل ہیں۔ اسکے آخر پر چند تاریخی قطعات ہیں ایک قطعہ کا آخری شعر

زد رقم سال عیسوی مصحفؔ — کلیاتِ خبیر روشن دل
۱۸۶۳ء

ایک تاریخ سید اسمٰعیل حسین منشی المتخلص نیرؔ نے نکالی ہے۔

اسکا تاریخی مصرع — گلدستۂ بستان معانی دیوان
۱۲۷۴ھ

اختتام۔

آخر پر ایک مخمس ہے۔

اس خیالات میں تم عمر خبیر اپنی نہ کھو — سب بر آئیں گے ابھی ہونگی امیدیں جو جو

ہو نہ باور تو تم اس قول کو دل پر لکھ لو — ہے تردد تو بہت اندنوں ناداں دل کو

پر ہے امید مدد شاہ خراسانی سے

(۵۸۸) دیوان قمر

نمبر (۷۰۲) سائز (۱۲ × ۸½) صفحہ (۴۴) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف مرزا قمر الدین احمد خاں قمرؔ تاریخ تصنیف ۱۲۶۸ھ کتابت

مرزا قمر الدین احمد خاں نام "قمر" تخلص اور افتخار الدولہ خطاب تھا۔ حاجی کے لقب سے مشہور تھے لکھنؤ وطن تھا۔ مرزا قتیل مرحوم کے شاگرد تھے۔ غازی الدین حیدر کے نائب کی حیثیت سے کام کرتے تھے۔ انکے باپ مرزا فخر الدین احمد خاں عرف مرزا محمد جعفر تھے جو آصف الدولہ وزیر الملک شاہ اودھ کے برادر نسبتی تھے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

فیض پایا ہے۔ فیض مشتاق دہلوی کے شاگرد تھے۔ اور مشتاق کو خواجہ میر درد سے تلمذ حاصل تھا اس طرح فیض میر درد کے سلسلہ میں منسلک ہوتے ہیں مگر انہوں نے حیدرآباد میں ایک جدید اسکول کی بناء ڈالی جس کو حیدرآباد اسکول کہا جا سکتا ہے۔ جس میں دہلی اور لکھنؤ دونوں کی خصوصیات جمع ہو گئے ہیں۔ فیض ایک صوفی گھرانے سے تعلق رکھتے تھے اور انکے مریدوں کا دائرہ بھی وسیع تھا کئی سال تک آپ کے عرس کے موقع پر ایک عظیم الشان مشاعرہ ہوتا تھا۔

فیض کی ولادت ۱۱۹۵ھ میں ہوئی انہوں نے طویل عمر پائی ۱۲۸۲ھ میں انتقال ہوا۔

آغاز۔

جلوہ خزاں دکھایا مجکو بہار کا | پیش نظر ہے ہر باغ میں نقشہ نگار کا

غنچہ ہوا ہے گل میرے شمع مزار کا | ہے گور میں ہر غم دیں مشک نار کا

اس کتاب میں "فیض" کا کچھ متفرق کلام ہے۔

اس کے ساتھ فارسی کتابیں مجلد ہیں۔ ان ہی کتابوں کا حجم زیادہ ہے۔

اختتام۔

پہونچتا ہے جو کچھ مقدر ہے | دوست دشمنی سے کیا کام فیض

(۵۰۷) کلیات خبیر

نمبر (۵۲۱) سائز (۱۱½×۷½) صفحہ (۳۱۵) سطر (۱۷) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف غلام محمد خاں خبیر تاریخ تصنیف ۱۲۷۲ھ کتابت ۱۲۷۴ھ

غلام محمد خاں "خبیر" تخلص فرخ آباد کا باشندہ تھا انکے باپ کا نام غلام قادر خاں تھا۔

خبیر کو شاعری میں میر علی اوسط رشک سے تلمذ تھا اور اشک ناسخ کے شاگرد تھے۔ اس طرح خبیر ناسخ اسکول سے تعلق رکھتے ہیں۔ انکے بزرگ رؤسا بنگش کے ملازم تھے۔ خبیر کلب علی خاں والی رامپور کی ملازمت میں شامل تھا۔ اس کلیات کے علاوہ دو مثنویاں لکھی ہیں۔ یہ نہیں معلوم ہوتا کہ خبیر حیدرآباد آئے تھے یا صرف قصیدہ روانہ کیا تھا۔ غالباً رامپور سے وہ حیدرآباد آئے تھے۔

دیوان کے آغاز میں ایک فارسی عرضی ہے پھر مختصر دیباچہ ہے اسکے بعد ایک فارسی قصیدہ ہے اسکے بعد اردو کلام شروع ہوا ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۵۸۵) دیوان اختر

نمبر (۵۶۹) سائز (۸ ½ × ۵ ½) صفحہ (۴۷۱) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف "اختر" تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ ہجری کتابت

مصحفی نے اپنے تذکرہ ہندی میں ایک اختر تخلص شاعر کا ذکر کیا ہے جسکا نام میر اکبر علی تھا اور پہلے انجم تخلص کرتا تھا۔ میر عبداللہ انکے باپ کا نام تھا لکھنؤ میں رہا کرتا۔ اور ریاض الفصحا میں ایک دوسرے اختر کا ذکر ہے۔ یہ دیوان ان دونوں میں کسی ایک کا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ کسی دوسرے اختر تخلص کا دیوان ہو۔

آغاز۔

جب قلم لیکر رقم وصفِ قد جاناں کیا — کھینچکر ایک آہ موزوں مطلعِ دیواں کیا

کیوں نہ اُس خالق کی ہو صنعت گری دور از خیال — خلق جس نے یہ طلسم خانۂ دوراں کیا

اس میں تمام تر غزلیات ہیں جو ردیف وار ہیں۔ ہر ردیف کے بعد جگہ چھوڑی گئی ہے۔ جس سے گمان ہوتا ہے یہی اصلی نسخہ ہے۔

یہ دیوان ناقص آخر ہے۔ اگرچہ ردیف "ی" تک غزلیات موجود ہیں مگر آخر میں دو ایک صفحے نہیں ہیں۔ آخری صفحہ پر کاغذ چپاں ہوگیا ہے اسلئے آخری دو غزل کے مصرے پڑھے نہیں جاتے۔

اختتام۔

مچاتے تو ہو اب تم شور و غل گلشن میں پر ڈر ہے — مبادہ یہ خبر .... صیاد کو پہونچے

جنونِ عشق سے ہم کو ہوا ہے صاف پھر سودا — یہ .... حال کو پہونچے

ناقص الآخر ہے۔

(۵۸۶) کلامِ فیض

نمبر (۷۱۴) سائز (۱۰ × ۵) صفحہ (۳۴) سطر غیر معین۔ خط شکستہ کاغذ ولایتی

مصنف "فیض" تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ کتابت

شمس الدین "فیض" تخلص حیدر آباد دکے مشہور شاعر صاحب فن مصنف اور باکمال صوفی تھے آپکی علمی قابلیت مسلمہ تھی۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ دبستانِ فیض سے سینکڑوں شاعروں نے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

تذکرہ مصحفی اور تذکرہ گلزار ابراہیم میں عاشق تخلص ایک شاعر کا تذکرہ کیا ہے۔ مگر عظیم خاں اور علی عظیم نام ظاہر کرتے ہیں اس دیوان سے واضح ہوتا ہے کہ انکا نام عظیم الدین تھا اور عاشق تخلص کرتے تھے۔ عاشق کا شمالی ہند سے تعلق تھا۔ شاہ کمال نے بھی ایک "عاشق" تخلص شاعر کا تذکرہ کیا ہے۔

آغاز۔

کر سکے وصف اوس خدائے پاک کا — ہے کہاں مقدور مشت خاک کا
پہونچے اوس کے معرفت کے کنہ کو — جو عملہ نہ فہم نہ ادراک کا

دیوان میں صرف ردیف وار غزلیات ہیں اور کوئی دوسرا صنف سخن نہیں ہے۔

اختتام۔

بیان دل حیران کی اپنے ہوگئی کچھ اور شکل — دیکھ آئینہ کو کرتے یار تم تزئین رہے
خلق و عالم میں تیرا فیضِ سخن سے کیا عجب — نام قائم حشر تک خانِ عظیم الدین رہے

(۵۰۴) غزلیات افسوں

نمبر (۴۶۷) سائز (۸ ½ × ۵ ½) صفحہ (۸) سطر (۱۴) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف "افسوں" تاریخ تصنیف قریب ۱۲۷۵ھ کتابت

افسوس ہے کہ "افسوں" کے متعلق مصحفی اور گلزار ابراہیم ساکت ہیں۔

آغاز۔

پتھر کا بولنا نہیں کچھ معجزے سے کم — وہ بت ہو ہمکلام یہ قدرت خدا کی ہے
ملکر حنا جو توڑتی ہیں آپ انگلیاں — گویا صدا یہ ظاہر رنگِ حنا کی ہے

اس رسالہ میں "افسوں" کی چند غزلیات شامل ہیں جو ردیف وار بھی نہیں ہیں۔

اختتام۔

اے پری ہے تری دیوانے کو شاہی حاصل — سایۂ چتر سے کم سایۂ دیوار نہیں
تمھیں مدہوش نہیں نشۂ مے سے افسوں — آج تو ساقی مدہوش بھی ہشیار نہیں

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اگرچہ مصنف کا تخلص عیاش ہے مگر اس دیوان میں ہزلیات نہیں بلکہ پاکیزہ کلام ہے یہی مصنف کا اصل نسخہ ہے۔ ہر ردیف کے بعد صفحہ خالی ہے اسکے علاوہ جگہ جگہ صحت کی گئی ہے۔

عیاش کا دیوان طبع نہیں ہوا۔

(۵۸۲) دیوان عیش

نمبر (۶۲۱) سائز (۹ × ۵) صفحہ (۵۳) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف "عیش" تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۲۵۰ھ ہجری کتابت

"عیش" کئی شعرا کا تخلص تھا ان میں سے ایک کا مصحفی نے ریاض الفصحا میں تعارف کرایا ہے جنکا نام مرزا علی تھا۔ اور تذکرۂ ہندی میں بھی دوسرے عیش کا تذکرہ ہوا ہے جنکا نام مرزا حسین رضا تھا۔ گلزار ابراہیم میں ایک عیش کا ذکر ہے جنکا نام مرزا محمد عسکری تھا۔ مرزا علی نقی کے فرزند تھے مرشدآباد میں قیام کرتے تھے۔ ایک دوسرے عیش حکیم آغا جان ہیں۔ مرزا حسن رضا عیش کا ذکر طبقات الشعرا میں بھی ہے لیکن مرزا محمد عسکری کا ذکر اس میں نہیں ہے۔ نہیں معلوم یہ دیوان کون سے عیش کا ہے۔

آغاز۔

بسکہ آرام کی جا گوشۂ مدفن سمجھا — غافلِ عشرکدہ میں یارون کا نشیمن سمجھا
باغ دیکھا نہ کبھی خوف خزاں سے ہرگز — بے ثباتی کو ہیں قفلِ درِ گلشن سمجھا
دوش پر بارِ گرانِ عشق کا رکھا شاید — میسر اخلاق نہ بی طاقتیِ تن سمجھا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں۔

اختتام۔

آہستہ عیش اے گل سرِ بالیں پہ ہمارے — تنہائی کی شب ہے نہ کہیں نیند اوچٹ جا
واں گر دلِ افسردہ سے کھینچوں نفسِ سرد — خورشید قیامت کے تپش ان میں گھٹ جا

(۵۸۳) دیوان عاشق

نمبر (۵۶۱) سائز (۱۰ × ۶½) صفحہ (۲۳۹) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف عظیم الدین خاں "عاشق" تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۲۵۰ھ کتابت

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

حکم ایسا کیا اے خوش گو | اٹھ تو کچھ حسن کا بیان کر تو

اس میں ایک ہندی نظم کو اردو کا جامہ پہنایا گیا ہے جس میں عورت کے (سولہ) سنگار کا حال بیان کیا ہے اور شوق وصال کی صراحت ہے۔ اسباب سنگار کے ساتھ زیورات کی صراحت بھی ہے اور پھر سراپا کی تفصیل ہوئی ہے۔

اختتام۔

اگر پوشاک ابری پہنے تن میں	چمک بجلی کے ہووے کمالی گھن میں
لباس کی .... ہو مرغوب	دیر نیکی شمع کو در پردہ خوب

(۱۰۸۱) دیوان عیاش

نمبر (۳۰۰۷) سائز (۸ ۱/۴ × ۵ ۱/۲) صفحہ (۲۹۱) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف شہر یار مرزا عیاش تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ کتابت

ریاض الفصحا میں مصحفی نے ایک عیاش تخلص کے شاعر کا تذکرہ کیا ہے جس کا نام میر محمد یعقوب تھا۔ لکھنؤ اسکا وطن تھا۔ مگر یہ اس عیاش کا دیوان ہے جسکا نام شہر یار مرزا تھا اور خواجہ حیدر علی آتش کے شاگردوں میں شمار ہوتا ہے۔ انکا حال کسی تذکرہ میں نہیں ہے۔ طبقات الشعرا میں عیاش تخلص کے دو شعرا کا ذکر کیا ہے۔ ایک میر یعقوب اور دوسرا خیالی رام شہر یار مرزا کا تذکرہ اس میں بھی نہیں ہے۔

آغاز۔

جو گدا اکبار آکر تیرے در پر مانگتا	یا علی پھر وہ کہیں ہرگز نہ جا کر مانگتا
بخشش دیتے تم سمندر او سکو اے بحر کرم	گر کوئی محتاج آکر ایک گوہر مانگتا
خطبہ شاہ ولایت ہے بیاں کرنا مجھے	نور کا خلاق عالم سے ہوں منبر مانگتا

اس دیوان میں صرف ردیف دار غزلیات ہیں کوئی دوسرے مصنف کا کلام نہیں ہے۔

اختتام۔

چشم پوشی نہ کرائے رشک مسیحا ہم سے	نہ چھپا نرگس بیمار کو بیماروں سے
قید سے چھٹنے کی نہیں طاقت پرواز ہے	تنگ آئے ہیں بہشت باغ کے دیواروں سے
پھول سمجھو نہ حسینان جہاں کو عیاش	دیکھ پچھتاؤ گے الفت نہ کرو خاروں سے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

تاریخ میں ملے یہ کہی احساں وفات کی یوم الوفات ان کا ہے پہلی وفات کی

احسان کا دیوان طبع نہیں ہوا۔ آقا حیدر صاحب کے پاس بھی ایک قلمی نسخہ ہے۔ اور انڈیا آفس میں اسکا ایک نسخہ ہے۔ لالہ سری رام کے پاس بھی ایک نسخہ تھا۔

(۵۷۹) شہر آشوب

نمبر (۳۰۳) سائز (۸½ × ۵½) صفحہ (۶) سطر غیر معین۔ خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف میاں احسان تاریخ تصنیف قبل ۱۲۶۷ھ کتابت

آغاز۔

عجب طرح حکومت ہے اور عجب ایام نشان نظم کا نہ نسق کا کہیں ہے نام

نہ ملک سے ہے غرض کسکو نا سپاہ سے کام وزیر ہے سو گرفتار ہے بمرض جذام

کتنیں کھری ہے علت سرسام......

اختتام۔

یہ حال دیکھ مغل سخت ہوگیا مبہوت یہ حال ہوگیا جسکو کہ گویا کالا بھوت

کہا...... سے اپنی کہ سن آ...... اے...... نہیں نیرے...... ہوں

کہ اے...... کتنیں کہوں جنی وہ قحبہ خام

آخری صفحہ پر مالک ایں کتاب روشن علی اور اسکے نیچے میر حسن علی درج ہے انگریزی میں بھی میر حسن علی لکھا ہوا ہے۔

(۵۸۰) ترجمہ غزلان الہند

نمبر (۶۴۰) سائز (۵½ × ۴) صفحہ (۶۴) سطر (۹) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف نامعلوم تاریخ تصنیف مابعد ۱۳۱۹ھ کتابت

اس کے مصنف کا نام معلوم نہ ہو سکا۔

آغاز۔

بعد حمد خدائے عز و جل اور نعت پیمبر مرسل

سن ہجری تھے بارہ سے انیس دل نے تنہا صاحب ایک شب خواہش

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۵۷۸) دیوان احسان

نمبر (۴۲۲) سائز (۸ ½ × ۵) صفحہ (۲۰۲) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف عبدالرحمٰن خاں احسان تاریخ تصنیف قبل ۱۲۶۷ھ کتابت

حافظ عبدالرحمٰن خاں نام صمصام الدولہ شہامت جنگ خطاب اور احسان تخلص۔ ان کے اجداد بخارا اور ہرات سے ہو کر ہندوستان آئے تھے۔ خاندان مغلیہ کے شاہزادوں اور شاہزادیوں کو کلام مجید پڑھانے کی خدمت اسی خاندان میں تھی۔ یہ سلسلہ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء تک قائم رہا۔ محمد شاہ کے زمانہ میں یہ خدمت احسان کے باپ غلام رسول خاں کے سپرد تھی۔ ۱۱۸۳ھ میں احسان دہلی میں تولد ہوئے۔ بچپن میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ علمی قابلیت کے ساتھ یہ خاندان تمول میں بھی مشہور تھا۔ احسان کا انتقال ۱۲۶۷ھ میں ہوا۔

ان کے تفصیلی حالات مرزا فرحت اللہ بیگ نے لکھے ہیں جو مرزا صاحب کے سلسلہ مضامین کے حصہ ششم میں درج ہیں۔ مضمون کی ترتیب میں اس دیوان سے بھی موصوف نے استفادہ کیا ہے۔

دیوان کے آغاز میں ایک دیباچہ فارسی میں مرزا معز الدین ابن شاہ عالم کا لکھا ہوا ہے۔

آغاز۔

"احسان آں رحمٰن کہ ہر ایک عبد مومن خود را ز رحمت خاص خود دولت ایمان بخشید ......
اما بعد عاصی عز لت گزین مرزا معز الدین ابن شاہ عالم بادشاہ غازی انار اللہ برہانہ کہ تخلص ثابت دارد در راہ اخلاص ثابت است میگوید۔"

کلام کا آغاز۔

یہ دو جو بحر ہیں کون آشنا میرا　　خدا ہی دونو جہاں میں ہے ناخدا میرا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں۔ آخر پرچند "فرد" ہیں اسکے بعد تاریخ تذکرہ ریختہ، میر محمد خاں سرور برادر زادہ نواب معتمد الدولہ تاریخ تخت طاؤس حضرت شاہ عالم اور تاریخ انتقال مولوی محمد مرتضیٰ ریاضی داں استاد مصنف درج ہیں۔

اختتام۔

ماہ صفر میں گرچہ سفر سے حذر کیا　　آخر صفر ہوا تو پھر آخر سفر کیا
جس ماہ میں گئے تھے محمد خدا کے پاس　　پہنچی اوسی مہینے میں وہ مصطفیٰ کے پاس

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

تخلص کا شعر

اگر صادق گنہ گار ا رحیما تو ہے غفارا   دو جگ کا تو دینے ہارا..... امداد یا اللہ

اختتام۔

دوہرہ

جست جست دہست پسارہوں نت نت دیکھو نوی

کنکر پتھر ٹھکرائے رہے آرسی ہوئی

جان و ن............... برائے صید غم

کفر مطلق دان وسود مسند..... خیر

(۵۷۷) دیوان رشید

نمبر (۶۷۶) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۱۷۹) سطر (۱۳) خط شکستہ کاغذ ولایتی

مصنف رشید تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ کتابت

مولف تذکرہ گلزار ابراہیم نے ایک رشید تخلص کے شاعر کا ذکر کیا ہے اور انکو نظام الدین لکھنوی کا شاگرد بتایا ہے مگر یہ دوسرا رشید معلوم ہوتا ہے۔ مصحفی نے ایک اور رشید کا حال لکھا ہے جنکا خطاب نصیر الدولہ تھا اور وہ غازی الدین حیدر کے فرزند تھے ممکن ہے یہ دیوان ثانی الذکر رشید کا ہو۔ افسوس ہے کہ ہم تیقن کے ساتھ کوئی صراحت نہیں کر سکتے۔

آغاز۔

کروں کس منہ سے میں..... دعوئ حمد یزداں کا   میرے خواہش سے بھی درجہ فزوں ہے اوسکے احساں کا

وہ کیا احساں کیا انساں کے زمرے میں مجھے پیدا کیا   دیا فیض و کرم سے اپنے مجھکو خلعت ایماں کا

کیا پھر تابع شرع محمد مصطفےٰ مجھ کو   پڑھایا پھر مجھے اوس پاک نے کچھ علم قرآں کا

اس دیوان میں تمام تر ردیف وار غزلیات ہیں کوئی اور دوسرا کلام نہیں ہے۔

اختتام۔

جمع کچھ کر لے دولت باقی   کہ متاع جہاں فانی ہے

جلوہ فرما ہو گر وہ یار رشید   مہربانی ہے قدردانی ہے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

ہر روز نصیب عیش و عشرت ہووے — ہر آن زیادہ جاہ و حشمت ہووے

....

(۵۷۵) قصیدہ صادق

نمبر (۴۳۷) سائز (۱۰ × ۶) صفحہ (۹) سطر (۱۲) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف صادق تاریخ تصنیف کتابت

آغاز۔

کہتا ہوں مدح میں اس شاہ ور کا — بہادر شیر حق اقبال و فر کا

بڑے کاما کرے وہ نام ور شاہ — رکھیا ہے خاص تاواں اپس پر اللہ

ہو پہلا ناؤں گنج عشق اللہ — ولی اللہ کتیں ہور قدرت اللہ

اس کتاب میں اولاً زیادہ حصہ فارسی کلام کا ہے اسکے بعد صادق نے اپنے مرشد کی مدح میں یہ قصیدہ لکھا ہے مگر اصلی نام کسی شعر میں درج نہیں ہے۔ ممکن ہے ولی اللہ یا قدرت اللہ نام ہو۔

اختتام۔

کر مومنی مسلماں عادل امیر اوپر — رحمت درود کہنا جو نور المکی ہے

مدح امیر کہنا بندہ عزیز ہونا — حق کے کرم میں رہنا کہنا غلام علی ہے

آخر پر ایک سہرا بھی درج ہے مگر لفظ سہرا صرف پہلے شعر میں ہے۔

گوند لیا مالن سہرا — پیو تم مس بہایا

کتاب کے آخر میں منیر الملک کی مہر ثبت ہے جو خاندان سالار جنگ کے اجداد میں شامل ہیں۔

(۵۷۶) بیاض اشعار صادق

نمبر (۳۲۸) سائز (۴ × ½ ۸) صفحہ (۱۰) سطر غیر معین خط نستعلیق کاغذ

آغاز۔

سدا مجھ دل میں دہر ایک سو تیری یاد یا اللہ — اندھیرا غیر غارت کر دکھیا ارشاد یا اللہ

میری سب فعل نادانی عیش و تو ای شدی نے — یو کثرت غیر نفساں تو کو برباد یا اللہ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز۔

اول اول بروحِ پر فتوحِ مصطفےٰ — احمد مرسل محمدؐ افتخارِ انبیا
ہم بتر ویج امامِ اولِ اثنا عشر — نفس خیر المرسلین یعنی علی مرتضیٰ
ہم بروحِ طاہرہ مخدومہ دنیا و دیں — فاطمہ ام الائمہ حضرت خیر النسا

اس دیوان میں غزلیات ہیں جو ردیف وار ہیں۔ غزلیات کے بعد مخمس اور چند رباعیات ہیں۔
دیوان ناقص الاخر ہے۔

اختتام۔

وہ رنگ پان و مسی کی دھڑی دیکھ — کیوں دے غنچۂ گل کا ہوا لب
و مشفی لب میں فالودہ کہر دانت — کہاں دنداں ہیں او سکے اور کجا لب

(۵۰۴) دیوان صادق

نمبر (۳۹۵) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۲۱۸) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ ولایتی
مصنف صادق تاریخ تصنیف ما بعد ۱۲۵۰ھ کتابت

صادق علی خاں عرف میاں مسنیا، صادق تخلص تھا۔ باپ کا نام فتح علی خاں مصحفی نے ان کا مختصر حال لکھا ہے جرائت کے شاگرد ہونے کا ذکر تا ہے۔

آغاز۔

الٰہی وصف تیرا کب بیاں ہو — اگر ہر مو میری تن پہ زباں ہو
تیری وہ ذات .... — کیا سب ایک کن کہنے میں موجود
.... جان — تیری قدرت نے خالق پری انساں

اس دیوان میں سب سے پہلے ایک مختصر مثنوی ہے اسکے بعد ردیف وار غزلیات ہیں آخر پر چند فردات اور رباعیات قطعہ بھی شامل ہیں۔
ناقص الآخر ہے۔

اختتام۔

قائم رہے تا حشر یہ سب جاہ و جلال — افزونی پہ دمبدم ہو تیرا اقبال
مثلِ مہ نو تیری ترقی ہو مدام — یہ عید مبارک ہو تجھے یوں ہر سال مدام

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اودھ کے شہزادے تھے، سہراب جنگ خطاب تھا اور غضنفر تخلص۔ جرائت کے شاگردوں میں انکا شمار ہوتا ہے۔

آغاز۔

اول تو پیمبر خدا پر صلواۃ — بعد اونکے علی مرتضیٰ پر صلواۃ
پھر آل نبی جو ہیں اور اولادِ علی — ہر ایک امیر دوسرا پر صلواۃ
یا امام اس مجرئی پہ ہو عنایت آپکی — جیتے جی حاصل کرے فدوی زیارت آپکی

اس مجموعہ میں غضنفر کے سلام اور چند قطعے شامل ہیں۔

اختتام۔

زینب کرے تھے رو رو کے کلثوم سے یہ بین — بہنا کہو حسین برادر کو کیا ہوا
اس سانحہ کا کیوں نہیں کرتا بیان وہ — خاموش کس لئے غضنفر کو کیا ہوا

اس کتاب پر چار مہریں ثبت ہیں۔ ان میں سے دو واجد علی شاہ سلطان عالم ۱۲۶۳ھ کے ہیں اور دو امجد علی شاہ کے ہیں۔ اسکے علاوہ حسب ذیل عبارتیں درج ہیں۔

(۱) تحویل ذوالفقار خاں۔
(۲) جریدہ شاہزادہ سہراب جنگ تخلص غضنفر۔
(۳) بخط حافظ نوراللہ جیو اوستاد نستعلیق۔
(۴) بتاریخ سیوم شہر ذیقعدۃ الحرام ۱۲۶۱ھ بجائزہ رسید۔
(۵) بتاریخ دہم صفر ۱۲۶۳ھ بجائزہ رسید۔
(۶) تحویل مصطفےٰ خاں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب اودھ کے شاہی کتب خانہ کا نسخہ ہے۔

(۵۰۳) دیوان خرد

نمبر (۶۳۵) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۳۰) سطر (۹) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف خرد تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ کتابت

کسی تذکرہ میں خرد کا تذکرہ نہیں ہے۔ خیال یہ ہے کہ دکن سے انکو تعلق تھا غالباً مشہور نہیں تھا اسلئے کسی مورخ نے اسکا ذکر نہیں کیا ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

شاہ نصیر کا دیوان طبع ہوا ہے۔ "چمنستان" نام سے موسوم ہے۔ قلمی نسخے بھی بعض کتب خانوں میں ہیں۔ چنانچہ کتب خانہ آصفیہ میں ایک نسخہ ہے (دیوان ۴۰۲)۔

(۵۷۱) کلیات عارف

نمبر (۲۷۶) سائز (۱۱ × ۷ ½) صفحہ (۹۱) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ

مصنف عارف تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ کتابت

زین العابدین خاں نام عارف تخلص غالب کے قریبی عزیز تھے، انکو غالب اپنے فرزند کی طرح عزیز رکھتے تھے نوجوانی میں انکا انتقال ہوگیا۔

دیوان ناقص الاول ہے۔

آغاز۔

یا تو آدم کے بدن پر تھے وہ حلی تو بتو — یاں کالا خلد سے اور صاف عریاں کردیا

وہاں تو بخشا مصر میں جذب زلیخا کو اثر — اور یہاں کنعان میں نام جو اخواں کردیا

وہاں زلیخا کو دیا وہ خندۂ شکر فشاں — گریہ یہاں تفویض چشم پیر کنعاں کردیا

اس دیوان میں عارف کا مختلف کلام غزلیات، قصائد، قطعات وغیرہ شامل ہیں۔

اختتام۔

تھا نہ لکھنا تو کچھ مجھے اتنا — نامہ کو طول ہوگیا کتنا

ہرزہ گوئی یہ کھینچ عارف خط — ختم کر نامہ جلد لکھ کے خط

خاتمہ۔ متفرقات قصائد و غزلیات عارف تمام شد۔

محترمہ حمیدہ سلطان بیگم جو عارف کے خاندان سے تعلق رکھتی ہیں اس کلیات کو دیکھکر اس امر کی تصدیق فرمائی کہ یہ کلام عارف عزیز غالب کا ہی ہے۔

(۵۷۲) کلیات غضنفر

نمبر (۲۱ میوزیم) الف۔ سائز (۷ × ۱۱) صفحہ (۹۹) سطر (۹) خط نستعلیق کاغذ دیسی

صفحہ اول و جدول مطلا

مصنف غضنفر تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ کتابت

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

رحم کھاتے ہیں جوانی پہ میرے   خون ....

دل بیٹھا جاتا ہے ....   مرثیہ خواں ....

خاتمہ۔

دیوان معروف فرمائش جناب نواب صاحب قبلہ نواب میرزا جوہر علی خاں بہادر بتاریخ بست و دوم ماہ جمادی الثانی ۱۲۴۳ھ روز جمعہ کاتب ہادی محمد عبداللہ صاحب یمنی۔

معروف کا دیوان ۱۹۳۵ء میں نظامی پریس بدایون سے شائع ہوا ہے۔

(۵۷۰) دیوان نصیر

نمبر (۵۸۶) سائز (۸½×۵½) صفحہ (۵۸) سطر (۱۴ و ۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف شاہ نصیر دہلوی تاریخ تصنیف قبل ۱۲۵۳ھ کتابت

نصیر الدین نام اور نصیر تخلص تھا۔ انکے باپ شاہ غریب کہلاتے تھے۔ شاہ نصیر چونکہ سیاہ رنگ تھے اسلئے میاں کلو کے لقب سے موسوم ہوگئے تھے۔ دہلی انکا وطن تھا۔ مہاراجہ چندو لال کی قدردانی سے حیدرآباد آگئے۔ پہلی مرتبہ تو دہلی واپس ہوگئے۔ دوسری مرتبہ ایسے آئے کہ پھر وطن جانا نصیب نہیں ہوا۔ حیدرآباد میں فوت ہوئے (۱۲۵۳ھ) شاہ موسیٰ قادری کی درگاہ میں مدفون ہیں۔ دوسری مرتبہ جب حیدرآباد آئے تھے تو سات سو پچاس روپیہ ماہوار مقرر ہوئی تھی۔ بقول مولف "گل رعنا" شاہ نصیر کا دیوان انکے مرنے کے بعد مرتب ہوا۔ انکے نام کے ساتھ شاہ کا لفظ اس لئے استعمال ہوتا ہے کہ وہ اہل باطن کے سلسلہ سے تعلق رکھتے تھے۔

نصیر کو شاہ محمدی مائل سے تلمذ تھا۔ مائل دہلی کے اساتذہ میں شامل ہیں۔

آغاز۔

دیکھنے جب اپنی وہ صورت پری پیکر لگا   بن گیا آئینہ جو کہ منہ کو خاکستر لگا

جسم نقش پا سے ہیں پامال حسرت دیکھنے   گوشۂ داماں کو اپنے اور بھی ٹھوکر لگا

اس دیوان میں صرف غزلیات ہیں جو ردیف وار ہیں۔

اختتام۔

دیکھنے اگر اس بت کے تجلی کو میرے شیخ   ناقوس صنم خانہ کے دالان میں پھونکے

کہہ ...... کی نصیر اب تجھے .... ہوگا   تا سورۂ جن پڑھ کے تیرے کان میں پھونکے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

خاتمہ۔
منتخب مجموعہ فصاحت و بلاغت شیخ غلام علی راسخ غفرلہ در بلدہ شاہ جہان آباد ......
...... درسنہ ایک ہزار دو صد چہل وہشت ۱۲۴۸ ماہ جمادی الآخر از دست احقر العباد محمد علی قادری
عفی اللہ ذنوبہ و ستر عیوبہ صوری تحریر یافت۔

(۵۶۹) دیوان معروف

نمبر (۲۴۷) سائز (۹½×۶) صفحہ (۴۱۴) سطر (۱۴) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف الٰہی بخش معروف تاریخ تصنیف قبل ۱۲۴۲ھ کتابت ۱۲۴۳ھ

الٰہی بخش نام اور معروف تخلص تھا۔ شاہ نصیر کے شاگردوں میں شامل ہیں۔ باپ کا نام عارف علی خاں تھا۔ دہلی وطن تھا مگر ترک وطن کر کے لکھنؤ آگئے تھے۔ مصحفی نے انکا تذکرہ کیا ہے۔ معروف خاندانی امیر تھے۔ انکا خاندان فوجی خدمات انجام دیا کرتا تھا۔ مگر معروف نے روحانیت کی طرف توجہ کی۔ حضرت ضیاء الدین چشتی کے مرید ہوئے اور تمام ذاتی اور خاندانی املاک سے اپنے بھائی احمد بخش خاں کے حق میں دست بردار ہو گئے۔ ان ہی معروف کی صاحبزادی امراؤ بیگم غالب کی بی بی تھیں۔ ۱۲۴۲ھ میں انتقال ہوا۔

آغاز۔

بجز الحمد للہ اہل دیں کا — کہاں وصف رب العالمیں کا
اسی کے اسم ہادی کے طفیل سے — یہ روشن ہے چراغ اس کفر دیں کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں اسکے بعد قطعات ہیں۔ اسی میں میرزا طفیل کے دیوان کی مدح اور تاریخ بھی درج ہے جو کہ باغ و بہار سے تاریخ نکالی گئی ہے شیخ محمد علی میر عمارت کا قطعہ تاریخ ہے اس کے بعد رباعیات ہیں۔ اسکے بعد فرد ہیں۔

ان کے بعد مخمس ہیں جو امیر خسرو، خواجہ حافظ، شہزادہ دارا گوہر ثابت، حسام الدین حیدر نامی، عبدالرحمٰن خاں احسان وغیرہ کے غزلوں پر کہے گئے ہیں۔ ایک مخمس غالب کی غزل "آہ کو چاہیئے ایک عمر اثر ہونے تک" پر ہے۔ آخر پر ایک طویل عشقیہ مثنوی ہے۔ مثنوی کے بعد منظوم خط ہے۔

اختتام۔

اور جب تجھے میرے دشمن جانی — سونچکر دل میں ......

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۵۶۷) دیوان حفیظ (دوسرا نسخہ)

نمبر (۶۰۱) سائز (۸ ½ × ۶) صفحہ (۲۶۳) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی

کتابت ۱۲۴۰ھ

آغاز ۔

یہ آسماں حباب ہے دریائے ذات کا ۔۔۔ خورشید ایک ذرہ ہے اوسکی صفات کا
زاہد تجھے غرور ہے صوم و صلوات کا ۔۔۔ مجھکو تو آسرا ہے محمدؐ کی ذات کا

اس دیوان میں صرف ردیف وار غزلیات ہیں کوئی اور صنف سخن نہیں ہے ۔

اختتام ۔

مکدر دل سے اپنی نالۂ نیرنگ نکلی ہیں ۔۔۔ یہ کافر شیشۂ ساعت سے ہے اور راگ مالا ہے
جلامت جی حفیظ اوس زلف کا فریو تغافل کر ۔۔۔ کہ اس نے کیسے کیسے منکروں کو مار ڈالا ہے

خاتمہ ۔

بتاریخ بست و ششم شہر ذیحجہ ۱۲۴۰ھ از خط فقیر حقیر خاکسار عالمیان محمد کاتب غلام احمد ۔

(۵۶۸) انتخاب دیوان راسخ

نمبر (۴۴۹) سائز (۸ ½ × ۵) صفحہ (۴۴) سطر غیر معین خط نستعلیق کاغذ

مصنف غلام علی راسخ تاریخ تصنیف قبل ۱۲۴۵ھ کتابت ۱۲۴۵ھ

غلام علی المتخلص بہ راسخ کا ذکر مصحفی نے کیا ہے مگر کوئی حال نہیں لکھا ۔ صرف نام اور تخلص پر اکتفا کیا ہے ۔ اس دیوان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دہلی کے متوطن تھے اور ۱۲۴۵ھ میں انتقال ہوا ۔

آغاز ۔

گریہ نے کی اشتعالک سوزِ پنہانی کتیں ۔۔۔ ہم جھڑکتے ہی نہ کاش اس ایک برہانی کتیں
دل سے میرے ایک عجب نسبت ہوئی بیدار سے ۔۔۔ جلئے باش ایسی ملی کمبخت ہے پریشانی کتیں

مختلف ردیف کے غزلیات اسمیں جمع کئے گئے ہیں ۔

اختتام ۔

جلوہ اگر ہے اون کا جانا دلِ شکستہ ۔۔۔ دشنے ہیں اسی میں یہ جو ٹوٹا ہوا سا گھری
سن یہ جو صندلی رنگت اس دو سروں کی چاہت ۔۔۔ لگ جائے دل سے راسخ کو وجہ دردسری

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۵۶۶) دیوان حفیظ

نمبر (۲۷۹) سائز (۸ × ۶) صفحہ (۲۹۸) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف حفیظ تاریخ تصنیف قبل ۱۲۴۷ھ ہجری کتابت ۱۲۷۳ھ

حفیظ تخلص غالباً شیخ محمد حفیظ نام تھا۔ دہلی کے رہنے والے تھے۔ انکے بزرگ سپاہی پیشہ تھے۔ حفیظ غالب کی طرح شمشیر کو چھوڑکر قلم ہاتھ میں لیا اور شاعری کے میدان میں اترے! اچھی شہرت حاصل کرلی۔ دہلی سے حیدرآباد آئے اور مہاراجہ چندولال کے مصاحب بنے۔ اس کے پہلے راجہ ہیبت رام کی سرکار سے متوسل تھے۔ اس زمانہ میں شاعری کے تین استاد سمجھے جاتے تھے۔ ذوق دہلی میں، ناسخ لکھنؤ میں اور حفیظ دکن میں۔ حفیظ کی یہ بدقسمتی ہے کہ ذوق اور ناسخ کے مقابلہ میں آج انکو کوئی نہیں جانتا اور نہ ابتک انکا دیوان شایع ہوا۔ ۱۲۴۷ھ میں حفیظ کا انتقال ہوا۔ حفیظ نے فارسی اور اردو دونوں زبانوں میں دیوان مرتب کئے ہیں۔

آغاز۔

یہ کون و مکاں عکس ہے آئینہ کن کا — کیا کیا نظر آتا ہے طلسمات سخن کا
اے صل علی راہبر ساکن سدرہ — پیدا نہ ہوا کوئی بشر آپ کی دھن کا
پیری میں کوئی کام پہ آتا نہیں اعضا — چوبینہ پڑا رہتا ہے کھایا ہو گھن کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں اور کوئی دوسری صنف کا کلام نہیں ہے۔

اختتام۔

حفیظ آئینہ اونکی سینہ و دل میں کہ ہے جنکو — محبت چہاردہ معصوم اور بارہ اماموں کی

خاتمہ۔

دیوان حفیظ طالعمند خاں .... درماہ ربیع الاول بتاریخ پانزدہم در شہر کرنول روز جمعہ در ۱۲۷۳ھ نبوی از عنایت الٰہی بہ اتمام رسید۔

اس کتاب میں ایک طویل اور نامکمل مرثیہ بھی ہے۔ مرثیہ کے مصنف کا نام معلوم نہیں ہوتا۔ آغاز یہ ہے۔

یارو یہ بزم ماتم ختم رسول ہے — روح الامیں بھی جوش الم میں ملول ہے

کتب خانہ آصفیہ میں تین قلمی نسخے موجود ہیں (دیوان ۱۸۸۔ ۱۵۹۔ ۱۵۹۱)۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۵۶۵) دیوان شاہد

نمبر (۱۰۱) سائز (۸½×۵½) صفحہ (۱۹۷) سطر (۱۴) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف شاہ شاہد معروف تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ کتابت ۱۲۶۲ھ

شاہ محمد معروف شاہد اللہ ایک صوفی بزرگ تھے۔ جو حضرت عمر فاروق کی اولاد میں تھے۔ حیدرآباد سے قریب ٹیکمال کے موضع میں اقامت کی تھی۔ اور یہاں تبلیغ اسلام کے فرائض انجام دیتے تھے۔ صدہا ہنود نے انکی تبلیغ سے دین اسلام کو قبول کیا تھا۔

ان کے مرید سید شاہ عبدالرزاق قادری تھے۔ اور انکے فرزند صاحب حسینی ہیں جنہوں نے ٹیکمال میں مدرسہ حسینی قائم کیا تھا۔ قادریہ طریقہ پر مرید کرتے تھے۔ شاہ شاہد اپنے وقت کے ایک صوفی بزرگ تھے۔ افسوس ہے انکے انتقال کے سنہ سے ہم واقف نہیں ہیں۔

آغاز۔

الحمد للہ شکر اوس قادر کرتار کا	نعت محمد مصطفےٰ اوس احمد مختار کا
بولنا للکار کر شاہد مناقب چار کا	حضرت ابابکر و عمر عثمان حیدر یار کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں اس کے بعد ڈیڑھ سو سے زیادہ رباعیات ہیں پھر فرد ہیں انکے بعد مخمس۔ ترجیع بند۔ چھوٹی چھوٹی مثنویاں وغیرہ شامل ہیں۔ آخر پر "جد نامہ" کے عنوان سے شاہد حسینی کا شجرہ بھی درج ہے۔ جو فارسی میں ہے۔

اختتام۔

جدِ امجد را بود خاص وطن پاک پٹن	اولادِ شکر گنج کہ آمد بدکن
از کرنول بہ حیدرآباد کہ مشہور و معروف	شاہد کہ قبول کرد زمین خاص دکن

اس سے واضح ہے کہ آپ کرنول سے ٹیکمال آئے تھے اور شیخ فرید الدین شکر گنج کی اولاد میں تھے۔

خاتمہ۔

تمت تمام شد کلام شاہدی۔۔۔۔۔۔۔ تاریخ بست و ہفتم رجب المرجب ۱۲۶۲ھ ہجری کہ شب چہارشنبہ لیلتہ المعراج بود بخط بے رابطہ بندہ درگاہ شاہدی شام لال عطا ولد رائے بنسی رام تحریر یافت۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اس دیوان میں چند قصائد ہیں جو ابو المظفر معز الدین شاہ، نصیر الدین حیدر کی مدح میں ہیں۔ اگرچہ ہر ایک قصیدے میں تخلص استعمال نہیں کیا گیا ہے مگر دو تین جگہ تخلص آیا ہے جو یہ ہے۔

پڑھ اک مطلع رنگین غزل کا اے گویا — چمن ہے سبزہ ہے آب رواں ہے جاناں ہے

کروں دعا یہ قصیدہ کو ختم اے گویا — کہ مدح کر نہیں سکتا میر البت گفتار

ممدوح کا نام۔

سپہر مرتبہ سلطان نصیر الدین حیدر — ہے بادشاہ کوئی تو وہ شاہِ شاہاں ہے

اختتام۔

نسیم عیش سے خنداں ہو دوست گل روشن — چمن میں عمر کے اون کی رہی ہمیشہ بہار

گرہ کشائی جبیں ہو صبا نہ دشمن کے — برنگ غنچۂ تصویر تا بروز شمار

اس کتاب کے آخر میں ایک غزل بھی ہے اور چند فرد بھی ہیں۔ کتاب پر محترم الدولہ اور اعتصام الملک کے ۱۲۷۴ھ مہر ثبت ہیں۔

(۵۶۴) قصائد گویا (دوسرا نسخہ)

نمبر (۲۵۳) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۱۹) سطر (۱۲) خط نستعلیق کاغذ دیسی

آغاز۔

بہار میں ہو اگر ساقیٔ گلاب قلم — کھلے یہ غم سے ہے شیشۂ شراب قلم

اس کتاب میں حضرت علی کی مدح میں بھی ایک قصیدہ ہے۔

اختتام۔

فرار دست عدو کیوں نہ سیکھی پاؤں سے — کہ تیغ فیض سے سر جسم سے گریزاں ہے

اس کے بعد کے اشعار نہیں ہیں۔ ناقص الآخر کتاب ہے۔ جو شعر اس کے بعد ہونا چاہیئے وہ "خرید" کے حرف سے شروع ہوا ہے۔ اسپر بھی محترم الدولہ کی مہر ثبت ہے۔ کتاب پر کسی نے آصفیہ خاندان کے بادشاہوں کی مدت حکومت حسب ذیل درج کی ہے۔

آصف جاہ ۲۵ سال	ناصر جنگ ۳۰ ماہ	بسالت جنگ ۲۰ ماہ	ہدایت محی الدینخاں ۳ ماہ	نظام علی خاں ۵۲ سال	
سکندر جاہ ۲۶ سال ۹ ماہ	ناصر الدولہ ۲۸ سال ۹ ماہ	افضل الدولہ ۱۲ سال ایکماہ ۱۵ یوم			

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۵۶۲) دیوان شاداں (دوسرا نسخہ)

نمبر (۵۳۸) سائز (۹×۶) صفحہ (۲۱۸) سطر (۱۱) خط نستعلیق مائل بہ شکستہ
کتابت سنہ ۱۲۳۹ھ

آغاز۔

بندہ ہوں دل وجان سے میں اپنے صنم کا — سایہ ہے میرے سر پہ تو اسکے ہی قدم کا

اس دیوان میں نسخہ اول کی طرح غزلیات ردیف وار ہیں اور ہر غزل کے عنوان کے طور پر بحر وغیرہ کی صراحت سرخی سے کی گئی ہے۔ غزلیات کے بعد قصیدے ہیں اور پھر مخمس اس کے بعد رباعیات ہیں۔

اختتام۔

شطرنج میں جیسے ہووے فرزیں مہرہ — یوں چاہے بندہ اوسے ہو مسترضی

خاتمہ۔

دیوان ہمنت عنوان......... بتاریخ پانزدہ شہر ربیع الاول سنہ ۱۲۳۹ھ بہ اہتمام مرزا عابد علی بیگ خاں ظہور مرتب اور بتاریخ چہاردہم شہر ربیع الثانی سنہ الیہ روز پنجشنبہ بخط لاڈلے صاحب جنیدی مرقوم گشت۔

(۵۶۳) قصائد گویا

نمبر (۶۲۱) سائز (۹×۵) صفحہ (۵۸) سطر (۱۰) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف گویا تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۴۲ھ کتابت

شیخ حیات اللہ نام اور گویا تخلص فرخ آباد وطن تھا۔ سرکار کمپنی کے ایک معزز عہدہ پر ممتاز تھا۔ طبقات الشعرا میں انکا تذکرہ موجود ہے۔ شاہان اودھ کا بھی مقرب تھا۔ کئی قصیدے انکی مدح میں موزوں کئے ہیں۔ غازی الدین حیدر اور نصیر الدین حیدر کے زمانہ میں اودھ میں رہا کرتا تھا

آغاز۔

بہار میں ہو اگر ساقیا گلاب قلم — کھلے یہ غم سے سبو شیشۂ شراب قلم
عروس فکر کو دکھلائیگا شباب قلم — کرے مدادے کیونکر نہ اب خضاب قلم

CC-0. Agamnigam Digital Preseyation Foundation, Chandigarh

دہلی کے کئی شعرا حفیظ، مشتاق، شاہ نصیر وغیرہ حیدرآباد آگئے تھے شادان کے فارسی اور اردو دیوان مرتب ہوئے ہیں۔

آغاز۔

بندہ ہوں دل و جان سے میں اپنے صنم کا — سایہ ہے میرے سر پہ تو اوس کے ہی قدم کا
خورشید بھی ہے نور بھرا اوس کے کرم سے — ہر ذرہ جو ہے نور سے خورشید کے چمکا

اس دیوان میں مختلف نوع کا کلام شامل ہے۔ اولاً غزلیات ہیں۔ ہر غزل کے آغاز پر "بحر" قافیہ اور اسکی تقطیع بھی سرخی سے لکھی گئی ہے۔

غزلیات ردیف وار ہیں اسکے بعد ایک قصیدہ ہے جو سکندر جاہ آصف جاہ ثالث کی مدح میں ہے۔ مطلع ہے

صبح بیدار ہوا میں تو یہ بولا اقبال — آیا ہوں رہنے کو میں تیرے ہی در پہ فی الحال

اس کے بعد ایک مخمس ہے پھر (۳۵) رباعی ہیں۔ آخر میں قطعہ تاریخ زیب دیوان ہے جو کسی اور کا لکھا ہوا ہے۔

اختتام۔

رُباعی

مالک ہے ہمارا جس میں اوس کی مرضی — لکھتے ہیں ہم اوس کو اپنی یہ عرضی
شطرنج میں جیسے ہووے فرزیں مہرہ — یوں چاہے بندہ اوسی ہو مسترضی

قطعہ تاریخ کا پہلا اور آخر شعر۔

مہاراج شاداں وزیر دکن — کہ مرجع ہے عالم کے امید کا
کیا میں نے رُوئے ہدایت سے تب — یہ دیوان دفتر ہے توحید کا
۱۲۳۹ھ

خاتمہ

دیوان میمنت عنوان وزیر دوراں خاتم زماں راجہ چندولال مہاراجہ المتخلص شاداں دام اقبالہ بتاریخ سیزدہم رجب المرجب ۱۲۴۱ھ باہتمام مرزا صاحب مرزا عابد علی بیگ ظہور۔ بخط کمترین محمد علاؤالدین حسن اختتام پذیرفت۔

شادان کا دیوان طبع ہوگیا ہے قلمی نسخے بعض کتب خانوں میں موجود ہیں۔ چنانچہ کتب خانہ انجمن ترقی اردو علی گڈھ میں ایک نسخہ ہے (دیوان ۳۵)۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

کندی یک عمر ہر شب تارِ فراق مثل شب تصویر نہیں ہوتی صبح

اعتصام الملک (۱۲۷۴ھ) اور محترم الدولہ ۱۲۵۸ھ کے مواہیر ثبت ہیں۔

(۵۶۰) دیوان ناسخ (پانچواں نسخہ)

نمبر (۶۳۷) سائز (۱۰ × ۶½) صفحہ (۲۹۴) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ ولایتی ناقص الآخر ہے۔

آغاز۔

اقرار نبوت میں ہے اقرار خدا کا انکار امامت میں ہے انکار خدا کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات۔ رباعیات اور قطعات وغیرہ شامل ہیں۔

اختتام۔

پائی وفات اوس نے ماتم سرا میں سپنے ہے کون دل کہ جس میں سوخار غم نہ ہونگے

اس کے بعد اوراق نہیں ہیں۔

(۵۶۱) دیوان راجہ چندولال

نمبر (۵۳۵) سائز (۹ × ۵½) صفحہ (۱۹۶) سطر (۱۲) خط نستعلیق کاغذ دیسی

معنف مہاراجہ چندولال تاریخ تصنیف ۱۲۳۵ھ کتابت ۱۲۴۱ھ

چندولال نام مہاراجہ بہادر خطاب اور شادان تخلص تھا۔ ۱۱۸۹ھ میں تولد اور ۱۲۶۱ھ میں وفات ہوئی۔ آصفجاہ ثانی کے دور میں کروڑگیری کے تعلقدار ہوئے اسکے بعد آصفجاہ ثالث کے عہد میں پیشکاری کی خدمت ملی۔ دیوانی کے فرائض بھی عرصہ تک انجام دئے۔ بڑے مخیر تھے۔ انکی داد دہش مشہور تھی۔ سرکاری خزانہ خالی کردیا جسکی وجہ سے فوج کی تنخواہ بروقت ادا نہیں ہوتی تھی۔ بالآخر برار کا علاقہ انگریزوں کو دیدینا پڑا۔ انگریزوں کی خوشنودی کے طلبگار رہا کرتے، ملکی مفاد کا خیال نہیں کرتے تھے، سلطنت کا نظم و نسق ابتر کردیا تھا۔

چندولال نہ صرف شعر و سخن کے قدردان اور اہل علم کے سرپرست تھے بلکہ خود بھی ایک باکمال شاعر تھے۔ فارسی اور اردو میں طبع آزمائی کرتے۔ ہروقت گرد و پیش بیسیوں شعرا رہا کرتے تھے مشاعرہ کی محفلیں گرم ہوتیں اور شعرا کے کلام سے محفل کا رنگ دوبالا ہوتا، اس قدردانی کے باعث

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

بتاریخ مذکور روز دوشنبہ چہار گھڑی روز بر آمد تمام رسید ۱۲۴۴ھ۔

بسم اللہ کے پہلے صفحہ اول پر جو غزل درج ہے اوسکا مطلع یہ ہے۔

روئے جاناں کا تصور میں جو نظارہ ہوا　　دل میں تھا جو داغِ حسرت عرش کا تارا ہوا

(۵۵۸) دیوان ناسخ (تیسرا نسخہ)

نمبر (۴۲۴) سائز (۹ × ۵ ۱/۲) صفحہ (۳۳۶) سطر (۱۵ تا ۱۷) خط نستعلیق کاغذ دیسی

آغاز۔

بلبل ہوں بوستانِ جنابِ امیر کا　　روح القدس ہے نام میرے دستگیر کا

اس دیوان میں اولاً ردیف وار غزلیات ہیں۔ "ی" کی ردیف پر دیوان ختم ہوتا ہے خاتمہ پر کشن راؤ اور محترم الدولہ کے مواہیر ثبت ہیں۔

اس کے بعد پھر نعتیہ قصائد اور چند غزلیات درج ہیں۔

اختتام۔

میرے گھر آمد آمد آج ہے کس ماہِ تاباں کی　　کہ مثلِ کرمِ شب تاب اُڑ چلی ہے شمع محفل سے

جو ہے ممدوح اوسکا بس وہی ممدوح ہے اوسکا　　نہیں ناسخ ذرا رہتی ہیں کم سحبان وائل سے

کتاب کے حاشیہ وغیرہ پر اشعار کا اضافہ ہوا ہے۔

(۵۵۹) دیوان ناسخ (چوتھا نسخہ)

نمبر (۶۲۱) سائز (۹ × ۵) صفحہ (۱۳۰) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی

آغاز۔

آسماں کی کیا ہے طاقت جو خبر آئے لکھنؤ　　لکھنؤ مجھ پر فدا ہے میں فدا ہوئے لکھنؤ

تو نے دیکھے ہیں کہاں رنگیں ادائی لکھنؤ　　لالہ و گل کے چمن ہیں کوچہ ہائے لکھنؤ

یہ نامکمل دیوان ہے صرف ردیف "واؤ" اور "ھ" اور "ی" کی غزلیات شامل ہیں۔ کچھ قطعات۔ رباعیات اور فرد بھی ہیں۔

اختتام۔

اے نالہ سنکر نہیں ہوتی صبح　　اے اشک کی تاثیر نہیں ہوتی صبح

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

ہے تصور نوک مژگاں کا جو ہردم سامنے دیدۂ گریاں ہمارا آب ہزارا ہو گیا

ناسخ کے اس دیوان میں صرف ردیف وار غزلیات ہیں کوئی دوسرا کلام نہیں ہے۔

اختتام۔

روح جاتی ہے کبھی عالم بالا کی طرف قدِ بالائے جفا کار سے کچھ کام نہیں

اسد اللہ ہیں کونین میں کافی ناسخ

ایک سے کام ہے گھر بار سے کچھ کام نہیں

نوٹ۔ اس مجلہ میں کئی کتابیں ہیں جن میں ایک دیوان قیس بھی ہے۔ دیوان ناسخ کے بعد قیس کے دو قصیدے پھر لکھے گئے ہیں جن میں ایک مہاراجہ چندو لال کی مدح میں ہے۔ اس پر محترم الدولہ کی مہر ثبت ہے۔

آخری صفحہ پر اعتصام الملک ۱۲۷۴ھ کی مہر ثبت ہے۔

ناسخ کا دیوان کئی مرتبہ طبع ہوا ہے۔ قلمی نسخے بھی بعض کتب خانوں میں ملتے ہیں چنانچہ کتب خانہ آصفیہ میں چار نسخے موجود ہیں (دیوان ۱۷۹۔ ۴۹۱۔ ۱۳۲۵۔ ۱۲۸۶)۔ ادارہ ادبیات اردو میں دو نسخے ہیں (زور ۲۳۲، ۲۳۲) انجمن ترقی اردو (علی گڈھ) میں دو نسخے ہیں (دیوان ۷۰۔ ۷۱)۔

(۵۵۷) دیوان ناسخ (دوسرا نسخہ)

نمبر (۲۹۶) سائز (۱۰½×۶) صفحہ (۲۱۲) سطر (۱۴) خط نستعلیق کاغذ دیسی کتابت سنہ ۱۲۴۴ھ

بسم اللہ کے پہلے صفحہ اول پر ایک غزل درج ہے اور چند غزلیات حاشیہ پر بھی درج ہیں۔

آغاز۔

میرا سینہ ہے مشرق آفتابِ داغ ہے انکا طلوع صبح محشر چاک ہے میرے گریباں کا

کسی خورشید کو جذبِ دل نے آج کھینچا ہے کہ نورِ صبح صادق ہے غبار اپنی بیاباں کا

یہ ناسخ کا پہلا دیوان ہے۔ اس میں ردیف وار غزلیات ہیں۔ آخر پر چند رباعی اور فرد بھی شامل ہیں۔

اختتام۔

صدمہ اٹھیگا مجھ سے نہ غوغائے زاغ کا ہوں بے دماغ نغمہ سرایان باغ کا

خاتمہ۔ بتاریخ شانزدہم ماہ ربیع الثانی ۱۲۴۴ھ بحسب فرمائش خان والاشان یعنی جیون خان صاحب سلمہ دیوان ناسخ اہل ہند از اصل نقل گرفتہ شد۔ کاتب الحروف خاکپائے خلق اللہ یعنی فدوی محمد عبداللہ خان۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز دوم

مجکوں یہ رہتا ہے ہردم ذکر الا اللہ کا — کھل رہا ہے دل پہ میرے نقش وجہ اللہ کا

چشم میں بخشا ہے تو نے جیسی مجکو روشنی — دیکھتا ہوں وجہہ میں ہردم علی اللہ کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں۔

اختتام۔

جب بھوکے ہے ناقوس صنم خانۂ دل شیخ — کعبہ کی تیرے وجد میں دیوار و در آوے

بے خوابی سے ہوتا ہے شب ہجر میں سودا — اب کہنے کو افسانہ کوئی نوحہ گر آوے

مصنف کا اصل نسخہ معلوم ہوتا ہے جا بجا جگہ معرا چھوڑی گئی ہے۔

(۵۵۶) دیوان ناسخ

نمبر (۲۵۳) سائز (۹×۶) صفحہ (۲۵۰) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف ناسخ تاریخ تصنیف ۱۲۳۲ھ تا ۱۲۵۴ھ کتابت

ناقص اول ہے۔

شیخ امام بخش نام اور ناسخ تخلص۔ باپ کا نام خدا بخش تھا۔ فیض آباد میں قیام تھا۔ نواب محمد تقی خاں فیض آباد کے ایک رئیس تھے انکو ترچھوں کی قدر تھی۔ ناسخ ان اوصاف کے حامل تھے اسلئے نواب صاحب کی سرکار سے متوسل ہوگئے۔ انکے ساتھ ہی لکھنؤ آئے، اور شعرائے لکھنؤ میں امتیاز حاصل کیا۔ مصحفی کے شاگردوں میں منسلک ہوئے۔ انکا نام اردو شاعری میں اس وجہ سے یادگار رہیگا کہ اونہوں نے دبستانِ لکھنؤ کی بنیاد رکھی "لکھنؤ اسکول" کے موجد ہیں۔ لکھنوی طرز کلام ان ہی کی وجہ سے وجود میں آیا۔ غازی الدین حیدر شاہ اودھ سے ناراض ہوکر الہ آباد چلے گئے۔ راجہ چندو لال نے حیدرآباد طلب کیا مگر یہاں نہیں آئے۔ غازی الدین حیدر کے انتقال کے بعد لکھنؤ واپس آگئے۔ ۱۲۵۴ھ میں یہاں انتقال ہوا۔ میر علی اوسط رشک نے تاریخ انتقال لکھی۔ ناسخ کے تین دیوان مشہور ہیں۔ پہلا دیوان ۱۲۳۲ھ۔ دوسرا دیوان ۱۲۴۷ھ۔ اور تیسرا ۱۲۵۴ھ میں مرتب ہوا ہے۔

آغاز۔

مرتبہ کم حرص رفعت سے ہمارا ہوگیا — آفتاب ایسا ہوا اونچا کہ تارا ہوگیا

اندنوں موزوں جو کچھ رونا ہمارا ہوگیا — خط جدول صاف دریا کا کنارا ہوگیا

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز۔

کروں حمد و ثنا کیا اوس احد کی | کہ گم ہے عقل یہاں اہلِ خرد کی
وہی بے شبہہ ہے معبودِ عالم | وہی بذاتہ ہے موجود و قائم
کیا ہے خلق اوس نے دو جہاں کو | بنایا اوسی نے ہے کون و مکاں کو

اس مجموعہ میں کئی چھوٹی بڑی مثنویاں ہیں۔ مثنویوں کو کئی نام دئے گئے ہیں۔ اکثر مثنویوں میں چھوٹے چھوٹے قصے ہیں۔ نثر کا کچھ حصہ بھی ہے۔ خطوط کی طرز میں مخمس بھی ہیں۔ مثنویوں کے بعض عنوان یہ ہیں۔ نان و نمک۔ قضاء و قدر۔ مہر و ماہ۔ آتش عشق۔ اعجاز عشق۔ لیلیٰ مجنوں وغیرہ۔ بعض خط فارسی میں ہیں ایک آدھ مرثیہ بھی ہے۔

اختتام۔

تھا جو کہ سرو باغ نبوت اے مومنو | ہے کربلا کے بن میں سر اُس کا قلم ہوا
مہجور جو فدا ہوئے قدموں پہ شاہ کے | جا کر اون کو حاصلِ باغِ ارم ہوا

خاتمہ۔ بعرصہ بست روز نوشتہ شد بتاریخ ششم ربیع الثانی روز یکشنبہ ۱۲۴۸ھ ہجری یکہزار و دو صد و چہل و ہشت ہجری تحریر نمود۔

(۵۵۵) دیوان باقر حسین

نمبر (۳۸۳) سائز (۱۵×۱۰) صفحہ (۱۱۲) سطر (۹) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف باقر حسین تاریخ تصنیف ۱۲۲۹ھ کتابت ۱۲۲۹ھ

اولاً (۵) صفحوں میں کلام درج ہے اسکے بعد کئی صفحے خالی ہیں اسکے بعد پھر بسم اللہ کے ساتھ آغاز کیا گیا ہے۔ پہلا صفحہ مطلا ہے۔

ایک باقر علی خاں باقر المخاطب بخت یاور جنگ ناظم صوبہ حیدرآباد کا تذکرہ شاہ کمال نے کیا ہے۔ ممکن ہے یہ انکا ہی دیوان ہو۔

باقر کے باپ لکھنؤ سے حیدرآباد آئے تھے۔ باقر نے یہاں بود و باش کرلی تھی شاہ کمال سے انکے مراسم تھے۔

آغاز اول۔

اوستاد کا تھا کام جو تجکو پڑھا دیا | مرشد کا کام یہ ہے جو مجکو بنا دیا

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

جنکو مناقب کے عنوان سے لکھا گیا ہے۔ یہ کلام (۲۴) صفحے پر مشتمل ہے۔ صفحہ اول پر حسب ذیل مواہیر اور عبارتیں درج ہیں۔

(۱) آمدنی ضبطی حسن خاں نمبر (۲۲) مرقوم شمارہ رسید ۱۲۶۵ھ۔

(۲) تاریخ بستم شہر ذیقعدۃ الحرام سنہ ۱۲۶۱ھ بجائزہ رسید۔

(۳) تاریخ دہم صفر سنہ ۱۲۶۳ھ بجائزہ رسید تحویل مصطفیٰ خاں۔

(۴) تاریخ سی کتاہک سنہ ۱۹۱۹ نعمت ...... از دست امام علی خریدہ شد۔

کتاب کے صفحہ اول اور صفحہ آخر پر کئی ایک مہریں ثبت ہیں جو یہ ہیں۔

(۱) امجد علی شاہ (۲) کتب خانہ سلیمان جاہ (۳) سلطان والا (۴) امجد علیشاہ سلطان عالم (۵) نثار حسین خاں (۶) سلطان والا جناب ۱۲۵۲ (۷) امجد علی شاہ (۸) واجد علیشاہ سلطان عالم (۹) کتب خانہ سلیمان جاہ ۱۲۴۴۔

اس سے واضح ہے کہ یہ نسخہ شاہان اودھ کے کتب خانہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے خاص اہمیت رکھتا ہے اور اہتمام سے لکھا گیا ہے۔

اختتام۔

کمترین بندہ ہے تیرا آپ ہیں بندہ نواز   ہے تمہارا فیض جاری یا امیر المومنین
حل کرو مشکل ہماری یا امیر المومنین

خاتمہ۔ برائے خاطر مرزا برہان علی بیگ صاحب تحریر نمودہ شد۔ کتبہ شیخ احمد علی۔

(۵۵۴) کلام مہجور

نمبر (۶۱۶) سائز (۱۱½ × ۷½) صفحہ (۱۶۴) سطر (۱۷) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف مہجور تاریخ تصنیف قبل سنہ ۱۲۳۰ھ کتابت سنہ ۱۲۴۵ھ

شیخ محمد بخش نام مہجور تخلص۔ خلف حکیم خیر اللہ کا تذکرہ مصحفی نے اپنے تذکرہ ریاض الفصحا میں کیا ہے وہ صراحت کرتا ہے کہ لکھنؤ میں رہتے تھے اور ظریف الطبع اور خوش فکر تھے۔ جرأت سے تلمذ حاصل تھا مصحفی سے بھی مراسم تھے۔ ریاض الفصحا کی ترتیب کے وقت انکی عمر (۴۵) سال کی تھی۔ ایک دوسرے مہجور صدر الدین نام کے تھے جنکا دیوان انجمن ترقی اردو (علی گڈھ) میں ہے۔ نہیں معلوم یہ کونسے مہجور کا دیوان ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز ۔

اے عشق قدم اب تو تیری راہ میں ڈالا — الآن توکلت علی اللہ تعالےٰ

جوں گردش افلاک جو پڑتا ہوں شب روز — ہے رشک صد اختر میرے ہر پاؤں کا چھلا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں اور کوئی دوسری صنف کا کلام نہیں ہے ۔

اختتام ۔

مرغوب جنوں پائے پوشاک نہ جب کوئی — ہم جامۂ عریانی لاچار پہن نکلے

کیونکر نہ ہوس جاوے صدقی فلک نیلے — نیلم ہے سبب گہنا جب یار پہن نکلے

خاتمہ ۔ تاریخ بست و پنجم ماہ جمادی الاول ۱۲۴۴ھ روز دوشنبہ ۔

کتب خانہ آصفیہ میں اسکا ایک قلمی نسخہ موجود ہے (دیوان ۶۲۲) کتب خانہ انجمن ترقی اردو علی گڈھ میں بھی ایک نسخہ ہے (دیوان ۹۳) ۔

(۵۵۳) دیوان صاحب قرآن

نمبر (۱۵۰ میوزیم) سائز (۱۳ × ۸) صفحہ (۱۹۹) سطر (۱۹ تا ۲۲) خط نستعلیق کاغذ دیسی

صفحہ اول مطلا

مصنف صاحب قرآن تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۲۵ھ کتابت

مصحفی نے اپنے تذکرہ ریاض الفصحا میں انکا تذکرہ کیا ہے ۔ بلگرام انکا وطن تھا ۔ مصنف ہزلیات میں اپنی آپ نظیر تھا ۔ ستر سال کی عمر میں انتقال ہوا ۔ بقول شاہ کمال سید امام خاں نام تھا بلگرام کے سادات سے تھا ۔ ۱۸۴۵ء میں (۳۵) سال کا سن تھا اس سے واضح ہے کہ ۱۸۱۰ء ۱۲۲۵ھ میں انکی ولادت ہوئی ۔ شاہ کمال نے انکی تعریف کی ہے ۔ اپنے زمانہ میں ہزلیات کا استاد تھا

آغاز ۔

یہ حسن خدا داد ہے یا نور کا جھمکا — عالم سے جمال اوسکا نظر آتا ہے جھمکا

کیوں داغ محبت سے جلاتا ہے جگر کو — گر مثل شرر تجھکو بھروسا نہیں دم کا

جا دوب کشی کوئی محبت کی نہ پوچھو — زاہد کی طرح تو نہیں مشتاق ارم کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیں ۔ مخمس ۔ مثنویاں ۔ مسدس بھی ہیں جو ہزلیات ہیں ۔ اس دیوان کے خاتمہ کے بعد بسم اللہ کے ساتھ حضرت علی کی مدح اور ستایش کے مخمس اور مسدس ہیں

CC-0. Agamnigam Digital Preseyation Foundation, Chandigarh

اس کے بعد کے صفحے نہیں ہیں۔ بعد کے شعر کا لفظ "مبارک" ہونا چاہیے۔ کتاب پر محرم الدولہ کی مہر ثبت ہے۔

قیس کا دیوان طبع نہیں ہوا کتب خانہ آصفیہ میں ایک قلمی نسخہ ہے (دیوان ۱۷۹)۔

(۵۵۱) دیوان قیس (دوسرا نسخہ)

نمبر (۲۸۹) سائز (۸ × ۵½) صفحہ (۱۲۶) سطر (۱۹) خط نستعلیق کاغذ دیسی

آغاز۔

مقبول خداوند جہاں ثانیِ حیدر　　　حسنین کا تو ہے گا مددگار و برادر

اس دیوان میں اول تین قصیدے ہیں اسکے بعد ردیف وار غزلیات شروع ہوئے ہیں۔ قصیدوں میں سے ایک قصیدہ چندو لال کی مدح میں ہے اور دوسرا امام حسین کی مدح میں ہے۔ غزلیات کے آخر پر ریختی بھی درج ہے۔

اختتام۔

کونے میں اشارے سے بلائی ہے جو مجکو　　　کیا قیس کا پیغام ہے تو لائی جمیلا

اس کے بعد کے اوراق نہیں ہیں۔

کتاب کے پہلے صفحے میں حسب ذیل عبارت درج ہے۔

این کتاب راجہ .... سنگہ پسر راجہ گلاب سنگہ۔

(۵۵۲) دیوان ہوس

نمبر (۵۵۰) سائز (۸½ × ۵½) صفحہ (۵۵) سطر (۱۱) خط نستعلیق مائل شکستہ

مصنف ہوس تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۲۵ھ کتابت ۱۲۴۴ھ

مرزا محمد تقی خاں نام اور ہوس تخلص۔ لکھنؤ کے شعراء میں شامل ہیں۔ میر حسن کے شاگرد تھے۔ دیوان کے علاوہ لیلیٰ مجنوں انکی مثنوی بھی ہے۔ سعادت علیخاں اور غازی الدین حیدر کے درباری شعرا میں شامل تھے۔

مصحفی نے اپنے تذکرہ میں انکا حال لکھا ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۵۵۰) کلیات قیس

نمبر (۲۵۳) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۲۰۱) سطر (۱۰) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف محمد صدیق قیس تاریخ تصنیف قبل ۱۲۳۰ھ کتابت

محمد صدیق المتخلص بہ قیس شیر محمد خاں ایمان کا بھانجہ ہے اپنے ماموں سے ہی تلمذ حاصل کیا تھا۔ مہاراجہ چندولال اور شمس الامراء کی سرکاروں سے وابستہ تھا۔ یومیہ معاش پاتا رہا۔ وقائع نگاری کی خدمت بھی تھی۔

غزل، قصیدہ کے ساتھ ریختی بھی کہا کرتا۔ اس زمانہ میں حیدرآباد کی شاعری میں مطالب اور معنی سے زیادہ زبان اور اسلوب بیان پر زور دیا جاتا تھا گر قیس کا کلام اس نظریہ میں نہیں آتا۔ سوز و گداز اسکے کلام میں پایا جاتا ہے۔ ۱۲۳۰ھ میں قیس کا انتقال ہوا ضخیم دیوان اسکی یادگار ہے۔

آغاز۔

مقبول خداوند جہاں ثانیِ حیدر — حسنین کا تو ہے گا مددگار برادر
کہتے ہیں ابوالفضل تجھے وارثِ کوثر — یہ عرض مری تجھ سے ہے باشاہ دلاور

یہ وقت مدد کا بھی ہے مدد کیجئے عباس
دشمن کو میرے جلدی سے رد کیجئے عباس

ابتدا میں چند صفحے قصائد پر مشتمل ہیں۔ پہلا قصیدہ حضرت عباس کی شان میں ہے دوسرا شاہ غلام علی کی مدح میں ہے اسکے بعد چند اور قصیدے بلا عنوان ہیں۔ آخری قصیدہ محتشم الدولہ کی مدح میں ہے اسکے بعد ردیف وار غزلیات ہیں غزل کا آغاز یہ ہے۔

آج صحن گلستاں میں ہے عالم نور کا — ہر رگ گل میں جھگڑا ہے چراغ طور کا

"ی" کی ردیف کے اختتام پر پھر قصائد ہیں۔ حضرت عباس کا مدحیہ قصیدہ مکرر درج ہے اسکے بعد چند اور قصیدے ہیں۔ ایک قصیدہ مہاراجہ چندولال کی مدح میں ہے اور اسکے بعد آخری قصیدہ شمس الامراء کو پوتا تولد ہونے پر پیش کیا گیا ہے۔

اختتام۔

عدو کے دل سے یوں شعلہ بھڑک کر مثل اٹھے ہیں — کہ ہو جو سر بنہ منقوش کے اندر شرر پیدا
ہمائے عدو کا سایہ ہے تیرے بسکہ عالم پر — کسی طائر کے بازو میں نہیں ایک خستہ پر پیدا

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز۔

آئینہ ہے کے ابروئے خمدار دیکھنا — لازم ہے چاند دیکھ کے تلوار دیکھنا
کیجو نہ اس کے حسن کا اظہار دیکھنا — آئینہ کوئی نہ ہو پس دیوار دیکھنا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں صرف ردیف ل تک ہیں اسکے بعد کے اوراق نہیں ہیں۔

اختتام۔

تمارے کاوش خار مژہ سے کوئی نہ بچا — اگرچہ پردۂ مردم ہو انقلاب کا پھول
خفا اگر ہو تو نازک مزاج کون نہیں — کہ جویبار میں ہمچشم ہے حباب کا پھول

خاتمہ پر محترم جنگ کی مہر ثبت ہے۔ ۱۲۲۹ھ

اس کتاب میں سودا کے کلام کے سات صفحے بھی شامل ہیں۔

(۵۴۹) دیوان جگر

نمبر (۴۳۶) سائز (۸ × ۶) صفحہ (۶۴) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف جگر تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۲۵ھ کتابت ۱۲۴۱ھ

آغاز۔ "جگر" کے متعلق ہمیں کوئی معلومات نہیں ہیں۔

زبس ہے صفحہ مشرق زار ہر حمد یزداں کا — ہوا ہے مطلع خورشید مطلع میرے دیواں کا
جہاں ہو جب تجلی زار طور اوس رخ کے پرتو سے — نہ ہو پھر ذرہ ساں کیوں حال خورشید درخشاں کا

اس دیوان میں اولاً ردیف وار غزلیات ہیں آخر پر چند "فرد" اس کے بعد ردیف "م" کے غزلیات ہیں اور ایک فارسی مخمس ہے۔ حاشیہ پر بھی غزلیات درج ہیں۔

اختتام۔

چھپ کے جاتے ہو کدھر چالاک چست — کر کے بزم شمیر کا عزم درست
سنے جگر ہے ساتھ ہے اک زار و سست — دیدۂ سعدی و دل ہمراہ تست
این نہ پنداری کہ تنہا می روی

اس مجلد میں اولاً فارسی دیوان ہے جس کے آخر پر کتابت کا سنہ سلخ ذیقعدہ ۱۲۴۱ھ درج ہے۔ اسلئے اردو دیوان بھی اس زمانہ کا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے کیونکہ ایک ہی خط میں ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز۔

ضماء برب کریم بیان تیرے ہیں ہر یک یہ مبتلا　　که اگر الست وبربکم تو ابھی کہے تو کہیں بلا
ہوس جمال حبیب ہو تجھے گنج دلاتہ کلیم وش　　نہ وہ لن ترانی اور بھر کے سن ازلی ہے کینچی یہ چھلا

اس دیوان میں اولاً ردیف وار غزلیات ہیں۔ پھر چند فرد اور رباعیات دوسرا اور کوئی کلام نہیں ہے۔

اختتام۔

کہتے ہو جو تجکو میں بہت چاہوں ہوں　　مُنہ پر کے میاں یہ ساری باتیں ہیں کئے

خاتمہ۔

تمام شد دیوان انشاء اللہ خاں بتاریخ ہفدہم ماہ رمضان المبارک روز دوشنبہ ۱۲۳۶ھ

(۵۴۷) بیاض (کلام انشاء)

نمبر (۵۹۵) سائز (۹ × ۵ ۱/۲) صفحہ (۸۲) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

آغاز۔

جب سے کہ سامنا ہے اس چاہ کے گلی کا　　ہے ورد مجکو حضرت مشکل کشا علی کا

اس مجموعہ میں انشا کے ہزلیات، غزلیات وغیرہ شامل ہیں اور یہ سب ردیف وار ہیں۔

اختتام۔

جبکہ رنگیں کے یہاں سے آکے سنتے ہیں خبر　　ابتدا تا ترک تک کھا جاتے ہیں اوڑوا نیکے

(۵۴۸) دیوان مفتوں

نمبر (۶۲۰) سائز (۸ ۱/۲ × ۵ ۱/۲) صفحہ (۴۸) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف مفتوں تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۵ھ کتابت

ناقص الآخر ہے۔

مفتوں تخلص ایک شاعر کا تذکرہ گلشن ہند میں ہوا ہے جنکا نام کاظم علی اور وطن الہ آباد ظاہر کیا ہے ممکن ہے اسی کا دیوان ہو۔ دکن میں کوئی مشہور شاعر مفتوں تخلص کا نہیں گزرا ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

جدائی ناگوار ہوتی۔ شاہی دربار تو کبھی بہ دشنامی خلعت دہند اور کبھی بہ سلامی بر نجن کا مصداق ہوتا ہے۔ انشاء اللہ کا یہی حال ہوا یا تو ہاتھی نشین تھے یا فاقوں میں موت ہوئی۔ انشاء کا آخری زمانہ عبرت ناک بنا رہا۔ ۱۲۳۳ھ میں لکھنؤ میں انتقال ہوا۔ انشاء غالباً پہلے شخص تھے جنہوں نے قواعد اور صرف و نحو مرتب کئے۔ دریائے لطافت انکی مشہور کتاب ہے۔ انشاء اردو کے مشہور شعرا میں شمار ہوتے ہیں۔

آغاز۔

اے خداوند مہ و مہر و ثریا و شفق — لمعۂ نور سے ہے تیرے جہاں کو رونق
بیٹھ کر مکتبِ ابداع میں تو نے کھولی — دفعتاً نسخۂ افلاک کی جوں سات ورق

یہ انشاء کا مکمل کلیات ہے۔ اس میں اولاً فارسی کلام، قصائد، غزلیات، مثنوی وغیرہ ہیں اسکے بعد اردو کلام آغاز ہوتا ہے۔ اس میں بھی آغاز اور اختتام میں چند قصیدے ہیں۔ انکے علاوہ مثنویات، غزلیات، ہجو، قطعے، رباعی وغیرہ۔ غرض ہر قسم کا کلام ہے۔ جامع نے بڑی محنت سے اس نسخہ میں پورا کلام ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ اگرچہ (۶۰۱) صفحے ہیں مگر یہ بھی ناقص الآخر معلوم ہوتا ہے کیونکہ خاتمہ پر کوئی عبارت اختتام نہیں ہے۔ ریختی کے سلسلہ پر کلیات ختم ہوتا ہے۔

اختتام۔

وہ خبر بھلا کیا کہ نری جیسی بنائی — اللہ میاں نے سو سب میں اوسی میں
نیوتی نہ تھی اب رہی جیسی کا ہنسنا — اور کارروائی کر جائے وہ سب کی

انشاء کا کلام طبع ہو چکا ہے۔ قلمی نسخے بھی بعض کتب خانوں میں ہیں۔ چنانچہ انجمن ترقی اردو علی گڈھ میں ایک نسخہ ہے (دیوان ۳۴) ادارہ ادبیات اردو میں ایک ناقص نسخہ موجود ہے (زور ۸۶) جامعہ عثمانیہ میں ایک نسخہ ہے۔ (سروری ۱۴۸)۔
انڈیا آفس میں ایک قلمی نسخہ موجود ہے (بلوم ہارٹ ۱۷۶)

(۵۴۶) دیوان انشاء دوسرا نسخہ

نمبر (۵۷۵) سائز (۸½ × ۵) صفحہ (۱۷۹) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی
کتابت ۱۲۳۶ھ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

جس نے دیکھا آکے یہ آئینہ خانہ دھر کا　　　فی الحقیقت بس وہ اپنا آپ ہی حیران ہوا

اس کلیات میں اولاً ردیف وار غزلیات ہیں انکے بعد رباعیات اور رباعیات کے بعد مخمس - پھر مسدس - ترجیع بند - پھر قطعہ اور ترکیب بند انکے بعد مثنویاں ہیں -

اختتام -

سنئے کہتے ہیں سب دیکھے کہے ہیں　　　اونہوں نے جھوٹ اور سچی کہے ہیں

یہی تاریخ اب اس کی عیاں ہے　　　یہ حسن وعاشقی کی ایک داستاں ہے

خاتمہ -

تمت تمام شد بموجب حکم نواب مستطاب فلک جناب قمر رکاب سپہر النساب جناب نواب میر محمد علی صاحب قبلہ دام اقبالہ المعروف میر ابوالقاسم بن مرحوم میر محمد علی طباطبائی بتاریخ دوم شہر رجب بروز جمعہ ۱۲۴۱ھ -

صفحہ اول پر ایک مہر سراج الدولہ کی ثبت ہے جو خاندان سالار جنگ کے ایک مشہور فرد تھے اس کے ساتھ یہ عبارت بھی درج ہے -

"تاریخ غرہ رمضان المبارک ۱۲۵۱ھ در موجودات بملاحظہ رسید دستخط سراج الدولہ -"

(۵۴۵) کلیات انشاء

نمبر (۶۹۶) سائز (۱۳ × ۸) صفحہ (۶۰۱) سطر (۱۷) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف انشاء اللہ خاں انشاء تاریخ تصنیف قبل ۱۲۲۳ھ کتابت

سید انشاء اللہ خاں نام اور انشاء تخلص - باپ کا نام میر ماشاء اللہ خاں تھا انکے اجداد نجف (عراق) سے آکر دہلی میں بس گئے تھے - ماشاء اللہ خاں شاہی طبیب تھے - زوال سلطنت مغلیہ کے بعد وہ مرشد آباد گئے - یہاں ہی انشاء کی پیدایش ہوئی - انشاء اپنی جوانی میں مرشد آباد سے دہلی واپس آگئے - شاہ عالم کے دربار میں رسائی پیدا کی اور وہ رسوخ حاصل کرلیا کہ انکی جدائی بادشاہ کو ناگوار ہوتی تھی آخر جب دلی کی تباہی ہوئی تو انشاء لکھنؤ آئے اور شاہزادہ سلیمان شکوہ سے وابستہ ہوگئے - انشاء اپنی ظرافت اور بذلہ سنجی کے لئے مشہور تھے انکی ظرافت ہزل تک پہنچ گئی انشاء اور مصحفی کے ہزلیات مشہور ہوگئے - لکھنؤ میں انشاء نے شاہ اودھ سعادت علی خاں کے دربار میں بھی رسائی حاصل کرلی اور یہاں بھی اپنی مذاق اور ظرافت سے سعادت علی خاں پر جادو کردیا تھا کہ انکو انکی ایک لمحہ کی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مصنف قلندر بخش جرائت تاریخ تصنیف ۱۲۱۵ھ کتابت

دراصل انکا نام یحییٰ امان ہے مگر قلندر بخش کے نام سے مشہور ہو گئے۔ جرائت تخلص قرار دیا تھا۔ اردو کے مشہور شعرا میں شمار ہوتے ہیں۔ استاد سخن کی حیثیت تھی۔ باپ کا نام حافظ امان تھا۔ اولاً فیض آباد میں سکونت تھی پھر لکھنؤ آ گئے۔ مرزا سلیمان شکوہ کے مصاحبوں میں شامل تھے۔ ہجو گوئی کے لحاظ سے جرائت بدنام ہیں انکی ہجو فحش کی سرحد میں پہنچ جاتی ہے۔ ۱۲۲۵ھ میں جرائت کا انتقال ہوا۔

تمام قدیم اور جدید تذکروں میں انکا حال موجود ہے۔

آغاز۔

گر کیجے ارادہ تیری قدرت کی رقم کا — تو پہلے ہی سر سجدے میں جھک آجائے قلم کا

سرگرم طلب جو ہے تیری راہ میں اوسکا — ہے رہبر کونین پر ایک نقش قدم کا

اس دیوان میں اولاً ردیف وار غزلیات ہیں اور آخر پر چند "فرد" ہیں دوسرا اور کوئی کلام نہیں ہے۔

اختتام۔

کون اس درد کی دوا بخشے — صبر اس دل کو اب خدا بخشے

دل بھر کے ہے تک مصحف رخ جان دکھادے — سرگرم ہے آتش اسے قرآن دکھادے

جرائت کا دیوان طبع ہوا ہے۔ قلمی نسخے بھی بعض کتب خانوں میں پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ کتب خانہ آصفیہ میں تین نسخے ہیں (دیوان ۶۳۶ - ۱۰۱۱ - ۱۴۲۸) انڈیا آفس میں بھی ایک نسخہ ہے۔ انجمن ترقی اردو علی گڈھ میں ایک نسخہ ہے دیوان ۶۲)۔

انڈیا آفس میں خود جرائت کا قلمی دیوان موجود ہے (بلوم ہارٹ ۱۶۳)۔

(۵۴۴) کلیات جرائت

نمبر (۵۷۲) سائز (۱۱ × ۶ ½) صفحہ (۴۸۹) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی کتابت ۱۲۴۱ھ

آغاز۔

نالۂ موزوں سے مصرع آہ کا چسپاں ہوا — زور یہ پُر درد اپنا مطلع دیواں ہوا

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

فارسی کتاب کے کئی اوراق ہے۔

(۵۴۲) دیوان ایمان

نمبر(۴۴۵) سائز (۱۰ × ۵½) صفحہ (۱۵۳) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف شیر محمد خان ایمان تاریخ تصنیف قبل ۱۲۲۰ھ کتابت

شیر محمد خاں المتخلص بہ ایمان۔ حیدرآباد کے مشہور شاعر اور استاد سخن تسلیم کئے جاتے تھے شہر کے علما سے تحصیل علم کیا تھا۔ شاعری میں صدر بزم الشعرا ہوا کرتے۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں غزلیات اور قصائد میں اونہوں نے نام آوری حاصل کی تھی انکا خاندان واقعہ نگاری کی خدمت پر مامور تھا۔ باپ کے بعد یہ خدمت انکو ملی تھی۔ انکے شاگردوں کا دائرہ نہایت وسیع تھا۔ ۱۲۲۱ھ میں انتقال ہوا۔ قدیم اور جدید تذکروں میں انکا حال درج ہے۔

آغاز۔

کب مجھ سے شکر ہووے بیاں اوس کریم کا　　عالم نواز جو کہ ہے گنج عمیم کا
دریا نوال یہ کہ ہیں جسکی فیض سے　　ہے شب چراغ ہاتھ میں در یتیم کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں۔ ہر ردیف کے بعد مزید غزلیات کیلئے جگہ چھوڑی گئی ہے ممکن ہے کہ اصل شاعر کا دیوان ہو یا اسکے نگرانی میں لکھا گیا ہو۔

اختتام۔

نظر کر غور سے ایمان اوسکے قطرہ و طیرہ کو　　کہ ابتک سنگ پر شام و سحر کر کر اچھلتا ہے

سید محمد علی خاں ۱۲۲۱ کی مہر ثبت ہے۔

اور غلام علی کی بھی ایک مہر ہے۔

ایمان کا دیوان طبع نہیں ہوا۔ کتب خانہ آصفیہ میں کلیات ایمان کا ایک قلمی نسخہ موجود ہے (شاملات دیوان ۶۳۶)۔

(۵۴۳) دیوان جرائت

نمبر(۳۰۵) سائز (۱۳ × ۸) صفحہ (۵۳۸) سطر (۱۷) خط نستعلیق خوشخط

کاغذ دیسی پہلا صفحہ مطلا

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

(۵۴۱) مجموعہ فصاحت

نمبر (۶۹۸) سائز (۱۲ × ۷ ½) صفحہ (۲۶۳) سطر (۲۰ تا ۲۶) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف شاہ تجلی علی تاریخ تصنیف ۱۲۱۶ھ کتابت

تجلی علی نام تجلی تخلص حیدرآباد کے امراء اور علماء کے طبقہ سے تعلق رکھتے تھے آصفجاہ ثانی اور ارسطوجاہ کے مصاحبوں میں شامل تھے۔ علمی قابلیت نہایت اعلیٰ درجہ کی تھی۔ تاریخ "تزک آصفیہ" انکی بہترین یادگار ہے جو دکن کی معتبر تاریخوں شمار ہوتی ہے۔

شاعری کے ساتھ مصوری، خطاطی میں بھی مہارت حاصل تھی۔ تجلی کے حالات مرقع سخن، تذکرہ شعراء دکن، دکن میں اردو وغیرہ میں موجود ہیں۔ تجلی کا انتقال ۱۲۱۵ھ میں بیان کیا جاتا ہے چونکہ مجموعہ فصاحت کا سنہ تالیف ۱۲۱۶ھ جو تاریخی نام ہے اسکے لحاظ سے ۱۲۱۵ھ میں انکا انتقال صحیح نہیں سمجھا جائیگا۔ مگر دراصل واقعہ یہ ہے کہ انکے مرنے کے بعد یہ کتاب مکمل کیگئی ہے۔

آغاز۔

"تو شیح کلام بلاغت آغاز فصاحت انجام سخن آفرین راسزد کہ نظم تو ضع اجرام افلاک و نشر ترصیع خطۂ خاک برائے قیام حکمت بالغہ او خامہ از سرنگوں۔"

اس کتاب میں اولاً فارسی دیباچہ ہے اسکے بعد شعرا کے تخلص کے لحاظ سے قصائد اور قطعات وغیرہ درج ہیں جو ارسطوجاہ کی مدح میں کہے گئے ہیں۔ ارسطوجاہ آصف جاہ ثانی کے مشہور دیوان تھے۔ علمی قابلیت اعلیٰ درجہ کی رکھتے تھے عربی اور فارسی میں مہارت تامہ حاصل تھی سیاست کے مرد میدان تھے۔ اپنی حکمت عملی سے پیشوا کے دو فریق میں مخالفت پیدا کر دی اور سلطنت آصفیہ کا ایک حصہ ملک پیشوا سے واپس لے لیا۔ ۱۲۱۹ھ میں انکا انتقال ہوا۔ مجموعہ فصاحت میں شعرا کی تفصیل ردیف وار ہے۔ الف سے لیکر ی تک تخلص کے شعرا شامل ہیں۔

اختتام۔

در وصف امیر اعظم — گشت چوں سلک لآلی کامل
سال تاریخ رقم کرد سخن — دفتر وصف وزیر قابل
۱۲۱۶ھ

یہ کتاب شائع نہیں ہوئی کتب خانہ آصفیہ میں اسکے دو نسخے ہیں۔ قصائد فارسی ۲۸۴، ۱۶۱۹۔ کتب خانہ سنٹرل ریکارڈ آفس حیدرآباد میں ایک نامکمل نسخہ ہے۔ اس کتاب کے بعد ایک

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

.... ہراج خریدکرد

کتاب فروخت کرنے والے نے ایک نوٹ لکھا ہے۔

تذکرہ میر حسن صفحہ (۸۲) سے احوال لکھے گئے ہیں۔ "دیوان ہذا سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حافظ موصوف دکن آکر امیر الہند والاجاہ کے دربار میں حاضر ہوئے اور شعرائے دربار میں ممتاز رہے"۔

(۵۴۰) دیوان عبداللہ بیگ

نمبر (۴۹۵) سائز (۹ × ۵½) صفحہ (۱۲۰) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف عبداللہ بیگ خاں تاریخ تصنیف؟ بعد سنہ ۱۲۱۸ھ کتابت

مرزا عبداللہ بیگ خاں۔ عبداللہ تخلص کرتے تھے اور حیدرآباد میں آصفجاہ ثانی کے عہد میں موجود تھے۔ ارسطو جاہ کے درباری شاعر تھے کسی بزرگ عباداللہ کے مرید تھے۔ مذہب کے سختی سے پابند تھے۔

آغاز۔

مقدور بشر کو ہے کہاں حمد خدا کا ‏ خلاق ہے وہ شمس و قمر ارض و سما کا

پیدا کیا جو دونوں جہاں ایک ہی کن میں ‏ ہے کند بیاں فہم و تصور علی کا

اخلاط سے ہیں مختلط اجساد خلائق ‏ خلطہ ہے رکھا آتش و خاک آب ہوا کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں۔ بعض شعروں میں ارسطو جاہ کی مدح بھی کی گئی ہے لیکن کوئی قصیدہ نہیں ہے۔

دیوان کے خاتمہ کے بعد ایک فارسی نظم بھی ارسطو جاہ کی مدح میں درج ہے۔

اختتام۔

درد دل میرا بھلا کون پہچانے تجھ بن ‏ نبض بیمار کی حاذق کے سوا کیا جانے

دم غنیمت ہے گھڑی ایک دو مل کر بیٹھو ‏ کل کیا رنگ ہے خالق کے سوا کیا جانے

سب ہیں عبداللہ کو افضال نبی سے حاصل

کہ لیاقت کوئی لائق کے سوا کیا جانے

بعض جگہ اصلاح بھی کی گئی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل مصنف کا تصحیح کردہ نسخہ ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

رباعی درزبان تلنگی

بادا دلونا نیستلو یونیدی　　　نادھیانم ناپرانم اگراونڈی
می واکٹہ کنتھہ پوسی کوسی کوسی　　　میرارک لدوایم یورکوسندے

زبان اردی

ون آشی پدو پولی لی ارکدواپدی　　　نبانکو وچان نم مسلی اود بارم

آگاہ کا دیوان طبع نہیں ہوا ہے اسکے قلمی نسخے بھی نایاب ہیں۔ ہمارے خاندانی کتب خانہ میں آگاہ کے دیوان کا نسخہ موجود ہے۔

(۵۳۹) دیوان ممتاز

نمبر(۲۰۳) سائز (۶ × ۳ ½) صفحہ (۱۱۲۲) سطر(۱۸) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف ممتاز تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۰۰ھ کتابت ۱۸۵۹ء

حافظ فضل علی نام اور ممتاز تخلص۔ حافظ قرآن تھے۔ دہلی کے شرفاء سے تعلق تھا۔ مرزا محمد رفیع سودا کے شاگرد تھے۔ دہلی سے مدراس آئے۔ والاجاہ کی مدح میں قصائد لکھے تھے۔ ایک مثنوی لاٹھی نامہ بھی انکی تصنیف ہے۔ میر حسن نے اپنے تذکرہ میں انکا ذکر کیا ہے۔

آغاز۔

مظہر ہے اسم ذات تیرا خاص وعام کا　　　شکل نگیں ہے نقش دلوں میں یہ نام کا
آنکھ دل سے تو حجاب کا پردہ اٹھا کے دیکھ　　　ہر ذرہ آفتاب ہے اپنے مقام کا
کسکے کہے سے چلتے ہیں دن رات مہر و ماہ　　　پھرتا ہے کس سبب سے ورق صبح شام کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں۔

آخری چند اوراق کرم خوردہ ہونے سے جوڑے گئے ہیں جسکے باعث دیوان ناقص آخر ہوگیا ہے۔

اختتام۔

.... تیرے رویا تو منہ دھویا　　　ہو کر میں تیرے منہ قربان ہو یوں رویا

خاتمہ۔

ہفتم ماہ جولائی ۱۸۵۹ء روز یکشنبہ

.... مومی الیہ بتاریخ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام۔

یہ ذات مقدس کہ ہے جلوہ فرما جہاں میں ہمیشہ رہے رونق افزا
الٰہی ہیں اور کا موںہہ نہ دیکھلا بیاں کو شب و روز ہے یہ تمنا
یہ مسند تجھے کو سزاوار رہیو

خاتمہ۔

بموجب فرمائش نواب حیات الدولہ سلطان مرزا خان بہادر حیدرآباد تحریر فی التاریخ ۲۲ر جمادی الاول ۱۲۰۳ھ۔

کتب خانہ آصفیہ میں ایک قلمی نسخہ موجود ہے (داخلہ ۲۹۸۹)۔

(۵۳۸) دیوان آگاہ

نمبر (۲۶۶) سائز (۸ × ۴) صفحہ (۲۱۵) سطر (۱۱) خط ثلث کاغذ دیسی
مصنف محمد باقر آگاہ تاریخ تصنیف قبل ۱۲۲۰ھ کتابت

مصنف محمد باقر آگاہ تخلص انکا حال سلسلہ نمبر (۲) پر قلمبند کردیا گیا ہے۔ اس دیوان سے معلوم ہوتا ہے کہ انکو عربی، فارسی کے ساتھ تلنگی اور اردو زبان بھی آتی تھی کیونکہ اس زبان میں بھی شعر کہتے ہیں

آغاز۔

اے حسن و عشق کو تیرے جلوہ سے ابتدا ہر عین کو ہے تیری تجلی سے ابتدا
آئینۂ وجود کے پرتو ہیں سب تیرے زنگ عدم ستی ہو گئی کن ......
جو جو خبر بغیب و شہادت بزرگی نزدیک سب کے ہے وہ خبر کا تو مبتدا

اس دیوان میں اولاً ردیف وار غزلیات ہیں۔ کتاب کا بڑا حصہ اسی پر مشتمل ہے۔ غزلیات کے بعد فرد ہیں اسکے بعد رباعیات ہیں اور انکی تعداد بھی خاصی ہے اسکے بعد قطعات ہیں پھر سوال و جواب کے طور پر بعض فرد لکھے ہیں۔ آخر پر ایک رباعی تلنگی زبان میں لکھی گئی ہے مگر رسم الخط ثلث ہے۔

اختتام

سوال

کیا کتا دستے گا تو لے پیالے سیچ کیسو چپتا ہے کیا ری

جواب "میٹھا" ہے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۵۳۷) دیوان بیان

نمبر (۵۰۶) سائز (۹ × ۵) صفحہ (۱۲۹) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف احسن اللہ خاں بیان تاریخ تصنیف قبل ۱۲۰۰ھ کتابت ۱۲۰۰ھ

احسن اللہ خاں نام اور بیان تخلص اکبر آباد (آگرہ) وطن تھا۔ مگر انکے باپ نے دہلی ہیں سکونت اختیار کرلی تھی۔ بیان کی ولادت دہلی ہیں ہوئی۔ حضرت مرزا مظہر جان جاناں کے آغوش میں تربیت پائی۔ مولانا فخر الدین دہلوی کے مرید ہوئے۔ عمر کے آخری حصہ میں حیدرآباد آگئے۔ آصف جاہ ثانی کی سرکار میں ملازم ہوگئے۔ ارسطو جاہ اور راجہ چندو لال سے مراسم تھے۔

حیدرآباد میں بیان کے بیسیوں شاگرد تھے۔ ان میں جگناتھ رائے ہمدم مشہور رہے جنھوں نے اپنے استاد کی تاریخ وفات استاد از جہاں رفتہ سے نکالی ہے۔

۱۲۱۳ھ میں بیان کا حیدرآباد میں انتقال ہوا۔

آغاز۔

کیا کیجئے بیان ادس کے ادب قدم کا — طاقت نہ زباں کے ہے نہ مقدور قلم کا

آداب رہ نعت پیمبر نہ ادا ہوں — لوں خامہ صفت سر سے اگر کام قلم کا

کیا مدح کروں اور اصحاب کی ادسکے — یہ مرتبہ کب ہے میری تحریر و رقم کا"

اس دیوان ہیں اولاً ردیف وار غزلیات ہیں اسکے بعد چند بے ردیف غزل ہیں پھر نظام الملک آصفجاہ ثانی کے مدح میں قطعے ہیں۔ سودا کی غزل پر مخمس ہے۔ یقین کی غزل پر مخمس ہے اسکے بعد خود بیان کے مخمس ہیں پھر رباعیات اور قطعات۔ انکے بعد قصیدے ہیں جو حضرت علی آنحضرت صلعم کی مدح میں ہیں انکے بعد مثنوی ہے اسکا عنوان ہے۔

مثنوی .... سخن ہمسر سجاد

اس مثنوی کے بعد "جنگ نامہ" کے نام سے ایک دوسری مثنوی ہے پھر "جاہ مومن خاں" اس کے بعد واسوخت اسکے بعد دو قصیدے ہیں جو آصفجاہ ثانی میر نظام علی خاں اور ارسطو جاہ وزیر اعظم کی مدح میں ہیں۔ ان دونوں قصیدوں کے بعد ایک مسدس مدح آصفجاہ میں ہے پھر ایک، اور مسدس ہے۔ آخر پر موش نامہ کے عنوان سے ایک مثنوی ہے اور اسکے بعد تاریخ وفات مرزا مظہر علیہ الرحمہ فارسی میں ہے اور اسکے ختم پر ایک فارسی غزل لکھکر دیوان ختم ہوا ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

بچپن ہی سے شعر گوئی کا شوق تھا لیکن ہم کو یہ نہیں معلوم کہ وہ کس کا شاگرد تھا اس کا حال کسی قدیم اور جدید تذکرہ میں نہیں ہے ۔

آغاز۔

برحق ہے خداوند جو تو کون ومکاں کا — کہہ کن فیکوں جلوہ کیا راز نہاں کا
کیا تاب زباں کو جو اس بھید سے کچھ بھی — شمۂ بھی کرے وا زحقیقت کے بیاں کا
پھر ذاتِ محمدؐ کی ثنا اور دلیلیں — چاہے کہ کہے کچھ نہیں مقدور زباں کا

اس دیوان میں اولاً ردیف وار غزلیات ہیں اسکے بعد فرد انکے اختتام کے بعد رباعیات، قطعات پھر مخمس ہیں مخمس کے بعد مثنویات ہیں پھر قصائد۔ اسکے بعد نواب آصف جاہ کی مدح میں قطعے ہیں پھر ایک قصیدہ آصف جاہ کی مدح میں ہے۔ آصف جاہ سے مراد آصف جاہ ثانی والی دکن ہیں۔ چنانچہ قصیدہ کے حسب ذیل شعر سے اسکی تصدیق ہوتی ہے۔

اے زباں اوس شاہ آصفجاہ ثانی کی ہے تو — ہو مودب کر ادب سے غسل صحت کا بیاں

اس قصیدے کے بعد اور کئی قصیدے ہیں۔ قصیدے کے بعد ایک طویل مثنوی ہے جس کے تقریباً (۲۲۰) شعر ہیں۔ جس میں اپنی مفلسی کا اظہار کیا ہے اور ایک فرضی قصہ کی صورت دی ہے۔ دیوان کے اشعار کی تعداد اور تاریخ تصنیف دیوان کی صراحت خود مصنف نے کر دی ہے۔

مناقب قصائد مدح جو لکھا — مخمس دگر ریختہ جو ہوا
ہیں تعداد ابیات دیوان جو — ہوئے دو ہزار ساٹھ اور ایکسو (۲۱۶۰)
کیا سن ہجری کو میں جب عیاں — ہوئے ایکہزار دو سو پہ بارہ جہاں ۱۲۱۲ھ

آخر پر ایک فارسی غزل اور فارسی میں تاریخ دیوان ہے۔

اختتام

چون از کنیز حضرت خاتون درین زمان — اشعار تازہ جمع شدہ دل شگفتہ شد
از روئے یمن سال ہمایون این کتاب — دیوان امتیاز بخوانید گفتہ شد ۱۲۱۲ھ

خاتمہ۔

تمت تمام شد در شہر حیدرآباد بتاریخ پنجم جمادی الثانی ۱۲۲۳ھ نوشتہ شد۔

سید محمد علی خان بہادر کی مہر بھی ثبت ہے۔ اختتامی شعر میں لفظ "کنیز" آیا ہے اس سے خیال ہوتا ہے ممکن ہے کہ امتیاز کوئی شاعرہ ہو۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام۔

درود بھیج کے کرتا ہوں قصر طول کلام — سر راہ ہو بہ محمد و آلہ الامجاد

بہوت ورد کیا یہ قصیدہ اس خاطر — دکھا ہے نام کو میں نے خلاصۃ الاوراد

کتب خانہ آصفیہ میں کلیات کا ایک قلمی نسخہ ہے (دیوان ۹۶) کتب خانہ انجمن ترقی اردو علی گڈھ میں ایک نسخہ ہے نمبر (۳۶) انڈیا آفس میں بھی ایک نسخہ ہے (بلوم ہارٹ ۱۶۴)۔

(۵۳۵) کلیات میر (دوسرا نسخہ)

نمبر (۵۴۳) سائز (۹ × ۵ ½) صفحہ (۳۸۸) سطر (۱۴) خط نستعلیق کاغذ

کتابت ۱۲۴۱ھ

آغاز۔

ہر ذی حیات کا ہے سبب جو حیات کا — نکلے ہے جی ہے اوسکے لئے کائنات کا

بکھری ہے زلف اوس رخِ عالم فروز پہ — ورنہ بناؤ ہووے یہ دن اور رات کا

اس کلیات میں اولاً ردیف وار غزلیات ہیں۔ غزلیات کے بعد رباعیات۔ پھر فردات پھر قطعات۔ اسکے بعد مثلث، قطعیں، کئی مخمس ہیں جن میں سے بعض ہجو میں اور کئی مخمس منقبت میں ہیں۔ اسکے بعد چند مسدس ہیں۔ اسکے بعد ترکیب بند۔ گھوڑے کی تعریف کا قطعہ۔ مثنوی بہادر نامہ۔ مثنوی در ہجو آئینہ دار گسگ نامہ اسکے علاوہ کئی اور مثنویاں ہیں آخر پر قصیدے ہیں۔

اختتام۔

کہاں تلک میں کروں اس نفاق کا شکوہ — خموش رہنو ہے اول کہ اس میں راحت ہے

خاتمہ۔

تمام شد دیوان میر تقی میر تخلص تاریخ شانزدہم ربیع الثانی ۱۲۴۱ھ۔

(۵۳۶) دیوان امتیاز

نمبر (۵۷۳) سائز (۱۰ ½ × ۶ ½) صفحہ (۱۵۶) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف۔ امتیاز تاریخ تصنیف ۱۲۱۲ھ کتابت ۱۲۲۳ھ

امتیاز دکن کا شاعر تھا بچپن میں اسکے ماں باپ مرگئے تھے۔ رشتہ داروں نے تعلیم دلائی۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۵۳۳) دیوان سوز (تتبیر النسخہ)

نمبر (۲۴۴) سائز (۱۰ ½ × ۷ ½) صفحہ (۱۲۲) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی

آغاز۔

دیکھ دل کو چیر مت ظالم کہیں دکھ جائیگا | میاں بغیر از قطرۂ خوں اور تو کیا پائیگا
قتل کی نیت کو آیا ہے تو کیا دیر ہے | پر مجھے تو مار کر ظالم بہت پچھتائے گا

اس دیوان میں صرف ردیف وار غزلیات ہیں۔

اختتام۔

نہیں جاتی تیری اب تک شرارت | ملا کر منہ سرک جانے کی خوبی
کہا جوں سوز نے بوسہ تو دے جا | لگا کہنے کہ بھلانے کی خوبی

(۵۳۴) دیوان میر

نمبر (۵۳۹) سائز (۸ ½ × ۵ ½) صفحہ (۳۷۶) سطر (۱۵) خط نستعلیق مائل شکستہ کاغذ دیسی

مصنف میر تقی میر تاریخ تصنیف قبل ۱۲۰۹ھ کتابت

میر تقی نام اور میر تخلص دہلی وطن پھر لکھنؤ چلے گئے ۱۲۲۵ھ میں وفات پائی۔ بڑے نازک مزاج تھے۔ کئی مثنویاں اور غزلیات کا دیوان مرتب کیا۔ ایک تذکرہ بھی قلمبند کیا ہے۔ شعرا کے صف اول میں پہلی جگہ انکو دیجاتی ہے۔ اردو زبان کی اونہوں نے بڑی خدمت کی ہے۔ آج تک ان کا کلام پسند کیا جاتا ہے۔ خود اونکے زمانہ میں انکے کلام کی قدر کی جاتی تھی۔ قدیم اور جدید تذکروں میں ان کے تفصیلی حالات موجود ہیں۔ دیوان ناقص الاول ہے۔

آغاز۔

کیا میں بھی پریشان خاطر سے قریب تھا | آنکھیں تو کہیں تھیں دل غمزدہ کہیں تھا
کسی رات نظر کیئے ہے سوے چشمک انجم | آنکھوں کے تلے اپنے تو وہ ماہ جبیں تھا

اس دیوان میں اولاً ردیف وار غزلیات ہیں۔ پھر قطعات۔ تضمین۔ مخمس۔ ترجیع بند پھر چند مخمس اسکے بعد واسوخت اسکے بعد رباعیات اسکے بعد پھر چند مخمس اردو نامہ کی مثنوی ہے اسکے بعد مثنوی تنبیہ الجہال۔ آخر پر زمین قصیدے ہیں۔ اسی پر دیوان ختم ہوا ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

تو سوز اپنا تخلص کرلیا۔ اردو شعرا کے صف اول میں جگہ پاتے ہیں۔ میر جیسے شخص نے انکی شاعری کا اعتراف کیا ہے۔

آغاز۔

میر دیوان پر اپنی جو بسم اللہ میں لکھتا　　بجائے مد بسم اللہ مدِّ آہ میں لکھتا
خدا دیتا اگر مجکو زباں توحید کہنے کی　　تو لاکر سب الوہیت کو الا اللہ میں لکھتا
ذکر نعت محمدؐ کی مجھے توفیق کچھ ہوتی　　بحقِ کلمۂ طیب رسول اللہ میں لکھتا

اس دیوان میں صرف غزلیات ہیں جو ردیف وار ہیں۔ ناقص الآخر ہے۔

اختتام

کہاں ہے شوخ دکھلادے جو نازِ دلربائی کو　　ابھی دیکھے نگہ میں مول لے ساری خدائی کو
ترے جور و جفا مہر و وفا ہے غیر سے بہتر　　وفاداروں کے لب پہنچی ہے تیری بیوفائی کو

سوز کا دیوان طبع ہو چکا ہے۔ قلمی نسخے بھی بعض کتب خانوں میں موجود ہیں۔ چنانچہ کتب خانہ آصفیہ (حیدرآباد) میں دو نسخے ہیں (دیوان ۹۴، ۱۷۱۲) ادارہ ادبیات اردو میں ایک نسخہ ہے (زور ۴۰۰)۔

انجمن ترقی اردو (علی گڈھ) میں تین نسخے ہیں (۳۲، ۳۳، ۳۴) انڈیا آفس لندن کے کتب خانہ میں اسکا ایک نسخہ ہے (بلوم ہارٹ ۱۴۴)۔

(۵۳۲) دیوان سوز (دوسرا نسخہ)

نمبر (۱۶۰) سائز (۸ × ۶) صفحہ (۴۴) سطر (۱۱) خط شکستہ کاغذ دیسی

آغاز۔

میر دیوان پر اپنے جو بسم اللہ میں لکھتا　　بجائے مدِّ بسم اللہ مدِّ آہ میں لکھتا

اس مختصر دیوان میں غزلیات ہیں۔ جو چند ردیف پر مشتمل ہیں۔ آخر پر تین رباعیات بھی ہیں۔

اختتام۔

لخت جگر دکباب دل ہے تیار　　آتے تو ہم بھی مہمانی کرتے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

نقل ہے جو شعر اچھی طرح نہیں پڑھے گئے یا بالکل مسخ شدہ تھے وہ ترک کردئیے گئے۔ علاوہ اسکے دوسرے تذکروں میں جو دو دو چار چار یا اس سے زائد اشعار درج تھے وہ بھی اس رسالہ میں شامل کردئے۔ آبِ حیات میں جسقدر حالات درج تھے وہ بھی بجنسہٖ شامل کردئے کیونکہ اس سے زیادہ حالات کا ملنا محال تھا۔"

اختتام۔

دل تیرا میں نے بہت جلایا ہے اِدھر آ — ہاں ہاں میری خاطر یہ ترا حال ہوا ہے
کہتا ہے جو کوئی تو حسن سے نہیں ملتا — کرتا ہے بہانا کہ وہ اولٹا ہی مزا ہے

خاتمہ ۔ ۷ ربیع الثانی سنہ ۱۳۲۹ھ کو ختم شد بیاض کہنہ۔ از ملک پیٹھ حیدرآباد دکن۔

(۵۲۰) دیوان حسن (تیسرا نسخہ)

نمبر (۶۸۱) سائز (۸½ × ۵½) صفحہ (۱۰۲) سطر (۱۳ و ۱۴) خط نستعلیق کاغذ دیسی
کتابت ۱۲۳۴ھ

آغاز۔

گر عشق سے کچھ مجکو سروکار نہ ہوتا — تو خواب عدم سے کبھو بیدار نہ ہوتا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں۔

اختتام۔

جس کو دل چاہتا ہے اوس کو حسن — بات کب اوس کی دھیان پڑتی ہے

اس دیوان کے آغاز اور اختتام پر ایک ایک مہر ہے اسکو میٹ دیا گیا ہے۔

(۵۳۱) دیوان سوز

نمبر (۱۷۰) سائز (۹ × ۵½) صفحہ (۲۰) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف سید محمد میر سوز تاریخ تصنیف قبل ۱۲۰۳ھ کتابت

سید محمد میر نام اور سوز تخلص۔ میر ضیاء الدین کے فرزند حضرت قطب عالم گجراتی کی اولاد سے تھے۔ سوز دہلی میں تولد ہوئے اور لکھنؤ میں سنہ ۱۲۰۳ھ انتقال کیا۔

خطاطی۔ تیراندازی۔ شہسواری میں ماہر تھے۔ پہلے میر تخلص تھا جب میر تقی میر کی شہرت ہوئی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

خاتمہ۔

این کتاب دیوان میر حسن دہلوی بانصرام رسید بتاریخ بست وہشتم ماہ شوال ۱۲۸۴ھ روز یکشنبہ۔

(۵۲۹) نسخۂ حسن (دیوان حسن) دوسرا نسخہ

نمبر (۵۰۷) سائز (۸×۶) صفحہ (۹۷) سطر (۹ تا ۱۷) خط نستعلیق کاغذ ولایتی
کتابت ۱۳۲۷ھ

آغاز۔

"تذکرہ آب حیات کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ میر حسن مرحوم کا دیوان ناپید ہے چنانچہ میں نے بھی اسکی بہت تلاش کی، خاک چھانی مگر کچھ حاصل نہ ہوا لیکن اس لگاتار جستجو میں ایک ناتمام کہنہ بیاض ایسی ملی جس میں بہ نسبت دوسرے تذکروں کے کلام کا حصہ زائد تھا۔"

اس دیوان کو محمد علی عرش ملیح آبادی نے مرتب کیا ہے اولاً ایک دیباچہ لکھا ہے پھر میر حسن کے کلام پر تنقیدی نظر ڈالی ہے اسکے بعد غزلیات درج ہیں۔ جہاں جہاں سے انکو کلام ملا ہے اسکو نقل کر دیا ہے۔ چنانچہ اسکی صراحت بھی آگے آتی ہے۔

جیسا کہ لکھا گیا ہے اولاً جامع کا دیباچہ ہے اسکے بعد بیاض کہنہ کی نقل۔ اس میں ردیف ے الف غزلیات ہیں جو صفحہ (۵۰) تک ہیں اسکے بعد آب حیات کا مندرجہ کلام نقل کیا ہے اس کے بعد گلشن ہند سے کلام لیا گیا ہے۔ پھر سراپا سخن مولف محمد محسن کا انتخاب ہے۔ اسکے بعد بزم سخن مولف سید حسن علی خاں فرزند نواب صدیق حسن خاں سے کلام لیا ہے۔ پھر رسالہ مخزن کے ایک مضمون حبیب الرحمن خاں جلد ۱۹ نمبر ۱ سنہ ۱۹۱۰ء سے کلام لیا ہے اور کشکول کہنہ مملوکہ سید اصغر بلگرامی کا انتخاب ہے۔ غرضکہ جہاں جہاں سے مواد لیا ہے اسکی تاریخ بھی لکھدی ہے جو سنہ ۱۳۲۷ھ سے شروع ہوکر ربیع الثانی سنہ ۱۳۲۹ھ پر ختم ہوتا ہے۔ میر حسن کے کلام کے متعلق جو قدیم بیاض انکو ملی تھی اس سے متعلق یہ صراحت کی ہے۔

"اس بیاض پر جب غور کیا تو انتخاب سا معلوم ہوا اور وہ بھی کسی بچہ کے ہاتھ کا اور اکثر جگہ تو الفاظ اور محاورات بھی مسخ کر دئے ہیں۔ بدخط اور بد املا گر دل نے یہی کہا کہ اے غرضی کچھ بھی ہو اسکو غنیمت سمجھو اور جو سمجھ میں آئے وہ صاف کر لو۔ چنانچہ صفحہ (۱) سے صفحہ (۵۰) تک اُس بیاض کی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام۔

اور اوس پر ساقی کوثر بھی ہیں آپ — نبی کے خویش اور حسنین کے پدر ہیں آپ

دیا بھر جام ایک مسلمان کو اوس دم — ہو ....

کتب خانہ آصفیہ میں کلیات آصف کا ایک قلمی نسخہ ہے (دیوان ۹۴) انڈیا آفس میں بھی ایک نسخہ ہے (بلوم ہارٹ ۱۲۳)۔

(۲۸ھ) دیوان میر حسن

نمبر (۴۹۲) سائز (۱۱×۶½) صفحہ (۸۵) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف میر غلام حسن متخلص بہ حسن تاریخ تصنیف قبل ۱۲۰۱ھ کتابت ۱۲۸۴ھ

میر غلام حسن نام حسن تخلص ہے۔ میر غلام حسین ضاحک کے فرزند تھے۔ وطن دہلی تھا گر سن رشد کے پہلے فیض آباد اور پھر لکھنؤ میں آکر بس گئے۔ میر ضیاء الدین ضیا کے شاگرد تھے لیکن میر درد اور میر کے کلام کا تتبع کرتے تھے۔

انکی مثنوی سحرالبیان بہت مشہور ہے۔ کئی مرتبہ طبع ہونے کے علاوہ اکثر کتب خانوں میں اسکے قلمی نسخے بھی پائے جاتے ہیں۔

میر حسن کا تذکرہ شعرائے اردو بھی مشہور ہے اور انجمن ترقی اردو نے اسکو طبع کر دیا ہے بقول مصنف گل رعنا ۱۲۰۱ھ میں انکا انتقال ہوا ہے۔

آغاز۔

گر عشق سے کچھ مجکو سروکار نہ ہوتا — تو خواب عدم سے کوئی بیدار نہ ہوتا

یارب میں کہاں رکھتا ترا داغ محبت — پہلو میں اگر میرے دل زار نہ ہوتا

دنیا میں تو دیکھا نہ سوائے غم و اندوہ — میں کاش کہ اس بزم میں ہشیار نہ ہوتا

دیوان میں صرف ردیف وار غزلیات ہیں اور انکے بعد بارہ رباعیات اسپر دیوان ختم ہوتا ہے۔

اختتام۔

رباعی

کیا ہوگا اگر اب یہ بھلا ہوگا وہ — پروا یہ کسے ہے کہ برا ہوگا وہ

جب دل سا رفیق گیا خاک میں یوں — جی بھی نہ رہے گا تو کیا ہوگا وہ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اس دیوان میں غزلیات اور کچھ رباعیات وقطعات ہیں۔

اختتام۔

کل اور کون بیان کرے اوس کو ۔۔۔ رکھتے ہیں اب آپ ہم کہانی اپنی

آغاز کتاب پر تین مہریں ہیں۔ اور اختتام پر بھی ایک مہر ہے مگر اُسکو میٹ دیا گیا ہے۔
اس دیوان میں "میر حسن" اور یقین کا کلام ہے یقین کے کلام کے خاتمہ پر سنہ ۱۲۲۴ھ میں لکھنے کی صراحت موجود ہے۔

(۵۲۷) کلیات آصف

نمبر (۲۳۰) سائز (۱۰×۷) صفحہ (۶۲۵) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف آصف الدولہ تاریخ تصنیف قبل سنہ ۱۲۰۰ھ کتابت

یحییٰ علی نام مرزا امانی عرف اور آصف الدولہ خطاب تھا۔ آصف تخلص کرتے تھے۔ نواب شجاع الدولہ کے فرزند تھے۔ باپ کے بعد مسند حکومت اودھ پر سنہ ۱۱۸۸ھ میں متمکن ہوئے۔ فن تعمیر کا شوق تھا کئی عمارتیں ابتک انکی یادگار ہیں۔ میر سوز سے تلمذ حاصل تھا۔ شعرائے اردو کے سرپرست اور اردو شاعری کے قدردان تھے۔ سنہ ۱۷۹۵ء میں انتقال ہوا ہے۔

آغاز۔

کس قدر رو رو کے شب کرتا تھا مذکور تیرا ۔۔۔ وہ ہے بیمار ترا خستہ و رنجور تیرا
لے خبر اب بھی شتابی سے پہنچ ڈرتا ہوں ۔۔۔ کشتۂ ہجر نہ ہو یہ کہیں مہجور تیرا
یہ نہ آنیکے بہانے ہیں سب ہی ورنہ میاں ۔۔۔ اتنا تو گھر سے میرے کچھ نہیں گھر دور تیرا

اس کلیات میں اولاً ردیف وار غزلیات ہیں۔ ہر ردیف کے بعد کسی قدر صفحے خالی رکھے گئے ہیں اسکے بعد دوسرے ردیف کی غزلیات شروع ہوئے ہیں۔ غزلیات کے بعد مخمس ہیں! اور اس کے بعد ایسے چند مخمس ہیں جو فارسی غزلیات پر موزوں کئے گئے ہیں۔ آخر پر ایک مثنوی ہے اسکے بعد (۲۰) صفحے میں فارسی غزلیات ہیں پھر رباعیات اسکے بعد بسم اللہ کے ساتھ حمد اور نعت میں مثنویاں ہیں۔ آخر پر ایک مخمس ہے مخمس کے بعد پھر ایک مثنوی منقبت حضرت علی میں ہے اس کے باوجود کلیات ناقص الآخر ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام۔

ہر ایک دل بساط میں سو کسی حنا میں
ہیں اور مجھے خریدار بھی یہاں

(۵۲۴) دیوان درد (پانچواں نسخہ)

نمبر (۶۲۰) سائز (۸½ × ۵½) صفحہ (۱۰۹) سطر (۱۲) خط شکستہ کاغذ دیسی

آغاز۔

مقدور ہمیں کب تیری وصفوں کے رقم کا
حقا کہ خداوند ہے تو لوح و قلم کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات، رباعیات، فردات وغیرہ ہیں۔

اختتام۔

ظالم ہیں تیرے یہ چشم قاتل
عاشق سے اپنی نہ چار کرنا

محترم الدولہ کی مہر ثبت ہے۔

(۵۲۵) دیوان درد (چھٹا نسخہ)

نمبر (۶۴۲) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۱۳۹) سطر (۱۰) خط نستعلیق کاغذ دیسی

آغاز۔

مقدور ہمیں کب تیرے وصفوں کے رقم کا
حقا کہ خداوند ہے تو لوح و قلم کا

اس دیوان میں غزلیات ردیف وار ہیں اور کچھ رباعیات اور مخمس اور فردات شامل ہیں۔

اختتام۔

درد کچھ معلوم ہے یہ لوگ سب
کس طرف آئے تھے اور کدھر چلے

(۵۲۶) دیوان درد (ساتواں نسخہ)

نمبر (۶۸۱) سائز (۸½ × ۵½) صفحہ (۸۴) سطر (۱۳ و ۱۴) خط شکستہ کاغذ دیسی

کتابت ۱۲۳۴ھ

آغاز۔

مقدور ہمیں کب تیرے وصفوں کے رقم کا
حقا کہ خداوند ہے تو لوح و قلم کا

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز:

مقدور ہمیں کب تیرے وصفوں کی رقم کا　　حقا کہ خداوند ہے تو لوح و قلم کا

اس دیوان میں اولاً ردیف وار غزلیات ہیں اسکے بعد قطعات پھر رباعیات، مخمس، ترکیب بند اور فرد شامل ہیں۔

اختتام۔

دیکھ کر رخسار نرمی کے صفا　　آئینہ کیسے یہاں ابھرتی ہے قلعی

خاتمہ۔

بتاریخ ۸ رجمادی الثانی ۱۳۲۵ھ روز پنجشنبہ کو نقل ختم ہوئی۔ از حیدرآباد دکن کوٹلہ اکبر جاہ۔ بقلم حقیر فقیر سید محمد علی عرش ملیح آبادی۔

(۵۲۲) دیوان درد (تیسرا نسخہ)

نمبر (۵۷۸) سائز (۹½ × ۵½) صفحہ (۱۱۸) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی

آغاز۔

مقدور ہمیں کب تیری وصفوں کی رقم کا　　حقا کہ خداوند ہے تو لوح و قلم کا

اس دیوان میں اولاً ردیف وار غزلیات ہیں انکے بعد چند بے ردیف غزلیات اور انکے بعد رباعیات پھر مخمس ہے انکے بعد پھر دو رباعی ہیں۔ اسپر دیوان ختم ہوتا ہے۔

اختتام۔

اوروں سے بھی تجکو تو خوشی حاصل ہے　　تیرا جی دون بھی بہل تا ہوگا

(۵۲۳) دیوان درد (چوتھا نسخہ)

نمبر (۶۲۰) سائز (۸½ × ۵½) صفحہ (۳۰) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی

آغاز۔

مقدور ہمیں کب تیری وصفوں کے رقم کا　　حقا کہ خداوند ہے تو لوح و قلم کا

ناقص نامکمل نسخہ ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

خلافت حاصل ہوئی اور مرید کرنے لگے۔ تصنیف و تالیف کا بھی شوق تھا۔ گیارہ کتابوں کا پتہ چلتا ہے جس میں دیوان اردو بھی شامل ہے تصوف میں بھی کئی کتابیں لکھی۔ ۱۱۹۹ھ میں انتقال ہوا اردو کے صف اول کے شعرا میں انکا شمار ہوتا ہے۔

آغاز۔

مقدور ہمیں کب ترے وصفوں کے رقم کا — حقا کہ خداوند ہے تو لوح و قلم کا
اس مسند عزت پہ کہ تو جلوہ نما ہے — کیا تاب گزر ہووے تعقل کے قدم کا

یہ خواجہ درد کا دیوان ہے جس میں ردیف وار غزلیات ہیں آخر پر ایک ترجیع بند ہے۔

اختتام۔

کس کسطرح سے اون نے بھی سن سنکے ٹالیاں — ہرچند ہم بھی باتوں میں کچھ کچھ تو کہے گئے

اس کی نظر میں درد یہ کچھ بات ہی نہیں
دانست میں ہم اپنی کچھ سنکے سہ گئے

اس کے بعد کسی عبید شاعر کی ایک غزل ہے۔

خاتمہ۔

دیوان میر محمدی صاحب متخلص بدرد سلمہ اللہ تعالےٰ این کتاب است بتاریخ بست ویکم شہر رمضان المبارک بوقت سہ پہر مرتب ۱۲۵۷ھ۔

ایک مہر محترم الدولہ ۱۲۵۷ھ ثبت ہے۔

معلوم ہوتا ہے کاتب نے کسی ایسے دیوان سے اسکو نقل کیا ہے جبکہ درد بقید حیات تھے اسلئے "سلمہ اللہ تعالےٰ" لکھا ہے کیونکہ ۱۲۲۵ھ میں درد زندہ نہیں تھے۔

دیوان درد کئی مرتبہ شائع ہوا ہے۔ کتب خانہ آصفیہ میں پانچ قلمی نسخے بھی موجود ہیں (۳۹۹، ۳۶۹، ۴۸۱، ۴۹۸ شاملات ۴۶۱۴ ادارہ ادبیات اردو میں ایک نسخہ ہے (زور ۷۷)۔

انجمن ترقی اردو علی گڈھ میں ایک قلمی نسخہ ہے (نمبر ۱۶)۔

انڈیا آفس میں بھی اسکے نسخے ہیں (بلوم ہاٹ ۱۳۸، ۱۳۹)۔

(۵۲۱) دیوان درد دوسرا نسخہ

نمبر (۵۰۷) سائز (۸ × ۶) صفحہ (۹۲) سطر (۱۷) خط نستعلیق کاغذ ولایتی
کتابت ۱۲۲۸ھ

कार्यकारी सह सम्पादक
संग्रहालय पुरातत्व पत्रिका. उ० प्र०
राज्य संग्रहालय, लखनऊ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

قصائد شروع کر دیے گئے ہیں۔

اختتام۔

کر دعائیہ پر سودا تو سخن ختم کہ ہے   اثر وقت دعا دست بہم چاروں ایک
یا الٰہی طرب و عیش و نشاط و ممدوح   رہیں آفاق میں تا حشر کے دم چاروں ایک

قصائد کے پہلے صفحہ پر حسب ذیل عبارت درج ہے۔

کلیات سودا الموسوم۔ مرزا محمد رفیع المخاطب ملک الشعرا از بندر کلکتہ بالتصواب مرزا محمد حیدر .... در ۱۲۴۷ھ۔ یک جلد عرض دید

دستخط

مہر سید عالم علی

(۵۱۹) قصائد سودا

نمبر (۶۱۸) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۸۲) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی

آغاز۔

عیب پوشی ہو لباس جو کہ سے کیا ننگ ہے   ہاں اے آئینہ بہتر اس صفا سے زنگ ہے
وضع سے کم مایہ اپنی کب ترقی کر سکے   چاہے دریا ہو یہ کب آب گہر میں ڈھنگ ہے

اس مجموعہ میں سودا کے کئی ایک قصائد شامل ہیں۔

اختتام۔

یہ عرض حال ہے سودا کا جو سنا تو نے   تری رضا جو کچھ آگے ہو یا امام رضا

(۵۲۰) دیوان درد

نمبر (۲۵۳) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۱۰۱) سطر (۱۲) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف خواجہ میر درد تاریخ تصنیف قبل ۱۱۹۶ھ کتابت ۱۲۲۵ھ

سید خواجہ میر نام اور درد تخلص۔ باپ کا نام خواجہ محمد ناصر تھا۔ درد ۱۱۳۳ھ میں دہلی میں تولد ہوئے۔ باپ سے علوم ظاہری اور باطنی کی تعلیم پائی۔ آغاز جوانی میں دنیا دار رہے مگر صرف (۲۸) سال کی عمر میں باپ کی خواہش پر دنیا ترک کر دی۔ گوشہ نشین ہو گئے۔ باپ کے انتقال پر

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۵۱۷) کلیات سودا (چوتھا نسخہ)

نمبر (۶۰۶) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۷۶۶) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی
کتابت ۱۲۴۷ھ

اولاً چند صفحے فارسی کلام ہے اسکے بعد اردو کلام شروع ہوتا ہے۔

آغاز۔

ہوا جب کفر ثابت ہے وہ تمغائے مسلمانی ۔۔۔ نہ ٹوٹی شیخ سے زنار تسبیح سلیمانی

اس کلیات میں فارسی کلام کے بعد اردو قصائد ہیں انکے بعد غزلیات۔ غزلیات کے بعد رباعیات پھر قطعات انکے بعد مخمس۔ مخمس کے بعد مثنویات اور ہجو شامل ہیں۔

آخر پر میر کے اعتراض اور سودا کا جواب بھی شامل ہے۔ جو قطعات میں لکھا گیا ہے۔

اختتام۔

شرح سودا

غرض مرثیہ پہ جو تم نے کہا ہے ۔۔۔ عجب بحر بے ربط اس میں بہا ہے

بلاغت کا جی ناک میں آرہا ہے ۔۔۔ فصاحت کو دیکھو تو وہ جاں بلب ہے

خاتمہ۔ تمت تمام شد۔ کلیات مرزا رفیع سودا۔

از دست احقر العباد مرزا اللہ داد بیگ ولد محمد امین بیگ۔ ایک چھوٹی سی مہر سید عالم کی آغاز کتاب اور اختتام پر ثبت ہے۔

(۵۱۸) قصائد سودا

نمبر (۶۹۸) سائز (۱۲×۷½) صفحہ (۱۵۷) سطر غیر معین خط شکستہ کاغذ دیسی

مصنف سودا ۔ تاریخ تصنیف ۔ کتابت

آغاز۔

سنگ کو اتنے لئے کرتا ہے پانی آسماں ۔۔۔ منہ پہ لادے اوسی تا عیب روئے مرد ماں

مستعد اتنا ہے یہ افعی گزندہ خلق پر ۔۔۔ پیچ اس کے چال کا دیکھو تو ہے شکل دہاں

اس کتاب میں سودا کے متعدد قصائد اور کچھ ہجو بھی ہیں اولاً فارسی کلام ہے۔ جو ایک دوسری کتاب توصیف سراپا معشوق سے متعلق ہے اس کے بعد بلا کسی فصل یا بسم اللہ کے سودا کے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۵۱۶) کلیات سودا (تیسرا نسخہ)

نمبر (۵۶۸) سائز (۹ × ۵) صفحہ (۱۰۸۸) سطر (۱۴) خط نستعلیق کاغذ دیسی
کتابت ۱۲۳۵ھ

آغاز۔

ہوا جب کفر ثابت ہے وہ تمغائے مسلمانی — نہ ٹوٹے شیخ سے زنار تسبیح سلیمانی

کلیات سودا کا یہ نسخہ اسلئے اہمیت رکھتا ہے کہ اس میں اردو کے ساتھ فارسی کلام بھی ہے اولاً فارسی کلام ہے اسکے بعد قصائد ہیں جو (۱۰۷) ورق تک حاوی ہیں انکے بعد غزلیات ہیں پھر دوسری نوع کا کلام یعنی مخمس، پہیلیاں وغیرہ۔ ورق نشان (۳۲۶) پر ختم ہوئے ہیں انکے بعد مثنویاں ہیں جو ورق نشان (۳۸۶) تک آئے ہیں اسکے بعد ایک فارسی دیباچہ ہے اور کسی قدر کلام کے بعد پھر ایک تنقیدی مقالہ فارسی میں لکھا گیا۔ اسکے مصنف کا نام معلوم نہیں ہوتا۔ اس کے خاتمہ پر بسم اللہ کے ساتھ پھر دوسرا دیباچہ درج ہے اسکے بعد ایک مختصر قصیدہ اور پھر غزلیات ہیں انکے خاتمہ پر ایک مثنوی چند مخمس، پہیلیاں آخر پر سلام اور مرثیے درج ہیں۔

اختتام۔

اس کے آگے کسی کو سننے کی — نہیں تاب و توان واویلا

ختم تو کر کے مرثیہ سودا — ہائے کہہ پر زبان واویلا

خاتمہ۔

"بتاریخ دوازدہم شہر شوال المکرم ۱۲۳۵ھ این مرثیہ ہا و سلام ہائے سودا از کتاب باقر علی خاں نوشتہ شدند" ورق نشان (۵۶ آخری) کے خاتمہ پر حسب ذیل عبارت درج ہے۔

بتاریخ دوازدہم شہر شوال المکرم ۱۲۳۵ھ

"این غزلیات و مثنویات وغیرہ مرزا رفیع سودا مرحوم داخل کتاب مہاراجہ صاحب راجہ بالاپرشاد دام اقبالہ و شوکت اجلالہ از کلیات باقر علی خاں صاحب مقابلہ نمود و بصحت رسانیدہ بقلم آمدہ والسلام"

بالا پرشاد راجہ چندولال کے فرزند تھے۔ یہ دیوان انکے کتب خانہ میں رہا ہے۔ اور ان کے لئے ہی لکھا گیا ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

حالات اور کلام کا نمونہ ملتا ہے۔ شیخ چاند مرحوم کا سودا پر ایک تفصیلی مقالہ شائع ہو چکا ہے۔

آغاز۔

ہوا جب کفر ثابت ہے وہ تمغائے مسلمانی | نہ ٹوٹی شیخ سے آثار تسبیح سلیمانی
ہنر پیدا کر اول ترک کیجو جب لباس اپنا | کہ ہو جوں تیغ بے جوہر اُسے ہے ننگ عریانی

اس کتاب میں سودا کے کئی قصیدے ہیں جو حضرت علی اور امام حسین اور آصف الدولہ وغیرہ کی مدح میں موزوں کئے گئے ہیں اور چند ہجو بھی ہیں جو امیر بخیل وغیرہ کے لئے کہے ہیں۔ چند غزلیات قطعات اور فرد بھی ہیں۔

اختتام۔

یار کا جب خیال آتا ہے | ہوش میرا تمام جاتا ہے
ہائے اس دیوانہ دل نے کام کیا نیچا کیا | آپ تو بدنام تھا ہی مجکو بھی رسوا کیا

سودا کے کلیات اور قصیدے کئی مرتبہ طبع ہوئے ہیں۔ انکے دیوان کے قلمی نسخے بھی کتب خانوں میں پائے جاتے ہیں۔

کتب خانہ آصفیہ میں سودا کے دیوان اور قصائد کے سات نسخے ہیں (دیوان ۹۸، ۸۸۵، ۴۷۷، ۱۵۲۰۔ قصائد ۲۴۸، ۱۳۷۔ جامعہ عثمانیہ ایک نسخہ (سہروردی ۳۹) ادارہ ادبیات اردو ایک نسخہ (زور ۳۷) اور انجمن ترقی اردو علی گڑھ میں کلیات اور دیوان سودا کے تیرہ[۱۳] نسخے ہیں۔ (دیوان ۳ تا ۱۵)۔

انڈیا آفس میں بھی اسکے نسخے موجود ہیں (بلوم ہارٹ ۱۴۶ تا ۱۵۵)۔

(۵۱۵) دیوان سودا (دوسرا نسخہ)

نمبر (۵۱۷) سائز (۱۲½ × ۸) صفحہ (۲۲۰) سطر (۷) خط نستعلیق کاغذ دیسی

آغاز۔

ہوا جب کفر ثابت ہے یہ تمغائے مسلمانی | نہ ٹوٹی شیخ سے تسبیح زنار سلیمانی

اس دیوان میں اولاً قصائد ہیں اسکے بعد ردیف وار غزلیات جو صرف ردیف "م" تک ہیں اسکے بعد کے اوراق نہیں ہیں یعنی ناقص الآخر ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

خاتمہ۔

این کتاب حسب فرمایش راجہ صاحب فیاض زماں راجہ دیا بہادر دام دولتہٗ بتاریخ سیوم ماہ جمادی الاول سنہ ۱۲۲۰ھ روز جمعہ بوقت مغرب در ساعت مشتری .... انصرام رسانید

ایک مہر سید محمد علی خان بہادر سنہ ۱۲۱۲ھ ثبت ہے۔

(۵۱۳) بیاض منتخب کلام ایجاد

نمبر (۳۶۳) سائز (۸ × ۴) صفحہ (۴۵۸) سطر غیر معین خط شکستہ نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف نقد علی خاں ایجاد تاریخ تصنیف کتابت

اس مجموعہ میں اولاً نصف حصہ چند شعرا کا فارسی کلام ہے۔

آغاز۔

گلشن جمال ہے تماشا گاہ رب العالمین ابر رحمت سے ہمیشہ سبز ہے یہ کل زمین

باغبان اس روضۃ الرضوان کے غلمان ہیں مالنیں اس جنت الفردوس کے ہیں حور عیں

اس بیاض میں ایجاد کا مختلف قسم کا کلام شامل ہے۔ قصائد غزلیات اور مرثیے وغیرہ ہیں

اختتام۔

علی ہے ساقیٔ کوثر شفیع روز جزا علی کی آپ خدا نے کہی ہے صفت و ثناء

آخر نبی کا تھا صاحب وصی کہا یا ہے

اس کے بعد پھر فارسی شعرا کا کلام ہے۔

(۵۱۴) قصائد و ہجویات سودا

نمبر (۵۱) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۱۴۶) سطر (۱۱ تا ۱۳) خط شکستہ کاغذ دیسی

مصنف مرزا محمد رفیع سودا تاریخ تصنیف قبل ۱۱۹۵ھ کتابت سنہ ۱۲۷۹ھ

مرزا محمد رفیع نام سودا تخلص۔ سنہ ۱۱۲۵ھ میں تولد ہوا اور سنہ ۱۱۹۵ھ میں لکھنؤ میں انتقال کیا۔ دہلی وطن تھا۔ دہلی کی تباہی کے بعد لکھنؤ چلا گیا۔ اولاً سلیمان قلی خاں داؤد کا شاگرد تھا پھر شاہ حاتم کے شاگردوں میں منسلک ہوا۔ سودا اپنے قصائد اور ہجو دونوں کے لحاظ سے مشہور ہے۔ وہ نہ صرف اپنے زمانہ کا استاد سخن تھا بلکہ آج بھی دنیائے اردو میں اس کا سکہ چلتا ہے۔ قدیم اور جدید تذکروں میں سودا کے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۵۱۱) کلیات ایجاد (دوسرا نسخہ)

نمبر (۸۵) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۱۴۵) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی

اس کتاب میں بھی پہلے فارسی کلام ہے اسکے بعد اردو کلام شروع ہوتا ہے۔

آغاز۔

گلشن دل ہے تماشا گاہ رب العالمین — ابر رحمت سے ہمیشہ سبز ہے یہ کل زمیں

باغباں اس روضۃ الرضوان کے غلمان ہیں — مالنیں اس خطۂ الفردوس کے ہیں حور عیں

اس کلیات میں اولاً قصائد ہیں۔ قصائد کے بعد ایک مثنوی نعت و منقبت پر ہے جس کے تین سو سے زیادہ شعر ہیں۔ مثنوی کے بعد مخمس ہے۔ غزلیات اس کلیات میں نہیں ہیں۔ آخر پر ایک رباعی ہے اس پر کلیات ختم ہوتا ہے۔

اختتام۔

ہے برشگال موسم سیر و شکار ہے — یارو چلو بہار کہ فصل بہار ہے

اپنی ہوس کے رخ کو نظر بھر کے دیکھئے — آئینہ ہوا اپنی بے غبار ہے

اس مجلد میں بھی انکا فارسی کلیات شریک ہے۔

(۵۱۲) مجموعہ قصائد نقد علی خاں ایجاد

نمبر (۱۵۹) سائز (۱۰×۵½) صفحہ (۱۲۸) سطر (۱۳) خط نستعلیق کتابت ۱۲۲۰ھ

آغاز۔

پھر میں نہ جانوں کیا ہے زباں کا اقتضا — دل جس کا دیکھے تو ہے اس عصر میں خفا

فکروں میں چور منعم و درویش ہیں سبھی — اندوہ میں تمام ہیں کیا شاہ کیا گدا

اس کتاب میں ایجاد کے بارہ قصیدے ہیں جو بارہ اماموں کی مدح میں ہیں۔ ایک مثنوی بھی ہے جو نعت اور منقبت پر مشتمل ہے اور چند خمسے ہیں۔

اختتام۔

ہے برشگال موسم سیر و شکار ہے — یارو چلو بہار کہ فصل بہار ہے

اپنے ہوس کے رخ کو نظر بھر کے دیکھیں — آئینہ ہوا اپنی سبے غبار ہے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مصنف نقد علی خاں ایجاد تاریخ تصنیف قبل ۱۱۹۴ھ

مرزا علی نقی خاں نام نقد علی خاں خطاب اور ایجاد تخلص تھا۔ ایران کے شاہی خاندان قاچار سے تعلق رکھتا تھا۔ آصفجاہ اول (۱۱۳۲ھ تا ۱۱۶۱ھ) کے زمانہ میں اسکے والد نقد علی خاں دکن آئے اور اعلیٰ خدمت پر مامور کئے گئے۔ ایجاد کو پہلے لشکر کی کوتوالی ملی اسکے بعد صوبہ کی دیوانی پر جو باپ کی خدمت تھی تقرر ہوا۔ صلابت جنگ کے عہد میں داروغہ فیل خانہ بنائے گئے۔ آصفجاہ ثانی کے عہد میں اس خدمت کے ساتھ صاحبزادہ نصرت جنگ انتظام الدولہ کے اتالیق بھی کئے گئے۔ ۱۱۹۴ھ میں گوشہ نشین ہوگئے۔ مرنے کے سنہ کی ہم کو اطلاع نہیں ہے۔ فارسی شاعری کا بہترین نمونہ چھوڑا ہے۔ دکن کے قیام سے اردو میں بھی شعر کہنے لگے تھے اور اس میں بھی اچھی مہارت پیدا کرلی تھی شفیق نے اپنے تذکرہ چمنستان شعرا میں ان کا حال قلمبند کیا ہے۔

اس دیوان میں اولاً فارسی کلام ہے اسکے بعد اردو کلام ہے۔

آغاز۔

گلشن دل ہے تماشاگاہ رب العالمین ابر رحمت سیں ہمیشہ سبز ہے یہ کل زمین

باغباں اس روضۃ الرضوان کے غلمان ہیں مالنیں اس جنت الفردوس کیں ہیں حور عین

اس کلیات میں اولاً قصائد ہیں اسکے بعد ردیف وار غزلیات ہیں اسکے بعد پھر چودہ قصائد ہیں جو حمد، نعت، مدح حضرت علیؓ، بی بی فاطمہ اور اماموں کی مدح میں ہیں۔ انکے بعد ایک طویل مثنوی (۴۵۰) شعر سے زیادہ پر مشتمل ہے۔ اس مثنوی میں اپنے حالات اور حیدرآباد کے حالات و واقعات قلمبند کئے ہیں۔ اس مثنوی کے بعد ایک مختصر قصیدہ منقبت کے عنوان سے ہے اسکے بعد چند مخمس ہیں مخمس کے بعد ایک طویل ترجیع بند اور پھر چند مثلث اور مرثیے بھی ہیں۔

اختتام۔

معراج میں نبی سے انگوٹھی لیا علی ایسا نہیں خدا کی قسم شیر نر کہیں

ایجاد باب علم نبی کا لے آسرا اوس در بینوائی تجکو نہیں ہے مقر کہیں

اردو کلام کے بعد ایک فارسی خط اور پھر فارسی کلام ہے۔ فارسی کلیات بھی شامل ہے۔ اس کتاب پر کئی مہریں ہیں جو محترم جنگ، اعتصام الملک وغیرہ کی ہیں ایک مہر محترم جنگ کی ہے ۱۲۲۶ھ کندہ ہے۔

اس کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہے (دیوان ۲۲ ۱۵)۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۵۰۹) دیوان تاباں

نمبر (۵۸۲) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۶۳) سطر (۱۱ تا ۱۳) خط شکستہ کاغذ دیسی
مصنف میر عبدالحی تاباں تاریخ تصنیف نامعلوم سنہ ۱۱۸۰ھ کتابت ۱۱۹۵ھ

میر عبدالحی نام اور تاباں تخلص دہلی کے رہنے والے تھے۔ حشمت سے تلمذ حاصل تھا۔ جوانی میں اس دنیا سے چل بسے۔ فیلن کے قول کے مطابق ۱۲۱۱ھ تک زندہ تھے۔

تاباں بڑے خوبصورت جوان تھے۔ اپنے حسن کو دوبالا کرنے کے لئے اکثر سیاہ کپڑے پہنا کرتے۔ اکثر لوگ انکو یوسف ثانی کہا کرتے تھے۔ حضرت مرزا مظہر جان جاناں سے خاص خلوص تھا۔ بقول بعض کثرت شراب نوشی کی وجہ سے انکا انتقال ہوا۔

آغاز۔

اے مرد خدا ہے تو پرستار بتاں کا — مذہب میں میرے کفر ہے انکار بتاں کا
لکھنے دو تجلی شہ طور کے مانند — موسیٰ جو آکر دیکھتا دیدار بتاں کا
گردن میں میرے طوق ہے زنار کے مانند — ہوں عشق میں ازبسکہ گنہگار بتاں کا

اس دیوان میں صرف ردیف وار غزلیات ہیں۔ کوئی اور صنف سخن نہیں ہے۔

اختتام۔

کچھ عیب نہیں اوسکا دیکھنا ثواب ہے — جیسا کسی پیاسے کو پانی پلائے
تاباں کے بات کوئی خاطر میں اپنے رکھ — اے یار اپنی دل کو خدا سے لگائے رکھ

خاتمہ۔

تمت تمام شد۔ بفضلہ دیوان تاباں موسوم عبدالحی تاباں در بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد چہارشنبہ بتاریخ نواز دہم ماہ صفر المظفر ۱۱۹۵ھ۔ کاتب الحروف کنول رام ولد نبوس قوم کایستھ۔

تاباں کا دیوان حیدرآباد سے شائع ہوا۔ کتب خانہ آصفیہ میں ایک قلمی نسخہ بھی موجود ہے (دیوان ۶۹۳)۔

(۵۱۰) کلیات ایجاد

نمبر (۸۴) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۲۲۹) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

ایک تذکرہ گل عجائب کے نام سے قلمبند کیا تھا جسکا قلمی نسخہ کتب خانہ آصفیہ میں ہے اور انجمن ترقی اردو کیجانب سے شائع بھی ہوگیا ہے۔ تمنا کے بیسیوں شاگرد تھے۔ سنہ ۱۲۰۴ھ میں انتقال ہوا ہے۔

دیوان کو تمنا کے ایک شاگرد نواب مجاہد جنگ ارمان نے مرتب کیا ہے۔

آغاز۔

چھوڑا کے کفر و عصیاں کا دوراہا   دکھادے راہِ عرفاں بادشاہا
بچا رکھ نفس و شیطاں سے الٰہا   الٰہی معذرت خواہا پناہا
فآہا   ثم آہا   ثم آہا

اس کلیات میں تمنا کا ہر قسم کا کلام ہے اول مختصر مثنویاں وغیرہ ہیں جن میں حمد و نعت ہے منقبت حضرت علی ہے۔ بی بی فاطمہ کی مدح ہے۔ امام حسن اور امام حسین کی ستائش کیگئی ہے پھر مرثیے ہیں اسکے بعد ردیف وار غزلیات ہیں۔ غزلیات کے بعد قصائد اور انکے بعد رباعیات ہیں۔ مرثیے منقبت وغیرہ عنوان کے تحت لکھے گئے ہیں۔ انکے بعد چند سادے اوراق چھوڑے گئے ہیں۔ اس سے واضح ہے کہ غالباً اصل نسخہ ہے جو تمنا کی کلیات کا مرتب ہوا ہوگا۔ ہر ردیف کے بعد اسلئے جگہ رکھی گئی ہے کہ ان میں اضافہ ہوتا رہے۔

قصائد بھی کئی ایک ہیں۔ یہ قصیدے جنکی مدح میں ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں۔ تعریف حضرت سجاد بہادر۔ جواد صلوات السلام علیہ۔ مدح حضرت گیسو دراز۔ قصیدہ مدح امام محمد باقر۔ قصیدہ مدح آصفجاہ۔ قصیدہ مدح ارسطو جاہ وغیرہ۔ قصائد کے بعد رباعیات ہیں انکو بھی ردیف وار لکھا گیا ہے آخر پر مثلث ہیں انکے بعد کچھ فارسی کلام ہے۔

اردو کلام کا اختتام۔

یا الٰہی جب تہیں یہ شہر و دھر آباد ہو   نت مشیر الملک کے بخشش سے عالم شاد ہو
اس کے اعدا کے کتیں ہر روز مثل گوسفند   عید قرباں کی اوسے ہر دن مبارک باد ہو

اس کے بعد فارسی کلام شروع ہوتا ہے۔

کتاب پر ایک مہر ثبت ہے۔ جس میں امان اور سنہ ۱۲۰۱ھ پڑھا جاتا ہے۔ اسکے علاوہ کئی دوسرے شعراکے قطعات بھی درج ہیں۔ تمنا کی رحلت کا قطعہ شفیق نے لکھا ہے۔

آن تمنا اہل سخن یہ رفت جوان زین دار فتن   بود ہنر ور صاحب فن زود بسوئے عقبا رفت
بخیال تاریخ آن غور چو کرد شفیق من   سال وفاتش ہاتف گفت ہایا ہائے تمنا رفت
۱۲۰۴ھ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

جامع محمد علی عرش ملیح آبادی۔

آغاز۔

کون کر سکتا ہے اوس خلاق اکبر کی ثناء — نارسا ہے شان میں جس کے پیمبر کی ثناء

اختتام۔

کوئی فرہاد جیسے بی زباں کو قتل کرتا ہے — یقین ہم دعاں اگر ہوتے تو ایک دو دو بچن کہتے

خاتمہ۔

دیوان انعام اللہ خاں یقین شاگرد حضرت مظہر بتاریخ ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۲۸ھ۔ روز سہ شنبہ ختم ہوا بقلم خود حقیر فقیر سید محمد علی ملیح آبادی از کوٹلہ اکبر جاہ حیدرآباد۔

(۵۰۷) دیوان یقین (پانچواں نسخہ)

نمبر (۶۸۱) سائز (۸ ۱/۲ × ۵ ۱/۲) صفحہ (۷۲) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی کتابت ۱۲۳۴ھ

آغاز۔

کون کر سکتا ہے اوس خلاق اکبر کی ثناء — نارسا ہے شان میں جس کے پیمبر کی ثناء

اختتام۔

نہیں ہے باغ سے کچھ کام جو شمشاد سرو اکو — دیوانے ہیں یقیں تم قمچر کی طبع وزری کے

خاتمہ۔

"تمت تمام شد دیوان یقین بخط خادم از دست بہادر خاں بوقت یکپاس روز برآمد بروز شنبہ بتاریخ ہفتم محرم الحرام ۱۲۳۴ھ" اس پر بھی مہریں ہیں جو میٹ دئے گئے ہیں۔

(۵۰۸) کلیات تمنا

نمبر (۱۴۴) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۲۸۸) سطر (بلا تعین) خط شکستہ کاغذ دیسی

مصنف اسد علی خاں تمنا تاریخ تصنیف ۱۱۹۴ہجری کتابت

اسد علی خاں تمنا دکن کا مشہور شاعر تھا اورنگ آباد وطن تھا پھر حیدرآباد میں اقامت کرلی قادر الکلام شاعر تھا مشکل ترین زمینوں میں شعر کہا کرتا۔ ارسطو جاہ کے مدح میں قصائد بھی لکھے ہیں۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں۔ کوئی اور کلام نہیں ہے۔

اختتام۔

یار کی بات ہمیں کون سناتا ہے یقیں — کب کوئی گل کے دیوانے کو خبر کرتا ہے

خاتمہ۔

تمت تمام شد دیوان یقین بروز پنجشنبہ بتاریخ بست و پنجم شہر جمادی الاول ۱۲۶۰ھ ہجری
کاتب الحروف میر محمد ہدایت علی۔

(۵۰۵) دیوان یقین (تیسرا نسخہ)

نمبر (۴۲۸) سائز (۸×۵) صفحہ (۷۰) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی
کتابت ۱۱۸۹ھ

آغاز۔

کون کر سکتا ہے اوس خلاق اکبر کی ثناء — نارسا ہے شان میں جس کے پیمبر کی ثناء

اس دیوان میں صرف ردیف وار غزلیات ہیں۔

اختتام۔

یار کی بات ہمیں کون سناتا ہے یقین — کب کوئی گل کے دیوانے کو خبر کرتا ہے

خاتمہ۔

"این دیوان من تصنیف یقین وسخن رنگین...... منتوطن شاہجہاں آباد ششم شہر شوال المکرم ۱۱۸۹ھ
بروز مبارک شنبہ بوقت چاشت در بلدہ خجستہ بنیاد کہ نواب الدولہ بہادر کوچ فرمودہ برہفت کرد
فرد آمدہ بودند برائے برخوردار ثمرۃ الفوائد لالہ بھوانی پرشاد بخط زشت نحیف عاصی میر محمد شریف
در حویلی لالہ عالمگیری لعل با تمام رسانید۔ تمت تمام شد"

ایک مہر بھی ثبت ہے جس میں "محمد علی بود جانشین" ۱۲۳۷ کندہ ہے۔
چند متفرق اشعار بھی آخری صفحہ میں درج ہیں۔

(۵۰۶) دیوان یقین (چوتھا نسخہ)

نمبر (۵۰۷) سائز (۸×۶) صفحہ (۵۸) سطر (۱۷) خط نستعلیق کاغذ دیسی
کتابت ۱۲۲۶ھ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

حالات قلمبند کئے ہیں۔ انکے قلمی دیوان کے نسخے اکثر کتب خانوں میں پائے جاتے ہیں جس سے واضح ہے انکا کلام کافی مقبول تھا۔

آغاز۔

کون کر سکتا ہے اس خلاق اکبر کی ثناء ۔۔۔ نارسا ہے شان میں جس کے پیمبر کی ثناء

سربراہ اس مونہہ سے ہو سکتی ہے کب نعت رسول ۔۔۔ یا ابوبکر و عمر عثمان و حیدر کی ثناء

یہ زباں قابل ہے کب اس بات کی جو کیجئے ۔۔۔ حضرت زہرا کی اور شبیر و شبر کی ثناء

اس دیوان میں صرف ردیف وار غزلیات ہیں۔

اختتام۔

وہ بلبل کیونکر ہووے خار و خس سے مختلط جسکا ۔۔۔ نسیم گل سے یاری نازکی آشیاں لرزے

نہیں کہہ بات سکتے شمع پروانے کے ماتم میں ۔۔۔ یقیں برجا ہے رونے میں کسو کے گر زباں لرزے

خاتمہ۔

حسب الارشاد نواب صاحب والا دودمان نواب سید حسین خان بہادر دام ظلہ دیوان یقین ہندی انعام اللہ خاں المتخلص بہ یقین بخط یکے از بندہ ہائے آل اطہار صلوات اللہ علیہم اجمعین ۱۲۷۰ھ تحریر پذیر رفت"۔

اس دیوان کے آخر پر سودا کے بھی چند غزلیات درج ہیں۔

یقین کا دیوان طبع ہوگیا ہے گر قلمی نسخے بھی ہمدست ہوتے ہیں۔ چنانچہ حیدر آباد کے کتب خانوں میں جو نسخے ہیں اونکی صراحت یہ ہے۔

کتب خانہ آصفیہ میں پانچ نسخے ہیں (دیوان ۴۰۲، ۴۶۷، ۴۸۸۔ شاملات ۵۷۳، ۵۶۹

کتب خانہ جامعہ عثمانیہ ایک نسخہ (سروری ۴۱) ادارہ ادبیات اردو (زور ۲۴۹) ایک نسخہ۔

کتب خانہ انجمن ترقی اردو علی گڈھ میں تین نسخے ہیں (دیوان ۲۰، ۲۱، ۲۲)۔

(۵۰۴) دیوان یقین (دوسرا نسخہ)

نمبر (۲۸۵) سائز (۸½×۵½) صفحہ (۷۵) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی کتابت ۱۲۶۰ھ

آغاز۔

کون کر سکتا ہے اس خلاق اکبر کی ثناء ۔۔۔ نارسا ہے شان میں جس کے پیمبر کی ثناء

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۵۰۲) مناجات جلال

نمبر(۱۸۰) سائز (۷ × ۵) صفحہ (۴) کل (۱۷) شعر ہیں۔
مصنف سید جلال الدین تاریخ تصنیف قریب ۱۱۵۰ھ کتابت

مصنف کے حالات کسی قدیم اور جدید تذکرہ میں نہیں ہیں اسلئے مجبوری ہے۔ کلام کے لحاظ سے انکو ۱۱۵۰ھ کے مابعد کے شعرا میں شامل کیا گیا ہے۔ صرف اسقدر معلوم ہوتا ہی شہ کمال الدین انکے مرشد تھے۔ ممکن ہے کرنولی ہوں۔

آغاز۔

رات دن مجکوں سونیرا دھیان یا اللہ — کہ تجھ بن ایک پل نہ ہوے اطمینان یا اللہ
سدا تجھ عشق کے دریا میں مجکوں کر شناور توں — کہ جیوں غواص ہو لیاوں گوہر عرفان یا اللہ
سدا مشغول کر مجکوں آپسکی صحبت سوں — جو بیخود ہو رہوں مستان با دل جان یا اللہ

یہ ایک مناجات ہے۔

اختتام۔

بحق احمد مرسل محمد مصطفےٰ سرور — بحق طاہا و یٰسین کہ جس کے شان یا اللہ
الہ العالمیں تیرے محباں کی برکت سوں — مجھے اس میں جب کچھ منگیا بحق قران یا اللہ
بحق شہ کمال الدیں ولی مرشد کامل — جمال پاک توں اپنا مجھے دے دان یا اللہ

(۵۰۳) دیوان یقین

نمبر(۱۹۲) سائز (۸ × ۴) صفحہ (۷۷) سطر (۱۳) خط شکستہ کاغذ دیسی سرخ جدول کرم خوردہ
مصنف انعام اللہ خاں یقین تاریخ تصنیف قبل ۱۱۶۹ھ کتابت ۱۱۷۶ھ

انعام اللہ خاں نام اور یقین تخلص تھا شیخ اظہر الدین المخاطب مبارک جنگ کے فرزند تھے۔ مبارک جنگ محمد شاہی دربار کے ایک معزز رکن تھے۔ انعام اللہ کی پیدایش ۱۱۴۰ھ میں ہوئی۔ مرزا مظہر جان جاناں کے شاگرد تھے۔ کم عمری سے شعر گوئی کرتے تھے۔ تیس سال کا سن تھا کہ باپ نے قتل کردیا۔ یہ واقعہ ۱۱۶۹ھ میں ہوا۔ قتل کی وجہ مختلف تذکرہ نگاروں نے مختلف لکھی ہے۔ اردو شاعری میں انکا نام صف اول میں آتا ہے۔ ہر ایک قدیم اور جدید تذکرہ نویس نے انکے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

خاتمہ۔ اختتام کے پہلے چند اوراق قبل تاریخ کتاب حسب ذیل درج ہیں۔
معجزہ حضرت رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ بتاریخ چہارم رمضان المبارک جلوس والا مطابق سنہ ۱۲۷۶ھ۔ راقمہ ابو تراب۔

(۵۰۱) دیوان مرزا محمد باقر شہید

نمبر (۲۰۷) سائز (۹½ × ۵) صفحہ (۱۹) سطر (۱۴) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف مرزا محمد باقر شہید تاریخ تصنیف سنہ ۱۱۷۰ھ کتابت سنہ ۱۱۷۰ھ

محمد باقر نام اور شہید تخلص۔ بقول شفیق طہرانی تھا لیکن اسکے بزرگ گجرات میں مقیم ہو گئے تھے۔ شہید گجرات ہی میں تولد ہوئے وہاں ہی نشو و نما ہوا پھر اورنگ آباد آگیا توکل پر گزر بسر ہوتی تھی علمی قابلیت بلند پایہ تھی۔ سنہ ۱۱۷۰ھ میں شہید بقید حیات تھے۔ یہ دیوان انکی زندگی میں مرتب ہوا ہے۔

آغاز۔

بغیر از یاد اپنی توں نکر گویا زبان میرا — پسند دیدۂ وحدت نگاہاں کر بیاں میرا
بہار درد کوں اس غنچہ دل میں توں مخفی رکھ — نکر پھر گل خزانی چہرہ سوں راز نہاں میرا
عمر جوں آرسی گزری میری ساری تحیر میں — نجانوں مجھ میں پایا ہے وہ جہاں جہاں میرا

اس مختصر دیوان میں الف، ن کے غزلیات شامل ہیں۔

اختتام۔

کرنگا وہ صنم دل کوں میری بیت الحرام — کرم سیں اپنے بخشیگا مجھے عالی مقام آخر
بلب آیا ہے جاں تجھ وعدۂ دیدار سوں دل کا — خدا آساں کرے مجھ پر ہوئی یہ صبح شام آخر
گرچہ طاؤس نمن جلوہ کی توں جوش میں ہے — لیک معلوم نہیں کسکے توں آغوش میں ہے

خاتمہ "دیوان کلام معجز نظام حضرت مولانا میرزا محمد باقر شہید سلمہ اللہ۔ حسب فرمائش خان ذوالقدر رفیع الشان عبدالحسین صاحب بن نواب مجاہد جنگ بدست الفقیر الحقیر سراپا تقصیر محمد اعظم در عشرۂ ثالث محرالحرام سنہ ۱۱۷۰ھ ہزار و یکصد و ہفتاد ہجری مقدس خجستہ بنیاد اورنگ آباد"۔ شہید کا دیوان شائع نہیں ہوا۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

فرض ہے نعت رسول اللہ بعد   منقبت کہنا ولی اللہ کا

اس دیوان میں اولاً ردیف وار غزلیات ہیں اسکے بعد فرد۔ فرد کے بعد ایک مختصر مثنوی ہے اسکے بعد (۱۴) صفحے ہیں۔ مختلف چیزوں یعنی زیرا، لونگ، پیاز، دھنیا، سونف وغیرہ کے متعلق۔

اختتام۔

جفائے ہجر مجھ پر مت روا رکھ   وفا رکھ اے پیا مجھ سوں وفا رکھ

تنے ین اے سریجن جانِ داؤد   سدا رہتا ہے دردو غم میں آلود

آخر پر چند فارسی اردو رباعیات بھی مختلف شعرا کے درج ہیں۔ اور کچھ ہزلیات بھی ہیں اور پہیلیاں بھی ہیں۔

داؤد کا دیوان طبع نہیں ہوا۔ کتب خانہ آصفیہ میں دیوان داؤد کا ایک نسخہ موجود ہے (دیوان ۱۲۶۰)۔

(۵۰۰) دیوان صابری

نمبر (۵۹۷) سائز (۸ ½ × ۵) صفحہ (۵۷) سطر غیر معین خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف صابری تاریخ تصنیف مابعد ۱۱۱۵ھ کتابت ۱۱۴۴ھ

میر صابر ایک دکھنی شاعر کا تذکرہ شفیق نے کیا ہے۔ غالباً یہ دیوان اُسی کا ہے تفصیلی حالات شفیق نے نہیں لکھے ہیں اولاً فارسی کا کلام ہے اسکے بعد اردو۔

آغاز۔

مت تم انتظار ماہ کرو   ماہِ رو کوں چراغ راہ کرو

سفرِ عشق کا اگر ہے خیال   ہمتِ دل کوں آوارہ آہ کرو

اس دیوان میں زیادہ تر فارسی کلام ہے۔ اور کچھ اردو فارسی آمیز اور کچھ اردو غزلیات بھی ہیں آخر میں اعظم، قاسم، قادر کا کچھ کلام بھی شامل ہے۔

اختتام۔

ہیں کہا یار کوں ..... کرنے   اور ہے کام کیا لگے ہات

وہ بھی تھا بہاؤ عصمت کا ہی تھا   جو یوسف نے زلیخا سوں چکایا

صابر کے کلام کے بعد قادر کا مخمس اور کچھ دوسرا اور کلام بھی شامل ہے۔ درمیان میں ایک افسانہ نثر کا مختصر اور ناکمل ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

چندر بدن کے سایہ میں مہیار خوش رہے

خاتمہ۔

ختم ہوا دیوان شاہ قاسم علی قاسم حیدر آبادی اسکی نقل ایک قلمی نسخے سے (جو ۱۱۶۰ھ) میں بمقام اورنگ آباد لکھا گیا۔ ۱۳۴۴ھ میں سید ابراہیم نوگانوی کی فرمایش سے حیدر آباد میں زائر حسن نوگانوی نے تحریر کی۔

(۴۹۸) دیوان قاسم (دوسرا نسخہ)

نمبر (۵۸۰) سائز (۸×۴ ۱/۲) صفحہ (۲۴۷) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی

آغاز۔

گرد ہو راہِ رسول اللہ کا   ورد ہر دم اسم رکھ اللہ کا

اس دیوان میں اولاً ردیف وار غزلیات ہیں اسکے بعد چند مخمس اور مستزاد مخمس کے بعد دو ترجیع بند۔ آخر پر چند فردات۔ اسپر دیوان ختم۔

انتقام۔

یا تو سمرن کرا کھو قاسم کو من کے سات جہاں   یا اگر بولو تو میں پھولوں کا گجرا ہو رہوں

(۴۹۹) دیوان داؤد

نمبر (۶۷۵) سائز (۹×۵) صفحہ (۱۲۲) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی مطلا جلد

مصنف۔ داؤد تاریخ تصنیف قبل ۱۱۶۸ھ ہجری کتابت

مرزا داؤد نام اور داؤد تخلص کرتا تھا اورنگ آباد وطن تھا اس کے والد بلخ سے آئے تھے داؤد کی پیدائش اورنگ آباد میں ہوئی۔ بعض کے خیال کے مطابق ولی کا شاگرد تھا۔ ۱۱۶۸ھ میں داؤد کا انتقال ہوا۔ مختصر اردو دیوان مرتب کیا تھا۔ جسکے نسخے بعض کتب خانوں میں موجود ہیں۔

داؤد کے فرزند بھی شاعر تھے۔ جمال اللہ عشق انکا تخلص تھا۔

آغاز۔

ابتدا لکھتا ہوں اسم اللہ کا   کھینچ مد دیواں پہ بسم اللہ کا

بعد حمد و ذکر اللہ الصمد   شغل ہے نعت رسول اللہ کا

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز۔

ہمیشہ مجھ سے عاصی کو	نبی جی آسرا تیرا
جہنم کی خلاصی کو	نبی جی آسرا تیرا
اندھارا مجکو ناسوجے	کہ دن اور رات نا بوجے

اس طرح کے (۴۸) شعر ہیں ہر چوتھے مصرعے میں۔ نبی جی آسرا تیرا۔ بار بار آیا ہے۔

خاتمہ۔

ز حسرت زندگانی کے	نبی جی آسرا تیرا
تو ساقی حوضِ کوثر کا	ملاقی ہوئی ہر نہر کا
فراقی بھی ہے تج گھر کا	نبی جی آسرا تیرا

(۴۹۷) دیوان شاہ قاسم اورنگ آبادی

نمبر (۱۰۸) سائز (۸ × ۶) صفحہ (۱۸۳) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف شاہ قاسم اورنگ آبادی تاریخ تصنیف سنہ ۱۱۶۰ھ کتابت سنہ ۱۳۴۴ھ

شاہ قاسم علی نام قاسم تخلص اورنگ آباد وطن تھا۔ پھر حیدر آباد آگئے تھے شفیق سے ملاقات کی ہے اس نے انکا ذکر اپنے تذکرہ میں کیا ہے۔

تفصیلی حالات کی ہمیں اطلاع نہیں ہے۔ صرف شاہ نصیر علی کا ذکر اپنے مرشد کی حیثیت سے کیا ہے اور خود کو انکا خلیفہ بھی بتایا ہے۔ مگر شاہ نصیر علی کے حالات بھی نہیں ملے۔

آغاز۔

ورد ہر دم اسم رکھ اللہ کا	گرد ہو راہ رسول اللہ کا
ماسوا اللہ دور کر ورد والم	دید ذر کیھ وہ مرسلِ آگاہ کا
احمد و الاکرم اہل الہدا	واصل حاصل کلام اللہ کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں اور آخر پر چند مخمس بھی ہیں۔

اختتام۔

بے گل کے خوار و زار ہے بلبل کی زندگی	اور باغباں نہ ہووے تو کیا گل کی زندگی
ہے یوہی خرابات سے سب کل کی زندگی	شہ قاسم عاشقوں کی گل کی زندگی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام۔

بندۂ قربی آستانہ کا خاک ہے ۔۔۔ ہے ترا کیا پاک و کیا ناپاک ہے
کر کرم سوں پاک اس ناپاک کوں ۔۔۔ عرش سوں برتر توں کر اس خاک کوں
یا رسول اللہ احوالِ تمام ۔۔۔ تجھ پہ ظاہر ہے کہوں کیا والسّلام

خاتمہ۔

ہذا الکتاب یعنی دیوان قربی صاحب از ملک غلام رسول خاں المتخلص بہ سفر۔ تاریخ بست و سیوم شہر شوال سنہ ۱۲۷۰ھ۔

(۴۹۵) مناجات قربی

نمبر (۱۸۲) سائز (۸ × ۶) صفحہ (۸) سطر (۹) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف شیخ ابوالحسن قربی تاریخ تصنیف قبل سنہ ۱۱۵۰ھ ہجری کتابت

آغاز۔

الٰہی بھکاری ہوں تجھ دار کا ۔۔۔ گھر آیا ہوں میں بجا و ربولی بار کا
محمد کا صدقہ مجھے کر عطا ۔۔۔ نہ محروم کر مجھ کرم سوں اتا

اس نظم میں جو (۷۰) شعر پر مشتمل ہے مناجات ہے۔

اختتام۔

کہ تیرے کنے ہور میرے کنے ۔۔۔ اچھے دو جہاں بچہ مرضی اپنے
دو جگ میں ندی کھے تیری غیر کوں ۔۔۔ کرے یہاں تھا ایس سر کوں

خاتمہ۔ تمت شد در یک پہر بدست سید حسین علی قادری۔

(۴۹۶) نظم فراقی

نمبر (۴۱۴) سائز ($7\frac{1}{2}$ × ۵) کل (۴۸) شعر
مصنف فراقی تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۱۰۰ھ کتابت
مصنف کے حالات دوسری جگہ لکھ دئے گئے ہیں۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۴۹۳) دیوان سراج (چوتھا نسخہ)

نمبر (۱۴۴) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۱۲۵) سطر (بلا تعین) خط شکستہ کاغذ دیسی دکھنی

آغاز۔

نام تیرا مطلع فہرست ہے دیوان کا ہے زباں کا ورد خاصہ ہور وظیفہ جان کا

اس دیوان میں غزلیات ہیں۔

اختتام۔

سدا ہے صرصر غم سے سراج بے پروا لگا ہے ہاتھ اُسے دامن رسول کریم

خاتمہ بتاریخ پانزدہم جمادی الثانی ۱۱۹۴ھ روز شنبہ در بلدہ فرخندہ بنیاد حیدر آباد دکن دیوان حضرت شاہ سراج قبلہ تمام شد۔

(۴۹۴) دیوان شاہ قربی

نمبر (۱۹۵) سائز (۸½ × ۶½) صفحہ (۶۱) سطر (۱۸) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف شاہ ابوالحسن قربی تاریخ تصنیف قبل ۱۱۵۰ھ کتابت ۱۲۷۰ھ

شاہ ابوالحسن قربی تخلص ۱۱۰۷ھ میں بیجاپور میں تولد ہوئے اور چار سال کی عمر میں ویلور (علاقہ مدراس) آگئے۔ یہاں ۱۱۸۲ھ میں انتقال ہوا۔ شاہ قربی نہ صرف ایک بڑے عالم اور فاضل تھے بلکہ تصوف اور سلوک میں آپ کا مرتبہ بلند تھا۔ آپ کے فیض باطن کا سلسلہ بہت دراز ہے۔ آپ کی اولاد میں کئی اصحاب نے اپنے آبائی میراث علم و فن اور سلوک اور باطن میں جانشینی کی۔ باقر آگاہ جنکا تذکرہ قبل ازیں ہو چکا ہے شاہ قربی کے ہی فیض باطن سے فیض یاب ہوئے تھے۔

آغاز۔

ثنا کہتا ہوں صدق دل سوں میں مولیٰ تعالیٰ کا اگرچہ ہو نہیں سکتا ثنا اس ذات اعلیٰ کا

.... گلشن ہستی میں مالی اس کی قدرت کا گل...... گلرخ صنوبر قد دلارا کا

صدف میں ایک قطرے سو کیا ہے لولوئے لالا دو قطرے سوں کیا شاداب قد شمشاد بالا کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں جنکی تعداد (۸۸) ہے۔ ہر غزل پر شمارہ کا ہندسہ لکھدیا گیا ہے آخر پر ایک مناجات ہے۔ غزلیات طویل بھی ہیں اور مختصر بھی انکا کلام تصوف سے مملو ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

نے بھی شائع کیا ہے۔

قلمی نسخے اکثر کتب خانوں میں پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ کتب خانہ آصفیہ میں (۴) نسخے ہیں (دیوان ۹۹، ۳۹۱، ۴، ۵۸۴، ۱۱۲۶) جامعہ عثمانیہ میں ایک نسخہ موجود ہے (مسرورجی ۴۳)۔

انجمن ترقی اردو علی گڈھ میں ایک نسخہ ہے (دیوان ۹۵)۔

(۴۹۱) دیوان سراج (دوسرا نسخہ)

نمبر (۲۴۴) سائز (۱۰½ × ۷½) صفحہ (۱۴۳) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی

آغاز۔

الٰہی مجکو درد لا دوا دے | مجھے توفیق عشق بی ریا دے
الٰہی شوق کی آتش عطا کر | جلاکر خاک کر ..... فنا کر

اس دیوان میں مثنویات کردیف وار غزلیات، مخمس، رباعی، فرد سب کچھ شامل ہیں۔

اختتام۔

ہے ظل عاطفت کی تیرے مجھ کو التجا | ہر چند نہیں ہوں اس کا سزاوار یا علی
بی تاب ہو اگر نہ کہے حال دل سراج | یہ درد کس سے جا کرے اظہار یا علی

(۴۹۲) دیوان سراج (تیسرا نسخہ)

نمبر (۴) سائز (۹ × ۵) صفحہ (۴۹) سطر (۱۷) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف سراج تاریخ تصنیف

آغاز۔

نام تیرا مطلع فہرست ہے دیوان کا | ہے زباں کا ورد خاصہ جو وظیفہ جان کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں۔ کچھ غزلیات حاشیہ پر بھی ہیں۔

اختتام۔

(ناقص الآخر ہے)۔

نہ کہو مجھ سوں قصۂ فرہاد | خواب شیریں میں آج سوتا ہوں
تاب نہیں ہم کلام ہونے کا | دیکھ کر تجکوں ہوش کھوتا ہوں

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۴۹۳) دیوان سراج (چوتھا نسخہ)

نمبر (۱۴۴) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۱۲۵) سطر (بلا تعین) خط شکستہ کاغذ دیسی دکھنی

آغاز۔

نام تیرا مطلع فہرست ہے دیوان کا — ہے زباں کا ورد خاصہ ہور وظیفہ جان کا

اس دیوان میں غزلیات ہیں۔

اختتام۔

سدا ہے صرصر غم سے سراج بے پروا — لگا ہے ہاتھ اُسے دامن رسول کریم

خاتمہ بتاریخ پانزدہم جمادی الثانی سنہ ۱۱۹۴ھ روز شنبہ در بلدہ فرخندہ بنیاد حیدر آباد دکن دیوان حضرت شاہ سراج قبلہ تمام شد۔

(۴۹۴) دیوان شاہ قربی

نمبر (۱۹۵) سائز (۸½ × ۶½) صفحہ (۶۱) سطر (۱۸) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف شاہ ابو الحسن قربی تاریخ تصنیف قبل سنہ ۱۱۵۰ھ کتابت سنہ ۱۲۷۰ھ

شاہ ابو الحسن قربی تخلص سنہ ۱۱۰۷ھ میں بیجاپور میں تولد ہوئے اور چار سال کی عمر میں دیلور (علاقہ مدراس) آگئے۔ یہاں سنہ ۱۱۸۲ھ میں انتقال ہوا۔ شاہ قربی نہ صرف ایک بڑے عالم اور فاضل تھے بلکہ تصوف اور سلوک میں آپ کا مرتبہ بلند تھا۔ آپ کے فیض باطن کا سلسلہ بہت دراز ہے۔ آپ کی اولاد میں کئی اصحاب نے اپنے آبائی میراث علم و فن اور سلوک اور باطن میں جانشینی کی۔ باقر آگاہ جنکا تذکرہ قبل ازیں ہو چکا ہے شاہ قربی کے ہی فیض باطن سے فیض یاب ہوئے تھے۔

آغاز۔

ثنا کہتا ہوں صدق دل سوں میں مولیٰ تعالیٰ کا — اگرچہ ہو نہیں سکتا ثنا اس ذات اعلیٰ کا

.... گلشن ہستی میں مالی اس کی قدرت کا — گل........ گلرخ صنوبر قد دلارا کا

صدف میں ایک قطرے سو کیا ہے لولوے لالا — دو قطرے سوں کیا شاداب قد شمشاد بالا کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں جنکی تعداد (۸۸) ہے۔ ہر غزل پر شمار کا ہندسہ لکھدیا گیا ہے آخر پر ایک مناجات ہے۔ غزلیات طویل بھی ہیں اور مختصر بھی انکا کلام تصوف سے مملو ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

نے بھی شائع کیا ہے۔

قلمی نسخے اکثر کتب خانوں میں پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ کتب خانہ آصفیہ میں (۴) نسخے ہیں (دیوان ۹۹، ۳۹۱، ۵۸۴، ۱۱۲۶) جامعہ عثمانیہ میں ایک نسخہ موجود ہے (معروضی ۴۳)۔

انجمن ترقی اردو علی گڈھ میں ایک نسخہ ہے (دیوان ۹۵)۔

(۴۹۱) دیوان سراج (دوسرا نسخہ)

نمبر (۲۴۴) سائز (۱۰½ × ۷½) صفحہ (۱۴۳) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی

آغاز۔

الٰہی مجکو درد لا دوا دے   مجھے توفیق عشق بی ریا دے

الٰہی شوق کی آتش عطا کر   جلا کر خاک کر ..... فنا کر

اس دیوان میں مثنویات کردیف وار غزلیات، مخمس، رباعی، فرد سب کچھ شامل ہیں۔

اختتام۔

ہے ظلِ عاطفت کی تیرے مجھ کو التجا   ہر چند نہیں ہوں اس کا سزاوار یا علی

بی تاب ہوا گر نہ کہے حال دل سراج   یہ درد کس سے جا کرے اظہار یا علی

(۴۹۲) دیوان سراج (تیسرا نسخہ)

نمبر (۴) سائز (۹ × ۵) صفحہ (۴۹) سطر (۱۷) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف سراج   تاریخ تصنیف

آغاز۔

نام تیرا مطلع فہرست ہے دیوان کا   ہے زباں کا ورد خاصہ ہور وظیفہ جان کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں۔ کچھ غزلیات حاشیہ پر بھی ہیں۔

اختتام۔

(ناقص الآخر ہے)۔

نہ کہو مجھ سوں قصۂ فرہاد   خواب شیریں میں آج سوتا ہوں

تاب نہیں ہم کلام ہونے کا   دیکھ کر تجکوں ہوش کھوتا ہوں

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

تولد ہوئے اور ۱۱۸۰ھ میں انتقال فرمایا۔ اورنگ آباد میں مزار ہے۔ سراج ایک صوفی بزرگ تھے اور بہت پرگو شاعر بھی صرف چار سال میں ایک ضخیم کلیات جو پانچ ہزار شعر پر مشتمل ہے مرتب کر دیا شمالی ہند کے بعض شعرا نے انکو حمزہ کا شاگرد بتایا ہے مگر کوئی ثبوت پیش نہیں کیا ہے۔ ممکن ہے انکا بیان صحیح ہو۔

سراج نے کلیات کے علاوہ ایک مثنوی بھی لکھی ہے جو بوستان خیال کے نام سے موسوم ہے سراج وہ خوش قسمت شاعر تھے جن کا کلام خود انکے زمانہ میں خاصا مشہور ہو گیا تھا۔

قدیم تذکرہ نویسوں اور جدید مورخین ادب نے سراج کا حال تفصیل سے قلمبند کیا ہے۔ اسلئے یہاں مزید وضاحت نہیں کیگئی ہے۔

آغاز۔

عجب قادر پاک کی ذات ہے — کہ سب میں نفی اور وہ اثبات ہے
اپس کی صفت آپ ہے بے نظیر — کہا ہے علیٰ کل شئ قدیر
بلندی و پستی کوں پیدا کیا — ظہوری تجلی ہویدا کیا

اس دیوان میں اولاً قصائد اور مثنوی ہے اسکے بعد ایک صفحہ چھوڑ کر بسم اللہ کے ساتھ ردیف وار غزلیات ہیں۔ غزلیات کے بعد مستزاد اور مخمس شریک ہیں۔

اختتام۔

ہجر کی رات میں نیں آرام — ہر پلک مجھ نین میں سوزن ہے
تجھ جدائی سیتی دے جان سراج — آشنا بی کہ جان کندن ہے

تشنہ لب ہوں مجھے پلا یک بار
جان کندن میں شربتِ دیدار

خاتمہ۔ تمت تمام شد بتاریخ پنجم شہر ربیع الاول سنہ ۱۱۷۳ھ۔

پہلے اور آخری صفحہ پر سید محمد علی خاں بہادر سنہ ۱۲۲۱ھ کی مہریں ثبت ہیں۔

دیوان کے پہلے صفحہ پر حسب ذیل عبارت درج ہوئی ہے۔

دیوان سراج بہ قیمت پنج روپیہ معرفت حافظ منور صاحب۔

بتاریخ پنجم ذی حجۃ الحرام سنہ ۱۲۳۹ھ خرید نمودہ در کتاب خانہ نواب محمد علیخاں بہادر داخل کردہ۔

سراج کا دیوان قدیم زمانہ میں طبع ہوا ہے اس کے علاوہ اب مجلس اردو مخطوطات سالار جنگ

CC-0. Agamnigam Digital Preseyation Foundation, Chandigarh

ہم مزید تفصیلی حالات سے بخوبی واقف نہیں ہیں۔ صرف اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک عالم تھا اور شاعر بھی۔

آغاز۔

اے محب کر یاد توں ہمسایہ شہر سلم	جگ کے انجھا سوں ملا چاہے ہے کہا ہو دمبدم
یا چلی ہے بادِ خوشبو کاظمہ کے شہر سوں	یا چمک بجلی کی دیکھا رات از کوہ اظلم
کیا ہوا تجھ چشم کوں جو بس کہے تو روئے زیاد	کیا ہوا تجھ دل کوں جو کہتیں ہوش تا ہوی ام

یہ قصیدہ بردہ کعب بن زہیر کے قصیدہ کا اردو ترجمہ ہے۔

اختتام۔

شاخ جھاڑان کی ہلائے جب تلک باد صبا	جوش کر بیگا او نٹ کتیں ساربان کو کر نغم
بخش یارب تو گنہ قاری کی ہو شارح کی سب	خوش توں کر سامع کتیں اے صاحبِ فضل و کرم

اس کتاب میں ایک اور نظم اسی شاعر محمد بن رضا کی موجود ہے جس میں اس نے واضح کیا ہے قصیدہ بردہ کو مولانا جامی نے فارسی میں ترجمہ کیا تھا اسکو اس نے دکھنی میں ترجمہ کیا ہے۔ اس تفصیل میں اوس نے اپنے بادشاہ کی مدح کی ہے چند شعر ملاحظہ ہوں۔

آغاز۔

حمد حق کا کر اول توں صفحۂ دل پر رقم	نام پاک اوس پاک کا ہے زینتِ لوح و قلم
ہے سورج ہور چاند اوسکی صنع پر عادل گواہ	مہر گویا ہیں ستارے صفحۂ مختصر پو کہم
شرح اوس کتیں کئے ہیں فارسی میں خوش کلام	مولوی جامی کہ جسکا دل انھا جیوں جام جم

اختتام۔

دوستی تجھ دوست کے ہور اسکی آل پاک کے	دل میں ہے ثابت میری ہور رکھ خدایا اس پو جم

یورپ میں اسکا ایک نسخہ موجود ہے (یورپ میں دکنی مخطوطات صفحہ ۳۹۲)۔

(۴۹۰) دیوان سراج

نمبر (۴۳۸) سائز (۶ × ۴) صفحہ (۲۷۷) سطر (۱۴) خط نستعلیق کاغذ دیسی مصنف شاہ سراج الدین تاریخ تصنیف ۱۱۵۲ھ ہجری کتابت ۱۲۷۳ھ ہجری

سید سراج الدین سراج تخلص اورنگ آباد کے مشہور و معروف شاعر ہیں۔ جو ۱۱۲۷ھ میں

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

پیاز جو آئی تیرے گھر　　لوڑی پر تو بھوسڑی دھر

اختتام۔

جملہ را انعام از فضل و کرم بگذاشتنی　　ہم تمہارے مارنکا مارے تھے شاید بھوسڑا
فرض ہے تم کو خبر لینا زٹلی کی مدام　　کیونکہ تم سگ دنیوی ہو میں تمہارا بوچڑا

(۴۸۸) ہجو

نمبر(۹۲) سائز(۸ ½ × ۵) صفحہ(۲۰) سطر(۸) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف جعفر وضاحک تاریخ تصنیف مابعد ۱۱۰۰ھ کتابت

آغاز۔

جب میں سنا کہ بیاہ رچاتے ہیں شیخ جی　　سب کو اپنے آپ ڈھونڈاتے ہیں شیخ جی
مشاطوں کو گھر سے بولاتے ہیں شیخ جی　　سن شریف اپنا چھپاتے ہیں شیخ جی
جانا کہ مسخرے تھے کہاتے ہیں شیخ جی

اس میں جعفر وضاحک کی چند ہجو شامل ہیں۔ایک کا عنوان شیخ جی ہے اسکے بعد دوسرے ہجو بھی شامل ہے۔

اختتام۔

سب ضاحکوں کی ضاحک تمکو تو سروری ہے　　سب کے زباں تمہاری اوصاف سے بھری ہے
دریائے ہجو کی تم کو شناوری ہے　　یہ ہجو تو تمہاری پھر گاند میں دھری ہے
چھپنے بھر آج پانی میں پھر آپ کو ڈوبایا

(۴۸۹) ترجمہ قصیدہ بردہ

نمبر(۷۴) سائز(۸ × ۵) صفحہ(۲۶) سطر(۱۳) خط نستعلیق کاغذ ولایتی
مصنف محمد بن رضا تاریخ تصنیف سنہ ۱۱۲۰ھ کتابت۔

محمد بن رضا سدھوت (رایل سیما) کے قلعہ داروں کی ملازمت میں منسلک تھا۔اور محمد عبدالنبی خاں (سنہ ۱۱۲۰ھ تا ۱۱۲۷ھ) کے دربار کا شاعر تھا۔عبدالنبی خاں کو دربار مغلیہ کی جانب سے قلعہ داری سدھوٹ پر سرفراز کیا گیا تھا۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام۔

اپس باتاں کوں بس کردے دلی توں نکر مقصد سوں اپنی کاہلی توں

(۴۸۶) دیوان ولی (بارہواں نسخہ)

نمبر(۱/۱۰۱) جدید۔ سائز(۷ ۱/۲ × ۴) صفحہ(۲۶۱) سطر(۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی

آغاز۔

کیتا ہوں تیری ناؤں کوں ہیں ورد زبان کا کیتا ہوں تیری ذکر کوں عنوان بیان کا

اس دیوان میں اولاً غزلیات پھر مخمس پھر قصیدے وغیرہ درج ہیں۔ آخر پر مستزاد ہے۔

اختتام۔

تھی منصب و جاگیریں اور وظیفہ اے دلبر جانی

ہر روز تیرا ناؤں وظیفہ ہے ولی کو در لیل و نہاری

(۴۸۷) کلیات جعفر زٹلی

نمبر(۲۹۴) سائز(۹ × ۵ ۱/۲) صفحہ(۱۳۲) سطر(۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف جعفر زٹلی تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۱ھ کتابت

"جعفر زٹلی" شمالی ہند کا ایک مشہور ہزل گو شاعر تھا۔ عہد عالمگیر کے آخری دور سے اس کا تعلق ہے۔ ہزلیات میں اسکو تمام شعرا کا پیش رو تسلیم کیا جاتا ہے۔ مابعد کے زمانہ میں جن شعرا نے ہزلیات لکھے ہیں اونھوں نے گویا جعفر کی پیروی کی ہے۔ اس کتاب میں اولاً چند نسخے اور فالنامے بھی ہیں۔

آغاز۔

نسخہ چورن

الو کا بیٹ مچھر کی جھانٹ نٹنی کی کلیجی نقالوں کی بات اس بند کی جڑ

اس کتاب میں نثر کے بعد نظم ہے۔ اسی طرح فارسی اور اردو زبان پر یہ مشتمل ہے زیادہ تر نظم ہے۔ اسکو جعفر کا کلیات کہا جا سکتا ہے۔

نظم کا آغاز۔

سنری بی بی بچہ کہانی دھگڑوں کی تو پھری دیوانی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

خاتمہ ۔ تمام شد ۔

"این کتاب دیوان حضرت ولی اللہ صاحب بتاریخ یازدہم ربیع الاول سنہ ۱۱۶۸ھ بروز پنجشنبہ بوقت دوپہر روز برآمد ۔ اتمام شد"۔ اس کتاب پر مداری لعل کے چار مہر ثبت ہیں ۔

(۴۸۴) دیوان ولی (دسواں نسخہ)

نمبر (۳۵۷) سائز (۸ × ۴½) صفحہ (۲۳۶) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی کرم خوردہ
کتابت سنہ ۱۱۵۵ھ

آغاز ۔

کیتا ہوں تیری نادوں کوں میں ورد زباں کا　　کیتا ہوں تیری شکر کوں عنوان بیاں کا

ولی کے اس دیوان میں اولاً ردیف وار غزلیات ہیں اسکے بعد مخمس پھر بازگشت اس کے بعد قصیدے ۔ بعض صفحات کے حاشیوں پر بھی غزلیات درج ہیں ۔

اختتام ۔

اپس باتاں کوں بس کر دے ولی توں　　نکر مقصود سوں اپنی کاہلی توں

خاتمہ ۔

تمت تمام شد دیوان ولی تاریخ یازدہم شہر رجب المرجب سنہ ۱۱۵۵ھ ۔ خاتمہ کے بعد (۲۸) صفحے اور ہیں جن میں بھی قصیدے ۔ مخمس وغیرہ درج ہیں ۔ پہلے صفحہ پر ایک مہر ثبت ہے ۔ جس میں سے صرف زورجنگ پڑھا جاتا ہے ۔

(۴۸۵) دیوان ولی (گیارہواں نسخہ)

نمبر (۳۶۶) سائز (۹½ × ۶) صفحہ (۱۹۹) سطر (۱۷) خط نستعلیق کاغذ دیسی

آغاز ۔

کیتا ہوں تیرے نادں کوں میں ورد زبان کا　　کیتا ہوں تیری شکر کوں عنوان بیان کا

اس دیوان میں اولاً ردیف وار غزلیات ہیں اس کے بعد ایک ترجیع بند پھر (۶) مخمس اس کے بعد دو قصیدے ہیں آخر پر تعریف شہر سورت کی مثنوی ہے ۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۴۸۲) دیوان ولی (آٹھواں نسخہ)

نمبر (۸) سائز (۸×۵) صفحہ (۱۷۷) سطر (۱۷) خط نستعلیق کاغذ دیسی

آغاز۔

عیاں ہے ہر طرف عالم میں حسنِ بے حجاب اسکا
بغیر از دیدۂ حیراں نہیں جگ میں نقاب اسکا
ہوا ہے مجکوں شمع بزم یک رنگی سوں یوں روشن
کہ ہر ذرہ ابرِ تاباں ہے دائم آفتاب اسکا

اس دیوان میں صرف ردیف وار غزلیات ہیں۔

اختتام۔

ہوا مشتاق ہے دیکھیں ولی موہن کی درشن کے
نہیں کچھ غم میرے دل میں ہماری سر پو والی ہے

خاتمہ۔

تمت الدیوان بعون الملک المنان النحیف غلام حسن (بہجت) محمد پناہ نوشتہ شد۔

اس دیوان پر ایک مہر مستقیم الدولہ کی ثبت ہے جس میں ۱۲۳۶ھ بھی کندہ ہے! اس سے واضح ہے کہ یہ دیوان ۱۲۳۶ھ کے قبل لکھا گیا ہے۔

دیوان شروع ہونے کے پہلے چند اوراق میں ایک فارسی مثنوی اور اردو غزلیات درج ہیں۔ اس میں زیادہ حصہ غزلیات کا ہے۔ اصل کتاب کے حاشیہ پر بھی چند غزلیات کا اضافہ ہوا ہے۔

(۴۸۳) انتخاب دیوان ولی (نواں نسخہ)

نمبر (۳۴۷) سائز (۸×۵) صفحہ (۹۷) سطر (۱۰) خط نستعلیق کاغذ دیسی

کتابت ۱۱۷۵ھ

آغاز۔

کیوں سنگ دل تمام مسخر ہوے اگر
طالع ہیں مری کشف کرامت نہیں لکھے

یہ کلام ولی کا ایک مختصر انتخاب ہے جو غزل اور دیگر اصناف پر مشتمل ہے۔

اختتام۔

فرہاد کے آتے ہی صدا روح حیا ہو
ناکور ہے ازبسکہ ولی میری سخن میں
مجھ شعر کوں سنے
مشیریں بچناں کا

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام۔

تجھ باج جان دل کو نشاط طرب نہیں　　دل بسکے زلف کو تیری سبب نہیں

کہتا ہوں صرف راست اگر تجھ ادب نہیں　　آیا تری گلی میں ولی تو عجب نہیں

آتی ہیں تجھ گلی میں صاحب کمال چل

(۴۸۰) دیوان ولی (چھٹا نسخہ)

نمبر (۶) سائز (۱۲ × ۴) صفحہ (۱۱۰) سطر (دو کالم فی کالم چھ شعر) کاغذ دیسی

آغاز۔

کیتا ہوں تیری ناؤں میں ورد زبان کا　　کیتا ہوں تیری شکر سوں عنوان بیان کا

جس گرد اوپر پانوں رکتیں تیرے رسولاں　　اوس گرد کوں ہیں کحل کردن دیدۂ جہاں کا

اس دیوان میں غزلیات اور قصائد ہیں آخر پر چند فرد ہیں۔

اختتام۔

عاشق کے مکھ کے نین کوں اے دیکھ توں　　اس آئینہ میں راز نہانی کو نہ دیکھ توں

اس دل کے جرار اول آہ شعلۂ خیز　　تب اس حرف میں دلکی.........

(۴۸۱) دیوان ولی (ساتواں نسخہ)

نمبر (۷) سائز (۹ × ۵) صفحہ (۲۵۰) سطر (۱۱) خط شکستہ کاغذ دیسی

آغاز۔

کیتا ہوں ترے نام کوں میں ورد زباں کا　　کیتا ہوں ترے شکر کوں عنوان بیاں کا

اس دیوان میں صرف غزلیات ہیں۔

ناقص الآخر ہے۔

اختتام

لب ہیں تیرے فی الحقیقت چشمۂ آبِ حیات　　خضر خط نے اس سوں پایا ہے سراغ زندگی

اسکے بعد کے اوراق نہیں ہیں۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

خاتمہ

تمت تمام شد بروز پنجشنبہ بتاریخ پانزدہم شہر جمادی الاول ۱۲۶۱ھ کاتب الحروف میر محمد ہدایت علی ۔

(۴۷۸) دیوان ولی (چوتھا نسخہ)

نمبر (۴) سائز (۹ × ۵) صفحہ (۳۲۰) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی صفحہ اول مطلا کتابت ۱۲۲۶ھ

آغاز ۔

ھوالعلی الاعلی

حق نے کلید فہم سوں قول سخن جب وا کیا — تب نکتۂ گفتار نے مجھ دل پہ جا بہ جا کیا

لایق ہو بیجد حمد کے توں میں ہے عالم میں ابد — داناں کتیں نادان کر نادان کوں دانا کیا

اس دیوان میں اولاً ردیف وار غزلیات ہیں ۔ غزلیات کے بعد دو مستزاد ۔ ایک بازگشت ترجیع بند ۔ اس کے بعد دس رباعیات انکے بعد فرد ۔ پھر چار در چار پھر مثلث اسکے بعد چار مخمس اسکے بعد ایک مثنوی اور مثنوی کے بعد دو قصیدے ہیں اسکے بعد دیوان کو ختم کر دیا گیا ہے ۔ کاتب نے اپنا نام اور سنہ درج کیا ہے

کاتب محمد زاہد ولد محمد صالح بتاریخ بست و نہم صفر المظفر ۱۲۲۶ھ

اس کے بعد پھر تقریباً ایک سو غزلیات ردیف وار اضافہ کئے گئے ہیں ۔

(۴۷۹) دیوان ولی (پانچواں نسخہ)

نمبر (۵) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۳۱۲) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی

آغاز ۔

الٰہی دل اوپر دے عشق کا داغ — یقیں کی نین میں سب کحل مازاغ

الٰہی عشق کا عشاق کر مجھ — اپس کی یاد کا مشتاق کر مجھ

اس دیوان میں اولاً (۶) قصائد ہیں ۔ اس کے بعد گجرات کے فراق کی مثنوی ہے اس کے بعد ایک سادہ صفحہ چھوڑ کر بسم اللہ کے ساتھ غزلیات درج ہوئے ہیں ۔ انکے بعد ایک ترجیع بند ہے اسکے بعد پانچ مخمس ہیں ۔

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

(۵) انجمن ترقی اردو علی گڈھ میں دیوان ولی کے بارہ نسخے ہیں (دیوان ۴۱ تا ۵۲) ۔

(۴۷۶) دیوان ولی (دوسرا نسخہ)

نمبر (۲) سائز (۱۰ × ۵) صفحہ (۲۸۷) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی

کتابت سنہ ۱۱۶۲ھ

آغاز ۔

اے زباں پر توں اول اول ‏ ‏ ‏ نام پاک خدائے عز و جل

لایق حمد نہیں ہے اوس بن اور ‏ ‏ ‏ اوس اوپر متفق ہیں اہل ملل

اس دیوان میں اولاً قصیدے ہیں اسکے بعد مثنویاں ۔ مثنویوں کے بعد غزلیات جو ردیف وار ہیں ۔ غزلیات کے بعد دو مستزاد دو مخمس ۔ ایک مثلث ایک چہار در چہار ایک ترجیع بند ہے ۔

اختتام ۔

تعلل تغافل کا اب وقت نہیں ‏ ‏ ‏ میرا حال سنکر اے عالی جناب

خبر لے مشتاق کہ بیتاب ہوں ‏ ‏ ‏ ترے ہجر میں بیخور و خواب ہوں

خاتمہ ۔

تمت تمام شد ۔ دیوان ولی کاتب الحروف محمد زاہد ولد محمد صالح در سنہ ۱۱۶۲ھ ہجری مقدس ۔

(۴۷۷) دیوان ولی (تیسرا نسخہ)

نمبر (۲) سائز (۹ × ۵) صفحہ (۲۲۲) سطر (۱۳) خط شکستہ کاغذ دیسی

کتابت سنہ ۱۲۶۱ھ

آغاز ۔

کیتا ہوں تیری نانوں میں ورد زباں کا ‏ ‏ ‏ کیتا ہوں تیرے شکر کوں عنوان بیان کا

اس دیوان میں اولاً ردیف وار غزلیات ہیں ۔ ہر ردیف کے بعد کچھ جگہ خالی چھوڑی گئی ہے ۔ غزلیات کے بعد ایک مستزاد ہے ۔

اختتام ۔

خبر لے شتابی کہ بیتاب ہوں ‏ ‏ ‏ ترے ہجر سوں بیخور و خواب ہوں

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

گرچونکہ انکے زمانہ سے غزل گوئی کو زیادہ ترقی ہوئی اور شمالی ہند میں انکی تتبع میں اردو غزل گوئی کی جانب توجہ کی گئی اسلئے یہ لقب انکے لئے ناموزوں نہیں معلوم ہوتا۔ اگرچہ انجمن ترقی اردو نے ان کا کلیات شائع کردیا ہے مگر اب بھی غیر مطبوعہ دیوانوں سے بہت کچھ کلام ملتا ہے جو ابتک شائع نہیں ہوا ہے۔ انکے انتقال کے متعلق بھی ایک زمانہ تک بحث رہی اور مختلف سنین تصور کئے جاتے تھے مگر اب سنہ ۱۱۱۹ھ کی تصدیق ہوچکی ہے اور اس سن میں ولی کا انتقال صحیح قرار دینا چاہئے۔ بقول ڈاکٹر زور اورنگ آباد میں انکا مزار موجود ہے۔

آغاز۔

کیتا ہوں تیرے نام کوں ورد زبان کا	کیتا ہوں تیری شکر کوں عنوان بیان کا
جس گرد اوپر پانو رکھیں رسولاں	اوس گرد کوں میں کحل کروں دیدہ جان کا
مجھ صدق طرف عدل سوں آ تل حیا دیکھ	تجھ علم کی چھری پو نہیں رنگ کمان کا

اس دیوان میں اول غزلیات ہیں اسکے بعد فرد ہیں اور رباعیات۔ اور رباعیات کے بعد مثنوی ہے اور اسکے بعد دو قصیدے ہیں۔

اختتام۔

دیکھ طوبی خط تیرا جنبش میں آوے شوق سوں	جب گلستاں میں ارم کی تو خرامانی کرے
عارفاں بولے کہ جاں ہور دل سیں لاکھاں آفریں	جب ولی تیری مدح میں گوہر افشانی کرے

خاتمہ۔

تمت تمام شد کار من نظام شد نسخہ دیوان ولی بخط شکستہ و ناشایستہ خیرالدین بتاریخ نہم ذیحجہ سنہ ۱۲۵۰ھ تحریر یافت۔

یہ دیوان اسلئے اہمیت رکھتا ہے کہ ولی کے انتقال کے چند برس کے بعد ہی مرتب ہوا ہے ولی کا دیوان اور کلیات آخری مرتبہ انجمن ترقی اردو دہلی سے شائع ہوا ہے۔ دیوان ولی کے قلمی نسخے حیدرآباد کے دوسرے کتب خانوں میں بھی موجود ہیں چنانچہ انکی صراحت حسب ذیل ہے:۔

(۱) کتب خانہ آصفیہ چار نسخے ہیں (دیوان ۱۶۳۷، ۹۲، ۱۵۸۹، ۱۵۹۹)۔

(۲) جامعہ عثمانیہ میں ایک نسخہ ہے (سروری ۲۵)۔

(۳) ادارہ ادبیات اردو میں ایک نسخہ (زور ۳۶)۔

(۴) بعض خانگی کتب خانوں میں بھی اسکے نسخے موجود ہیں۔

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

مصنف معظم تاریخ تصنیف قریب ۱۱۰۰ھ کتابت

ناقص الطرفین ہے۔

معظم سکندر عادل شاہ کے زمانہ کا شاعر تھا۔ دوسرے شعرا کی طرح ہم اسکے پورے نام اور حالات سے واقف نہیں ہیں صرف اسقدر پتہ چلتا ہے کہ اسکو قادر سے تلمذ تھا۔ اسکی مثنویاں بھی ہمدست ہوئی ہیں جو تصوف میں ہیں معظم کا دیوان ابتک نایاب تھا۔ افسوس ہے یہ بھی ناقص طرفین ہے۔

آغاز۔

ہنگام بیو دستا ابر روپ ہے جہاں ہیں | تس پر ترے جوانی ناچیز ناگنوا تا
اس سر کے کر کے سیر ہگی سو چرکے جانو | عشاق سب کتے ہیں دیدار یہا نچہ پاتا
سب ذوق عیش و عشرت ہے آج تجھ میسر | الوان نعمتاں یاں کھانا بھی اور کھلاتا

اس دیوان میں الف کے ردیف کے غزلیات زیادہ ہیں اور اسکے بعد صرف ب، ت، ث، کے چند غزل اور پھر ق، ک، ل، م کی ایک ایک دو دو غزلیں ہیں۔

اختتام۔

ہیں تو سے جاگز ر تو وصلت اسے کتے ہیں | اٹھ یاد اور بسر تو عشرت اسے کتے ہیں
مجنوں اپس ہوا کیوں لیلی کو رکھا تھا | یو توں لوں جنجہ مرنا حکمت اسے کتے ہیں

انجمن ترقی اردو علی گڈھ میں ایک قلمی نسخہ موجود ہے (نمبر (۱۷) دیوان) معظم کا دیوان شائع نہیں ہوا ہے۔

دیوان ولی (۴۷۵)

نمبر (۱) سائز (۱۲ × ۶) صفحہ (۱۴۶) سطر (۲۱) خط شکستہ جدول مطلا کاغذ دیسی

مصنف ولی محمد ولی تاریخ تصنیف قبل ۱۱۱۹ھ کتابت ۱۱۲۵ھ

ولی محمد ولی اس کے وطن اور نام کے متعلق ابتک بحث چلی جاتی ہے مگر ولی کے دلی دوست شاہ ابو المعالی کے فرزند سے بڑھکر کسی اور کی شہادت قبول نہیں کی جاسکتی۔ انکے ہاتھ کا لکھا ہوا دیوان انگلستان میں ہے (یوروپ میں دکھنی مخطوطات صفحہ ۴۸۲) اس دیوان سے صاف واضح ہے کہ انکا نام ولی محمد تھا اور وطن دکن تھا۔

ان کو شاعری کا بابا آدم مانا جاتا ہے۔ اگرچہ دکھنی شاعری کا آغاز انکے کئی سو سال پہلے ہو چکا تھا

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

۱۰۵۸ھ ۱

بحرِ طویل

دیکھو کیوں یو غم نیٹ پکڑ کر میرے یہ ہٹ اپس دن کوں بے ادیت یکایک سوا آولٹ

ملیکوت سوکوں چیٹ یزان مینچہ رہے یکٹ وہیں نشان سر پرست اپس دل کوں کر جیوت

ناقص الآخر ہے۔ ہاشمی کا دیوان ابھی شائع نہیں ہوا۔

(۴۷۳) قصیدہ قادر (مدح میراں جی شمس العشاق)

نمبر (۳۴۸) سائز (۶×۸) صفحہ (۱۱) سطر (۱۴) خط ثلث کاغذ ولایتی

مصنف قادر تاریخ تصنیف مابعد ۱۰۵۰ھ ہجری کتابت

شاہ عبد القادر نام اور قادر تخلص تھا۔ عام طور سے قادر لنگا کے لقب سے مشہور تھا حیدر آباد کے ایک دوسرے قادر جنکا ذکر میر حسن اور اسپرنگر نے کیا ہے انکی شخصیت علیحدہ ہے۔ قادر کے شاگرد بھی علی عادل شاہ ثانی کے زمانہ میں صاحب تصنیف تھے۔ قادر ایک قادر الکلام شاعر تھا۔ انکو اس زمانہ کا ترقی پسند شاعر قرار دیا جاسکتا ہے۔ اسکی غزلوں میں عشق و محبت کے داستان کے ساتھ اخلاقی مضمون بھی ملتے ہیں۔ غزلوں کا نمونہ دکن میں اردو (صفحہ ۲۰۸) میں پیش کیا گیا ہے۔

آغاز۔

سب نیست کر اپکوں نت ہست رہ توں میراں — آپ مست کر توں پیو سوں نت ہست رہ تو میراں

ہستی اپس کی دنیا مستی پیا سوں لینا — تب پیو ہوے اپنا نت ہست رہ تو میراں

سب یاد کو بسر توں یاد پیو دھر توں — بن موت موت مر توں نت ہست رہ تو میراں

یہ مدحیہ قصیدہ شاہ میراں جی شمس العشاق کی شان میں ہے۔

اختتام۔

دیتا قادر یا نشانی سید میراں حسینی — لیتا ہے واں کیا ہتی نت ہست رہ تو میراں

ہے یو بشارت انوار ہے عاشقوں کا گل ہار — معشوق پتی یہ بلہار نت ہست رہ تو میراں

(۴۷۴) دیوان معظم

نمبر (۴۶۸) سائز (۹×۵) صفحہ (۳۰) سطر (۱۵ تا ۱۷) خط شکستہ کاغذ دیسی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

البتہ۔ پایا جاتا ہے کہ وہ بیجاپور سے ارکاٹ چلا گیا اور عالمگیر کے صوبہ دار ذوالفقار سے متوسل ہو گیا کیونکہ دیوان میں نواب ارکاٹ کی مدح کا قصیدہ شامل ہے۔ "یوسف زلیخا" کے اس سے کتب خانوں میں موجود ہیں اس سے واضح ہے کہ ہاشمی کا کلام کافی مقبول رہا تھا۔ ہاشمی مرثیے بھی لکھا کرتا تھا۔

آغاز۔

لگا کر ہات چپ موں کوں فکر میں بیٹھ رہتی ہوں
بہتیر بہتیر طعنے کے نکل کے بہار کیا کرنا

کسی کو بول نا سکہ کر درد تے بیچ روتی ہوں
کبی میں شرط جیتے تو دو جو کا چار کیا کرنا

کہو کوئی ہاشمی سوں چاندی دھن یوں کہتے ہی کر
سنکاتی سات نہیں اپنا موا گھر چار کیا کرنا

ہاشمی کے اس دیوان میں اولاً ردیف وار غزلیات ہیں ان میں اکثر ریختی کے ہیں۔ طویل غزلیات (۱۹) شعر کے بھی ہیں غزلیات کے آخر ایک مستزاد اور ایک قصیدہ ہے۔

مستزاد کا پہلا شعر

ناریاں بیستے دنیا دیکھ معمور پڑی ہے
پیاں من پہلے توں

قربان تیرے کرتے پہ سب اور دہ پری ہے
سب سین اگلے توں

قصیدہ (۶۰) شعر کا ہے جو نواب ارکاٹ کی شان میں ہے۔ اس قصیدہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ بیجاپور کی تباہی کے بعد ہاشمی ارکاٹ چلا گیا۔ اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ ذوالفقار خاں نصرت جنگ کی مدح میں ہے۔

قصیدہ کا آغاز۔

آنے کر سنکاتی عالم کہتا ہے سارا
انکھیاں میریاں پھرکتیاں سچ مچ ہے آنے ہارا

پندرہ شعروں کے بعد۔

کہے ذوالفقار نے کہانے سدم کے اوتری
ارکاٹ ہیں گھر سے گھر کل سوں ہوا پکارا

نواب آئے کر کہے تو مچھ لکیا سچ مچ
جہانگیر بجے چھنا چھن ڈھول ہوں بجے نقارا

یورپین اقوام کا تذکرہ۔

انگریز او ولندیز تیرے درفن فرنگی
سوغات بھیجے ہیں یہودی سبھی تمہارا

کیا بات راجیسر کے لنکا کا کر پلنکا
تیروں کے سیند باندھے تجھ دل کا یہ للکارا

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

قطب شاہی کے مقبروں میں اسکا مقبرہ بھی موجود ہے۔

آغاز۔

من تصانیف سلطان عبداللہ قطب شاہ۔

دلا حق کی طرف ہو کہ حق آرام دوے گا ۔۔۔ سعادت کی تیرے ہات سو انجام دوے گا
اگر تیری نظر کام اپے ہے تو سدا صدق ۔۔۔ اسوں لاکر اسی یاد کروے کام دوے گا
نہ دلگیر ہو دنیا تھے کہ ہر وضع نج آخر ۔۔۔ فلک غیب تھے آنند کے پیغام دوے گا

اس دیوان میں اصناف سخن سے صرف غزلیات ہیں کوئی اور دوسرا کلام نہیں ہے۔ غزلیات ردیف وار ہیں جو الف، ب، ت، ث ہیں اسکے بعد کے ردیف کے غزلیات نہیں ہیں۔

اختتام۔

خبر دینے شہ کی ملنے کی تو چلتا ایک تمنا کس بگڑ پایا ۔۔۔ ارے ہست بول یو تیرا منجی جیون داغ پایا
سکھی سو وصل کیاں باتاں ہلوں کد کان سین میرے ۔۔۔ سپرا دل بہوت ڈرتا ہے سرن اچھنا ہے ہمنا
کرے دھن سات سیکھار ہو رسیسی ہے ..... ابرن ۔۔۔ نبی کے صدق عبداللہ عاشق سیج پہ آیا

جیساکہ لکھا گیا ہے سلطان محمد قلی اور عبداللہ کا دیوان ایک جلد میں مجلد ہیں سلطان عبداللہ کے دیوان کا کوئی اور نسخہ ابتک دستیاب نہیں ہوا ہے۔

مجلس اردو مخطوطات نے اسکو شائع کرایا ہے۔

(۴۷۳) دیوان ہاشمی بیجاپوری

نمبر (۵۴) سائز (۹ × ۵) صفحہ (۲۲۲) سطر (۱۴) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف ہاشمی تاریخ تصنیف سنہ ۱۰۸۰ ہجری کتابت
ناقص الاول ہے۔

سید میراں نام اور ہاشمی تخلص بیجاپور کا مشہور شاعر ہے۔ علی عادل شاہ ثانی کے عہد میں موجود تھا۔ مورخین نے اسکی بڑی تعریف کی ہے۔ ریختی کا اسکو موجد تصور کیا جاتا ہے۔ مادر زاد اندھا تھا اسکی ایک تصنیف "یوسف زلیخا" ہے جو ۱۰۹۹ھ میں تصنیف ہوئی ہے۔

ہاشمی مہدوی مذہب کا پیرو تھا افسوس ہے کہ ہم قدیم شعرا کی طرح ہاشمی کے حالات سے بھی پوری طرح واقف نہیں ہیں۔ ہم کو یہ نہیں معلوم کہ زوال سلطنت عادل شاہی کے بعد کب انتقال ہوا

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

(۱) ماہ رمضان رسید در عالم۔
(۲) فضلی در ہمان روز اتفاق افتاد در جشن معاشرت..........

سلطان محمد قلی کے دیوان کا ایک نسخہ آقا حیدر حسن صاحب پروفیسر نظام کالج کے پاس ہے حضور نظام کے خاص شاہی کتب خانہ میں ایک نہایت مکمل نسخہ تھا۔ جو پہلے کتب خانہ آصفیہ میں تھا جسکو پیش نظر رکھکر مولانا ڈاکٹر عبدالحق صاحب نے رسالہ اردو میں مضمون تحریر فرمایا تھا۔ افسوس ہے کہ اسوقت یہ دست رس سے باہر ہے۔

سلطان کے دیوان کو مجلس اردو مخطوطات سالار جنگ نے شائع کر دیا ہے۔

(۴۷۱) دیوان عبداللہ قطب شاہ

نمبر (۶۵ میوزیم) سائز (۱۲×۶ ۱/۲) صفحہ (۶۹) سطر (۱۲) خط نسخ کاغذ دیسی زرافشاں مصنف عبداللہ قطب شاہ تاریخ تصنیف قبل ۱۰۸۳ھ کتابت

سلطان عبداللہ قطب شاہ سلطان محمد قطب شاہ کا فرزند تھا اسکی ماں حیات بخشی بیگم تھی ۱۰۲۳ھ میں تولد ہوا ۱۰۳۵ھ میں باپ کے انتقال پر مسند حکومت پر جلوہ گر ہوا چونکہ کم عمر تھا اسلئے عرصہ تک حکومت کی باگ حیات بخشی بیگم کے ہاتھ میں رہی۔ اسکے بعد جب بادشاہ جوان ہوا تو حیات بخشی بیگم نے اختیارات سونپ دئے۔ عبداللہ میں حکمرانی کی قابلیت نہیں تھی بلکہ عیش و طرب اور رقص و موسیقی کا دلدادہ تھا لیکن اسکے ساتھ علم دوستی کے جوہر بھی موجود تھے۔ اصحاب علم اور صاحبانِ دانش کا قدردان تھا۔ بلند مرتبہ علماء و فضلاء اسکے دربار سے منسلک تھے۔ اس کے دور کے اردو شعرا کا کلام بہت زیادہ دستیاب ہوا ہے۔ عبداللہ کو شاعری سے رغبت تھی۔ عبداللہ تخلص تھا۔ اسکے زمانہ میں شعر و شاعری کا بڑا چرچا تھا۔ رات رات بھر مشاعرہ کی مجلس گرم رہا کرتی تھی اور بادشاہ صدارت کے فرائض انجام دیتا۔ سہ شنبہ کے دن جو عام تعطیل کا دن تھا عبداللہ نے صرف شعر و شاعری کے لئے مخصوص کر دیا تھا۔ اسکے زمانہ میں مغلیہ حکومت کے حملے شروع ہو گئے۔ بالآخر گولکنڈہ کی خود مختاری سلب ہو گئی اور مغلیہ حکومت کی باجگذار ریاستوں میں شمار ہونے لگی۔ سلطان عبداللہ کو کوئی اولاد نرینہ نہیں تھی صرف تین لڑکیاں تھیں ایک کا بیاہ عالمگیر کے فرزند سلطان محمد سے ہوا ایک سید احمد مکی سے بیاہی گئی اور تیسری ابوالحسن تانا شاہ کو دی گئی۔ اور تانا شاہ اپنے خسر کی جگہ بادشاہ ہوا۔ عبداللہ قطب شاہ نے (۴۸) سال حکمرانی کی اور ۱۰۸۳ھ میں اسکا انتقال ہوا۔ سلاطین

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اس صفحہ کا صرف آخری شعر مکمل ہے۔

ایضاً

سہیلیاں سبھی مل دیکھیں عید چندا　　کریں عید کی چونپ سوں چند بندا

اس دیوان میں صرف غزلیات اور رباعیات ہیں۔ کوئی اور دوسرا صنف سخن نہیں ہے۔ یہ دیوان سلطان محمد قلی کے انتقال کے بعد مرتب ہوا ہے۔ غالباً ہر نوع کے کلام کو علیحدہ علیحدہ مرتب کرنے کا خیال ہوگا چونکہ رباعیات کی تعداد زیادہ نہیں ہے اسلیئے انکو غزلوں کے ساتھ شامل کر دیا گیا ہے۔ اس دیوان میں غزلیات کی تعداد (۲۴۲) ہے اور (۱۴) رباعیات ہیں۔ اس دیوان میں کئی غزلیات ایسی ہیں جو اول الذکر دیوان میں نہیں ہیں۔ چونکہ یہ دیوان سلطان محمد قلی کے بعد مرتب ہوا ہے اسلیئے اس میں غزلیات کی تعداد پہلے دیوان سے زیادہ ہے۔ اس دیوان میں سلطان کے تخلص "معانی" کا استعمال نہیں ہے بلکہ "قطب" کا تخلص آیا ہے ہر جگہ "معانی" کو "قطب" سے بدل دیا گیا ہے۔

مثلاً

معانی سب شہاں میں ہے شہنشاہی خدا کا = قطب شہ سب شہاں میں ہے شہنشاہی خدا کا

معانی شعر ترا تو لکھے ہیں دست بدست = قطب شعر ترا تو لکھے ہیں دست بدست

پیا کا حسن معانی ہے جگ میں جیوں اوتارا = پیا کا حسن قطب شہ ہے جگ میں جیوں اوتارا

اندرون دیوان کے ایک صفحہ کے حاشیہ میں دیوان قطب شاہی لکھا ہوا ہے جیسا کہ صراحت کی گئی ہے۔ اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں ہر ردیف شروع ہونے کے پہلے بعض جگہ جب نئی ردیف شروع ہوئی ہے اسکا عنوان لکھدیا گیا ہے۔ مثلاً حرف الصاد۔ حرف العین وغیرہ۔ ردیف "ی" کے غزلیات ختم ہونے کے بعد رباعیات شروع ہوئی ہیں جو حسب ذیل ہے۔

"رباعیات سلطان محمد قلی قطب شاہ نور اللہ مرقدہ" کل (۱۴) رباعیات ہیں۔

اختتام۔

رباعی

نہیں کہیں تج ایسے سہیلی چھبیلی　　تج ایسے نہ اچھی جگتن رنگیلی

سہیلی جگ تن ندیکھیا گھیلی　　چھبیلی رنگیلی گھیلی نویلی

خاتمہ کے صفحہ پر ایک مہر "میر قربان خاں" کی ثبت ہے اور آخری صفحہ پر چند فارسی شعر اور چند عبارتیں درج ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اس دیوان میں اگرچہ ردیف وار غزلیات ہیں مگر حروف ذ، ض، ط، ظ، ع، ف، ق، ک گ، اور ل کی ردیف کے غزلیات نہیں ہیں۔ اس امر کا کوئی پتہ نہیں چلتا کہ ان ردیفوں میں بادشاہ نے غزلیں کہی تھیں یا نہیں۔ اس دیوان کے ساتھ سلطان عبداللہ قطب شاہ کا دیوان بھی مجلد ہے مگر جلد ساز نے اسطرح مجلد کیا ہے کہ سلطان محمد قلی کے دیوان کا ایک صفحہ عبداللہ کے دیوان کے آخر پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ سلطان محمد قلی کا دیوان (۹۹) صفحہ پر ختم ہوتا ہے اسکا اختتام ان اشعار پر ہوا ہے۔

ہوا دریں سکندر تم تھے دشمن — کروں کیوں جام پر فدا روح
معانی دل بھر تو حسن کا گنج — کرے نت نت خوشیاں سیں نوا روح

اس کے بعد عبداللہ قطب شاہ کا دیوان آگیا ہے جو (۲۸) ورق پر ہے اسکے بعد پھر معانی کی ایک غزل ہے۔ اس کے بعد پھر عبداللہ کا کلام ہے جو چھ صفحوں پر ہے آخری ایک غزل معانی کی ہے جسکا اختتام یہ ہے

اختتام۔

کریں طاقت کو اگر عابداں سے خانہ کوں سجدہ — کیا زنار ہیں تسبیح دیکھی ادے زیبارا
تجے سو ہے معانی کوں جوان کر اب بوستاں سوں — کرے صد بار قربان جاؤں اس لعل شکر خارا

آخر پر نواب سراج الملک کی مہر ثبت ہے۔ اس سے واضح ہے اس دیوان کو والا سراج الملک نے خریدا تھا

سلطان کے دیوان میں سات تصاویر دکن اسکول کے شامل ہیں۔

(۴۷۰) دیوان سلطان محمد قلی قطب شاہ (دوسرا نسخہ)

نمبر (۲۶ میوزیم) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۲۴۰) سطر (۱۳) خط نسخ نہایت خوشخط مطلا و مذہب جدول ناقص الاول ہے اور آغاز کے چند صفحے کرم خوردہ ہونے سے جوڑے گئے ہیں۔

آغاز۔

نوازیں اپ میاستیں توں منج کوں .... — بنی صدقی علی میرا نکہ بان ....

ایضاً

برہ کا کیا دن ہوا دن دکھالا — میرا ....
برہ کی کیسی رات کرتیں یہی بات — خوشی بزم ....
مہکتا ہے جیو باس تج رنگ تھے — چھپی پھو ....

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

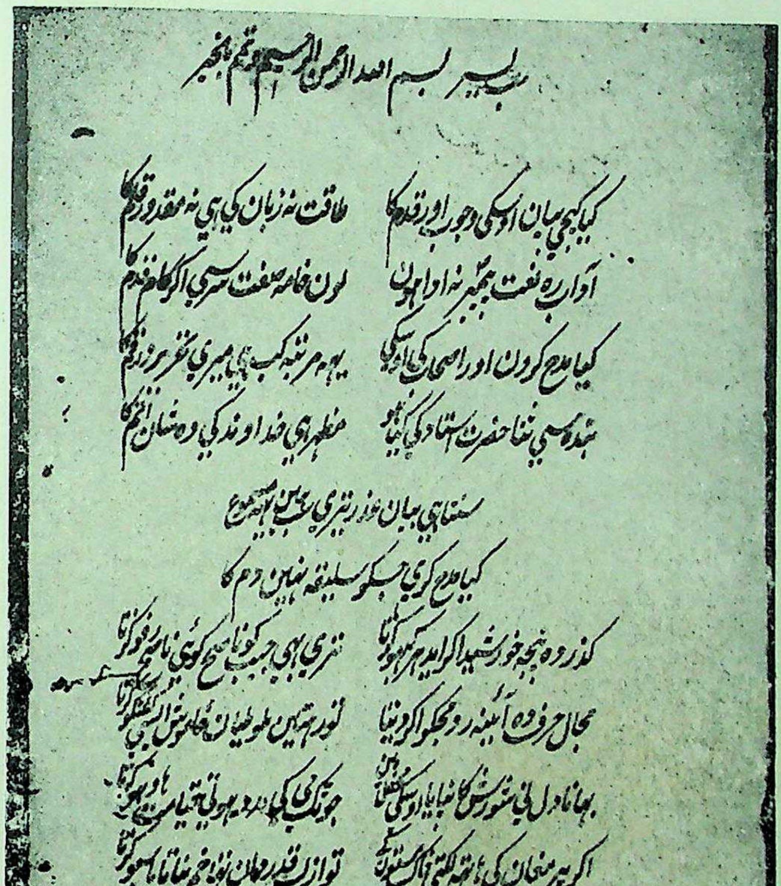
رب یسر بسم اللہ الرحمن الرحیم وتمم بالخیر

کیا کہیے بیان اوسکی وجوب اور قدم کا / طاقت نہ زبان کی ہے نہ مقدور قلم کا

کیا مدح کرے جسکو سلیقہ نہیں حرم کا

دیوان احسان اللہ خاں بیان

(ص-۴۲۵)

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

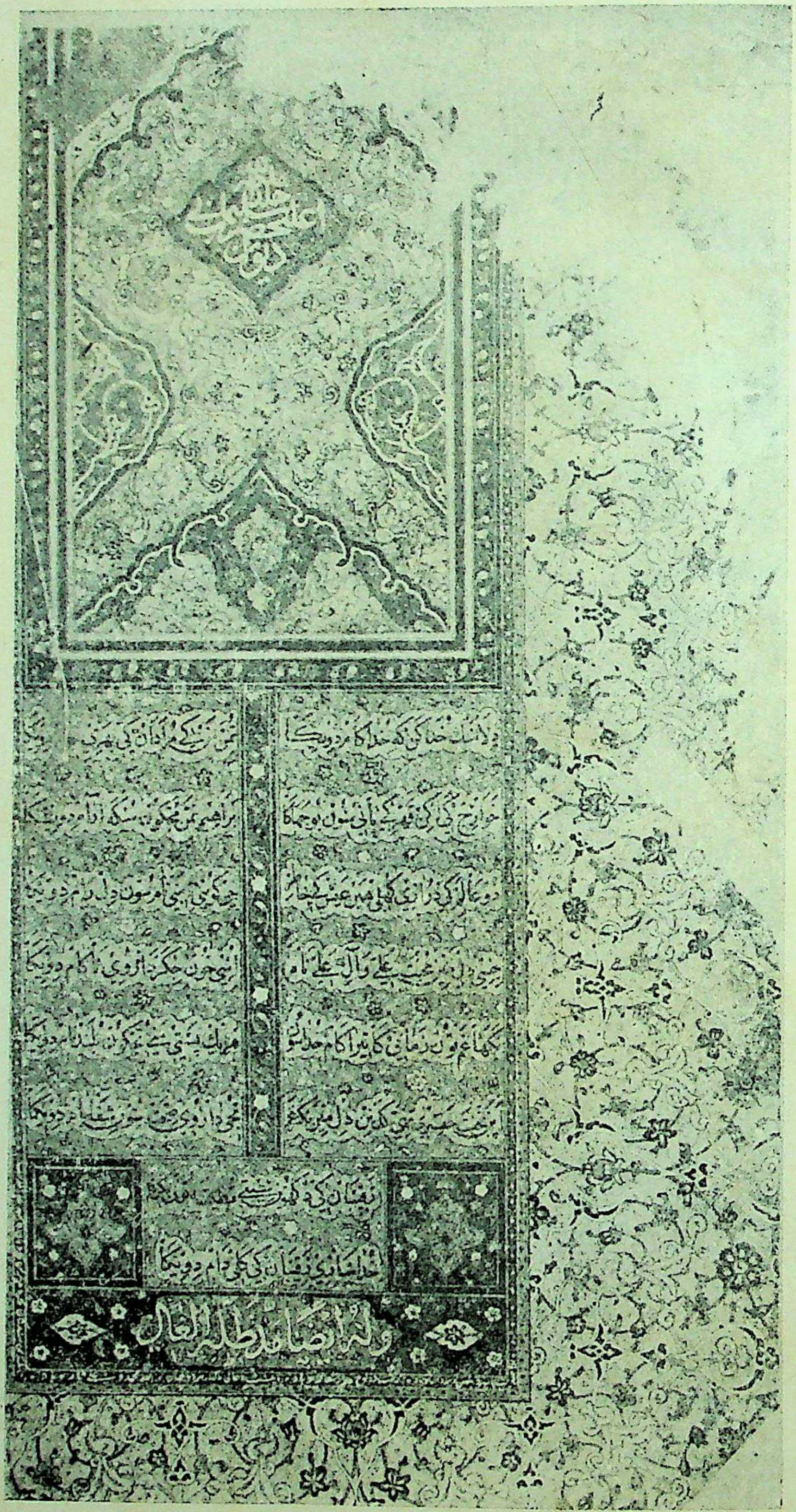

دیوان سلطان محمد قلی قطب شاہ

(ص-۳۷۵)

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

سلطان کے تفصیلی حالات ڈاکٹر زور نے نہایت شرح و بسط کے ساتھ قلمبند کرکے کتاب "سلطان محمد قلی" سے موسوم کیا ہے۔ اور مجلس اردو مخطوطات سالار جنگ نے اسکو شائع کردیا ہے اسلئے یہاں مزید حالات کی ضرورت نہیں پائی جاتی۔ اس دیوان کے چند صفحے جلد ساز نے غلط جگہ رکھے ہیں۔ جسکی صراحت آگے آتی ہے۔

آغاز۔

کل ہو تو نور دیکھ بسو شاب تاب تھا　　اس مکھ شراب و دشت میرا آفتاب تھا

تا دیس اوس تماشا کیہ سور تو درست　　میں وتا تھا سو یوں کہ نہ او وقت خواب تھا

نو شعر کے بعد دو صفحہ سادہ ہیں۔ دراصل یہ پہلا صفحہ ردیف "الف" میں آنا چاہیئے۔ سادہ صفحہ میں سے ایک پر یہ عبارت ہے۔

"........ محمد قلی قطب شاہ .... ثانی سچار لوح دسراج با تصویر بخط مولانا زین الدین علی خوشنویس حضور بزبان دکھنی"۔

دوسرے خالی صفحہ پر ایک مہر ثبت ہے جس میں صرف جناب امیر پڑھا جاتا ہے۔

اس کے بعد پہلا صفحہ مطلا ہے اس میں ناصیہ پر "دیوان اعلیحضرت سلیمان خلد اللہ ملکہ" لکھا ہوا ہے۔ اصل دیوان کا آغاز یہ ہے۔

دلا منگ خدا کن کہ خدا کام دوے گا　　تمن من کے مراد ان کے بھری جام دوے گا

خوارج کی اگن قہر کے پانی سوں بوجھا گا　　براہیم تمن مجکو سکھ آرام دوے گا

دو عالم کے دواری کھلے نیں عیش کی خاطر　　جنے کوئی بنی نام سوں دل آرام دوے گا

یہ نسخہ مصنف سلطان محمد قلی کی زندگی میں مرتب ہوا ہے کیونکہ اسکے سرح لوح پر حسب ذیل عبارت درج ہے۔

"دیوان اعلیحضرت سلیمانی خلد اللہ ملکہ"۔

اس کے علاوہ جگہ جگہ "ولہ ایضاً مدظلہ تعالےٰ" کی صراحت ہوئی ہے اس سے صاف واضح ہے کہ یہ بادشاہ کی زندگی میں لکھا گیا ہے۔

اس دیوان میں زیادہ تر غزلیں اور مختصر قصیدے ہیں جو غزلوں کی شکل میں ہیں۔ غزلیات ردیف وار ہیں۔ مثنویاں اور ترجیع بند اس میں شامل نہیں ہیں۔ اس دیوان کے اشعار کی تعداد بقول ڈاکٹر زور (۱۹۱۸) ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۴۶۹) کلیات سلطان محمد قلی

نمبر (۶۵ میوزیم) سائز (۱۲ × ۶ ½) صفحہ (۱۹۴) سطر (۱۴) خط نسخ کاغذ دیسی زرافشاں
مصنف سلطان محمد قلی تاریخ تصنیف قبل ۱۰۲۰ھ کتابت

سلطان محمد قلی قطب شاہ ابراہیم قطب شاہ کا فرزند تھا اور ماں ایک رانی بھاگ ونی تھی ۹۷۳ھ میں تولد ہوا۔ ۹۸۸ھ میں باپ کی جگہ مسند حکومت پر جلوہ گر ہوا۔ اور (۳۱) سال کی کامیاب شاندار حکومت کے بعد ۱۰۲۰ھ میں انتقال کیا۔ گولکنڈہ کے شاہی مقبروں میں اس کا شاندار مقبرہ بھی موجود ہے۔

محمد قلی کا زمانہ حکومت کئی وجوہ سے تاریخ قطب شاہی میں شہرت رکھتا ہے یہی وہ شخص ہے جس نے شہر حیدرآباد کی بنیاد رکھی اور اسکو ایک خوبصورت شہر تعمیر کر کے اپنا دارالسلطنت قرار دیا (۱۰۰۱ھ) یہی وہ بادشاہ ہے جس نے دکھنی کلچر کی بنیاد ڈالی اور ایرانی لباس، طرز معاشرت، رسم و رواج کی جگہ دکھنی لباس۔ دکھنی مراسم اختیار کئے۔ اکبر کی طرح ہندو مسلم کو ایک اسٹیج پر جمع کرنے کی کوشش کرتا رہا سلطان قلی میں خدا نے کئی صفتیں ودیعت کی تھیں وہ فنون لطیفہ کا شایق بلکہ ماہر تھا۔ موسیقی شاعری، مصوری سے اسکو خاص لگاؤ تھا۔ اگر ایک طرف علم و ادب سے دلچسپی تھی تو دوسری طرف عیش و طرب کا بھی دلدادہ تھا۔ اس نے نہ صرف فارسی اور دکھنی شاعری کی طرف توجہ کی تھی بلکہ تلنگی زبان کا بھی ماہر اور اس زبان میں شعر کہا کرتا تھا۔ بقول بعض تلنگی زبان میں پچاس ہزار شعر موزوں کئے تھے مگر افسوس اب تک سلطان کا تلنگی کلام ہمدست نہیں ہوا ہے۔ اس نے اپنا تخلص پہلے "معانی" قرار دیا تھا اسکے بعد "قطب شاہ" اور "قطب" سے اسکو بدل دیا۔

سلطان محمد قلی موضع چچلم (جو شہر حیدرآباد کے محلہ شاہ علی بنڈہ کے مقام پر آباد تھا) کی حسین و جمیل رقاصہ بھاگ متی پر عاشق تھا اور اسکا عشق اس درجہ پہنچ گیا تھا کہ موسیٰ ندی کی طغیانی کی پروا نہ کر کے معشوق کے پاس پہنچ گیا تھا۔ اس زمانہ کے شاعر وجہی نے اپنی مشہور مثنوی "قطب مشتری" میں سلطان ہی کے عشق کو داستان کی صورت میں قلمبند کیا ہے۔

جب سلطان نے گولکنڈہ کو آبادی کی کثرت کے لحاظ سے غیر مکتفی پایا تو اس نے ایک جدید شہر کی تعمیر کا ارادہ کیا اور اسکو اپنی محبوبہ کے نام سے بھاگ نگر سے موسوم کیا مگر جب بھاگ متی کو حیدر محل کا خطاب دیا گیا تو شہر کو بھی بھاگ نگر سے حیدرآباد کے نام میں تبدیل کر دیا گیا۔

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

(۴۶۸) نورس (چوتھا نسخہ)

نمبر (۴۹۹) سائز (۹ × ۵ ½) صفحہ (۵۲) سطر (۹) خط نسخ کاغذ دیسی مطلا، مذہب

آغاز۔

ام جاٹ محمد کے پرچھائیں پروردگار   چھائیں کوں چھائیں نہیں یو بوجھے سنسار

دوہرا

بہوتیری جاء چھائیں بہوے کر محمد روپ سرار   سب ہور کی پیا چھوڑ یو روپ پچھتا اور

.... جائیں سوید کی بانتی کیا کرتار   ایک تول چھائیں ہوء تو جھی کدھ دھوے بہار

اس نسخہ میں بلا کسی فصل کے اسطرح لکھا گیا ہے کہ راگوں اور راگنیوں کی تعداد معلوم کرنا دشوار ہے۔ بلا کسی فصل کے سطور کو مکمل طور پر لکھا گیا ہے۔

اختتام۔

بھولی دسن دھر رہی بیری بیان بیبتی   پرتھم سپر بہات کی سسری بیار

ما نور دہی ارد ہے ساس نورس کو بیاری   یارے سمن ہست ارکن پر دیکھ دبی

تم آچھی جب موکینتی ریجہ دنیوی سبہ   سنگل دیوتا مکھیں ببر آہین

سرستی پرسن بھئی ابراہیم کنتہ بس

ادکت ادکائی دین دین

خاتمہ۔

"نورس کتاب تصنیف عالم پناہ سکندر جاہ سلیمان مکان ظل سبحانی بکرم اللہ تعالیٰ در شہر اعظم نورس پور نوشتہ کمترین شاگرد سلیمان کہ در ملک ایشان یافت امان من نمائم این بماند در جہان۔"

اس صراحت سے واضح ہے کہ اس نسخہ کا کاتب سلیمان ہے اور ابراہیم عادل شاہ کی زندگی میں قلمبند ہوا ہے۔ اگرچہ سنہ کتابت نہیں ہے مگر خاتمہ کی عبارت سے بخوبی واضح ہے۔ یہ نسخہ شاہی کاتب کا لکھا ہوا ہے اور اسوقت لکھا گیا ہے جبکہ بادشاہ (مصنف) زندہ تھا اور شہر نورس پور میں لکھا گیا ہے۔ اس نسخہ کا تذکرہ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب نے اپنی کتاب میں نہیں کیا ہے۔ غالباً یہ نسخہ موصوف کے دستیاب نہیں ہوا تھا۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

ابراہیم اکھن یو سمپورس برن براجت رحت چینٹ

کیسری دستر

ابراہیم اچرن جیس تیس چاند کہن جن پہور جنا یو جھوٹ کی نسان

ابتدائی صفحہ پر سالار جنگ کی مہر کے علاوہ ایک اور مہر جو زفان بہادر ثبت ہے۔

ایک اور عبارت جو نامکمل ہے یہ ہے۔

استاد...... کتاب نورس...... ملکہ

یہ نسخہ دوسرے سب نسخوں سے ضخیم ہے اس میں (۱۶) راگوں کے تحت (۵۷) گیت ہیں اور دوہروں کی تعداد (۱۷) ہے۔

اس میں ایک فرہنگ بھی ہے جو کئی الفاظ کے معنی واضح کرتی ہے۔

اس کتاب کے چند صفحے مطلا مذہب ہیں جدولیں ہر جگہ طلائی ہیں اور عنوان بھی سونے کی روشنائی سے لکھے گئے ہیں۔ ہندی تحریر میں سرخ روشنائی استعمال کی گئی ہے۔

(۴۶۷) نورس (تیسرا نسخہ)

نمبر (۲۹۹) سائز (۷½ × ۴½) صفحہ (۲۹) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

آغاز۔

دوہرا

نورس سور جگ جوتی آن سرد کپتی

یوست سرستی ماتا ابراہیم پرمان تھے دوئی

اختتام۔

بادل دانے بجلیاں بجارے   باجی خالو شتابی آنے پاوے

سہلا نورس کلیان بدماوے   ابراہیم گرکنی گاوے

اس نسخے میں (۱۴) راگوں کے تحت (۴۶) گیت اور دوہرے ہیں راگوں کی تعداد اور گیتوں کی تعداد دفتر ریکارڈ آفس کے نسخہ کے مطابق ہے اور ترتیب بھی وہی ہے اسلئے قیاس ہوتا ہے غالباً اسی نسخہ سے اسکی نقل ہوئی ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

کتب خانہ رامپور ایک نسخہ (۷) خدا بخش خان لائبریری بانکی پور ایک نسخہ (۸) کتب خانہ اور عجائب خانہ سالار جنگ چار نسخے۔

کتابت کا سنہ خاتمہ کی عبارت میں سنہ ۹۹ھ درج ہے بقول ڈاکٹر نذیر احمد اسوقت ابراہیم کی عمر گیارہ و بارہ سال کی تھی اسلیئے ڈاکٹر صاحب کو اختلاف ہے کہ کتاب کا سنہ صحیح نہیں ہے۔ مگر اس موقع پر یہ پیش نظر رکھنا چاہیئے کہ سنہ کے ساتھ لفظ ہجری یا ھ درج نہیں ہے بلکہ صرف سنہ ۹۹ھ لکھا گیا ہے اسلیئے اسکو اس زمانہ کا شاہی سنہ جو غالباً "فصلی" تھا قرار دینا قرین قیاس ہو سکتا ہے اور یہ سنہ سنہ ۱۰۰۴ھ یا ۱۰۰۵ھ کے مطابق ہوتا ہے۔

(۴۶۶) نورس (دوسرا نسخہ)

نمبر (۸۴ء) امیوزیم) سائز (۸½ × ۵½) صفحہ (۲۲۶) سطر (۵) خط نسخ کاغذ دیسی مطلا

آغاز۔

پتی گر دیپک ویدیا پرس وید ہو جگ کالی
بادشاہ بڑا دیوا ہی کیمیا چاند عالم جوگی
یگ چندر کویت جل مہی بباگرتی گج منڈل
پانو چاند شعر پانی زمین ندی ہنی دار
دھرتری وپبھوتی بدن انبر چھائی برد امرت بجر
زمین راکھ مدنہ آسمان چھاؤ ڈوہ آبحیات بین
پنڈت ہست یاروی انجن کھن سروان بچن دسن
عالم ہستی شکاری کاجل گنج کان بات دانت

اس نسخہ میں آغاز کے چار شعر کے نیچے سرخی سے معنی لکھے گئے ہیں اسکے بعد نسخ خط میں سیاہی سے اصل مضمون اسکے نیچے سرخی سے ناگری رسم الخط میں لکھا گیا ہے۔ درمیان میں بعض جگہ پھر سرخی سے اردو میں بھی معنی لکھے گئے ہیں۔ چند خالی صفحے بھی آگئے ہیں۔

اختتام۔

ابھوک

بھور کنچن تہال موتیا بھر اندر بیٹھا پونچھا ڈروار ڈاریو

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

ہر سال نورس کے نام سے ایک جشن ترتیب دیتا تھا۔ درباری شاعر عبدالقادر کو نورسی کا تخلص عطا کیا۔ شاہی مہر پر نورس کندہ تھا۔ اسطرح اپنی تصنیف کا نام نورس رکھا ہے۔

ابراہیم نے (۴۸) سال حکومت کی اور سنہ ۱۰۳۷ھ میں اسکا انتقال ہوا۔ بیجاپور میں مدفون ہے۔

آغاز۔

نورس سور جگ جگ جوتی ان سرد کنی ۔۔۔ یوست سرستی ماتا ابراہیم پرساد بھی دوانی

درمقام بھیرو نورس

بھیرو کر پور کوں ابھال تک چندر ا ۔۔۔ نری نتر ابھیتا ملگیت گنگا دھر رہ

"نورس" گیتوں کا مجموعہ ہے جس میں مختلف راگ اور راگنیوں میں گانے کے لئے گیت جمع کئے گئے ہیں۔ اسکے مختلف نسخوں میں کم و زیادہ گیت ملتے ہیں۔ جنکی تفصیل ڈاکٹر نذیر احمد ایم۔ اے پی۔ ایچ۔ ڈی پروفیسر عربی لکھنؤ یونیورسٹی نے اپنی کتاب میں کی ہے۔ اس نسخہ میں (۱۳) راگ کے تحت (۳۵) گیت درج ہیں۔

اختتام۔

بین

کدم کستوری چرا چندن لائہہ ۔۔۔ بادل کاسی ہر رنگ دس برسائی

سہرت تجے شیہ مشکہ چوتھی کر

خاتمہ۔

کمترین شاگردان عبدالرشید سنہ ۹۹ھ۔

اس کتاب کے پہلے صفحہ پر حسب ذیل عبارت درج ہے۔

"کتاب نورس خط ریحان کاتب عبدالرشید جلد سرخ، پاترنج و زنجیرہ طلا نو سینہ بابتہ جاماز خانہ جمع کتاب خانہ عامرہ شدہ بتاریخ ۱۷ رجمادی الاول سنہ ۱۰۳۷ھ ورق سی و دو۔"

اس صراحت سے واضح ہوتا ہے کہ بادشاہ کے خانگی توشہ خانہ سے سنہ ۱۰۳۷ھ میں غالباً بعد وفات شاہی کتب خانہ میں یہ نسخہ داخل ہوا ہے۔

نورس کے ابتک گیارہ نسخوں کا پتہ چلا ہے جنکی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) کتب خانہ ریکارڈ آفس حیدرآباد ایک نسخہ (۲) عجائب خانہ حیدرآباد ایک نسخہ (۳) آغا حیدر حسن صاحب، پروفیسر نظام کالج ایک نسخہ (۴) پروفیسر حسین علی خان صاحب رکن کمیٹی سالار جنگ اسٹیٹ ایک نسخہ (۵) عجائب خانہ پرنس آف ویلز میوزیم بمبئی ایک نسخہ (۶) رضا لائبریری

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(الف) دیوان کلیات قصائد مجموعہ کلام

(۴۶۵) نورس

(نمبر (۱۶۵ میوزیم) سائز (۱۱ × ۷½) صفحہ (۶۶) سطر (۷) خط نسخ کاغذ دبیز دیسی

مصنف ابراہیم عادل شاہ ثانی تاریخ تصنیف درمیان سنہ ۱۰۰۰ھ و سنہ ۱۰۱۲ھ کتابت سنہ ۱۰۹۹ھ (ف)

ابراہیم عادل شاہ طہماسپ شاہ کا فرزند تھا۔ سنہ ۹۷ھ میں تولد ہوا علی عادل شاہ اول اسکا چچا تھا۔ چونکہ علی عادل شاہ کو کوئی اولاد نہیں تھی اسلیئے علی عادل شاہ کے بعد ابراہیم مسند نشین ہوا اسکی کم عمری کے باعث ارکان حکومت متولی ہوکر نائب السلطنت کی حیثیت سے سلطنت کے کاروبار انجام دیتے تھے۔ کمال خاں، کشور خاں، اخلاص خاں، عین الملک، شاہ ابوالحسن، شاہ نواز خاں یکے بعد دیگر نائب السلطنت بنے۔ چاند بی بی بھی عادل شاہی حکومت کی سیاست میں دخیل رہی۔

ابراہیم عادل شاہ ثانی طویل زمانہ تک حکومت کرتا رہا اسکے عہد میں ایک طرف جنگ و جدل کی ہنگامہ آرائی ہوئی اور دوسری طرف علماء، فضلاء، شعرا، اور ارباب موسیقی کی قدردانی بھی ہوتی رہی۔ ابوالقاسم فرشتہ کی مشہور تصنیف تاریخ فرشتہ اسی عہد میں مرتب ہوئی۔ سہ نثر ظہوری قلمبند ہوئی۔ ملا ملک قمی نے مخزن اسرار نظامی کے جواب میں اپنی کتابیں تصنیف کیں۔ علاء الدین محمد ذکریا قزوینی کی کتاب عجائب المخلوقات کا عربی سے فارسی میں ترجمہ ہوا۔ ملا رفیع الدین شیرازی نے روضۃ الصفاء کا خلاصہ لکھا۔ بہرحال ابراہیم کے زمانہ کی علمی سرپرستی اور اسکی قدردانی سے جو علم کی آبیاری ہوئی وہ تاریخ کے صفحات سے مٹ نہیں سکتی۔

ابراہیم کو موسیقی سے خاص لگاؤ تھا اور اس فن میں اُستادانہ مہارت حاصل کرلی تھی۔ دور دور سے ارباب موسیقی آتے اور بیجاپور میں بادشاہ کی قدردانی سے جم جاتے تھے۔ ابراہیم شاعر بھی تھا اور ابراہیم اپنا تخلص کرتا تھا۔

اس کو لفظ "نورس" سے بڑی انست تھی ایک شہر نورس نام سے آباد کیا۔ قلعہ نورس تعمیر کیا

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۸) ادبیات

(الف) کلیات، دواوین، قصائد وغیرہ
(ب) مذہبی قصّے
(ج) شہادت نامے اور مراثی وغیرہ
(د) منظوم افسانے
(ہ) نثری افسانے
(و) ڈرامے
(ز) انشاء

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز۔

ایک پرکھ ہے بڑا سہانا   کرپربی کی لگی لبھانا
مار کوڑا ہو کر بولیں   کھیل کود کر دا کو کھولیں

اس مجموعہ میں پہیلیاں اور چیستان کو جمع کیا گیا ہے۔ (۱۳۷۸) پہیلیاں ہیں (۱۴۰) چیستاں ہیں اسکے بعد پھر متفرق کے عنوان سے (۴۸۹) پہیلیاں وغیرہ ہیں۔

اختتام۔

ایک پرکھ اور نولکھہ ناری   بیچ چڑھت وہ تریاں سانی
سارا جوبن یہ کہیں جائے   پرناری سے پرکھہ کہائے

(۴۶۴) مجموعۂ پہیلیاں

نمبر (۶۴۸) سائز (۷ × ۵½) صفحہ (۲۹۸) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف   تاریخ تصنیف   کتابت

مصنف کا نام معلوم نہ ہو سکا۔

آغاز۔

سب کوئی اُس کو جانے ہے   ہر ایک نہیں پہچانے ہے
آٹھ دھڑی میں لیکھیا ہے   جن فکر کیا اُن دیکھیا ہے

اس کتاب میں (۲۰۴۰) پہیلیاں جمع کئے گئے ہیں۔ سب کی سب نظم میں ہیں۔

اختتام۔

سری سنگھ اور مہا پرکھہ دھرتی ہورت جانیں   صبا کے چھائی لاگ نہیں پہلی نیند سلائی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

شمس الدین نام اور فیض تخلص ۔ انکے اجداد دہلی سے آئے تھے ۔ اولاً برار میں متوطن ہوئے ۔ شمس الدین فیض نے حیدرآباد میں اقامت کرلی تھی ۔ علوم مشرقیہ میں بہت اچھی مہارت حاصل تھی شریعت اور طریقت دونوں کے استاد تھے شاعر تھے فیض تخلص کرتے تھے ۔ دبستان فیض سے سینکڑوں نے فیض پایا ۔ فیض مشتاق دہلوی کے شاگرد تھے اور مشتاق کو حضرت خواجہ میر درد سے تلمذ تھا ۱۲۸۵ھ میں فیض کا انتقال ہوا ۔ کئی ایک کتابیں فیض کی مصنفہ ہیں ۔ عرصہ دراز تک ہر سال انکے عرس کے موقع پر مشاعرہ ہوتا تھا ! ور مشاعرہ کے غزلیں طبع ہوتی تھیں ۔ فیض کا دیوان شائع ہو چکا ہے ۔

آغاز ۔

"کیا بات ہے اُس خدائے علیم کی جس نے اہل سخن کو وہ قوت ناطقہ عطا کی ہے کہ اُنکی زبان سے جو محاورہ نکلتا ہے صاف سانچہ میں ڈھلتا ہے ۔ یہ لوگ نفی اثبات یا اثبات نفی پر شرطی جب اڑتی ہیں سننے والے زبردست کا رستہ ناک پر کہتے ہوئے کان پکڑتے ہیں"

اس رسالہ میں اردو زبان کے محاورے جو فیض کو انکے اُستاد حافظ تاج الدین مشتاق دہلوی نذر انکو خواجہ میر درد سے معلوم ہوئے تھے قلمبند کئے ہیں ۔ دستور الشعرا تاریخی نام ہے ۔ اس کتاب کو تالیف کرکے فیض نے نواب مختار الملک کو بطور نذر پیش کیا ہے ۔ محاورہ اور الفاظ سرخی سے اور توضیح سیاہی سے لکھی گئی ہے ۔

ناقص الآخر ہے ۔

اختتام ۔

"گنگا کی قسم" ایک قسم ہے ہندو کی بقول رند ۔

سچ بتا دیکھ کے پوتھی تجھے گنگا کی قسم وصل اُس بت سے مرا ہو گا برہمن کب تک

کتب خانہ آصفیہ میں اس کا ایک نسخہ موجود ہے ۔ (لغت ۲۸۱) ۔

(د) پہیلیاں وغیرہ

(۴۶۳) پہیلیاں و چیستاں

نمبر (۶۴۸) سائز (۷ ½ × ۵) صفحہ (۲۰۳) سطر (۱۷) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف | تاریخ تصنیف | کتابت

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام۔

اے زور تیر ظلم قیامت سفاک — اللہ رے شوخ چشم بل بیباک
سن اظفری کی نزع کی حالت سنکر — کہنے لگا کہ خس کم و عالم پاک

خاتمہ۔

بعون ملک الوہاب در دیوان خانہ صفدر جنگ بتاریخ ۲۵ ربیع الاول ۱۲۳۲ھ

(۴۶۱) زر کامل عیار ترجمہ معیار الاشعار

نمبر (۴۰۰) سائز (۱۱½ × ۷) صفحہ (۳۸۰) سطر (۱۸) خط نستعلیق کاغذ ولایتی
مصنف منظفر علی خاں اسیر تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ کتابت
مصنف کے حالات بسلسلہ (دوائین) درج ہوئے ہیں۔

آغاز۔

"بعد حمد و سپاس خدائے عز و جل و نعت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم و منقبت شیر خدا علی مرتضیٰ علیہ التحیۃ ثنا و محمدیت ائمہ ہدیٰ ارا کین شریعت غراء کہتا ہے فقیر حقیر سید منظفر علی اسیر کہ درینولا اکثر دوستان صادق الولا اور آشنایان باصدق و صفا فقیر خانے میں جمع ہوئے اور بیشتر کو اشعار اردو اور ابیات فارسی کا اور مسائل علم عروض اور قوافی کا باہکدیگر رہا۔"

اس کتاب میں اردو عروض اور قوافی وغیرہ کا بیان ہے۔ نہایت تفصیل کے ساتھ مولف نے روشنی ڈالی ہے۔

اختتام۔

اختلاف محری و قبیح آن پوشیدہ نماید مگر کہ اختلاف اصل باشد بدو حرف متعارف چنانکہ پسرے در خطاب و خبرے ......

ناقص الآخر ہے اسکے بعد کے اوراق نہیں ہیں۔

(۴۶۲) دستور الشعرا و خزینۃ الامثال

نمبر (۷۴۲) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۹۳۰) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ ولایتی
مصنف شمس الدین فیض تاریخ تصنیف ۱۲۰۷ھ ہجری کتابت

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

آغاز۔

افلاک سے ہے بلند تر شانِ سخن | پایا ہی نہیں کسی نے پایانِ سخن

اختتام۔

پھر فصل کہاں۔ یہ گیندی رنگ کہاں | داتا ہے اگر نہ جام بے تابی جان
کیوں کہت رکھا ہے باڑدی دی مجکو | خرمن خرمن ہے خوشہ چینیں ان کو

خاتمہ۔

این ہر سہ کتاب بہ کمال محنت و عجلت نوشتہ شد۔ در حیدرآباد سرتا پا مطالعہ کردہ و ترک دیدہ سلخ رجب ۱۲۴۳ھ۔

(۴۶۰) مناظرہ صفا و فیاضی

نمبر (۷۶۵) سائز (۸ ½ × ۵ ½) صفحہ (۱۸۱) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف ذوالفقار علی خاں صفا تاریخ تصنیف قبل ۱۲۳۲ھ کتابت ۱۲۳۲ھ

ذوالفقار علی خاں نام اور صفا تخلص۔ لکھنؤ کا باشندہ تھا۔ ترک وطن کر کے اولاً ارکاٹ گیا اور پھر حیدرآباد آکر بس گیا۔ صفا کو میر تقی میر سے شرف تلمذ حاصل تھا۔ حیدرآباد میں مہاراجہ چندو لال کے متوسلوں میں شامل ہوا۔ پانچ سو روپیہ ماہوار مقرر ہوئی۔ اپنے انتقال تک مہاراجہ کے مصاحبوں میں شامل تھا۔ ۱۲۶۰ھ میں انتقال ہوا۔

اس کے دیوان کا غیر مطبوعہ نسخہ کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہے۔ دیوان کے علاوہ کئی اور تصانیف کا پتہ چلتا ہے۔

آغاز۔

"بعد حمد کردگار اور نعت احمد مختار اور مناقب ائمہ اطہار کے عرض کرتا ہے ذوالفقار علی الحسینی صفا لکھنوی کہ عرصہ بعید گزرا کہ گوہر سخن اس عاصی کا زیب گوش اہل جہاں ہے۔"

اس کتاب میں اردو، دکھنی محاورہ کے صحیح اور غلط ہونے پر بحث کی گئی ہے۔ کتاب کا دیباچہ اور تقریظ آخر پر درج ہے۔ جس کو مرزا حسن اور مرزا علی محبت نے لکھا ہے۔ کتاب کے آخر میں ولی فیاضی ویلوری کے نام بھی ایک خط ہے۔ رسالہ نظم اور نثر دونوں پر مشتمل ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

تاریخ تصنیف

ایمان میں اب سخن یہ کہتا ہوں راست — اس نسخہ کی تاریخ جو لایا میں درخواست
چٹ غنچہ سوسن نے چمن میں مجھ سے — گلدستۂ گفتار کہا ہے کم و کاست ۱۲۲۰ھ

اختتام

رباعی

لٹو ہے ہر اک شخص تیرے پرائے یار — اور حال پریشاں سے نہیں کرنا عار
کوچہ میں تیرے آن کے آخر جا لے — پھرتا تھا اسے آس سے سو سو بار

کتب خانہ آصفیہ میں اسکے دو قلمی نسخے ہیں۔ (بلاغت ۱۸۲-۳۳۵) اور جامعہ عثمانیہ میں ایک نسخہ ہے (سروری صفحہ ۱۲۵)۔

(۴۵۸) گلدستہ گفتار (دوسرا نسخہ)

نمبر (۶۲۲) سائز (۹×۵) صفحہ (۱۴۴) سطر (۱۴) خط نستعلیق کاغذ دیسی
کتابت ۱۲۲۵ھ

ناقص الاول ہے۔

آغاز۔

رت بدلی دل گھٹا — مینہا ہزار برس
بوند ہوا کا چڑے — بہا بچھڑے دلبر ساتھ ہے

ہر حرف کے نیچے سرخی سے فارسی میں معنی لکھے گئے ہیں۔

اختتام۔

ایماں میں اب سخن یہ کہتا ہوں راست — اس نسخہ کی تاریخ جو کہی میں درخواست
چٹ غنچہ سوسن نے چمن میں مجھ سے — گلدستۂ گفتار کہا ہے کم و کاست ۱۲۲۰ھ
بتاریخ شانزدہم ماہ شعبان المعظم روز یکشنبہ بوقت سہ پہر سنہ ۱۲۲۵ھ تمام شد۔

(۴۵۹) گلدستہ گفتار (تیسرا نسخہ)

نمبر (۴۰۹) سائز (۹×۵½) صفحہ (۵۳) سطر (۱۲ تا ۱۴) خط شکستہ کاغذ دیسی
کتابت سنہ ۱۲۴۳ھ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مصنف کے متعلق کوئی معلومات ہمدست نہیں ہوئے ۔

آغاز ۔

بکھن برن تم ہو سدا کنپت ہو سنہائے — بنتی کروں کر جور کی دلجی گر سعینہ بتائے

جہہ کیسو برنچ سب .... — ناکو ہوں بندگی دن ہاتھ جوڑ تیر نائے

کرتا کر یو کھک سدا سبکل شسٹ کی پران — ایسی الشو کو سند دینی رین دن وسان

اس رسالہ میں ہندی زبان میں علم صنائع اور بدائع لکھے گئے ہیں۔ اشعار کے نیچے سرخی سے اردو معنی بھی درج ہیں۔

اختتام ۔

گوکل چاتر ک بہر نگ کل کھلی کبھی جکور — سو رسنی دھرم کبھو ہو کام کنک لت جور

ات کاری بہاری گتھا پیاری پاین بیس — پیا بدیس اندیس نہو آدت تاہہ سندیس

انشار ہست .... کہی ریکھو انبہ — کر پرگھٹ بھاکا بھکنی دیکھ سنسکرت بات

خاتمہ ۔

اتمام یافت بھاکا بھوگن دو صد و ہشت در تاریخ ہشتم ماہ رجب سنہ ۱۲۴۲ھ در حیدر آباد ۔

(۴۵۷) گلدستہ گفتار

نمبر (۱۷۰) سائز (۹ × ۵ ½) صفحہ (۹۹) سطر (۹) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف شیر محمد خاں ایمان تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۲۱ھ کتابت

مصنف کے حالات دوسری جگہ (دواوین) درج کئے گئے ہیں ۔

آغاز ۔

افلاک سے ہے بلند تر شان سخن — پایا ہی نہیں کسی نے پایان سخن

ہیں گرچہ ہزار اسکے قالب لیکن — ایہام ہے یا لطیفہ ہے جان سخن

ضلع برشکال

اے رحمت خدا رحمت اللعٰلمین — حمد و رحمت فیض جاری

اس رسالہ کو ضلع داجگت سے موسوم کرنا چاہئیے۔ اس میں ہندی اور اردو محاورے مختلف ضلعوں کے تحت لکھے گئے ہیں ۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

دبیر الملک ہیبت جنگ تھا۔ مصنف ۱۸۳۴ء میں ضلع غازی پور کے ڈپٹی کلکٹر تھے۔ مسٹر ٹرابر ایجنٹ نے اپنے دفتر میں اردو کو رائج کیا تھا۔ چونکہ عرایض وغیرہ اردو قواعد کے خلاف تحریر ہوتے تھے اسلئے مولف نے یہ کتاب تالیف کی ہے۔

آغاز۔

"حمد متکاثر اور ثنائے متواتر اُس خالق فصاحت اور بلاغت کیلئے زیبا ہے کہ جس نے قرآن مجید اور فرقان حمید کو معجزہ نبی امّی کا ملک عرب میں نازل کیا۔"

اس رسالہ میں قواعد، صرف و نحو، محاورات، روزمرہ زمانہ سابق و حال وغیرہ کا تذکرہ ہے کتاب کو ایک مقدمہ اور پانچ فصل میں منقسم کیا گیا ہے۔ فصلوں کی صراحت یہ ہے۔

(۱) پہلی فصل امور واجب الترک مستحسن الترک محاورات اور قدیم و جدید۔

(۲) دوسری فصل طریقہ دریافت تذکیر و تانیث اور قواعد جمع۔

(۳) تیسری فصل اختلاف روزمرہ گفتگو ساکنان مغرب و مشرق لکھنؤ۔

(۴) بعض مصطلحات و مرکبات علم صرف۔

(۵) فصل پنجم بعض مصطلحات و مرکبات علم عروض و قوافی۔

تاریخ تصنیف

تلخیص معلیٰ موسوم کیا کہ سنہ تالیف اس نام سے بحساب ابجد (۱۲۸۰) حاصل ہوتا ہے۔

اختتام

قطعہ تاریخ

مجموعہ ہے یہ قواعد اردو کا — ہر شخص کو کیوں نہ ہو پسند خاطر
قاضی نے یہ لکھا سال طبع و تصنیف — خوبی سے چھپا ہے یہ رسالہ نادر

۱۲۸۰ھ

(ج) عروض و بلاغت

(۴۵۶) پوتھی بھاگا بھوگن

نمبر (۱۸۴) سائز (۱۰ × ۵) صفحہ (۲۲) سطر (۹) خط نستعلیق کاغذ دیسی جدول مطلا مصنف
تاریخ تصنیف مابعد ۱۱۰۰ھ کتابت ۱۲۴۲ھ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

شروع ہوتا ہے۔ جیسا کہ نام سے واضح ہے۔ یہ "صرف" کے بیان میں ہے۔

تاریخ تصنیف کا سنہ۔

یہ رسالہ ہوا فضلِ حق سے تمام — صرف اردو رکھا ہیں اسکا نام
سن تھے بارہ سے بست و یک آیار — کہہ یہ کانِ گہر ہوئی تیار
۱۲۲۱ھ

اختتام۔

یا کہ گھر میں سے جب کہ میں نکلا — دو قدم جاتے گھوڑے پر سے گرا
یا کہے اسکے تئیں کوڑا مارا کیوں — لا مکرر اگر تو چاہے یوں

اس کے بعد فہرست مضامین ہے۔ کل (۸۵) عنوان ہیں۔

کتب خانہ آصفیہ میں اسکا ایک قلمی نسخہ موجود ہے (صرف ۲۸)۔

(۴۵۴) قواعد اردو

نمبر (۱۵۶) سائز (۸ × ۶) صفحہ (۳۲) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی مصنف محمد قدرت اللہ تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ کتابت مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز۔

"بعد حمدِ خدا و نعت نبی — دل کے کانوں سے سُن تو یہ معنی
کہ ہر زبان کے نیا لفظ ہے اور اسکے دو معنی لغوی انداختن اور اصطلاحی معناً"۔

اس میں قواعد کے ابتدائی مسائل کا تذکرہ ہے۔ آخر پر فارسی الفاظ کے معنی بھی لکھے گئے ہیں۔

اختتام۔

ہژدہ ہزار دہ ہزار — ۱۰۰۰۰ ایغ — — ۹۱ — بسط — بست = ۲۰ = ک

(۴۵۵) تلخیص معلی

نمبر (۴۷۰) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۱۲۳) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ ولایتی مصنف کلب حسین نادر تاریخ تصنیف ۱۲۸۰ھ کتابت ۱۲۸۰ھ

کلب حسین نادر تخلص لکھنؤ کے مشاہیر شعراء سے تھے۔ انکے والد کا خطاب احتشام الدولہ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

سرکار عالی مدظلہ العالی عرض پرداز ہے"۔

اس کتاب میں عربی اور فارسی لغات کے معنی اردو میں لکھے گئے ہیں۔ کتاب نظم میں ہے۔ کتاب گیارہ فصل میں منقسم ہے۔ اسکی تقسیم حسب ذیل ہے:۔

(۱) سراپا انسان و خصائص وغیرہ (۲) خورد و نوش وغیرہ (۳) لباس و زیور و فرش (۴) عمارات (۵) متعلق سامان و محاورات خانہ داری (۶) چارپایہ و وحوش و طیور وغیرہ (۷) باغ زراعت۔ سفر بحر و بر (۸) فوج و اسلحہ جنگ (۹) معاشرت روزمرہ (۱۰) بعض مصادر و صیغہ ہا (۱۱) مدرسہ و طلاب۔

اختتام۔

جن کو یہ نسخہ فائدہ بخشے ۔۔۔ کہیں دانش تجھے خدا بخشے

سال تالیف بشنو اے میوش ۔۔۔ سہ صد و یکہزار بست و شش

۱۳۲۶ھ

(ب) صرف و نحو

(۴۵۳) صرف اردو

نمبر (۲۷۲) سائز (۱۱ × ۷) صفحہ (۹۰) سطر (۱۷) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف مولوی امانت علی شیدا تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۲۱ھ کتابت

مصنف مولوی امانت علی شیدا تخلص فارسی اور عربی کے ایک قابل شخص تھے۔ انگریزوں کے زمانے میں کلکتہ میں بس گئے۔ ڈاکٹر ہنٹر کے متوسل تھے۔ انگریزوں کی تعلیم وغیرہ کے لیئے اردو صرف و نحو کی ضرورت تھی۔ مصنف نے اسی ضرورت کے تحت یہ کتاب تصنیف کی ہے۔

آغاز۔

حمد میں اس کی کھولتا ہوں زباں ۔۔۔ جسم بے جاں کو جس نے بخشی جاں

ہر زباں ہووے گر سراپا صرف ۔۔۔ نہ ادا اُس کا ہو سکے ایک حرف

گرچہ ہے اپنی ذات میں واحد ۔۔۔ جمع و کثرت کا وہ ہی ہے موجد

اس مثنوی میں اول حمد و نعت ہے۔ اسکے بعد انگریزوں کی ستایش کیگئی ہے جس میں لارڈ منٹو ڈاکٹر ہنٹر کی ستائش ہے۔ اور پھر سبب تالیف کا عنوان ہے۔ اس میں واضح کیا گیا ہے کہ زبان کیلئے صرف کی بیحد ضرورت ہے۔ دوستوں کے کہنے سے اس کتاب کو نظم کیا گیا ہے۔ اسکے بعد نفس مضمون

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۴۵۱) مالکِ باری

نمبر (۱۹۶) سائز (۶ ½ × ۴) صفحہ (۲۶) سطر (۹) خط نستعلیق کاغذ ولایتی
مصنف راما راؤ تاریخ تصنیف ۱۲۹۰ھ کتابت ۱۲۹۰ھ

افسوس ہے کہ ہم مصنف راما راؤ کے متعلق کچھ نہیں جانتے۔ البتہ یہ واضح ہے کہ راما راؤ حیدر آباد کے باشندے تھے۔ اور لڑکوں کو پڑھاتے تھے۔ طلباء کو جلد فارسی آنے کیلئے اُنھوں نے یہ کتاب قلمبند کی ہے۔

آغاز۔

مالکِ باری کل مختار — سالک رہرو اس کا یار
شاہ زمن محبوب علی — ماہِ جہاں خورشید علی
دیواں ہے مختار الملک — ایواں جس کا حصار الملک

اس میں خالق باری کے طور پر چند فارسی اور ہندی الفاظ کے معنی اردو میں لکھے گئے ہیں۔

اختتام۔

دیکھ سن اس نسخہ کا — ملہم غیبی بول اٹھا
ماسوا مطلق اور رازق — ہے مالکِ باری خالق

مصنف کا اصلی نسخہ معلوم ہوتا ہے۔

(۴۵۲) نصابِ فارسی موسومہ کمالِ دانش

نمبر (۷۴۴) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۹۷) سطر (۱۰) خط نستعلیق کاغذ ولایتی
مصنف میر دلاور علی دانش تاریخ تصنیف ۱۳۲۶ھ کتابت

مصنف نواب سالار جنگ ثالث کے استاد تھے۔ عربی فارسی کی اعلیٰ قابلیت رکھتے تھے۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔

آغاز۔

"بعد حمد خداوند تعالےٰ و نعت جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اضعف العباد اقل السادات میر دلاور علی دانش ابن جنان مسکنی نجف مدفن سید علی رشتی مغفور المتخلص بہ شیہ موروثی نمک پروردہ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

خاتمہ۔

بعونہ تعالےٰ نسخہ بر فواید در بیان نصاب فارسی تصنیف منشی نونده رائے مصنف دستور الصبیان المسمی باسماء فارسی باتمام رسید۔ بتاریخ بست وہشتم ماہ جمادی الاول ۱۲۷۶ھ

(۴۵۰) تحقیقات المصطلحین

نمبر (۴۸/۷) سائز (۱۳ × ۷) صفحہ (۸۹) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف محمد نصیر الدین نقش حیدرآبادی۔ تاریخ تصنیف ۱۲۸۵ھ کتابت ۱۲۸۷ھ

محمد نصیر الدین نام اور نقش تخلص تھا۔ حیدرآباد کے باشندے تھے۔ فیض سے تلمذ حاصل تھا کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ جن میں مخزن اسرار اور فوائد گفتار ہندوستان موسومہ بہ "نخلۃ الشعراء" قابل تذکرہ ہیں۔

مصنف نے اس لغت کو لکھکر میر تراب علی خاں مختار الملک کی خدمت میں پیش کیا ہے۔

آغاز۔

"خالقی بزبان بلبلان بستان لم یکلف نفسا الا طوقہا کہ ہزاران گل لطافت میدہ صاد توصیفش سرمہ زبان عقول و کانہ؛"

اس لغت میں اردو الفاظ کے معنی اور استعمال بھی واضح کیا گیا ہے۔ مگر فارسی میں اسکو لکھا گیا ہے۔ الفاظ کو ردیف وار لکھا گیا ہے۔ الف سے ی تک الفاظ کی صراحت کی گئی ہے۔ مثلاً آبلے دل کے پھوٹنا" کنایہ از فرو نشستن آتش دل۔

اختتام۔

"یہ گوے یہ میدان ہے۔

مثل فارسی این گوئی این میدان است۔ محمد تقی میر۔

اپنا سر شوریدہ تو وقف خم چوگان ہے　　　اہل ہوس کو ذوق ہے یہ گوے یہ میدان ہے"

اس کے بعد ایک تاریخی قطعہ درج ہے۔

خاتمہ۔

تمام شد بتاریخ ۲۱ جمادی الثانی ۱۲۸۷ھ۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مصنف   تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ کتابت ۱۲۶۶ھ

مصنف کا نام معلوم نہیں ہوا ۔

آغاز ۔

کل	شی	ہالک	الا	کافہ	امارت
تمام	چیز	نابود	مگر	گروہ	سرداری

اس کتاب میں مختلف فارسی اور عربی الفاظ کے اردو معنی لکھے گئے ہیں بعض کتابوں کے نصاب ردیف وار لکھے گئے ہیں ۔

اختتام ۔

یوز	یوسف	یوم	یونان	یونس	یہود
چیتا	نام پیغمبر	دن	ملک	نام پیغمبر	جیود

خاتمہ ۔

این نسخہ بتاریخ شانز دہم شہر ذیقعدہ ۱۲۶۶ھ بہ انصرام رسید ۔

(۴۴۹) دستور الصبیان

نمبر (۹۹) سائز (۸ ½ × ۵ ½) صفحہ (۲۳) سطر (۹) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف نونده رائے تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۰۰ھ کتابت ۱۲۷۶ھ
مصنف کے متعلق مجھے کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے ۔

آغاز ۔

پہلے جانو نام خدا ئے   رام ہندو ے دیون بتائے
پھر رحمان اللہ کا ناؤں   خالق اُس کا نام بتاؤں
رسول پیغمبر جانو میت   کہت سندیسا ہندی ریت

اس میں فارسی الفاظ کے اردو معنی ہیں بچوں کے لئے لکھے گئے ہیں ۔

اختتام ۔

ترا تجھے اور تو ہے تین   مرا مجھے اور من میں ہیں
ویسا چنان چنیں ہے ایسا   چہ ہے کیسا چنانچہ جیسا

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

نبی و رسل پیمبر جان — سب اصحاب یار ہیں مان
رئیس سردار سکندر جاہ — منیر روشن چندا ماہ
اشرف دیں سے واحد باری — ایسا نہیں کوئی جگ میں خواری

یہ نصاب صبیان کے سلسلہ کی کتاب ہے۔

اختتام۔

واحد باری ہوئی تمام — دنیا میں رہے اشرف کا نام
چار حروف جو فرس کے آئیں — ان کے معنی رقعہ بنائیں

خاتمہ۔

تاریخ یازدہم شہر رمضان ۱۲۲۶ھ روز جمعہ۔

ادارہ ادبیات اردو میں ایک نسخہ ہے (زور، ۲۴۷)۔

(۴۴۷) لغت فارسی و اردو و ہندی

نمبر (۴۰۱) سائز (۱۰ × ۶) صفحہ (۱۳) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف — تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ کتابت

مصنف کا نام معلوم نہ ہو سکا۔

آغاز۔

حمد پاک نرنجن جان — نبی پیغمبر بستہ پہچان
ملک فرشتہ دیوتا مان — صحیفہ نامہ چٹھی پہچان

اس مختصر رسالہ میں فارسی اور اردو و ہندی الفاظ کے معنی نظم میں لکھے گئے ہیں۔

اختتام۔

کردن گفتن شنیدن جان — کرنا کہنا سننا مان
خوردن خفتن نوشیدن مان — کھانا سونا پینا جان

اس کے بعد کے اشعار نہیں ہیں۔ ناقص الآخر ہے۔

(۴۴۸) لغات

نمبر (۷۴۶) سائز (۸ × ۵ ½) صفحہ (۲۴۵) سطر (۷) خط نستعلیق

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

آغاز۔

آمدن نیامدن آمد نیامدہ بیاید نیاید
آونا نہ آونا آیا نہ آیا آوے نہ آوے

یہ ایک فارسی آموز کتاب ہے جو بطریق آمدن نامہ لکھی گئی ہے۔

اختتام۔

می یافتہ بود نمی یافتہ بود چرا یافت چرا نہ یافت
پاتا تھا نہ پاتا تھا کیوں پایا کیا واسطہ نہ پایا

خاتمہ۔

"کتاب عظیم زیر برکت محمد رسول کریم از دست شیخ ابراہیم ولد شیخ محمد خطیب عید گاہ قلعہ دار الظفر بیجاپور برائے برخوردار غلام حسین تحریر نمود۔ تاریخ ۵ ماہ رجب ۱۲۲۴ھ"

(۴۴۶) واحد باری

نمبر (۱۱۵) سائز (۶½ × ۴) صفحہ (۱۶۴) سطر (۱۰) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف اشرف تاریخ تصنیف ۱۲۲۶ھ ہجری کتابت ۱۲۲۶ھ

"تذکرہ اردو مخطوطات" میں اس مثنوی کو نوسرہار کے مصنف اشرف کی تصنیف قرار دیا گیا ہے اور اسکی وجہ زبان اور اسلوب کے علاوہ نوسرہار اور واحد باری کے ایک ہی بحر میں ہونا تائید میں پیش کیا گیا ہے۔ مگر ہمارے خیال میں واحد باری نوسرہار کے مصنف کی تصنیف نہیں ہے بلکہ ایک دوسرے اشرف کی ہے جو آصفی دور سے متعلق ہے۔ واحد باری کی زبان کے صاف ہونے کے علاوہ آغاز میں ایک شعر بھی موجود ہے جس میں سکندر جاہ کا نام آیا ہے۔

رئیس سردار سکندر جاہ منیر روشن چندا ماہ

اس سے واضح ہے کہ یہ کتاب احمد نگر کے اشرف کی نہیں ہے بلکہ آصفی دور سے متعلق ہے۔

افسوس ہے اس اشرف کے متعلق بھی کوئی معلومات نہیں ہیں۔

صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے اشرف الدین ان کا نام تھا۔

آغاز۔

واحد ایک ہے باری خدائے ظہور اس کا ہے ہر جائے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

دھانیدن دلانا بدھان دلا   خورانیدن کھلانا بخور کھلا

اس کے بعد کے اوراق نہیں ہیں۔

(۴۴۴) لغت ہندی

نمبر (۴۷) سائز (۱۵ × ۸) صفحہ (۱۹۶) سطر (۱۲) خط نستعلیق کاغذ ولایتی
مصنف عبد الواحد بدادی تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۰۰ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات ہمدست نہیں ہوئے۔ آغاز میں انھوں نے جو لکھا ہے اسکی صراحت کردی جاتی ہے۔

آغاز۔

"سبحان ربک رب العزت عما یصفون الخ۔ میگوید گرفتار گفتار و معنی و کردار لا یعنی عبد الواحد بدادی کہ ہرچند این ہیچمدان را لیاقت ترتیب و قابلیت تالیف نہ بود لیکن کثرت الحاح جمع کثیر از اصحاب و فرط اختراج جم غفیر از اولی الالباب باعث بران شد کہ اسمائے غیر مشہورہ و اشیائے موقورہ و الفاظ غیر مانوسہ معانی بین الانام مذکورہ را بعبارات واضحہ و اشارات لایحہ بیان نماید۔"

جیسا کہ مولف نے بیان کیا ہے اس لغت میں اردو الفاظ کے معنی فارسی میں لکھے گئے ہیں۔ الف سے ھ تک الفاظ کی صراحت کیگئی ہے۔

اختتام۔

"ہکارنا۔ بایکدیگر سگا نرا غوا کردن و آزا بیہار شہ نیز خوانند بر آغالیدن"۔ ردیف "ی" کے الفاظ نہیں ہیں۔

منیر الملک کی مہر ثبت ہے۔

(۴۴۵) کتاب آمدن عظیم

نمبر (۳۹۶) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۱۵۸) سطر (۱۴) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف مولوی محمد عظیم تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۰۰ھ کتابت ۱۲۲۴ھ

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۴۴۲) قادر باری (دوسرا نسخہ)

نمبر (۹۹) سائز (۸½ × ۵½) صفحہ (۵۰) سطر (۹) خط نستعلیق کاغذ دیسی
کتابت ۱۲۷۶ھ

آغاز۔

کہتا ہوں تم سے عمدہ بات   صحبت بد پہ مار دولات

اختتام۔

کیجیو گرم خوالطین مع ماشش   علکت کند مصطفٰی ظاہر ہو قاش

خاتمہ۔

"بعون عنایت قادر الٰہی نسخہ قادر باری برائے خواند برخوردار عبد الحلیم خاں طال اللہ عمرہٗ و زاد علمہٗ از دست کمترین قربان علی خاں ولد زور آور خاں قائمی مندوزئی بتاریخ بیز دہم جمادی الاول ۱۲۷۶ھ روز جمعہ بوقت یکپاس روز برآمد درمکان باغ واقع چھاؤنی رزیڈنسی بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد درعہد حکومت نواب افضل الدولہ بہادر و دیوانی نواب مختار الملک بہادر پیرایہ اختتام انصرام پوشید۔"

(۴۴۳) مختصر لغت

نمبر (۴۰۷) سائز (۸ × ۵½) صفحہ (۱۲) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ ولایتی
مصنف   تاریخ تصنیف مابعد ۱۲سنہ ھ کتابت

ناقص الآخر ہے۔

مصنف کا نام معلوم نہ ہوسکا۔

آغاز۔

اللہ کہتے حق کہتیں صاحب یعنی خدا   نبی کہتے رسول کہتیں نعت یعنی ثناء
کریم کہتے سخی کہتیں ملک یعنی شاہ   حبیب کہتے دوست کہتیں جادہ یعنی راہ
آب کہتے پانی کہتیں باد یعنی ہوا   قمر کہتے چاند کہتیں اختر یعنی تارا

یہ بھی ایک نصاب صبیان ہے۔

اختتام۔

خندن ہنسنا گرستن رونا   خوردن کھانا خفتن سونا

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

فارسی تعلیم کے لئے ضروری تصور کئے جاتے تھے۔

کتاب ناقص الآخر ہے۔

اختتام

ختم کلام ہے بات تمام　　ختم کیا میں بنام امام
واله استنے موتی رولا　　فرس لغت کے معنی کھولا

اس کے بعد کے اشعار نہیں ہیں۔ اسکے بعد کے شعر کا پہلا لفظ "جس کا" ہے۔
اس کتاب کا ایک نسخہ انڈیا آفس لندن میں ہے (یورپ میں دکنی مخطوطات صفحہ ۴۳۴)۔

(۱۴۴) قادر باری

نمبر (۵۳۱) سائز (۸ ½ × ۶) صفحہ (۱۶) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف غلام عسکری فیاض تاریخ تصنیف ۱۲۱۱ھ کتابت
مصنف کے متعلق مجھے کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے کسی تذکرہ میں ان کے حالات نہیں دیئے گئے ہیں صرف اسقدر واضح ہوتا ہے کہ مصنف امامیہ مذہب کا پیرو تھا۔

آغاز۔

قادر باری اسم صفات　　اللہ خدا ہے نام و ذات
رسول مرسل بھیجا گیا　　عصمت پائی شرم و حیا
وصی خلیفہ نائب جان　　زہرا روشن سفید پہچان

اس رسالہ میں فارسی کی تعلیم کے لئے اردو میں معنی لکھے گئے ہیں۔

اختتام۔

مصنف کا نام و تخلص سنہ وغیرہ کی صراحت بھی ہے۔

پھر امام رضا تقی و نقی　　حسن عسکری ہے پھر مہدی
سب پو میرے طرف سے ہو وے سلام　　ان کا فیاض عسکری ہے غلام
دو سو بیتاں پہ میں کیا ہوں بس　　سن انتھا ایکہزار دو سو دس

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام

نام اس کا ہے تحفتہ الصبیان — تاکہ ہو طفل گاں کو استفلام
گرچہ ہے ان دنوں میں بیکاری — شغل کے ہاتھ سی کبھی ہے زمام
لیک کہنا بھی بر ضرورت — بن کہے شعر کار ہے کیوں نام
سات سو پر ہے بیت بست چالیس — قل ما دل ہووی زیب کلام
خیر پر یہ رسالۂ رنگین — ختم ہے والسلام والاکرام

خاتمہ۔

تمت الرسالہ تحفتہ الصبیان بعون الملک المستعان بتاریخ نہم ذیقعدہ سنہ ۱۲۰۲ھ مقدسہ۔
ایک مہر ثبت ہے مگر پڑھی نہیں جاتی۔

(۴۴۰) رازق باری

نمبر (۵۳۱) سائز (۹½ × ۶) صفحہ (۲۰) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف سید محمد والہ تاریخ تصنیف قبل ۱۱۸۴ھ کتابت

سید محمد والہ کے والد کا نام سید محمد باقر تھا۔ خراسان کے رہنے والے تھے۔ والہ دکن آئے اور حیدر آباد میں انوار الدین خاں سے وابستہ ہوئے۔ جب انوار الدین خاں ارکاٹ کے صوبیدار ہو کر ارکاٹ روانہ ہوئے تو والہ بھی ارکاٹ چلے گئے اور اُسکو اپنا مستقر بنالیا۔ والہ عربی اور فارسی کے جید عالم اور شاعر تھے۔ انکی متعدد کتابیں ہیں۔

والد کی ایک دکنی مثنوی 'طالب و موہنی' ہے جس کا ایک نسخہ انڈیا آفس میں ہے۔ والہ کی اولاد آجتک موجود ہے۔ چنانچہ نواب مہدی نواز جنگ (صدر نشین کمیٹی اسٹیٹ سالار جنگ) وغیرہ حکومت حیدر آباد آپ کی اولاد میں۔ والہ کا انتقال ۱۱۸۴ھ میں ہوا۔

آغاز۔

رازق باری حق ہے جان — اس کا نور نبی پہچان
آل اولاد و یار اصحاب — قرآن بھیجا حق نے کتاب
فہم و خرد ہے دونوں عقل — افسانہ کیا ہے کہانی نقل

یہ بھی نصاب صبیان ہے، فارسی الفاظ کے معنی اردو میں لکھے گئے ہیں جو مبتدیوں کی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام۔
ہرگاہ گریزان و نافرماشد بعد ازان رعد دیدہ بکسر واؤ مہملہ و سکون عین مہملہ وکسر دال مہملہ و سکون تحتانی و فسخ دال مہملہ و نادر آخر و رعشتہ"۔ اس کے بعد کے اوراق نہیں ہیں۔

(۴۳۸) تحفتہ الصبیان

نمبر (۱۸۱۴) سائز (۲½ × ۴) صفحہ (۲۶) سطر (۹) خط نستعلیق۔
مصنف تاریخ تصنیف ۱۱۶۲ھ کتابت
مصنف کا نام معلوم نہیں ہوا۔

آغاز۔

رب خدا احمد محمد شافع ہر دو سرا — بوتراب و حیدر است ...... علی مرتضیٰ
فاطمہ زہرہ حسن شبیر و شبر ہے حسین — افضل الصلوات علیہم من اللہ......
بوجنا علم اور مدینہ گھر ہے دروازہ ہی باب — آمدن آنا نشستن بیٹھنا......

اس میں بچوں کو فارسی سکھانے کے لئے فارسی الفاظ کے معنی نظم میں لکھے گئے ہیں۔

اختتام۔

التحیات والصلوٰۃ والطیبات و السلام — بر نبی و آلِ اصحابش الی یوم القیام
شد تمام این تحفتہ الصبیان سن با صد محن — سال و تاریخ ہم بجو از تحفتہ الصبیان ۱۱۶۲ھ

اس کتاب میں ایک دو نسخے مرض دمہ کے درج ہیں اور دو ایک دعا بھی درج ہیں۔

(۴۳۹) تحفتہ الصبیان (دوسرا نسخہ)

نمبر (۷۵۹) سائز (۸ × ۶) صفحہ (۵۰) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی
کتابت ۱۲۰۲ھ

آغاز۔

اللہ الہ خدا کا نانون — سبھے جاکے اس کا تھانون
رسول نبی ہے پیغمبر — افضل سب میں سے ہے بہتر

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

ای پنجتن گرداب این بحراز کس دو عـدد — جهد طاہر داند واعداد پشش حسب حال

خاتمہ۔

تمت تمام شد۔ نسخہ خوان بیغمان در ماہ شوال المکرم۔

خاتمہ کتاب پر کاتب نے چند شعر لکھے ہیں۔

ہزار شکر کہ این نسخۂ طرب افزا — زفضل ایزد بیچوں باختتام رسید
دو صد جواہر معنی حضرت طاہر — درون رشتۂ تقریر خود بہ نظم کشید
بدست اضعف دوران شیخ برہان دین — بسلک گوہر تحریر منسلک گردید
سنہ زہجرت سردار سید الکونین — دوثی دونون ودولام ودوجیم گشت پدید ۱۱۶۴ھ
اگرچہ سہو خطابا درین کتاب آید — بذیل عفو بہ پوشند دارم این امید

کتب خانہ آصفیہ میں اس کا ایک قلمی نسخہ موجود ہے۔

مرض مرگی کا ایک نسخہ بھی لکھا ہے۔

(۴۳۷) نفائس الغات

نمبر (۷۴۹) سائز (۱۴×۸) صفحہ (۱۲۳۷) سطر (۱۹) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف حقیقت شاہ تاریخ تصنیف مابعد ۱۱۸۵ھ کتابت

ناقص الاول اور ناقص الاخر ہے۔

اس کے مصنف حقیقت شاہ ہیں۔ انکے تفصیلی حالات مجھے بہ دست نہیں ہوئے

آغاز۔

"تیغش نیر فلک برخود لرزان وازجانے ثعبان رمحش تیغش سپر پرخود پچان پیکر فیروزی وظفر ازآئینہ خنجرش نمودار"!

ایک طویل فارسی دیباچہ ہے جس میں ابوالفتح معین الدین نوشیروان عادل سلطان زمان محمد علی بادشاہ کا تذکرہ بھی ہے۔ اس دیباچہ میں کتاب کا نام نفائس اللغات لکھا گیا ہے۔ اس کے بعد اردو الفاظ کے معنی لکھے گئے ہیں۔ ان میں وہ ہندی الفاظ بھی ہیں جو اردو میں استعمال کئے جاتے تھے۔

آخر پر ردیف ھ کے کچھ الفاظ ہیں۔ ردیف "ی" کا بیان نہیں ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(الف) لغت

(۴۳۶) خوان یغماں

نمبر (۱،۴) سائز (۸ × ۶) صفحہ (۱۱۰) سطر (۱۳) خط نسخ و ثلث کاغذ دیسی

مصنف شاہ طاہر تاریخ تصنیف قبل ۱۱۱۵ھ کتابت ۱۱۴۶ھ

شاہ طاہر شاہ عبداللطیف حموی کے فرزند تھے آپ کا سلسلہ نسب حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی سے ملتا ہے۔ شاہ عبداللطیف گولکنڈہ کی قطب شاہی سلطنت کے زمانہ میں دکن آئے اور کرنول میں اقامت کی ۱۰۵۹ہجری میں انتقال ہوا۔ اس وقت شاہ طاہر بیس سال کے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ مادرزاد صاحب کشف تھے۔ عوام کی خدمتگزاری آپ کا بڑا مقصد زندگی تھا۔ آپکی تصانیف میں کنز النفایس علم فقہ میں اور خوان یغما زیادہ مشہور ہیں ۱۱۱۵ھ میں آپ کا انتقال ہوا (رسالہ اردو جنوری ۱۹۵۳ء میں آپ کے متعلق ایک تفصیلی مضمون شایع ہوا ہے۔)

آغاز۔

اللہ خدا رؤف رحیم است مہرباں — پروردگار و ایزد و یزدان و کردگار
داعی دعا کنند و خوانند سوی حق — چون تنکری و گر کرد کن فارسی زبان
هم شنیده است ورلڑا و خلاق و نس جان — لیکن شفیع را درین دانی وردفان

اس رسالہ میں عربی فارسی ترکی کے معنی دکنی زبان میں لکھے ہیں اسکو نصاب صبیان کہتے ہیں۔

کتاب کا نام خان اعظم کے لڑکے کے لئے لکھنے کی صراحت۔

وابن خوان را بکان بی یغماں نہادہ ام — نی بہر منعمان پی تاراج مفلسان
نی نی برائے خویش خلف خان اعظم است — درویش شعہ نشان و گدائیش تونگران

مصنف کے تخلص کی صراحت کئی ایک جگہ ہے بعض شعر یہ ہیں۔

از بعد اسم خالق و نام رسول گفت — این طاہر شکستہ دل و منکسر لسان
دو صد جواہر معنی حضرت طاہر — درون رشتہ تقریر خود بہ نظم کشید

اختتام۔

بیت ہفت و دو صد اند ابیات این بحر و تمام — پیش نیکاں عرض دارد طاہر ذرہ مثال

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۶) لسانیات

(الف) لغت

(ب) صرف و نحو

(ج) عروض و بلاغت

(د) پہیلیاں

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۴) صدائے چہارم سرگم مشتمل بر سہ آواز۔
(۵) صدائے پنجم چترنگ مشتمل بر دو آوازہ
(۶) صدائے ششم ہوری مشتمل بر پانزدہ آواز۔
(۷) صدائے ہفتم خیال مشتمل بر بست و سہ آواز۔[۲۳]
(۸) صدائے ہشتم ترانہ مشتمل بر پنج آواز۔
(۹) صدائے نہم ٹپہ مشتمل بر پنج آواز۔
(۱۰) صدائے دہم ٹھمری مشتمل بر بست آواز۔
(۱۱) صدائے یازدہم چاچر مشتمل بر شش آواز۔
(۱۲) صدائے دوازدہم سانجھن مشتمل بر دہ آواز۔
(۱۳) صدائے سیزدہم دادرا مشتمل بر سیزدہ آواز۔
(۱۴) صدائے چہاردہم ٹھیکہ مشتمل بر نہ آواز۔
(۱۵) صدائے پانزدہم دوہرا مشتمل بر یک آواز۔

اختتام

دوہرا

ندیا کنارے دھواں اُٹھے رہے ہم جانی کچھ ہوئے۔ جاکے کارن جوگ
کمایو دھو نہ جرتا ہوئے

اس کے بعد چند تاریخی قطعات درج ہیں۔
آخری قطعہ حمید الدولہ کا ہے جو حسب ذیل ہے۔

شہ اختر کی یہ نا جو ہے کتاب جس نے دیکھا اُسے اچھا پایا
سن ہجری میں ہے تاریخ قیاس ہفت اقلیم میں شہرہ پایا
۱۲۸۶ھ

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

آغاز۔

نیند محمد کی چرن دھروں علی پر ماتیہ   دوئی دس ہیں کون بندکئی کریں گونتھ کب تا تھیہ

بھاگ نگرسبھہ تہاں ہے بست مہاجن جاد   وزیر منیر الملک تہہ راجت سداں آباد

جن سمتہہ ہور کہاں کی تھے منیر الملک   نگرنگر پت اس ہون راحت ننکو خو لک

اس کتاب میں موسیقی میں گانے کے لئے مختلف راگ لکھے گئے ہیں۔

اختتام۔

دوہا

ست لوک باسی سدان ناردادٹھوسیو   ہئین انادبر ندامینی سو مانگت دوہر دیو

ات سری منیر الملک ہیت سری کب تا تہہ بر جنی   منیر الملک پرکاس سبھم بھوپات آنند مستو

پہلے صفحہ پر حسب ذیل عبارت درج ہے۔

گزرانیدہ کبشیر ملازم سرکار بتاریخ شاز دہم شہر جمادی الاول سنہ ۱۲۴۳ھ۔

(۴۳۵) رسالہ علم موسیقی (ناجو)

نمبر (۶۳۲) سائز (۱۰ $\frac{1}{2}$ × ۶ $\frac{1}{2}$) صفحہ (۲۸۱) سطر (۸) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف واجد علی شاہ اودھ تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۸۵ھ کتابت سنہ ۱۲۸۶ھ

مصنف کے حالات اسی کتاب میں دوسری جگہ لکھے گئے ہیں۔

آغاز۔

یہ دیباچہ فارسی میں ہے۔

"کتاب ہذا مشتمل بر پانزدہ صدا یعنی باب کہ آن را تعبیر بصدا نمودہ ام کہ مناسب نام نغمہ میدارد ہست و ہر صدائے آوازے یعنی فصلی میدارد کہ آن را موسوم بہ آواز ساختہ ام"

جیسا کہ آغاز کی عبارت سے واضح ہے اس میں موسیقی کا تذکرہ ہے اور پندرہ باب پر کتاب منقسم ہے۔ انکی تفصیل بموجب صراحت مصنف حسب ذیل ہے۔

(۱) صدائے اول استت مشتمل بر سہ آواز۔

(۲) صدائے دوم دھرپد مشتمل بر سی و دو آواز۔

(۳) صدائے سوم سادھرا مشتمل بر پنج آواز۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

شاگرد تھی، چندا خوش حال خاں کے تمام ضروریات کی کفیل تھی، چندا کے مرنے تک (۱۲۲۶ھ) خوشحال خاں اس کا متوسل بنا رہا۔

خوش حال خاں یوں تو موسیقی کا اُستاد تھا مگر خصوصیت سے کبت، دھرپد اور خیال گانے میں اس کا کوئی مدمقابل نہیں تھا، صرف خاص حضوری کا بھی ملازم تھا ہر مجرے پر پانچ سو روپیہ اور ایک دوشالہ انعام ملتا تھا۔

خوش حال خاں شاعر بھی تھا "انوپ" اس کا تخلص تھا، ۱۲۴۸ھ کے بعد حیدرآباد میں اس کا انتقال ہوا۔

آغاز۔

"پرتھم راگ بھیروں د پیدا مال دیھی تتالہ اللہ اکبر پرتھم نام لے لے۔ من میری اللہ اکبر انترا اور جی باتیں بکار نیبی دلتیں و در کرداستان جگر کیجے ہر دم یک تکبیر۔ پیترا بند تن من جیتن ہر دین نین بست تو حکار ہست ایک چکر۔"

اس کتاب میں راگ اور راگنی کے اقسام اور اس میں گانے کے گیت لکھے گئے ہیں۔ یہ راگ کب لکھے گئے۔ کس موقع پر لکھے گئے اسکی بھی سنہ وار صراحت کیگئی ہے۔

اختتام۔

"ابھوک دکھنی شاہ سو کایم رہو جو یا بھی کی راج میں راج کرو ہو رمیں آج کھیلیں آئین برج کی بدھو دھو ھوری۔ انترا بی کلائی غیر لکما پھر بھینگ سالوری گوری۔"

خاتمہ۔

تمام شد کتاب راگھا روز و شب خوش حال خاں۔

بروز جمعہ بتاریخ پانزدہم شہر شوال المکرم ۱۲۴۸ھ یکہزار دو صد چہل و ہشت۔

(۴۴۴) رسالہ موسیقی

نمبر (۶۴۶) سائز (۹ $\frac{1}{2}$ × ۵ $\frac{1}{2}$) صفحہ (۲۱۲) سطر (۷) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف رائے کیبشر تاریخ تصنیف ۱۲۴۳ھ کتابت ۱۲۴۳ھ

مصنف کے متعلق اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ منیر الملک دیوان دکن کا ملازم تھا۔ حیدرآباد وطن تھا۔ موسیقی کا ماہر تھا۔

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

(الف) موسیقی

(۴۳۲) راگ بلاول

نمبر(۳۹۱) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۵۱۴) سطر (۱۹) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف سورداس تاریخ تصنیف نامعلوم سنہ ھ کتابت سنہ ۱۱۵۰ھ
درمیان میں ناقص ہے کئی صفحے سادہ لگائے گئے ہیں۔
سورداس کے متعلق مجھے کوئی معلومات حاصل نہیں ہیں۔ ہندی کا کوئی شاعر تھا۔

آغاز۔

چرن کنول بندون ہر رائے — جاکی کرپا پنگ گرلنگھ آندھی کون سب کچھو درسائے
بہراُستہ کنک پن لولہ رنگ چلے — سر چھتر دھرائی سورداس سوامی کرنا ہیتہ نارعار

یہ ایک راگوں کی کتاب ہے جو ہندی میں قلمبند ہوئی ہے۔ راگنیوں کے اقسام وغیرہ لکھی گئی ہیں۔

اختتام۔

ترب کے حزبینہ نسیجے آیو — جگ چھا دربدر چیست
سوت سونکنی کہہ سمجھو یو — سورداس ہیتون پرگنہ گار

خاتمہ۔

بالا بوس سمت ۱۷۹۴
۲۳ شعبان سنہ ۱۱۵۰ ہجری

(۴۳۳) راگ راگنی روز و شب

نمبر(۴۹۰) سائز (۱۲½ × ۶½) صفحہ (۲۶۱) سطر (۱۵) متن حاشیہ (۱۱) کاغذ دیسی
مصنف خوشحال خان متخلص بہ انوپ تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۴۸ھ کتابت سنہ ۱۲۴۸ھ

خوش حال خاں عہد اکبری کے مشہور ماہر موسیقی تان سین کے اولاد میں تھا، شمالی ہند سے دکن میں آکر بود و باش کرلی تھی۔ اس کے باپ کا نام کریم خاں تھا۔ خوش حال خاں اپنے خاندانی روایات کے بموجب موسیقی کا استاد مانا جاتا تھا۔ دکن کی مشہور رنڈی ماہ لقا بائی چندا اس کی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(٦) فنون لطیفہ

(الف) موسیقی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

دونوں زبانوں میں شعر کہتا ہو، فن جنسیات سے بھی اسکو شغف تھا اور یہی اب اسکی یادگار ہے۔

زیر بحث نسخہ ناقص الاول اور ناقص الآخر ہے، اس کتاب کا نام بقول پروفیسر محفوظ الحق "بھوک بھل" اور بقول ڈاکٹر زور "بھوک پھل" ہے مگر زیر بحث مخطوطہ سے "بھوگیل" پایا جاتا ہے ممکن ہے تینوں نام ہوں۔

آغاز۔

محبت طلانیہ سو ناری و نسر   کیا نسل ہو ذوق جفتی بہتر
بنایا بنی آدم کی پھنسلی ... یا   تو آدم کی دکھ کون حوا ہوئی دوا
جگست میں بھلی نار تھی پر کہہ دکھ   پر کہہ تھی ..... حصہ ناری کون سکھ

اس کتاب میں حمد و نعت وغیرہ کے بعد جنسی امور کو بیان کیا ہے اولاً عورتوں کے اقسام کا تذکرہ ہے اور اسکے بعد مختلف آسنوں کی وضاحت کی ہے۔ قریشی نے اس امر کی صراحت کی ہے کہ اسکو فارسی سے دکھنی نظم میں ترجمہ کیا ہے۔ اسکو دکھنی کوک شاستر کہا جا سکتا ہے۔

کتاب کے نام اور فارسی سے ترجمہ کرنے کی صراحت بھی کردی ہے چنانچہ کہتا ہے۔

رکھیا ناؤں بزنگارسی بھوگیل   جو چاتر کرے لہوگ دن دن اگل
رہی شہر بیدر سچا تخت گاہ   جو پیدا ہوین شاعران فلک خواہ
کہ بیدر گر از عبدہٗ یک فقیر   سو شاعر قریشی لکھیا یہ ضمیر
بریدشاہ محمود کے دور بھی   کئی ہندوی کو کیا کون فارسی
بہی اس بعد دور دور ثانی امیر   کرے ہے شاہ بھوگی بنی تزمل سریر
سو اس شاہ کے دور بیدر مقام   یو شاعر کیا نظم دکھنی تمام

اختتام (ناقص الآخر ہے)۔

دگر ہووے شہوت کا غلبہ بہت   جو رک نہ سکے پر کہ اپنا جگست
غمردر ہے جیپی فاحشہ سات سنگ   کرے مردمی جائے کرنوں دررنگ

کتاب میں (۴۵) تصاویر بھی ہیں جن میں سے (۲۸) آسن کے ہیں باقی عورتوں کے اقسام وغیرہ۔
اس کتاب کا ایک نسخہ کلکتہ کی امپیریل لائبریری میں ہے۔ یہ کتاب شائع نہیں ہوئی ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

کائنات کو پیدا کیا اور ایک اشارے سے طرفتہ العین میں کتم عدم سے موجودات کو موجود کر دکھایا۔"

اس میں گھوڑوں کی شناخت انکی خاصیت انکے علاج وغیرہ کا حال لکھا ہے۔

مصنف نے اپنے متعلق جو صراحت کی ہے اس کا اقتباس یہ ہے۔

"ہر چند کہ یہ ہیچمدان یعنی طالع ورخاں محمود زئی اُسکے وصف کے لائق کہاں لاکن گھوڑے کی سواری میں خورد سالی کے حال سے آجتک کہ تیس برس کی عمر پہونچی اکثر نوع کے اور کئی قسم کے نس رندے شریر کھوٹے .... قمر نگر کے سواری میں آئے .... اور ہر ایک اپنے کمال عنایت اور مہربانی سے اسکے فن میں مجھکو ملک الاستاد کہنے لگے اُن میں ایک شاگرد رحمت خاں اس فن میں کمالیت خوب رکھتا تھا .... حق تعالے آپ کو کمالیت بخشتا ہی کوئی رسالہ اس فن میں تصنیف کیجیے .... کہنے سے شاگرد کے بیچ سنہ ایکہزار دو صد و چہل و چہار ہجری میں رمضان شریف کے گیارہویں کو ہندی زبان سے یہ رسالہ جنگ نواز نامہ کو اوپر دو باب اور سی و چہار فصل کے اوپر مرتب کیا۔"

اختتام۔

"اور جو کوئی اس کتاب کو مطالعہ میں رکھے اور ہر ایک سخن اسکا دل پر یاد رکھے اب اس شخص کو اُستاد کی حاجت نہ ہوگی۔ اور کسی بات میں عاجز نہ رہیگا۔ موافق لکھنے کے عمل کرتے آئیں۔"

خاتمہ۔

"کتاب بتاریخ بست ۲۹ نہم ربیع الثانی ۱۲۵۵ھ روز جمعہ بوقت صبح۔ راقم فقیر حقیر دل دیوانہ شاہ مولائی سلمہ برائے پاس خاطر ......"

(ز) جنسیات

(۴۳۱) بھوک بہل یا بھوک پہل بھوگیل

نمبر (۱/ز) سائز (۸½×۵½) صفحہ (۲۶۵) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی کھنی

مصنف قریشی تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۹۱۰ھ کتابت

قریشی برید شاہی حکومت (بیدر) سے تعلق رکھتا تھا۔ امیر برید (سنہ ۹۱۰ھ تا سنہ ۹۵۰ھ) کے دربار کا متوسل تھا۔ قریشی کے دیگر حالات سے ہم واقف نہیں ہیں افسوس ہی کہ ابتک اس کی ایک کتاب کے سوا کوئی اور کتاب دستیاب نہیں ہوئی ہے۔ قریشی فارسی اور دکھنی کا ماہر تھا ممکن ہے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

خاتمہ۔
"تمت الکتاب بعون الملک الوہاب از دست غلام احمد ساکن ویلور بتاریخ بست و چہارم ربیع الاول ۱۲۵۸ھ روز جمعہ شب بوقت دو گھنٹہ در مقام دار السرور بلدہ ویلور"۔

نفس کتاب کے علاوہ آغاز اور اختتام میں کئی نسخے وغیرہ لکھے گئے ہیں۔

کتاب میں فہرست مضامین بھی ہے (۶۱) عنوان کی صراحت ہوئی ہے جن پر کتاب میں بحث ہے۔

(۴۲۹) دلدل نواز نامہ (دوسرا نسخہ)

نمبر (۱۶۶) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۱۲۸) سطر (۱۲) خط شکستہ کاغذ دیسی کرم خوردہ کتابت ۱۲۴۱ھ

آغاز۔
"بعد از حمد حق تعالیٰ اور نعت پیغمبر اور مناقب اصحاب کے ظاہر ہوئے"۔

اختتام۔
"غرض سم اور دنبل اور گرہ کے جتنے مرض ہیں سب کو بھلانویں اور بھلانویں بابت کا مصالح بہت فائدہ کرتا ہے۔ بھلانویں سے ہرگز ضرر نہیں اندیشہ نہ کرکر کھلانا"۔

خاتمہ۔
تمت تمام شد کاتب الحروف کریم نواز خاں در بلدہ جنور سلخ جمادی الثانی وقت شب باتمام رسانید۔ ۱۲۴۱ھ۔

اس کے بعد اور کئی نسخے درج کئے گئے ہیں۔

(۴۳۰) جنگ نواز نامہ

نمبر (۵۰۴) سائز (۸½ × ۵½) صفحہ (۱۱۸) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف طالع ور خاں محمود زئی تاریخ تصنیف ۱۲۴۴ھ کتابت ۱۲۵۵ھ

مصنف حیدرآباد کا باشندہ تھا۔ گھوڑوں سے شغف تھا۔ اسی دلچسپی کے لحاظ سے یہ کتاب مرتب کی ہے۔ اپنے مختصر حالات کتاب میں درج کئے ہیں جسکا تذکرہ آگے آتا ہے۔

آغاز۔
"حمد اور صفت کریم لایزال اور تعریف اُس پیدا کرنے ہارے بے مثال کہ فقط کُن کہنے میں

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اگر پوچھے کوئی ہجری تھی کئی برس	تو کہہ تھی یکہزار اور دو سو اور دس
کچھ اوپر تھا میرا چالیس سے سن	کیا تھا میں نے اس نسخہ کو جس دن

اختتام۔

فرسنامہ یہ پہونچا جب با تمام	فراست نامہ رنگیں کیا نام
ہزار اس کے ہیں پورے شعر بنائے	تجھے گنتی بھی میں نے کہہ سنائے

خاتمہ۔

"بفضلہ این نسخہ نادر و مسمی بفراست نامہ حسب الارشاد جنید خاں جمعدار بقید قلم آوردہ شد تمت بالخیر والظفر بتاریخ نوزدہم شہر شعبان المعظم ۱۲۷۶ھ"

کتب خانہ آصفیہ میں اس کے دو نسخے موجود ہیں (طب حیوانات ۳۳، ۹۶)۔

(۴۲۸) دلدل نواز نامہ

نمبر (۵۴۷) سائز (۸½ × ۶) صفحہ (۱۳۲) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

معنف عبدالقادر ویلوری تاریخ تصنیف ۱۲۲۱ھ کتابت ۱۲۵۸ھ

مصنف نے بیان کیا ہے کہ وہ ایام شیرخواری سے گھوڑوں اور انکی بیماری سے دلچسپی رکھتے تھے۔ اسی شغف کا نتیجہ یہ کتاب ہے۔ انکے تفصیلی حالات کی ہمیں اطلاع نہیں ہے۔

آغاز۔

"بعد از حمد حق تعالےٰ اور نعت پیغمبر اور مناقب اصحاب کے ظاہر ہوئے کہ سلف اور حال کے اُستادان بہت طبیاں فارسی اور ہندوستانی نظم و نثر سے کہے ہیں مبتدیان اُس کے استعارات پیچ و پانچ سے جلد مرض کی کیفیت کو پہنچ نہیں سکتے"

اس میں علم بیطاری (سالوتری) کا تفصیل سے تذکرہ کیا گیا ہے۔ گھوڑوں کی شناخت ان کے امراض کی شناخت اور علاج وغیرہ کو تفصیل سے لکھا ہے۔

اختتام۔

"اور بھلانویں بابت کا مصالح بہت فائدہ کرتا ہے۔ بھلانویں سے ہرگز ضرر نہیں اندیشہ نہ کرکے کھلانا فضل الٰہی سے درست اور شفا پا دینگے"

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام۔

"اور بعضوں کو رنج زیادہ ہونا غرض ان کا اثر موافق ہر ایک شخص کے مزاج کے خصوصیت اور اسکی ہمت اور غیرت اور باریک بینی اور دور اندیشی اور عقلمندی وغیرہ کے ہوتے ہیں"۔

(و) طب حیوانات

(۴۲۷) فرس نامہ

نمبر (۶۳۱) سائز (۸×۵) صفحہ (۷۵) سطر (۱۴) خط نستعلیق کاغذ ولایتی رنگین

مصنف رنگین تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۱۱ھ کتابت سنہ ۱۲۷۶ھ ہجری

سعادت یار خاں نام اور رنگین تخلص طہماس بیگ اعتقاد جنگ محکم الدولہ کے فرزند تھے طہماس بیگ ایران سے پنجاب آئے اور لاہور میں حسین الملک میر منو خاں کی ملازمت میں منسلک ہوئے سعادت یار خاں کی پیدائش لاہور میں ہوئی۔ اسکے بعد طہماس بیگ دہلی آئے اور بہت جلد منصب ہفت ہزار اور خطاب سے سرفراز ہوئے۔ رنگین نے دہلی میں اپنے ہوش سنبھالے اور فنون جنگ میں مہارت حاصل کی پھر حیدر آباد آکر افسر توپخانہ بنے مگر ملازمت سے مستعفی ہو کر لکھنؤ چلے گئے۔ اولاً گھوڑوں کے تاجر بنے پھر شہزادہ سلیمان شکوہ کی سرکار سے متوسل ہو گئے۔ انشاء سے بڑا یارانہ تھا لکھنؤ میں عرصہ تک قیام کرکے دہلی چلے گئے اور وہاں سنہ ۱۲۱۵ھ میں انتقال ہوا۔ بقول بعض مصحفی سے تلمذ تھا اور بعض حاتم کے شاگرد بتلاتے ہیں۔ رنگین اپنی رنگین شاعری کے لحاظ سے مشہور ہیں۔ انڈیا آفس میں انکی کتابوں کے کئی قلمی نسخے موجود ہیں۔

آغاز۔

خدا کی حمد کا وادی نہ کم ہو — رواں تا حشر گر میرا قلم ہو

کہاں قدرت قلم نے اتنی پائی — کہ یہ اُس کی کرے صفت نمائی

سب اُس وادی میں آچپٹا گئی ہیں — فرس کو وہم کی دنیا گئی ہیں

اس رسالہ میں گھوڑوں کے امراض۔ علاج۔ اچھے گھوڑوں کی شناخت وغیرہ کا حال نظم میں لکھا ہے

تاریخ تصنیف

کیا ہے جس دن میں لکھ کے مرقوم — ابھی تعداد بھی یہ مجھ کو معلوم

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

مترجم کا نام معلوم نہ ہو سکا۔

آغاز۔
"الحمد للہ رب العلمین الصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد و آلہ اجمعین۔ اما بعد علم تشریح اسکو کہتے ہیں کہ جس میں بیان جسم کی اسٹرکچر یعنی تعمیر کا ہے۔ اور علم فزیالوجی اسکو کہتے ہیں کہ جس میں بیان جسم کی فنکشن یعنی افعال کا ہو۔"

جیسا کہ نام سے واضح ہے اس میں طب مغربی کے لحاظ سے علم تشریح اعضاء سے بحث کیگئی ہے دراصل یہ انگریزی کتاب کا ترجمہ ہے۔ کتاب ابواب اور فصل میں تقسیم ہے۔ سرخی سے عنوان لکھا گیا ہے۔ چند قلمی نقشے بھی موجود ہیں۔ اصطلاحات کو انگریزی ہی میں رکھا گیا ہے پھر اسکو نستعلیق رسم خط ہی میں لکھا ہے۔ اصطلاحات کی بھی تشریح کر کے معنی لکھے ہیں" مثلاً ساکرین کمپونڈ یعنی شکر کے مرکب لیف یعنی جالن سیلز یعنی حیانیوں کا بیان۔ ردگلاب بیولز یعنی سرخ روی، ویٹ کلا بیولز یعنی سفید روی خون کی۔ ویٹ فیبرس ٹسیو یعنی سفید ریشہ دار بافت نٹروجن۔ ہائیڈروجن وغیرہ"

اختتام۔
"اور اسی طور سے سانس آخر ہوئی بعد پھر سانس لیکر بات کرے تو آواز برابر نکلنا۔ اس طور سے اگرچہ سات مہینے کثرت کئے تو آواز برابر صاف ہوتی۔"

خاتمہ۔ تمت تمام شد۔

(۴۲۶) رسالہ جسمی کثرت

نمبر (۵۵۴) سائز (۸×۵) صفحہ (۲۱) سطر (۱۲) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف تاریخ تصنیف مابعد ۱۳۰۰ھ کتابت

مصنف کا نام معلوم نہ ہو سکا۔

آغاز۔
"جسم اور ذہن صحیح اور درست رہنے کے واسطے جیسا کہ آرام و نیند ضروری ہے اسی طرح جسمی حرکت اور کثرت بھی ضروری ہے کیونکہ اس سے جسم کے فضول تحلیل ہوتے اور گردش خون زوردار ہوتی اور فعل تنفس برابر ہوگا۔"

اس رسالہ میں کثرت یا ورزش کرنے کے فواید لکھے گئے ہیں۔

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

ترکیبیں مرکبات وغیرہ کا حال لکھا گیا ہے اور اولاً اوزان اور پیمانے وغیرہ لکھے گئے ہیں تاکہ سہولت ہو۔
کتاب ناقص الآخر ہے۔

اختتام۔

"الیعنی پلازم اومسٹرول کئے پلازما کوئی اہچلوک پولٹس کئے پلازما صدی مانی الینڈ پولٹس"۔

(۴۲۴) ترجمہ اناٹومی

نمبر(۲۴۵) سائز (۷ × ۵½) صفحہ (۵۹۴) سطر(۱۷) خط شکستہ کاغذ ولایتی
مصنف محمد فرید تاریخ تصنیف ۱۸۷۵ء کتابت ۱۸۷۵ عیسوی

مصنف کا حال معلوم نہ ہو سکا۔ صرف اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ حیدرآباد کے مدرسہ طبابت کے تعلیم یافتہ تھے۔

آغاز۔

"اناٹمی یعنی علم تشریح یعنی آدمی کے جسم کا بیان سب سے اولاً اسٹالوجی یعنی ہڈیوں کا بیان جسم میں ہڈیوں کی تعمیر سخت ہے بہ نسبت اور بافتوں کے اور سختی کا فائدہ ہے نرم اور ملائم اجزاء کو اپنے پر سہام اور اپنے پر پیچیدہ کرنا"۔

جیسا کہ نام اور آغاز کی عبارت سے ظاہر ہے کہ اس میں تشریح اعضاء کا بیان ہے۔ کتاب کئی ابواب میں منقسم ہے۔

اختتام۔

"اور الہدسس کان کے .... کے اُس سے بعد ہوتی ہے"۔

خاتمہ۔

تمت تمام شد ۳۰ اپریل ۱۸۷۵ء

کتاب پر انگریزی دستخط مترجم بھی موجود ہے جو محمد فرید ہے۔

(۴۲۵) کتاب التشریح

نمبر(۲۴۶) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۶۷۷) سطر(۱۱) خط نستعلیق کاغذ ولایتی بلیو
مصنف
تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ تاریخ کتابت

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

مصنف کا نام معلوم نہ ہوسکا۔

آغاز۔

"تدریس رواج ادویات اور موضع۔
اس تعلیم کا بیان وہ عجیب و غریب چیز ہے چنانچہ جسم انسان اور اسکی تعمیر اور عمارت اور وصف اور اسکے افعال معہ اس کی مزاحمت اور خلاف عادت معہ اس کی زوال۔ اسکی تعلیم میں تم کو پیشتر سے واقفیت ہوئی ہے"۔

اس ضخیم کتاب میں ڈاکٹری کی سرجری یعنی فن جراحی کے متعلق صراحت کیگئی ہے کسی انگریزی کتاب کا ترجمہ معلوم ہوتا ہے۔ جو حیدرآباد میں ڈاکٹری کی اردو تعلیم کے زمانہ میں مرتب ہوا ہے۔

اختتام۔

"یا اُس سے زیادہ بحالا کے بلور سے پاپری کا روپش سمجھکر خلو جسم کے ہیں۔ جبکہ اگرچہ کوئی ویسے جلن موجود نہیں"۔

خاتمہ۔

تمت تمام شد بقلم سید غلام قادر

ایک مہر بھی چسپاں ہے۔ نام صاف پڑھا نہیں جاتا۔ صرف سید غلام واضح ہے۔

(۴۲۳) پراکٹیکل فارسی

نمبر (۵۲۸) سائز (۹ ½ × ۶) صفحہ (۶۷) سطر (۱۳ تا ۱۵) خط نستعلیق کاغذ ولایتی
مصنف پلیفر پرنسپل مڈیکل کالج آگرہ تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ کتابت
مصنف کے متعلق کوئی معلومات ہمدست نہیں ہوئے۔

آغاز۔

"ہر صاحبان عقل و ذکا و فہم رسا پر واضح ہو کہ فارمسی وہ علم ہے جس کے ذریعہ دواسازی کی کل ترکیبیں دریافت ہوتی ہیں لیکن قبل اسکے ہر ایک مرکب کے بنانے کی ترکیبیں مفصل مندرج ہوں۔ اور افضل ترین معلوم ہوتا ہے کہ بیشتر اوزان انگریزی کا بیان جس پر کہ مرکبات وغیرہ بناتے ہیں۔ مقدار اُسکی منحصر ہے بیان کیا جاوے"۔

جیسا کہ آغاز کی عبارت سے واضح ہے کہ یہ علم طب کی کتاب ہے اس میں انگریزی دواسازی کی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام۔

"نوشادر یک ہن بھار اور ایک بیضہ کی زردی ان دونوں جزوں کو خوب حل کر کے وہ شنگرف پر لگانا اور سکھانا بعدہٗ وہ شنگرف کو دھتورہ کے پھل میں رکھکر سو اُپلے کی آتش دینا شنگرف موم ہو جاتا ہے اپنے کام میں لانا مجرب ہے۔"

(۴۲۱) ترجمہ یادگار رضائی

نمبر (۶۱۳) سائز ($11\frac{1}{2} \times 8\frac{1}{2}$) صفحہ (۱۵۱) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ کتابت

مترجم کا نام معلوم نہ ہو سکا۔

آغاز۔

"آنب چونکہ میم اور نون قریب المخرج ہیں اسلئے آم بھی کہتے ہیں زیادہ تر آخر الذکر ہی زبان زد خاص و عام ہے اور فارسی میں نغزک و عربی میں آنبج اور زبان ہندی میں ماملی اور سنسکرت میں امبرا وسوت داحپا دتیلا و کانیا و رسالہ پنڈ پھل و سہکار پھل و شیچپواسی کہتے ہیں۔ ماہیت کے متعلق مولف کا بیان ہے کہ آم باعتبار لذت وکثرت فواید کے فخر فواکہات و جامع لذات اثمار ہے۔"

یادگار رضائی طب کی مشہور کتاب ہے جو فارسی میں ہے یہ اسکا ترجمہ ہے۔ اس کتاب میں ادویہ اور اشیاء کے معنی خاصیت وغیرہ لکھے گئے ہیں۔ الفاظ کا ردیف وار بیان ہوا ہے۔

اختتام

"تیتری ایک چھوٹا سا جانور ہے مثل ٹڈی موسم بارش میں پیدا ہوتا ہے جو مشہور ہے مزاج گرم خشک ہے اور افعال و خواص بھی مثل ٹڈی کے ہوتے ہیں۔"

خاتمہ۔

جلد اول ختم ہوئی۔

(۴۲۲) فن جراحت

نمبر (۶۰۴) سائز ($9 \times 5\frac{1}{2}$) صفحہ (۹۴۴) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ کتابت

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز۔

"الحمد للہ الذی الخ۔

اما بعد حقیر شہباز خاں بن صاحب خاں المسکین ظاہر کرتا ہے کہ کتاب مجربات اکبری من تصنیف محمد اکبر بن محمد بن محمد مقیم کہ ترکیب کے تئیں اہل تجربا سے سنکر لکھے تھے۔ حقیر اس کتاب کو زبان دکھنی میں لکھتا ہے"

جیسا کہ آغاز کی عبارت میں لکھا گیا ہے۔ یہ محمد اکبر بن محمد مقیم کی طب کا دکھنی ترجمہ ہے۔ کئی ابواب کے تحت بیماریوں کے نسخے۔ علاج وغیرہ لکھے گئے ہیں۔

اختتام۔

"اس پر ذرا سا تیل یرنڈی کا لگا کر اسکے منھ پر باندھنا۔ اندر کا میل سب نکال لاتا ہے اور من بعد ملما لگانا آرام ہوتا ہے"

(۴۳۰) رسالہ علم طب

نمبر (۶۱۴) سائز (۱۳ × ۸) صفحہ (۱۰۱) سطر (۱۳) خط شکستہ کاغذ ولایتی

مصنف سید بڈھن تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۰۰ ہجری کتابت

مصنف کے والد کا نام سید علی قادری تھا اور وہ محمد اشرف میراں قادری کے فرزند تھے۔ محمد اشرف کا انتقال سری رنگ پٹن کی لڑائی میں ہوا۔ مصنف میسور کو ترک کر کے مدراس کو اپنا وطن بنا لیا۔ اسی جگہ اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔

آغاز۔

"اما بعد شائقین فن مجوسی و طالبین فنون مخفی پر پوشیدہ نہ رہے کہ فن مذکور اسرار غیبی سے ہے بجز عنایات واہب العطیات حاصل نہیں ہوتا۔ حقیر خادم سادات والکمالات سید بڈھن بن سید علی قادری بن سید محمد اشرف میراں قادری الچشتی شہید حرب سری رنگ پٹن بن سید محمد عبدالشکور قادری متوطن میسور ساکن مدراس نے نہایت محنت و مشقت سے متفرق نسخہ جات و تراکیب اس فن کے جمع کیا"

اس رسالہ میں مختلف نسخہ جات جمع کیے گئے ہیں جو نہ صرف بعض بیماریوں سے متعلق ہیں بلکہ بعض دیگر امور سے بھی متعلق ہیں۔ مثلاً کشتے بنانے کے بیسیوں نسخے ہیں۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۵) طب یونانی و ڈاکٹری

(۴۱۸) ترجمہ طب شہابی

نمبر (۳۷۳) سائز (۸½ × ۵) صفحہ (۲۰) خط شکستہ کاغذ دیسی

مصنف　　تاریخ تصنیف قریب ۱۲۰۰ھ کتابت

افسوس ہے کہ مترجم کے نام کی وضاحت نہیں کیجا سکتی۔

آغاز۔

اول حمد خدا بعد نعت رسول　　درود آل اصحاب پر ہے نزول

شہابی کے طب کا ہے ترجماں　　کہا نظم ہندی میں جو ہوئے عیاں

لہو باد بلغم و پت ہے چہار　　اُسی چار سے جان تن کا قرار

جیسا کہ نام اور آغاز کے اشعار سے واضح ہے کہ یہ ایک طب کی کتاب ہے۔ شہابی کی طب کا نظم میں ترجمہ کیا گیا ہے آخر پر نسخے بھی نظمائے گئے ہیں۔

اختتام۔

"یک کونڈالا اُس میں پانی بھر ایک پتھر رکھنا اور اوپر چراغ کو کھڑا اوندھا مارنا تمام پانی کونڈا کھینچے گا"

ناقص الاخر ہے۔

کتب خانہ آصفیہ میں اسکا ایک نسخہ موجود ہے۔ (طب یونانی ۳۷۹)۔

(۴۱۹) مجربات اکبری

نمبر (۱۹۷) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۵۸۰) سطر (۱۰) خط شکستہ کاغذ دیسی

مصنف شہباز خاں تاریخ تصنیف ۱۲۰۶ھ کتابت

مصنف شہباز خاں کے متعلق ہمیں کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔ البتہ یہ واضح ہوتا ہے کہ وہ حیدرآباد کے باشندے تھے اور انکے والد کا نام صاحب خاں تھا۔ طب سے دلچسپی تھی بلکہ حکیم بھی تھے۔ فارسی کی مشہور کتاب کا یہ ترجمہ کیا ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اقامت کے زمانہ میں اس رسالہ کو مرتب کیا ہے۔ شاعری سے بھی مصنف کو لگاؤ تھا۔ یہ رسالہ نظم اور نثر دونوں پر مشتمل ہے۔ آغاز کے علاوہ نفس مضمون میں جا بجا نظم لکھی ہے۔

آغاز۔

لکھوں پہلے میں حمد پروردگار — کئے جس نے پیدا یہ لیل و نہار
زمیں پر بشر اُس نے پیدا کئے — ستارہ فلک پر ہویدا کئے
نہیں ہے کوئی اور اُس کا شریک — ہمیشہ سے ہے وحدہٗ لاشریک

اس رسالہ میں پتنگ بازی کے اصول اور طریقے بتائے گئے ہیں۔ علاوہ اسکے کئی پتنگ کے نقشے بھی بنائے ہیں اور پتنگ بنانے کا طریقہ بھی بیان کیا ہے۔ پتنگ بازی کے گر نہایت تفصیل سے بیان کئے ہیں۔

اختتام۔

"خواہش نفس امارہ سے بسبب لہو لعب ہے نجات پاویں اور اجر کو بعد سمجھنے کے اس لہو لعب سے بھی بجگر عقل دانائی و اختراع سے جتر پر مشغول ہوں اُسوقت میں اُس خیر اندیش خلایق کو بدعائے مغفرت یاد فرمائیں۔ حل جزاء الاحسان الا الاحسان"

(۱۴۷) تعریف ساکن کٹ

نمبر (۳۱۷) سائز (۶ × ۳ ½) صفحہ (۴) کل بارہ شعر ہیں۔ خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف مطلبی تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۰۰ھ کتابت
مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز۔

سب سالنیاں ہیں خوش رنگ روپ آج کٹ کا — کلیتے جس کے مادر بلرہے باپ کٹ کا
خالانہ ہے تر جس کی ہے ہر ہر ہے خلائی — منک بھان ہے سلونے بھونان اس کٹ کا

اختتام۔

بن مطلبی بن بندیا شاعر جو آج کٹ کے — ہر کٹ کا جفت ساجی جلو ہے آج کٹ کا

اس رسالہ میں اور دو نظم ہیں۔

کہوں ایک ترکیب شاہان پسند — حکیماں کے دل کا نکل جائے بند
جب ملکانے قرب میں ہم سب اٹھے — جبرئیل ہمہ ملکو ہم ملک اٹھے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

نقشے نہیں ہیں۔

اختتام۔

"ریٹائیر بائی اشی لانگ اسکوڈرن کا ریٹ کو رخ بدلکر لین بنانا بنام لین ان سٹ اسکوڈرن"

(د) شطرنج وغیرہ

(۴۱۵) قواعد وضوابط شطرنج

نمبر (۵۱۰) سائز (۸ × ۶) صفحہ (۱۸۸) سطر (۷) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف سید مصطفےٰ متخلص بہ شاطر تاریخ تصنیف ۱۲۶۶ھ کتابت ۱۳۱۲ھ

سید مصطفےٰ حیدرآباد کے متوطن تھے۔ فن شطرنج کے ماہر تھے۔ بعض امراکے متوسل تھے

آغاز۔

"سپاس بے قیاس اُس شاطر عرصہ قدرت کو سزاوار ہے کہ بنی نوع انسان کو بساط روئے زمین پر مانند مہرہ ہائے شطرنج کے عالی قدر مرتبت عزت و بزرگی بخشا اور ہر فرد بشر کے واسطے روبیہ معاش کا علٰحدہ علٰحدہ اور چال چلن جدا جدا مقرر ٹھیرایا۔"

جیسا کہ نام سے واضح ہے۔ اس میں شطرنج کے قواعد اور ضابطے لکھے گئے ہیں اور چالوں کا طریقہ بھی مثالیں دیکر واضح کیا گیا ہے۔

اختتام۔

"سرخ سیاہ را درسہ چال مات کند۔"

اس کے بعد نقشہ ہے۔

(۴۱۶) رسالہ پتنگ بازی

نمبر (۶۶۹) سائز (۱۲½ × ۷½) صفحہ (۱۰۴) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف معین الدین حسن تاریخ تصنیف ۱۳۱۲ھ / ۱۸۹۵ء کتابت

مصنف دہلی کے رہنے والے تھے سیر و سیاحت سے شوق تھا۔ بمبئی، پونہ، حیدرآباد وغیرہ کے سفر کے بعد دہلی گئے۔ پھر رامپور وغیرہ کا سفر کیا۔ پتنگ بازی کے فن میں بڑے مشاق تھے۔ رامپور کے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

خاتمہ۔

تمام شد رسالہ مفتاح سپاہ گیری من تصنیف سید محمدی ابن میر مقصود علی رضوی جون پوری۔

(۴۱۳) کتاب قواعد پلٹن

نمبر (۶۹۰)، سائز (۹½ × ۶½) صفحہ (۴۷) سطر (۹) خط نستعلیق کاغذ ولایتی دبیز

مصنف   تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۲۰۰ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات بہم دست نہیں ہوئے۔

آغاز۔

"فارمیشن آف بٹالن۔

(۱) سکشن فارمیشن آف بٹالن آن پریڈ الکلام ۱۱ نمبرات ہیں گیارھواں نمبر کاشن ٹل آف دی بٹالن نمبر ون، ٹو، تری"

اس کتاب میں انگریزی فوج کے قواعد کو اردو میں لکھا گیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ عماد السلطنت کو چونکہ فوجی قواعد سے دلچسپی تھی اور انھوں نے والنٹیر کور قائم کیا تھا اسلئے یہ قواعد بھی اردو میں لکھے گئے۔

اختتام۔

"مارچہ ۱۵ ـــــ ۳۰ ـــــ قدم رایل۔ جنرل سلوٹ پریزنٹ آرمز۔ شولڈر آرمز ـــــ"

(۴۱۴) رسالہ قواعد فوج

نمبر (۶۵۹) سائز (۸½ × ۵½) صفحہ (۹۹) سطر (۹) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف   تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۳۰۰ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات بہم دست نہیں ہوئے۔

آغاز۔

"پوشیدہ نہ رہے کہ یہ ترجمہ رسالہ کے قواعد اور بیان یعنی انگریزی لفظوں کا اردو زبان میں کیا گیا۔ فرنٹ زبان انگریزی میں آگے کو کہتے ہیں۔ ریر عقب کو یعنی پیچھے کو۔ ریٹ سیدھے طرف کو۔ لفٹ بائیں کو۔"

اس مختصر رسالہ میں فوج کے قواعد وغیرہ کا بیان اردو میں کیا گیا ہے۔ قلمی نقشے جا بجا دئے گئے ہیں۔ فوج کی صف بندی وغیرہ کا حال لکھا ہے۔ آخر میں چالیس صفحوں میں نقشوں کے لئے جگہ چھوڑی ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

زیادہ تر متوجہ اسکی یاد کی طرف چاہیئے نہ کہ مال دنیا کی طرف کہ بعد مرنے کے مال دنیا کسی کام نہیں آتا ہے۔"

تمت تمام شد

(ج) سپاہ گیری

(۴۱۲) مفتاح سپاہ گری در علم بنوٹ

نمبر (۶۶۷) سائز (۱۰ × ۶) صفحہ (۲۶) سطر (۹) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف سید محمدی تاریخ تصنیف ۱۲۳۷ھ ہجری کتابت

مصنف میر مقصود علی رضوی جون پوری کے فرزند تھے۔ بنوٹ کے فن میں اولاً انھوں نے سید کلب علی عرف برن صاحب کی شاگردی کی سات سال تک ان سے اس فن کو حاصل کیا۔ اس کے بعد عبد العلی صاحب عرف میران صاحب ولد سید علی نقی صاحب سے سات سال تک مشق کیا۔ اس کے بعد بھی کئی لوگوں سے اس فن کو حاصل کیا اور پھر خود اُستاد بن گئے کئی لوگوں کو سکھایا۔ ۱۲۳۷ھ میں اس رسالہ کی تصنیف کی ہے۔

آغاز میں فارسی عبارت ہے نفس مضمون اردو میں ہے۔

آغاز۔

"بر ضمیر منیر اہلِ فن شجاعت و دلاوران میدان شہامت پوشیدہ نماند کہ فنِ شجاعت و تہور مستفاد از جناب مستطاب خلاصہ موجودات و خلاصہ کائنات حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ اکمل الصلواۃ وافضل التحیات است۔"

اس رسالہ میں فن بنوٹ کے قواعد اور طریقہ وغیرہ بیان کئے گئے ہیں نفس مضمون کے بعد آخر میں ایک نظم ہے۔

اختتام۔

کالن بیچ بہرہ کنتھی بغل جانگھیہ ماتھا پھوڑی پھاک چاکی پاٹ سانگ
کرک اڑائے تا مسکا آنکھ بھوں ڈنک النا سر الٹا اور کچھ نکلی چھڑ و مار و کاریک

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۵) منافع تعلیم اور طریقہ تعلیم اطفال۔

(۶) تقرر مدارس و کارخانہ جات رفاہ۔

ہر ایک باب میں کئی عنوان قرار دئے گئے ہیں۔

آغاز میں پرنس آف ویلز کے ہند آنے کے منافع بتلائے گئے ہیں اور اخبار نویسوں کی رائے بھی پیش کیگئی ہے۔

اختتام۔

"لیکن اسی اصل بہبودی خلایق یعنی دولت اہلِ ہند جو باعث رعایا اور سرکار ہند کی بہتری کا ہے وہ مفقود ہے ہمکو امید ہے کہ ہمارے حکام ہند اور ملکہ وکٹوریہ خلد اللہ ملکہا الخصوص ولیعہد ملکہ معظمہ رفاہ اہلِ ہند پر ضرور کوشش فرمائینگے۔"

(ب) معاشیات

(۴۱۱) رسالہ اصول پولٹیکل اکونومی

نمبر (۶۶۱) سائز (۱۱½ × ۷) صفحہ (۶۰) سطر (۲۰) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف

تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۷۵ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات ہمدست نہیں ہوئے۔

آغاز۔

"پولی ٹکل اکونومی یعنی ملک کی کفایت شعاری یا علم نسبت پیدایش اور انتظام اور تقسیم ملک کی دولت کے ویساہی فائدہ رکھتی ہے۔ واسطے ملک کے جیسا کہ خبر اس خانہ داری کے امور فائدہ رکھتی ہے ایک کنبے کے لئے۔"

اس رسالہ میں جیسا کہ نام سے اور آغاز عبارت سے ظاہر ہے علم معاشیات کا ذکر ہے کتاب کو تین باب اور ہر باب کو کئی فصلوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ فراہمی دولت اور خرچ کے اسباب وغیرہ بیان کئے گئے ہیں۔

اختتام۔

"اور حق سبحانہ وتعالےٰ رازق مطلق ہے تردد سے حیات کا رزق اسی پر ہے۔ پس ہمت انسان کی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مولانا نذیر احمد یا محسن الملک یا کسی اور شخص کا مصنفہ ہے۔

آغاز۔

"الحمد للہ الخ۔ اما بعد یہ مختصر نمونہ ہے انتظام کلکٹری یعنی نظام محاصل مالی کا جس کے باب میں خاکسار نے ایک قانون مفید ضبط تحریر کیا اور اس مختصر کو اسکی فہرست و عنوان کے قبیل سے تصور کرکے بامید قدردانی سر دفتر کبرا عالی مقدار افتخار الامرا والاتبار حضرت مختار الملک بہادر سالار جنگ ...... نذر گزرانا۔"

اس رسالہ میں جیسا کہ آغاز کی عبارت سے واضح ہے۔ انتظام کلکٹری محاصل مالگزاری کے متعلق تفصیلی صراحت کیگئی ہے۔ نقشے۔ تالاب۔ اراضی وغیرہ کے گوشوارے بنائے گئے ہیں۔

اختتام۔

"اگر امرائے ہندوستان اُن قوانین کی پیروی کرتے تو بیشک اُنکے ملک کی بے انتظامی دور ہوجاتی اور بایں ہمہ رعایت شریعت اور غریب برادری ہر کام میں جس طرح نظر ہے اسی رسالہ کو بوقت فرصت ملحوظ فرماکر مولف کو بشرف تحسین مشرف فرمائیں۔"

(۴۱۰) قانون رفاہ ہند

نمبر (۶۶۰) سائز (۱۲ × ۷½) صفحہ (۹۸) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ ولایتی بلیو
تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۷۵ھ کتابت
مصنف
مصنف کے متعلق کوئی معلومات فراہم نہیں ہوئے۔

آغاز۔

"جب یہ مقولہ قابلِ تسلیم ہے کہ آرائے کل انسان مثل اشکال ایک دوسرے سے متفاوت ہیں بلکہ ایک ہی شخص کی ایک زمانہ کی رائے ہیں اور اُسی کی دوسرے زمانہ کی رائے ہیں مثل تغیر و تبدل شکل اسکی تفاوت واقع ہوتا ہے۔"

اس کتاب میں چھ باب ہیں۔ اسکے پہلے چار صفحے مضامین کی فہرست ہے! ابواب کی تقسیم یہ ہی۔

(۱) تائیدات مطلوبہ رفاہ ہند۔

(۲) دولت اور اسباب ترقی اور تنزل دولت ملکی۔

(۳) وجوہات تنزل دولت اہل ہند۔

(۴) اہلِ ہند کی تنزل دولت ملکی کی اصلاح کی تدابیر۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز۔

مہاپورک ایکیٹ انباسی   مہادیونہ پاوست تاسی

اختتام۔

بیمشنہ   آہن   سمات   گندہگ

(۴۰۸) قانون فوجداری (انگلشیہ)

نمبر (۶۵۳) سائز (۷½ × ۴½) صفحہ (۱۳۲) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف حافظ صدرالاسلام خان بہادر تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۲۷۱ھ کتابت

حافظ صدرالاسلام خاں مدراس کے جسٹس آف پیس تھے ۔عربی اور فارسی کے جید عالم تھے حکومت انگریزی کے ملازم تھے ۔

آغاز۔

"تمہید۔ تعریف جرم ۔ تعریف عدم جواب دہی ۔ تعریف جرایم کبیرہ ۔ تعریف جرایم صغیرہ ۔ ناظرین با تمکین پر واضح و مبرہن ہو اور شایقین معززین پر مستور و روشن ہو جسکو کہ حقوقات تصور کرتے ہیں از روئے شرائع کے نتیجہ اسکا روا ہے اور جسکو کہ ظلم قیاس میں لاتے ہیں۔ بدلہ اسکا سزا ہے" اس کتاب کو پانچ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے اور فوجداری کے جرم اور سزا وغیرہ کا قانون لکھا گیا ہے

اختتام۔

"گواہی کا اقبال و عدم اقبال حاکم محکمہ پر منحصر ہے اور امر تنقیح طلب کو فیصل کرنے میں گواہی مذکورکے اعتبار پر غور کرنے کا کام جیوری یعنی اہل پنچایت کا ہے۔"

یہ رسالہ مدراس میں شائع ہوا ہے ۔

(۴۰۹) یادداشت محاصل اراضی و انتظام کلکٹری

نمبر (۶۷۰) سائز (۱۲ × ۸) صفحہ (۳۴) سطر (۱۰) خط نستعلیق کاغذ ولایتی ۔

مصنف   تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۲۷۵ھ کتابت

معلوم ہوتا ہے کہ مصنف حیدرآباد میں کسی اعلیٰ خدمت پر مامور تھے ۔ یہ رسالہ نواب مختارالملک کے ملاحظہ کے لیئے قلمبند کیا گیا ہے ۔ افسوس ہے کہ مصنف کا نام واضح نہیں ہوتا ہے ۔ قیاس یہ ہے کہ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(الف) قانون

(۴۰۶) پوتھی بدھ پرکاش

نمبر (۵۴۸) سائز (۸ × ۴) صفحہ (۱۰۴) سطر (۱۶ تا ۱۷) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف نامعلوم تاریخ تصنیف مابعد ۱۰۰۰ھ کتابت ۱۱۹۲ھ

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز۔

دستورالعمل سیاق وغیرہ تنہ از پوتھی نیلاوت وغیرہ از زبان ہندو۔

مہا پورکھہ ایکیٹ اپناسی   مہا دیونہ پاوت ناسی
کنہ ہر پ من رکھہ مجھ گیانی   سہے نرچ بزنچ بکھانی
لیکھا اکم اسودہ بستارا   لیکھک دے آپ کرنارا

اس ہندی کتاب میں سیول اور فوجی منصب داروں کی تنخواہ اور دیگر قواعد وضوابط وغیرہ کئی مختلف امور کی صراحت کیگئی ہے۔ مغلیہ دستورالعمل ہے۔

اختتام۔

جو آدے سوئے پھر جائے   با چسکمی کو اوہ نہ رہائی
مکھ نہ ترے لیکھک مرجائے   موت دیبہ ہوے چار اورائی
تا بین یہ سندیال جک ہم کینے اونپائے   پڑھے سنے جت ترستادے لوکھک کہلائے

خاتمہ۔

تحریر فی التاریخ بست دہم رمضان المبارک ۱۱۹۲ھ۔ از پوتی لالہ خوش حال رائے کایستھ بنہاکر بہ توجہ کمال لالہ موصوف نقل برداشتہ در ایام چھاونی بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد در چہار شنبہ کامل شدم در پنج وقت شام صورت اختتام یافت۔

(۴۰۷) پوتھی بدھ پرکاش (دوسرا نسخہ)

نمبر (۴۱۱) سائز (۷ × ۵) صفحہ (۱۰۷) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۵) کارآمد فنون

(الف) قانون (ب) معاشیات

(ج) سپاہ گری وغیرہ (د) شطرنج وغیرہ

(ہ) طب یونانی و ڈاکٹری (و) طب حیوانات

(ز) جنسیات

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مصنف کے والد حکیم سلطان مرزا المخاطب حیات الدولہ تھے اور دادا کا نام مرزا برہان بیگ تھا۔ آصفجاہ چہارم ناصر الدولہ کے خوشبو خانہ کے داروغہ تھے۔ مختلف قسم کے عطربات کشید کرنے کا خاص ملکہ حاصل تھا یعنی فن عطر سازی کے ماہر تھے۔

آغاز۔

"سبحان اللہ کیا عطر بیزی ہے عطار حقیقی کی کہ مشایم روح پرور نفوس انسان سے طبلہ مشام کے تئیں معطر کیا اور ہر ایک گل اس چمنستان قدس میں مادۂ نور داروغہ خوشبو خانہ کائنات احمد مجتبیٰ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بسا کر عطر بہار اسلام سے شیشہ زمین و آسمان بھر دیا۔"

اس رسالہ میں مختلف قسم کے عطر کشید کرنے اور بنانے کا ذکر ہے۔ کتاب گیارہ باب (جنکو رائجہ لکھا گیا ہے) پر منقسم ہے اور پھر تین باب میں "شامہ" کے عنوان سے اس میں کئی قسم کے عطر بنانے کا ذکر ہے۔ نہ صرف عطر کشید کرنے کے طریقے بلکہ نسخے بھی درج ہیں۔

اختتام۔

"بعد شہاب کو لگن میں ڈال کے پانی میں ملا کر۔۔۔۔۔ ڈوبا دیکر سکھائیں اور اوپر سے عطر صندل کا تھوڑا تھوڑا لگائیں کہ تمام خوشبو بس جائے پھر ایک دو روز پھولوں میں بسا کر رکھیں۔"

اس کے بعد مختلف شعراکی تاریخیں جن میں فیض کی تاریخیں زیادہ ہیں۔ عصر۔ فیاض۔ عزم وغیرہ کی تاریخیں درج ہیں۔

فیض کی تاریخوں میں سے ایک یہ ہے۔

اس کی تاریخ میں لکھی فیض ہے معطر یہ نسخہ نافع

۱۲۶۵ھ

خاتمہ۔

"رسالہ لخلخہ تصنیف حسن مرزا المتخلص بہ قصد حسب فرمائش نواب معلی القاب نواب عسکر جنگ بہادر شاہ یاور الدولہ شاہ یاور الملک دام اقبالہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بخط خام غریب سید غلام محی الدین جگر بتاریخ بست و پنجم محرم ۱۲۹۳ھ۔"

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مصنف محمد عبد القادر تاریخ تصنیف ۱۲۹۵ھ کتابت ــ

مصنف کے متعلق ہمیں تفصیلی معلومات ہمدست نہیں ہوئے۔ صرف اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ وہ مہتمم تعمیرات تھے اور شہر حیدر آباد کے بلدیہ سے تعلق رکھتے تھے یعنی بلدیہ کے انجینیر تھے۔ بہت ممکن ہے یہ عبد القادر وہی تھے جو زمانہ مابعد میں قادر نواز جنگ کے خطاب سے سرفراز ہیں کارگزار تھے۔

آغاز۔

"بعد حمد رب العالمین و نعت سید المرسلین الخ۔ کے یہ عرض ہے کہ ان دنوں ہماری سرکار فیض آثار میں ہر طرح کے علم و فن اور ہر قسم کی تعلیم کا چرچا ہے۔ چنانچہ ایک مدرسہ علم تعمیرات بھی قائم کیا گیا ہے اور طلباء مدرسہ موصوفہ کو سرکار عالی کی جانب سے کچھ تنخواہ بطور وظیفہ کے ملتی ہے اور علم ریاضی اور فن تعمیرات سکھلائے جاتے ہیں"۔

اس رسالہ میں انجینیرنگ کے متعلق کئی معلومات قلمبند کئے گئے ہیں۔ کتاب آٹھ باب میں منقسم ہے اسکی صراحت حسب ذیل ہے:۔

(۱) اشیاء عمارت مثل اینٹ اور کھپریل کی تیاری (۲) چونہ کی استرکاری اور چونہ کا مسالحہ۔ (۳) پتھر اور اینٹ کی بندش (۴) عمارتوں کے بنیاد کی تیاری (۵) عمارتوں کے فرش کی تیاری۔ (۶) عمارتوں کے چھتوں کی تیاری (۷) پلوں کی تیاری (۸) سڑکوں اور تالابوں وغیرہ کی تیاری۔

کتاب میں حسابی عمل اور جسامت وغیرہ کے متعلق عمل ریاضی کا بیان بھی ہے۔ کل (۲۰۰) فقرے ہیں۔

اختتام۔

"(ف ۲۰۰) نہر کے بھی دونوں طرف درخت لگا دینا چاہئے۔ جیسا کہ سڑکوں کے گرد لگا دیتے ہیں اور نہر کے ایک طرف جسکو ٹیونگر کہتے ہیں نہر کی کنارے کی مٹی سے چھوٹی سڑک بنادیں تاکہ وہ چلنے پھرنے کے کام آوے"۔

(د) کیمیا

(۴۰۵) لخلخہ

نمبر (۵۵۹) سائز (۷ ½ × ۵) صفحہ (۵۷) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف حسن مرزا المتخلص بہ قصد تاریخ تصنیف ۱۲۶۵ھ کتابت ۱۲۹۳ھ

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

اس رسالہ میں ٹرگنا میٹری یعنی مثلثات کا ذکر کیا گیا ہے اور نقشے بھی دئے گئے ہیں۔

اختتام۔

"دونوں ضلع نود درجوں سے بڑے یا چھوٹے رہیں گے اگر وتر نود درجوں کا ہے تو ان دو ضلعوں میں سے ایک ضلع تو بھی نود درجوں کا ہوگا مطابق .... شکل کے۔"

(۴۰۳) تیسیر العمل

نمبر (۵۵۵) سائز (۸ × ۶) صفحہ (۳۴۶) سطر (۵) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف محمد خیر الدین خاں تاریخ تصنیف ۱۲۵۳ھ کتابت

آغاز۔

"المنۃ للہ کہ اس زمانہ میں جناب نواب مستطاب معلی القاب امیر ابن الامیر نواب میر تراب علیخاں سالار جنگ شجاع الدولہ مختار الملک بہادر وزیر اعظم ممالک دکن دام اللہ اقبالہم سرآمد امرائے علم پرور قدر شناس ارباب فن و ہنر ملجائے علما اور ماوا فضلا ہیں اسلئے ہر ایک اہل علم و ہنر اس امیر عالی مقدار کی قدردان سرکار سے اپنے سرمایہ علم و ہنر کے ذریعہ سے پرورش پائے اور پائے جاتے ہیں۔"

اس رسالہ میں فن ہندسہ عمل اور مساحت سطوح و اجسام و ظروف کا بیان ہوا ہے شکلیں بھی پیش کیگئی ہیں۔ زمین کی پیمایش۔ ندی کی پیمایش۔ گہرائی وغیرہ کو عملی طور پر سمجھایا گیا ہے۔

اختتام۔

"اسی طرح دوسرے مقام کا بھی نقشہ ہے ح ء ھ کے نقطوں سے بنالیوں پہلے سے ایک کتاب جس کے صفحوں پر متوازی خطوط کھینچے ہوں تیار رکھیں تا مسطرہ کا کنارہ ان خطوط پر منطبق کر کر نقشہ آسانی سے کھینچ لیوے۔"

خاتمہ۔

رسالہ تمام ہوا۔ الحمد للہ رب العالمین۔

کتاب کے آخر میں ایک اور ضمیمہ چار صفحے کا ہے اور شکل تھرما میٹر (فارن ہیٹ) یعنے آلہ پیمایش درجہ حرارت بھی دیا گیا ہے۔ اس ضمیمہ میں نور اور روشنی کی رفتار اور حرارت کا ذکر ہے۔

(۴۰۴) مفتاح التعبیرات

نمبر (۶۹۳) سائز (۱۳ × ۸½) صفحہ (۱۰۴) سطر (۱۸) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مصنف محمد خیرالدین خاں محمود جنگ تاریخ تصنیف ۱۲۸۳ھ کتابت ۱۲۸۳ھ

مصنف جاگیردار طبقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ فن انجینئرنگ میں مہارت حاصل تھی۔ مختار الملک کے زمانہ میں انجینیر تھے۔ مختار الملک کی خدمت میں اس رسالہ کو پیش کیا گیا ہے۔ اس رسالہ کے علاوہ کئی اور کتابیں اس فن میں انکی ہمدست ہوئی ہیں۔

آغاز۔

"الحمد للہ الخالق الارض الخ۔

اما بعد یہ ایک چھوٹا سا رسالہ ہے۔ فن انجینیری یعنی معماری میں جس کو یہ عاجز ہیچ مدان المشتہر محمد خیرالدین خاں محمود جنگ نے اواخر شعبان ۱۲۸۳ھ میں تصنیف کیا۔ اس مدعا سے کہ نظر کیمیا اثر سے امیر ابن امیر ارسطو تدبر وزیر با توقیر تراب علی خاں سالار جنگ شجاع الدولہ مختار الملک بہادر کے گزرانے"

جیساکہ آغاز کی عبارت سے واضح ہے۔ یہ رسالہ علم انجینری سے متعلق ہے۔ گیارہ فصل میں اسکو تقسیم کیا گیا ہے۔ اگرچہ موجودہ زمانہ میں علم انجینرنگ کو بہت کچھ ترقی ہوئی ہے مگر آج سے تقریباً سو سال پہلے کے اردو معلومات نظر انداز نہیں کئے جاسکتے۔

کتاب میں اشکال بھی دئے گئے ہیں۔ کمان۔ پل۔ راستے بنانیکے طریقے لکھے گئے ہیں۔

اختتام۔

"اس صورت سے ثابت ہوتا ہے کہ جب قول سابق کے قوت سے ا ضلع ج ضلع سے اور ب ضلع سے کوئی ایک معلوم رہے اور ج زاویہ بھی معلوم ہو تو باقی سب معلوم ہو جاسکتے ہیں۔"

خاتمہ۔

تمت الکلام بعون اللہ الملک العلوم والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ وسلم۔

(۴۰۲) تشریق نسبت تام بانجام مرام

نمبر (۵۵۸) سائز (۸ × ۶) صفحہ (۴۸) سطر (۱۲) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف محمد خیرالدین خاں تاریخ تصنیف ۱۲۸۳ھ کتابت

اولاً وہی عبارت لکھی گئی ہے جو کتاب اول الذکر میں درج ہے اس کے بعد اس فن کے رسالوں میں استعمال کئے جانے والے سو علامتوں کی فہرست ہے۔ "مثلاً + پلس یعنی جمع۔ جب دو مقدار کے بیچ میں لکھے جاویں تو دونوں مقدار کو باہم جمع کیا جائے"۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

کاتب الحروف کمترین حقیر عبداللہ غلام رسول بیگ عرف پیارے صاحب شاگرد مولف ہذا رسالہ۔

رسالہ قطاع (۴۰۰)

نمبر (۵۵۶) سائز (۸×۵) صفحہ (۱۵۰) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف محمد فیاض الدین خاں تاریخ تصنیف ۱۲۷۵ھ کتابت ۱۲۷۵ھ

مصنف کے باپ کا نام محمد عزیز الدین خان تھا۔ مصنف شاعر بھی تھا۔ فیاض تخلص تھا۔ فن ریاضی سے خاص شغف تھا۔ اسی مہارت اور دلچسپی کے باعث اُنھوں نے کئی ایک کتابیں فن ریاضی میں لکھی ہیں۔

فیاض کو شاعری میں فیض سے تلمذ حاصل تھا۔ صاحب منصب تھے اور جاگیردار طبقہ سے تعلق رکھتے تھے۔

آغاز۔

"الحمد للہ رب العلمین الخ۔ بعد حمد و نعت گزارش کرتا ہے بندہ مفتکف زاویہ ہیچدانی نقطۂ دائرہ سرگردان کمترین محمد فیاض الدین بن محمد عزیز الدین خاں غفراللہ۔۔۔۔۔۔۔ اکثر جو نسبت مزاج کے جستجو سے مطالعہ کتب ہائے ریاضی میں دخل رکھتا ہے ایک رسالہ فارسی میں مختصر عمل و علم میں قطاع کی کہ وہ ایک نادر آلہ ہے علوم و ریاضی کا تصنیفات سے نواب شمس الامراء بہادر کے عاصی کی نظر سے گزرا۔ حضرت شمس الدین فیض کے ارشاد سے اس رسالہ کا ترجمہ کیا گیا ہے۔"

یہ علم ریاضی کی کتاب ہے جس میں نقشے بھی دئے گئے ہیں۔ کتاب ایک مقدمہ اور دو مقالوں پر مشتمل ہے۔ مقدمہ میں قطاع اور خطوط و تسمیہ قطاع کی تعریف کیگئی ہے۔ پہلے مقالہ میں اعمال قطاع کا ذکر ہے اور دوسرے مقالہ میں استخراج خطوط مع تسمیہ قطاع کا ذکر ہے۔

اختتام۔

"حقیقت اسکی عالمان علم حبیب و مماس لاگرتمی پر ظاہر ہے اور خطوط کی عاملی کو بھی لاگرتم ضرور چاہیئے"

یہ کتاب شائع ہو گئی ہے۔

(۴۰۱) تعمیر محمود بحصول مقصود

نمبر (۵۶۴) سائز (۶×۲/۱ ۷) صفحہ (۱۸۸) سطر (۱۱) خط نستعلیق

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام

"اور علیٰ ہذا اٹھائیس کہ مجموعہ اجزاء خمسہ بھی۔ اس کا جو نصف و ربع و سبع اور چودھواں اور اٹھائیسواں"۔

خاتمہ۔

تمت بالخیر۔ بتاریخ بست و ہفتم شہر صفر المظفر ۱۲۶۸ھ بروز یکشنبہ۔

(۳۹۹) تذکرہ رشیدیہ

نمبر (۴۸۲) سائز (۱۰ $\frac{1}{2}$ × ۶) صفحہ (۴۴) سطر (۱۷) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف شاہ علی متوطن ادھونی تاریخ تصنیف ۱۲۶۸ھ کتابت ۱۲۶۸ھ

آغاز۔

"تذکرہ ایک دن جناب اقتدار مآب اقتدار الملک اقتدار الدولہ محمد رشید الدین خان بہادر ابن نواب مستطاب امیر کبیر شمس الامراء محمد فخر الدین خان بہادر نے ایسا فرمایا کہ علم ہندسے میں کوئی نسخہ ایسا نہیں ہے جس کی تعلیم سے مبتدیوں کو فی الجملہ بصیرت حاصل ہو اور پائے شوق دراز کوئی لکھے تو کیا بہتر ہے"۔

اس رسالہ میں اشکال ہندسی اور اسکا بیان ہے۔ علم ہندسہ کی تعریف اور اشکال مع نقشوں کے ساتھ ثبوت دیا گیا ہے۔ اور تعریفات ہیں اسکے بعد اڑتالیس اشکال کو ثابت کیا گیا ہے۔

اختتام۔

"کیونکہ مربعین انکے باہم برابر ہیں پس اضلاع مثلثین ا، د، ب، ا ع ح بظاہر مساوی ہونگے۔ پس زاویہ د ا ب مساوی ہوگا۔ زاویہ قائمہ ح ا ع کو مساوی القائمہ قائم ہوا۔

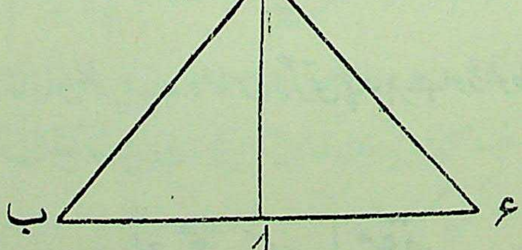

خاتمہ۔

تمت بالخیر۔ بتاریخ بستم شہر صفر المظفر ۱۲۶۸ھ روز یکشنبہ۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(ج) ریاضی

(۳۹۷) انوار بدریہ

نمبر(۵۴۴) سائز (۸ ½ × ۵ ½) صفحہ (۵۲) سطر (۱۱) خط نستعلیق مائل بہ شکستہ کاغذ ولایتی
مصنف شاہ علی تاریخ تصنیف ۱۲۵۷ھ کتابت ۱۲۶۶ھ ہجری

آغاز۔

"بعد حمد پروردگار اور نعت احمد مختار علی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم کے معلوم رہے کہ جو نسبتیں کہ کتاب اقلیدس میں مذکور ہیں انکے معانی بسبب قلت الفاظ اور دقت عبارت کے ہر ایک کے فہم وادراک میں بہ سہولت نہیں آتے اسلئے اس ذرہ بے مقدار شاہ علی متوطن قلعہ ادھونی نے ان کا ترجمہ زبانِ ہندی میں بعبارت سلیس معہ امثلہ مدوّن کیا۔"

جیساکہ آغاز کی عبارت سے واضح ہے یہ اقلیدس کی کتاب ہے۔ تعریفات بھی ہیں۔

اختتام۔

"اور علیٰ ہذا اٹھائیس کہ مجموع اجزائے خمسہ بھی اُس کا جو نصف و ربع و سبع اور چودھواں اور اٹھائیسواں ہے۔"

خاتمہ۔

تمت بالخیر۔ ۷ ر ماہ رمضان ۱۲۶۶ھ

یہ کتاب طبع ہو چکی ہے قلمی نسخے بھی بعض کتب خانوں میں موجود ہیں۔ چنانچہ کتب خانہ آصفیہ میں اس کے دو قلمی نسخے موجود ہیں (ریاضی ۴۹، ۱۴۷)۔

(۳۹۸) انوارِ بدریہ (دوسرا نسخہ)

نمبر(۴۸۴) سائز (۱۰ ½ × ۶ ½) صفحہ (۲۱) سطر (۱۷) خط شکستہ کاغذ دیسی
کتابت ۱۲۶۸ھ

آغاز۔

"جاننا چاہئے کہ نسبتیں جو اقلیدس میں مذکور ہیں اگرچہ کثیر فواید ہیں۔"

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

خاتمہ۔

"اب ناظرین واقفین سے یہ توقع ہے کہ اس ترکیب حساب میں گھڑیال کے اگر کہیں خطا اور چوک پاویں تو اطلاع فرماویں کیونکہ مقتضائے بشریت ہے۔"

اس پر رسالہ ختم ہوتا ہے۔

(۳۹۶) تشریح السنین

نمبر (۶۴۵) سائز (۱۰ × ۶) صفحہ (۱۸۵) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف بشیر الدین کاکوری تاریخ تصنیف ۱۳۲۱ھ ۱۹۰۳ء کتابت

مصنف نے دیباچہ میں صراحت کی ہے کہ ایک رسالہ انگریزی میں تقویم کے متعلق تھا جس میں بارہ سو سے کچھ زیادہ سنین کی مطابقت لکھی گئی تھی۔ یہ انگریزی کتاب مرزا الغ بیگ مہندس کی فارسی کتاب کا ترجمہ تھی مگر یہ انگریزی ترجمہ مجمل تھا اسلئے مؤلف نے دوسرے کئی کتابوں کی مدد لیکر یہ رسالہ مرتب کیا۔

آغاز۔

"حمد و ثناء جو سزاوار بارگاہ کبریا کے ہے زبان اُس کے بیان سے قاصر ہے اور عجز و اعتراف پر مخلوق کا اس باب میں ظاہر و باہر ہے لیکن بقدر توفیق الٰہی جہاں تک متصور ہوا۔ ابتدا بحمد و تسمیہ اتباع حکم رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور نہایت طریقہ مقبول ہے۔"

کتاب تین فصل اور کئی فائدوں پر منقسم ہے۔ سال شمسی۔ آفتاب کی حرکت۔ طلوع و غروب۔ عرض البلد۔ انقلاب نقطی الاعتدال کا ذکر ہے۔ پہلی فصل میں سنہ ہجری کا بیان۔ دوسری فصل میں عیسوی سنہ کا بیان اور تیسری فصل میں دونوں سنین کو مطابقت کرنے کا طریقہ لکھا گیا ہے اسکے بعد جدول بھی ہے جس میں سنہ ہجری اور سنہ عیسوی کو مطابق کیا گیا ہے۔ سنہ ۶۲۲ء سے ابتدا کی گئی ہے۔ سنہ ۱۹۰۳ء پر اختتام ہے۔

اختتام۔

"بنا بر سنہ اٹھارہ سو باون ۱۸۵۲ء سے سنہ انیس سو گیارہ ۱۹۱۱ء تک لکھدی ہے۔ زیادہ اس سے بھی بنا لیویں اور واسطے اثناء سال کے نقشہ عمود فصل دو کافی ہے۔" اس کے بعد ایک نقشہ ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۱) خلائے مشہور کے بطلان کا ذکر (۲) جاذبہ زمین کے بطلان کا بیان (۳) سیارات اور ثوابت (۴) زمین کی حرکت (۵) زمین کی حرکت شرقیہ (۶) مدوجزر دریا کے قمر سے ہونے کا بطلان۔ تلمیذ اور استاد کے سوال و جواب کے طور پر اسکو لکھا گیا ہے۔

اختتام۔

"اس تحریر و تقریر کا نتیجہ نیک اور بحث و تکرار کا ثمرہ باخیر دنیا و آخرت میں دکھاوے بحرمت الٰہی و آلہٖ۔"

خاتمہ۔

بتاریخ بست و پنجم ماہ رمضان ۱۲۶۷ھ تحریر این کتاب حسن اختتام یافت۔

اس کتاب میں چند قلمی نقشے بھی ہیں اور حاشیہ پر بھی تشریح کیگئی ہے۔

(۳۹۵) رسالہ ترکیب گھڑیال

نمبر (۶۵۵) سائز (۷ × ۴ ½) صفحہ (۲۰) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف کے۔ آرزو تاریخ تصنیف ۱۲۸۱ھ کتابت ۱۲۸۱ھ

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز۔

"اس ترکیبی گھڑیال کا ہے کہ جس سے مختلف شہروں کے مختلف زمانے آنِ واحد میں معلوم ہوتے ہیں اور اس کے عمل کی کیفیت بھی مرقوم ہے۔ اکثر خیال رہتا ہے کہ ایک گھڑیال ایسی ہووے کہ اُسے دیکھنے ہی اکثر بلاد مطلوب کا وقت دفعتاً معلوم ہوجاوے۔"

اس رسالہ میں تمام دنیا کے اوقات کا حال لکھا ہے اس کے اصول بتائے ہیں۔ ایک جدولی نقشہ بھی ہے جس میں دنیا کے مشہور شہروں کے عرض بلد از خط استوار اور طول بلد از گرین چرچ۔ طول بلد از حیدرآباد دکن کی صراحت کیگئی ہے جہت (سمت شمال۔ مشرق۔ جنوب۔ مغرب) کا بھی حوالہ دیا گیا ہے۔

اختتام۔

"اگر اسی طرح سے شہر قسطنطنیہ کو گرین چرچ سے تعدیل کرکے نصف النہار پر فرض کریں تو حیدرآباد دکن بہ نسبت شہر قسطنطنیہ کے شرقی ہوجائیگا اور مکہ معظمہ غربی۔"

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اور عرض وطول اور مفاصلوں اور گردشوں اور طریقوں کا بیان ہے "۔

جیسا کہ آغاز کی عبارت سے واضح ہے۔ اس رسالہ میں ہیئت کے متعلق بطور سوال و جواب تذکرہ ہے۔ تصاویر بھی ہیں۔ یہ کتاب کسی انگریزی کتاب کا ترجمہ ہے۔

اختتام۔

"س۔ کیا یہ علم کامل ہو چکا۔

ج۔ اس علم کی ترقی اور اظہار ہمیشہ ہوتا جاتا ہے جس طرح اور ہر ایک علم طبیعی ہیں کیونکہ خدا کی مصنوعات کی عجائبات کا انتہا نہیں اور ایک گھانس کے تنکے میں اس سے زیادہ عجیب کاریاں ہیں کہ کوئی جستجو کر کے معلوم کرنے کی۔ پس عالم بیحد کی نوادرات کا کیا ذکر اس راز جوئی میں بشر کی عقل کوتاہ اور پراگندہ ہوتی ہے "۔

خاتمہ۔

"الحمد للہ کہ تمام ہوا یہ رسالہ علم ہیئت میں تاریخ بارہویں شہر ربیع الثانی سن بارہ سو ستاون ہجری ۱۲۵۷ مطابق بارھویں ماہ .... سنہ اٹھارہ سو اکتالیس ۱۸۴۱ عیسوی کے موافق فرمایش جناب مرزا صاحب قبلہ ارادتمند شفقت فرمائے بے پایاں جناب مظہر علی صاحب کے ختم ہوا۔ بخط شکستہ واجد علی دربیت السلطنت لکھنؤ "۔

(۳۹۴) مصباح الافلاک

نمبر (۷۲۳) سائز (۱۲½ × ۸) صفحہ (۹۴) سطر (۱۵) خط ثلث کاغذ ولایتی

مصنف شاہ علی متوطن ادھونی تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ کتابت

آغاز۔

"جاننا چاہیئے کہ جو اشخاص کہ علم ہیئت فیثاغورس کو بے غور و فکر پڑھتے ہیں اور اس کے عیب و ہنر پر نظر نہیں رکھتے ہیں۔ اور اس بات پہ یقین زیادہ کرتے ہیں کہ افلاک موجود نہیں ہیں بلکہ یہ عرصہ وسیع خلائے نامتناہی ہے اور اس میں اجرام لامتناہی واقع کہ بعض ان سے ظلمانی ہیں اور بعض نورانی "۔

اس میں علم ہیئت کا بیان ہوا ہے جس کو چھ باب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہر باب کو گفتگو سے ملقب کیا گیا ہے۔ ابواب یا گفتگو کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

چغمنی ایک ہیئت کی کتاب ہے۔ اسکی شرح کا اردو ترجمہ ہے جو مولف نے شمس الامراء کے ایماء سے مرتب کیا ہے۔ اس میں سوال وجواب کے طور پر نفس مضمون (ہیئت) کی صراحت کیگئی ہے۔

اختتام۔

"دس یوم گیارہ ساعت کسری کم یعنی ایک دقیقہ میں خمس دقایق ساعت سے اور موافق بطلیموس دس یوم گیارہ ساعت میں خمس خمس ساعت سے کما لاتخفی علی محالہ دریہ الی الحساب ہو احسب المحاسبین الخ۔"

خاتمہ۔

"بہ عنایت افضال لاتنتاہی اضعف عباداللہ باری کمترین خاکپائے عالمیاں غلام رسول بیگ واسطے استفادہ اپنے حضرت شمس مرتبت .... جناب مولف والا گہر ساتھ نفس نفیس خود او پر تحصیل فائدہ اس حقیر کے متوجہ ہوکر از روئے مسودہ جہتہ صحیحہ ہر روز جسقدر سرفرازی درس فرمائے اُسقدر لکھ کر بیچ تاریخ تیسری و دوسری روبیت نقویمی و پہلی شرعی ماہ ربیع الاول ۱۲۵۷ھ بعد سہ پہر دن ہفتہ کے دارالسلطنت میں فرخندہ بنیاد حیدرآباد بعہد ریاست نواب ناصر الدولہ بہادر میر فرخندہ علی خاں کے نوشت اس کتاب فیض مآب کے بتمام پہونچایا۔"

اس کتاب کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ آصفیہ میں ہے (ریاضی ۴۵) اور ایک نسخہ ادارہ ادبیات اردو میں موجود ہے۔ (زور ۲۲۵)

(۳۹۳) رسالہ ہیئت

نمبر (۴۲۶) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۱۲۶) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف
تاریخ تصنیف ۱۲۵۷ھ کتابت ۱۲۶۱ھ

مصنف کے متعلق مجھے کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز۔

"یہ ایک سوال نامہ ہے بیچ علم ہیئت کے کہ وہ اجرام فلکی کی خاصیتوں کی تفصیلی بحث پر مشتمل ہے۔

سوال۔ علم ہیئات کیا ہے۔

جواب۔ علم ہیئت وہ علم ہے کہ اس میں اجرام فلکی کی صورتوں اور حرکتوں اور باریوں اور گھنٹوں

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اس جلد میں اصطلاحات کی تعریف۔ کسور اعشاریہ نکالنے کا طریقہ بیان کرنے کے بعد نفس مضمون یعنی جر ثقیل یا کشش سے بحث کی گئی ہے۔

اختتام۔

"وہ کشش ثقل اور مرکز ثقل اور کلیات حرکت اور جر ثقیل کی تمام قوتوں اور شاقوں کا بیان ہے۔"

اس کے بعد فہرست مضامین درج ہے اور اس پہلی جلد کے ۱۲۵۶ھ میں حیدر آباد میں شایع ہونے کا ذکر ہے یہ نسخہ شمسیہ چار مرتبہ طبع ہوئی ہے۔ آخری مرتبہ ۱۳۱۶ھ میں دہلی سے شائع ہوئی قلمی نسخے بھی بعض کتب خانوں میں موجود ہیں۔ نواب ظہیر یار جنگ کے پاس قلمی نسخے موجود ہیں۔

پہلی مرتبہ اسکی طباعت ۱۲۵۶ھ میں شمس الامراء کے ذاتی پریس میں ہوئی۔ دوسری مرتبہ بھی اسی پریس میں ۱۲۶۲ھ میں طبع ہوئی۔ تیسری مرتبہ مدراس سے ۱۲۷۰ھ میں شائع ہوئی۔ چوتھی مرتبہ (۱۳۱۶ف مطابق ۱۸۹۸ع) میں دہلی سے شائع ہوئی۔

(ب) ہیئت

(۳۹۲) شمس الہیئت (شرح چغمنی)

نمبر (۳۸۳) سائز ۱۰ ۱/۲ × ۶ ۱/۲ سطر (۱۷) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف شاہ علی تاریخ تصنیف ۱۲۵۷ھ کتابت ۱۲۵۷ھ۔

شاہ علی اودھ کے متوطن تھے اس کے بعد حیدر آباد آکر سکونت کرلی تھی۔ عربی فارسی کے مستند عالم تھے۔ ہیئت اور ریاضی میں کافی مہارت حاصل تھی۔ شمس الامراء کے متوسل رہے۔ کئی کتابیں ان کی ترجمہ کی ہوئی موجود ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں۔

شمس الہیئت، انوار بدریہ، تذکرہ رشیدیہ وغیرہ۔ ۱۲۷۵ھ سے قبل ان کا انتقال ہوا۔

آغاز۔

"سبحان اللہ کہ جس کی قدرت کا ذرہ سا نمونہ یہ ہے کہ اجرام شعریہ اور اجسام سفلیہ کو عدم سے وجود میں لایا اور انکی فعل و افعال سے انواع اور اقسام کے موضوع ایک سے ایک بہتر سطح زمین پر بنایا اور درود بے غایات اور صلوٰۃ بے نہایت، اُس صاحب لولاک، اور اُس کے آل اتقیا اور اصفیا اصحاب پر نازل ہو۔"

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(الف) طبعیات

(۳۹۱) ستہ شمسیہ

نمبر (۴۹۸) سائز (۸ ½ × ۵) صفحہ (۳۰۰) سطر (۱۲) خط ثلث کاغذ رنگین ولایتی
مصنف دار الترجمہ شمس الامرا تاریخ تصنیف ۱۲۵۳ھ کتابت

یہ کتاب شمس الامراء کے دار الترجمہ میں انگریزی کتاب سے ترجمہ کیگئی ہے۔ آپ کے دار الترجمہ میں جو اشخاص شامل تھے وہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) غلام محی الدین (۲) میر امان علی دہلوی (۳) مسٹر جونس (۴) میر شجاعت علی (۵) رتن لال (۶) موسیو ٹنڈرسی (۷) مسٹر جوزہ۔

شمس الامراء نے اپنا دار الترجمہ ۱۲۵۲ھ م ۱۸۳۴ء میں قائم کیا تھا۔ اس ادارہ سے پچاس سے زیادہ کتابیں تالیف و ترجمہ ہوئی ہیں۔ اکثر کتابیں سائنس یعنی طبیعات۔ کیمیا۔ ریاضی اور ہیئت سے متعلق ہیں۔ دار الترجمہ اور اسکی شائع کردہ کتابوں کی تفصیل ہم نے اپنی تالیف "شمس الامراء کے علمی کارنامے" میں قلمبند کردی ہے۔

آغاز۔

"لایق حمد کہ حکیم مطلق ہے کہ جس کی قدرت کاملہ نے خلقت موجودات کو عناصر سے ایسا مرکب کیا کہ اسکی دریافت حقیقت میں عقل دوربین عاجز اور قاصر ہے۔"

ستہ شمسیہ دراصل چھ رسالوں کا مجموعہ ہے اسکی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

(۱) جلد اول علم جرثقیل پر مشتمل ہے۔

(۲) دوسری جلد علم ہیئت سے متعلق ہے۔

(۳) تیسری جلد علم آب سے متعلق ہے یعنی دراصل مائیات کا بیان ہے۔

(۴) چوتھی جلد علم ہوا سے تعلق رکھتی ہے۔

(۵) پانچویں جلد علم مناظر سے متعلق ہے۔ انعکاس نور۔ نور کے اجزاء وغیرہ کا تذکرہ ہے۔

(۶) چھٹی جلد علم برق سے متعلق ہے اسمیں مقناطیس کا تذکرہ بھی ہے۔ اسکی چھ جلدیں دو ہزار صفحے سے زیادہ پر مشتمل ہیں لیکن موجودہ قلمی کتاب اسکا صرف پہلا حصہ یا پہلی جلد ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۴) سائنس

(الف) طبعیات

(ب) ہیئت

(ج) ریاضی

(د) کیمیا

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

تراب تخلص تراب علی شاہ نام۔ شاہ امین الدین کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ تصوف کیساتھ علم رمل میں کافی مہارت حاصل تھی۔

آغاز۔

اول حمد خدائے لم یزل ہے	ہوا جو خالق علم رمل ہے
کیا آدم و حوا سوں ظاہر	نبات خاص فرزندان ظاہر
ہوا ہے باعث اجمال و تفصیل	کمال اجتماع میزان تحصیل

سبب تصنیف۔

مجھے یک روز حضرت شاہ بی نام	قلندر پاک بازو نیک فرجام
شہے مسند نشینِ بزم ارشاد	میانِ خلق ہست از خلق آزاد
قلندر مشرب و صاحب کمال	مروت پیشہ و نیکو خصالی
. . . .	. . . .
کہے سن اے تراب گنج الاسرار	رمل جو گنج کہ سیکیا تو نیک کردار
رسالہ اک بنا اوس علم کا توں	کہ ہے توں معدنِ اسرار جی چوں
امین الدین اعلی کے خانداں میں	خلیفہ توں ہے نادر اس جہاں میں
کہ او ہے معجزا پیغمبراں سوں	اوسکی توں نظم کر دکھنی زباں سوں
یہی اوسکا نام رکھ تو گنج الاسرار	گویا ہیچ نام سوں ہویگا اظہار

اس تفصیل سے واضح ہے کہ علم رمل کا یہ رسالہ ہے۔ سرخی سے عنوانات بھی لکھے گئے ہیں۔ مثلاً تشریح تصویر۔ تحریر زائچہ۔ زائچہ قوس۔ احکام جماعت۔ کمر وہندی۔ عقلہ وغیرہ۔

کتاب ناقص الاخر ہے۔ حکایت کے عنوان کے تحت چار صفحے کی نظم ہے اسپر کتاب ختم ہے

اختتام۔

دہم توں سولویں بیٹنے ملا یار	پنجہ سب کا کردے یاریکٹھار
او چاروں امیاتی ایچہ جان	بنا کر زائچہ احوال پہچان
اشاں اسقدر عارف کو گشتے	دیگر طول سخن کار ہوس ہے

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

آغاز۔

"۱۵ جون ۱۹۲۵ء م ۱۹۸۲ سمت ساکھی ۱۸۴۷"

اختتام۔

پنڈت درگا پرشاد ساکن بیگم بازار

(۳۸۸) زائچہ نواب سالار جنگ

نمبر (۷۱۹) سائز (۸ × ½ ۶) صفحہ (۱۵) سطر غیر معین خط شکستہ
مصنف درگا پرشاد تاریخ تصنیف ۱۹۲۸ء تاریخ کتابت ۱۹۲۸ء

آغاز۔

"۱۳ جون ۱۸۵۹ء م ۱۳ شوال ۱۳۰۶ھ م سمت ۱۹۴۶ء"

اختتام۔

درگا پرشاد

(۳۸۹) زائچہ نواب سالار جنگ

نمبر (۷۲۰) سائز (۸ × ½ ۶) صفحہ (۱۳) سطر غیر معین خط نستعلیق
مصنف تاریخ تصنیف ۱۹۲۹ء کتابت ۱۹۲۹ء

آغاز۔

"سرکار کی پیدایش جنب ستارہ کی دسا میں ہوا۔ چار سال تک رہا جون ۱۸۹۳ء سے زہرہ دسا بیس سال رہا۔

اختتام۔

جتنی خیر خیرات کرے اُنکی اُتنی ہی فتح ہوتی ہے۔"

(۳۹۰) گنج الاسرار

نمبر (۵۰۳) سائز (۸×۶) صفحہ (۵۷) سطر (۱۴ و ۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف تراب تاریخ تصنیف مابعد ۱۱۵۰ھ کتابت

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

زائچہ اور ان کے واقعات قلمبند کئے ہیں۔ زائچہ کو ۱۸۸۰ء تک طویل کیا گیا ہے حالانکہ اس مدت کا یوسف علی خاں کیا کسی شخص کا جو ۱۷۹۳ء میں پیدا ہوا ہے جینا محال تھا۔

اختتام۔

"چونکہ علم نجوم دعاگو کا موروثی پیشہ ہونے کی وجہ سے جو کچھ سرمایہ دعاگو کو ہمدست ہوا ہے اس میں اپنے سرمایہ کو شریک کر کے ایک کتاب کی صورت میں مرتب کروں مگر تامل اسوجہ سے ہے کہ ابھی زمانہ دعاگو کا ساتھ نہیں دے رہا ہے۔ انشاء اللہ خاکسار اپنے ارادہ میں کامیاب ہوگا۔

منجم اب کرو بند اپنی زباں　　کہیں گے بُرا تم کو اہلِ جہاں
لکھا میں نے سب کچھ یہ علمِ حساب　　ہے اللہ علوم اور بالصواب"

خاتمہ۔

دعاگو حسین بخش منجم

۲۴ر صفر ۱۳۴۴ھ موافق ۱۴ر دسمبر ۱۹۲۵ء

(۳۸۶) زائچہ نواب سالار جنگ

نمبر (۱۷) سائز (۸½ × ۶½) صفحہ (۹) سطر غیر معین خط نستعلیق کاغذ ولایتی
مصنف پنڈت درگا پرشاد تاریخ تصنیف ۱۹۲۷ء کتابت ۱۹۲۷ء

مصنف حیدر آباد کا ایک مشہور منجم تھا۔

آغاز۔

"سمبت ۱۹۸۴ شاکھا ۱۸۴۹ تاریخ جیٹھ شکل پنچم بروز جمعرات"۔

اختتام۔

"اثر بد کو مٹانے نجم کے فائدہ ہے جتنا کہ صدقہ کرے۔
گزرانیدہ اطاعت کیش درگا پرشاد نجومی بیگم بازار"۔

(۳۸۷) زائچہ نواب سالار جنگ

نمبر (۱۸) سائز (۸ × ۶½) صفحہ (۱۱) سطر غیر معین خط شکستہ
مصنف درگا پرشاد تاریخ تصنیف ۱۹۲۵ء کتابت ۱۹۲۵ء

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز۔

"الحمدللہ المنت بتاریخ ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۴۳ھ م ۱۵ جون ۱۹۲۵ء روز دوشنبہ ۱۴ گھڑی ۴۰ رمل تحویل شمس در برج جوزہ درجہ ۴۵ گھڑی ۲۹ پل و ۳۰ بی پل عالیجناب نواب سالار جنگ بہادر دام اقبالہ سال مبارک (۳۷) سی و ہفتم آغاز۔"

اختتام

"الٰہی آفتاب عمر و دولت تابان و درخشاں باد۔

مرقوم یکم ذیحجہ ۱۳۴۳ھ گزرانیدہ پرلہاد راؤ۔"

(۳۸۴) زائچہ نواب سالار جنگ

نمبر (۷۱۶) سائز (۸ × ۶ ½) صفحہ (۳) سطر غیر معین خط نستعلیق۔

مصنف پرلہاد راؤ تاریخ ۱۳۴۴ھ کتابت ۱۳۴۴ھ۔

آغاز۔

"الحمدللہ المنت بتاریخ ۴ ذیحجہ ۱۳۴۴ھ مطابق ۱۰ امرداد ۱۳۳۵ف مطابق ۱۵ جون ۱۹۲۶ء ....سال مبارک سی و ہشتم (۳۸) آغاز۔"

اختتام۔

الٰہی آفتاب عمر و دولت تاباں و درخشاں باد۔

گزرانیدہ پرلہاد راؤ منجم

(۳۸۵) زائچہ لاجواب مسمی بہ آئینہ حیات

نمبر (۶۹۵) سائز (۱۰ ½ × ۷ ½) صفحہ (۲۹) سطر (۱۷) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف حسن بخش منجم تاریخ تصنیف ۱۳۴۴ھ / ۱۹۲۵ء کتابت ۱۳۴۴ھ

حسن بخش منجم اور رمال ۔ علم جفر سے واقف تھا۔ پنجاب سے حیدرآباد میں آکر سکونت کر لیا تھا اور اپنے علم سے لوگوں کا زائچہ تیار کرتا تھا۔

آغاز۔ "خالق عالم کی ذات پاک قابل حمد و ثنا ہے کہ جس نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے مختلف مخلوق کے بیحد و حساب واقعات اور غیر محدود انقلابات و دیگر انتظام عالم کو صرف سیارات کواکب کی گردش پر مبنی کیا۔"

اس رسالہ میں جو (۳۷) باب یا فصل میں منقسم ہے۔ سالار جنگ نواب یوسف علی خاں کا

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

زحل ۵۷ ۱۷ اپریل مساوی الحال رہے۔

باقی فضل الٰہی شامل حال۔"

(۳۸۱) زائچہ نواب سالار جنگ

نمبر(۷۴۱) سائز (۷ × ۶) صفحہ (۹) سطر غیر معین خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف موہن لال تاریخ تصنیف ۱۳۳۵ھ کتابت ۱۳۳۵ھ۔

آغاز۔

"۵ار جون ۱۹۳۶ء روز چہارشنبہ وقت (۳۵) گھڑی ۱۸ پل اور ۳۰ بی پل لگن جوشی کا ۱۴ا عالیجناب نواب میر یوسف علی خاں سالار جنگ بہادر کا پچاسواں سال شروع انچاسواں سال گزشتہ ختم۔"

اختتام

"خیر خیرات سے دشمن پائمال ہوتا ہے دس در دنیا ستر در آخرت......"

(۳۸۲) زائچہ نواب سالار جنگ

نمبر(۷۲۲) سائز (۸ × ۶½) صفحہ (۱۴) سطر (۹) خط نستعلیق

مصنف تاریخ تصنیف ۱۹۲۹ء کتابت ۱۹۲۹ء

آغاز۔

"نواب سالار جنگ جون تاریخ ۱۳ روز جمعہ بوقت (۴) بجکر (۳۰) منٹ صبح ہیں طلوع آفتاب سائین تالا سوریز میں تالا حمل"۔

اختتام۔

"خدا کی عبادت مقامات مقدسہ کی سیر لوگوں سے ملاقات ہیں تکلیف موت ۱۹۵۶ء" موت کا سنہ لکھا گیا ہے۔ حالانکہ اس کے کئی سال پہلے انتقال ہو چکا۔

(۳۸۳) زائچہ نواب سالار جنگ

نمبر(۵۱۷) سائز (۸ × ۶½) صفحہ (۱۴) سطر (۹) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف پرلہادراؤ منجم تاریخ تصنیف ۱۳۴۳ھ کتابت ۱۳۴۳ھ

مصنف حیدرآباد کا متوطن تھا۔ نجوم میں خاصی مہارت تھی۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

ضعیف البنیان کو تشریعت اعلم آدم الاسماء کلہا سے مشرف و مخلل فرمایا۔"

یہ بھی ایک ایسی تقویم ہے جس میں اشکال رمل سے بحث کیگئی ہے اور ہر ایک شکل کے منسوبات اور کیفیت روزانہ تاریخ کی تخصیص کے ساتھ بتلائی گئی ہے۔ روزانہ یوم سے سعد و نحس کی بھی صراحت کی گئی ہے۔ نواب سالار جنگ کی دیوانی کے بعد ان کے نام کے لحاظ سے اس کو مرتب کیا گیا ہے۔

اختتام۔

شنبہ	ماہ شعبان سنہ ۱۳۳۲ھ	۲۹ امرداد سنہ ۱۳۲۳ف	۴ جولائی سنہ ۱۹۱۴ء	تردد فرمانا حصول امید دوستوں و جمع کرنے مال کے۔	۱۱۱۱	سرد خشک	۸ پہر نحس	گندم
یکشنبہ	۱۱ منہ	۳۰ منہ	۴۵	خوشی فرمانا اور پر فوت دشمن و حیوانات و مال و محبوس کے۔	۱۱۰ ..	گرم خشک	۶ پہر سعد	

(۳۸۰) زائچہ سالار جنگ

نمبر (۷۲۷) سائز (۷ × ۴) صفحہ (۲۶) سطر غیر معین خط نستعلیق کاغذ ولایتی
مصنف موہن لال تاریخ تصنیف ۱۳۳۲ھ کتابت ۱۳۳۲ھ

موہن لال ایک منجم تھا جو حیدر آباد میں رہا کرتا۔ نواب سالار جنگ کا متوسل تھا۔

آغاز۔

الحمد للہ والمنہ واقع ۲۰ رجب ۱۳۳۲ھ م ۱۵ جون ۱۹۱۴ء یوم دوشنبہ دن کے (۲) بج کر (۴۴) منٹ (۲) سکنڈ یعنے طلوع آفتاب سے (۲۳) گھڑی ۷ پال ۳۰ بپلی پر طالع میزان میں بحساب شمسی سال چھبیسواں عالیجناب معلی القاب نواب صاحب معظم نواب سالار جنگ بہادر وزیر اعظم مملکت دکن کو آغاز ہوا"

اس زائچہ میں منجم نے سالار جنگ کا ایک سالہ زائچہ لکھا ہے۔

اختتام۔

"مشتری ۴۸ ۲۴ فبروری انتظامات میں مشغول ہونا۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۳۷۸) تقویم الرمل حصہ اول

نمبر (۷۰۴) سائز (۱۳ × ۹) صفحہ (۳۲) سطر (۱۲) خط نستعلیق کاغذ ولایتی
مصنف سید نجم الدین تاریخ تصنیف رجب ۱۳۳۱ھ کتابت ۱۳۳۱ھ۔

مصنف حیدرآباد کے ایک مشہور منجم تھے۔ باپ کا نام سید احمد تھا۔ نواب سالار جنگ کے خاندان سے متوسل تھے۔

آغاز۔

"حمد بیحد اُس خدائے علیم وخبیر کو سزاوار ہے کہ جس نے اپنے تفضلات خداوندی سے بندۂ ضعیف البنیان کو تشریعیت واعلم آدم الاسماء کلھا سے مشرف ومحلل فرمایا اور عجب اُسکی شان کبریائی و صولت داری ہے کہ جس کے عتبہ ذیشان علمۂ البیان پر بڑے بڑے عقلائے حذاقت مآب و دانش نے اپنے سر نیاز کو جھکا دیا"۔

رمل کے مختلف معلومات پر یہ کتاب مشتمل ہے۔

اختتام

روز	ماہ رجب ۱۳۳۱ھ	امرداد ۱۳۲۲ف	جون ۱۹۱۳ء		اشکال رمل	ایام سعد و نحس	صدقات
جمعہ	۲۹	۲۹	۳	خوشی فرمانا سلامتی غائب حصول مقاصد میں۔	۱۱۰۱	۷ پہر سعد	
شنبہ	۳۰	۳۰	۴	خوشی فرمانا صحت بدن و زیادتی مال دوستوں و زنوں سے مراد حاصل ہو۔	۱۰۰۱	۶ پہر سعد باقی مبالہ	

(۳۷۹) تقویم رمل حصہ دوم

نمبر (۷۰۵) سائز (۱۳ × ۹) صفحہ (۳۲) سطر (۱۲) خط نستعلیق کاغذ ولایتی
مصنف سید نجم الدین تاریخ تصنیف ۱۹۱۳ء ۱۳۳۱ھ کتابت ۱۳۳۲ھ

آغاز۔

"حمد بیحد اُس خدائے علیم وخبیر کو سزاوار ہے کہ جس نے اپنے تفضلات خداوندی سے بندۂ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

زمین کے واسطے رمز کشائے گا رہے۔"

کہا جاتا ہے کہ ذخیرہ اسکندرانی جو رمل کی کتاب تھی معتصم باللہ عباسی کے زمانہ میں یونانی سے عربی میں ترجمہ ہوئی۔ ہمایوں کے عہد میں محمد باقر منجم نے اسکو فارسی میں ترجمہ کیا تھا۔ یہ فارسی نسخہ رامپور میں کسی مولوی محمد عثمان کے ہاتھ لگا اور انھوں نے کچھ کم و زیادہ اور رطب و یابس کر کے اسکو طبع کر دیا۔ اس کے بعد فارسی کا ترجمہ اصل کے ساتھ مصنف ہذا نے کیا ہے۔

اس میں رمل اور نجوم کے اصول اور قواعد لکھے گئے ہیں۔ دس فصل میں کتاب منقسم ہے اس ترجمہ میں محمد باقر کے فارسی دیباچہ کا بھی ترجمہ شامل ہے۔ رمل کے ساتھ عملیات اور اسکی تاثیر بھی لکھی گئی ہے۔ تاریخ تصنیف کی صراحت مترجم کے الفاظ میں "یہ ترجمہ اردو باحسن اوقات و افضل ساعات تاریخ دہم شہر رجب ۱۳۰۱ھ میں اختتام کو پہونچا۔ اگرچہ یہ راز مخفی اس قابل نہ تھا کہ عوام پر ظاہر کیا جاوے اور اردو ہو کر ہر نا اہل کے ہاتھ آوے۔"

اختتام نظم پر ہوا ہے۔

میرے محسن اس سے ہیں بہرہ مند — نہ پہونچے انھیں دو جہاں میں گزند
میری آل و اولاد پائیں یہ راز — رہیں اس کے اسرار سے سرفراز
جہاں میں رہے یہ میری یادگار — سرقہ دن .... برکنار
غضنفر کی یارب دعا ہو قبول — بحق جناب محمد رسول
سلام اس پر اور اس کی اولاد پر — سدا بھیجتا رہو اے دادگر

(۳۷۷) زائچہ نواب سالار جنگ

نمبر (۷۲۳) سائز (۸×۶½) صفحہ (۴۵) سطر (۷) خط شکستہ کاغذ ولایتی مصنف درگا پرشاد تاریخ تصنیف ۱۹۱۹ء کتابت ۱۹۱۹ء۔

درگا پرشاد حیدر آباد کے ایک منجم تھے۔ خاندان سالار جنگ کے متوسل تھے۔

آغاز۔

"ولادت باسعادت ۱۳ شوال ۱۳۰۶ھ م ۱۳ جون ۱۸۸۹ء بکرماسمپت ۱۹۴۶ سا کھی ۱۸۱۱ شمسی شمال کی طرف۔"

اختتام۔

"خیر خیرات کرنے سے دین و دنیا میں بھلا ہوتا ہے۔
دعا گو پنڈت درگا پرشاد نجومی۔"

CC-0. Agamnigam Digital Presevetion Foundation, Chandigarh

آغاز۔

"خدایا جو امور اس میں صعب اور سختی کے ہیں صاحب تقویم کے دشمنوں کو اور جو امور بہتر اور احسن ہوں وہ ان کو در پیش ہوں۔ الٰہی درجہان ماند با خیال جوان بخت و جوان دوست جوان سال۔
المرقوم چہارم رمضان المبارک ۱۲۹۶ھ۔"

دراصل یہ ایک ہندی کتاب کا ترجمہ ہے جیسا کہ مولف نے لکھا ہے۔

"یہ راج سنگھاسن جوگ کا بھر کا سنگنا کتنا میں ہیں ابتدائی ۷۸۶ سے ۸۰۰ تک مذکور ہے۔ اس تقویم قدیم کو حسب ارشاد سرکار عالی پنڈت ہرس چندر ساکن رواری ملک ہندوستان نے کتب معتبرہ مذکورہ سابق کے اعتبار سے سنسکرت زبان میں مرتب کیا اور ترجمہ اسکا ہو بہو بعبارت اردو سریع الفہم کے نیاز منداز لی محمد انتظام علی انصاری صدر امین کوتوالی بلدہ فرخندہ بنیاد حیدر آباد دکن نے لکھا۔"

اس کتاب میں اولاً اردو میں تفصیل ہے اس کے بعد نقشے اور زائچہ ہندی اور اردو میں ساتھ ساتھ دئے گئے ہیں۔ یہ میر محبوب علی خاں آصفجاہ سادس کی مسند نشینی کے بعد ان کا زائچہ ہے جو تمام عمر کا حساب کر کے لکھا گیا ہے۔

اختتام

"اللہ و الا اللہ کے اور محمد رسول اللہ کے برکت سے اے صاحب تقویم تمہارے سب کام خوشی کے ساتھ برآ۔ آمین۔

اللہ عمر دراز کرے کرتار سب کام پورے کرے روزوں کا ثواب دافع امراض ہو اور رحمٰن تمہارا نگہبان رہے۔"

(۳۷۶) ترجمہ ذخیرہ اسکندرانی

نمبر (۷۰۶) سائز (۱۳ × ۸) صفحہ (۹۲) سطر (۱۷) خط نستعلیق کاغذ ولایتی
مصنف محمد غضنفر علی تاریخ تصنیف ۱۳۰۸ھ کتابت ۱۳۰۸ھ

مصنف کے باپ محمد نجف علی خاں تھے اور یہ قصبہ جھجرہ مضافات دہلی کے باشندہ تھے نواب محمد امیر خاں بہادر امیر الدولہ امیر الملک والی ٹونک کے متوسل تھے۔

آغاز۔

"حمد خداوند کردگار مبدع ثوابت و سیار طلسم صنائع و بدائع تالیف و تصنیف کے لئے کلید افعال اسرار ہے اور ثنائے پروردگار مقلب لیل و نہار گنجینہ عجائب و غرائب علوم آسمان د

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

(۳۷۴) احسن التکسیر

نمبر (۷۰۷) سائز (۱۰ ½ × ۷) صفحہ (۷۶) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ ولایتی
مصنف زینت النساء بیگم تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ کتابت

مصنفہ کے والد سید محب علی شاہ اور دادا امیر علی شاہ تھے۔ مصنفہ نے علم جفر کی تعلیم اپنے باپ سے حاصل کی۔ جو کچھ معلومات موصوفہ کو حاصل ہوئے اس کو اس رسالہ میں قلمبند کر دیا گیا ہے۔

آغاز۔

"ہزاراں ہزار تعریف اس رب العلمین کی شان میں ہے کہ جس نے عرش و کرسی اور لوح و قلم کو پیدا کر کے طبقات آسمان و زمین کو ظاہر کیا اور واسطے زیب و زینت آسمانوں کے کواکب روشن مثل قنادیل کے جا بجا نصب کر کے آفتاب و مہتاب کو جلوہ گر فرمایا اور واسطے زینت زمین کے ہژدہ ہزار مخلوقات کو اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کر کے جہاں کو آباد کیا۔"

اس رسالہ میں علم جفر کا بیان ہوا ہے اولاً اس کی تقسیم کی گئی ہے۔ یعنی اخبار و آثار اخبار سے مراد سایل کے سوال کا جواب ادا کرنا اور آثار سے تسخیرات علوی اور سفلی ہیں۔ پھر ہر ایک کی تعریف اور اس کے بعد عملیات علوی اور سفلی کی وضاحت کی گئی ہے۔ کتاب میں کئی باب اور ہر باب چند فصلوں پر مشتمل ہے اور زائچہ بنانے کے قاعدے بھی لکھے گئے ہیں۔

اختتام

"اگر جواب برآیا بہتر ورنہ ۹ ہ اور ۹ مہ کی طرح کرے اگر جواب برآیا بہتر ورنہ ۱۲ اور ۱۲ کی طرح کرے تمام حال سایل ظاہر ہوجائیگا۔ تمام خیر اور شر اگر نہ معلوم ہونیکے بعد اسکے ۲۸ اور ۲۸ منازل قمر پر طرح کرے اور ہر ایک سطر کو علیحدہ علیحدہ صدر موخر کر کے تکسیر کرے کل حال تمام عمر کا ظاہر ہوگا۔"
تمت تمام شد۔

(۳۷۵) ترجمہ راج سنگھاسن (تقویم زائچہ میر محبوب علی خاں)

نمبر (۷۰۸) سائز (۹ ½ × ۶ ½) صفحہ (۳۳۳) سطر (۷ تا ۱۰) خط نستعلیق و ناگری
مترجم محمد انتظام علی انصاری تاریخ تصنیف ۱۲۹۶ھ کتابت ۱۲۹۶ھ۔

محمد انتظام علی انصاری یو۔پی کے باشندہ تھے۔ حیدرآباد میں اقامت کر لی تھی۔ پولیس بلدہ میں صدر امین کی خدمت پر مامور تھے۔ ہندی سے بہت اچھی واقفیت تھی اور علم نجوم سے بھی واقف تھے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۳۷۲) فالنامہ

نمبر(۳۲۰) سائز (۶ ۱/۲ × ۴) صفحہ (۱۳۷) سطر بلا تعین خط نستعلیق

مصنف تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات فراہم نہیں ہوئے۔

آغاز۔

اے اندیشے سو کام ... ہو گا یا نہو گا بحکم اللہ تعالےٰ معلوم ہوئے۔

لو	لو	لو
اندیشے سو کام ہو گا شتابی گر مقصود پاویگا	علت گرمی سون ہے علاج کر شفا ہو گا	مرد جاہل ہے دنیا کے بدل حرص کریگا

اس کتاب میں بیسیوں اسی نہج کے جوابات درج ہیں جو فال سے متعلق ہیں۔ ہر صفحہ میں ایک سرخی لکھی گئی ہے۔ اس کے تحت چھ خانوں میں صراحت کی گئی ہے۔

اختتام

ایما ہے سو جا کا تجکون زبان ہے۔	ایما کوٹ مبارک ہو گا باندنا خوب ہے	ایما حوص ہند نے ہاری کون سنگین ہے۔

(۳۷۳) زائچہ مختار الملک

نمبر(۱۴۷) سائز (۱۰ × ۵ ۱/۲) صفحہ (۱۸) سطر (۹) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف تاریخ تصنیف ۱۲۴۵ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات ہمدست نہیں ہوئے۔

آغاز۔

"احوال پیدایش نواب مختار الملک بہادر دیوان دکن زاد اللہ عمرہٗ و دولتہ۔ در ۱۸۲۸ء عیسوی مطابق ۱۲۴۵ھ و ۱۷۵۰ء تلنگی سردھارنامہ سمبت نیروماس ماہ شعبان تاریخ چوبیسوں تلنگی ماوگ"

یہ نواب مختار الملک کا زائچہ ہے جو ان کے دیوانی کے وقت لکھا گیا ہے۔

اختتام

"پیشتر ایک مہینے کے تلنگی خط سے پوتی لکھکر جناب میں سرکار عالی کے گزرانا تھا۔ شاید کہ سرکار کے سمجھ میں نہ آیا ہوگا کر کر ہندوستانی میں لکھوا کر گزرانا ہوں سرکار ملاحظہ فرمانا"

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

ندا مجھ کو آئی فلک سے اب یہ ہے لوح تقویم شرح ائمہ

بعد حمد خالق لوح و قلم نعت خیر المرسلین شاہ امم

۱۰ اس رسالہ میں ہر ماہ کے نحس تاریخوں کا ذکر جو ائمہ سے متعلق ہیں۔ مثلاً ماہ محرم کے متعلق یہ صراحت ہے۔

"در بیان نحس اکبر و ولادت ائمہ معصومین ماہ محرم الحرام گیارہویں اور چودھویں۔ بائیسویں نحس اکبر ہی محرم ہیں" اس کے بعد سعد و نحس کے ایام پہلی سے آخری تاریخ تک بیان کئے گئے ہیں۔ پھر چاند دیکھکر کن کن چیزوں کو دیکھنے کا بیان ہے۔ اس کے بعد ولادت و خلافت اور وفات ائمہ معصومین کا ذکر ہے جن کو ہر ماہ کے لحاظ سے سلسلہ وار بیان کیا گیا ہے۔

اسی پر کتاب ختم ہوئی ہے۔

اختتام۔

بست ہفتم و بقولے بست و چہارم این ماہ خلیفہ ثانی بدست ابولولو مقتول گردید و در پنجاہ دو سال بست و ہفتاد و سہ عمارت ثقیف حضرت امام علیہ السلام فرود آمد۔

تمت بالخیر

(۳۷۱) فالنامہ علی

نمبر (۱۳۳۱) سائز (۶ × ۴$\frac{1}{2}$) صفحہ (۲۰) سطر (۸) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات ہمدست نہیں ہوئے۔

آغاز۔

"یا علی یا املیا ابوالحسن یا ابوتراب حل مشکل ممرور ہے این شافع یوم الحساب لا فتح الا علی لا سیف الا ذوالفقار"۔

یہ ایک فالنامہ ہے اس میں فارسی۔ اردو نثر و نظم سب کچھ مخلوط ہے۔

اختتام

چہ ہشت ابد بنا ید کرد این کار بباید ترک این کردن نہا چار

کہ این فال امیر مومنان است بران حکمت کہ ابدا انجیا نیست

خاتمہ میں ایک عربی دعا اور ایک نسخہ بھی درج ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مصنف تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۲ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات ہمدست نہیں ہوئے۔

آغاز۔

جوزا زنت	ثور	عمل زحل	حوت
سرطان			دلو شمس مریخ عطارد
اسور	پیدائش کے کنڈل لگن کو		جدی زہرہ
سنبلہ	میزان قمر	عقرب	قوس مشتری راس

اس رسالہ میں علم نجوم و رمل کا بیان ہوا ہے۔ زائچہ دیکھنے کا حال لکھا گیا ہے۔

اختتام

عطارد کے دورہ

(۵) قمر کے ایام کے دورہ میں (۱۷) ماہ

جملہ عمر (۶۳) سال (۳) ماہ

اس شاستر کی رو سے ؎ زائچہ کے صاحب کے نزدیک عورتوں کی جماعت رہنا اور سواری کے ترقی ہونا عورتیں اور اولاد نزدیک رہنا اور پارچہ وغیرہ اور نیا مکان حاصل ہونا اور بہت پکوان وغیرہ پکانا اور جنوب کی طرف سواری نکلنا یہ تمام حاصل ہوتا ہے۔

(۳۷۰) لوح تنجیم

نمبر (۶۷۷) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۲۰) سطر (۱۲ تا ۱۴) خط نستعلیق کاغذ ولایتی رنگین

مصنف حمید الدولہ سید حامد علی خاں حمید تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۲ھ کتابت

مصنف لکھنؤ کے باشندہ اور دربار اودھ کے متوسل تھے۔ نجوم میں خاص مہارت تھی۔

آغاز۔

یہ ہے لوح ایجاد سلطان عادل   بلاشک ہے تنجیم شرح ائمہ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(ب) رمل - نجوم جفر

(۳۶۸) فالنامہ

نمبر (۱۳۵) سائز (۷ × ۵) صفحہ (۲۰) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف تاریخ تصنیف ۱۱۹۰ھ کتابت ۱۲۷۹ھ

مصنف کے متعلق کوئی معلومات ہمدست نہیں ہوئے۔

آغاز۔

زباں کو اپنے بسم اللہ سے کھولوں ہزاراں نسخہ امر سے اس کے بولوں
جو ہیں پنداں محمد مصطفےٰ کے ہوئے افسر ہیں اہلِ باصفا کے
جس نے پنداں کہے ہیں ادا امیران لکھا ہوں میں نے اُسکو دل پو پہچان
ہے مرشد جان اللہ چشتی کہے ہیں راہِ حق ہیں مجھکو پشتی

یہ ایک فالنامہ ہے اس میں ہفتہ کے سات یوم کے متعلق واقعات لکھے گئے ہیں۔ ان ایام میں سفر کریں تو کیا ہوتا ہے۔ ان ایام کو آسمان کے سات ستاروں سے مختص کیا گیا ہے۔ یکشنبہ شمس سے متعلق ہے تو دوشنبہ قمر سے۔ سہ شنبہ مریخ۔ چہارشنبہ عطارد۔ پنجشنبہ مشتری۔ جمعہ زہرہ۔ شنبہ زحل سے متعلق بتایا گیا ہے۔

اختتام اور تاریخ تصنیف کی صراحت۔

پندرویں ماہ رجب کے جمعہ دن ظہر کے وقت میں آخر ہوا گن
اتا سن بعد ہجرت کے کہوں اب اگیارہ سو پو نود سال تھے تب
ہوا اتمام اب فالنامہ لیا کچھ سر کو اپنے یہاں سے خامہ

خاتمہ

بتاریخ پانزدہم شہر شوال المکرم ۱۲۷۹ھ مقدس۔ حسب خواہش محمد حسین صاحب قلمی شد۔

(۳۶۹) رسالہ نجوم

نمبر (۶۱۵) سائز (۱۱ × ۷) صفحہ (۲۸) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ ولایتی۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

کتب خانہ آصفیہ میں دو نسخے موجود ہیں (فلسفہ ۳۳۲/۳۳۳)

(۳۶۶) اقسام نسواں

نمبر (۶۴۰) سائز (۵½ × ۴) صفحہ (۲۰) سطر (۹) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف صاحب تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز۔

بنامِ خالقِ قیوم و دانا   توانا ہے وہ برنا توانا
بیاں کرتا ہے صاحب ایک وز   گبیت دانوں کے تئیں نزدیک منظور
لکھے جب ہندوؤں نے تالکا بیہ   تعشق کے بنا اُس پر ہے جاوید

اس مثنوی میں عورتوں کے اقسام بیان کئے گئے ہیں۔ عنوانات کے تحت صراحت ہوئی ہے۔

اختتام

مرصع پاؤں میں خلخال و نوائے   کو اکب موتیوں سے جس میں جوڑے
...... پاؤں میں پاپوش زرد زرد   ہوے جیوں مشعلِ شمع شب افروز

ناقص الآخر ہے۔

(۳۶۷) رسالہ منطق قتیل (منقول از دریائے لطافت مصنفہ انشا)

نمبر (۷۴۵) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۵۸) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف   تاریخ تصنیف مابعد ۱۳۰۰ھ کتابت

کسی نامعلوم مولف نے اسکو انشاء اللہ خاں کی کتاب دریائے لطافت سے اخذ کیا ہے۔

آغاز۔

"جاننا دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ اس میں جاننا اور جاننے والا اور جانا گیا تینوں ایک ہوں اور اس کا نام عربی میں علم حضوری اور اردو میں "آپ گیان" رکھا ہے۔ اسواسطے کہ جب جاننا اور جاننے والا اور جانا گیا تینوں ایک ہوئے تب آپ کو آپ ہی جانیگا۔"

اس رسالہ میں فلسفہ اور منطق کا مختصر تذکرہ ہے۔

اختتام۔

"دریں صورت ہرچہ مسکر خواہد بود مثل شراب حرام خواہد بود تمثیل در فقہ دخل بسیار دارد۔"

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

(الف) فلسفہ و منطق

(۳۶۵) پوتھی سندر سنگار

نمبر (۴۶۹) سائز (۹ × ۵½) صفحہ (۱۲۶) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف مہاکب رائے تاریخ تصنیف مابعد ۱۰۵۰ھ کتابت ۱۲۰۲ھ۔

مصنف گوالیار کا رہنے والا تھا قابل ترین شخص تسلیم کیا گیا ہے۔ ہندی شاعری میں اس کا کوئی مدمقابل نہیں ہے۔ شاہ جہاں کے دربار میں باریاب ہوا، شاہ جہاں نے جاگیر دی اور ملک الشعرا بنایا۔ کئی ہندی کتابیں لکھی ہیں۔

آغاز۔

دیبی پوجوں سرستی پوجوں ہر کی پائے — نمسکار کہ جو رکیں کہے مہاکب رائے
نگر آگرہ بسیت ہے جمنا تٹ سبھ نہاں — تہاں پادشاہی کریں بیٹھے شاہ جہاں
شاہ بڈو کب موکہہ تیک کیون گن برین جاتیہ — جیون تاری سب گگن کی موٹھی میں سمانیہ

اس رسالہ میں ہندی دوہرہ وغیرہ میں عورتوں کے متعلق فلسفی انداز میں صراحت کی گئی ہے عشق اور محبت کا فلسفہ بیان کیا ہے معشوق کے اوصاف اور اقسام لکھے ہیں۔

اختتام۔

سربانی میں بانیں کرے ہر بانی میں لائے — جاسیں گن رس ریت کو سب تیئں سمجھو جائے
یہ سندر سنگار کی پوتھی پرچی پچار — چوکیہو میری جو کہو کیجو کب سودھار

خاتمہ

از دیا سری بھگوان پوتھی رس پران درماہ سراون کرشن بچھ۔ مہینہ دوج موافق یازدہم ماہ شوال المکرم ۱۲۰۲ھ روز یکشنبہ بوقت سہ پہر۔ پوتھی سندر سنگار زینت تحریر و زیب تسطیر پذیرفت۔

رباعی

طمع دارم کہ کرناکہ سکر فی — بخواند این محبت نامہ حرفی
رندی سیو کر ہند خطائے — بنارد برسر من ماجراتی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۳) فلسفہ

(الف) فلسفہ و منطق

(ب) رمل و نجوم

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اٹھایا سمنت میں رنج و تکلیف　　ہوئی یک سال میں یہ نظم تالیف

تاریخ آغاز

ہوئی آغاز جب یہ نظم فی الفور　　کیا دل میں تفکر و در میں غور
سروشِ غیب کی لکھی یہ تاریخ　　ریاض تحریر رامائن کی تاریخ
چو من این نظم را آغاز کردم　　بگفتا ہاتف این تاریخ در دم
بصوری معنوی نے کم زیادہ　　در ششصد ہفتند و پنجاہ مارا

تاریخ ختم

ہوئی جب ختم یہ نظمِ دل افروز　　ہوا پھر طالبِ تاریخ اُس روز
وہیں گردوں سے لکھکر بر سرِ بیض　　کہا ہاتف نے ہے یہ چشمۂ فیض

آغاز داستاں

بیاں کرتا ہے یوں دانائے اسمار　　کہ یک عابد سلف میں تھا نکوکار
لطیف و حق پرست و پاک طینت　　ملایک سیرت و خورشید طلعت

اختتام

دعا خوشتر کی ہو مقبول جلدی　　بکارِ عمدہ کر مقبول جلدی
خدایا رفع کر سب میرے حاجات　　پذیرا کر شتابی یہ مناجات
پڑھے جو کوئی رامائن یہ میری　　رہے دل شاد وہ قدرت سے تیری

اس کے بعد ایک قطعہ تاریخ رنگ لال جی کی درج ہے۔

خاتمہ

الحمد للہ کہ این کتاب سراپا مستطاب تصنیف منشی جگناتھ متخلص بہ خوشتر ساکن محلہ کنگھی ٹولہ من محلات سلطنت لکھنؤ در عہد معدلت بادشاہ جم جاہ حضرت واجد علی شاہ بتاریخ سیوم ماہ شعبان سنہ ۱۲۶۰ھ مطابق ماہ سمدی پنچمی سنہ ۱۲۵۹ف بروز دوشنبہ۔ صورت اختتام پذیر یافت۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

صحبت کو عبادت پر شرف ہے — سلف سے یہ پدر کو نا خلف ہے

حمد کے بعد صفات باری تعالےٰ پھر مناجات۔ سبب تالیف کتاب۔ بیان حسب حال مصنف بیان سبب ترتیب کتاب۔ مدح بادشاہ (واجد علی شاہ)۔

تاریخ آغاز (تاریخ صوری و معنوی ۱۲۶۱ھ) کے بعد اصل مضمون رامائن شروع ہوتا ہے۔

سبب تالیف کے عنوان میں اس امر کا ذکر کیا گیا ہے ایک شب "زبان و نطق" ایک حسین عورت کے روپ آکر اس کتاب کے لکھنے کے متعلق ہدایت کی۔

یہ سنکر وہ قمر رو ہیں ناز پرور — لب شیریں سے بولی مسکرا کر
کہ امشب تیرا بخت خفتہ خوشتر — ہوا بیدار شکل ماہ و اختر
میں ہوں نطق زبان جن و آدم — میری قوت سے سب گویا ہی عالم
جو آیا خوش مجھے افسانۂ رام — کیا نصیحتیں با نظم دلارام

بادشاہ واجد علی شاہ کی مدح۔

شہنشاہِ اودھ سلطانِ عالم — بہارِ دولت بستانِ عالم
یہ برج خسروی تابندہ اختر — یہ برجِ نیکوی فرخندہ گوہر

"بیان حسب حال اپنا"

مرا نام ولادت سے جگنا تھ — ہمیشہ نیک مردان سے رہا ساتھ
تمامی بندگانِ حق سے احقر — تخلص ہے مرا مشہور خوشتر
میں ہوں فرزند منا لال نامی — مری بالیت کا بیستِ گرامی
مرا تھا جدِّ اعلیٰ صاف باطن — بنام و درخراج نیک سیرت
نہ کیونکر نام در ہوں راستی سے — کہ میں ہوں خاندانِ سیٹھل سے
بزرگوں کا وطن ہے خاص ہیبہ — وہاں کا نام زد تھا اُن کی صیغہ
ہوئی جب کثرت اولاد باہم — ملا صیغہ میں حصہ خرچ سے کم
معاشِ روز مرہ سے ہوئی تنگ — ہوئے تب لکھنؤ کو کرم انمنگ
ہوا شعر و سخن کا جو مجھے شوق — ہنرمندوں کی صحبت کا ہوا ذوق
ہوا فیضِ ہنرمنداں جو دمساز — ہوا میں اپنے ہمچشموں میں ممتاز
چہل سی سن مرا فزوں تھا یک سال — کیا جب میں نے رامائن کا اشغال

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

چندولال کا متوسل رہا۔ راجہ بھوانی پرشاد کے سررشتہ میں مامور تھا۔
مصنف نے اپنا دیوان بھی مرتب کیا ہے۔

آغاز۔

اوم نمو پرپ برہمہ سروپا   نرانجن نرگن جگر وپا
اوم نمو پر بھو سے گور دیوا   نراکار اکارہ بھیوا
دس اوتار پرجگ دھارپو   دین جان کی بھگتت ادہارپو

اس کتاب میں چند غزلیات ہیں جو مذہبی رنگ میں کہی گئی ہیں۔

اختتام۔

اشٹت دس ست اٹھیانوی بکرم سمت جان   بھاگا نرہر نے کیو اپنی بدھ پرماں
جو جن ہت چت سون پڑھین پاویں پد نربان   بھگتت کاج برحواج پربھو دینو مارگ گیان
سورنس اکارتھ جات ہیں اس میں سمجھ جان   منکا منکا پھیر کر نرہر بیچ بھگوان

خاتمہ۔

پوتھی پرگیان بخط احقر نرہری پرشاد بتاریخ نوازدہم ذیحجہ ۱۲۵۷ھ۔
یعنی مصنف کا اصلی نسخہ معلوم ہوتا ہے اس پر پاپا لال کی مہریں بھی ثبت ہیں۔

(۳۶۴) رامائن منظوم

نمبر (۶۸۰) سائز (۹ ½ × ۶ ½) صفحہ (۳۶۰) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ ولایتی کرم خوردہ
مصنف جگناتھ خوشتر تاریخ تصنیف ۱۲۶۸ھ کتابت ...... ناقص الاول ہے۔

مصنف نے اپنی تصنیف میں جو اپنا حال قلمبند کیا ہے اس سے واضح ہے کہ ان کا نام جگناتھ تھا اور تخلص خوشتر رکھا تھا۔ باپ کا نام منا لال اور تخلص نامی تھا۔ وہ خاندان سیٹھ مل سے تھے لکھنؤ وطن تھا اور واجد علی شاہ کے زمانہ میں خوشتر نے اپنی تصنیف کی ہے جبکہ ان کا سن (۴۳) سال کا تھا۔ اس سے واضح ہے کہ وہ ۱۲۲۵ھ میں تولد ہوئے تھے۔ اس کتاب کی تصنیف کی وجہ یہ بیان کی ہے۔ ایک رات انھوں نے خواب دیکھا اور خواب کی بشارت پر یہ تصنیف اپنی یادگار کے لئے لکھی۔

آغاز۔

گناہ عاصیاں واجب القید   تو ہی بخشے گا روز بیم وامید
گنہگاروں کو ہی تجھ ہی سے محبت   بلاشک ہم کو تو بخشے گا جنت

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

ینتی دوجی جو کرکرت سنون سب کوئی　　مدہیو پرم پوتر ہری جاتیں یات نہوئے

خاتمہ۔

... مانی سری مدھیا کون جہالو رانی دسم اسکندری سماپت سمپورنم شبہہ مست بربی کہام شری راتتا غوہ صفر المظفر ۱۱۵۴ھ باتمام رسید۔

(۳۶۲) کایستھہ پورن

نمبر (۱۱۹) سائز (۶×۴) صفحہ (۴۳) سطر (۷) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف راجہ رام تاریخ تصنیف مابعد ۱۱۵۰ھ کتابت ۱۲۷۳ھ

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز۔

سمرڈن آوے الکھہ ابناسی　　جو پرے پورن گھٹ گھٹ باسی

جو تے روپ سب ماہہ براجتن　　پورن کہو وس کلا سماجن

تہر واگم بنتہ کو پاوے　　کہا شکتے رسنا گن گاوے

اس میں ہندی دوہرہ اور چوپے وغیرہ درج ہیں جن میں سے اکثر مذہبی معلوم ہوتے ہیں۔

اختتام۔

پوجن کرے آرتی تے نر پرے　　ات اوت کارج سو سپھل کرا ادنی ادنی

انی جنیر گیت جہانمی راج پرکاشی سماپتہ

خاتمہ

فی التاریخ بست وپنجم ۲۵ ماہ ربیع الثانی ۱۲۷۳ھ باتمام رسید۔ روز چہارشنبہ

(۳۶۳) بھاکا (پوتھی پرگیان)

نمبر (۱۰۹) سائز (۶×۴) صفحہ (۲۵) سطر (۷) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف نرہری پرشاد تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ کتابت ۱۲۵۷ھ۔

مصنف کایستھہ قوم سے تھا۔ حیدرآباد وطن تھا۔ ناصر الدولہ آصفجاہ رابع کے زمانہ میں

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

آغاز ۔

سمرون آدہ نرنجن دیوا ۔ جبہ کو روپ دیو سنجات بہوا
جوت روپ بھگوان بدھاتا ۔ پورکہہ پوران پرامن کو داتا

اختتام ۔

بینی داس آودھیں کی سمبھن کان سن بہوہ ۔ اہسار بینی داس کے سو پورن کرو بہوہ
ہت جنت کر پوتھی لکھے دسم پرم پوران ۔ بہوا بنداس سے داس کون دیجئے بہوہوا بکتان
تلسی جیہسا نو بھلے جو مکھ کہہ پرنام ۔ ناتو کاٹ بہائے مکھنی بہلو نہ جام

خاتمہ ۔

پوتھی سرے بہاگوت پوران دسم سکندہ از بہوپت کا تبتہ بہی کیا کرنتہہ بدستخط بہوانیداس دلدر نجیت رائے کھتری بہل متوطن رہتک لعا پور از کرم دیا سی برج ذریعہ تمام شد ۔ تحریر فی التاریخ سیزدہم شہر شعبان المعظم ۱۱۶۵ھ بروز بجاکس سدی پوران ماس بوقت چہار گھڑی شب گزشتہ در شہر ۔ ۔ (میٹ دیا گیا) ۔

اس کتاب میں (۳۷) تصویریں ہیں جو راجپوت اسکول سے تعلق رکھتی ہیں ۔

عنوان کی فہرست جو مابعد مرتب ہوئی ہے (۸۴) عنوان پر حاوی ہے ۔ خاتمہ کتاب پر ایک اور نظم تین صفحہ پر درج ہے ۔

(۳۶۱) بھگوت دسم اسکندھی تیسرا نسخہ

نمبر (۱۳/۷) سائز (۱۹×۱۱) صفحہ (۳۸۰) سطر (۳۴) خط نستعلیق کاغذ دیسی جدول مطلا کتابت ۱۲۵۵ھ

آغاز ۔

سمرون اد برنجن دیوا ۔ جاگو دیو سنجا نت سوا
کنول ناتھ نارائن سوامی ۔ سب تیون کو انتر جامی

اس کتاب میں نصف صفحہ ربع صفحہ اور پورے صفحہ کے (۲۸۶) تصاویر ہیں جو دکھنی اسکول کی معلوم ہوتی ہیں ۔

اختتام ۔

دجہن دیس مست میں پورن بہو پران ۔ جوں مت سول کا دیں سنی پاویں بدزمان
سادھن سون بینی کرت دتھر چرن ہر سیس ۔ پدہست منت مودین کون من بیچ دہواس

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مصنف بھوپت رائے تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۲۳۵ھ کتابت سنہ ۱۲۳۵ھ

مصنف کے متعلق کوئی معلومات ہمدست نہیں ہوئے۔ خیال یہ ہے یہ مصنف عہد شاہ جہانی کا ہے

آغاز

سمرون آدُ نرنجن دیوا جبہ کو روپ دیو نجانت بھیوا
جوت روت بھگوان بدھاتا پرن پران پرانن کو داتا
کمل نابھ نارائن سوامی سب جیون کو انتر جامی

یہ کتاب ہندو مذہب کے مسائل پر مشتمل نظموں کا مجموعہ ہے۔ نو د باب پر کتاب منقسم ہے بھگوت گیتا کا دسواں حصہ ہے۔

اختتام۔

سادھن سون بنتی کرت دھرت چرن پر سیس پڑھت سنت مود من کون من بچھ دیوہ اسیس
بنیتی دو جی جور کر کرت ستو سب کوئی پڑھو پرم پونتر ہوئی جانیں پاپ نہ ہوئی

خاتمہ

پوتھی دسم اسکندہ سری مت بھاگوت منی سانون سدنر دوسی سمت (۱۸۷۷) روز دوشنبہ سمپورنگ سماپتہ نمط بدنمط خاکپائے ہربنس رائے قوم دھوسہ ساکن ہندوستان شہر ریواری محلہ قطب پورہ بموجب ارشاد فیض ہشیار رائے صاحب و قبلہ منظر نوازش و تفضل رائے حکیم چند صاحب بمقام خجستہ بنیاد بتاریخ یازدہم شہر ذیقعدہ سنہ ۱۲۳۵ھ یکہزار دو صد و سی و پنج ہجری صورت ارقام یافت۔

اس کے بعد ایک اور دوہرہ اور ایک مدحیہ نظم بھی درج ہے۔

کتاب کی جلد سرخ مخمل کی ہے مگر بوسیدہ اور شکستہ ہو گئی ہے۔ کتب خانہ آصفیہ میں اسکے چار نسخے ہیں۔ (مذاہب ۱۹۲۔ داخلہ ۲۸۴۹۲/۱۰۶ داخلہ ۲۸۴۹۲، داخلہ ۳۱۰۳۳۔ جامعہ عثمانیہ میں ایک نسخہ ہے۔

(۳۶۰) دسم اسکند بھاگوت پوران (دوسرا نسخہ)

نمبر (۱۵۸۱) سائز (۹ × ۵) صفحہ (۱۵۸۱) سطر (۱۴ تا ۱۶) خط نستعلیق کاغذ دیسی کتابت سنہ ۱۱۶۵ھ

نفس کتاب کے آغاز کے پہلے صفحہ پر چند شعر ہیں۔

ہیری دین دھام رام جبین اندہ بیات لاکری پربھو ایسو کچھو نہیں گھر ہے میں بیٹھو کھانو
ایسو کچھو بہتر نہیں سودا کروں ناکیری ایسو کچھو کہان نہیں بید پوران کہتا کیوں ایسو

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(الف) ہندو مذہب

(۳۵۸) سوال جواب للتا دیوی و کشن

نمبر (۶۸۲) سائز (۸ × ۴ ½) صفحہ (۱۲) سطر (۱۲) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف ایزدبخش رسا تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۰۰ھ کتابت ۱۲۴۱ھ ہجری
مصنف کے متعلق کوئی معلومات فراہم نہیں ہوئے صرف اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی برہان الاسلام کے شاگرد تھے۔

آغاز

ایک برہمہ جو آدھی پریتم نا کی آس — جاتین شیوار دسکت کو سینچ بھنور پرکاس
نہہ کون سیس نوائی کی بندت ہونگر جور — نس اکیان ہست کے کردن گیان جہان سونہور
کور نند آنند جت پرنہمہ ناہ منادی — پا چہین فسا دھیان دھرلا کون کور کے پائی

اس رسالہ میں جو ہندی زبان میں ہے للتا دیوی اور کشن کے سوال و جواب ہیں۔ ہندو مذہب و فلسفہ کی کتاب ہے۔

اختتام

جہادوہی ایان چیت ماتہہ کن لادی کیان تج جیو نہلو — سیاں مست۔ میری سکھی سن ہو
مجھن بچار ترداد سوج کن دار سکت۔ کرون اکرم مخلوقات این دعا نحوی کہ تمام کردہ اند ملایکہ یعنی حمید مجید اشعار است بسوی این۔

خاتمہ

الحمد للہ والصلوٰۃ علی سید المرسلین وآلہ واصحابہ الطیبین الطاہرین وانا احقر عباد اللہ تعالیٰ ایزدبخش رسا تلمیذ برہان الاسلام امام عبدالعزیز اعزہ اللہ بتاریخ بست و ہشتم شہر جمادی الثانی ۱۲۴۱ھ بخط بندہ شکستہ عبدالرحیم بیگ قوم ترک برائے لالہ صاحب نوشتہ شد۔

(۳۵۹) پورن سدی دسم اسکندھ (سری مت بھاگوت)

نمبر (۲۰۹) سائز (۱۱ ½ × ۶ ½) صفحہ (۶۸۷) سطر (۱۰) خط نستعلیق کاغذ دیسی۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۲) مذاہب

(الف) ہندو مذہب

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے ۔

آغاز ۔

"قولہ تعالیٰ لقد من اللہ علی المومنین انفسہم والمومناۃ بعث فیہم رسول من انفسہم ۔ اس کا معنی خدا کہا مسلماں کوں تمہارے وجود میں محمدؐ کا نور رکھا ہوں"۔

اس رسالہ میں نور محمدی کے علاوہ تصوف کے چند مسائل بیان کئے گئے ہیں ۔

اختتام ۔

"دل کی خطریاں کو پاک کر تو شافعی بولتے ہیں قلب ذکر صبا مالک ......"

ناقص الآخر ہے ۔

(۳۵۷) رسالہ تصوف

نمبر (۲۱۲) سائز (۱۱½ × ۶) صفحہ (۱۲) سطر (۲۰) خط شکستہ کاغذ دیسی

مصنف

تاریخ تصنیف مابعد ۱۱۰۰ھ کتابت

مصنف کا نام معلوم نہ ہو سکا ۔

ناقص الاول ہے ۔

آغاز ۔

"...... الحمد میں نکتہ نہاں نکتہ ہے مطلق ہوا محیط ہیں چار دفتر راز حق ہر یک میں نکتہ ہے راز ہی نکتہ الف ہے سربسر برس الف ہے"۔

اس میں تصوف کے چند نکتے بیان کئے گئے ہیں ۔

اختتام ۔

"اور یک ایمان پھر رسول خدا ایک .... نکتہ بولیا حال حال و قال در نور حال محمد بصورت عرب آمدہ بمعنی فکر عین دست آمدہ"۔

خاتمہ ۔

"بو علی شاہ قلندرو ...... علی شاہ قلندر قدس سرہ ۔

این کتاب ملک محمد ابراہیم است نوشتہ حیدر علی شاہ"۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مصنف شاہ میراں جی تاریخ تصنیف ماقبل ۹۰۲ھ کتابت

آغاز۔
"حضرت حاجی الحرمین شریفین شاہ میراں حسینی ولی اللہ منزوی الجلیلین قدس اللہ سرہ العزیز یہ کہتے ہیں نکات پنچہ بیان ذات اور صفات کے اور صفات کے واسطے ہدایت سالکان طریقت کے ارشاد فرماتے ہیں"۔
اس رسالہ میں خدا کی سات صفتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے ثبوت میں قرآن کی آیتیں اور حدیثیں پیش کیگئی ہیں۔

اختتام۔
"اُس خودی کوں اپنی نسبت سوں ثابت کیا ہے اُس ثبوت کوں سبب کرنیکا ہمنر مرشد کامل سوں سکینا بیخود ہونا۔ بیت

جب یہ میں پن جاوے نکل — تب کہیں تمن نور ہوے نچل

نور یعنی روشن اچھنا اپنی ذات سوں اور روشن کرنے والا غیر کوں"۔

(۳۵۵) رسالہ تصوف

نمبر (۲۱۲) سائز (۱۱ ½ × ۶) صفحہ (۵) سطر (۱۷) خط شکستہ
مصنف — تاریخ تصنیف مابعد ۱۱۰۰ھ کتابت
مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز۔
"اول ذات دویم نور سویم نور علی نور چہارم روح مقیم پنجم روح جاری ششم عارف"۔
اس رسالہ میں تصوف کے چند مسائل بیان کئے گئے ہیں۔

اختتام۔
غ دست چپ ف انگشت راست ق انگشت چپ استخوان راست ل را توم مقام مخفی ن مقام، و نفس، ھ قلب ی روح۔

(۳۵۶) رسالہ تصوف

نمبر (۲۱۳) سائز (۱۱ ½ × ۶) صفحہ (۲۹) سطر (۱۷) خط شکستہ کاغذ دیسی
مصنف — تاریخ تصنیف مابعد ۱۱۰۰ھ کتابت

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز۔
"حمد ہے اُس پاک بے چوں کو کہ جس نے ایک قطرۂ آب سے کیسا گوہر نایاب پیدا کیا اور اور کوئی جگہ ایسی نہیں کہ جہاں کہیں اُسکا ظہور نہ ہو وہ ایک نور پاک منزہ ہے کہ تمام زمین و آسمان میں مبرا ہوا ہے۔"

یہ ایک تصوف کا رسالہ ہے جو مولانا جامی کے فارسی رسالہ کا ترجمہ ہے۔

اختتام۔ رباعی

چیزیکہ نمائشش بیک منوا ست — اندر صفت وجود بریک حالست
در نزد و نظر گرچہ بقائے دارد — آن نیست بقا بعد وامثالست

تمت بقلم سورج بھان۔

(۳۵۳) خلعت الثریا

نمبر (۲۹۵) سائز (۸×۵) صفحہ (۳۴) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ ولایتی مصنف میرامداد علی علوی تاریخ تصنیف ۱۳۱۰ھ کتابت

آغاز۔

حمد کب حق کی ہو سکے واللہ — انہ لا الہ الا اللہ
حمد کے وقت بولے ہیں یہ نبی — کہ ثناء علیک لا احصیٰ
پھر کسی کی مجال ہے یہ کب — حمد میں حق کی جو ہلا دے لب

اس مثنوی میں ایک فرضی قصہ نظم کیا گیا ہے جو تصوف پر مشتمل ہے۔

اختتام۔

یہی کعبہ ہے یہی دیر میرا — ہے یہی خاتمہ بخیر میرا
ہو گیا یاں تمام یہ قصہ — ہر کوئی اپنا اپنا لے حصہ

خاتمہ۔ بقلم ناقص رقم بندہ سورج بھان تحریر نمود۔ تاریخ ۴ ربیع صفر ۱۳۱۰ھ۔

(۳۵۴) رسالہ سبع صفات

نمبر (۳۲۵) سائز (۶×۱۰) صفحہ (۲۶) سطر (۱۶) خط ثلث کاغذ دیسی دکھنی

۱؎ تصوف کی چار کتابیں ابتدائی اوراق میں مندرج کرنے سے رہ گئی ہیں اسلئے ان کو آخر پر شامل کر دیا گیا ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مصنف میر امداد علی علوی تاریخ تصنیف ۱۳۱۰ھ کتابت

مصنف مولانا امداد علی علوی تخلص۔ آپ کا وطن قصبہ تھانہ بھون ضلع منظفر نگر نواح دہلی تھا مشاہیر دہلی سے تھے آپ کے والد پیر جی نجابت علی صاحب بڑے پائے کے بزرگ اور صاحب باطن تھے شاہ امداد حسین چشتی نظامی کے مرید تھے۔ امداد علی صاحب ۱۲۸۵ھ میں حیدر آباد آئے تھے جیہ آباد کے مشہور صوفی بزرگ سردار بیگ صاحب کے مرید ہو کر خلافت حاصل کی ۱۳۱۹ھ میں حیدر آباد میں آپ کا انتقال ہوا۔ اپنے مرشد کے گنبد میں مدفون ہیں۔ آپ کے تفصیلی حالات تزک محبوبیہ جلد دوم میں درج ہیں

آغاز۔

"بحمد اللہ الخ۔

اما بعد عرض کرتا ہے بندہ خاکپائے اہل عرفان و گرد راہ صاحبان ایمان و غبار جادۂ ارباب القان و خوشہ چین خرمن اصحاب اطمینان عبد ضعیف و نحیف میر امداد علی علوی خادم نعلین بردار حلقہ شبستان بزم سلسلہ چشتیہ بہشتیہ نظامیہ سلیمانیہ ادام اللہ فیوضہٗ۔"

اس رسالہ میں عظیم نیشاپوری کی ایک غزل کی شرح کی گئی ہے جو تصوف میں لکھی گئی ہے۔ غزل کا مقطع یہ ہے

قاصد آمد گفتمش آن ماہ سیمیں ہر چہ گفت ... گفت با ہجرم بساز د گفتمش دیگر چہ گفت

اختتام۔

"اب اور آیندہ بھی اپنے فضل سے اس بندہ گنہگار کو حضرت قبلہ و کعبہ مولانا مرشدنا جناب سردار بیگ صاحب قلندر سلمہ اللہ تعالےٰ کی پیروی عطا فرما اور زیست سے لب مرگ تک حضرت کا دم بھرتا رہوں۔"

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے ... یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

خاتمہ۔

بقلم خاکسار بندہ مسکین سورج بھان میکش خادم مصنف رسالہ ہذا۔

(۳۵۲) رایحہ الایح

نمبر (۲۹۵) سائز (۸×۵) صفحہ (۸۰) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف میر امداد علی صاحب علوی تاریخ تصنیف مابعد ۱۳۰۱ھ کتابت

اگرچہ اسکے مصنف میر امداد علی ہیں مگر اسکو انکے مرید سورج بھان میکش نے جمع کیا ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

یہ تصوف کی کتاب ہے جسکو چار ابواب میں منقسم کیا گیا ہے۔ (۱) لا الہ الا اللہ کی تشریح (۲) محمد الرسول اللہ کی تشریح (۳) کلمہ طیبہ کا عمل (۴) حفظ اوقات و اوراد وغیرہ۔ یہ چار ابواب (۳۰۰) عنوان پر تقسیم کئے گئے ہیں۔

اختتام۔

"چونکہ اوس میں ذکر عرفان ہے اور ہر مومن کا دل اسپر قربان ہے از بسکہ توحید سے معمور ہے قلم جو لکھے اوس سے اقرار ہے۔ مولف کے محنت اوس میں مشکور ہے جزاک اللہ فی الدارین خیرا"۔

(۳۵۰) مشکوات الموحدین۔ ترجمہ مرات العارفین

نمبر (۵۶۵) سائز (۶ ½ × ۳ ½) صفحہ (۴۴) سطر (۹) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف عبد الغفور تاریخ تصنیف ۱۳۰۵ھ کتابت ۱۳۰۵ھ

مصنف کے متعلق صرف اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ وہ مولوی اولاد علی کے فرزند تھے اور بہار کے رہنے والے تھے۔

آغاز۔

"حمد و ثنا اوس خدا کے لئے خاص ہے جس نے کن سے اوس چیز کو نکالا جو قلم میں مکتون اور متضمن ہے اور عالم وجود میں اپنے وجود سے اُن چیزوں کو ظاہر کیا جو پردہ عدم میں گنج مخفی تھے"۔

یہ تصوف کا ایک رسالہ جو ایک عربی رسالہ مرات العارفین سے ترجمہ کیا گیا ہے۔ اس میں توحید کے چند مسائل حل کئے گئے ہیں۔

اختتام۔

"لیکن بغیر رابطہ کے صرف موضوع اور محمول سے تصدیق ناتمام ہے لہذا انسان دونوں کا رابطہ ہے اور اب اُس سے ایک تصدیق وجود باری تعالی کی حاصل ہوتی ہے"

خاتمہ

عبد الغفور خلف مولوی اولاد علی صاحب غفر اللہ ساکن موضع دولت از اطراف بہار۔

(۳۵۱) سر السلوک

نمبر (۲۹۵) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۳۴) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

بخیالی اندک حال وحقیقت ظاہر وحالی کرتا ہے کہ بعد رحلت شیخ سعدی کہ بلبل سخن دلنوازی کا ہے۔ ملا فتح اللہ شیرازی نے کتاب شبستان درجواب گلستان تصنیف کی"۔

اس کتاب میں اخلاق اور تصوف کا بیان ہے۔

اختتام۔

"اور ترکیب سے ان چند حروف مذکورہ کے شبستان حاصل ہوتا ہے اور جو لفظ شب کو کلمہ شبستان سے دور رکھا جائے ستان باقی رہتا ہے اور ترکیب سے لفظ شب اور کلمہ ستان کے شبستان حاصل ہوتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب"۔

خاتمہ۔

تمت بالخیر ترجمہ شرح شبستان نکات درزبان اردو۔

(۳۴۹) گوہرِ مقصود

نمبر(۵۲۴) سائز(۱۰½×۶½) صفحہ(۹۷۲) سطر(۱۳) خط نستعلیق مائل بہ شکستہ کاغذ دیسی

مصنف محمد عبدالقادر صدیقی تاریخ تصنیف ۱۲۹۱ھ کتابت ۱۲۹۱ھ

مصنف کے والد کا نام حافظ محمد فضل اللہ تھا اور وہ محمد علی قادر یار خاں کے فرزند تھے۔ حیدرآباد کا یہ صدیقی خاندان بلحاظ اپنے علمی فضیلت اور تبحر علمی کے خاص شہرت رکھتا ہے جس کے افراد آصفی دور میں ممتاز رہے کئی اصحاب نے اعلیٰ خدمات کو انجام دیا۔ مولوی عبدالقادر صدیقی سررشتہ عدالت میں ناظم عدالت تھے اور انکے فرزند مولوی عبدالقدیر صدیقی سابق صدر شعبۂ دینیات جامعہ عثمانیہ سے اہلِ حیدرآباد بخوبی واقف ہیں۔ مولوی عبدالقادر ۱۲۵۱ھ میں تولد ہوئے۔ تیس سے زیادہ آپ کی تصانیف ہیں۔ سنہ ۱۳۰۰ھ کے بعد آپ کا انتقال ہوا۔ تزک محبوبیہ میں آپ کے تفصیلی حالات درج ہیں۔

آغاز۔

"الحمدللہ وحدہ لاشریک لہ ولا معبود الخ۔

بعد حمد وصلواۃ کے کہتا ہے مسکین الراجی بفضل رحمت اللہ عبدالقادر صدیقی نسباً..... ابن تاج العلمای حاجی حافظ محمد فضل اللہ..... ابن محمد علی قادر یار خاں ابن شیخ عبدالقادر خاں حکیم الحکماٗ محی الدولہ صدر الصدور..... مسمّی بگوہر مقصود مکاشفہ مراقبہ تسوید کیا اور اس مختصر کو چار کتاب پر منقسم کیا"۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۳۴۷) رسالہ میراث شعبان

نمبر (۵۹۹) سائز (۸½×۵½) صفحہ (۲۹) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ ولایتی
مصنف عبداللہ امتیازی تاریخ تصنیف ۱۲۸۴ھ کتابت ۱۲۸۴ھ
مصنف کے متعلق کوئی معلومات ہمدست نہیں ہوئے۔

آغاز۔

"بعد حمد و نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقیر حقیر ذرہ بے مقدار عبداللہ امتیازی نودی کہ باعتبار نزول اول مرتبہ بسبب علمی و عینی کا یہاں ذات و صفات دونوں مطلق ہے اس سبب بغیر مدرک ہوئے۔"

اس رسالہ میں علم تصوف کے چند مسائل بیان کئے گئے ہیں۔

اختتام۔

"اور حقیقت حق الیقین کسب اور ریاضت پر موقوف ہے کسب کرو تم آپ کو کھو کہ رہا سو جانو پانی دو۔"

خاتمہ۔

بتاریخ یازدہم ماہ شعبان ۱۲۸۴ھ

(۳۴۸) ترجمہ شرح شبستان

نمبر (۵۹۱) سائز (۱۲½×۷½) صفحہ (۴۲۹) سطر (۱۹) خط نستعلیق کاغذ ولایتی
مصنف مترجم خیالی رام تاریخ تصنیف ۱۲۸۶ھ کتابت

ملا فتح اللہ شیرازی نے گلستاں کے جواب میں شبستان کے نام سے ایک کتاب تالیف کی تھی۔ اسکی شرح حاجی محمد بہرام نے کی اسی شرح شبستان کا ترجمہ خیالی رام نے اردو میں کیا ہے۔
خیالی رام کے متعلق کوئی معلومات ہمدست نہیں ہوئے۔

آغاز۔

"حمد اس محمود کو واجب ہے کہ جس نے محمدؐ کو برسالت مبعوث کیا اور نعت اوس مبعوث کو لائق ہے کہ جس نے چراغ ہدایت کا شبستان خیالی میں ہر ایک کے روشن کیا۔ اما بعد بندہ لاویالی مسمی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

معتقد رام رائے نے بھی فارسی میں تقریظ لکھی ہے۔
قطعہ تاریخ بھی درج ہے۔

(۳۴۶) فوائد بسم اللہ خوانی

نمبر (۶۹۷) سائز (۱۳ × ۸) صفحہ (۱۲۶) سطر (۱۹) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف سید احمد علی احراری تاریخ تصنیف ۱۲۸۴ھ کتابت ۱۲۸۴ھ
مصنف رام پور کے متوطن تھے۔ حیدر آباد دکن کی ہائیکورٹ میں ملازم تھے۔ مختار الملک کی لڑکی کی بسم اللہ میں یہ کتاب لکھی اور اس صلہ میں ایک سال کے رخصت کی استدعا کیگئی ہے۔

آغاز۔

"غنچہ ہائے حمد و ثنا بنام پاک جل و علا شگفتہ باد کہ ذکر اسم مبارکش بخشندہ"..... دو صفحہ فارسی دیباچہ کے بعد یہ عبارت ہے "امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بیمار درد شکم سے ہوئے کہ اوس درد نے شدت پکڑی اور آناً فاناً وہ درد زیادہ ہونے لگا۔"

اس رسالہ میں بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنے کے فوائد جمع کیئے گئے ہیں۔ کتاب (۴۹) باب میں منقسم ہے۔

اختتام نظم پر ہوا ہے۔

میرے دل میں ہر دم ہو یاد رسول — سدا ہووے سینہ میں حب بتول
تصور رہے مرتضیٰ کا مدام — شہیدوں کے غم میں رہوں صبح و شام
دم مرگ تک ہو حب نبی — مجھے رکھ تمنا ہے میری یہی

خاتمہ۔

"کتبہ دعا گو نیاز مند العلما و سید احمد علی احراری سر رشتہ دار مجلس مرافعہ عدالت بامید حصول رخصت یک سال برائے رفتن وطن کہ رام پور است بتاریخ ہفتم ماہ ربیع الثانی ۱۲۸۴ھ تمت تمام شد رسالہ بسم اللہ نامہ بپاس شادی تسمیہ خوانی صاحبزادی جناب نواب مستطاب شجاع الدولہ مختار الملک میر تراب علیخاں وزیر اعظم ملک حیدر آباد دکن دام اللہ تعالیٰ اقبالہم و جلالہم آمین یا رب العالمین۔"

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

پر صلوٰۃ ہر دم بروح ذوالکرام　　فصل شاہد ختم شد خیر الکلام

خاتمہ۔
تمت تمام شد کار من نظام شد بتاریخ ششم شوال ۱۲۶۷ھ۔
اس کتاب پر بالا پرشاد اور پاپالعل کے مواہیر ثبت ہیں۔

(۳۴۵) تحفۃ العاشقین

نمبر (۲۲۴) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۱۹۶) سطر (۱۰) خط نستعلیق کاغذ ولایتی
مصنف عبد الصمد معروف رن مست خاں تاریخ تصنیف ۱۲۷۲ھ کتابت ۱۲۸۰ھ
مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز۔
حمد نا محمود و درود نا محدود معبودے را تراست کہ جان عارفان را گلزار عرفان ساخت۔"
طویل فارسی دیباچہ ہے جس میں نظم بھی ہے اسکے بعد نفس مضمون کا آغاز ہوا ہے۔

دستگیری کیجیو میرے خدا　　تا کوئی دم ہوں نہ میں تجھ سے جدا
دمبدم ہوتا رہوں تجھ پر فدا　　آرزو تجھ سے یہی ہے اے خدا

یہ تصوف کی مثنوی ہے عنوانات (جو فارسی میں لکھے گئے ہیں) کے تحت بیان ہوا ہے۔
چند عنوان یہ ہیں۔
(۱) بیان وحدت و گفتن انا در دلولہ اول سلوک۔ (۲) در بیان انتشار دل و وسوسہ شیطان
(۳) در بیان آیت نحن واقرب۔ ثبوت میں قرآن کی آیتیں اور حدیثیں بھی درج ہیں۔
(۴) در بیان حدیث قدسی۔ آخر میں کچھ دوہرے وغیرہ بھی درج ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف ہندی شاعری سے بھی خوب واقف تھا۔

اختتام۔
من میلا تن تیرا اجلا پائے مور کہہ کیا تو بھولا　　بنگیست سی منگو ما نجہ ری ہو کہہ نا ہن پائے دکھیو نوارے
ہر دی میں جو تیری بستا مالک پل چھن ڈاکو لکھنا　　یا کو صیا اس جو کبھی نہ مستا پاپ کیا وہ ہر دم کو کھونے

کتاب کے متعلق چند اصحاب کی تقریظیں ہیں جو فارسی نثر اور نظم میں ہیں معلوم ہوتا ہے کہ مصنف صاحب حال و قال بزرگ تھے مریدوں کا حلقہ وسیع تھا معتقدین میں ہندو بھی شامل تھے چنانچہ ایک ہندو

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام۔

بہت ہے خوف محشر کا ہمیں کوں — ہماری لاج میرا نجہ تمن کوں
گدا کوں رات دن آو سیر تمری — تمیں ہو شاعر تم غور ہمری

خاتمہ۔

"تمت تمام شد نسخہ نکات اسرار تصنیف حضرت قبلہ کونین کعبہ دارین۔ جناب شاہ شاہد مشہور معروف قدس اللہ سرہٗ العزیز بتاریخ بست و ہفتم رجب ۱۲۶۲ھ کہ شب چہار شنبہ لیلۃ المعراج بود بخط بے ربط بندہ درگاہ شاہدی شام لعل عطا ولد رائے منسی رام تحریر یافت"۔

(۳۴۴) وصول الحال

نمبر (۱۶۲) سائز (۸ × ۵½) صفحہ (۲۰) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف — تاریخ تصنیف ۱۲۶۶ھ کتابت ۱۲۶۷ھ

مصنف کا نام یا تخلص ظاہر نہیں ہوتا صرف اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ وہ سید صاحب حسینی کے مرید تھے۔ جن کا تذکرہ صفحہ گزشتہ میں ہو چکا ہے۔

آغاز۔

حمد حق ہے ذاتِ شاہد لامثال — نعتِ احمد دیکھ صورتِ کل حال
حمد و نعت ہیں صفت و یک یار کے — احد و احمد ہیں لقب دلدار کے
ذاتِ مطلق سے ہیں ملحق گرچہ او — ناگہا جا دی ادنی کچھ رنگ و بو

اس رسالہ میں تصوف کے چند مسائل کا تذکرہ ہے۔ ذات۔ صفات وجود مطلق۔ گنج مخفی۔ عاشق صادق وغیرہ کی صراحت کیگئی ہے۔

مرشد کا ذکر اور تاریخ تصنیف اور اختتام۔

روضۂ شاہد کے جو سجادہ ہیں — یاد حق سے روز شب دل شاد ہیں
وارث اکلیل سے سجادہ گری — سید صاحب حسینی قادری
یکہزار دو صد و چہ سٹ کا سال — تھی اوستادیسویں ماہ شوال
روز تھا جمعہ کا عید المومنین — یہ ہوا منظوم اسرارِ متین
ہے وصول الحال اس نسخہ کا نام — فال حسب الحال ہیں ہے والسلام

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

خاتمہ۔
تمام شد است سری ہنومان جی برائے مطالعہ رائے جسنت لعل بخط نیازمند اوتم چند توقیم یافت مرقوم، ارذیقعدہ ۱۲۷۴ھ روز سہ شنبہ۔

(۳۴۳) نکات الاسرار

نمبر (۱۰۱) سائز (۸½×۵½) صفحہ (۱۳۵) سطر (۱۴) خط نستعلیق کاغذ ولایتی
مصنف شاہ شاہد معروف چشتی تاریخ تصنیف ۱۲۶۲ھ کتابت ۱۲۶۲ھ

اس کتاب کے مصنف شاہ شاہد معروف حسینی ہیں اور جامع شاہ صاحب حسینی ٹیکمالی ہیں شاہ شاہد حسینی عالم بھی تھے اور صوفی بھی۔ موضع ٹیکمال میں آکر اقامت کرلی تھی تبلیغ اور وعظ و نصیحت کرتے تھے۔ مریدوں اور عقیدتمندوں کا دائرہ نہایت وسیع تھا ٹیکمال میں ہی آپ کا انتقال ہوا۔

سید صاحب حسینی آپ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ صاحب حسینی نے مسلمانوں کی علمی پستی کا احساس کرکے ایک مدرسہ قائم کیا تھا جو مدرسہ حسینی سے موسوم تھا۔ اس مدرسہ میں دینی اور دنیوی تعلیم ہوتی تھی۔ مختار الملک کے زمانہ میں سرکاری کاروبار چلانے کے لئے اس مدرسہ کے فارغ التحصیل اصحاب کارآمد تصور کئے جاتے تھے۔

سید صاحب چشتی کی اولاد آج تک موجود ہے۔

آغاز۔ اولاً فارسی میں دیباچہ ہے۔

"الحمد للہ رب العالمین الخ۔

امابعد بر ضمیر نکتہ سنجان معرفت پذیر و کیہ تازان عرصہ ہدایت تطہیر پوشیدہ نماند کہ ذات منزہ صفات خدیو کشور.............. چار صفحے کے بعد

شکر شاہد کہ تو رب العالمین	نعت احمد رحمت اللعالمین
ہیں امیر المومنین او چار یار	دینِ احمد تا قیامت برقرار
پنجتن ہیں پاک اور بارا امام	چہاردہ معصوم ہیں عالی مقام

اس کتاب میں شاہ اللہ حسینی کے ارشادات اور کلمات کو جمع کیا گیا ہے جو نظم اور نثر دونوں ہیں۔ زیادہ تر تصوف کے اسرار اور رموز اور مسائل کا ذکر ہے۔ مختلف اولیا واللہ کے ارشادات کو بھی شامل کیا گیا ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مصنف خواجہ حسینی بادشاہ تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ کتابت

مصنف سے متعلق کوئی معلومات ہمدست نہیں ہوئے۔ اسقدر پتہ چلتا ہے کہ انکا حیدرآباد سے تعلق تھا۔

آغاز۔

اے صبا یار کن لیجا پیغام — باادب ہوکہ کہہ دعا و سلام
تجہ صبا کردگار کی سوگند — صاحبِ ذوالفقار کی سوگند
میرا احوال یار سوں جا بول — رازِ مخفی تمام اوسکنیں کھول

اس مثنوی میں عشق حقیقی کے متعلق صراحت ہوئی ہے۔

اختتام۔

بست وہشت یکسوں ایک ہیں ہی ظاہر — اونچہ اپس میں آسپ ہوا دائر
تیس حرفاں میں ہیں یہ نچہ عیاں — بست وہشت حرف کوں کئی نہیں بیاں

(۳۴۲) رسالہ تصوف

نمبر (۶۸۳) سائز (۸ ½ × ۴ ½) صفحہ (۱۴) سطر (۱۰) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف فیض تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ کتابت ۱۲۷۴ھ

فیض کے حالات دوسری جگہ درج ہو چکے ہیں۔

آغاز۔

بہنو منت تم سیوا میں کروں کیسی جا بکار — درپی حسد عناد ہے دنیا میں روزگار
اور بی زر ہیں نے آگئے کیا اپنی گھر گزار — جس پر فرایضات ضروری ہیں روبکار
لیجو خبر وگرنہ گیا عز و اعتبار — مشکل تو میری حل کردیل میں ایک بار

اس رسالہ میں ایک طویل اخلاقی نظم ہے۔

اختتام۔

سایل اوس آبرو کا جو زرابدار ہے — اے فیض ابر قطرہ کے بھی کہیں شمار ہے
بخشو جو میرے دل کے ہے مقصود ہم کنار
مشکل تو میری حل کردیل میں ایک بار

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اس کتاب میں تصوف کے چند مسائل بیان کئے گئے ہیں قرآن اور حدیث سے ثبوت پیش کیا گیا ہے

ناقص الآخر ہے۔

اختتام۔

"پس اقبال بھی فرض ہے اتباع بھی فرض ہے۔ لہذا سعی طلب بھی ضرور پس وہی یافت ہر کہ یافت"

اس کے بعد ایک عربی دعا ہے۔

(۳۴۰) چار پیر چودہ خانوادہ

نمبر (۱۴۲) سائز (۸ × ۶) صفحہ (۴۷) سطر (۱۴) خط شکستہ کاغذ ولایتی

مصنف حسن تاریخ تصنیف قریب ۱۲۵۰ھ کتابت ۱۲۶۹ھ

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

اس نام کے ایک رسالہ کا تذکرہ اوراق ماقبل میں ہو چکا ہے۔ مگر یہ دوسری کتاب ہے۔

آغاز۔

کہنا حمد اوسکوں سزاوار ہے — جسے سب یو وحدت کا بستا رہی

تجلی جو ہوئی ذات کی ذات پر — اپسیں آپ کوں دیکھا سر بسر

اس رسالہ میں چودہ سلسلہ کے بزرگان دین کا ذکر کیا گیا ہے اور ان کے رحلت کے سن کا تذکرہ ہے۔

اختتام

بزرگاں کی تاریخ ہے مدعا — پڑے پر حسن کوں کرو سب دعا

......پڑھو فاطمہ لیک نام — بحق محمد علیہ السلام

خاتمہ۔

این کتاب یعنی رسالہ چہار پیر چودہ خانوادہ بروز پنجشنبہ بتاریخ پچیس ماہ ربیع الاول شہر جالنہ مکان مدار اشہ در وقت عصر اتمام شد۔ رقیمہ کرار علی شاہ قادری خانوادہ ابوسعید کہ در مقبرہ شاہی تمت تمام شد ۱۲۶۹ھ۔

(۳۴۱) کلام حسینی بادشاہ

نمبر (۶۲) سائز (۱۰ × ۵) (۶۵) شعر خط نستعلیق کاغذ دیسی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۳۳۹) دوربین خدانما (ردالمنافقین)

نمبر (۵۳۲) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۸۲) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف برہان الدین تاریخ تصنیف قریب ۱۲۵۰ھ کتابت

مصنف نے اپنا حال کتاب میں درج کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ انکے اجداد محب علی تھے اور قادریہ طریقہ میں مرید تھے۔ انکو کوئی روزینہ نہیں تھا توکل پر بسر ہوتی تھی۔ اللہ دیا تو کھاتے اور کھلاتے تھے۔ مال جمع کرنا حرام تصور کرتے تھے۔ یوم الجدید رزق الجدید پر انکا دارومدار تھا۔ مصنف کے والد آب ودانہ کی کشش سے ۱۲۰۲ھ میں گجرات سے روانہ ہوئے اور ۱۲۱۰ھ میں حیدرآباد پہونچے اور لنگر حوض میں قیام کیا۔ اسوقت مصنف کی عمر گیارہ بارہ سال کی تھی۔ اسکے کچھ عرصہ کے بعد انکے والد کا انتقال گلبرگہ کے راستہ میں ہوگیا۔ مصنف چندروز تک قلعہ دار کے پاس پھر قلعہ گولکنڈہ کے قاضی علی امان خان کے پاس رہا اسوقت انکی عمر (۱۹) سال کی تھی۔ اور وہ سکندرآباد کی فوج میں ملازم ہوگئے۔ جنرل "فریزر" کے ماتحت تھے۔ چالیس سال پہلے روم وشام گئے تھے۔ حیدرآباد کے اطراف واکناف کی سیر کی مگر گھر سکندرآباد میں تھا۔ یہ کتاب تصنیف کی اور انگریزوں اور دوسرے لوگوں نے اسکو پسند کیا۔ خصوصاً کرنل بیلی نے اسکو پسند کرکے حضور آصفجاہ میں دینے کے قابل قرار دیا اور رزیڈنٹ کے پاس روانہ کرنا چاہا مگر انہوں نے اسکو منظور نہیں کیا۔ حیدرآباد کے مشاہیر علماء مثلاً میر شجاع الدین حسن احمد یار خاں صدرالصدور، مولوی محمد کرامت علی، محمد شکر اللہ خاں، شاہ ابراہیم وغیرہ نے اسکو دیکھا اور کسی نے پسند کیا اور کسی نے ناپسند کیا۔ انھوں نے بڑے صاحب اور چھوٹے صاحب (رزیڈنٹ سکریٹری رزیڈنٹ) کو واقعات بیان کئے اسکے بعد میر منشی فخرالدین حیدر مشہور نانامیاں خلف رشید منشی عزیز اللہ نے اسکو دیکھا۔ پھر منشی عظیم الدین، منشی حمید الدین، فیض الدین وغیرہ جو رزیڈنسی کے عملہ میں ملازم تھے اسکو دیکھکر پسند کیا۔ اسکے بعد ناصرالدولہ اور سراج الملک نے کتاب کو دیکھ کر پسند فرمایا ہے۔

آغاز۔

"الحمد للہ رب العالمین الخ۔

یعنی کہو تو دونوں برابر ہیں ازروئے مثل کے اندھا و بینا کیا ہوا تمیں نہیں فکر کرتے ہو اور پیغمبر بھی فرماتے ہیں من جد وجد۔"

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

(۳۳۷) رسالہ تصوف

نمبر (۴۰) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۳۳) سطر (۱۸) خط نستعلیق کاغذ ولایتی
مصنف   تاریخ تصنیف قریب ۱۲۵۰ھ کتابت
مصنف کے متعلق کوئی معلومات ہمدست نہیں ہوئے۔

آغاز۔

حمد ہے تخصیص اسم ذات کو   کردیا اک کن میں کائنات کو
تھے عدم اعیان جملہ بے وجود   متحد بالا حدیث نور و شہود

بلا کسی عنوان کے اس مثنوی میں تصوف کے بعض مسائل کا ذکر ہے اور اردو فارسی اشعار مخلوط ہیں۔

اختتام۔

اے خدائے من بحق چار یار   ہرچہ کردم عفو کن روز شمار
روزِ محشر دار با آلِ رسول   از طفیلِ مقبلاں گرددں قبول

(۳۳۸) مرات التوحید

نمبر (۴۰) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۸) سطر (۱۸) خط نستعلیق کاغذ ولایتی
مصنف سرمد تاریخ تصنیف قریب ۱۲۵۰ھ کتابت
مصنف کے متعلق کوئی معلومات ہمدست نہیں ہوئے۔

آغاز۔

"حمد بیحد ہے آنجناب احدیت اور واجب الوجود کو کہ جس نے ہژدہ ہزار عالم کو اشکال مختلفہ سے زینت بخشا اور جلوہ تنزیہ وحدت کو ساتھ تشبیہ کثرت کے ظہور فرمایا۔"

اس رسالہ میں تصوف کے چند مسائل درج ہیں۔ دراصل یہ ابو العلان احراری الحسن کے فارسی رسالہ کا ترجمہ ہے۔ فنا فی الافعال اور فنا فی الصفات وغیرہ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

اختتام۔

"لاکن حق سبحانہ تعالےٰ تمام طالبان خدا کو ساتھ اس مقصود کے پہنچادے بحق النبی و آلہٖ و الصفی و اصحابہ وسلم۔"

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۳۳۹) دوربین خدانما (رد المنافقین)

نمبر (۵۳۲) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۸۲) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف برہان الدین تاریخ تصنیف قریب ۱۲۵۰ھ کتابت

مصنف نے اپنا حال کتاب میں درج کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ انکے اجداد محب علی تھے اور قادریہ طریقہ میں مرید تھے۔ انکو کوئی روزینہ نہیں تھا توکل پر بسر ہوتی تھی۔ اللہ دیا تو کھاتے اور کھلاتے تھے۔ مال جمع کرنا حرام تصور کرتے تھے۔ یوم الجدید رزق الجدید پر انکا دارومدار تھا۔ مصنف کے والد آب دانہ کی کشش سے ۱۲۰۲ھ میں گجرات سے روانہ ہوئے اور ۱۲۱۱ھ میں حیدرآباد پہونچے اور لنگر حوض میں قیام کیا۔ اسوقت مصنف کی عمر گیارہ بارہ سال کی تھی۔ اسکے کچھ عرصہ کے بعد انکے والد کا انتقال گلبرگہ کے راستہ میں ہوگیا۔ مصنف چندروز تک قلعہ دار کے پاس پھر قلعہ گولکنڈہ کے قاضی علی امان خان کے پاس رہا۔ اسوقت انکی عمر (۱۹) سال کی تھی۔ اور وہ سکندرآباد کی فوج میں ملازم ہو گئے۔ جنرل "فریزر" کے ماتحت تھے۔ چالیس سال پہلے روم و شام گئے تھے۔ حیدرآباد کے اطراف و اکناف کی سیر کی مگر گھر سکندرآباد میں تھا۔ یہ کتاب تصنیف کی اور انگریزوں اور دوسرے لوگوں نے اسکو پسند کیا۔ خصوصاً کرنل بیلی نے اسکو پسند کرکے حضور آصفجاہ میں دینے کے قابل قرار دیا اور رزیڈنٹ کے پاس روانہ کرنا چاہا مگر انہوں نے اسکو منظور نہیں کیا۔ حیدرآباد کے مشاہیر علماء مثلاً میر شجاع الدین حسن احمد یار خاں صدر الصدور، مولوی محمد کرامت علی، محمد شکر اللہ خاں، شاہ ابراہیم وغیرہ نے اسکو دیکھا اور کسی نے پسند کیا اور کسی نے ناپسند کیا۔ انھوں نے بڑے صاحب اور چھوٹے صاحب (رزیڈنٹ سکریٹری رزیڈنٹ) کو واقعات بیان کئے اسکے بعد میر منشی فخر الدین حیدر مشہور نانا میاں خلف رشید منشی عزیز اللہ نے اسکو دیکھا۔ پھر منشی عظیم الدین، منشی حمید الدین، فیض الدین وغیرہ جو رزیڈنسی کے عملہ میں ملازم تھے اسکو دیکھکر پسند کیا۔ اسکے بعد ناصر الدولہ اور سراج الملک نے کتاب کو دیکھ کر پسند فرمایا ہے۔

آغاز۔

"الحمد للہ رب العالمین الخ۔

یعنی کہو تو دونوں برابر ہیں از روئے مثل کے اندھا و بینا کیا ہوا تمیں نہیں فکر کرتے ہو اور پیغمبر بھی فرماتے ہیں من جد وجد۔"

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

(۳۳۷) رسالہ تصوف

نمبر (۴۰) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۳۳) سطر (۱۸) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف   تاریخ تصنیف قریب ۱۲۵۰ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات ہمدست نہیں ہوئے۔

آغاز۔

حمد ہے تخصیص اسم ذات کو   کر دیا اک کن میں کائنات کو

تھے عدم اعیان جملہ بے وجود   متحد بالا حدیث نور و شہود

بلا کسی عنوان کے اس مثنوی میں تصوف کے بعض مسائل کا ذکر ہے اور اردو فارسی اشعار مخلوط ہیں۔

اختتام۔

اے خدائے من بحق چار یار   ہر چہ کردم عفو کن روز شمار

روزِ محشر دار با آلِ رسول   از طفیلِ مقبلاں گردوں قبول

(۳۳۸) مرات التوحید

نمبر (۴۰) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۸) سطر (۱۸) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف سرمد تاریخ تصنیف قریب ۱۲۵۰ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات ہمدست نہیں ہوئے۔

آغاز۔

"حمد بیحد ہے آنجناب احدیت اور واجب الوجود کو کہ جس نے ہژدہ ہزار عالم کو اشکال مختلفہ سے زینت بخشا اور جلوہ تنزیہ وحدت کو ساتھ تشبیہ کثرت کے ظہور فرمایا۔"

اس رسالہ میں تصوف کے چند مسائل درج ہیں۔ دراصل یہ ابوالعلان احراری الحسن کے فارسی رسالہ کا ترجمہ ہے۔ فنا فی الافعال اور فنا فی الصفات وغیرہ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

اختتام۔

"لاکن حق سبحانہ تعالےٰ تمام طالبان خدا کو ساتھ اس مقصود کے پہنچا دے بحق النبی و آلہ و الصفی واصحابہ وسلم۔"

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

دو عالم کو موجود فرمایا اور انسان کامل کو اصطلاحات دیا۔"

اس رسالہ میں صوفیوں کے اصطلاحات کا بیان ہے چند باب میں انکو بیان کیا گیا ہے۔ پہلا باب ادب میں۔ دوسرا باب بصیرت میں حروف تہجی کے لحاظ سے باب قرار دئے ہیں۔ اور ہر ایک باب میں چند امور کی تفصیل کیگئی ہے۔

اختتام۔

"باب الیاء یافت او ہے جو وجود اور ہستی حاضر ہے اور ناظر ہے سوا وہے۔ سب اسکو ہے غیر حق نہیں ہے نین کو کچھ نہیں ہے۔ یاد او ہے جو غیر حق کو فراموش کرنا اور دریائے نور میں غرق ہونا ناخودی کو گم کرنا ہے۔"

خاتمہ۔

یہ رسالہ بسکہ عالی شان ہے — یہ رسالہ معرفت کی جان ہے
یہ رسالہ ہوگیا ہے اب تمام — سُن کلید معرفت ہے اسکا نام
ہے لکھا اسکو ضرورت سے حیات — مصطفٰے پر ہے درود اں اور صلواۃ

(۲۳۶) عقائد صوفیا (باب المغفرت)

نمبر (۴۰) سائز (۸×۵) صفحہ (۶) سطر (۱۷) خط نستعلیق کاغذ ولایتی
مصنف حیات تاریخ تصنیف قریب ۱۲۵۰ھ کتابت

آغاز۔

"بعد حمد خدا اور نعت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہر ہووے جو ہر یک پر فرض ہے۔ یہ تین حال پر ایمان لانا جو حقیقت میں کلمہ توحید پڑھنا اور مومن برحق ہونا ہے۔"

اس مختصر رسالہ میں جیسا کہ نام سے واضح ہے صوفیا کے عقاید کا ذکر کیا گیا ہے۔

اختتام۔

"جو کوئی یہ تین حال سے واقف ہوا او ولی خدا کا ہوا اسکو جنت ہے اور دیدار خدا کا ہے نظم

اس عقاید کو لکھا سید حیات — یاد اس کو جن رکھا پایا نجات
جان باب المغفرت ہے اسکا نام — مصطفٰے پر ہے درود اں اور سلام

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

میں رہتا ہے اسکی صفت ساتھ ملکوت کے موصوف ہے"

(۳۳۴) آب حیات

نمبر (۱۳۶) سائز (۸ ½ × ۶) صفحہ (۱۴) سطر (۱۴) خط شکستہ کاغذ دیسی
مصنف حیات تاریخ تصنیف قریب ۱۲۵۰ھ کتابت ۱۲۶۶ھ
مصنف کے حالات دوسری جگہ لکھ دئے گئے ہیں۔

آغاز۔

حمد حق کے بعد ہے نعتِ نبی — دے ہدایت مومناں کو..... باری
باب اول ہے نصیحت کا جب — با خبر ہے موت آنے عنقریب
یعنی ہے کھوئے راہ سیدی صاف ہی — گر ترے میں بھائی جان انصاف ہے

اس رسالہ میں تصوف کے لحاظ سے چند نصیحتیں جمع کئے گئے ہیں۔ ثبوت میں چند حکائتیں بھی درج کئے گئے ہیں۔

اختتام۔

وقت اب ہے ہات خالی ہونے کو — ہات خالی جا کو ہرگز او نکو
باب اول ہو گیا یہاں سے حیات — سالکاں کو ہیں........ یہ ثبات

خاتمہ۔

بتاریخ پنجم شہر ذیحجہ ۱۲۶۶ھ بروز جمعہ بوقت شب باتمام رسید کاتب الحروف مرزا امام بیگ۔
کتب خانہ آصفیہ میں اسکا ایک نسخہ ہے (مجامع ۱۷۶)۔

(۳۳۵) کلید معرفت

نمبر (۴۰) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۳۴) سطر (۱۷) خط نستعلیق کاغذ ولایتی
مصنف حیات تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ کتابت
یہ بھی اسی مصنف کی کتاب ہے۔

آغاز۔

"الحمد اللہ تمام حمد خدا کو سزاوار ہے جو محمد مصطفےٰ کو مظہر اسم اعظم کا بنایا اور اس کے نور سے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مصنف کے متعلق کوئی معلومات ہمدست نہیں ہوئے۔

آغاز۔

"شیخ من عرض جناب میں گستاخانہ یہ رکھتا ہو نکہ مرید ہونا کیا طریق ہے اور اسکا نتیجہ کیا ہے اور نہ ہونے میں نقصان کس چیز کا ہے۔"

اس رسالہ میں کسی پیر یا مرشد کے مرید ہونے کی وجہ تفصیل کے ساتھ بتائی گئی ہے اور اسکے فوائد اور نقصانات کا اظہار کیا گیا ہے۔

اختتام۔

"یہ تو اسناد ہیں اور جناب محبوب سبحانی کا بھی فرمان ہے کہ خدا ....

.... و صراط مستقیما زیادہ اللہ بس باقی ہوس۔"

اسکے ساتھ اور دو تین چھوٹے چھوٹے ایک ایک دو صفحے کے رسالہ ہیں جو اسی زمانہ کے معلوم ہوتے ہیں اسلئے انکی تفصیل نظر انداز کیجاتی ہے۔ یہ سب تصوف میں ہیں اور انکے مصنف کا نام واضح نہیں ہوا۔

(۳۳۳) رسالہ تصوف

نمبر (۴۰) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۴۰) سطر (۱۵ تا ۱۷) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف تاریخ تصنیف قریب ۱۲۵۰ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات ہمدست نہیں ہوئے۔

آغاز۔

"خلاصہ تصوف کے علم تثلیث کا یعنی علم الیقین اور عین الیقین اور حق الیقین ہے جیسا کہ پیر ارشاد کرتا ہے اور مرید سنتا ہے سو وہ علم الیقین ہے اور پیر کے بولنے پر جو نشانیاں اور مقامات پائے جاتے ہیں سو وہی عین الیقین ہے۔"

اس رسالہ میں تصوف کے چند مسائل اور اسرار کا ذکر کیا گیا ہے۔ خصوصیت سے علم الیقین عین الیقین اور حق الیقین کی تفصیل کیگئی ہے۔ قرآن کی آیتیں اور چند حدیثیں بھی ثبوت میں پیش کی گئی ہیں۔

اختتام۔

"جو شخص کہ مہلکات میں رہتا ہے اسکی صفت بہائم سے موصوف ہے اور جو شخص کہ منجیات

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

نظم پر ہوا ہے۔

اختتام۔

ذی حقیقت طرف نظر انمام　　رکھا بچپن مثال اوس کا نام
تھا یہ تصنیف کا سب درسن　　یکہزار دو صد و یکاون

(۳۳۰) کلمہ توحید

نمبر (۴۰) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۲۱) سطر (۸) خط نستعلیق کاغذ ولایتی
مصنف آزاد تاریخ تصنیف قریب ۱۲۵۱ھ کتابت

آغاز۔

الا۔ کا معنی گنج مخفی۔ الہ کا معنی ارادہ۔ الا۔ کا معنی دیکھنا پنا۔ اللہ کا معنا دستا پنا محمد کا معنی بیچاں ثنا پناں"

اس مختصر رسالہ میں تصوف کے چند مسائل واضح کیے گئے ہیں۔ یعنی احدیت۔ وحدت۔ ارواح۔ شہادت۔ نور وغیرہ کا ذکر ہے۔

اختتام۔

"مٹی کا فرشتہ جبرئیل۔ پانی کا فرشتہ میکائیل۔ بارے کا فرشتہ اسرائیل۔ انگار کا فرشتہ عزرائیل۔ خالی کا فرشتہ عزرائیل یعنی ابلیس کو بولتے ہیں"

(۳۳۱) کلمہ توحید (دوسرا نسخہ)

نمبر (۴۰) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۱۲) سطر (۱۷) خط نستعلیق کاغذ دیسی

آغاز۔

لا کا معنی گنج مخفی الخ۔

(۳۳۲) رسالہ تصوف

نمبر (۴۰) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۱۵) سطر (۱۷) خط نستعلیق کاغذ ولایتی
مصنف　　تاریخ تصنیف قریب ۱۲۵۱ھ کتابت

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز۔

بسم اللہ کے سنو معانی — جاں سوں کھولا گنج نہانی
ہوئے ابتدا نام خدا کے — سارے ساںچے کام خدا کے
اوس نام کے جھلک یوں سارے — پیدا ہوئے جو ہونے ہارے

یہ ایک تصوف کی کتاب ہے اس میں اخلاق اور اصلاحی حدیث اور حکایات نظم کئے گئے ہیں شریعت۔ طریقت۔ حقیقت۔ معرفت وغیرہ امور کو بصراحت ظاہر کیا گیا ہے۔

چند ضروری اشعار۔

میاں مصطفےٰ کا جو بروا — دکھنی کوں دیا نہ اروا
میاں جی کا داس کہایا — گیا نہ ہرگز ان کا بہایا
میاں عماد الدین سو دادا — دین کا جو صاحب سجادہ
مرشد میاں محمد عیسیٰ — اون کے صدقہ سوں کچھ دیسا

اختتام۔

از طفیل لولاک نبی کے — بخش مجھے صدقے مہدی کے
یا کتاب جو بخشش تیرے — ایسی فضیلت دسا بہترے

ناقص الآخر ہے اسکے بعد کے اشعار نہیں ہیں۔

(۳۲۹) رسالہ تصوف (پچپن مثال)

نمبر (۴۰) سائز (۸×۵) صفحہ (۱۳) سطر (۱۷) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف آزاد تاریخ تصنیف ۱۲۵۱ھ کتابت

مصنف کا حال سطور ما قبل میں گزر چکا ہے۔

آغاز۔

گنج مخفی میں غیب تھا دلبر — وحدہٗ لاشریک لہٗ ہوکر
آپ اپنے میں یوں لبھایا تھا — جھاڑ کو بیج میں چھپایا تھا
یعنی مکھڑا چھپا کے گھنگٹ میں — بے خودی بیہوش کی آہٹ ہیں

اولاً دو صفحہ نظم ہے اس کے بعد نثر میں تصوف کے چند مسائل کا ذکر کیا گیا ہے خاتمہ بھی

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

(۳۲۷) گلزار عرفان (ترجمہ گلشن راز)

نمبر (۴۰) سائز (۸×۵) صفحہ (۶۵) سطر (۱۷) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف سرمد تاریخ تصنیف قریب ۱۲۸۶ھ کتابت ۱۲۸۷ھ
مصنف کے متعلق کوئی معلومات ہم دست نہیں ہوئے۔

آغاز۔

ہے اوس کو حمد جو کی جاں کو تعلیم — چراغ دل کیا روشن بہ تعظیم
دو عالم فیض سے ہیں اُسکے روشن — ہوئی ہے خاک آدم مثل گلشن
یہ اوسکی طرفہ بازی طرفتہ العین — ہے ظاہر کاف و نوں سے جسکے کونین

یہ مثنوی تصوف میں ہے گلشن راز کا ترجمہ ہے جو شیخ محمود کی کتاب ہے۔ تصوف کے پندرہ مسائل کو اس میں بیان کیا گیا ہے۔

تاریخ تصنیف

بہ ہجرت یک ہزار و دو صد الحال — کہ چھے اوپر تھے اسی سال فی الحال

اختتام۔

غرض ہے اوس سے جملہ تجکو حاجت — کہ وہ بخشے تجھے یکدم میں رحمت
کیا سرمد نے خود پر ختم پایاں — الٰہی عاقبت محمود ہو یاں

خاتمہ۔

تمت الکتاب ۱۲۸۷ھ ماہ ربیع الثانی سیزدہم روز چہار شنبہ بوقت عصر کاتب الحروف حسین علی مقام سکندرآباد۔

(۳۲۸) کنز الہدایہ

نمبر (۱۳۴) سائز (۱۰×۷) صفحہ (۷۰۴) سطر (۱۷) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف میاں مصطفےٰ تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۰۰ھ کتابت
خاتمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ میاں عماد الدین انکے دادا کا نام تھا۔ میاں محمد عیسیٰ ان کے مرشد تھے۔ مہدوی مذہب کے پیرو معلوم ہوتے ہیں۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز۔

الحمد سے منہ کو کھولنا ہے — تعریف تیری تو بولنا ہے

مخفی سے لے لام کی الف خاص — ہے نین کے دو حرف ہیں لئے اخلاص

بینائی کے ذات سے تو لے جوت — دانائی سے خود کو پایا لاموت

اس مثنوی میں اولاً چار صفحہ حمد و نعت کے ہیں اسکے بعد معراج کا بیان ہے۔ معراج کے بیان کے بعد اپنے مرشد اور مربی کی ستائش کیگئی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ مرشد کا نام ظاہر نہیں ہوتا ان کی علمی قابلیت کی بہت تعریف کی اور بتایا ہے کہ چالیس سال تک وہ مختلف ممالک کی سیر کرتے ہوئے حیدرآباد آکر یہاں مقیم ہوگئے۔

اس کے بعد سبب تالیف کا عنوان ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ بحری کی من لگن پڑھکر ان کو یہ مثنوی لکھنے کا شوق ہوا اور نام بھی اسی وزن میں "من موہن" رکھا گیا۔ تصوف کی مثنوی ہے۔ تصوف کے مختلف مسائل کو بیان کیا گیا ہے۔ چند عنوان یہ ہیں۔ طلب مولا۔ احسان سلوک۔ فقیری فضیلت انسان۔ عرفان۔ آفرینش تعینات۔ وجود۔ الہام۔ ملکوتی۔ روح۔ دل نفس وغیرہ۔ ہر ایک عنوان میں ایک ایک حکایت بھی درج کیگئی ہے۔

تاریخ تصنیف کا شعر

لکھیا ہوں سنہ ہزار دو صد — چالیس اوپر تھے سات زاید

اختتام۔

نا اور کہیں سے لائیا میں — ناکس کے سکت سے پائیا میں

گو کچھ یہ سکت بھگت ہے تیری — مجھ من میں بچن کی لت ہے تیری

آزاد ہیں آن کر فیض رہبر — کر ختم سخن بنام قادر

ناتمام۔

تمت الکتاب بعون ملک الوہاب کاتب الحروف فقیر حقیر حسین علی ۱۲۸۵ھ شہر محرم الحرام بوقت ... بتاریخ ... دو شنبہ بوقت ظہر به اتمام رسانید سکونت شہر سکندرآباد۔ آمین یا رب العالمین۔

کتب خانہ آصفیہ میں اسکا ایک قلمی نسخہ موجود ہے (تصوف ۱۸۰)۔

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

اور زمین و آسمان اور عرش و کرسی اور لوح و قلم اور جن و ملک پیدا کیا۔"

اس رسالہ میں تصوف کے چند مسائل سوال جواب کے طور پر لکھے گئے ہیں۔

اختتام۔

"یعنی جو کہ آتے ہیں دروازے پر تیرے سو وہ مراد چاہتے ہیں اور میں آتا ہوں سو تیرے سے تجھے چاہتا ہوں۔"

(۳۲۵) رسالہ تصوف

نمبر (۶۸۳) سائز (۸ ½ × ۴ ½) صفحہ (۲۲) سطر (۱۰) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف   تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۰۰ھ کتابت
مصنف کے متعلق کوئی معلومات دستیاب نہیں ہوئے۔

آغاز۔

"نخستین نام نارائن کہ کرتا ہوں میں یاتی مرکہ جس کے نام کی پرتاپ سوں عالم گیان ہے تو سیلا ہوتا زگوتم کی پڑی تھی۔ رام میں مدت لگت ہے۔"

یہ ایک تصوف کا رسالہ ہے۔ جو ہندی زبان میں لکھا گیا ہے۔

اختتام۔

"آخر پڑھیگا اور سنے گا اس جگت میں پریم پائی جو سدا ہو ویں بھاتی اُس بھگت کیسے گوپال مرلیدھر۔"

(۳۲۶) من موہن

نمبر (۴۰) سائز (۸ × ۶) صفحہ (۸۳) سطر (۱۷) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف آزاد تاریخ تصنیف ۱۲۴۷ھ کتابت ۱۲۸۰ھ

اس کا مصنف کوئی دکن کا باشندہ ہے جسکو قاضی محمود بحری سے خاص انسیت تھی قاضی صاحب کو فن تصوف کا ماہر قرار دیا ہے۔ دکن میں آزاد تخلص کے ایک دو شاعر گزرے ہیں جن میں سے ایک فقیر اللہ آزاد تھے ہو سکتا ہے کہ یہ ان ہی کی تصنیف ہو۔

مصنف بیان کرتا ہے کہ وہ دراصل پنجابی تھا چالیس سال تک مختلف ممالک کا سفر کرتے ہوئے حیدرآباد آکر یہاں بس گیا۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

خاتمہ۔
رسالہ توحید از تصنیف شاہ میر صاحب قبلہ قدس سرہ العزیز تمام شد۔

(۳۲۳) رسالہ تصوف

نمبر (۷۵۴) سائز (۸ × ۵ ½) صفحہ (۳۴) سطر (۱۰) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف　　　　تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۰۰ھ کتابت ۱۲۹۲ھ

مصنف کے متعلق کوئی معلومات ہمدست نہیں ہوئے۔

آغاز۔
"کان اللہ ولم یکن معہ شیئ یعنی تھا اللہ تعالےٰ اور نہیں تھے کوئی چیز سات اسکی جان اے عزیز وہ سلطان دو جہان کا اول تھا بیخود اور بیہوش تھا"۔
اس رسالہ میں تصوف کے چند مسائل لکھے گئے ہیں۔

اختتام۔
"بولتا سو پیر سنتا سو مرید۔ اسلام سو صحبت ذکر جلی تعلقہ ذکر قلبی وسوسہ ذکر روحی مشاہدہ ذکر سری مغایتہ ذکر خفی مغایتہ"۔

خاتمہ۔
تمت تمام شد کار من نظام شد تاریخ شانزدہم ماہ شعبان ۱۲۹۲ھ روز جمعہ کاتب الحروف کمترین سید رحیم الدین عرف بابا میاں۔

(۳۲۴) رسالہ تصوف

نمبر (۷۵۴) سائز (۸ × ۵ ½) صفحہ (۱۹۸) سطر (۱۰) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف　　　　تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۰۰ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات ہمدست نہیں ہوئے۔

آغاز۔
"اے عزیز میری سُن اوس اللہ تعالےٰ کے واسطے شکر بے شمار اور تعریف بے حد خاص کہ اوس حکمت دارکنیں کہ وہ اپنی کمال قدرت سے ایک لفظ کن میں فیکون کہا یعنی تمام دین اور دنیا

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام۔

اور تمام قاعدہ موافق کتب احمدی کے ادا کریں اور جو آداب نشان تبرکہ کے اوپر بیان ہوئے ہیں
اوس میں سرمو فرق نہ کریں"۔

تحریر فی التاریخ یازدہم شہر رجب المرجب ۱۱۸۲ھ بفضلہ تعالیٰ ترجمہ شجرہ شریف و حکایات و
ہدایات وغیرہ وغیرہ یکتا سیہ رحمتہ اللہ علیہ بتاریخ چہاردہم شہر ذیقعدہ ۱۲۱۹ھ اتمام کو پہنچا۔

گزرانیدہ خانہ زاد سیدی معین الدین خاں۔

دو مہریں بھی ثبت ہیں جو سیدی معین الدین خاں کی ہیں۔

(۳۲۲) رسالہ توحید

نمبر (۱۳۵) سائز (۷×۵) صفحہ (۲۲) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف شاہ میر تاریخ تصنیف قریب ۱۲۰۰ھ کتابت

شاہ میر دکن کے ایک صوفی بزرگ تھے جو قادریہ اور چشتیہ طریقہ کی بیعت لیا کرتے تھے شاہ میر کے سلسلہ میں شاہ فقیر اللہ، شاہ رحمت اللہ، شاہ رفیع الدین قندھاری وغیرہ بزرگ شامل ہیں۔ شاہ میر شاہ میاں کے لقب سے بھی موسوم تھے۔ شاہ میر نہ صرف ایک صوفی بزرگ تھے بلکہ علمی حیثیت سے بھی ان کا پایہ بلند تھا۔ انکی کئی اور تصانیف کا پتہ چلتا ہے جن میں سے بعض یہ ہیں۔ ارشاد الطالبین رموز اعظم بستان طریقت وغیرہ۔

آغاز۔

"اے عزیز موجود دو وضع کا ہے ایک واجب الوجود دوسرا ممکن الوجود۔ واجب الوجود اسے کہتے ہیں کہ او خود بخود آپ سوں آپ قائم ہور موجود ہے ہمیشہ تھا ہور ہمیشہ اچھیگا او وجود حق تعالیٰ کا ہے بعض خدا کی ذات ہور صفتاں صفت کوں واجب الوجود کہتے ہیں او قائم ہور غیر مخلوق ہے"۔

یہ تصوف کا رسالہ ہے اس میں خدا کی صفت اور وجود کا تذکرہ ہے۔ ہر مسئلہ کو اے عزیز کی مخاطبت سے شروع کیا گیا ہے۔

اختتام۔

"ہور یو بات بغیر مرشد کامل کے حاصل ہونے ہاری نہیں۔ اگر یو رسالہ مطالعہ کریگا تو کچھ ایک معلوم ہوگا۔ والسلام"۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز۔
"نام سے اللہ تعالےٰ کا اوپر زبان کی بھی چلاتا ہوں میں جو سات جان دل کے ایسا ہی پڑتا ہو"۔
فارسی کتاب "نام حق" کا لفظی ترجمہ ہے، ہر فارسی شعر کے نیچے سرخی سے ترجمہ کیا گیا ہے۔

اختتام۔
"ادا مہینا جمادی الاول کا تھا اس نظم ہور کامل۔ درود خدا کا بے نہایت اور رسول اللہ کے اور آل اصحاب پاک پر"۔

اس کے بعد آمدنامہ کا لفظی ترجمہ بھی شامل ہے جو نامکمل ہے۔

آمدنامہ کا ایک نسخہ ادارہ ادبیات اردو میں موجود ہے۔

(تذکرۂ اردو مخطوطات صفحہ ۳۲۴)۔

کتب خانہ آصفیہ میں نام حق کا ایک نسخہ ہے (داخلہ ۳۱۰۷۶)۔

(۳۲۱) رسالہ تصوف

نمبر (۷۳۹) سائز (۷ × ۵) صفحہ (۷۸) سطر (۱۴) خط نستعلیق و نسخ کاغذ ولایتی

مصنف سید حسین تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۱۹ھ ہجری کتابت سنہ ۱۲۱۹ھ

سید حسین صوفیہ محمدیہ عیدروسیہ کے ایک بزرگ تھے جو اورنگ آباد میں رہا کرتے تھے۔ تفصیلی حالات بہم دست نہیں ہوئے۔

آغاز۔
"الحمد اللہ کافی المہمات الخ۔
امابعد یہ سند صحیح ہے واسطے حاضر کے اور ناظر کہتا ہوں میں فقیر اللہ غنی کی سید شریف حسیب و نسیب سید حسین بن سید عمر شنفران السقامت باعلوی الحسینی خلیفہ کیا صوبہ دار سدی عنبر علی خاں نے صوبہ دار سدی عبداللہ خاں کو مقدمہ میں شجرہ سند خلافت مشائخ صوفیہ و سلسلہ عالیہ محمدیہ عیدروسیہ یکتاسیہ کی اور اجازت دیا ہیں اور اذن دیا ہیں"۔

اس رسالہ میں تصوف کے سلسلہ میں ادعیہ وغیرہ درج کیے گئے ہیں اور آخر پر صاحبزادہ عالیجاہ کی بغاوت کی مختصر روئداد لکھی ہے۔ سدی عبداللہ خاں کی شہادت کا حال لکھا ہے۔ دراصل اس حسنت سے مصنف کا مقصد "علم یکتاسیہ" کا حال درج کرنا ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

سوال اور جواب کے لفظ کو سرخی سے لکھا گیا ہے۔ جواب مختصر بھی ہے اور طویل بھی۔ طویل جواب ایک صفحہ سے زیادہ نہیں ہے۔

اختتام۔

کلمہ بوج توں یو کیا حجت الاسلام میں وہ تمام کتاباں میں سو جمع کیے ہیں۔ یو یاد رکھنا بہوت فائدہ ہے ہر ایک مسلمان کوں معلوم اچھنا۔"

(۳۱۹) گنج مخفی

نمبر (۲۰۴) سائز (۸×۵) صفحہ (۱۲) سطر (۱۳) خط شکستہ کاغذ دیسی

مصنف

تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۲۰۰ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

اس نام کی ایک کتاب "معظم" نے تصنیف کی ہے جو عادل شاہی عہد کے آخری دور کا شاعر تھا اس کا تذکرہ صفحات ماسبق میں ہو چکا ہے۔ مگر یہ کتاب اسکے بہت بعد کی تصنیف ہے۔

آغاز۔

اول اللہ تعالےٰ ہے قدیم — گنج مخفی میں آپ مقیم
پنچہ ذکر میں گم تھا یہی — جلی قلبی سری روحی خفی

مختصر رسالہ ہے جو تصوف کے چند مسائل پر ہے۔ ناقص الآخر ہے۔

اختتام۔

اس دم پر شاہد ہو کر دیکھ — یہی کہتا ہوں شاہد نیک
اور ایک کہوں اصل ذکر — دیدار تجھکوں ہوے وصل گر

اس کے بعد کے اوراق نہیں ہیں۔

(۳۲۰) نام حق

نمبر (۳۵۳) سائز ($8 \times 5\frac{1}{2}$) صفحہ (۳۱) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف

تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۲۰۰ھ کتابت

اس کے مصنف کا نام معلوم نہ ہو سکا۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مصنف   تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۲ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز۔

"الحمد للہ رب العالمین الخ۔

اما بعد جاننا چاہئے اے بھائیو کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو سمجھ بوجھ اپنے کلام پاک کی خوب دیتا ہے اور وہ تھوڑا پڑھتے ہیں اور عمل بہت کرتے ہیں اور حقیقت میں یہی کام کی ہے کہ تھوڑا پڑھئے اور عمل بہت کیجئے اگر بہت سے کتابیں پڑھیں اور عمل نہ کیا تو ایسا ہے جیسے گدھے پر کتابیں لادی ہیں"

اس میں تصوف کے آٹھ مسئلوں کی تفسیر اور توضیح کیگئی ہے۔ ہر ایک مسئلہ کو نہایت وضاحت کے ساتھ قرآن اور حدیث کے دلائل کے ساتھ واضح کیا گیا ہے۔

اختتام۔

"اس قوی کوں اپنی نسبت سوں ثابت کیا ہے۔ اوس ثبوت کوں سبب کرنے کا ہنر مرشد کامل سوں سیکنا بیخود ہونا۔

جب یہ میں پن جاوے نکل   تب کہیں توں نور ہوے نچل

نور یعنی روشنی اچھتا اپنی ذات سوں اور روشن کرنے والا غیر کوں۔"

(۳۱۶) حجت الاسلام

نمبر (۲۲۶) سائز (۸ × ۴ ½) صفحہ (۲۱) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف عبد الغنی تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۲ھ کتابت

مصنف کا نام کسی نے کتاب پر عبد الغنی لکھدیا ہے مگر نفس کتاب سے کوئی توثیق نہیں ہوئی۔

آغاز۔

"الحمد للہ رب العالمین الخ۔

اے یار بوجھ توں نیک بخت کرے تجکوں اللہ تعالیٰ دونوں جہاں میں جب یو رسالہ نام رکھا گیا ہے حجت الاسلام اس رسالے میں منے کیتنک مسائل معتبر کتاباں میں سوں باہر لائے ہیں یو سب تمام عالمان پر ظاہر ہے کہ بوجھنا اس کتاب کا عین فرض ہے۔"

یہ تصوف کا رسالہ ہے اس میں سوال جواب کے طور پر تصوف کے چند مسائل لکھے گئے ہیں

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

آغاز۔

احد کا کروں حمد میں بے شمار | کہ احد ہے جس حمد میں آشکار
احد احدیت ذات موں ہست تھا | ایس حسن کے مرسوں بدمست تھا
اہیں وہاں اشارات سے منقطع | اہیں وہاں اشارات سب ممتنع

یہ ایک تصوف کا رسالہ ہے اس میں تصوف کے کئی ایک مسائل بیان کئے گئے ہیں! بواب کو دائرہ کے نام سے موسوم کیا ہے۔ عنوانات فارسی میں لکھے گئے ہیں۔ بعض جگہ فارسی کے بجائے عربی عنوان ہے کہیں کہیں حدیث بھی عنوان کی بجائے لکھی گئی ہے۔

خاتمہ میں اپنے مرشد شاہ عبداللطیف کی مدح کی ہے۔

دیا پیر مجھ شاہ عبداللطیف | کیا یک نظر لطف، کے وہ شریف
میرے مس کو ہوے وہ نظر کیمیا | کیا تیس کو بارانبیر کا طلا

اپنی تصنیف کا تذکرہ اور کتاب کا نام۔

جہاں تک لکھا فارسی میں کتاب | قبولیت ان پر سوں کر کامیاب
کیا دو بسانے جب توں عیاں | زباں بیچ دکھنی کیا میں بیاں
خدایا وہ سب ہے تیرا فیض عام | کہ نا رہیں نہ محروم عالی مقام
رسالہ شمس الحقایق اخیر | کر اس خاتمی کو ہر اک دلپذیر
اگیارہ سو اس بیچ بیتاں ہیں سب | خلاصہ حقایق کا سب منتخب

اختتام۔

جسے فیض مشرب ہوئے عطا | کرے میرے حق بیچ کردہ دعا
خدایا توں کر میرے حق میں قبول | بحق محمد وآل رسول
درود خدا ہور تحیت سلام | محمد ہور اوس آل پر مدام

خاتمہ۔

تمت الکتاب از تصنیف شاہ صادق صاحب قدس اللہ سرہٗ کاتب محمد احسن اللہ غفر اللہ ذنوبہٗ۔

(۳۱۷) مسائل ثمانین

نمبر (۳۲۵) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۸۷) سطر (۱۶) خط ثلث کاغذ دیسی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مصنف   تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۰۰ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات ہمدست نہیں ہوئے۔

آغاز۔

کشن جسکو کہتے علی نام ہیگا علی نام لینے سے آرام ہیگا
کشن بھوگ لیکر ابھو کی رہیگا وجوگیوں میں ملکر آجوگی رہیگا
اے سب خلق کو جس نے کام ہیگا وہی ثانی بزم گلفام ہیگا

اس میں حضرت علی کے بعض صفات کا تذکرہ کیا گیا ہے اور بیان کیا ہے کہ صوفی میں وہ سب صفتیں ہونی چاہیئے۔

اختتام۔

کھا سن خوشی سات دل کا کنول کھل جواب اوس کا کہنا جسے شوق کا مل
یوم پاک زنار جس وقت توڑا اوسی وقت تسبیح مصلی کوں چھوڑا

(۳۱۶) رسالہ شمس الحقایق

نمبر (۶۷۸) سائز (۷×۴) صفحہ (۹۲) سطر غیر معین خط شکستہ کاغذ دیسی

مصنف شاہ صادق تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۰۰ھ کتابت

مولف تذکرہ اولیاء دکن نے ایک بزرگ شاہ صادق علی کا تذکرہ کیا ہے۔ ان کے متعلق صراحت کی ہے کہ پہلے یہ فوجی ملازم تھے۔ فقیر دوست تھے۔ اولاً شاہ رضا صاحب سے بیعت کی پھر ارکاٹ جاکر شاہ فقیر علی کے مرید ہوئے۔ اپنے مرشد کے ہمراہ ارکاٹ سے حیدرآباد آئے اور یہاں اعظم علی شاہ کے خلیفہ بنے۔ تصوف سے خاص لگاؤ تھا۔ مثنوی مولانا روم کے ماہر تصور کئے جاتے تھے ۱۲۲۰ھ میں حیدرآباد میں انتقال ہوا۔ باغ لنگم پلی کے قریب مدفون ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ کوئی دوسرے شاہ صادق ہوں کیونکہ اپنے مرشد کا نام شاہ عبداللطیف لکھا ہے۔ مولف مذکور نے اپنی کتاب میں شاہ عبداللطیف کے نام کے تین بزرگوں کا ذکر کیا ہے ایک کا انتقال ۱۰۸۵ھ میں ہوا ہے۔ دوسرے بزرگ شاہ عبداللطیف ثالث کے نام سے مشہور تھے اور شاہ درویش محی الدین کے فرزند تھے ہوسکتا ہے کہ مولف کتاب ہذا ان ہی بزرگ کا مرید ہو۔

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

حق کے افضال سے تمام ہوا یہ بیانِ قصیدۂ اسرار

(۳۱۴) رمزت العاشقین

نمبر (۳۰۶) سائز (۷½ × ۵) صفحہ (۱۷) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف سید اصغر علی تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۰۰ھ کتابت ۱۲۴۹ھ
مصنف کسی بزرگ قطبی حسینی کا مرید تھا جو حضرت بندہ نواز کے سلسلہ کے مرشد تھے۔

آغاز۔

آؤ سکی ہو جمع بسم اللہ بول کر لا الہ الا اللہ
صف بصف علق باکر جھومر .... کہہ حمد نعت پیغمبر
پھوکری پل کھل تے علی دینی جس کا دیکھنے تماشا آپ ربی

اگرچہ یہ مثنوی پھکڑی کھیل سے متعلق ہے مگر دراصل تصوف سے متعلق ہے اس میں مرشد اور مرید کے تعلقات واضح کئے ہیں۔ آخر میں سوال جواب کے طور پر بھی صراحت ہے۔

مصنف کے نام کی صراحت۔

میں ہوں بندہ نواز کا بندہ عاشق شاہ باز کا بندہ
شاہ قطبی حسینی شاہ چندن احدیت وحدت انکا گھر انگن
کھیلتے کھیلتے وہ سر آئیں سید اصغر علی کو بتلائیں
ہات میں ہات لے وہ قدم بقدم تجکو فرماتے آؤ تم ہور ہم
کھیلیں وہ کھیل شاہ بازی کا عشق بازی د بے نیازی کا

اختتام۔

یوں عدم کوں شہود میں لایا نور کا کر ظہور بتلایا
اسکا رمزت العاشقیں ہی نام قصہ کو تہہ کہلا ڑیوں کو سلام

خاتمہ۔ تمت تمام شد رمزت العاشقین بست و پنجم رمضان ۱۲۴۹ھ

(۳۱۵) علی نامہ

نمبر (۳۲۵) سائز (۱۰ × ۶) صفحہ (۱۴) سطر (۱۷) خط ثلث کاغذ دیسی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

بعض مسائل بیان کئے گئے ہیں۔ ہر عنوان کو شعر میں لکھا گیا ہے تفصیلات میں حکایتیں بھی بیان کی گئی ہیں تخلص والاجاہ ہی لکھا گیا ہے۔

نام ہے ارشاد والاجاہ کر — راز ہے حضرات خمسہ کا مگر
علم والا جاہ خانی کوں بسا — علم باقی علم حق میں در گزار
عمل والاجاہ کرنامہ کوں جان — محو کر اپنی کتیں شہ کوں پچھان
گوش والاجاہ کر ہو ردم مزن — یاد رکھ توں اس حکایت کی بچن

اختتام اور تاریخ تصنیف۔

شاہ والاجاہ بس تیرا انتباہ — ہے دعا مقبول درگاہ اللہ
یکہزار و دو صد و نہ بود سال — شد مرتب نامہ با شرف و کمال
ہم چہارم ماہ رجب بود و بود — چون بدست آمد کہ این سود او سود
شاہ والاجاہ گر تم السلام — ہم بحق مصطفٰے خیر الانام
نام حق سوں ختم کر نامہ کتیں — اب توں والاجاہ رکھ خامہ کتیں

اس کے بعد چند فارسی تاریخیں والاجاہ کے مرنے کی درج ہیں۔ سنہ ۱۲۱ھ

(۳۱۴) رسالہ قصیدہ قاضی العضد

نمبر (۴۰) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۱۷) سطر (۱۱) خط شکستہ
مصنف — تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۲۰۱ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز۔

کھول کر آنکھ دیکھ لے دلدار — صاف دستا ہے از در و دیوار
جبتک دوقاں سے اپنے ہی بیکار — کیوں نظر آئے رب سنے کا بہار
سچ ہے ہر شئی ظہور اسم لے یار — ذات کے صفات و فعل آثار

اس رسالہ میں تصوف اور اخلاق کے چند مسائل کا ذکر کیا گیا ہے۔

اختتام۔

عشق سے ہے بھرا ہوا یہ تمام — عشق سے ہے بھرا یہ سب اطوار

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام۔

ہور مکرم آل ہور اصحاب پر پڑ تحیت ہور سخن کوں ختم کر

خاتمہ۔

تمت الکتاب بعون ملک الوہاب کتاب ریاض العارفین من لطیف محمد اسحاق صاحب از دست عاصی پر معاصی خاکپائے جمیع المومنین حافظ فقیر محمود بحسب فرمایش ملک محمد علیخاں صاحب قلمی گشت۔ بتاریخ ہشتم شہر صفر المظفر ۱۲۵۵ھ مقدس بروز چہارشنبہ اتمام شد۔

(۱۲/۳) ارشاد والاجاہی (در تنزلات نامتناہی)

نمبر (۲۲۹) سائز (۸½ × ۵) صفحہ (۱۶۵) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف محمد علی معروف بہ والاجاہ تاریخ تصنیف ۱۲۰۹ھ کتابت

پہلے صفحہ پر "گزرانیدہ شاہ قدر عالم از نواب والاجاہ جنت مکاں" لکھا ہوا ہے۔

محمد علی نام اور والاجاہ خطاب تھا۔ انور الدین خاں گوپاموی کے فرزند تھے اپنے باپ کی شہادت کے بعد ارکاٹ کے صوبہ دار ہوئے۔ فرانسیسیوں کے خلاف انگریزوں کے طرفدار تھے اور انکی حمایت کرتے رہے۔ آصفجاہ ثانی کی اطاعت سے انحراف کرکے خود مختار بن گئے انگریزوں کی جو مدد کی تھی اسکے صلہ میں انگلستان کے بادشاہ جارج سوم نے حضرت عیسیٰ کی قسم کھاکر یہ اقرار کیا تھا کہ ہندوستان میں جب تک انگریزوں کی حکومت باقی رہیگی والاجاہ کی اولاد کو ارکاٹ کا خود مختار حکمراں رکھا جائیگا۔ مگر افسوس ہے کہ عمدۃ الامرا والاجاہ کے فرزند کے انتقال کے بعد انکے جانشین سے حکومت علیحدہ کردی گئی صرف پانچویں حصہ آمدنی پر ایک وظیفہ یاب رئیس بنا دیا گیا اور پھر یہ صورت بھی ایک صدی کے اندر ختم کردیگئی۔ چند ہزار وظیفہ انکی اولاد کو کردیا گیا۔

والاجاہ محمد علی کا انتقال ۱۲۱۰ھ میں ہوا۔

آغاز۔

بیاں حمد خدا کا میں کروں شرطِ ثنا خوانی | تنزل گنج مخفی در تجلیاتِ رحمانی
حمد حق سوں ابتدا آغاز کر | راز مخفی حمد میں توں درازکر
جب اتھا خورشید مغرب میں عدم | گنج مخفی عین تھا ذاتِ قدم

اس مثنوی میں پہلے حمد ہے پھر نعت اسکے بعد نفس مضمون شروع ہوتا ہے تصوف کے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز۔

ابتدا کرتا ہوں بسم اللہ سوں　　قادر قیوم الا اللہ سوں

اختتام۔

ہور مکرر آل ہور اصحاب پر　　پڑ تحیت ہور سخن کوں ختم کر

خاتمہ۔

تمت الکتاب بعون ملک الوہاب با تمام رسید۔ برائے فرمائش محمد معظم خان صاحب مہمندی تحریر فی التاریخ یازدہم شہر جمادی الآخر روز دو شنبہ بوقت ظہر با تمام رسید سنہ ۱۲۶۱ھ کتبہ ضعیف عبدالقادر پیش امام مسجد محبت نگر کڑپہ۔

(۳۱۰) ریاض العارفین (چوتھا نسخہ)

نمبر (۴۸۵) سائز (۱۰ × ۶½) صفحہ (۳۲۱) سطر (۲۱) خط ثلث کاغذ دیسی

آغاز۔

ابتدا کرتا ہوں بسم اللہ سوں　　صاحب اجلال و عز و جاہ سوں

اختتام۔

شکر رب العالمیں سی رکھ قلم　　دے عمل سکوں کروں بیارا جنم

الصلوٰۃ والسلام یا رسول اللہ　　پڑ تحیت یار ازواج بتول

(۳۱۱) ریاض العارفین (پانچواں نسخہ)

نمبر (۴۹۴) سائز (۱۰ × ۷) صفحہ (۴۲۷) سطر (۱۵) خط ثلث کاغذ ولایتی کتابت ۱۲۵۵ھ

آغاز۔

ابتدا کرتا ہوں بسم اللہ سوں　　صاحب اجلال و عز و جاہ سوں

تاریخ تصنیف کا شعر۔

ہور سن ہجرت شہ ذوالافتخار　　تھے ہزار و دو صد و شش در شمار

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

ہور مکرر آل ہور اصحاب پہ — پرتحیت ہور سخن کوں ختم کر

خاتمہ۔

تمت الکتاب بعون اللہ الملک الوہاب کتاب ریاض العارفین تحریر القلم خان دائم ہیچداں فقیر حقیر خاکسار گناہ گار امیدوار فضل کردگار از مقلدان حضرت بندگی جناب سید حید رمرحوم است سنہ یکہزار دو صد و سی و ہفت ہجری شہر ربیع الاول بتاریخ اربع عشر بروز شنبہ۔

یہ کتاب کئی جگہ سے شائع ہوئی تھی۔ اکثر کتب خانوں میں قلمی نسخے بھی دستیاب ہوتے ہیں چنانچہ کتب خانہ آصفیہ میں پانچ نسخے ہیں (اخلاق ۱۲۴ - تصوف ۲۸۹ - ۱۹۴۰ - کلام ۴۰۸۰ شمالات ۵۰۲) جامعہ عثمانیہ میں ایک نسخہ ہے۔ ادارہ ادبیات اردو میں دو نسخے ہیں۔ یورپ میں بھی ایک نسخہ ہے (یورپ میں دکھنی مخطوطات صفحہ ۴۲۰)۔

قاری محمد سلیم نے حافظ محمد اکبر خاں مراد آبادی کے ذریعہ اسکو دکھنی سے اردو میں تبدیل کر کے ۱۲۷۷ھ میں طبع کرایا تھا۔ کتب خانہ آصفیہ میں ایک مطبوعہ نسخہ بھی موجود ہے (تصوف ۳۶۹)۔ یہ کتاب مدراس میں مطبع مظہر العجائب میں ۱۲۷۶ھ میں طبع ہوئی ہے۔

(۳۰۸) ریاض العارفین (دوسرا نسخہ)

نمبر (۱۶۷) سائز (۸ × ۶) صفحہ (۳۹۴) سطر (۱۵) خط ثلث کاغذ دیسی

آغاز۔

ابتدا کرتا ہوں بسم اللہ سوں — صاحب عز و جلال جاہ سوں
حمد حق ہے افسر فرق سخن — زینت ہر نامۂ نو و کہن

اختتام۔

بھیجہ اپنی بندگی کو کر نمود — مصطفےٰ کی روح اشرف پر درود
اور مکرم آل اور اصحاب پر — پرتحیت اور سخن کو ختم کر

(۳۰۹) ریاض العارفین (تیسرا نسخہ)

نمبر (۳۶۹) سائز (۱۲×۶) فی صفحہ دو کالم فی کالم (۱۹) شعر خط نستعلیق کاغذ دیسی کتابت سنہ ۱۲۶۱ھ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اس مثنوی میں اخلاقی گیارہ ابواب ہیں جنکی تفصیل خود مصنف کے اشعار میں پیش کیجاتی ہے۔

باب اول خواہش قوت حلال — باب دوم بندگیٔ ذوالجلال
باب سوم ترس حق رکھنا مدام — باب چہارم ہے تحمل کا مقام
پانچواں ہے باب جو شام وسحر — حق اوپر رکھنا توکل کی نظر
باب ششم عاجزی لانا بجا — عیب پوشی خلق کی کرنا سدا
باب ہفتم زہد کا ہے پرقدر — رنج اور سختی سے کرنا صبر
باب ہشتم عشق سوں بھرپور ہے — ہمتِ عشاق سوں معمور ہے
باب نہم چھوڑ دنیائے دنی — یاد حق سوں دل کو دینا روشنی
باب دہم پاک تر مانند جان — اولیاؤں کی کرامت کا بیان
گیارھواں ہے باب پرعزت نصاب — مقبلاں کی ہوے سو دعوت مستجاب

مثنوی میں اول حمد و نعت ہے پھر منقبت خلفائے راشدین اسکے بعد محبوب سبحانی کی مدح اور سبب تالیف کے عنوان کے بعد نفس مضمون شروع ہوتا ہے۔

مصنف کی عمر اور تاریخ تصنیف کا شعر۔

جب کیا میں نظم یہ شیریں مقال — عمر میری تب اٹھی با دیس سال
یہی سن ہجری سوں شاہ افتخار — یکہزار دو صد و شش در شمار

شعر میں یک ہزار اور ایک صد لکھا ہے جو سہو کتابت معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ ایک سے زیادہ کتابوں میں دو صد صاف طور پر لکھا گیا ہے۔ اس کتاب کو مولف نے فارسی سے ترجمہ کیا ہے اسکی صراحت بھی موجود ہے۔

فارسی کی بحر کے سیپیاں ..... — تجھے نہاں یو گوہران آبدار
میں نہنگِ قلزمِ اخلاص ہو — فارسی کے بحر کا غواص ہو
کہاڑ کر اوس گوہراں کوں بحر سین — لار کھا دکھنی کر کے بازار میں
فارسی میں تھا نثر یو آشکار — میں کیا اسکو نظم دکھنی بہار

اختتام۔

دے خموشی اب زباں کوں بات سوں — رکھ قلمداں میں قلم کوں ہاتھ سوں
بھیج اپنے بندگی کوں کر نمود — مصطفےٰ کے روح اشرف پر درود

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

غرض مختلف امور دریافت کئے گئے۔ ان سوالات کے جوابات اس مثنوی کی صورت میں لکھے گئے ہیں۔

اختتام جو مقصد کتیں چاہی دیکھے بخواب — کف دست پر لکھ یہ آیت شتاب
شب چاردہ رو ہو قبلہ طرف — تو رکھ سیدھی رخسار نیچے شرف
نظر آئے گا تجکو سب خیر و شر — جو کچھ ہوئیگا ادس میں نفع ضرر

ناقص الآخر ہے۔

اس کے بعد چند اوراق میں کوئی فارسی کتاب ہے جو کسی کا وصیت نامہ ہے اس کے بعد چند تعویذ وغیرہ ہیں۔

کتب خانہ آصفیہ میں اسکے دو قلمی نسخے موجود ہیں۔ (ادعیہ ۱۲۳۔ مثنوی ۸۴)۔

(۳۰۷) ریاض العارفین

نمبر (۱۰۵) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۳۹۷) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف محمد اسحاق تاریخ تصنیف ۱۲۰۶ھ کتابت ۱۲۳۷ھ

مولوی محمد اسحاق کے اجداد بیجاپوری تھے۔ عادل شاہی حکومت کے خاتمہ کے بعد ارکاٹ چلے گئے اور پھر میسور کے علاقہ میں قیام کیا۔ محمد اسحاق کی ولادت ۱۱۸۰ھ میں ہوئی اور بائیس سال کے سن میں اونہوں نے اس کتاب کو تالیف کیا ہے۔ اس کتاب کی تصنیف کے وقت وہ "مدرا" علاقہ ترچناپلی میں مقیم تھے۔ انکے اور چار بھائی تھے۔ اس کتاب کی تالیف کے وقت انکے والد کا انتقال ہو چکا تھا۔ اسحاق کے ایک دوست محمد یعقوب تھے جنکو شاعری میں کمال حاصل تھا اسحاق نے انکے مشورہ سے اس کتاب کو تالیف کیا ہے۔ اسحاق کا تذکرہ "دکن میں اردو" "تذکرہ اردو مخطوطات" اور "مدراس میں اردو" میں موجود ہے سخاوت مرزا صاحب نے انکے متعلق ایک مفصل مضمون "نوائے ادب" میں لکھا ہے (جولائی ۱۹۵۱ء) اس کتاب کی تالیف کا صحیح سن ۱۲۰۶ھ ہے سخاوت مرزا صاحب نے ۱۱۰۶ھ کی صراحت کی ہے جو صحیح نہیں معلوم ہوتی۔

آغاز۔

ابتدا کرتا ہوں بسم اللہ سوں — قادر و قیوم الا اللہ سوں
حمد جس کا افسر فرق سخن — زینت ہر نامۂ نو و کہن
پر شرف انوار احمد ذوالجلال — ہے سخن کے چرخ کا روشن ہلال

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

جہاں دو جہاں کی سو شاہی تجھے — دیا حق نے ماہ تا بہ ماہی تجھے
کہاں لگ صفت میں کروں شاہ کا — سو اس خسروی نرجگی ماہ کا

بادشاہ کی مدح پر ہی مثنوی کا اختتام ہوا ہے۔

سو جم جم اچھو شاہ کا راج یو — سو راجوں میں جم جہا راج یو
اپنا خالدی منعمی کا کلام — ہوا شاہ مدح والسلام
شریعت بدن ہے اچھیں پر ہمن — طریقت اچھی عاقبت کا گگن

(۳۰۶) مثنوی در فوائد بسم اللہ

نمبر (۷۱) سائز (۱۰ × ۶) صفحہ (۳۰۲) سطر (۱۸) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف غلام نبی تاریخ تصنیف ۱۲۰۵ھ ہجری کتابت

مصنف کے والد کا نام غلام سرور تھا۔ غلام نبی اپنے عہد کے بڑے عالم متبحر تھے۔ طریقت اور شریعت دونوں کے حامل تھے۔ دنیوی علوم کے ماہر ہونے کے علاوہ تصوف اور عرفان و سلوک باطن میں بھی بلند مرتبہ رکھتے تھے۔ مکہ مسجد (حیدرآباد) کے خطیب تھے۔ شاعری میں اچھی مہارت حاصل تھی۔ مورخین نے آپ کے حسن اخلاق اور قابلیت کی بڑی تعریف کی ہے۔ مکہ مسجد کی خطابت آپ کو اپنے باپ کے مرنے کے بعد ملی تھی۔ ۱۲۵۲ھ میں انتقال ہوا۔ حیدرآباد میں بدلے صاحب کی کھڑکی کے باہر مدفون ہیں۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ تاریخ گلزار آصفیہ میں آپ کا تذکرہ موجود ہے۔

آغاز۔ سرنامہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — شروع جس سے پایا کلامِ کریم
وہ موصوف ہے باصفات کمال — منزہ ہے از سمت نقص و زوال
ہے روزی رساں اَدر دنیا میں وہ — جمیع موماناں کا فراں کوئی ہو

اس مثنوی میں حمد و نعت کے بعد خلفائے راشدین کی مدح ہے پھر غوث اعظم کی ستائش کے بعد اپنے باپ اور مرشد شاہ غلام سرور کی مدح کی ہے اسکے بعد نفس مضمون شروع ہوتا ہے بسم اللہ اور سورۂ فاتحہ کے مختلف فوائد لکھے ہیں سبب تالیف میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ ایک رات ماہ رمضان میں جبکہ شب قدر کے آثار ظاہر تھے لوگوں نے بسم اللہ اور سورہ فاتحہ کے متعلق سوالات کئے تھے کسی نے کچھ اور دوسرے سوالات کئے یعنی شفاعت، روز محشر، والدین کی خدمت، انبیا کا حال،

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام۔

سرمست سے سن یہ باتاں جو صاحب تاثر ہیں　　　　عدد مرحبا بولینگے سچے امید ہے از عارفاں
کوئے دے دعا دل سے کرے ایم رہوں خرسندہ شاد　　　　از بہر حاصل مدعا بولیا بزرگاں کا بیاں

(۳۰۵) گنج نامہ

نمبر (۱۱۷) سائز (۸ × ۵½) صفحہ (۶۳) سطر (۱۱) خط ثلث کاغذ دیسی
مصنف خالدی منعمی تاریخ تصنیف قبل سنہ ۱۲۰۰ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات ہم دست نہیں ہوئے صرف تخلص کی صراحت کتاب سے ہوتی ہے اور خود کو فرخ سیر کے عہد میں ہونا بیان کیا ہے۔

آغاز۔

الٰہی عطا کر مجھے غیب کا　　　　سو لاکھوں کہوں بھید لاریب کا
جو کچھ رنگ ہے یو تھا بات میں　　　　جو کچھ بھید تیرا اہے تج ذات میں
جہاں لگ نچھل نور سمند ور ہے　　　　کہ جس نور کا نرملا سور ہے

کتاب کا نام اور مصنف کا تخلص۔

پڑینگی جو کوئی گنج نامہ نول　　　　سو لاکھوں بچن نرملا بے بدل
ایتا خالدی نرملا جوہری　　　　رچا بیت پر بیت جو مشتری
ایتا خالدی منعمی کا کلام　　　　ہوا شاہ کا مدح والسلام
سو خالد کو سب جوہری بولتے　　　　لطافت میں جا انوری بولتے

اس مثنوی میں طویل حمد و نعت ہے اس کے بعد نور محمدی کا بیان ہے۔ بڑی تفصیل کی ہے اور مختلف روایتیں بیان کی ہیں۔ اس میں عمل نیک بدی سے اجتناب وغیرہ امور کی صراحت کی ہے۔ عذاب قبر اور روز حشر کا ذکر ہے۔ دوزخ اور بہشت کا تذکرہ کیا گیا ہے۔
فرخ سیر کے عہد میں اس مثنوی کی تصنیف کا تذکرہ اسطرح کیا ہے۔

کہا یو قصہ کیا نکو نور سیں　　　　مگر شاہ فرخ سیر کے دور میں
سچا خسروی پر جگا آفتاب　　　　کہ کروں چھتر تیرے پر ماہتاب
شہنشاہ دیں پرورے پروراں　　　　سو فرمان میں سب ملک یادواں

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز۔

"حق تعالےٰ نے اس واجب الوجود کوں پانچ عناصر پچیس کن سوں پیدا کیا ہے۔ ماٹی، پانی، آگ، بارا، خالی۔ روایت کرتے ہیں عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سین کہ حق تعالےٰ اس موجود خاکی کتیں خاک بھی مختلف سین پیدا کیا ہے۔"

اس رسالہ میں انسان کے وجود کے متعلق صراحت کی گئی ہے۔ رطب و یابس روایت درج کئے ہیں مثلاً بیان کیا ہے کہ آدم کے سر کو بیت المقدس کی مٹی سے اور چہرہ منھ بہشت کی مٹی سے اور محاسن کو کوثر کی مٹی سے پیشانی عراق کی مٹی سے ہاتھ کو کعبہ کی مٹی سے بنایا وغیرہ۔ اس طرح کئی پانچ، پانچ چیزوں کا بیان ہوا ہے۔ بھوک، پیاس، سستی، نیند، عزم، شہوت، حرص، بخل غصہ، ڈر وغیرہ امور کی صراحت ہے۔

اختتام۔

"گوہروں کے پانچ دشمن اول گوہر ایمان اسکا دشمن دروغ، دوسرا گوہر عقل اوسکا دشمن غصہ۔ تیسرا گوہر علم اوسکا دشمن تکبر، چوتھا گوہر شرم اوسکا دشمن حرص، پانچوں گوہر صبر اوسکا دشمن طمع"

خاتمہ۔ تمت تمام شد رسالہ کوٹھیلی۔

(۳۰۴) رسالہ چہاردہ پیر چودہ خانوادہ

نمبر (۳۷۷) سائز (۸×۵) صفحہ (۷) سطر (۱۲) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف سرمست تاریخ تصنیف قریب ۱۲۰۰ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔ اسقدر پتہ چلتا ہے کہ وہ دکن کے باشندہ تھے اور کئی کتابوں کے مصنف تھے۔ چنانچہ "نام حق" کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے۔

آغاز۔

حمد خدا نعت نبی سرمست کہیا صدق جاں — اور چہار پیراں چہاردہ خانوادے کا بیاں

دیکھ معرفت کے چہار ہیں پیراں اکابر یو صحیح — ہے آدم نوح۔ و خلیل ختم محمد مرسلاں

پیران حقیقت کے یقین ہوئینگی اصحاب کبار

بو بکر صدیق، عمر و عثمان علی سچ ہیں چہار

جیسا کہ نام سے واضح ہے اس میں چار پیر اور چودہ خانوادہ کا ذکر کیا گیا ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۳۰۲) تکمیل المحققین

نمبر (۶۶۷) سائز (۸½×۵½) صفحہ (۲۲) سطر (۱۶) خط نستعلیق کاغذ ولایتی
مصنف حمیدالدین تاریخ تصنیف قبل ۱۲۰۰ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات ہمدست نہیں ہوئے۔ صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ مصنف سید شاہ حافظ محمد علی صاحب کا مرید تھا اور اپنے مرشد کی زندگی میں یہ کتاب قلمبند کی ہے۔ حافظ صاحب کے پہلے مصنف شاہ معین الدین جنگی کا مرید ہوا تھا۔

آغاز۔

"سجدات بے شمار واسطے حضرت زرنگار و نزاد ھار کے جو ہر گل و خار میں آپ ہی مخفی اور اظہار ہے اور تحیت انگنت وبسیار سید والاتبار کے جو مرکز دائرۂ اعدام اور اظہار کا اور باعث ایجاد عالم کبار و صغار کا ہے۔"

یہ ایک تصوف کا رسالہ ہے جس میں مصنف نے اپنے مرشدوں کے سنے ہوئے اقوال وغیرہ تصوف کے متعلق لکھے ہیں۔

اختتام۔

"اور راہ راست اور طریق مستحکم مجھ گنہگار ہیچمدان کو اور طالب صادق اللہم الخ۔

خاتمہ۔

اما بعد نماز ظہر بروز جمعہ بتاریخ سیوم شہر جمادی الثانی بدست مرزا حسین الدین حیدر کاتب الحروف برائے یادگاری زمانہ تحریر یافت باستصواب غلام محمد صاحب۔
کتاب پر پاپا لعل کی مہریں ۱۲۹۲ھ ثبت ہیں۔

(۳۰۳) رسالہ تصوف (کوٹھیلی)

نمبر (۱۸۲) سائز (۸×۶) صفحہ (۶) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف تاریخ تصنیف قریب ۱۲۰۰ھ کتابت
مصنف کے متعلق کوئی معلومات ہمدست نہیں ہوئے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

متجد تھا مغرب اور غور باطنی — او غنی پن سوں اپسکے تھا غنی

بلا کسی عنوانات کے اس منظوم رسالہ میں تصوف کے چند مسائل بیان کئے گئے ہیں۔ روح۔ برزخ۔ واحدیت۔ ارواح۔ عین حق۔ غیر حق۔ تجلی۔ عالم مثال۔ نور محمدی۔ ہستی نفس۔ جسم۔ عناصر وغیرہ امور کی صراحت کی گئی ہے۔

اختتام۔

میں سو چھوٹی توں سلیماں ہے میرا — ربنا دے مجکوں نیکی در سرا

تو منزہ ہے مجیب مستطاب — قندرعالم کی دعا ہووے مستجاب

(۳۰۱) رسالہ پانچ تن

نمبر (۲۰۴) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۱۲۶) سطر (۱۳) خط شکستہ کاغذ دیسی

مصنف — تاریخ تصنیف قریب ۱۲۰۰ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات ہمدست نہیں ہوئے۔

آغاز۔

الحمد اللہ الخ۔

باب اول بیان پانچہ تن پر وجود را کلمہ شناخیں لوازم است کلمہ اینست لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اول لام دوم الہ سیوم الا اللہ چہارم محمد رسول پنجم اللہ اے عزیز اسکا تفسیر سن لا واجب تن پر ثابت کرنا الہ ممکن تن پر ثابت کرنا الا اللہ ممتنع تن پر ثابت کرنا محمد رسول عارف تن پر ثابت کرنا اللہ واحد الوجود تن پر ثابت کرنا۔"

اس کتاب میں تصوف کے چند مسائل اور اسرار لکھے گئے ہیں۔

اختتام۔

"نبی علیہ السلام کہے اللہ تعالے سے مانگ یعنی جو کچھ ہونا ہور دنیا میں کا یا آخرت میں کا رزق کو منگ ہور اللہ ہور اپنا یند ابھی کسے نا بولنا۔ کوئی مقر شاہد بھی ہونا کسی کے آگے دکھ رونا۔"

ناقص الآخر ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام۔
"جو کوئی گنج کو پہنچکر گنج ہوا ہے تو اوس کا دل چودہ طبق درپن ہوا ہے سب جہاں اوس میں سمایا ہے او کسی میں نہیں سمایا یوں اس رسالہ میں ...."

اس کے بعد کے اوراق نہیں ہیں۔

(۲۹۹) رسالہ تصوف

نمبر(۷۵۴) سائز (۸ × ۵½) صفحہ (۱۶) سطر (۱۰) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف تاریخ تصنیف مابعد ۱۱۵۰ھ کتابت
مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز۔
سوال از مرشد ہجدہ میدارد مرید کہ سولہ سوال کو سمجھانا اول سوال کیا قال اللہ تعالیٰ آمنا الاثنین واحییتنا الاثنین یعنے خدا فرمایا تمہاری تئیں دو بار مرنا اور زندہ ہونا ہے"۔

اس رسالہ میں تصوف کے چند مسائل کو قلمبند کیا گیا ہے۔

اختتام۔
"شریعت میرا قول ہے سو میرا کہنا ہے اور طریقت میرا فعل ہے سو میرا کرنا ہے۔ لاہوا تو کہنے سے مقام غائب ہے۔ والسلام"۔

(۳۰۰) رسالہ تصوف

نمبر (۴۰) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۳۴) سطر (۱۷) خط نستعلیق کاغذ ولایتی
مصنف قدر عالم تاریخ تصنیف مابعد ۱۱۵۰ھ کتابت
مصنف کے متعلق کوئی معلومات ہمدست نہیں ہوئے۔ ممکن ہے محبوب عالم کے جن کا تذکرہ ان صفحات میں آیا ہے۔ کوئی قریبی عزیز ہوں۔

آغاز۔

حمد حق سوں ابتدا آغاز کر — راز مخفی حمد میں توں در از کر
جبکہ خود مغرب میں تھا عدم العدم — گنج مخفی عین تھا او در قدم

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۲۹۷) رسالہ تصوف

نمبر (۲۱۲) سائز (۱۱½ × ۶) صفحہ (۱۰) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف تاریخ تصنیف مابعد ۱۱۵۰ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز۔

"قال اللہ تعالیٰ انک لاتہدی من احببت ولکن اللہ یہدی من یشاء۔ سکن قادر قدرت سوں سمجھی تجکو کوئی کیا جسکو لوری دیوی راہ کہیا یہدی من یشاء یہو روپ پرکیت آپ چھپا یا کوئی نہیں پایا انت مایا موں میں سب جگ باندیا کیونکر سوجی"۔

یہ تصوف کا رسالہ ہے چند مسائل لکھے گئے ہیں۔

اختتام۔

"بات بھلی ناثابت راکھیں یہاؤ ولکی ساقی سوں نین۔ چوری کیونکر چلی مادادھو شاہد علی کل شئی ظاہر باطن کا وہ دانا سکتا ہے سبحان سب پر شاہد مطلق بیناسا نچہ پرتے برہان"۔

(۲۹۸) رسالہ دل آئینہ

نمبر (۱۹۴) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۱۶) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف تاریخ تصنیف مابعد ۱۱۵۰ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔ البتہ صرف یہ واضح ہوتا ہے کہ مصنف خواجہ بندہ نواز سید محمد حسینی کے سلسلہ میں مرید تھا۔

آغاز۔

"اول مقام حدیث لارب ولاعبد بیچوں بیچگونہ بے شبہ و بے نمونہ مقام ہاہوت میں انت گر تھا جوں ایک آدمی کو بے روش چلا وہ ہوا تو جوں تینو ریں کچھ ہوش نہیں اچھنی تیون"۔

یہ تصوف کا رسالہ ہے۔ چند مسائل کو درج کیا گیا ہے۔

کتاب ناقص الآخر ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز۔

سہلی مانڈ وتنکاری چرخا	کاڑو غفلت کاری یوفاکی مان
چھوڑو دنیا نکاری فرقا کی مان	دونوں پانوں کی کردو تہیام
سارے بھپسلیاں کی کرلی پان	ساری سیتی کی کسلی تو باندکی مان

اس نظم میں تصوف کے بعض باتوں کو سمجھایا گیا ہے۔

اختتام اور مصنف کا نام۔

ہیرکور ہے تی چاروں بھرکاں کے مان	کمتر کنیا سالا رہیں مان
چرخہ نامی ہیں جو بھای	بھل رنگی تو ہووے گی خاری مای
ہردم اللہ اللہ نبی ہمارے صلی اللہ	چرخہ نامہ تو نے باندی
پان برستی میں تو ناندی گے ماں	ہردم اللہ اللہ نبی ہمارے صلی اللہ
تو ہے درویش گھر کی باندی	ہردم اللہ اللہ نبی ہمارے صلی اللہ

(۲۹۶) رسالہ تصوف

نمبر (۱۶۲) سائز (۸ × ۶) صفحہ (۶) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف

تاریخ تصنیف مابعد ۱۱۵۰ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات ہمدست نہیں ہوئے۔

آغاز۔

"او سلطان دو جہاں کا اول بیخودتھا سو اوس حال کا نانوں کر ہا ہوت کر رکھیں ہیں اوسی بیخودی میں سین نظر کی حال میں آیا تو اوسی حال کا نانوں لاہوت کر رکھے ہیں اوسی نظر کے حال میں سین عقل ہو رہیا دمیں آیا تو اوس حال کا نانوں جبروت کر رکھے ہیں"۔

اس رسالہ میں تصوف کے چند مسائل خودی۔ بےخودی۔ عشق وغیرہ کی صراحت کی گئی ہے۔

اختتام۔

"وہی عشق ہے ایسے نظر کی حال کو لاہوت کرجان عشق کرجان نور کرجان جی کرجان اوس کی صورت کو یہ جہاں کرجان"۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز۔

تمنا کو رے سہلیاں میٹی بچن سناؤں — ٹک کان دھر سنو تو پیو سوں تمن ملاؤں

پیو کی چرن کی ماٹی سرمہ نین میں بھاؤ — مثل عبیر اس کو ماتھے اوپر لگاؤ

جوبن پو ہوری کیوں بدست آپ دیوانی — جوبن کے اولے میں چلنے لگے گُتانے

اس مثنوی میں تصوف کی بعض باتیں واضح کی گئی ہیں۔

مثنوی کا نام۔

لکتا ہوں پیو طرف تے تیری لگن کا نامہ — نوبت لگن پیو کو بجتا رہے دمامہ

اختتام۔

پیو آپ جانتا ہے بندے کی دل کی خواہش — کئی کئی وجہ سوں کرتا بندے کوں آزمایش

تجھ میں اگر سہیلی کچھ سات پانچ نیں ہی — دکھ دل میں سانچہ اپنے کچھ سکوں تین لیج ہی

موں پر چڑا کے اپنے پیو کا سہاگ اوچل — اب لگ رہی ابھاگی اب نیک بھاگ لے چل

اس مثنوی میں ایک اور نظم (۱۷) شعر کی ہے جس میں ان عورتوں کا ذکر ہے جن سے نکاح کرنا حرام ہے۔

آغاز۔

دھرو یاد قرآن تے یو خبر — کہ چودا زناں دیک حرمت اوپر

جو حق نے محمد کرے کام میں — خبر یو دیا دین اسلام میں

کہ چودا زناں کی یو تاتی تمام — بیان کر نکاح انکا کینا حرام

اختتام۔

تو پیش از دخول اس نہ اہو ئیگی — ولی عقد مادر کا او کہو ئیگی

حسینی پیر واللہ مجھے پیر ہے اعلا — شاید ہو کر مخدوم دیکھا ہے اوجالا

(۲۹۵) چرخہ نامہ

نمبر (۳۲۵) سائز (۱۰ × ۶) کل (۱۸) شعر ہیں۔

مصنف سالار تاریخ تصنیف مابعد ۱۱۵۰ھ کتابت

مصنف سالار کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔ کسی مورخ ادب نے انکا تذکرہ نہیں کیا ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اس رسالہ میں تصوف کے کئی مسائل کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ قرآن کی کوئی آیت یا حدیث عربی میں عنوان کے طور پر لکھ کر اس کی شرح نظم میں کیگئی ہے۔

اختتام۔

کیا جان تک تھا سو کہنے کا بد — و لے ایک اتنے میں باقی سند
ختم اس سخن پر کیا میں کتاب — کہ عالم و جاہل ہوویں لاجواب
یو تصنیف محمد عاشق کے کر — تخلص سو وحشی کا دہرا دس اوپر

کتب خانہ آصفیہ میں ایک نسخہ موجود ہے (تصوف ۱۵۴۷)۔

(۲۹۳) رسالہ تصوف

نمبر (۴۷۲) سائز (۷ × ۵) صفحہ (۸) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف — تاریخ تصنیف۔ مابعد ۱۱۵۰ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات ہمدست نہیں ہوئے۔

ناقص الاول ہے۔

آغاز۔

"اول غفلت جمع دوسرا غفلت مستی تیسرا غفلت غصہ چوتھا غفلت ڈر پانچواں غفلت پیری وقت چھٹا غفلت بیماری"۔

اس رسالہ میں دکنی اور فارسی میں تصوف کے بعض مسائل لکھے گئے ہیں۔

اختتام۔

"چہارم گوہر علم است دشمنی وے کبر است پنجم گوہر سخاوت است دشمنی وے بخل است"۔

(۲۹۴) لگن نامہ

نمبر (۳۲۵) سائز (۱۰ × ۶) یہ مثنوی (۴۹) شعر کی ہے خط ثلث کاغذ دیسی
مصنف — تاریخ تصنیف مابعد ۱۱۵۰ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

कार्यकारी सह सम्पादक
संग्रहालय पुरातत्व पत्रिका, उ० प्र०
राज्य संग्रहालय, लखनऊ
CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

اختتام۔

زباں ہے مسلمان کر جان توں — اپس دل میں تحقیق کر آن توں
نفس ہے سو کافر طلب کر توں صاف — یو تحقیق لفظاں عربی پچھان
اصل یو سو دونوں مسافر میرے — خبردار لفظاں سوہ جو اس تیرے

اس کے بعد جو شعر ہونا چاہیے اس کا آغاز "خدائی" کے لفظ سے ہے مگر اسکے بجائے ایک دوسری کتاب سہاگن نامہ کے چھ صفحے اس میں شامل ہو گئے ہیں۔

اس کا پہلا شعر یہ ہے :-

خدمت کر توں جلیاں کے — صاحب ہونے کی سیکیاں کے
ایسے کیا مان کرتے جیسا — یو پند دل میں دھرتے جیسا
سن سہاگن دسری بات — جس میں ہوئی تجھ نجات

اختتام۔

اب بس کر پند یو توں — خاموش زباں کو بند یو توں

خاتمہ۔

در ماہ رمضان المبارک بتاریخ چہارم بروز شنبہ بوقت اول پاس سہاگن نامہ مرتب شد ۱۱۹۹ھ

(۲۹۲) ارشاد الغافلین

نمبر (۴۶۴) سائز (۸ ½ × ۵) صفحہ (۱۰۴) سطر (۱۵) خط شکستہ کاغذ دیسی
مصنف محمد عاشق وحشی تاریخ تصنیف ۱۱۷۲ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔ اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ وہ دکن کے باشندے تھے اور شاہ نظام الدین ان کے مرشد کا نام تھا۔ انکی ایک اور تصنیف قادر نامہ بھی ہے جس میں سیدنا عبد القادر جیلانی کا نسب وغیرہ لکھا گیا ہے۔

آغاز۔

.... ہے سوں بھی اسکا کر ابتدا — خدا کے جو طالب کوں ہوئے فایدا
اللہ نام اول کے بولوں آنکے — توں دینا ہے اوسکو جو تجھ کن منگے
توں داتا ہے تیری یو منگتے ہیں سب — کواتا ہیں توں سب یوں منگتیاں کا رب

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

یہ تصوف کی کتاب ہے اس میں (۳۲) باب ہیں جن میں تصوف اور اخلاق کے مسائل بیان کئے گئے ہیں نفس حیوانی، نفس انسانی، حواس ظاہری، غضب، شہوت، عقل نظری و عملی، عناصر خمسہ، شیخ کامل وناقص وغیرہ امور کو ان ابواب میں بیان کیا گیا ہے۔

اختتام۔

یارسول اللہ بحق بو تراب — رکھ سدا مقبول عالم یو کتاب

عارفاں کا اس میں ایم سیر ہوے — یا الٰہی خاتمہ بالخیر ہووے

این ظہور کلی شد یارب تمام — ختم کردے مدعا اور سلام

"ظہور کلی" سے تاریخ تصنیف نکلتی ہے۔

(۲۹۱) حفظ اللسان

نمبر (۴۱۷) سائز (۶ × ۴) صفحہ (۲۱) سطر (۱۳) خط ثلث کاغذ دیسی

مصنف — تاریخ تصنیف ماقبل سنہ ۱۱۵۰ ہجری کتابت سنہ ۱۱۹۹ھ

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز۔

الٰہی دو جگ کا توں داتار ہے — یو قدرت تیری تجھ سزاوار ہے

کیا کن سوں قدرت کوں ظاہر اول — جو پیدا کیا خیر و شر در ازل

ہو ہووے گا ابھی سوں ہوتا اگر — او سے نور سوں کل کوں پیدا جو کر

اس رسالہ میں تصوف اور عقاید کی باتیں نظم کی گئی ہیں۔ قرآن شریف کی کسی آیت یا حدیث کو عنوان بنا کر اسکے نیچے صراحت کیگئی ہے۔

کتاب کا نام۔

مسایل کیتک معتبر کا اگر — رکھیا ہوں جو حفظ اللسان نام دھر

فارسی سے ترجمہ کرنے کا تذکرہ۔

میں اس واسطے ع م اسس پر کیا — متن فارسی کا سو دکھنی کیا

یہ کتاب ناقص الآخر ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز۔

جمیع حمد ثابت خدا پو اچھو — درود و سلام مصطفےٰ پر اچھو
صحابان پو سارے اچھو برقرار — کہ یعنی سو رحمت پروردگار
بھی سارے ولیاں پھر اچھو سربسر — اچھو میرے ہی پیر و استاد پر

یہ تصوف کی مثنوی ہے۔ اس میں حمد و نعت کے بعد اپنے مرشد اور باپ میراں صاحب کا تذکرہ ہے۔ انکی ستائش کیگئی ہے۔ عنوانات کے تحت بیان ہوا ہے۔ بعض عنوان یہ ہیں۔

(۱) مریدوں کو تعلیم دینا (۲) حدیث کی سماعت (۳) سبعہ صفات (۴) واحدیت (۵) مراتب روح (۶) مراتب عالم مثال (۷) مراتب ہفتم (۸) الوہیت (۹) وجود ذات (۱۰) مشاہدہ (۱۱) احادیث نبوی (۱۲) مراقبہ (۱۳) نفی و اثبات (۱۴) ایک رکعت نماز (۱۵) ذکر نکرنا۔

اختتام۔

اسی طور یک پیر کوں سوں بڑے — نہ کوئی مرشد بی اسکو کامل کرے
نکو پیر کے دل ستے توں اوتر — کہ اتمے سری کانکو کام کر
ابا تاں سوں کر شاہ محمد تمام — محمد پو بھیج کر درود اور سلام

کتب خانہ آصفیہ میں اس کا ایک قلمی نسخہ ہے (تصوف ۱۵۴۶)۔

(۲۹۰) مثنوی ظہور کلی

نمبر (۴۵۲) سائز (۷½ × ۵½) صفحہ (۱۷۴) سطر (۱۳ تا ۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف تراب علی شاہ تراب تاریخ تصنیف ۱۲۶۵ھ کتابت

تراب علی شاہ نام اور تراب تخلص کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔ صرف اسقدر پتہ چلتا ہے کہ وہ صوفی تھے اور شاعر بھی۔ آصفی دور میں دکن میں رہا کرتے تھے۔

آغاز۔

کرتوں پر تہم است تے اونکار کا — کے ہوا باعث بت و زنار کا
کچھ نہ تھا پر کاش تب سب اس اتھا — ناودان جد کا سراپا دین اپنا
یعنی او واجب وجود استہول ہے — ہوا ہر نیہ کرب سو چم مول ہے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز۔

"یک روز رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کوں تین چیز بھیجے تھوڑا موم ہور یک سوزن ہور یک بال ہور یوں بولے کہ موم کے مانند آپس تیں جلاؤ ہور دسریان کو روشن کرو، ہور سوزن کے مانند اپس تیں برہنا رکھو ہور دسریان کوں پردہ پوشی کرو۔ جسوقت یہ دونوں احوال تمنا برآئے پرائی بعد از بال سار کی نرم ہو کر اچھو۔"

اس رسالہ میں تصوف کے بعض مسائل کو بیان کیا گیا ہے۔

اختتام۔

"مناجات رابعہ بصری اے یار کرم مجھے، صبا بڑی قیامت کے دن دوزخ میں بھا دیگا تو تیری تعجید آشکارا کراونگی کہ دوزخ مجسوں ہزار سال کی بات۔۔۔۔۔۔۔

خاتمہ۔

شہر رجب المرجب بست چہارم ۱۲۱۱ھ۔ اس کتاب میں آخری دو صفحہ پر مناجات حضرت بندہ نواز کے عنوان سے ایک نظم ہے جس کے شعر صاف پڑھے نہیں جاتے کیونکہ کرم خوردہ ہے۔

آغاز۔

کر نگاہ یک لطف سوں میرے اوپر بندے نواز ‌ ‌ شرم رکھ استاد نون۔۔۔۔۔ حضر گیسو دراز

کی ہزاروں مجھ سر کی آستاں تیرے التجا کرنے

ایک دوسری بیاض کے چند منتشر اوراق بھی اس میں شامل ہیں جن پر نظم لکھی ہوئی ہے۔

(۲۸۹) خزانہ معرفت

نمبر (۲۶۴) سائز (۸ ½ × ۶) صفحہ (۲۴۲) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف شاہ محمد تاریخ تصنیف ما بعد ۱۱۵۰ھ کتابت

دکن میں شاہ محمد کے نام سے کئی صوفی بزرگ گزرے ہیں۔ ایک وہ تھے جو "نور دریا" کے لقب سے یاد کئے جاتے تھے اور رائچور ان کا وطن تھا۔ دوسرے بزرگ یہ ہیں جن کا زمانہ اول الذکر سے تقریباً ایک صدی بعد کا ہے۔ ان کی دو کتابوں کا پتہ چلتا ہے۔ ایک خزانہ معرفت اور دوسری خزانہ عبادت۔ مؤلف اولیاء دکن نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔ بقول موصوف ۱۲۰۱ھ میں انکا انتقال ہوا ہے۔ حیدرآباد کے رہنے والے تھے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۲۸۷) رسالہ تصوف

نمبر (۴۸۹) سائز (۲/۱ ۷ × ۲/۱ ۴) صفحہ (۲۰) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف   تاریخ تصنیف مابعد ۱۱۵۰ھ کتابت ۱۲۲۷ھ

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔ بلحاظ زبان ۱۱۵۰ھ کے بعد کی تصنیف قرار دیجاتی ہے ممکن ہے "عبدے" مصنف کا نام ہو۔

آغاز۔

اول اللہ تھا قدیم   گنج مخفی میں آپ مقیم
پنج ذکر او کرتا رہے   جلی قلبی روحی سری خفی
آپس آپ تھا مخفی   اندیشہ کہنا سو سری

اس رسالہ میں تصوف کے چند مسائل کا ذکر ہے۔

اختتام۔

پیر حسینی میرے پیر   عبدے کوں تو ہے دستگیر
اللہ مجھہ پر کرم کر   برکت محمد پیغمبر
درود نبی پر سب جنم   صلی اللہ علیہ وسلم
یہاں لگ کاتھا مجھ خام   ختم نبی پر ہوا تمام

خاتمہ۔

تمت تمام شد۔ بتاریخ ۲۷ محرم ۱۲۲۷ھ بروز سہ شنبہ در دیوان خانہ سید ولی اللہ شاہ صاحب مدظلہ اتمام شد۔

(۲۸۸) ملفوظات رابعہ بصری

نمبر (۳۵۰) سائز (۲/۱ ۸ × ۶) صفحہ (۹) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف   تاریخ تصنیف مابعد ۱۱۵۰ھ کتابت ۱۲۱۲ھ

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز۔

خدا جس کتے سوا و یک ذات ہے ۔۔۔ نہ اوس کا شکل شبیہ کس بھات ہے
جو ہے بولنا دیکھنا اس کتیں ۔۔۔ سخی کوئی مانند اس کی یو تیں
سدا اوس نے ذکر ہر شی کیرا ۔۔۔ نہ اسکوں ہے بسرات کس کا ذرا

یہ ایک تصوف کی کتاب ہے جس میں چند مسائل تصوف کا تذکرہ ہے۔ عشق، روح، مرشد، مرید وغیرہ امور کی صراحت کی گئی ہے۔

اختتام۔

ثنا صفت اس کی زباں سو مدام ۔۔۔ صفت اس کروں میں تو نا ہوئے تمام
یو قادر کیا مختصر توں بیان ۔۔۔ مددگار تھا اس پو حق مہربان
نہ اُس کی حکم باج ہلتا ہے پات ۔۔۔ عمل پر مددگار ہے اوس کی ذات
لاتتحرک ذرہ الا باذن اللہ۔

(۲۸۶) رسالہ تصوف (چنو ہنت)

نمبر (۶۲) سائز (۱۰ × ۵) صفحہ (۱۳) سطر (۱۵) خط شکستہ کاغذ دیسی
مصنف سید چنو تاریخ تصنیف مابعد ۱۱۵۰ھ کتابت
مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز۔

"میگوید بر ما بستہ حرص و ہوا گرفتار ما سوا"

ایک فارسی مختصر عبارت کے بعد اس میں سید چنو کے اقوال جو ہندی (قدیم اردو) میں ہیں انکی شرح فارسی میں کی گئی ہے۔ یہ تصوف کے بعض مسائل پر مشتمل ہے۔ کل گیارہ قول یا گیارہ لکھے ہیں جنکی شرح (۱۳) صفحوں میں کی گئی ہے۔

اختتام۔

"عشق را بو حنیفہ درس نگفت شافعی را درو روایت نیست حنبل از کان عشق بے خبر است مالکی را درو حکایت نیست بو العجب بداست مذہب عشق چار مصحف در ایک آیت نیست"

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مصنف　　　　تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۱۵۰ھ کتابت سنہ ۱۱۷۴ھ

مصنف کا نام معلوم نہ ہو سکا۔

آغاز۔

"موسیٰ کہے یارب جو کوئی علم بہوت پڑیگا اسکا جزا کیا ہے جواب آیا کہ اے موسیٰ میری رحمت اوس پہ ہوگی موسیٰ کہے یارب جو کوئی رات کو نماز کریگا اسکا جزا کیا۔ جواب آیا کہ اے موسیٰ اوسکا موں روشن کرونگا بہشت میں۔ موسیٰ کہے یارب جو کوئی اقرار ثابت دھرے اسکا جزا کیا ہے جواب آیا کہ اسکے عمر میں برکت کرونگا ہور اسکی دعا قبول کرونگا اس عالم میں۔"

جیسا کہ نام سے واضح ہے اس میں موسیٰ علیہ السلام کے چند سوالات اور خدا کی جانب سے اسکے جوابات درج کئے گئے ہیں۔

اختتام۔

"اے موسیٰ درویشاں ساتھ بیٹھ جو میرا رحمت درویشاں سوں جدا نہیں ہور درویشاں کو قوت ہور پوشاک دے۔ جو کوئی درویشاں کو دوست دھرتا ہے اسی جمیع بلا ہور آفتاں سوں جدا دھرتا ہوں۔"

خاتمہ۔

تمت تمام شد این جواب و سوال حضرت موسیٰ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام بروز جمعہ شہر شوال المکرم تاریخ شانزدہم سنہ ۱۱۷۴ھ دو گھڑی روز آمدہ باتمام رسید۔ در قصبہ بھونگیر۔

(۲۸۵) معجز نامہ

نمبر (۱۳۲) سائز (۸ × ۶) صفحہ (۵۴) سطر (۱۳) خط ثلث کاغذ دیسی

مصنف قادر تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۱۵۰ھ کتابت

دکن میں قادر تخلص کے کئی شاعر ہوئے ہیں۔ قطب شاہی دور اور اس کے بعد آصفی دور میں بھی قادر تخلص کے شاعروں کا پتہ چلتا ہے۔

یہ معجز نامہ اس قادر کا قرار دیا جا سکتا ہے کہ جس کے مرثیے بھی دستیاب ہوئے ہیں۔ ان کا زمانہ وہ ہے جبکہ دکن میں قطب شاہی اور عادل شاہی دور ختم ہوگیا تھا اور اس کے بجائے آصفیہ دور شروع ہو چکا تھا۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام۔

جب کیا تاریخ کا دل میں حساب　　　تب ہوا میزان میں خاصی کتاب

(۲۸۲) پنچھی باچا (آٹھواں نسخہ)

نمبر (۳۲۷) سائز (۷½ × ۵½) صفحہ (۲۰۹) سطر (۱۷) خط ثلث
کتابت ۱۲۲۴ھ

آغاز۔

اے پنچھی پیارے سخن آغاز کر　　　حمد سوں حق کی بلند آواز کر

اختتام۔

جب کیا تاریخ کا دل میں حساب　　　تب ہوا میزان میں خاصی کتاب

خاتمہ۔

تحریر فی التاریخ ہفتم ماہ رمضان المبارک روز دوشنبہ وقت ظہر ارقام تمام یافت۔
کاتب الحروف کمترین فقیر محمد ولد شیخ امام ساکن تیکوٹہ ۱۲۲۴ھ

(۲۸۳) پنچھی باچا (نواں نسخہ)

نمبر (۴۷۸) سائز (۷½ × ۶½) صفحہ (۳۴۰) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ ولایتی
کتابت ۱۲۶۹ھ

آغاز۔

اے پنچھی پیارے سخن آغاز کر　　　حمد سوں حق کے بلند آواز کر

اختتام۔

جب کیا تاریخ کا دل میں حساب　　　تب ہوا میزان میں کیا خاصا کتاب

خاتمہ۔ کاتب الحروف قاسم خاں ساکن نیک آباد عرف کرپہ۔

(۲۸۴) سوال وجواب حضرت موسیٰ

نمبر (۷۲) سائز (۷ × ۵) صفحہ (۱۴) سطر (۱۱) خط ثلث کاغذ دیسی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۲۷۹) پنچھی باچا (پانچواں نسخہ)

نمبر (۱۸۱) سائز (۸ × ۵½) صفحہ (۲۴۷) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی

آغاز۔

اے پنچھی پیارے سخن آغاز کر　　　حمد سوں حق کے بلند آواز کر

اختتام

جب کیا تاریخ کا دل میں حساب　　　تب ہوا میزان میں کیا خامی کتاب

خاتمہ۔

تمت الکتاب بعون ملک الوہاب تاریخ ہشتم شہر جمادی الثانی ۱۱۸۱ھ ترقیم یافت۔

(۲۸۰) پنچھی باچا (چھٹا نسخہ)

نمبر (۳۱۰) سائز (۸ × ۵½) صفحہ (۳۴) سطر (۱۵) خط شکستہ کاغذ دیسی

ناقص اول اور ناقص الآخر ہے۔

آغاز۔

لا والہ اللہ کی برکت سوں مجھ　　　بہرور کردینگے دولت سوں مجھ

لا والہ اللہ سوں میری زباں　　　کر کشادہ جس گھڑی ہوئی نزع جاں

اختتام۔

جب منگیا وہ شہرست لکھنے کوں باٹ　　　شاہ نے بولے کہ دالوسیس کاٹ

کھاس شہنے کہ وہ عاشق ....　　　عاشق کے راہ میں جا.........

اس کے بعد کے اوراق نہیں ہیں۔

(۲۸۱) پنچھی باچا (ساتواں نسخہ)

نمبر (۳۰۲) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۲۴۰) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی

آغاز۔

اے پنچھی پیارے سخن آغاز کر　　　حمد سوں حق کی بلند آواز کر

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز۔

اے پنچھی پیارے سخن آغاز کر   حمد سوں حق کے بلند آواز کر

اختتام۔

جب کیا تاریخ کا دل میں حساب   تب ہوا میزاں میں کیا خاصی کتاب

(۲۷۷) پنچھی باچا(تیسرا نسخہ)

نمبر(۲۲) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۱۹۶) سطر (۱۳) خط شکستہ

آغاز۔

اے پنچھی پیارے سخن آغاز کر   حمد سوں حق کے بلند آواز کر

اختتام۔

جب کیا تاریخ کا دل میں حساب   تب ہوا میزاں میں کیا خاصی کتاب

خاتمہ۔

کاتب الحروف حیدر بیگ ولد عیسیٰ بیگ برائے خاطر داشت۔ سید افضل بوقت ظہر تاریخ بستم شہر ربیع الاول ۱۲۴۷ھ ترقیم یافت۔

(۲۷۸) پنچھی باچا(چوتھا نسخہ)

نمبر(۱۶۸) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۳۰۵) سطر(۱۲) خط نستعلیق کاغذ دیسی
کتابت ۱۱۵۹ھ

ناقص اول ہے۔

آغاز۔

تازہ کر توں اب زباں توحید سوں   دور کر ہر شرک پر تقلید سوں
پاک دل سوں یاد کر اس ذات کوں   جن دیا جیو اس مٹی بر خاک کوں

اختتام۔

جب کیا تھا گنج کا دل میں حساب   تب ہوا میزان میں خاصا کتاب
خاتمہ ۱۱۵۹ھ۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

وجدی کی تین مثنویاں مشہور ہیں۔ پنچھی باچا جو فریدالدین عطار کی منطق الطیر کا ترجمہ ہے دوسری گل ہرمز کا ترجمہ تحفۂ عاشقاں اور تیسری باغ جانفزا جو وجدی کی اپنی تصنیف ہے وجدی کے حالات دکن میں اردو۔ اردوئے قدیم اور اردو شہ پارے میں درج ہیں اسکے علاوہ محمد بن عمر صاحب نے ایک خاص کتاب میں انکے حالات قلمبند کئے ہیں جو شائع ہوگئی ہے۔

آغاز۔

اے پنچھی پیارے سخن آغاز کر — حمد سوں حق کے بلند آواز کر
شوق سے ایسا اوچایک پنچھا — جو رہے ترلوک کا عالم لوبھا
گلشنِ وحدت ہے تیرا آشیاں — احدیت کا راز سب تجھ پر عیاں

جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے۔ یہ فریدالدین عطار کی مثنوی منطق الطیر کا ترجمہ ہے مگر یہ لفظی ترجمہ نہیں ہے بلکہ بہت کچھ کمی وبیشی کی گئی ہے۔ دراصل یہ تصوف کی کتاب ہے جسمیں پرندوں کی زبانی اظہار حقیقت کیا گیا ہے۔

اختتام۔

اس میں یارب میرا ہوتا ہے کام — شکر ہے جو ہوئی پنچھی باچہ تمام
جب کیا تاریخ کا دل میں حساب — تب ہوا میزان میں کیا خاصی کتاب

خاتمہ۔

"تمت تمام شد در بلدہ حیدرآباد میں دہم شہر شعبان روز چہار شنبہ سنہ ۱۲۵۲ھ بطریق مسودہ باستعجال تمام قلمی شد سہ ہزار ہفتصد و چہاردہ بیت سہ صد مرغی و پنجاہ و سہ ورق است"

ابتدا اور آخری صفحہ میں چند فارسی اشعار بھی درج ہیں۔

پنچھی باچا کئی مرتبہ طبع ہوئی ہے۔ قلمی نسخے بھی کئی کتب خانوں میں پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ کتب خانہ آصفیہ میں چار نسخے ہیں (۶۴ تصوف ۱۵۲۴-۱۶۷۰ داخلہ ۲۹۳۵۴) جامعہ عثمانیہ میں ایک نسخہ ہے۔

یورپ میں بھی اسکے نسخے موجود ہیں (یورپ میں دکھنی مخطوطات صفحہ ۳۶۵)

(۲۷۶) پنچھی باچا دوسرا نسخہ

نمبر (۲۱) سائز (۱۰×۵) صفحہ (۲۴۴) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اگرچہ بعض تذکروں میں "مخدوم" کا تذکرہ ہے مگر یقین کے ساتھ اونکے حالات بیان نہیں کئے جاسکتے۔
انکی ایک اور تصنیف "مرات السالکین" بھی ہے۔ اسکا قلمی نسخہ کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہے۔
پہلے صفحہ میں فارسی مضمون ہے دوسرے صفحہ سے نفس کتاب شروع ہوتی ہے۔

آغاز۔

"الحمد للہ الخ قولہ تعالیٰ ولا الہ الخلق والامر۔ اس کا معنا خدا لکھیا تمنے مجھے پوچھو میں تمنا پیدا کیا
ہیرا امر تمھارے پر ہوا او امر خدا کا ہوا اسوقت قالو بلیٰ کہے تمیں میری سوں وعدہ کئے اس تن میں اچھکر
ہیں تجی تحقیق کرنا کہے۔ اگر کوئی اس وعدے کوں پونچی تو مرا یگانہ دوست ہوئیگا اگر نیں تو یو مرا دیدار
نا دیکھے سکیگا"

اس رسالہ میں تصوف کے مسائل کا تذکرہ ہے اولاً قرآنی آیت یا حدیث لکھی گئی ہے۔ اسکے
بعد اسکے معنی دکنی میں لکھے گئے ہیں۔

اختتام۔

"اے عزیز دنیا معتاد کی باغ شاہی اے دوستاں ہو دل نکو بند عاقبت میں تمنا کام نا آسی ہو

بیت
حرف نیرا وہی نکتے سوں پر پایا پھیرا — یو باطن کا معراج ہوا یوں تمام

یوں تمام بحق محمد علیہ السلام ہمیشہ امیدوار درگاہ کریم۔

خاتمہ۔

تمت الکتاب بعون الملک الوہاب در شہر ماہ محرم الحرام۔ تاریخ پہلی روز شنبہ ۱۳۰۶ھ
بدستخط حافظ محمد علی ساکن بلدہ بیجاپور۔

(۲۷۵) پنچھی باچا

نمبر (۲۰) سائز (۱۰ × ۴) صفحہ (۱۰۶) سطر (۲۷ تا ۳۶) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف وجدی تاریخ تصنیف ۱۱۳۱ھ کتابت ۱۱۵۲ھ

وجیہہ الدین وجدی دکن کا مشہور شاعر ہے۔ کرنول انکا وطن تھا۔ شاعر بھی تھے اور صوفی بھی
وجدی کی شاعری فطرتی تھی کسی سے تلمذ نہیں تھا حنفی مذہب تھے۔ اگرچہ صوفی مشرب تھے مگر دنیوی
لوازم بھی رکھتے تھے۔ وجدی کے خاندان میں طبابت کا پیشہ آبائی معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ آصفیہ دور
کے وسط میں ایک پوتے حکیم عماد علی مشہور طبیب تھے۔ جو حیدرآباد میں رہا کرتے تھے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مصنف قاضی محمود محبوب اللہ تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۱ھ کتابت سنہ ۱۱۲۲ھ

ناقص الاول ہے۔

ممکن ہے کہ یہ تصنیف بھی قاضی محمود بحری کی ہو۔ محبوب اللہ لقب ہو سکتا ہے اگرچہ کسی جدید مورخ ادب نے قاضی صاحب کے اس لقب کا تذکرہ نہیں کیا ہے مگر چونکہ کتاب سنہ ۱۱۲۲ھ کی لکھی ہوئی ہے اسلئے بہت ممکن ہے اس زمانہ میں قاضی صاحب کے اس لقب سے سب واقف ہوں لیکن تیقن کے ساتھ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

آغاز۔

تب پرت سہیلی ری جب لگ ساجن پاس — تب لگ پرت سہارے جب لگ سائیں پاس

آئی ندیکوں کیھی تجھ بناری منجہ تن لو ہو نہ پاس — تمن دن برہا مجھ دیدی تم پن کری چھپاس

جب کاب بھریاب جناری بسر یا بار سنگار — آپ سنواروں تجھ بناتری سبکو کرے بچار

اس ہندی نظم میں تصوف کے رمز بیان کئے گئے ہیں۔

عقدہ۔ عقدہ کا عنوان قائم کیا ہیں۔

اختتام۔

دوہرہ

مست ہووں کوں چیو — نبی سرا نہ بچو کوئی

محمود دوانی جانی سنو — سن سن مانی ہوئی

خاتمہ

تمت تمام شد ارشاد الطالبین کلام حضرت قاضی محمود محبوب اللہ قدس اللہ سرہ العزیز الکاتب فقیر حقیر عاجز محمد عارف تاریخ بست ششم شہر ربیع الثانی سنہ ۱۱۲۲ھ۔

(۲۷۴) سوال نامہ

نمبر (۴۳۲) سائز (۷ × ۱۰) صفحہ (۱۲۸) سطر (۱۴ تا ۱۹) خط ثلث کاغذ ولایتی

مصنف مخدوم شاہ حسینی تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۱۲۵ھ کتابت سنہ ۱۳۰۶ھ

اس کے مصنف مخدوم شاہ حسینی شاہ میراں جی خدا نما کے خلیفہ شاہ برہان اللہ حسینی کے مرید اور خلیفہ تھے۔ شاہ میراں جی خدا نما قطب شاہی دور کے بزرگ ہیں اس طرح مخدوم حسینی کا زمانہ سنہ ۱۱۲۵ھ کے بعد قرار دینا چاہیئے۔

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

یہ بھی تصوف کا رسالہ ہے شراب کے بجائے "بھنگ" کا ذکر کیا گیا ہے۔

اختتام۔

اب تو یو بنگاب کے بستار کوں — سونپ اپس آپنے کرتار کوں

ہوش کے بنگاب سو مدہوش اچھہ — ختم کر اس بات کوں خاموش اچھہ

اس کے بعد (۳۲) صفحے میں فرہنگ من لگن شامل ہے سیاہی سے اصل لفظ ہے اس کے نیچے اردو میں سرخی سے معنی لکھے گئے ہیں۔ کتب خانہ آصفیہ میں ایک نسخہ ہے۔

(۲۷۲) دوازدہ جام (بھنگ نامہ) (دوسرا نسخہ)

نمبر (۳۴۲) سائز (۸ × ۴) صفحہ (۱۰) سطر (۱۲) خط نستعلیق کاغذ دیسی

آغاز۔

لال زنگیلا جو اپس رنگ کوں — دیکھنے لوریا تو کیا بھنگ کوں

اختتام۔

ہوش کی بنگاب سوں مدہوش اچھیہ — ختم کر اس باب پو خاموش اچھیہ

خاتمہ۔

این دوازدہ جام حقایق انجام تصوف فرجام من کلام شمس الواصلین بدر الکاملین تاج العارفین والعاشقین لولوئے دریائے باکمال دانائے رموز جلال وجمال خورشید آسمان ولایت وکرامت درگاہ صمدیت قطب الاقطاب فرد الاحباب حضرت شیخ قاضی محمود بحری قدس اللہ سرہ العزیز کاتب الحروف اضعف العباد اللہ الکریم حافظ محمد عظیم غفر اللہ ...... بجہند خاطر عاطر صاحبی مشفقی سید عبد القادر قادری سلمہ اللہ تعالیٰ"۔ آخری صفحوں میں ایک دوسری تصوف کی کتاب کا کچھ حصہ شریک ہے۔

آغاز یہ ہے۔

"سوائے عزیزان طبابت کا بیان ہے کہ یک طبیب حاذق مرد ہندوستان کے شہر من خوش سوں بولیا"

(۲۷۳) ارشاد الطالبین

نمبر (۲۲۸) سائز (۹ × ۵) صفحہ (۲۱۱) سطر (۱۷) خط نستعلیق کاغذ دیسی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

خاتمہ۔
در بلدہ ارکاٹ در ایام نواب سپہر جناب نواب حیدر علی خاں بہادر تحریر یافت بتاریخ بست و ہشتم شہر ربیع الثانی ۱۱۹۰ھ روز یکشنبہ اختتام یافت۔ بخط شکستہ عاصی پر معاصی لشکر درگاہ حضرت قادر میراں محی الدین جیلانی ہذا کتاب من لگن من تصنیف حضرت قاضی محمود بحری۔

اس کے بعد ایک صفحہ میں فارسی عبارت ہے جس میں ذکر کرنے کا طریقہ لکھا گیا ہے۔

(۲۷۰) من لگن (چوتھا نسخہ)

نمبر (۴۰) سائز (۸ × ۶) صفحہ (۱۲۱) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ ولایتی
کتابت سنہ ۱۲۷۹ھ

آغاز۔

اے روپ تیرا رتی رتی ہے پربت پربت پتی پتی ہے

اختتام۔

رکھ اصل پوجت نہ چھانوں اوپر کر ختم خدا کے ناوں اوپر

خاتمہ۔
ہذا الکتاب من لگن من تصنیف حضرت قاضی محمود بحری قدس اللہ سرہٗ از دست عاصی پر معاصی حسین علی عفی اللہ عنہ۔ بتاریخ ہفدہم ربیع الثانی سنہ ۱۲۷۹ھ یکہزار دو صد و سیزدہم ہجری نبوی اختتام رسید

(۲۷۱) بنگاب (بھنگ نامہ)

نمبر (۴۰) سائز (۸ × ۶) صفحہ (۱۵) سطر (۵) خط نستعلیق
مصنف قاضی محمود بحری تاریخ تصنیف قریب سنہ ۱۱۱۲ھ کتابت سنہ ۱۲۷۹ھ
مصنف کے حالات صفحات ماقبل میں گزر چکے ہیں۔

آغاز۔

لال رنگیلا جو اپس رنگ کو دیکھنے لوریا تو کیا بھنگ کو
بھنگ سو بنگاب فشانی کیا گگال مگر پانچھ کو پانی کیا
بینگ کو جب بینگ میں دان تمام گیان کو گرداب میں دالیا تمام

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۲۶۸) من لگن (دوسرا نسخہ)

نمبر (۱۹۴) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۱۴۴) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی
کتابت سنہ ۱۲۵۵ھ

ناقص اول ہے۔ حمد کے عنوان کے چند صفحے نہیں ہیں۔

آغاز۔

جز وکل میں چھپے نہ عکس اس کا　　یو بول فصاحت بل کہیں کا
سب تجھ میں اگر کہا تو سچ ہے　　جوں جل کے جھار کج ہے مج ہے

اختتام۔

یو جا ہے عبث ہوس کنتیں ہوش　　کر ہوش و حوص سبھی فراموش
رکھ اصل پہ بست نہ چھا او پہ　　کر ختم خدا کے ناوں اوپر

خاتمہ۔

تمت الکتاب من لگن از تصنیف بحری صاحب قدس سرہٗ ساکن گوگی کاتب الحروف غالب علی شاہ سلطان چشتی برائے خواندن میر نورالدین صاحب میجر چوبدار دہم ربیع الاول سنہ ۱۲۵۵ھ باتمام رسید۔

(۲۶۹) من لگن (تیسرا نسخہ)

نمبر (۶۴۷) سائز (۹ × ۵) صفحہ (۱۰۹) سطر (۱۷) خط نستعلیق کاغذ دیسی
کتابت سنہ ۱۱۹۰ھ

آغاز۔

اے روپ نیرا رتی رتی ہے　　پربت پربت پتی پتی ہے
آغاز کے چند صفحے دوسرے خط کے ہیں۔

اختتام۔

رکھ اصل پہ بست نہ چھانوں اوپہ　　کر ختم خدا کے نانوں اوپر

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

قاضی محمود روشن دل صوفی تھے۔ شاہ محمد باقر کے مرید اور خلیفہ تھے۔ چالیس سال کی عمر تک عشق اور شاعری کے نشے میں مست رہے۔ فطرتی شاعر تھے کسی سے تلمذ حاصل نہیں تھا۔ فارسی اور دکنی میں شعر کہا کرتے۔ جب گوگی سے حیدر آباد روانہ ہوئے تو چوروں نے لوٹ لیا۔ اس لوٹ میں آپ کا تمام کلام تلف ہو گیا جو تقریباً چالیس ہزار شعر پر مشتمل تھا۔ اس میں مثنویاں، غزلیات، رباعیات وغیرہ شامل تھے۔ حیدر آباد آنے کے بعد ایک امیر کی خواہش پر "من لگن" تصنیف فرمائی۔ آپ کی کئی تصانیف ہیں اور آپ کے حالات قدیم اور جدید تذکروں میں ملتے ہیں۔ تذکرۂ شعراء دکن، دکن میں اردو، اردوئے قدیم وغیرہ میں آپ کا ذکر موجود ہے۔ ڈاکٹر حفیظ سید نے آپ کا کلیات شائع کیا ہے۔

آغاز۔

یہ روپ تیرا رتی رتی ہے	پربت پربت پتی پتی ہے
پربت ہی روک نہ کم پتی میں	یک سار ہے راس ہور رتی ہیں
دریوں بھی کہاں جائے تجھ کوں	جو کچھ جگت کے جائے تجھ کوں

یہ مثنوی تصوف کے مسائل پر مشتمل ہے۔ اس میں حمد و نعت۔ منقبت۔ معراج کا حال اپنے مرشد شاہ محمد باقر کی مدح اور عالمگیر کی ستائش کے بعد سبب تالیف کا عنوان ہے پھر حکایت روزگار کے نام سے اپنے زمانہ کا حال لکھا ہے اسکے بعد نفس مضمون شروع ہوتا ہے۔ بتایا ہے کہ تصوف کی پہلی منزل تزکیہ اخلاق ہے اچھے اخلاق اختیار کرنا چاہئے اور برے اخلاق یعنی شہوات، نفسانیات اور عادات قبیحہ مثلاً دروغ گوئی۔ غرور۔ افترا پردازی وغیرہ سے دل کو پاک کرنا ضروری ہے۔ تمثیلات اور حکایات دیگر اپنے بیان کو واضح کیا ہے۔ چند عنوان یہ ہیں۔ فضیلت انسان، عرفان، غیر مری وجود، دانش و بینش فتوح روح۔ روح اور دل کے اسرار۔ بے خودی اولیاء اللہ کی بصیرت، نغمہ اور اس کا اثر، عشق۔ وغیرہ

اختتام۔

بوجیا ہے عبث ہوس کیتیں ہوش	کر ہوش جو س سبھی فراموش
رکھ اصل پوچھت نہ چھاوں اوپر	کر ختم خدا کے ناوں اوپر

من لگن شایع ہوئی ہے اس کے قلمی نسخے بھی متعدد کتب خانوں میں موجود ہیں۔ چنانچہ کتب خانہ آصفیہ میں پانچ نسخہ ہیں (تصوف ۶۶-۳-۱۳۷۳-۱۵۸۱) شاملات ۶۳۰- جامعہ عثمانیہ میں ایک نسخہ ہے۔ ادارۂ ادبیات اردو میں ایک نسخہ ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔ اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ وہ قادریہ طریقہ میں مرید تھے، ممکن ہے مرید بھی کرتے ہوں۔ دکن کے تذکروں میں ان کا تذکرہ نہیں ہے۔

آغاز۔

"یہ ہے فرد۔ محمد سید الکونین ہادی ہر بشر کا۔ شہدی قلب کا مالک اجلا کھٹ بہ کھٹ ہر کا! مابعد حمد کردگار و نعت سید الابرار بندہ کمتر بدرگاہ رحمانی ہور غلام کمتر بآستانۂ غوث الصمدانی حضرت میراں محی الدین سید عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ کا۔ عاجز ضعیف الفقیر الحقیر محمد شریف کتاب گنج مخفی فارسی دونوں جہاں کی آرسی بولیا۔"

اس رسالہ میں تصوف کے کئی مسائل بیان کئے گئے ہیں۔ ثبوت میں قرآن و حدیث کو پیش کرنیکے علاوہ حکایتیں بھی لکھی گئی ہیں۔ فارسی گنج مخفی سے اسکو ترجمہ کیا گیا ہے۔

اختتام۔

"ہزار شکر بلکہ لاک شکر بلکہ بیحد بے نہایت شکر اس کلام لطیف بی کیف کوں مہینا اں میں کہا سید مہینا رمضان المبارک کے گیارویں تاریخ ہور گیارویں ناس ہور ایک ہزار ایک سو گیارہ برس ہجری نبوی ۱۱۱۱ھ میں دکنی زبان سوں پنجشنبہ کے روز شروع ہو کر مرتب کیا گیا ہے۔ کنز مخفی"۔

خاتمہ۔

"کاتب الحروف محمد ابراہیم ولد محمد حسینی ابن حافظ محمد قاسم حسینی ساکن بیجاپور تحریر فی التاریخ سلخ ماہ ربیع الاول ۱۱۶۷ھ"

(۲۶۷) من لگن

نمبر (۳۹) سائز (۸ × ۶) صفحہ (۱۶۹) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف قاضی محمود بحری تاریخ تصنیف ۱۱۱۲ھ کتابت

قاضی محمود بحری گوگی کے متوطن تھے یہ موضع شہر گلبرگہ کے قریب ہے۔ قاضی صاحب کے والد کا نام بحر الدین تھا وہ بھی قاضی تھے اس لحاظ سے آپ بحری کے لقب سے مشہور ہوئے۔ گوگی عادل شاہی قلمرو میں شامل تھا۔ عالمگیر کے فتح بیجاپور کے بعد قاضی صاحب حیدرآباد آگئے۔ یہاں بھی مستقل قیام نہیں کیا اورنگ آباد چلے گئے۔ ۱۱۳۰ھ میں انتقال گوگی میں ہوا ہے۔ اب تک آپ کا مزار زیارت گاہ عام و خاص ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مصنف کا حال صفحہ ماقبل میں گزرچکا ہے۔

آغاز۔

بنامِ خداوند نامِ خدا	سدا کر کہوں میں دم دم سدا
عجب اسم فرخ و فرخندہ ہے	جن کوئی اسکا نو آکر سوا دزندہ ہے
جکوئی اس اسم سات ہمدم ہوا	زماں کے غم سوں او بے غم ہوا

یہ مختصر رسالہ تصوف میں ہے۔ حمد و نعت کے بعد نفس مضمون شروع کیا ہے۔ ذکر لسان ذکر قلب وسوسہ۔ روح مشاہدہ۔ ذکر سرمعائنہ اور ذکر خفی کا حال لکھا ہے اسی پر کتاب ختم ہوتی ہے۔

اختتام۔

یو ترکن خفی کا ہے خوفِ جان	خفی کا نکرنے سکے کوئی بیاں
اگر ایک پل ہے کسے کوں ملی	کہیں اسکو بیشک خدا کا ولی
بفضل النبی علیہ السلام	یو پنج گنج کا بیاں ہوا اختتام

(۲۶۵) رسالہ پنج گنج (دوسرا نسخہ)

نمبر (۱۸۲) سائز (۸ × ۶) صفحہ (۸) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی

آغاز۔

بنامِ خداوند نامِ خدا	سدا کر کہوں میں ولی دم سدا

اختتام۔

اگر ایک پل بھی کسی کوں ملی	کہیں اوسکو بیشک خدا کا ولی
بفضل نبی علیہ السلام	یہ پنج گنج کا بیاں ہوا اختتام

(۲۶۶) کنز مخفی

نمبر (۳۵۳) سائز (۸ × ½۵) صفحہ (۱۲۷) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف محمد شریف تاریخ تصنیف ۱۱۱۱ھ کتابت ۱۱۶۷ھ

ناقص الاول ہے۔ پہلا صفحہ نہیں ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

(۲۶۳) سب رس

نمبر (۱۳۰) سائز (۸ × ۶) صفحہ (۴۳) سطر (۱۱) خط نسخ کاغذ دیسی
مصنف شاہ محمد ولی اللہ قادری تاریخ تصنیف اوائل ۱۱۰۰ھ کتابت

مصنف شاہ حبیب اللہ قادری کے فرزند اور مرید تھے ۔ باپ کے بعد جانشین بنے ۔ حیدرآباد وطن تھا شاہ ولی اللہ عربی، فارسی کی اچھی قابلیت رکھتے تھے ۔ کئی کتابیں آپ کی تالیفات میں شامل ہیں ۔ چنانچہ معرفت السلوک ۔ پنج گنج وغیرہ آپ کی یادگار ہیں ۔ محرم ۱۱۵۷ھ میں شاہ ولی اللہ کا انتقال ہوا

آغاز ۔

دل و جاں سوں سراوں میں خدا کوں ۔ درود تحفہ لے جاؤں مصطفےٰ کوں
کروڑاں لک درودان مصطفےٰ پر ۔ خدایا بھیج یہی آلِ عبا پر
پرت کا ہات حق نے کیا بھرایا ۔ کروڑوں سوں تاسی باتالی لگایا

یہ ایک تصوف کی کتاب ہے ۔ اس میں عنوانات کے تحت بیان ہوا ہے ۔ روح انسانی ناطق ہوکر مصنف کے پاس آتی ہے اور بیان کرتی ہے پہلے اپنی مدح کرتی ہے پھر شاہد عینی کا مشاہدہ کرتی ہے اور انسانی جسم میں داخل ہونے کا اسکو حکم ہوتا ہے مگر بڑی عاجزی سے وہ انکار کرتی ہے اور خدا روح کو دلاسا دیتا ہے اور انسانی جسم میں داخل ہونے کا حکم دیتا ہے اور روح خدا سے وعدہ لیتی ہے کہ جلد اسکو واپس طلب کرلیا جائیگا ۔ روح بدن انسانی میں داخل ہوتی ہے اسکے بعد انسانی مصیبتوں ۔ بیماریوں پریشانیوں کا ذکر ہوا ہے ۔ آخری پر روح کو دربار کثرت سے وحدت کی طرف پہنچنے کا تذکرہ ہے ۔

اختتام ۔

سب ہی ہنران سکاتی ہیں تیرے تئیں ۔ دلے تجکوں اتا کرتے دعا نیں
درود حقیقت ہے ہور لاکھاں ہزاراں ۔ محمد پر مع اولاد و یاراں
درود بھیجو نبی پر موماں سب ۔ درود پربہت دیو ہور قصہ مرتب

(۲۶۴) پنج گنج

نمبر (۱۳۰) سائز (۸ × ۶) صفحہ (۸) سطر (۱۲) خط نستعلیق
مصنف شاہ ولی اللہ قادری تاریخ تصنیف قبل ۱۱۵۰ھ کتابت

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مصنف کے متعلق کوئی معلومات ہم دست نہیں ہوئے۔

آغاز۔

واجب کیرا محل سنوارے کئی کئی کیتا چھند — اعضی اعضی اسماں لاکر کیتا بندی بند

اعضی اسماں کیر بنجر سنوارے خلقت کل بنایا — اس اسماں کی سایہ اندر شہر نیک بسایا

کان ماتی کانکا پانی کل کون کیون کلایا — اعضی اعضی ثابت کرکر دھکوں کاتنی بہایا

اس رسالہ میں چند مسائل تصوف کا ذکر ہے۔ قرآن کی آیت یا حدیث سرخی سے لکھی ہے اس کے نیچے ایک ایک دو دو شعر ہیں جن میں تشریح کی گئی ہے۔

اختتام۔

"بولے اس کے بیچ ہے معنی" اس کے بعد چند دوسری حدیثیں وغیرہ ہیں۔

خاتمہ۔ تمت الکتاب...... فی التاریخ دوازدہم ماہ جمادی الثانی ۱۲۶۴ھ سہ شنبہ بوقت ظہر بہ تمام رسید۔ برائے لعل دی صاحب۔ کاتب محمد امیر الدین۔

(۲۶۲) رسالہ وجود المعاشقین

نمبر (۳۵۲) سائز ($9\frac{1}{2} \times 6\frac{1}{2}$) صفحہ (۳۲) سطر (۱۲ و ۱۳) خط شکستہ کاغذ دیسی

مصنف — تاریخ تصنیف مابعد ۱۱۰۰ھ کتابت ۱۲۱۶ھ

مصنف کا کوئی پتہ نہیں چلا۔

آغاز۔

"من عرف نفسہ فقد عرف ربہ، جو کوئی اپنی وجود کوں پہچانیگا تو خدا کو پہچانیگا پیر پر فرض ہے مرید پر ایک فرض"۔

یہ تصوف کا رسالہ ہے اس میں چند مسائل کا ذکر ہے۔

اختتام۔

"پانچویں دل کا نام یعنی قلب یعنی ذات کا دل ہے۔ اسکی جیب کی ہو کی ہے یعنی آپ کی یہ بخشش ہے جو مرشد سوں پاتا سب لکہ مندان معلوم ہوتا ہے۔ اللہ کی اور محمد کی اور فضل سوں اے سب عیاں ہے"۔

خاتمہ۔ کتاب الحروف عطاء اللہ بروز جمعہ تحریر یافت ۱۲۱۶ھ۔

مصنف کے متعلق کوئی معلومات ہمدست نہیں ہوئے ۔

آغاز ۔

"اللہ گھوڑا محمد زین حسن حسین دور کابان ۔ فاطمہ پیش بند علی کو لا اوسکا سوار کون ۔ اس کا اسرار عشق کو لا چشم فاطمہ ارادہ کا بان روح اوسوے روح سفلی زین جیب تکرار دیگر یوہے"

اس رسالہ میں تصوف کے چند مسائل کا ذکر ہے ۔

اختتام ۔

"شرک آیا اور شرک آئے سوں مشرک ہوا ہور مشرک پر تو کلمہ نہیں بغیر شاکر جواب مرشد لانفس الاول الاالیہ روح"

(۲۶۰) رسالہ تصوف

نمبر (۳۰۷) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۱۹) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ ولایتی مصنف
تاریخ تصنیف اوائل سنہ ۱۱ھ کتابت
مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے ۔

آغاز ۔

"قال النبی علیہ السلام بنی الاسلام علی خمسہ ۔ اوسکا معنی پیغمبر علیہ السلام کہے انسان کے بوجنے کوں پانچ تن ہیں ۔ ہر ایک تن کو پانچ علت ہیں پانچ درداں ہیں پہلا تن واجب الوجود"

اس رسالہ میں تصوف کے چند مسائل کا تذکرہ کیا گیا ہے ۔

اختتام ۔

"جنگل کے جھاڑاں کے قلم دریا کی سیاہی زمین کا کاغذ لکھا تو اُسکی صفت ہور ثنا سر سے ہور توں مشتاق کے نشانی گور کے پرسش ہور محشر کا میدان قیامت کا ہونا بہت امید سو اوس دھوکے میں نکو پڑ ، قول اللہ تعالےٰ الاان اولیاء اللہ لاخوف علیہم .... الخ"

(۲۶۱) رسالہ شریعت و معرفت

نمبر (۳۰۲) سائز (۹ $\frac{1}{2}$ × ۶) صفحہ (۱۵) سطر (۱۲) خط نستعلیق کاغذ ولایتی مصنف
تاریخ تصنیف سنہ ۱۱ھ کتابت سنہ ۱۲۶۴ھ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

خاتمہ۔
تمت الرسالہ المبارکت المسمات بہ پنچم پرکاس تصنیف گنجینۂ حقایق و عرفان سید مبارک المعروف بہ مرتضیٰ خاں سلمہ اللہ و ابقاہ و اعطاہ بفضلہ تیمناً فی شہر جمادی الاول یوم الخمسین ۱۱۰۵ھ۔

(۲۵۸) نور نامہ

نمبر (۴۱۴) سائز (۷ ۱/۵ × ۵) صفحہ (۱۶) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف مختار تاریخ تصنیف اوائل ۱۱ھ کتابت

ایک مختار کا تذکرہ اس کتاب میں کیا گیا ہے جس نے معراج نامہ لکھا تھا اور بیجا پور سے متعلق ہے ہو سکتا ہے یہ نور نامہ اسی مختار کا ہو۔ مگر تیقن کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا۔

آغاز۔

ایں نور نامہ تصنیف مختار۔

الٰہی تہیں نور ہور تجھ تے نور — کیا نور تیرا اپنے میں ظہور
تیرے نور کی کوئی صفت کیا کرے — ازل تے ابد کے تلک نان برے
ترا نور نورٌ علےٰ نور ہے — تیرے نور تے جگ یو معمور ہے

اس رسالہ میں نور الٰہی کا بیان ہوا ہے۔ کتاب کے ابواب کو "شرف" نام دیا گیا ہے "شرف ختم" کے بعد روایت امام غزالی اور آغاز نور نامہ کا عنوان ہے۔ ملاقات چار عناصر۔ ملاقات خاک پستی غربت۔ فضیلت جنت مبارک پر کتاب ختم ہوئی ہے۔

اختتام۔

سخاوت نے پیدا کیا ہات دو — کیا بال جنت کے پسری تے دو
کیا گوشت سب مشک جنت ستے — ہداں کوں سو کافور جنت تے نے
کیا صبر تے پیٹ و معدہ تمام — عبادت نے دو نو قدم والسلام

(۲۵۹) رسالہ تصوف

نمبر (۳۰۷) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۱۱) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ ولایتی
مصنف — تاریخ تصنیف اوائل ۱۱ھ کتابت

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اوپر محمدؐ کے اوترا ہے تاج کے آیت یو ہے"

یہ ایک تصوف کا رسالہ ہے اس میں چند مسائل کا ذکر ہے۔

اختتام۔

"ہور طریق مقرمن جلانا جبرئیل سے ہور بعض کہتے ہیں شیش پیغمبر سے نکلا ہے اسکی آیت یو ہے مخلفین رؤسکم ومقعدین لاتخافون تعلم مالم تعلمین فجعل من دون ذالک فتحاً قریباً۔"

اس رسالہ میں ایک صفحہ کسی دوسری کتاب کا شامل ہے۔ جو تصوف ہی سے متعلق ہے۔

کتب خانہ آصفیہ میں اسکا ایک نسخہ ہے (تصوف شاملات ۵۹۴)۔

(۴۵۷) پنچم پرکاس

نمبر (۴۳۴) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۱۳۶) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف سید مبارک المعروف مرتضیٰ خاں تاریخ تصنیف اوائل ۱۱۰۰ھ کتابت ۱۱۰۵ھ

سید مبارک نام اور مرتضیٰ خاں خطاب تھا۔ عالمگیر خلد آشیاں کے زمانہ میں موجود تھے۔ ہندی سے واقف تھے۔ ہندی میں اونہوں نے اپنا دیوان مرتب کیا ہے۔

آغاز۔

اولاً ایک فارسی طویل دیباچہ ہے۔

"الحمد للہ الخ۔ میگوید فقیر حقیر طالب فقرا روشن ضمیر محمد فرخ بہاری بہلاوری ... من اللہ تعالےٰ کہ در عہد سعادت و زمان خلافت سلالہ سلاطین خلاصہ خواقین .... شیر میدان یکہ تازی محمد عالمگیر بادشاہ غازی ایداللہ تعالےٰ ... منجملہ منا سید مبارک المخاطب بہ مرتضیٰ خاں المصطفوی المرتضوی الحسنی والحسینی۔"

پرتھم ناوں اللہ کو جاکن مہنت اپار | کیو محمدؐ نیم سوں تننہ لک سب سینسار
آدہ انت پربھونوں سدا و جہاں سرمور | موپر پیم سو دشت کر ہر پیراں پرستور

یہ تصوف کی کتاب ہے اس میں سوال جواب کے طور پر تصوف کے مسائل واضح کیے گئے ہیں۔

اختتام

دوہرہ

نہاتی پوتھی جی متی دیتی نیم پربھو ماتہ | جی چاہی کہٹ بدہ کری موہ راکھی بت ساتھ
سپردم بتو مایۂ خویش را | تو دانی حساب کم و بیش را

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

غوثے بے بیان سالم غوثی نامہ گاو — اللہ اور نبی کو ھر شی میانی پاو
فی الحال صاحب قادری غلام ہوکر آیا — کامل پیر کے کو نشان سر پو آپنچہ لایا
سید قدرت اللہ کامل پیر مرشد میرا — وحدت کے پھولاں کا جسکی ہے سرہرا

(۲۵۵) شادی نامہ

نمبر (۳۲۵) سائز (۱۰ × ۶) کل (۷۷) شعر ہیں۔ خط ثلث کاغذ دیسی
مصنف غوثی تاریخ تصنیف مابعد ۱۱۰۰ھ کتابت
یہ رسالہ بھی اسی مصنف کا ہے جس نے چکی نامہ لکھا ہے۔

آغاز۔

سنو ماواں بہناں شادی کا ریسمانا — نبی صاحب بولے ہیں سو کل پیر سوں پانا
مخفی کا خزانہ عارف ہوکر پانا — عرفاں کے پیسی لئے شادی کو گنانا

تصوف کے بعض مسائل شادی کی طرز پر لکھے گئے ہیں۔

اختتام۔

شادی نامہ ہے یو غوثی نعمت سوں پر — غوث الاعظم کی ہے نعمت اس میں معمور
کلمہ کی بھیداں سب باطن ہیں اتھے سو — ست ونتیاں ہویاں ہو بولیا ہوں سمجھو
فی الحال صاحب قادری غلام ہوکر آیا — باطن اور ظاہر کی آپ کی صورت کیا
سید قدرت اللہ میرے پیر کامل — حقیقت کے فاضل معرفت کیا واصل
صفت اس پیالی کے کہاں تک کروں — دریا کو کوزہ میں کیونکر لا بھروں

(۲۵۶) رسالہ تصوف

نمبر (۲۳۹) سائز (۲ × ۳ ۱/۲) صفحہ (۱۴) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف — تاریخ تصنیف مابعد ۱۱۰۰ھ کتابت
مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز۔

اوّل فقیری اور پنجتن کے ادتری ہے فقیری کی۔ حدیث یو ہے...... الفقر فخری الفقر......

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

تب محمد ہادی پرتی مست   بانتی حقیقت دست بدست
سو ہادی سید میراں پیر   روشن مقبول پاک ضمیر
سید میراں ہادی حق روشن   کئے عالم کو دئے درشن

آغاز حمد و نعت پیر کی مدح کے بعد نفس مضمون نثر میں لکھا گیا ہے۔ حدیث اور قرآن سے ثبوت پیش کیا گیا ہے۔ کتاب چند ابواب میں منقسم ہے۔

خاتمہ بھی نظم پر ہوا ہے۔

اختتام۔

فقیر حقیر سید علی اکبر   سیس ذکر یا تم چرنوں پر
کیا مرتب کلام یار   ہوا ملحوظ جس پر ھار
اس میں جی ہوئی چوک خطا   بخشو مجھ پر........عطا
سب کیا تمت تمام   حق جانب یاراں ہو سلام

(۲۵۴) چکی نامہ

نمبر (۳۲۵) سائز (۱۰ × ۶) کل (۵۹) شعر ہیں۔ خط ثلث کاغذ دیسی
مصنف غوثی تاریخ تصنیف مابعد ۱۱۰۰ھ کتابت

مصنف کا نام غوثی معلوم ہوتا ہے اور یہ بھی واضح ہے کہ سید قدرت اللہ انکے مرشد تھے لیکن تذکرہ اولیاء دکن میں کسی قدرت اللہ کا ذکر نہیں ہے۔ غوثی کے حالات اس کتاب میں دوسری جگہ بصراحت ہونگے۔

آغاز۔

سنو ماداں بھانا اللہ کو سرانا   ھر شی میں اللہ ہی اول اوسکوں پانا
سارے سہلیاں ملکو غفلت کا سر موڈو   اللہ کی پانیکو کامل مرشد ڈھونڈو
شرم کی رہن میں حاصل کچھ نہیں تھیا   دم کا نیں بھروسہ عمر ناحق کھونا

اس میں تصوف کے بعض مسائل کو بیان کیا گیا ہے۔

اختتام۔

چکی نامہ جون غوثی نامہ ہے یو   غوث الاعظم کی ہے نعت اسمیں سمجھو

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مصنف تاریخ تصنیف ماقبل ۱۱۰۰ھ کتابت

مصنف کا نام معلوم نہ ہو سکا۔ ممکن ہے شاہ برہان الدین یا امین الدین علی یا شاہ صدر الدین اس رسالہ کے مصنف ہوں یقین کے ساتھ کسی کا نام نہیں بتایا جا سکتا ہے۔

آغاز۔

" قولہ تعالےٰ لقد من اللہ علی المومنین انفسہم والمومناۃ بعث فیہم رسول من انفسہم۔ اُس کا معنا خدا کہا مسلمان کوں تماری وجود میں محمد کا نور رکھا ہوں تمیں بوجو۔"

اس رسالہ میں تصوف کے چند امور بیان کئے گئے ہیں۔

اختتام۔

دوسب خطا اتے پاک موافق اجل سنیں بولتے ہیں اسکا ممتنع الوجود عدل منیر ممکن کا ....
.... دل کی خطر یانکو پاک کر تو شافعی بولتے ہیں قلب ذکر صبا۔" ناقص الآخر ہے۔

(۲۵۳) رسالہ تصوف (ملفوظات)

نمبر (۲۲۶) سائز (۹ × ۵½) صفحہ (۱۴۶) سطر (۱۵) خط ثلث

مصنف سید علی اکبر تاریخ تصنیف مابعد ۱۱۰۰ھ کتابت

مصنف کے متعلق جو شاعر بھی ہیں معلومات بہم دست نہیں ہوئے۔ کسی قدیم اور جدید تذکرہ شعرا میں انکا ذکر نہیں ہے۔ البتہ تذکرہ اولیاء دکن (عبدالجبار) میں ایک بزرگ علی اکبر کا تذکرہ ملتا ہے جو پشاور سے دکن آئے تھے ناصر جنگ نے آپ سے بیعت کی تھی ۱۱۵۰ھ میں آپ کا لاہور میں انتقال ہوا اور آپ کے حسب وصیت برہان پور میں لا کر دفن کیا گیا۔ ہو سکتا ہے کہ یہ رسالہ انہی بزرگ کا ہو۔

آغاز۔

بسم اللہ ناوں کرتار مہربان بخشے بخشنہار
ذات قدیم سبحان اللہ محمد نور ظل اللہ
واحد ذات سبحان اللہ محمد نور صفات اللہ
اللہ سبحان ہے واحد محمد نور ہے شاہد

اس رسالہ میں تصوف اور معرفت کے چند مسائل کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

اپنے مرشد کی تعریف۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

میں ایک نسخہ ہے (زور ۲۶۹)۔

(۲۵۱) رسالہ تصوف

نمبر (۷۳) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۶۵) سطر (۹) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف تاریخ تصنیف مابعد ۱۱۰۰ھ کتابت ۱۲۶۹ھ

ناقص الاول ہے۔

مصنف کا نام ظاہر نہیں ہوتا۔ اس رسالہ میں خواجہ بندہ نواز سید محمد حسینی کے رسالہ تلاوت الوجود کا حوالہ دیا گیا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ کے خاندان کے کسی شخص نے یا آپ کے سلسلہ کے کسی مرید کی تصنیف ہے ممکن ہے برہان الدین جانم یا امین الدین علی کا رسالہ ہو۔ بہر حال تحقیق کے ساتھ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

آغاز۔

"دنیا کے دھوکے سو چھوٹ کارا ہوے گا۔ یوں پانچ تن ہے پانچ نفس ہے پانچ دل ہے۔ پانچ روح ہے پانچ منزل ہے۔ پانچ فرشتے ہیں۔ ہر ایک تن پر پانچ علت ہے"۔

اس مختصر رسالہ میں تصوف کے چند مسائل کا ذکر کیا گیا ہے۔

اختتام۔

"پیالہ پانچ فرماتا ہے شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت۔ ذات نور۔ پیا اول آیہ دویم شیر سیوم شہد چہارم شراب پنجم پیالہ مرشد کے سب بیان کھول کر راہ بتانے ہارا بغیر مرشد کے اللہ کا مطلب مقصود نا ظاہر ہو ویگا"۔

خدا کوں اپنے ڈھنکے لئے نسبت ہے کہ اُس منیکا کہوں توں انت ہے

یا الٰہی عافیت بخیر باد بحرمت الٰہی بالنون وا ......"

خاتمہ۔ این رسالہ بموجب فرمایش حضرت میر نظر علی صاحب انصرام یافت مرقوم شانزدہم شہر رجب المرجب ۱۲۶۹ھ۔ کاتب الحروف خاکپائے عوام الناس عبدالصمد۔

(۲۵۲) رسالہ تصوف

نمبر (۲۱۲) سائز (۱۱½ × ۶) صفحہ (۲۹) سطر (۱۷) خط شکستہ کاغذ دیسی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

میراں یعقوب قطب شاہی دور کے ایک صوفی بزرگ تھے سید میراں حسینی چشتی کے مرید اور خلیفہ تھے۔ سید میراں حسینی خدانما کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں (جنکی بعض کتابوں کا تذکرہ صفحات ماقبل میں آچکا ہے) سید میراں حسینی کے فرزند کا نام سید امین الدین چشتی تھا جو اپنے باپ کے بعد ۱۰۷۷ھ میں جانشین بنے تھے۔ ان ہی سید امین الدین کی فرمائش پر میراں یعقوب نے اس کتاب کو تالیف کیا ہے۔ دراصل یہ ترجمہ ہے جو اسی نام کی کتاب سے کیا گیا ہے۔ افسوس ہے میراں یعقوب کے متعلق کوئی تفصیلی حالات معلوم نہیں ہوئے۔ کتاب سے یہ واضح ہوتا ہے کہ میراں یعقوب نے اپنا مسودہ بابا ابراہیم خلیل کو بتایا تھا۔ میراں یعقوب کا غالباً ۱۱۱۰ھ کے اوائل میں انتقال ہوا ہے۔

آغاز۔

"حمد و ثنا اتقیا و اصفیا کی کتاں ہور خصلتاں کے تمن بیحد و بے پایاں ہور سرانا بکھاننا اولیا و انبیا کی نیکیاں ہور صفتاں کی بہانت بے گنت ہور بی انت اس ایک پاک ذات کو واجب ہور سزاوار ہے کہ جنی پرہیزگاران کی ٹولی کوں اپنی نزدیکی کی بڑائی دیا کہ ان اکرمکم عنداللہ اتقکم۔"

یہ کتاب کئی ابواب میں منقسم ہے جس میں تصوف کے مسائل بیان کئے گئے ہیں۔ ان میں سے بعض ابواب یہ ہیں۔ طریقت، توبہ، اچھی خصلت، اچھے صفات، ہدایت اور ارشاد، عشق حقیقی اور مجازی، پیغمبروں کے معجزے، ارادت، بیعت۔ مرید و مراد، خرقہ، زہد، تصوف کے فضائل، تلاوت قرآن، عاشقان اور محبانِ شریعت طریقت معرفت کا فرق وغیرہ۔

اردو ترجمہ اور کتاب کے موضوع کے متعلق مصنف نے جو صراحت کی ہے وہ حسب ذیل ہے۔

"اس کتاب کا ناوں شمائل الاتقیا رکھا گیا ہے، ہور اس میں طریقت، حقیقت کے علم ہور مقامات کے چہار قسم ہور نودپر ایک بیان کیا گیا ہے۔ پہلا قسم طریقت کے لوگاں کے افعال کے بیان میں دو اگلے پچاس بیان سوں۔ دوسرا قسم حقیقت کے لوگاں کے احوال کے بیان میں دو اگلے تین بیان سوں تیسرا قسم خدا تعالیٰ کے وجود ہور ذات کے صفات کے بیان میں ہور ازل ہور ابد کے بیان میں ہور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذات کے صفت ہور نبیتا میں چہار بیان"!

اختتام۔

"آدم کوں جو پہلا گناہ اس سببیاں سوں بخشا ہے تو ہما کوں بھی اس سببیاں سوں بخشیگا۔ بخشیگا۔ بخشیگا۔ آمین۔

کتب خانہ آصفیہ میں اس کے دو نسخے ہیں (تصوف ۶۶۳-۱۸۷۸) ادارہ ادبیات اردو

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

وطن تھا۔ معلمی ان کا پیشہ تھا عشق میں مبتلا ہوئے جس کے متعلق علی قلی خاں والہ داغستانی نے اپنے تذکرہ میں بڑی تفصیل درج کی ہے اسکو موتلف "پنجاب میں اردو" نے نقل کیا ہے۔

آغاز۔

سنو سکھیو بکٹ میری کہانی — بھئی ہوں عشق کے غم سے دیوانی
نہ مجھکو بھوکھ ہے دن نا نیند راتا — برہ کے درد سے سینا بھر آتا

یہ بارہ ماسہ ہے جو فارسی اور اردو دونوں زبان کے اشعار سے مخلوط ہے۔ کچھ اردو اشعار ہیں تو کچھ فارسی ہیں۔ اس میں ایک عورت اپنی فراق کی کہانی بیان کرتی ہے اور محبوب کی جدائی کی المناک داستان سناتی ہے۔

اختتام۔

خموشش افضل ازین مشکل کہانی — لکھونی خدا اس غم کی نجانی
بہ یادِ دلربا خوشش حال میباش — گہے افضل گہے گوپال می باش

انڈیا آفس میں اس کے دو نسخے ہیں۔ بلوم ہارٹ (صفحہ ۴۹)۔

(۲۴۹) بارہ ماسہ (بکٹ کہانی) دوسرا نسخہ

نمبر (۵۸۵) سائز (۸ ۱/۲ × ۵) صفحہ (۲۴) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی

آغاز۔

سنو سکھیو بکٹ میری کہانی — بھئی ہوں عشق کے غم سے دیوانی

اختتام۔

خموشش افضل ازین مشکل کہانی — کسو نے حد اس دکھ کی نجانی

خاتمہ کے چند اصل اوراق غیر موجود ہونے سے آغا حیدر حسن صاحب نے کسی دوسرے نسخہ سے تکملہ کیا ہے اور چند دوسری نظمیں بھی شامل کر دی ہیں۔

(۲۵۰) شمائل الاتقیا

نمبر (۲۱۱) سائز (۱۲ × ۷) صفحہ (۸۹۹) سطر (۱۹) خط ثلث
مصنف میراں یعقوب۔ تاریخ تصنیف ۱۰۷۶ھ کتابت

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

سوال پوچھے کاف نون سو کیا معنی جواب بولے کن فیکون ہور کہا سو ہوا کل قدرت پیدا ہوا سوال پوچھے کیوں اظہار ہوا جواب بولے اپیں چھپا تھا بعد ازاں چتار کیا۔"

اس میں بھی تصوف کے چند مسائل درج ہیں سوال اور جواب کے طور پر لکھا گیا ہے۔

اختتام۔

"او نظر رکھکر چلنا سو قلبی، دوکان پر جاکر سامنی دیکھا سو روحی اس میں تھوڑا چاکھیا سو سری دوکان سب خرید کیا سو خفی۔"

(۲۴۷) رسالہ تصوف

نمبر (۶۲) سائز (۱۰ × ۵) صفحہ (۱۶) سطر (۲۰) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف تاریخ تصنیف ۱۲۰۰ھ ہجری کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز۔

"درود بیحد بر سید المرسلین۔ اے فرزند آدم کیتے یک باتاں۔ خدا کی پہچانت کیاں بولتا ہوں خوب سن اور پہچان۔ کسی نا محرم کے حضور یو باتاں ظاہر (نا کرنا) ظاہر کریگا تو کافر ہوئیگا ہور سننے ہارا دیوانا ہوئیگا۔"

اس رسالہ میں تصوف کے چند مسائل بیان کئے گئے ہیں۔

اختتام۔

"تمام عالم کا بولنا اسی کا صفت ہے اس یک نکلنے کوں اے ساتوں صفتاں ہے اے فرزند آدم کیچہ بیان ذکر لا الٰہ ہوں نہیں الا اللہ تو ہیچ۔"

(۲۴۸) بکٹ کہانی (بارا ماسہ)

نمبر (۵) سائز (۹ × ۵) صفحہ (۲۶) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف افضل تاریخ تصنیف قبل ۱۱۰۰ھ کتابت

افضل تخلص ایک شاعر دکن میں بھی قطب شاہی دور میں گزرا ہے جس نے "محی الدین نامہ" ایک مثنوی لکھا تھا۔ یہ بکٹ کہانی کا مصنف نہیں بلکہ شمالی ہند سے تعلق رکھتا ہے۔ نارنولی ان کا

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

حمد و نعت اور منقبت حضرت علی کے بعد تصوف کے چند مسائل کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

اختتام

محمد رویت آپ دیا ہے — خود قادر پیارہ کیا ہے
او صاحب حی القیوم — میں عاجز اور میں مظلوم
اور اپنا کیتا محرم — فجور لکھا نام معظم

(۲۴۵) وجود العارفین

نمبر (۱۴۰) سائز (۶ × ۴) صفحہ (۴۰) سطر (۱۳) خط ثلث کاغذ دیسی

مصنف معظم تاریخ تصنیف ماقبل ۱۳۰۰ھ کتابت

آغاز۔

"اے عارف خدائے تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے کل شیٔ محیط و فی انفسکم افلا تبصرون الخ
اس واسطے ضرور ہوا کہ کچھ معرفت حق کا بولنا جوں آپ کو سمجھا کیا تیوں قال علیہ السلام تکلم الناس
علی قدر عقولہم یعنی آدمی بات کرتا ہے اپنی عقل موافق وجود العارفین ہے نام ہووسکا۔"

اس رسالہ میں چند مسائل تصوف، وجود، واجب الوجود وغیرہ کا تذکرہ ہے۔ ثبوت میں احادیث
قرآنی آیات وغیرہ بھی بیان کئے گئے ہیں۔

اختتام۔

نظم

باتاں تے مجھ کاج نہیں رے کرن کچھ یک سار — کرتے تے کچھ بھل نہیں بن لوری سرجنہار

(۲۴۶) رسالہ تصوف

نمبر (۶۲) سائز (۱۰ × ۵) صفحہ (۱۰) سطر (۱۷) خط شکستہ کاغذ دیسی

مصنف امین الدین علی تاریخ تصنیف مابعد ۱۰۵۰ھ کتابت

مصنف کے حالات صفحات ماقبل میں درج ہو چکے ہیں۔

آغاز۔

"گنج مخفی میں احد تھا اپنے عشق میں امین محیط تھا یکوقت عشق غلبہ کیا سو کاف نون پیدا ہوا

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

حق کا پیارا نبی محمد بھیجو درود و سلام   والسلام حق نے تجھ پر بھیجا توں بھی بھیج مدام

(۲۴۲) گنج مخفی (تیسرا نسخہ)

نمبر (۲۱۲) سائز (۱۱½ × ۶) صفحہ (۱۳) سطر (۱۵) خط ثلث و نستعلیق

آغاز۔

الٰہی توہیں قادر ذوالجلال   تو صاحب جمیل و یحیب الجمال

اختتام۔

معظم نے تب آ و سجدہ کیا   سدا ان کی نعلین سر پر لیا
مرتب قلندر یونامہ تمام   علیک الصلواۃ و علیک السلام

خاتمہ۔ مالک این کتاب محمد ابراہیم۔

(۲۴۳) رسالہ تصوف گنج مخفی (چوتھا نسخہ)

نمبر (۳۴۸) سائز (۸ × ۶) صفحہ (۱۱) سطر (۱۴) خط ثلث کاغذ دیسی

آغاز۔

الٰہی توہین قادر ذوالجلال   توں صاحب جمیل یحیب الجمال

اختتام۔

معظم ہین جب آکر سجدہ کیا   سدا اون کی نعلین سر پہ لیا

(۲۴۴) رسالہ وجودیہ

نمبر (۱۴۰) سائز (۶ × ۳) صفحہ (۲۲) سطر (۱۳) خط ثلث کاغذ دیسی

مصنف معظم تاریخ تصنیف ماقبل ۱۰۸۰ھ کتابت

آغاز۔

یو اللہ ناوں پیارا   دو عالم سمر ہیں سارا
یو ذاتی نام کہتے ہیں   اور جیتی توجہ رہتی ہیں
تو قادر آپ کراتا   دو عالم کو توں بناتا

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۲۴۰) گنج مخفی

نمبر (۱۴۰) سائز (۶ × ۳) صفحہ (۱۲) سطر (۱۳) خط ثلث کاغذ دیسی
مصنف معظم تاریخ تصنیف قبل ۱۰۸۰ھ ہجری کتابت

آغاز۔

الٰہی تمہیں قادرِ ذوالجلال — توصاحب جمیل یحب الجمال
سمیعٌ بصیرٌ علیمٌ حکیم — توں خالق توں رازق رؤف الرحیم

کتاب کا نام۔

نکل شوق سوں گنج مخفی کے بہار — رسول ہوکہ آیا ہے توں آشکار

اس کتاب میں تصوف کے چند مسائل نظم کئے گئے ہیں۔

اختتام

الا کر کر برحق عجائب میں ایک — خضر میں اب تو پر غرائب ہے ایک
معظم نے تب آکر سجدہ کیا — سدا ان کے نعلین سر پر لیا

گنج مخفی کا ایک ناقص نسخہ کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو میں موجود ہے۔

(۲۴۱) گنج مخفی دوسرا نسخہ آزاد نامہ گفتار معظم

نمبر (۲۲۶) سائز (۹ × ۵½) صفحہ (۱۳) سطر (۱۷) خط نستعلیق کاغذ دیسی

آغاز۔

الٰہی تمہیں قادرے ذوالجلال — توصاحب جمیل یحب الجمال

اپنے مرشد شاہ امین الدین کے مدح اس طرح کی ہے۔

او قادر اونو کا ہے ساقی کتے — پلاتا ہے مئ اونکو ساقی کتے
میرے پیو سب راز کھولے امین — حقیقت اونو کا یہ بولے امین
اللہ لوک برحق عجائب یہیں دیکھ — فقیری اونو پر غرایب ہے دیکھ

اختتام۔

ہے یقیں جب کیا معظم تب یو خطاب پایا — جیسا جسکا فال اچھیگا ویسا اوس کا مایا

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۲۳۹) شجرۃ الاتقیا

نمبر (۱۴۰) سائز (۶ × ۳) صفحہ (۴۰) سطر (۱۳) خط ثلث کاغذ دیسی دکھنی

مصنف معظم تاریخ تصنیف مابعد ۱۰۸۰ھ ہجری کتابت

معظم تخلص بیجاپور کے آخری دور کا شاعر ہے۔ غالباً محمد معظم نام تھا بیجاپور کے آخری فرمانروا سکندر عادل شاہ کے زمانہ میں بقید حیات تھے امین الدین علی کے مرید تھے اور شاعری میں قادر سے تلمذ حاصل تھا صاحب عرفان اور سلوک کے ماہر تھے۔ اپنے مرشد اور دادا مرشد کی طرح دکھنی نظم اور نثر میں کئی کتابیں لکھی ہیں جو تصوف کے موضوع پر مشتمل ہیں مرنے کے سنہ کی ہم کو اطلاع نہیں ہے معظم کی جن کتابوں کا پتہ چلتا ہے ان میں سے بعض یہ ہیں۔ شجرۃ الاتقیا، گنج مخفی، رسالہ وجود وغیرہ کتب خانہ ہذا میں آپ کا مختصر دیوان بھی موجود ہے۔

آغاز۔

الٰہی تو قادر ہے صاحب غنی	توں رازق مطلق ہی سمرت دھنی
تیرا نام قادر سزاوار ہے	تیری نام کا سب کو ادھار ہے
اسم تا سما ہے تیرا حکم	سمیعٌ بصیرٌ علیمٌ حکیم

کتاب کا نام۔

ہوا مجھ امر خاتم الانبیاء	ایسے نام رکھ شجرۃ الاتقیا

حمد نعت منقبت حضرت علی کے بعد حضرت گیسو دراز سید محمد حسینی کی مدح ہے۔ پھر برہان الدین جانم کی ستایش ہے۔ اسکے بعد تصوف کے بعض مسایل کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

مصنف کے تخلص کا شعر۔

تو ہے جانشیں آج بندہ نواز	معظم کو اے شاہ کر سرفراز

اختتام

او قادر غیور دانا کتے	چھپی بات نا بہار کرنا کتے
معظم اتا ختم کر بات کو	اتا نہ لکھ قلم تو آپس ہات سو

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

که آیا جگت میں گنہ کچھ کھیا　　کھیا ہور کیا کچھ نشانی کر گیا

اختتام۔

چرن کے گرد ہوں پاوں تل　　تیرے پاوں تل کے سویں چھپاؤ تل

ختم کر بلاقی بگو والسلام　　کیا نور نامہ سو تمت تمام

(۲۳۸۱) رسالہ تصوف

نمبر (۲۱۲) سائز (۱۱ $\frac{1}{2}$ × ۶) صفحہ (۵۷) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف　　تاریخ تصنیف قبل ۱۰۸۳ھ کتابت

ممکن ہے کہ رسالہ شاہ میراںؒ جی خدا نما کا ہو جو سلطان عبداللہ قطب شاہ کے عہد میں موجود تھے

آغاز۔

"الحمد للہ رب العالمین یو دو صفت ذات کی ثابت ہوتی ہیں قل ہو اللہ احد اللہ الصمد بولی دو صفت ذات کی ثابت ہوتی ہیں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سوں سنوں من رانی فقد رای الحق بولی دو صفت ذات کے ثابت ہوتی ہیں"

اس رسالہ میں تصوف کے چند مسائل منظوم کئے گئے ہیں یہ کتاب سلطان عبداللہ قطب شاہ کے عہد میں تصنیف ہوئی ہے چنانچہ حسب ذیل عبارت سے اسکی تصدیق ہوتی ہے۔

"کلمہ طیب کا شرح محمد آباد میں سلطان عبداللہ قطب شاہ کے وقت میں لکھا گیا ہے۔ سلطان عبداللہ قطب شاہ میں دو صفت کمال ہور جمال ہیں مہربان ہور ادب مہربانی سو دو ہے وزیر ہور امیر خطا کرتے ہیں تو صبوری کرتے ہیں ہور سنبھال لیتے ہیں"

ممکن ہے یہ شاہ راجو کا مصنفہ رسالہ ہو۔

اختتام۔

"قولہ تعالی سوں سنو موتوا قبل ان تموتوا کلمہ طیب یکبار بولنا یکبار سمجھنا یکبار ہونا ذکر سو فعل ہے ذاکر سو صفت ہے مذکور سو ذات ہے فعل سو محمد و صفت سو رسول ذات سو اللہ"

خاتمہ۔

تمت الکتاب بعون این کتاب الملک الوہاب۔ واللہ اعلم بالصواب مالک محمد ابراہیم نواسہ حیدر علی۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۵) نثر تصوف ۱۰ صفحے۔

آغاز۔
"جان جو تعبیر خواب علم شریعت ہے اور معجزہ بھی یوسف پیغمبر علیہ السلام کا ہے اور بزرگان کے نزدیک اس تعبیر کا مرتبہ عظیم ہے۔"

خاتمہ۔
"یہ خواب نامہ فارسی تھا سو صاحب مشفق مہربان منبع الاحسان .... واسطہ شاہ غلام علی صاحب حسین شہاب تخلص ترجمہ کر کر بتاریخ ہشتم ربیع الاول ۱۲۳۵ھ لکھا گیا جو یادگار ان رہے۔"

(۶) نثر (۶) صفحے علم طب۔
آغاز .... پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں کہ اے یاران تمھارے تئیں میں آگاہ کرتا ہوں"

(۷) غزل برہان، غزل سالار۔

اول الحمد للہ کو زبان پر حمد لا بقرا	جیتے جی دے دکھا پیدا ہی صاحب تیرا (برہان)
اب عشق مجکو زہر دے تھنڈا اسما دیا	خانہ خراب لوگوں سے اللہ بچا دیا (سالار)
جب لگ دیا فرصت الہی نہ غفلت کھال بسیار	انصاف بانی شاہد ہونا بندہ فعل مختار

(۲۳۷) نور نامہ

نمبر (۱۲۵) سائز (۹ × ۵) صفحہ (۵۲) سطر (۱۲) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف بلاقی تاریخ تصنیف ۱۱۰۶ھ ہجری کتابت
بلاقی کے حالات اس کتاب میں دوسری جگہ لکھے گئے ہیں

آغاز۔

کروں ناد اللہ کا ابتدا	منور وہ نور نور علا
کہ اسکا اوجالا سوں جو سورہے	اس کا محمد نبی نور ہے
سو اس نور کے نور سوں نور کر	کہ جس کا اُجالا پڑے جگ اوپر

اس رسالہ میں نور محمدی کے تذکرہ کے ساتھ تصوف کے بعض مسائل کو بیان کیا گیا ہے۔

تاریخ تصنیف کی صراحت۔

ز ہجرت ہزار یک چوسٹ اوپر	نبی بعد زاں یوں میرے کھٹ اوپر

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

اختتام۔

تمام تجے کھول دیوے اُسے رہنا کر جان واگر اس راز کوئی نا سمجھیاں تو اُسے .... کر جان زیادہ کہنا حاجت نہیں۔

(۲) نثر، تصوف، فارسی آمیز بطور سوال جواب ہے۔" پیغمبر علیہ السلام کوں شب معراج ہوا تو پیمبر نے باری تعالےٰ سوں پوچھے کہ سات طبق زمین، ہور سات طبق آسمان کے قدیم ہے۔ یا جدید ہے۔"

(۳) رسالہ تصوف شاہ محمد حق نما ۱۳۔ صفحہ

آغاز۔

"بعد ثنائے رب العالمین ہور صفت خاتم النبین، ہور منقبت اصحاب اجمعین کہ اے عزیز یک بیان مختصر حضرت خمسہ کا کہتا ہوں۔"

خاتمہ۔

"یو شغل شب و روز رکھے تو وہی نور آپی ہوتا ہے جیسا کہ ہنس کے مشاہدی سوں ہنس ہوں لگر سمجیا تھا اُس دجہ اذا تم الفقر فھو اللہ ہوا۔"

(۴) رسالہ اسمائے ذات وصفات۔ (۱۰) صفحے

آغاز۔

"اے عزیز یہاں سات صفتاں ذات کی کہتا ہوں خوب سُن ہور خاطر میں لیا ہور تمام عالم میں یو صفتاں ایک اللہ تعالیٰ کی ذات کی صفتاں ذاتی ہیں۔"

دو صفحہ نثر کے بعد نظم شروع ہوگئی ہے۔

دربیان کسب محمودہ گوید

تو مقام محمودی کے مجہ سوں سُن جامی ‏ ‏ گر تجے ہے خیال اے خیالی

اختتام۔

کر نصیری کے دید یوں لیکن ‏ ‏ ہوگا روشن تیرا سو روح مکمن

روبرو کے تجلیاں آدیں گے ‏ ‏ شکل بن بن کے تجہ دکھا دینگے

آخرش تجہ مثال کی صورت

آدیں گے روبرو تجہ کر محنت

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۲۳۵) تمہید عین القضات (دوسرا نسخہ)

نمبر (۱۸۸) سائز (۱۰ × ۷ ½) صفحہ (۳۸۸) سطر (۱۸) خط ثلث کاغذ دیسی
کتابت ۱۱۸۲ھ

آغاز۔

"اللہ بڑا صاحب ہے اسکو بہوت سرانا ہور بہت نوازنا کہ اسکی خدائی تے دونو عالم پیدا کرنے میں عقل گیان انکھیاں حیران ہیں۔"

اختتام۔

"قاضی عین القضات کی روح کی دوستی ہور پھر کوئی تیری بات میں آئی ہیں تیری خاصاں نو کی دوستی ای سلامتی میں منگتا ہوں۔"

خاتمہ۔

"تمت تمام شد کار من نظام شد این کتاب تمہید تمتہ باقی تمام۔ بروز چہار شنبہ در ساعت شش در ماہ ربیع الاخر بتاریخ دہم ۱۱۸۲ھ این کتاب مالک سید عبد الرسول بن سید میراں۔"

کتاب کے پہلے صفحہ پر ایک عربی نظم درج ہے اسکا ترجمہ بھی ہر شعر کے نیچے کیا گیا ہے اشعار سیدنا عبد القادر جیلانی کے معلوم ہوتے ہیں کیونکہ آخری شعر میں آپ کا نام آیا ہے۔

فجدی رسول اللہ طہ محمد　　　انا عبد القادر شیخ کل حقیقۃ

(۲۳۶) بیاض کشکول

نمبر (۵۹۸) سائز (۶ × ۴) صفحہ (۱۴۶) سطر غیر معین خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف　　　تاریخ تصنیف قریب ۱۱۰۰ھ کتابت

اس کشکول (بیاض) میں چند اردو، فارسی، عربی زبان کی نظم و نثر کے رسالے شامل ہیں۔ عربی اور فارسی کو نظر انداز کر کے ہم اردو کی صراحت کرتے ہیں۔

(۱) ناقص اول نثر دو صفحے تصوف دُر الاسرار۔

آغاز۔

.........من جلیگا تو اس سالک ہو گا۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

موجود اور سرکاری ملازم تھے۔ حکومت کے کام پر بیجا پور روانہ کئے گئے۔ وہاں حضرت امین الدین علی کے مرید ہو کر فیض باطنی حاصل کیا۔ کہتے ہیں کہ ایک ہی صحبت میں کئی مدارج طے کر لئے۔ اور حیدر آباد واپس آکر مسند ہدایت پر بیٹھے اور خلق اللہ کی ہدایت شروع کی ۱۱۸۰ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ حیدر آباد میں کارروان ساہوان میں آپ کا مزار زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ کئی دکھنی کتابیں قلمبند فرمائیں جن میں سے ایک شرح شرح تمہید ترجمہ عین القضات ہے۔ آپ کا تذکرہ اردو شہ پارے، دکن میں اردو، اور تذکرہ اولیاء دکن میں موجود ہے۔

آغاز۔

"اللہ بڑا صاحب ہے اسکوں بہت سرانا۔ ہور بہوت نوازنا کہ اسکے خدائی سے دونوں عالم پیدا کرنے میں عقل گیان۔ انکھیاں حیران ہیں خدا دائم قائم ہے اسکے بندگی کا جہر سب پر ہے ہور خدا اکیلا ہے پیدا کرتا ہے ہور مارتا ہے سبکوں نہ اپنے ہاتوں کرتا ہے نہ دوسرے کو فرماتا ہے۔"

یہ شرح شرح تمہید جو عین القضاۃ کے نام سے موسوم ہے اسکا ترجمہ ہے۔ تصوف اور اخلاق کے کئی عنوان پر منقسم ہے اسمیں مختلف حدیثوں اور قرآنی آیات سے نفس مضمون پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

اختتام۔

"اس میں خطا ہور خلل ہور سہو منجہ تھے ہوا ہے سو او منجے بخش قاضی عین القضات کہے روح کتے درستی ہور بھی کوئی تیری بات میں آتی ہیں تیری خاصاں انو کتے درس اپنی سلامتی میں منگتا ہوں آمین رب العالمین۔

پہلے صفحہ پر حسب ذیل عبارت درج ہے۔

"این تمہید عبارت عربی من ترجمہ فارسی حضرت سید محمد گیسو دراز ساختند و آن را ترجمہ دکھنی حضرت سید میراں خدا نما قدس سرہ ساختند فی السنہ ۱۱۶۶ھ نبوی در شہر حیدرآباد در مقام کاروان۔"

چند اشعار بھی درج ہیں۔

یہ کتاب شایع نہیں ہوئی۔ قلمی نسخے بعض کتب خانوں میں موجود ہیں۔ چنانچہ کتب خانہ آصفیہ میں ایک نسخہ ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز۔
ایک شخص مجھے پوچھا کہ تمیں خدا کو بتاتے کتنے ہیں بعد میں اُسے جواب دیا کہ خدا کو دکھانے کا کیا پوچھنا ہے کہ یہ تو عام خاص بات ہے کہ خدا کو نا بتانا تو کیا اپنی کو بتانا اُسپر ایک نقل سن۔"
اس میں خدا کے دیدار کے متعلق صراحت کیگئی ہے۔

اختتام۔
"اور کچھ نہیں سن یوج بولنا سمجھنا اور دوسرے کو سمجھانا۔ اس مقام کو جو پہونچے اُسے عارف باللہ کہتے ہیں۔ اس رسالہ کا ناؤں عرفان العشاق رکھیا ہوں۔ تصنیف حضرت خواجہ امین قدس سرہ العزیز۔
خاتمہ۔ ۱۶ ار شہر رمضان ۱۲۵۲ھ۔

(۲۳۳) رسالہ تصوف

نمبر (۶۲) سائز (۱۰ × ۵) صفحہ (۱۰) سطر (۱۵) خط شکستہ کاغذ دیسی
مصنف امین الدین علی تاریخ تصنیف مابعد ۱۰۵۰ھ کتابت

آغاز۔
"گنج خفی میں خدا تھا اپنی عشق میں آپی محیط تھا ایک وقت عشق غلبہ کیا سو کاف نون پیدا ہوا۔ سوال پوچھے کاف نون سو کیا معنی۔ جواب بولے کن فیکون جو کہا سو ہوا کل قدرت پیدا ہوا"
اس رسالہ میں تصوف کے چند مسائل بطور سوال جواب درج کئے گئے ہیں۔

اختتام۔
"تمثیل۔ ذکر جو کوئی شیرنی لیا نیکا مذکور کبھی اُس نے جنس بن کر بولیا سو کیا جلی اد نظر رکھ کر چلیا سو قلبی دوکان پر جا کر سامنے دیکھا سو روحی اُس میں تے تھوڑا چاکھا سو سری دوکان سب خرید کیا سو خفی۔"
خاتمہ۔ تمت تمام شد۔

(۲۳۴) شرح شرح تمہید ترجمہ عین القضات

نمبر (۱۵۴) سائز (۸ × ۶) صفحہ (۴۳۱) سطر (۱۱ تا ۱۷) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف میراں جی خدا نما تاریخ تصنیف ۱۰۶۶ھ کتابت ۱۰۶۶ھ
شاہ میراں جی خدا نما گولکنڈہ کے صوفی بزرگ تھے جو سلطان عبداللہ قطب شاہ کے عہد میں

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام۔

............جان پچھان	او اپین آپ ندھان
یوں بولے شاہ امین	یو خوبی اپس جتیں

(۲۳۱) چکی نامہ

نمبر (۴۱۵) سائز (۶ × ۴) صفحہ (۱۱) سطر (۱۳ تا ۱۵) خط ثلث کاغذ دیسی
مصنف شاہ امین الدین علی تاریخ تصنیف مابعد ۱۰۵۰ھ کتابت

آغاز۔

اول ناؤں اللہ صفت اس کا ناوں	یاد ہے میری جیو کا ہردم ....
اللہ گنج ہے مخفی ظاہر ہونے چاہا	..........برتی میں آپسکوں دیکھلا
نبی معوز سوں ظاہر جیو جگ عالم پیدا	انا من نور اللہ کل شئی میں ہویدا

اس میں چند باتیں تصوف کی نظم کی گئی ہیں۔

کتاب کا نام اور مصنف کا نام اور اختتام۔

جی کنونتی ناری ہے اللہ کے پیارے	پندنی چکی نامہ دل میں نقش اُتارے
امین کی فقیر نے چکی نامہ کائیی	مرشد بن کے بھولاں ناراں کند کند لائی
سکی پند کی ناراں مین رج ڈالو	پھر ایک آپتی اوپر مجھ بورا نا بوبو
عمر کی کھو انکوں تنکے چکی ساری	دل جیو سوجی سدا مرشد کتک سوں چھائی

خاتمہ۔

تمت تمام شد رسالہ چکی نامہ بخط فقیر میراں شاہ شطاری سجادہ درگاہ میراں جی صاحب سالک متصل مقبرہ ابراہیم عادل شاہ نوشتہ است۔

(۲۳۲) رسالہ عرفان العشاق

نمبر (۳۵۵) سائز (۸ ½ × ۵ ½) صفحہ (۲۶) سطر (۹) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف شاہ امین الدین علی تاریخ تصنیف مابعد ۱۰۵۰ھ کتابت ۱۲۵۲ھ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز۔

اول حمد کہوں اللہ ایک نام　　　کروں صفت تراسو سدن مدام

اختتام

نور محمد امین جمال　　　ہر دم پیوسوں منگے وصال
تو صاحب ہے لامثال　　　مطلق امین عاجز حال
ہوا ہے مرتب امین کا کلام　　　درود بر محمد علیہ السلام

خاتمہ۔

تمت تمام شد۔ نسخہ وجودیہ۔

(۲۲۹) رسالہ قربیہ (دوسرا نسخہ)

نمبر (۶۲) سائز (۱۰ × ۵) صفحہ (۸) سطر (۱۴) خط شکستہ کاغذ دیسی

آغاز۔

اللہ بن ناہیں دوجا کوئی　　　اللہ سوں دیکھ سب سو دہوئی

اختتام

ہے ایک دھیان حقی　　　کر ایک دوئی نفی
تو نور محمد کا جان　　　آلان کمان کان

جامعہ عثمانیہ میں اس کا نسخہ موجود ہے۔

(۲۳۰) رسالہ تصوف

نمبر (۶۲) سائز (۱۰ × ۵) کل (۲۸) شعر ہیں۔ خط شکستہ کاغذ دیسی

مصنف امین الدین علی تاریخ تصنیف مابعد ۱۰۵۰ھ کتابت

آغاز۔

ہے دانا بینا حق　　　حیّ محیط ہور مطلق
سو محمد نور جمال　　　سو میرا جیو جہ

ان اشعار میں روح القدس کی وضاحت کی گئی ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

گفتار شاہ امین۔ رموز العارفین۔ نور نامہ وغیرہ۔

آغاز۔

اللہ بن نیں دوجا کوئی اللہ سوں ایک سب کچھ ہوئی

بن سب ہے ایک پاس مطلق پنا شاہد خاص

شاہد مطلق کا پرکار مطلق پہ دیک شاہد بار

یہ تصوف کا رسالہ ہے۔ اس میں خدا کی ذات وصفات وغیرہ کا بیان ہے۔

اختتام۔

ہے ایک دہاں خفی کر دیک دوئی نفی

یو نور محمد جان الان کما کان

شاہ امین کے بارہ رسالے جامعہ عثمانیہ میں ہیں۔ بعض کتابیں کتب خانہ آصفیہ میں بھی ہیں۔

(۲۲۷) رسالہ وجودیہ

نمبر (۶۱) سائز (۸ × ۶) صفحہ (۱۲) سطر (۱۸) خط شکستہ کاغذ دیسی

مگر اشعار اسطرح لکھے گئے ہیں کہ ایک سطر میں مصرع کم وزیادہ ہو گئے ہیں۔

مصنف امین الدین علی تاریخ تصنیف مابعد ۱۰۵۰ھ کتابت

آغاز۔

اول حمد کہوں اللہ نیک نام کروں صفت تیری سوں سدا مدام

کنت کنزاً مخفیاً کر مخفی آپ اظہار پرگھٹ ہو سو جلوہ دینا امین بہتر بہار

یہ بھی تصوف کا رسالہ ہے۔ چند مسائل اور اسرار تصوف اس میں بیان کئے گئے ہیں۔ عاشق، عارف، خدا کے صفات وغیرہ کا بیان ہے۔ مرید سوال کرتا ہے اور مرشد کے طرف سے جواب ہے۔

اختتام۔

نور محمد امین حال ہردم پیو سوں منگے وصال

توں تو صاحب لامثال مطلق امین عاجز حال

(۲۲۸) رسالہ وجودیہ (دوسرا نسخہ)

نمبر (۲۲۶) سائز (۸ × ۴½) صفحہ (۲۴) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام۔

گرائے صدرالدین رہے درغیب اُٹل　　　　تب تدوں ثم افقر کا پاوے محل

(۲۲۵) رسالہ تصوف

نمبر(۴۰۴) سائز(۸½ × ۵½) صفحہ(۲۱) سطر(۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف شاہ صدرالدین تاریخ تصنیف مابعد ۱۱۰۵ھ کتابت

آغاز۔

من درپن تن ہے سیماب　　　　عکس روح حق شخصی ہے آب
شخصی بنا نیں عکسی ظہور　　　　عکس بنا درپن بے نور
بن سیماب ندر بن پانی　　　　درپن بے سیج نجیا دس آنی

اس رسالہ میں تصوف کے بعض مسائل لکھے گئے ہیں۔

اختتام۔

جیو مین بن جاوے ٹوٹ　　　　قید دنیا سوں ہووے چھوٹ
اپنا مین پن جاوی نسکل　　　　نو منترہ ہووے اصل

(۲۲۶) رسالہ قربیہ

نمبر(۶۱) سائز(۸ × ۶) صفحہ(۸) سطر(۱۸) خط شکستہ کاغذ دیسی

مصنف امین الدین علی تاریخ تصنیف مابعد ۱۰۸۵ھ کتابت

شاہ امین الدین علی شاہ برہان الدین جانم کے فرزند تھے۔ بیجاپور کے مشہور و معروف صوفیوں میں آپ کا شمار ہے۔ آپ نے اپنے والد سے اکتساب کمال کیا اور انکے انتقال کے بعد جانشین ہوئے ۱۰۸۶ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ بیجاپور میں مدفون ہیں۔ اپنے باپ برہان الدین جانم اور دادا میراں جی شمس العشاق کی طرح دکھنی زبان میں کئی کتابیں لکھی ہیں جو نظم اور نثر دونوں پر مشتمل ہیں۔

امین الدین علی کا تذکرہ اولیاء دکن، اردو شہ پارے، دکن میں اردو وغیرہ میں موجود ہے مورخین بیجاپور نے بھی آپ کا حال قلمبند کیا ہے۔ آپ کے تصانیف میں سے بعض یہ ہیں۔ رسالہ قربیہ، ذکر نامہ، وجود نامہ، چکی نامہ، وصل نامہ، محبت نامہ، نظم وجودیہ، رموزات السالکین، گنج مخفی،

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

خاتمہ۔

تمت تمام شد۔ رسالہ حضرت شاہ صدر الدین صاحب قدس اللہ سرہٗ۔ بتاریخ دہم ذیقعدہ ۱۲۷۰ھ
در بلدہ بہ مسجد حضرت پیرو مرشد سید شاہ ندیم اللہ حسینی۔ کاتب الحروف غلام حسین۔

(۲۲۳) رموز الکاسبین

نمبر (۴۵۴) سائز (۹×۵) صفحہ (۵) (۶۹) شعر ہیں۔ خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف شاہ صدر الدین تاریخ تصنیف مابعد ۱۰۵۰ھ کتابت

آغاز۔

نام لے اللہ محمد کا اول — کسب کا سب کوں کہوں در ہر محل
گوش جاں سوں اب سنو صاحب یقین — کیا کہتا ہے نظم میں شہ صدر الدین
اولاً با نفس و دل قالب و مثال — خواہش و دانائیکا توں بوجھ حال

اس میں تصوف کے چند مسائل کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

اختتام۔

بس کر اے شہ صدر الدین اسرار کو — دید میں دیدار پا آپس کوں کہو
مویو بن در نظم نیں شان کام — یاد رکھنا ہر زباں اے خاص و عام

کتب خانہ آصفیہ میں اس کا ایک نسخہ موجود ہے (تصوف ۸۲۹) اس کے ساتھ کریم شاہ
کی ایک غزل شریک ہے۔

نظر کی گود میں دیدا وہ میری نظر دستا — جو اس دیدے کی ہولی تھیں سو چل باہر نیر دستا
نظر سو ذات دیدا جس کیاں اس کا مٹانا ہے — و دیدا کل نظر خوشبو چیوڑ عاشق بہور دستا
بقا باللہ پیغمبر پیر مرشد کے شفاعت سوں — کریماں کے نظر میں سب رحماں کے ہنر دستا

(۲۲۴) رموز الکاسبین (دوسرا نسخہ)

نمبر (۴۰۴) سائز (۸½×۵½) صفحہ (۷۰) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی

آغاز۔

نام لے اللہ محمد کا اول — کسب کا سب کہوں در ہر محل

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز۔

اول نام اللہ کا لے کر بعد نبی رسول | کا سب کتیں کسب دیکھیا یا صدر الدین انمول
کسب بنا سب الوج ہے الوج بنوجی سوج | سوج بوج کے بوج بوجھائے اوہی بوج عروج
سوج بوج پر سوج دھرو تم اے سالک اس آن | تب کا سب کوں کسب سمجھوں سن تو جیو کی کان

اس منظوم رسالہ میں تصوف کے چند مسائل کا ذکر کیا گیا ہے۔

اختتام۔

کیا کہی ہیں شاہ صدر الدین بیان | قول جو مقبول نزدِ عارفان
موج لاحرکت ہو وسی پر دل ہو جاری | تب کتیں تجھ روح کا چہرہ نجھادی

اس کتاب پر دو مہر بالا پرشاد اور پاپا لعل کے ثبت ہیں۔

(۲۲۲) رسالہ تصوف

نمبر (۴۰۴) سائز (۸ ½ × ۵ ½) صفحہ (۵۶) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف شاہ صدر الدین تاریخ تصنیف مابعد ۱۰۵۰ھ کتابت ۱۲۷۵ھ

آغاز۔

مطلب سوں اپنی کام ہے دکھنی اجھو یا فارسی | مکھ دیکھنے سوں ہے غرض جس جنس کی ہو آرسی
کروں حمد و ثنا حق کا اول میں | ہے نعت مصطفےٰ کا خوش نولن
ہے وہ دریائے کبریا کا ظاہر | یہ ادراکِ دو عالم سوں ہے باہر
اگر روں روں مری لک لک نے بان ہوں | پھر ہر ایک بیاں سوں لک لک بیاں ہوں

اس رسالہ میں تصوف کے کئی ایک مسائل کا تذکرہ ہے۔

اختتام۔

آبی دریا آبی بوند | بس کر صدر الدین مکھ موند
ذات صفات ظہور صفات | سب کی سُن حق کے ساتھ
اس بن تاہیں دوجا کوئی | ظاہر باطن سب گھٹ ادی
یو بولیا ہستی کی حال | معاف رکھو مستوں کا حال
جو کچھ طالب کو درکار | سب اس میں کیا اظہار

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام۔

"حضرت خواجہ عثمان ہارونی حضرت خواجہ معین الدین چشتی۔ حضرت فرید الدین شکر گنج۔ حضرت خواجہ نظام الدین بدایونی۔ حضرت نصیر الدین مدرسہ .... پیش کیے۔"

(۲۲۰) رسالہ دُرّ الاسرار (چوتھا نسخہ)

نمبر (۴۶۱) سائز (۸ × ۴) صفحہ (۸) سطر (۱۰) خط نستعلیق کاغذ دیسی

ناقص الآخر ہے۔

آغاز۔

"کُنت کنزاً مخفیاً ان الاجبت وان عرف .... الحق یعنی اول سلطان اپنے ذات کے دریا میں چھپا تھا۔"

اختتام۔

"ہور فنا اپس میں کون چیز ہے پس اتنا جسمج آپ کون بھیجا تھا اس پہچانت میں خدا کی پہچانت ہے پہچانے گا اے سالک۔"

اس کے بعد کی عبارت نہیں ہے۔

(۲۲۱) رسالہ صدر الدین

نمبر (۱۶۲) سائز (۸ × ۵½) صفحہ (۸) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف شاہ صدر الدین تاریخ تصنیف مابعد ۱۰۵۰ھ کتابت

دکن کے اولیاء میں ایک بزرگ شاہ صدر الدین گزرے ہیں ان کا تذکرہ عبد الجبار خاں نے اپنے تذکرہ اولیاء دکن میں کیا ہے (صفحہ ۴۶۳) جن کا زمانہ ۸۰۰ھ کے پہلے کا ہے۔ جو شاہ بدر الدین چشتی متوفی ۷۳۵ھ کے مرید تھے! اس لحاظ سے شاہ صدر الدین خواجہ بندہ نواز سید محمد گیسو دراز کے پہلے تھے معلوم ہوتا ہے ان کے سوا دکن میں ایک دوسرے شاہ صدر الدین بھی گزرے ہیں کیونکہ جو کتابیں کتب خانہ ہذا اور کتب خانہ آصفیہ میں ہیں وہ زبان کے لحاظ سے ۱۰۵۰ھ کے بعد کی تصانیف معلوم ہوتی ہیں افسوس ہے کہ انکے حالات پر پردہ پڑا ہوا ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اس کتاب میں چند غزلیں سلطان کی ہیں چند شعر ملاحظہ ہوں ۔

دیکھا تو توں روح دیکھیا ہے آدم کے ہات روح
کہ ہور چرن سنگل بھی دھرتا ہے ہات روح

سلطان تن کی خصلت نیں جانتا ہے کیسے
ہے فعل ہور فاعل سب خاصیات روح

اُس پاک عشق باز کوں جب نہ اثر ہوا
تب نور ذات جوش ہوا زگنج پر ہوا

سلطان ترجگت کا ہوا ہے نزول یو
او کچھ ہنر نہیں کیا سو ہنر میں نہیں ہوا

یہ کتاب شایع نہیں ہوئی ۔ ادارہ ادبیات اردو میں ایک نسخہ ہے (زور صفحہ ۲۰۲) ۔

(۲۱۸) دُرّ الاسرار (دوسرا نسخہ)

نمبر (۱۹۴) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۲۳) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی

آغاز ۔

کُنتُ کنزاً مخفیاً .... الخ یعنی او سلطان اپنی ذات کے دربار میں چھپا راز کا گنج رکھیا تھا یعنا کی موتیوں سے بھر کر اور اس حال میں یکایک اس گنج کے طرف نظر کیا اور اس موتیوں کا اُجالا دیکھکر عاشق ہوا ،

کتاب کا نام ——

" بعد ازاں اے بھائی حق کے توفیق سوں اور اس ہادی کے مدد سوں سالکان اور طالبان کے واسطے اس بقا کے موتیاں سو کیتنک موتیاں چن کر لیا ہوں اور راز کے معنی کے تاگے میں پرو دیا ہوں تب اس رسالہ کا نام دُرّ الاسرار رکھیا ہوں " ۔

اختتام ۔

" اور اے تمام راز جو کوئی تجے کھول دیوے تو اُسے اپنی کو پچھان اور اس راز کو نا سمجھا سکیگا تو اُسے رہزن کر کر جان زیادہ کیا حاجت ہے سالک کو اتنی سیج بس ہے " ۔

(۲۱۹) رسالہ دُرّ الاسرار (تیسرا نسخہ)

نمبر (۳۷۷) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۱۳) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

آغاز ۔

کنت کنزاً مخفیاً .... یعنی اُس کا معنا یو ہے او سلطان اپنے ذات کی دریا میں چھپا راز کا گنج رکھا تھا بقا کے موتیاں سوں بھر کر " ۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

حضور یو باتاں ظاہر ناکرنا ظاہر کرینگا تو کافر ہوگا ہور سنے ہارا دیوانہ ہوئیگا۔ نعوذ باللہ منہا۔ اگر اس باتاں کو پچانے ہور سمجھے ہور اسے بوجتے رہے تو انشاءاللہ تعالےٰ خدا کی ذات ملنا ہوئیگا۔"

یہ تصوف کا رسالہ ہے خدا کی وحدانیت اور اسکے حقایق اسکی شناخت وغیرہ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

اختتام۔

"تمام عالم کا بولنا اُسی کی صفت ہے اُس یک نکتیکوں اے ساتوں صفتاں ہے۔ اے فرزند آدم کچھ بیان ذکر کا لاالہٰ ہوں ......"

(۲۱۷) دُرّ اسرار

نمبر (۱۷۸) سائز (۸ × ۶) صفحہ (۲۳) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف تاریخ تصنیف قبل ۱۱۰۰ھ کتابت

اس رسالہ کے مصنف کا نام معلوم نہیں ہوا گمان غالب یہ ہے کہ خواجہ بندہ نواز سید محمد حسینی گیسو دراز کے سلسلہ کے کسی بزرگ نے لکھا ہے۔ تذکرہ اردو مخطوطات میں ڈاکٹر زور صاحب نے اسکا تذکرہ کیا ہے بلحاظ زبان اسکو ۱۱۰۰ھ کے قبل کی تصنیف کہا جا سکتا ہے۔ ہمارے خیال میں گولکنڈہ کے شاعر سلطان کی یہ تصنیف ہوسکتی ہے جس کا تذکرہ دکن میں اردو میں کر دیا گیا ہے (چوتھی طباعت ۹۴)

آغاز۔

"کنت کنز مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق یعنی او سلطان اپنی ذات کے دریا میں گنج مخفی چھپا کر رکھیا تھا بقا کے موتیاں سوں بھر کر اس حال میں یکایک اُس گنج کے طرف نظر کیا اور اس موتیاں کا جلا دیکر عاشق ہوا اور مصلحیت تصویریں لایا جو اسے راز کے موتیاں رکھنا ہے خوب نہیں بلکہ عشق کے بازار میں ظاہر کرنا بھلا ہے۔"

یہ ایک تصوف کا رسالہ ہے۔ اس میں چند مسائل عشق حقیقی کے بیان کئے گئے ہیں۔ اسرار عشق کو راز سے موسوم کرکے اسکو ظاہر کیا گیا ہے اور بتایا ہے کہ جو کچھ ہے عشق حقیقی ہے۔

اختتام۔

"خدا کوں نبی کہے اے بھائی یو بات بہوت چھپا کر بھی بولنا تاکیت (تاکید) کئے ہیں اگر کوئی تجکوں پوچھا کہ توں خدا کو دیکھا ہے توں چپ رہ اگر دیکھا ہوں کہا تو مشرک ہوتا ہے۔ ہور نہیں دیکھا کہا تو کافر ہوتا ہے۔"

اس کے بعد عبارت نہیں ہے یعنی ناقص الآخر ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز۔

بہو دھات یو کی کریں بچار کریں نہ پائیں سوئے ۔ سادھو جن کی سیوا بھئی تو رچ پراپت ہوئے

کر پرسادہو سوئی یک جاتی دیکھت برلا کوئے ۔ لوکا وے مت کچ الادی جن بوج بجتوں لاوے

اس رسالہ میں تصوف کے چند مسائل بیان کئے گئے ہیں۔

اختتام۔

سکھ کا سرورت ہیرا تجی انت کرن لی بالی ۔ سہس جیوا ہولی یکھ میری نہ پوری کرت لکھائی

اکھین جانم سکھ سہیلا جا کھیا ہوئی سو جاتی ۔ لوکا رے مت کچ الادے جن یوج بجتوں لاے

(۲۱۵) وصیت الہادی دوسرا نسخہ

نمبر (۴۷۲) سائز (۷ × ۵) صفحہ (۱۶) سطر (۱۳) خط ثلث کاغذ ولایتی

آغاز۔

سکنا قادر قدرت سوں سمجھے تج کوئی کیا ۔ جسکوں لوری دیوی راہ ہیدی من یشاء

بہو روپ پرگیت آپ چھپایا کوئی نہ پایا انت ۔ ماہا موہ میں سب جگ باندھیا کیونکر سوجی پنت

اختتام۔

ظاہر باطن کا اد دانا سکنا ہے سبحان ۔ سب پر شاہد مطلق بھیتا تج پرتے برہان

خاتمہ۔

تمت تمام شد وصیت الہادی بتاریخ بست و دوم ماہ رجب المرجب روز چہار شنبہ۔ کاتب العبد جان محمد محرمی۔

(۲۱۶) رسالہ تصوف

نمبر (۶۲) سائز (۱۰ × ۵) صفحہ (۱۶) سطر (۱۶) خط شکستہ کاغذ دیسی

مصنف ۔ تاریخ تصنیف قبل ۱۰۰۰ھ کتابت

اس کے مصنف خواجہ بندہ نواز یا برہان الدین جانم ہوسکتے ہیں تیقن کیسا تھ کچھ نہیں کہا جاسکتا۔

آغاز۔

"اے فرزند آدم کننیک باتاں خدا کی پیچانت کیاں بولتا ہوں خوب سن ہور پچان کسی نامحرم کے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مصنف شاہ برہان الدین جانم تاریخ تصنیف قبل سنہ ۹۹۰ھ کتابت

آغاز۔

سکنا قادرِ قدرت سوں سمجھی تجکو کیا　　جسکوں لوری دیوی وہ دکھایھری من یشاء

بھر روپ برکت آپ چھپایا کوئی بک پایا انت　　مایا من میں سب جگ باندیا کیونا کر سوجی بنت

اس رسالہ میں تصوف کے چند ابتدائی مسائل بیان کئے گئے ہیں۔

اختتام۔

اپنی دل پر انصاف ہو کر بچار بھلا کیجے　　جس راہ مقام منزل اچھے ثابت قدم دیجے

اوک تو یو بات بھلی نہ ہوئی ثابت راکھے بھاو　　دل کی ساتی سوں نین ہی جوری کیونکر چھپے ماو

ظاہر باطن کا او دانا سکنا ہے سبحان　　سب پر شاہد مطلق بھینا تجپر تے برہان

(۲۱۳) رسالہ تصوف

نمبر (۲۲۶) سائز (۹ × ۵$\frac{1}{2}$) صفحہ (۶) سطر (۲۰) خط ثلث کاغذ دیسی

مصنف شاہ برہان الدین جانم تاریخ تصنیف قبل سنہ ۹۹۰ھ کتابت

آغاز۔

مراقبہ کہتے سو کیا　سب صفتاں کوں یکطرف چکرایا سو مراقبہ

مشاہدہ سو کیا　اس رخ میں دیکھنا آیا سو مشاہدہ

معائنہ سو کیا　اس مشاہدہ کی آرسی کیا سو معائنہ

اس رسالہ میں پانچ باتوں کی تفصیل کی گئی ہے۔

اختتام۔

"ہور فرقان پر تینوں کام کیا اور بہوت پوچھنا حاجت نہیں۔ واللہ اعلم"

(۲۱۴) سکھ سہیلا

نمبر (۴۷۲) سائز (۷ × ۵) صفحہ (۹) سطر (۱۳) خط ثلث کاغذ ولایتی

مصنف شاہ برہان الدین جانم تاریخ تصنیف قبل سنہ ۹۹۰ھ کتابت

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

سجدہ کوں جا کر سجدہ کیا اللہ ذات یو دوست اول رب الجلیل کا یگکا سوں"

(۲۱۰) ارشاد نامہ (نثر)

نمبر (۴۳) سائز (۹ × ۷) صفحہ (۱۶) سطر (۱۵) خط شکستہ کاغذ دیسی

آغاز۔

ارشاد نامہ شریعت کا — اس میں فیض ہے رحمت کا
جس کوں پیارے دیوراہ — کہا یھدی من یشاء

اختتام۔

"یوں جان ابتو بندا عاجز ناتواں کیا مرمت پریوں داں حلیم شاہ قادری توں سبحان۔ تمت تمام شد"

(۲۱۱) ارشاد نامہ (نثر) تیسرا نسخہ

نمبر (۶۷۸) سائز (۷ × ۴) صفحہ (۳۱) سطر (۲۰) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف شاہ برہان الدین جانم تاریخ تصنیف قبل سنہ ۹۹۰ھ کتابت

آغاز۔

"اللہ محمد کے راز رموز کے باتاں کسی نا محرم کے آگے نا بولنا۔ بولیں گے سو کافر ہونگے۔ سنیں گے سو دیوانے ہونگے۔ اسے بولکر کافر نا ہونا"

اختتام۔

"فنا فی الرسل مقام نصیرا فنا فی اللہ مقام سلطانا نصیر الکلام ایں بیان حضرت شاہ برہان صاحب۔

عیاں ثابت اس کا ناؤں — رچنک کو تو ناہیں تہانوں

لطایف ستہ	قلبی	روحی	سری
	زیر پستان چپ	زیر پستان راست	یہاں ہر دو پستان یعنی سینہ
نفسی	خفی	اخفاء	
بیان کتاب	بیان سر	بالائے سر"	

(۲۱۲) وصیت الہادی

نمبر (۲۲۶) سائز (۹ × ۵ ۱/۲) صفحہ (۱۵) سطر (۱۳) خط ثلث کاغذ دیسی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۲۰۸) رسالہ تصوف

نمبر(۲۱۲) سائز (۱۱½ × ۶) صفحہ (۱۰) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف برہان الدین جانم تاریخ تصنیف قبل ۹۹۰ھ کتابت

آغاز۔

"قال اللہ تعالیٰ انک لاتہدی من احببت ولکن اللہ یہدی من یشاء سکنا قادر قدرت سوں سمجی تجکوں کوئی کیا جسکوں لوری دیوی راہ کہیا یہدی من یشاء بہو روپ بہر کہنت آپ چھپایا کوئی نہیں پایا"۔

اس رسالہ میں تصوف کے چند مسائل بیان کئے گئے ہیں۔

اختتام۔

"اُکل بولوں بات بھلی ناثابت راکہیں بہادر لگی ساقی سوں نین چوری کیونکر چلی مادادہو شاہد علی کل شیئ ظاہر باطن کا وہ دانا سکنا ہے سبحان سب پر شاہد مطلق سانچہ پرے برہان"۔

خاتمہ۔

تمت تمام شد این ملک محمد ابراہیم است۔ نوشتہ حیدر علی شاہ ولد شیخ نایک۔

(۲۰۹) رسالہ ارشاد نامہ (دوسرا نسخہ)

نمبر(۴۳) سائز (۹ × ۷) صفحہ (۶) سطر (۱۷) خط شکستہ کاغذ دیسی
مصنف شاہ برہان الدین جانم تاریخ تصنیف قبل ۹۹۰ھ کتابت

آغاز۔

"اللہ نبی کے راز رمز کے باتاں کسی نامحرم کے آگے نہ بولنا بولیں گے سو کافر ہونگے۔ سنیں گے سو دیوانے ہونگے۔ اسے بول کر کافر نا ہونا انوکوں سنا کر دیوانے نہ کرنا"۔

تصوف کے چند مسائل اس میں ذکر کئے گئے ہیں۔

اختتام۔

ناقص الآخر ہے۔

"اول مسجد تمام قدرت تن محراب دل سو روحی روح جست سو آب نور تاب منقدہ ہوا بیندہ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

خاتمہ۔

تمت بالخیر فی التاریخ ۱۶ ر شہر شعبان ۱۱۵۱ھ۔

(۲۰۷) اربعہ طریق

نمبر (۹۰) سائز (۵×۸) صفحہ (۲۸) سطر (۱۵) خط شکستہ کاغذ دیسی

مصنف برہان الدین جانم تاریخ تصنیف قبل ۹۹۰ھ کتابت ۱۲۵۷ھ

مصنف کے حالات صفحات ماقبل میں درج ہو چکے ہیں۔ آغاز کے پانچ شعر ارشاد نامہ کے ہی ہیں جنکا تذکرہ ہو چکا ہے۔

آغاز۔

ارشاد نامہ شریعت کا اس میں فیض ہے رحمت کا

پانچ شعر کے بعد نثر میں پوری کتاب ہے۔

"بسم اللہ ناؤں اللہ کا الرحمن مہربان الرحیم بخشنہارا۔ اللہ محمد کی راز رموز کیاں باتاں کس نامحرم کے آگے نا بولنا بولینگے تو کافر ہوئے"۔

یہ ایک تصوف کا رسالہ ہے اس میں خدا کے وجود اور وجود کے اقسام وغیرہ کی صراحت کیگئی ہے۔ ابجد کے حرف کے لحاظ سے "شغل" کا بیان کیا گیا ہے مثلاً۔

"ع" کو کانوں میں رکھے ہیں دعوات اسکا علمنا القرآن باللہ۔ یعنی یاد خدایا تیرا کلام میرے کانوں میں تعلیم کر تا کہ تیری معرفت حاصل ہووے۔ شغل پانچواں حرف "ظ"۔

اختتام۔

"یعنی از شریعت بطریقیت و از طریقت بحقیقیت از حقیقت بمعرفت و این بے مرشد کامل نہ انجامد واللہ اعلم یہدی من یشاء و یفعل من یشاء۔ تب پیا پے درخت بخواب شدم خواب دیدم کہ آفتاب شدم"۔

خاتمہ

تمت تمام شد رسالہ اربعہ طریق بسبب فرمایش حضرت پیر و مرشد نور الحسن قادری عرف حضرت غلامی صاحب قبلہ دام ظلہ۔ بخط احقر العباد عبد المجید بروز چہارشنبہ نہم ذیقعدہ ۱۲۵۷ھ اتفاق اتمام یافت

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

میاں خوب محمد کا ہے۔

(۲۰۶) ارشاد نامہ

نمبر (۱۰۴) سائز (۷×۴) صفحہ (۱۷) سطر (۱۷) خط نسخ کاغذ دیسی دکھنی

مصنف برہان الدین جانم تاریخ تصنیف قبل ۹۹۰ھ کتابت ۱۱۵۱ھ

برہان الدین جانم شاہ میراں جی شمس العشاق کے فرزند اور خلیفہ تھے اپنے باپ سے علوم ظاہری اور باطنی کا اکتساب کیا اور باپ کے انتقال پر جانشین ہوئے تعلیم اور ارشاد اور ہدایت کا سلسلہ شروع کیا۔ نظم و نثر میں کئی تصانیف فرمائے۔ ۹۹۰ھ میں انتقال ہوا۔ بیجاپور میں مدفون ہیں۔ آپ کی متعدد تصانیف کا پتہ چلتا ہے جن میں سے بعض یہ ہیں۔

(۱) سکھ سہیلا (۲) وصیت الہادی (۳) منفعت الایمان (۴) جنت البقا (۵) بشارات الذکر (۶) نسیم الکلام (۷) رموز الواصلین وغیرہ۔ جو نظم و نثر میں ہیں ان سب میں تصوف کے اسرار اور رموز وغیرہ کا بیان ہے۔ تذکرہ اولیاء دکن، اردو شہ پارے، دکن میں اردو میں آپ کا تذکرہ موجود ہے۔

آغاز۔

ارشاد نامہ شریعت کا — اس میں فیض ہے رحمت کا

جسکوں دیوے پاوے راہ — کہا یھدی من یشاء

بسم اللہ یعنی شروع کرتا ہوں میں اس کلام کوں اللہ تبارک و تعالےٰ کے ناؤں سوں۔"

اگرچہ ابتدا میں چند شعر ہیں مگر پوری کتاب نثر میں ہے۔ اس میں تصوف کے اسرار اور مسائل کا ذکر ہوا ہے۔ سوال جواب کے طور پر درج کیا گیا ہے۔

اختتام۔

منی	واحد الوجود	راہ وحدت	ذات	مطلق
حلقہ	عارف الوجود	راہ معرفت	نور	مفید
مضغہ	ممتنع الوجود	راہ حقیقت	روح	سر
مرتب	ممکن الوجود	راہ طریقت	دل	دانا
ظہور	واجب الوجود	راہ شریعت	تن	گویا

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

خوب محمد چشتی ایک صوفی بزرگ اور صاحب تصنیف تھے۔ تصوف میں کئی کتابیں نظم اور نثر میں لکھی ہیں۔ اپنی کتابوں میں اپنے مرشد کے اقوال و مباحث کو بیان کیا ہے جو تصوف کے اسرار کے حامل ہیں۔ انکی ایک کتاب خوش ترنگ ہے اور اسکی شرح "امواج خوبی" کے نام سے اُنہوں نے لکھی ہے۔

آغاز۔

بسم اللہ کہوں جہت ذات — جس رحمان رحیم صفات
ذات صفات اسماء افعال — جمع مفصل چند اک حال
نانوں محمد تسکیوت دیت — اُس تفصیل سو عالم کیت

یہ ایک تصوف کی کتاب ہے اس میں خدا کی ذات اور اسماء وغیرہ کی تفصیل ہے۔ حکایتیں اور تمثیل بھی دیگئی ہیں۔

اختتام۔

ذات جس میں عالم نہ جیوں — یہ مخفی عالم منہ پتوں
بے نشاں اس کا نشاں — یہ عارف ہے کل لساں

خاتمہ۔

تمام شد کتاب خوب ترنگ در شہر محرم در بلدہ بسونت نگر۔

(۲۰۵) خوب ترنگ (دوسرا نسخہ)

نمبر (۳۶) سائز (۹ × ۵) صفحہ (۳۰۶) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی

آغاز۔

بسم اللہ کہوں جہت ذات — جس رحمان رحیم صفات

اختتام۔

بے نشاں اس کا نشاں — یہ عارف ہے کل لساں

خاتمہ۔

تمام شد کتاب خوب ترنگ تصنیف حقایق و معارف آگاہ میاں خوب محمد چشتی وقت ضحی روز چہار شنبہ بتاریخ ششم شہر رجب المرجب سنہ ۱۱۰۱ھ۔

اس کے بعد ایک فارسی قصیدہ ہے اس کے مقطع میں تخلص درج ہے یہ فارسی قصیدہ بھی

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

یہ نسخہ شاہ علی محمد کے پوتے کا مرتبہ ہے۔

اختتام۔

نکتہ

جنو کندالا دیکھی عالم تیو ہتہن جان — جہاں جیو نیرو کہائے جیون تیو نری کندلا

خاتمہ۔

"واللہ اعلم بالصواب ۔ ہذا رسالہ المعظم المسمی الجواہر اسرار اللہ من تصنیف قطب الاقطاب

..........." آخری ورق نہیں ہے۔

(۲۰۳) جواہر اسرار اللہ (تیسرا نسخہ)

نمبر (۶۷۲) سائز (۸ ½ × ۵) صفحہ (۱۳۹) سطر (غیر معین) خط ثلث کاغذ دیسی

آغاز۔

"الحمد للہ الخ۔

اما بعد حمد و درود میگوید بندہ فقیر یکی از کمینہ مریدان و خاکروبان تاج العاشقین"۔

دو صفحے فارسی دیباچہ کے بعد

"باب الف مکاشفہ نکتہ اول در عقدہ

اپین کھیلیوں آپ کھلاؤں — اپین اپس لے کل لاوں

یہ جواہر اسرار اللہ کا وہ نسخہ ہے جس کو حضرت موصوف کے مرید ابوالحسن نے مرتب کیا ہے"۔

اختتام۔

جہاں جیونین دکھائے — جیون تیون رے کندالاجان

بعض جگہ حاشیہ پر شرح کیگئی ہے۔

(۲۰۴) خوب ترنگ

نمبر (۳۵) سائز (۱۰ × ۷) صفحہ (۱۴۹) سطر دو کالم فی کالم (۱۰) شعر کاغذ دیسی

مصنف خوب محمد چشتی تاریخ تصنیف ۹۸۶ھ کتاب ۱۱۰۰ھ

خوب محمد چشتی احمد آباد گجرات کے متوطن تھے۔ آپ شیخ کمال محمد سیستانی کے مرید تھے۔

۱۶۱۴ء میں آپ کا انتقال ہوا۔ احمد آباد میں مدفون ہیں۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز۔

"الحمد للہ الذی کشف الدجیٰ"۔

چار صفحے عربی خطبہ ہے اس کے بعد۔

"امابعد فیقول العبد الفقیر الحقیر یکے از کمینہ مریدان و خاکروبان و فرزندان حضرت سلطان العارفین شاہ محمد معشوق اللہ المسمی ابراہیم ابن سلطان العالمین شاہ مصطفےٰ حبیب اللہ"۔

آغاز کلام

مکاشفہ فی توحید۔

اپین کھیلوں آپ کھلاوں اپین پس لیکل لاوں

نکتہ دوم

میرا نانون مجھے ات بھاوے میرا جیو منجھے پر چاوے

میرا نیہ منجھے سون مائی زہری اپتیں روپ لبھائے

اختتام۔

یہ ناتھی ہورجی موئی سب باتیں کچ پھوتی

یہ جو کنسد لا دیکھے عالم یو نہیں جان جھانجھو مین دکھائے جیون تیوری کند للا جان

خاتمہ۔

"ہذا النسخۃ الشریفہ من تصنیف شاہ علی محمد گام دھنی بید العبد الضعیف الراجی الی رحمت اللہ ونعمت اللہ فیض اللہ المعروف بغلام فتاح فی التاریخ الرابع شہر شعبان المکرم فی سنہ ۱۱۸۱ھ احدی و ثمانیہ والف و ماۃ ہجری......"

یہ کتاب شائع نہیں ہوئی۔ کتب خانہ آصفیہ میں اسکے دو نسخے ہیں (تصوف ۱۶۶۹) حیدرآباد کے عجائب خانہ میں شاہ ابوالحسن کا مرتبہ نسخہ موجود ہے۔

(۲۰۳) جواہر اسرار اللہ (دوسرا نسخہ)

نمبر جدید میوزیم (۱۰۲) سائز (۹ × ۵) صفحہ (۲۸۴) سطر (۹) خط نستعلیق کاغذ دیسی

صفحہ اول و جدول مطلا۔

آغاز۔

"الحمد و للہ الذی الخ"۔

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

(۲۰۰) خوش نامہ

نمبر (۲۵۶) سائز (۷½ × ۴½) صفحہ (۷) سطر (۱۰) خط شکستہ

مصنف میراں جی شمس العشاق تاریخ تصنیف قبل ۹۰۲ھ کتابت

مصنف کے حالات صفحہ ماقبل میں لکھدئے گئے ہیں۔

آغاز۔

خوش پوچھے موحد کی للکھیں پیر کہو پیا۔ کھولو ملحد کیرا بان بیان یک یک منجد دہر

موحد ارشادوں پایا سب اللہ نبی ایک ملحد اپنے انمایو سب خدا آکر دیک

تصوف عقاید کا رسالہ ہے جس میں چند ابتدائی مسائل کا ذکر ہے۔

اختتام۔

وحد سو اسس پہچان جانے حق تمام ملحد سوین جان کہان میل سب کام

یون سن کیون لاکی خوش لیا موحد حال یہ خوش بچار سوہی ای جس پر جیب کلام

(۲۰۱) جواہر اسرار اللہ

نمبر (۸۳) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۱۸۶) سطر (۱۴) خط نسخ کاغذ دیسی

مصنف شاہ علی محمد گام دھنی تاریخ تصنیف قبل ۹۷۳ھ کتابت ۱۱۸۱ھ

شاہ علی محمد گام دھنی گجرات کے متوطن تھے۔ گام دھنی یعنی گاؤں کا مالک آپ کا لقب تھا۔ شاہ علی محمد معشوق اللہ کے لقب سے بھی موسوم ہیں۔ آپ کے والد کا نام شاہ ابراہیم جان اللہ تھا آپ اپنے وقت کے ایک بڑے صوفی بزرگ تھے۔ تمام گجرات آپ کا معتقد تھا۔ جواہر اسرار اللہ آپ کا دیوان ہے جو حالت وجد اور جذبہ کے زمانہ میں مرتب ہوا ہے یعنی جو اشعار آپ کی زبان سے نکلتے تھے انکو جمع کرلیا گیا ہے۔ ۹۷۳ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ گجرات میں مدفون ہیں۔ جس گاؤں میں آپ کا مزار ہے وہ آجتک گام دھنی کہلاتا ہے۔

آپ کے دیوان (جواہر اسرار اللہ) کو اولاً آپ کے مرید شاہ ابوالحسن نے مرتب کیا تھا اس کے بعد آپ کے پوتے شاہ ابراہیم نے اضافہ کے ساتھ مرتب کیا۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مصنف شاہ میراں جی شمس العشاق تاریخ تصنیف قبل ۹۰۲ھ کتابت
مصنف کے حالات صفحات ماقبل میں گزر چکے ہیں۔

آغاز۔

اللہ اسم ذاتی دو ہوں جگ ازل — جلی ہم خفی سوں کیا ہے فضل
شرف نام دینا سماسوا و پر — ملائک و جن و حکترا د پر
دو ہوں جگ سمر بن اللہ ایکنام — کہ مخلص و عابد جپی ہیں دام

اس رسالہ میں تصوف کے چند مسائل کا ذکر کیا گیا ہے۔

اختتام۔

یو ہے حال واصل تو یون جی خفا — کہ رمزی خفی ہے صفا در صفا
نظم دیک کنت کیا سات اے — ایکیک آن موزوں کیا بات اے

(۱۹۹) مغز مرغوب

نمبر (۴۷۲) سائز (۷ × ۵) صفحہ (۵) سطر (۱۳) خط ثلث کاغذ ولایتی
مصنف شاہ میراں جی شمس العشاق تاریخ تصنیف ماقبل ۹۰۲ھ کتابت
مصنف کے حالات صفحہ گزشتہ میں درج ہو چکے ہیں۔

آغاز۔

اللہ محمد علی امام دائم ان سوں حال — سب خاصوں سوں اللہ اللہ تو اکھوں گیان کمان
مغز مرغوب دھر یا جانو اس نسخی کا نام — مرشد مکھوں سمجھے تو ہووے کشف تمام
بیس نظم او پر تیں زیادہ اس کا سب حساب — پرسن پچھان کر لی رہی تو ہر نعمت کا لاب

اس میں تصوف کے آٹھ مسئلے بیان کیے گئے ہیں۔

اختتام۔

ہجا آپ نہیں سو بوج کٹ یا کلام اینت
پرچہ رہی عینی ان کو تو توں سروپ نیت
اس بوج میں آپ نین بھی برتی تو میں تو میں
شاہ کمال کے یکوں لاک اس پر چہ رہین

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

سے تاریخ وفات نکالی ہے۔ آپ کی کئی تصانیف ہیں جو آپ نے اپنے مریدوں اور معتقدین کیلئے تصنیف فرمائی ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں۔

(۱) خوش نامہ (۲) خوش نغز (۳) بشارت الذکر (۴) سب رس (۵) شرح مرغوب القلوب۔

شاہ میراں جی مدینہ منورہ میں بارہ سال تک اقامت کی تھی واپسی کے بعد شہر بیجا پور کے باہر اقامت کی اور شاہ کمال الدین کے جو حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کے خلیفہ تھے مرید ہوئے۔

آغاز۔

"اللھم صل علی محمد، جیو کی بات خدا کی باتیں میں سند کتاب تاج الحقایق رواج الخالق مسحراج الحقایق معراج الحقایق جس کتاب کون مطالعہ کرتے تھے خدائیک پایا جائے ونئی کتاب سب کتابوں پر فایق عشق سوداتھے۔ عشق خلاصہ موجودات۔ عشق صاحب کائنات ہے۔"

کتاب کے آغاز پر حسب ذیل عبارت ہے۔

"کلام میراں جی شمس العشاق کہ کلام شاہ وجہ الدین بزبان دکھنی ترجمہ نمودہ از سب س نام کردہ اند:"

اس سے واضح ہے شاہ وجہ الدین کی کتاب کا ترجمہ میراں جی شمس العشاق نے فرمایا ہے۔ یہ تصوف کی کتاب ہے اس میں تصوف کے بیسیوں مسائل اور اسرار کا بیان ہوا ہے۔ طالب کو مخاطب کر کے جوابات دئے گئے ہیں۔ زیادہ تر عشق الٰہی کا بیان ہے اسکو تفصیل سے واضح کیا گیا ہے۔ اس کتاب کو تاج الحقایق۔ معراج الحقایق وغیرہ ناموں سے بھی موسوم کر سکتے ہیں۔

اختتام۔

"خدا کا یاد کان جو لک فرصت ہے تو لک غنیمت جانو دیکھو تمنان جیسے لوگاں تمھاری حضور میں کیوں جلنے ہیں دسریان کی حال تھے اپس کا حال پچھانو جیون دنیا کے لوگ .... مرتے ہیں .... ہماری باتون کو ...."

خاتمہ تمت الکتاب بعنوان ملک الوہاب المسمی سب رس تصنیف میراں جی شمس العشاق ...... فرمود عصمت مآب بلقیس زماں ...... خدیجہ بیگم سلمہا اللہ تعالیٰ فقیر ریاض اللہ حسینی۔ تحریر نمود ۱۵ صفر ۱۳۱۱ھ۔

(۱۹۸) بشارت الذکر

نمبر (۴۷۲) سائز (۷ × ۵) صفحہ (۶) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

سید مخدوم حسینی بندہ نواز عاشق شہباز سرفراز قدس اللہ سرہ العزیز تمت تمام شد۔"
کاتب این رسالہ فقیر حقیر یقین علی شاہ۔

(۱۹۶) شکار نامہ

نمبر (۳۴۸) سائز (۸×۶) صفحہ (۸) سطر (۱۳) خط ثلث کاغذ دیسی
مصنف سید محمد گیسو دراز تاریخ تصنیف قبل ۸۲۵ھ کتابت
صفحہ گزشتہ میں مصنف کے حالات درج کردئے گئے ہیں۔

آغاز۔

"این مسئلہ حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ العزیز یوں فرماتے ہیں نو باپان کے ہور سات مان کے ہمیں چار فرزندان تین تنکے کپڑا بہائی یکسکوں کپڑی نہیں جسے کپڑے نہیں اس کی آستیں میں یکس تھی چاروں ملکو بازار کون گئے او بازار چو بیس جنبات کا تھا اس میں چہار کماناں تھیاں"

اس رسالہ میں تصوف کے رمز کو ایک قصہ کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ ایک عورت اس کے شوہر اور بچوں کی داستاں ہے۔

اختتام۔

"سو پیکا ملیا اس بل کون بچار لکی سو اُسے عورت فرزندان ہوئی سو او دنیان کی گرفتاری میں پڑیا سو بیٹ پھو گیا۔ حضرت بندگی مخدوم گیسو دراز فرمائی کہ اپن انو تھے خنزیر ہو ے۔" تمت تمام شد

جیساکہ عبارت سے واضح ہے خواجہ صاحب کے ارشاد کو کتابی صورت میں لکھدیا گیا ہے۔ اسلئے اس کے مصنف خواجہ سید محمد حسینی گیسو دراز کو قرار دیا گیا ہے۔

یہ کتاب شائع نہیں ہوئی۔

(۱۹۷) سبارس

نمبر (۷۷) سائز (۴×۸) صفحہ (۳۷۶) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف میراں جی شمس العشاق تاریخ تصنیف قبل ۹۰۲ھ کتابت ۱۱۱۱ھ

میراں جی شمس العشاق بیجاپور کے اولیاء اللہ میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ خواجہ کمال الدین بیابانی کے مرید اور خلیفہ تھے۔ ۲۵ شوال ۹۰۲ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ شاہ حسین ذوقی نے شمس العشاق

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

خاتمہ۔
"این تلاوت الوجود است سالکان و عاشقان۔ تصنیف سید محمد مخدوم بندہ نواز گیسو دراز قدس اللہ سرہ العزیز۔ مالک این کتاب محمد ابراہیم است۔ نوشتہ حیدر علی شاہ۔"
یہ کتاب شائع نہیں ہوئی ہے۔

(۱۹۴) تلاوت الوجود (دوسرا نسخہ)

نمبر (۶۷۸) سائز (۷ × ۴) صفحہ (۲۱) سطر غیر معین خط نستعلیق کاغذ دیسی

آغاز۔
"قولہ تعالیٰ الا لہ الحق والامر۔ اس کا معنا خدا کہیا تمیں مجھے پوجو میں تمنا پیدا کیا۔"

اختتام۔
"کل شئی ہالک الا وجہہ۔ اس کا معنا جو کچھ دیکھنا سو سب اوچہ وسیکا ہور اوچ جانیگا تیرے ہلاکی سریکا۔"

خاتمہ۔
"سید ابو الفتح صدر الدین خواجہ خواجگان چشت اہل بہشت حضرت مخدوم سید محمد حسینی بندہ نواز گیسو دراز بلند پرواز عاشق شہباز سرفراز خاکسار عالم نواز رحمۃ اللہ علیہ۔
بریکہ اسم کا نور ہوئی کشف دل میں کریں گوہر اگر نظم عاشق کو ا ز بر"

(۱۹۵) رسالہ تصوف تلاوت الوجود (تیسرا نسخہ)

نمبر (۶۲) سائز (۱۰ × ۵) صفحہ (۲۳) سطر (۱۶) خط شکستہ کاغذ دیسی

آغاز۔
"قولہ تعالیٰ الا لہ الحق والامر۔ اُسکی معنی خدا کہیا ہے تمیں مجھے پوجو میں پیدا کیا۔"

اختتام۔
"قولہ تعالیٰ کل شئی ہالک الا وجہہ۔ اُس کا معنا جو کچھ یو دیکھتا سو اوچھ جانیکا تیری ہلاکی سریکا۔"

خاتمہ۔
"این تلاوت الوجود مرتب شد سالکان وعاشقان و محبوب ...... انشاء اللہ تعالیٰ تصنیف

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

ح) تصوف و اخلاق

(۱۹۳) تلاوت الوجود

نمبر (۲۱۲) سائز (۱۱½ × ۶) صفحہ (۱۱) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف سید محمد حسینی گیسو دراز تاریخ تصنیف قبل ۸۲۵ھ کتابت

حضرت سید محمد گیسو دراز دہلی سے ۸۱۵ھ میں دکن آئے۔ آپ کے والد شاہ یوسف راجو حسینی تھے، خواجہ گیسو دراز حضرت نصیر الدین چراغ دہلی کے مرید اور خلیفہ تھے۔ اور سلطان فیروز شاہ بہمنی کے عہد میں گلبرگہ تشریف لائے سلوک اور باطن کی تعلیم اور اصلاح مسلمانان کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ اپنے مریدوں اور معتقدین کو نماز ظہر کے بعد تعلیم دیا کرتے تھے۔ اس تعلیم میں تصوف، تفسیر، حدیث، فقہ کے ساتھ علم کلام کا بھی سبق دیا کرتے آپ کے باطنی جوہر تصوف اور کرامات ملفوظات کے متعلق کئی کتابیں تصنیف ہوئی ہیں۔ خواجہ صاحب عربی فارسی کے علاوہ دکن کی عوامی زبان یعنی دکھنی میں درس دیا کرتے تھے اور کتابیں تصنیف فرماتے تھے۔ چنانچہ آج سے پہلے معراج العاشقین اور ہدایت نامہ بارہ ماشہ کا تذکرہ مورخین ادب نے کیا ہے۔ اب ہم بعض اور دکھنی کتابوں کا تعارف کراتے ہیں۔ یہ تلاوت الوجود اور شکار نامہ ہیں جو دونوں اسی کتب خانہ میں موجود ہیں۔ خواجہ صاحب کا انتقال ۸۲۵ھ میں ہوا۔ آپ کا مزار گلبرگہ میں زیارت گاہ عام و خاص ہے ۱۷ ذیقعدہ کو عرس ہوتا ہے۔

آغاز۔

"قولہ تعالےٰ الا لہ الخلق والامر اس کا معنا خدا کہیا تمیں منجے پوچنے تمنا پیدا کیا میرا امر تماری پر ہوا او امر خدا کا ہے۔ اسوقت قالوا بلےٰ کہے، تمیں میرے سوں وعدہ کئے اس تیں اچھکر ہیں تجے تحقیق کرنا کہیے۔ اگر کوئی اس وعدے کو پونچے تو میر ایگانہ دوست ہونگا اگر نہیں تو میرا دیدار نا دیکھ سکیگا۔"

یہ ایک تصوف کا رسالہ ہے اس میں خدا کے دیدار۔ خدا کی صفت وغیرہ امور کو بطور سوال جواب لکھا گیا ہے۔ اولاً قرآن کی ایک آیت لکھی ہے اور اسکے معنی واضح کئے ہیں۔

اختتام۔

"قولہ تعالیٰ کل شئ ہالک الا وجہہ اسکا معنیٰ جو کچھ بو دیکھنا سو سب اوچہ جانیگا تو تیری ہلاکی سریکا۔"

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز۔ "عامل کتاب ہذا کو شرط ذیل کی پابندی لازم ہے۔ ورنہ عمل کا اثر نہ ہوگا۔

(۱) اکل حلال یعنی وجہ حلال سے کھاوے۔ حرام خور کی دعا میں اثر نہیں ہوا کرتا۔ (۲) صدق مقال سچ بولے جھوٹی زبان سے جو دعا نکلے وہ قابل قبول نہیں۔"

اس رسالہ میں قرآن شریف کی مختلف آیتوں کو پڑھنے سے جو اثر ہوا کرتا ہے انکی صراحت کیگئی ہے۔

اختتام۔ "اور پھر اس رقعہ کو آب جاری میں ڈالدیں اور درود ذیل پڑھے اور اپنی حاجت کا نام لے تو خدا پوری فرمائے وہ دعا یہ ہے۔ اللھم محمدا والہٗ طیبین الطاھرین صحبہ المرضیین۔ اقض حاجتی یا اکرم الاکرمین۔"

(۱۹۱) خواص قرآنی

نمبر (۷۲۹) سائز (۸×۵½) صفحہ (۵۷) سطر (۱۶) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف

تاریخ تصنیف ۱۳۴۳؁ھ کتابت ۱۳۴۳؁ ہجری

آغاز۔ "بعد حمد و صلوٰۃ مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی رقمطراز ہیں کہ اثنائے کتابت خواص قرآنی میں ایک رسالہ مطبوعہ مصر مسمی بہ کتاب النوائد فی الصلوٰۃ العوائد مصنفہ شیخ شہاب الدین احمد شرجی یمنی ملا"

اس کتاب میں قرآنی آیات کے تاثرات کو بیان کیا ہے اور بطور عملیات اس کے اثر کو بتایا گیا ہے۔

اختتام۔ "اور اگر لکھ کر بچوں کو باندھ دیں تو امراض اطفال سے محفوظ رہے۔ اور حاکم کے روبرو جاتے وقت پڑھنے سے اس کے شر سے محفوظ رہے۔ حسب اللہ و نعم الوکیل الخ۔"

خاتمہ۔ بتاریخ پانزدہ محرم ۱۳۴۳؁ ہجری ختم نمود بمقام بازار نور خاں۔

(۱۹۲) نافع الخلایق

نمبر (۷۲۹) سائز (۸×۵½) صفحہ (۵) سطر (۲۰) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف۔ حاجی محمد زردار خاں تاریخ تصنیف مابعد ۱۳۴۰؁ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز۔ "یہ کتاب تصنیف لطیف جناب مولانا حاجی محمد زردار خاں صاحب (رئیس راجکیرونی) ہے اور امام احمد بونی اور شیخ الافاضل الحکیم الیتمی کے کتب خواص القرآن کا لب لباب ہے۔"

اس میں قرآن کی بعض آیتوں کے اثرات لکھے گئے ہیں۔

اختتام۔ "اور اس میں شکر ملائیں اور چار روز متواتر نہار منہ بمقدار چار مثقال پئے اور بعدہٗ انجیر سفید یا شہد و نان سفید غذا کھائے مقصود حاصل ہو۔"

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۱۸۸) کشکول

نمبر (۷۵۳) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۲۱۸) سطر غیر معین خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف　　تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ کتابت

آغاز :۔ "یادداشت حسب الارشاد ناظم علی شاہ شوقی است ترکیب اول نیاز مبارک حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام واسطے امر مشکل"

اس رسالہ میں ادعیا۔ فلیتے۔ نقش۔ امراض کے نسخے وغیرہ شامل ہیں۔

اختتام۔ "ازیں اضافہ نہ نمایند طرف سہ ماہ تجویز ند مجرب است"۔ اسکے بعد کئی کاغذ کے پرچے چسپاں کئے گئے ہیں جن پر عملیات وغیرہ درج ہیں۔

(۱۸۹) فال نامہ

نمبر (۷۳۸) سائز (۸ ½ × ۷) صفحہ (۳۳) سطر (۹) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف　　تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ کتابت

مصنف کا نام معلوم نہ ہوسکا۔　　ناقص الآخر ہے۔

آغاز۔ "اللھم انی توکلت الخ۔ یہ نامہ حضرت علی مرتضیٰ علیہ الصلوۃ والسلام سے ہے۔ جب چاہے کہ فال کھولے اول وضو کر کے فاتحہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام سے دیکر سورۃ الحمد ایکبار اور سورۃ اخلاص تین بار اور درود گیارہ بار پڑھکر انگشت شہادت کو اس دائرہ میں جو تیس حرفی ہے رکھے"

اس رسالہ میں فال نامہ بھی ہے اور فال کے بعد تعویذ اور فلیتے وغیرہ بھی ہیں۔

اختتام۔ "بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شی فی الارض ولا فی السماء ھو السمیع العلیم۔ یہ فال نامہ مبارک نزدیک سے"........ اس کے بعد کی عبارت نہیں ہے۔

(۱۹۰) اعمال قرآنی

نمبر (۷۲۹) سائز (۸ × ½۵) صفحہ (۱۸) سطر (۱۴) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف　　تاریخ تصنیف ۱۳۴۳ھ کتابت ۱۳۴۳ھ

کتاب مولانا اشرف علی تھانوی کے کسی مرید نے مرتب کی ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام

ہم کو جنت میں ساتھ لیجانا یا رسول خدا سلام علیک
بھول جانا نہ ہم کو محشر میں سعد الانبیاء سلام علیک
لو خبر جلد اپنے ضیغم کی
یا خلیل خدا سلام علیک
تمام شد

(۱۸۶) رسالہ عملیات

نمبر (۳۷۷) سائز (۸×۵) صفحہ (۸) سطر (۱۳) خط نستعلیق و نسخ کاغذ دیسی
مصنف
تاریخ تصنیف ما بعد ۱۲۰۰ھ کتابت
مصنف کے متعلق کوئی معلومات بہم دست نہیں ہوئے۔

آغاز: "روزنامہ بدیں تفصیل در بیان زحمت معلوم کرنا سبب آزار علت کا معلوم ہوتا ہے اور روزنامہ میں ہر ایک علت ہور علاج سب بولیا ہے۔ اگر کسی کو آزار آیا تو روز معلوم بہتنا اگر نہیں تو اوس آزار کا تاون اوسکی ماں کا ناون لکھنا" ———— اس مختصر رسالہ میں چند عملیات کا ذکر ہے۔

اختتام: "ماش سات سیر۔ یک سیر تیل۔ روٹیاں سات جواری بکرا یا مرغ۔ سات گز کپڑا صدقہ دینا۔ بعد از پانی نہلانا۔ سات جگہ کے پانی سوں بعد از تعویذ دینا......"

(۱۸۷) عبادات عاشورہ

نمبر (۴۵۱) سائز (۷×۴) صفحہ (۲۸) سطر (۷) خط نستعلیق و نسخ کاغذ۔ دیسی
مصنف
تاریخ تصنیف ما بعد ۱۲۵۰ھ کتابت
مصنف کے متعلق معلومات بہم دست نہیں ہوئے۔

آغاز: "جو کوئی عاشورہ کے رات کو تمام شب جاگا گویا عبادت کیا مانند عبادت اہل ہفت آسمان کے اور جس نے عاشورہ کے رات کو چار رکعت نماز پڑھی اور ہر رکعت میں یکبار سورۂ فاتحہ اور پچاس پچاس بار سورۂ اخلاص پڑھی تو حق سبحانہ تعالیٰ اوسکے گناہ پچاس برس اگلی اور پچاس برس پچھلی بخش دیوے۔"

اس رسالہ میں یوم عاشورہ (۱۰) محرم کو پڑھنے کی دعائیں وغیرہ درج ہیں۔

اختتام: "اور سجدہ میں سورۂ قل یا ایہا الکافرون ساٹھ بار پڑھے۔ قاضی الحاجات حاجتوں اوس شخص کے برلاوے۔"

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۱۸۴) مناجات

نمبر (۵۰۸) سائز (۸×۵) صفحہ (۱۰) سطر (۱۲) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۰۰ھ کتابت ۱۲۶۸ھ
مصنف کا پتہ نہیں چلا اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ وہ شاہ حبیب اللہ بیجاپوری کے سلسلہ میں مرید تھا۔

آغاز:۔

یا الٰہ العالمیں مجھ حال پر احساں کرو — اے دو جگ کے حاکمیں مجھ حال پر احساں کرو
یا رحمۃ اللعالمیں مجھ حال پر احساں کرو — یا شاہ ختم المرسلیں مجھ حال پر احساں کرو

یا حضرت آدم صفی اللہ ہور شیث بھی ادریس ہم
نوح و خضر کرنا کرم حضرت جرجس تم

اس میں تمام انبیاء اور طریقہ قادریہ کے پیروں کے وسیلہ سے بارگاہ خداوندی میں مناجات کی گئی ہے۔

اختتام:۔

عاقبت توں خیر کرنا عرض ہے میری سدا — یا صاحب عرش بریں مجھ حال پر احساں کرو
یا الٰہی زہد و تقویٰ میں ہوا مجھ بات سول — کچھ عبادت ہور ریاضت نہیں ہوئی مجھ واسول

ناقص الآخر ہے اس کے بعد کے اشعار نہیں ہیں۔

(۱۸۵) سلام ضیغم

نمبر (۵۰۸) سائز (۸×۵) کل (۲۸) شعر ہیں۔
مصنف ضیغم تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ کتابت

آغاز:۔

یا حبیب خدا سلام علیک — یا رسول خدا سلام علیک
افضل انبیاء ہو تم بے شک — تم ہو خیر الوریٰ سلام علیک

بعد سب کے ہوئے ہو تم مبعوث
خاتم الانبیاء سلام علیک

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مرتبہ پڑھے اُنیس روز" اس کے بعد کا مضمون نہیں ہے۔

(۱۸۲) دعائے معظم

نمبر (۴۰۸) سائز (۶×۳ ½) صفحہ (۱۸) سطر (۹) خط نستعلیق کاغذ۔ دیسی

مصنف تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ کتابت

مصنف کا نام معلوم نہ ہو سکا۔

آغاز:- "قال اللہ تعالیٰ انا اللہ العزیز الحکیم الخ۔ جبرئیل اس درگاہ مبارک سوں آئے۔ اور کہیے السلام علیکم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تب پیغمبر صلی اللہ علیہ یا اخی کہہ کر کہے تب جبرئیل کہے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے تیں اللہ تعالیٰ سلام بولیا ہے اور ایک تحفہ اپنے خزانہ سے واسطے تمہارے اور امتوں کے بھیجا ہے۔"

اس میں ایک دعا ہے جس کو دعائے معظم سے موسوم کیا گیا ہے اور اس کے فوائد لکھے گئے ہیں۔

اختتام:- "عیسیٰ علیہ السلام اس دعا کی برکت سوں چوتھے آسمان پر مسجد اقصیٰ میں حیات سوں۔"

(۱۸۳) درفش کاویان

نمبر (۶۸۹) سائز (۷ ½ × ۵ ½) صفحہ (۱۰۶) سطر (۱۲ تا ۱۷) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۰۰ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز:- اولاً چند سطور فارسی ہیں۔

"اعداد نقش مثلث کم از پانزدہ نہ باشد پس اگر خواہند کہ این نقش پر کنند منجملہ اعداد آں دوازدہ طرح کردہ باقی را بر سہ قسمت کردہ۔"

اس کتاب میں تعویذ اور فلیتوں کے نقش وغیرہ اور ادعیہ وغیرہ درج ہیں جو عاملوں کے لئے کارآمد ہو سکتے ہیں۔ بیسیوں تعویذ اور فلیتوں کے نقش ہیں جو کئی قسم سے لکھے گئے ہیں۔ آخری (۲۵) صفحے فارسی میں ہیں۔

اختتام:-

"دال را اکبر الکبائر گویند باعتبار حروف اسند داخل سطر ہیں سابق استخراج نماید داد۔ دال دا دوال۔"

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(ز) ادعیہ

(۱۸۰) رسالہ ادعیہ

نمبر (۳۹۹) سائز (۸×۵½) صفحہ (۲۹) سطر (۱۳) خط نسخ کاغذ - دیسی

مصنف - تاریخ مابعد سنہ ۱۱۰۰ ہجری کتابت

مصنف کا نام معلوم نہیں ہوا۔

آغاز :- ''اول کلمہ طیب لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ - دویم کلمہ شہادت اشہدان لا الہ الا وحدہٗ لا شریک لہٗ''

اس رسالہ میں نماز وغیرہ میں پڑھنے کی دعاؤں کا تذکرہ ہے - زیادہ تر عربی دعائیں ہیں اردو عبارت بہت کم ہے

اختتام :- ''چہار رکعت سنت کوئی نام سنت ہور فرض کہہ کر بولنا''

(۱۸۱) اسناد دعاء

نمبر (۳۲۵) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۱۴) سطر (۱۶) خط ثلث - کاغذ دیسی

مصنف تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۱۵۰ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز :- ''اسناد دعائے کیمیا سعادت کا یو ہے یک روز حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مدینہ میں بیٹھے تھے - حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے - خدا تعالیٰ کے حضور رسول حکم لیائے کہ خدا تعالیٰ درود ہور سلام تمنا بھیجا ہے ہور لبعدان سلام تمہارے پر تحفہ ہور درود فرمایا ہستہ''

اس رسالہ میں بعض احادیث اور دعاؤں کا تذکرہ ہے - دعا اور حدیث عربی میں ہے اسکے معنی اور فوائد اردو میں بیان کئے ہیں۔

اختتام :- ''بسم اللہ الرحمن الرحیم اللھم انت الظاہر .... الخ

خاصیت اٹھیس ۲۸ روایت حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ اگر کوئی چاہے گا کہ ستارہ مسخر ہونا ایکسو بیاسی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

جنجال سے بچاوے۔" اس کے بعد دو عربی شعر ہیں

خاتمہ:-

"رسالہ تحفۃ اللبیب فی نعل الحبیب تالیف عالم عامل فاضل کامل .... مولوی قاضی عبید اللہ صاحب مدظلہ العالی بتاریخ بست و نہم ماہ شعبان ۱۳۰۸ھ از دست محمد ضیاء الدین بن محمد غوث عفی اللہ عنہما باتمام رسید۔"

یہ کتاب طبع ہو چکی ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۱۷۹) رسالہ تحفۃ اللبیب فی نعل الحبیب

نمبر (۵۱۸) سائز (۱۲ ½ × ۹) صفحہ (۲۰) سطر (۱۹) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف ۔ شمس العلماء قاضی عبید اللہ تاریخ تصنیف ۱۳۰۵ھ کتابت ۱۳۰۸ھ

مصنف مدراس کے قاضی تھے آپ کے والد مولوی محمد صبغۃ اللہ المخاطب بہ بدر الدولہ مدراس کے قاضی اور بہت بڑے عالم متبحر تھے۔ قاضی عبید اللہ کی پیدائش مدراس میں ۱۲۷۰ھ میں ہوئی۔ علماء وقت سے استفادہ کیا۔ اپنے وقت کے جید عالم تھے۔ حکومت ہند نے صوبہ مدراس کی قضاءت، شمس العلماء کا خطاب اور جاگیر عطا کی تھی۔ ۱۳۴۶ھ میں انتقال ہوا۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں جو حدیث۔ سیر۔ فقہ وغیرہ عنوانات پر مشتمل ہیں۔

آغاز ۔ "الحمد للہ رب العالمین الخ

اما بعد عاصی پر معاصی عبید اللہ بن صبغۃ اللہ کان اللہ لہ ۔ ۔ ۔ ۔ کہتا ہے کہ اس زمانہ میں شغل جہل و نادانی کا نہایت ۔ ۔ ۔ ۔ یہاں تک کہ سرور عالم سید ولد آدم شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض عناد رکھنے والے پہلے اور اپنے نفاق باطن کو ظاہر کرنے لگے۔ چنانچہ کسی ملحد نے لوگوں کو فریب دینے لکھدیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعل کی مثال بنا کے جو رکھتے ہیں اور اسکو بوسہ دیتے ہیں سو وہ شرک وکفر ہے"

اس رسالہ میں نعل (کفش) مبارک کو بنا کر رکھنے اور بوسہ دینے کے جواز کو ثابت کیا ہے اور واضح کیا گیا ہے کہ احادیث صحیح سے کفر وشرک نہیں ہے۔ کتاب ایک مقدمہ اور تین باب میں منقسم ہے۔ ابواب کی صراحت یہ ہے۔

(۱) ان احادیث کا بیان جو نعل (کفش) کے بارے میں وارد ہیں۔

(۲) نعل شریف کی مثال عظیم البرکات ہیں جو آئمہ سے منقول ہیں۔

(۳) نعل شریف کی مثال منافع اور برکات۔

نعل (چپل) کے پانچ نمونے بھی رنگین دیئے گئے ہیں۔

اختتام :-

"اب ہم اس رسالہ کو ختم کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین مبارک کی برکت سے ہم کو خوبی دارین کی نصیب کرے اور اپنے حبیب کی محبت کا پیالہ پلا کر قیامت کے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۱۷۷) سوال جواب اہل اسلام با عیسائیاں

نمبر (۵۶۱) سائز (۷ ½ × ۴ ½) صفحہ (۷۲) سطر (۹) خط نستعلیق خوشخط کاغذ ولایتی

مصنف ۔ نامعلوم تاریخ تصنیف اوائل ۱۳۰۰ھ کتابت

مصنف کے متعلق ہمیں کوئی داخلہ نہیں ملا ۔

آغاز ۔ ”حمد و ثنا کرتا ہوں اس پروردگار کی کہ جس نے آفتاب کو روشن اور قمر کو نورانی کیا اور مقرر کئے واسطے اونکی منازل اور مقامات تا معلوم ہو شمار سال و ماہ ۔“

اس رسالہ میں مسٹر مکتن عیسائی کے اعتراض کا جواب کسی مولوی صاحب نے دیا ہے ۔

اختتام ۔ ”اور ارسال رسل اور تخویف شدید اور امہال طویل دار دنیا میں کیا عین لطف و مرحمت پروردگار ہے ۔ حق میں انھوں نے کی اور باب فرعون و نمرود میں اور سوائے انھوں کے امور مذکورہ باحسن وجوہ ظاہر ہوئی ۔ کسی طرح سے منافی عدالت اور رحمت الہی کے نہ ہوگا ۔“

(۱۷۸) تحفۃ المصنفین

نمبر (۴۵۷) سائز (۱۲ × ۷) صفحہ (۲۰۰) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف ۔ سید فیض حسین متخلص بہ فرد تاریخ تصنیف ۱۳۰۵ھ کتابت ۱۳۱۲ھ

مصنف کے متعلق ہمیں کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے ۔

آغاز ۔ ”الحمد للہ الخ ۔۔۔ اما بعد بندۂ احقر سید فیض حسین عفی عنہ خدمات مصنفین میں عرض کرتا ہے کہ بندۂ احقر اکثر مناظرہ مذہبیہ سے احتراز کرتا ہے کہ فی زمانہ اس سے سوائے مناقشہ کے کچھ حاصل نہیں ۔ اس لئے کہ ہر آدمی کو تعصب مذہبی ایسا لاحق ہوتا ہے کہ کچھ بیان ولائل سے اور اظہار حق سے فائدہ نہیں ہوتا ۔“

اس رسالہ میں شیعین عقاید کا اظہار ہے حضرت علی کی امامت وغیرہ سے متعلق ہے ۔ کسی سنی شخص خواجہ محمود کے اعتراض کا جواب دیا گیا ہے

اختتام ۔ ”خدا اور رسول اور امام کے جھٹلانے والے سے نہ خدا راضی نہ اس کا رسول راضی، نہ امام راضی ۔ گو وہ اپنا نام دوست کامل رکھ لے یا شہدائے صادق اب چاہیں اسپر عمل کریں یا نہ کریں ۔ وما علینا الا البلاغ ۔“ **خاتمہ** ۔ مرقوم ۵ ر جمادی الثانی ۱۳۰۵ھ ہجری ۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز۔ "علم غیب کے معنی میں بعضوں نے دعوے کئے۔ غیب دو قسم پر ہے۔ ایک غیب مطلق دوسرا غیب مقید۔ جسکو بعض الغیب اور غیب اضافی کہتے ہیں۔ غیب مطلق وہ ہے کہ تمام سے غائب رہے اور غیب مقید وہ ہے باعتبار بعض غائب رہے۔"

اس رسالہ میں علم غیب کے متعلق احادیث سے ثبوت دیا گیا ہے کہ سوائے خدا کے کسی کو علم غیب نہیں ہو سکتا۔ نواب سالار جنگ مختار الملک کے ملاحظہ کرنے اور کتب خانہ میں اس رسالہ کو داخل کرنے کی صراحت بھی درج ہے

اختتام۔ "سب مسلمانوں کو معلوم ہووے کہ علم غیب خاص اللہ ہی کی صفت ہے اور شامل ربوبیت غیر خدا کے ساتھ۔ اگرچہ ہمارے پیغمبر شفیع روز محشر خاتم الانبیاء مقبول بارگاہ کبریا صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ علم غیب کا اعتقاد رکھنے والا قطعاً مشرک کافر مرتد ہوتا ہے جب تک توبہ اور تجدید ایمان نہ کرے ہرگز مسلمان نہ ہوگا۔"

خاتمہ۔ تمت در ماہ ربیع الثانی نوشتہ شد۔

(۱۷۶) کتاب بجواب قبقاب

نمبر (۵۱۳) سائز (۱۳×۸) صفحہ (۱۵۱) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف۔ مشیر تاریخ تصنیف۔ ۱۲۸۷ھ ہجری کتابت ۱۲۸۷ھ

مصنف مرزا دبیر کا شاگرد تھا۔ اور فن شعر گوئی میں خوب ملکہ رکھتا تھا۔

آغاز۔ "الحمد رب العالمین۔ بتائید آئمہ معصومین۔ صلواۃ اللہ علیہم اجمعین۔ کتاب قبقاب علیہ الفتنہ والعذاب کا جواب باصواب دیتا ہوں اور یہ براہین و دلائل اس ٹٹو کا ذمہ لیتا ہوں۔

سوئے حق ہیں سب شیعہ بو تراب نکیوں اہل باطل پہ ہوں کامیاب

اس رسالہ میں اولاً نثر میں کتاب قبقاب کا مضمون لکھا گیا ہے اور اس کا جواب نظم میں دیا گیا ہے۔

اختتام۔

علی سے نبی نے کہا ایک روز قیامت کا دن ہے بڑا تنگ روز

تو راضی ہے اس روز ہو میرے سات تیرے اہل و فرزند ہوں تیرے سات

تیرے شیعہ اطہر و دین دار تیرے سات ہوئیں یمین و یسار

اس کے بعد چند قطعے تاریخی ہیں جو اس کتاب کے متعلق لکھی گئی ہیں۔ آخری قطعہ حسب ذیل ہے۔

اہل قبقاب کو کتاب سے جب مارنے پہ میرے اوستاد پلے

پھر تاریخ کہا میں نے مشیر اب ہر سنی ہے جوتے کے تلے

۱۲۸۷ھ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مصنف۔ محمد سعید خاں تاریخ تصنیف ۱۲۸۲ھ کتابت ۱۲۸۲ھ ہجری

مولوی محمد سعید خاں ایک علم دوست اور خادم علم خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ اس خاندان کے افراد سنہ ۳ ہجری میں تبلیغ اسلام اور تجارت کی غرض سے سواحل جنوبی ہند پر وارد ہوئے زمانہ ما بعد میں بہمنی عادل شاہی حکومتوں میں اہم خدمات انجام دیئے پھر ارکاٹ کی والا جاہی حکومت میں برسر اقتدار رہے مولوی محمد سعید خاں کے والد مولوی قاضی محمد صبغۃ اللہ المخاطب بدر الدولہ تھے۔ محمد سعید خاں ۱۲۴۷ھ میں مدراس میں تولد ہوئے۔ اپنے والد اور دوسرے مشاہیر علماء سے علم کا اکتساب کیا۔ ۱۲۸۵ھ میں نواب مختار الملک کے حسب الطلب حیدرآباد آئے اور اولاً ہائیکورٹ کے جج مقرر ہوئے اس کے بعد جب انگریزی قوانین کا اجراء ہوا تو سود کی ڈگری نہ دینے کے اعتراض کی وجہ مفتی عدالت کی خدمت کو ترجیح دی۔ اپنے انتقال تک اس خدمت پر مامور رہے۔ ۱۳۱۲ھ میں انتقال ہوا مسجد الماس چادر گھاٹ میں مدفون ہیں۔ عربی و فارسی کے زبردست عالم تھے حدیث و فقہ میں بلند مرتبہ حاصل تھا۔ کئی کتابوں کے مصنف تھے جن میں عربی اور فارسی کے علاوہ چند اردو بھی شامل ہیں۔ صاحب علم بھی تھے اور صاحب باطن بھی۔ خاندان مجددیہ میں سلسلہ خلافت رکھتے تھے۔

آغاز۔ "ایک اخبار نامے میں بحث علم غیب جو کیا ہے سراسر غلط اور خلاف مذہب حق کے ہے کیوں کہ سنت جماعت کا اعتقاد یہ ہے کہ صفات باری تعالیٰ کے قدرت ہو یا ارادہ یا علم غیب و شہادت یا حیات وغیرذالک سب کے سب ازالی غیر متغیرہ قائمہ اس کی ذات نہ غیر ذات رہیں گے۔"

اس رسالہ میں سوائے خدا کے کسی کو علم غیب نہ ہونے کے متعلق تفصیل کی گئی ہے۔ قرآن اور حدیث سے ثبوت پیش کیا گیا ہے۔

اختتام۔ "علم غیب بنفسہٖ کا اعتقاد رکھنے والا اللہ کا کافر ہے بالعرض رکھنے والا کافر نہیں ہوتا۔ واللہ الہادی وصلی اللہ علی خیر خلقه سیدنا وشفیعنا محمد وعلی وآله وصحبه وسلم۔"

خاتمہ۔ "تمت ۱۲۸۲ھ ہذا العبد الضعیف محمد سعید بن صبغۃ اللہ المدراسی عفا اللہ عنہما فی رد اخوان الضلال و...... من القرن الاسماعیلیہ خذلہم اللہ تعالیٰ عما لجیئوا فی انکار الغیب لانبیاء علیہم السلام۔"

یہ رسالہ شایع ہوگیا ہے۔ کتب خانہ سعیدیہ میں اس کا نسخہ موجود ہے۔

(۱۷۵) رسالہ دلائل منکران علم غیب

نمبر (۵۶۳) سائز ۷ × ۵ ۱/۲ صفحہ (۳۱) سطر (۹) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف نامعلوم تاریخ تصنیف ۱۲۸۲ھ کتابت ۱۲۸۲ھ ہجری

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

خاتمہ: امروز روز دوشنبہ تاریخ بست وہشتم صفر ۱۲۸۷ھ روز وفات خواجہ کائنات مفخر موجودات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رسالہ تحفہ حنیفیہ بخط احقر العباد محمد جان خاں صورت اتمام پذیرفت بمقام مراد آباد۔ وقت ایک پاس روز برآمدہ۔

(۱۷۳) حدیقہ شہداء

نمبر (۵۱۴) سائز (۸×۱۳) صفحہ (۸۶) سطر (۱۹) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف۔ مرزا جان۔ تاریخ تصنیف۔ ۱۲۷۲ھ ہجری کتابت

مصنف مرزا جان کے متعلق ہمیں کوئی حالات معلوم نہیں ہیں کیونکہ یہ مرزا جان وہ مصنف نہیں ہیں جن کی لغت شمس البیان مشہور ہے اور جن کا تخلص طپش تھا۔ کیونکہ طپش کا زمانہ ۱۲۰۰ھ ہجری کے آغاز سے تعلق رکھتا ہے اور اس کتاب کی تالیف ۱۲۷۲ھ ہجری میں ہوئی ہے۔ بہرحال یہ کوئی دوسرے مرزا جان ہیں۔

آغاز: "بسم اللہ کے بعد سراپا عصیاں مرزا جان کی یہ عرض ہے کہ شکر پروردگار کا ہر فرد بشر پر فرض ہے جس نے کعبۂ دل کو اپنا گذرگاہ بنایا اور کنشت کا نقشہ امتحان کے واسطے کھینچ کے دکھایا ہرچند دیر و حرم دونوں میں سنگ وخشت ہے لیکن اوسکی پرستش میں دوزخ اسکی زیارت کے صلہ میں بہشت ہے۔"

نفس مضمون کے متعلق خود مصنف کی عبارت ملاحظہ ہو۔

"سبب تالیف اور باعث اس مختصر سی تحریر کا سبب یہ ہے کہ جب مولوی امیر الدین علی قدس سرہ العزیز نے جہاد کا قصد کیا یہاں کے علماء سے مشورہ لیا۔ سب صاحبوں نے بیعت کی قبول ان کی امامت کئے اس جلسہ میں یہ سراپا گناہگار بھی شریک تھا۔ بہت نزدیک تھا۔ ہنگام نہضت ہرچند ہمراہی کا اصرار کیا لیکن حضرت نے انکار کیا اور فرمایا کہ تمھارا یہاں رہنا مناسب ہے بلکہ واجب ہے کہ اکثر خطوط ہمارے یہاں کے عمایدکو آئینگے تمھارے سبب سے جواب باصواب مل جائیں گے۔"

اختتام: "حقیقت میں یہ تحریر عبرت الناظرین اور تنبیہ الغافلین ہے اس کا مزا جس کو آئے گا۔ وہ لذت پائے گا۔ اس دنیا میں جسکی زبان پر ذائقہ دین ہے وہ صاحب دل ہیں۔ کامل ہیں اون کو بہت زور ہوگا اور جو ایسے نہیں ہیں اون کو دیکھنا بھی نہ منظور ہوگا۔"

(۱۷۴) رسالہ اثبات علم غیب انبیاء

نمبر (۵۶۳) سائز (۷×۵½) صفحہ (۳۹) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اس رسالہ میں محمد قاسم صاحب کے رد شیعہ کا جواب لکھا گیا ہے۔

اختتام: "احمد بن طاہر نے روایت کی ہے کہ میں نے پوچھا ابوالحسن زید بن علی بن الحسینی بن علی بن ابی طالب سے کہ لوگ اس خطبہ میں کلام کرتے ہیں۔ فرمایا کہ مشائخ آل ابو طالب کو میں نے دیکھا ہے کہ اس کو اپنے آبا و اجداد سے روایت کرتے ہیں۔ اولاد کو تعلیم کرتے ہیں۔"

خاتمہ - تمام شد۔ رد جواب خط مذکور۔ مصنف این نسخہ موسوم.......

احقر الکونین شہزادہ نور الدین مرزا محمد سکندر قدرہ تیموری تحصیلدار گورنمنٹ عالیہ پنشنر۔

(۱۷۲) تحفہ حنیفیہ بجواب تحفہ اثنا عشرہ

نمبر (۵۱۹) سائز (۱۲ × ۷ ½) صفحہ (۴۰۲) سطر (۲۶) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف - زین العابدین خاں تاریخ تصنیف آغاز ۱۲۷۰ھ اختتام ۱۲۷۵ھ

زین العابدین خاں کے والد شیخ کرامت علی خاں تھے۔ دہلی وطن تھا۔ شاہ عبدالعزیز دہلوی اور مولانا عبدالعلی ملک العلماء فرنگی محل کے کتابوں کے جواب میں جو رد شیعہ پر مشتمل ہیں اونھوں نے اپنی یہ کتاب تالیف کی ہے اور بتایا ہے کہ سلاطین مغلیہ کے کتب خانہ کے ڈھائی سو کتابوں کو پیش نظر رکھ کر یہ کتاب پانچ سال میں تالیف کی گئی ہے۔ معلوم ہوتا ہے غالباً مصنف سلاطین مغلیہ کے شاہی کتب خانہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اس حیثیت سے اونھوں نے شاہی کتب خانے کے کتابوں کو استعمال کیا اور اس کی صراحت کی ہے۔

آغاز: "انسان ضعیف البیان کی کیا مجال ہے کہ حمد و ثنا خلائق عالم کا ایک ذرہ بیان کر سکے وہ ایسا کارساز ہے کہ ایک لفظ کن میں عالم کون و مکاں کو بنایا۔ ذات والا صفات سرور کائنات حضرت رسول مجتبیٰ محمد مصطفےٰ کو عاصیان عالم ایجاد کی ہدایت کے واسطے مبعوث کر کے ختم المرسلین سید النبیین رحمت اللعالمین لقب فرمایا۔ اللھم صلی علیٰ محمد"

یہ علم مناظرہ کی کتاب ہے اس میں شاہ عبدالعزیز دھلوی کی کتاب رد شیعہ جو تحفہ اثنا عشرہ کے نام سے لکھی گئی ہے جواب دیا گیا ہے اور اس کا نام بھی بلحاظ تحفہ اثنا عشرہ تحفہ حنیفیہ رکھا گیا ہے۔

اختتام: "اور اہل بیت کو جس طرح ان کے پیشواؤں نے بعد وفات رسول اللہ قتل و تاراج کیا اور عوض و بدلہ اپنے عزیزوں کے خون کا لیا۔ اوسی طرح ان کے تابعین اہل بیت رسول کے تابعین کو خوار و زار سمجھ کر تباہ و برباد کرتے ہیں اور نام حسین زبان پر لانے کو بدعت سمجھتے ہیں۔"

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مصنف کے متعلق کوئی معلومات ہمدست نہیں ہوئے۔

آغاز:۔

خدائے پاک ہے معبودِ یکتا | کیا کونین کو جو کُن سے پیدا
وہ ہے بیچوں اور سب سے مبرا | نہ ہے مانند کوئی اس کے نہ ہمتا
دیا آدم کو اس نے ہوش و ادراک | نبی کے نور کو ظاہر کیا پاک

اس مثنوی میں شیعہ مذہب کا رد لکھا گیا ہے۔

اختتام:۔

پس اب کر مختصر یہ نظم احمد | شفیع محشر میں ہیں تیرے محمد
درود پاک ان پر اور اصحاب | اور اہلِ بیت پر جو ہیں گی احباب
لکھی مثنوی میں نے ہر دو کمال | بحق نبی اور سارے اصحاب و آل

اس کے بعد چند اور اشعار ہیں جن کے متعلق حسب ذیل صراحت کی گئی ہے۔
"یہ چند اشعار عاقل خاں کی مثنوی سے ترجمہ کر کے حاسدوں کی عبرت کے لیے لکھے ہیں"۔

آغاز:۔

رافضی تھا ایک کشتی میں سوار | تھا عقیدے میں وہ اپنے بدشمار

چند اشعار کی یہ مثنوی ہے۔
اس کے بعد ایک اور مثنوی فارسی میں ابوبکر صدیقؓ کی فضیلت میں لکھی گئی ہے۔

(۱۷۱) رسالہ رد اہلِ سنت

نمبر (۵۱۲) سائز (۱۳×۸) صفحہ (۳۷۶) سطر (۲۳) خط نستعلیق کاغذ ولایتی
مصنف شہزادہ نورالدین مرزا تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ کتابت

شہزادہ نورالدین مرزا کے متعلق کوئی حالات معلوم نہیں ہیں۔ صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ لکھنو کے شاہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ امامیہ مذہب کے پیرو تھے۔

آغاز:۔ "خدا کی تعریف کس سے ہوسکے وہ یکتا ہے۔ آنکھ سے اوس کو دیکھا نہیں کان سے سُنا نہیں لیکن اس کے موجودگی کا یقین کلی ہو گیا ہے۔ عین الیقین ہے کہ وہ خالق آسمان و زمین ہے اور احسن الخالقین ہے"۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

ہر ایک سنی اس سے نفع پہونچانے والے کے حق میں دعائے خیر زبان پر لاوے"

اس رسالہ میں شیعہ مذہب کا رد لکھا گیا ہے بطور سوال و جواب مرید سوال کرتا ہے اور پیر جواب دیتا ہے

اختتام :- "اور ایمہ اچھے برے ہوں اور صحابہ سے بغض رکھنا عین ایمان ہو بھلا ہے جو جو تم نے پوچھا ہم نے تم کو بتائے اب تشریف لیجاؤ۔ تمہارا حافظ و ناصر خدا ہے"

خاتمہ :- تمام شد رسالہ رد روافض ۲۳۔ جمادی الثانی ۱۲۵۰ھ ہجری۔

کتب خانہ آصفیہ میں اس کا ایک نسخہ ہے (کلام ۲۹۹)

(۱۶۹) جمال الملتہ والدین رد عقائد الوہابین

نمبر (۵۳۰) سائز (۹ ½ × ۶ ½) صفحہ (۹۲) سطر (۱۳) خط شکستہ کاغذ ولایتی

مصنف۔ محمد عنایت اللہ تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ کتابت ۱۳۰۵ھ ہجری

مصنف کے متعلق ہم کو کوئی معلومات بہم دست نہیں ہوئے۔

آغاز :- "حمد و افر سزاوار ہے اوس خالق برحق کو جس نے حق کو باطل کے شکن کے لئے پیدا کیا۔ جل شانہ و اعظم برہانہ۔

مقدور ہمیں کب تیرے وصفوں کی رقم کا
یہاں سر ہی نگوں ہے لوح تحریر و قلم کا

احمد مجتبی محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے ہدایت کے لئے بھیجا"

اس رسالہ میں اہل حدیث یعنے وہابیوں کے مذہب کا رد لکھا گیا ہے۔

اختتام :- "معتبر کتابیں دیکھنے اور سمجھنے کا حوصلہ نہیں رکھتے ہیں تو بھلا یہ رسالہ دیکھیں توفیق رفیق ہے تو اپنا ایمان درست کریں کیوں شیطان کے سنت پکڑے پھرتے ہیں بے ایمان مرتے ہیں بر رسولاں بلاغ باشد"

خاتمہ :- بتاریخ ۲۶ رمضان المبارک ۱۳۰۵ھ ہجری۔ از دست کاتب الحروف عاصی پر معاصی محمد عبد اللہ منشی تمام شد۔

(۱۷۰) مثنوی ردِ شیعہ

نمبر (۳۷۲) سائز (۹ ½ × ۶) صفحہ (۱۸) سطر (۱۲) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف۔ احمد تاریخ تصنیف۔ مابعد ۱۲۵۰ھ ہجری کتابت ۸

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

"بعد اس کے لکھا جاتا ہے کہ واللہ باللہ ثم باللہ۔ یا رو میں کسی بدعتی مولوی مشایخ کا مرید ہوں نہ نائب مختار نواب عظیم جاہ بہادر کا طالب ہے۔ چند سطریں اپنی زبان میں للہ فی اللہ مولوی سید محمد علی صاحب واعظ کے مقدمے میں بطور خلاصہ ایمان داروں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں اور کتاب تقویۃ الایمان اور نصیحت المسلمین وغیرہ مقدمات کے باب میں بطور نمونہ کے عمدہ عمدہ کتابوں سے ایسی سندان لایا ہوں جو ہر سند مشتمل کئی جواب کے ہو سکے۔"

اس کتاب میں (۵٦) عنوان کے تحت بیان ہوا ہے۔ بعض عنوان یہ ہیں۔

شفاعت - انبیاء - اولیاء پیر کو رتبہ میں برابر تصور کرنا - فاتحہ - زیارت رسول اللہ صلعم بلا واسطہ اللہ تعالیٰ سے فیض پانا - تکریم رسول اللہ صلعم وغیرہ - وہابیوں کے رد میں یہ کتاب لکھی گئی ہے۔ سند تصنیف اور مصنف کے نام کی وضاحت خود مصنف کے الفاظ میں ملاحظہ ہو۔

"ذیقعدہ کی پندرھویں سنہ ایک ہزار دو سو باون ہجری مقدس کے درمیان۔ جب یہ کتاب تنبیہ میں منکران اتباع کتاب و سنت کے لکھی گئی تو نام اس کا تنبیہ الضالین عن طریق سید المرسلین رکھا گیا اور تقویۃ الایمان کی عبارت صفحوں کے حوالے ساتھ لکھی گئی ہے جو سنہ بارہ سو بیالیس ہجری میں چھاپی گئی ہوئی کتاب سے ہے .... اب عاصی خادم آل نبی عبدالحق قریشی سب مسلمان بھائیوں سے یہ امید رکھتا ہے کہ تقاضائے بشری سے عربی عبارت کے ترجمہ میں یا ربط عبارت میں کہیں خطا ہو گئی ہو..... تو معاف کریں"

اختتام:- "پس لازم دینداری یہ تھا کہ مولوی اسمٰعیل شہید کی کتاب پر جو فتویٰ دیا گیا تھا سو تمام پر جاری کریں۔ الٰہی علمائے بے انصاف اور دغاباز کے دغا سے مومنوں کو بچا رکھ۔ آمین یارب العالمین۔"

خاتمہ:- بتاریخ سیوم ماہ محرم الحرام ۱۲٦۰ سنہ ہجری روز چہار شنبہ با تمام رسید۔ کاتب الحروف عاصی نور محمد خاں۔ سنہ ۱۲۵۲ ہجری میں یہ کتاب مدراس میں طبع ہوئی ہے۔

(۱٦۸) رسالہ ردِّ روافض

نمبر (۳-۳۰٦) سائز (۹½ × ٦) صفحہ (۴۵) سطر (۱۱) خط شکستہ۔ کاغذ ولایتی

مصنف - مترجم نامعلوم تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۵۸ھ کتابت سنہ ۱۲۵۸ھ

آغاز:- بعد حمد خالق الخ یہ تقریر دل پذیر مرشد اور مرید کی یعنی حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی مغفور کی تحریر کا ترجمہ ہے تا اعلیٰ و ادنیٰ تک سب کے سمجھ میں آوے اور

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

جمعہ میں مرتب کئے۔"

اختتام:۔ "بے خطا جو کہ انسان ہے سو اصلاح ہے اس کے شایاں ہے معلوم کرنا کہ نقل کتاب کی جب کوئی کرے تو بغیر صحیح مقابلہ کے اس پر بھروسہ نہ رکھے کیونکہ ایک غلطی سے دوسری نقل زیادہ غلط ہو جاتی ہے۔"

(۱۶۶) چشمہ زمزم

نمبر (۴۰۲) سائز (۹×۶) صفحہ (۷۲) سطر (۱۵) خط نستعلیق۔ کاغذ دیسی

مصنف۔ جعفر علی فصیح تاریخ تصنیف۔ سنہ ۱۲۵۱ھ کتابت

مصنف کے حالات اس کے پہلے لکھ دیئے گئے ہیں۔

آغاز:۔

پڑھ کے بسم اللہ کر حمد خدا — بعد نعت و منقبت مطلب پر آ

دل سے سن میرے پہلے کان رکھ — ایک کو مت بھول دو کا دھیان رکھ

اس نظم میں شیعہ عقاید کا اظہار کیا گیا ہے اور سنت عقائد کی رد کی گئی ہے۔

اختتام اور تاریخ تصنیف اور نام کتاب وغیرہ۔

حمد سے آغاز ہے اے نیک نام — شکر پر کرتا ہوں منظومہ تمام

وقت ختم نظم تھے اے مرد نیک — سال ہجری ساڑھے بارہ سو اور ایک

چشمۂ زمزم ہے اس نسخہ کا نام — خلق میں جاری رہے کا فیض عام ۱۲۵۱ھ

خاتمہ:۔ "تمت تمام شد۔ مثنوی تصنیف مرزا جعفر علی فصیح" کتب خانہ آصفیہ میں اس کا ایک نسخہ ہے۔

(۱۶۷) تنبیہ الضالین عن طریق سید المرسلین

نمبر (۵۸۸) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۳۱۰) سطر (۱۷) خط نستعلیق۔ کاغذ۔ دیسی

مصنف۔ عبدالحق قریشی۔ تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۵۲ھ کتابت سنہ ۱۲۶۰ھ

مصنف مدراس کے متوطن تھے۔ تفصیلی حالات کا ہمیں علم نہیں ہے۔

آغاز:۔ "الحمد للہ الخ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

......خادم تھا اور انجیل کو بنایا۔"

"یعقوب ایک حواری کا نام ہے جو رسالہ لکھا اور انجیل کے ساتھ چھاپا گیا ہے۔ یہودیہ۔ کنعاں کی تمام زمین اور کنعان کے چوتھے حصہ کو بھی کہتے ہیں۔"

(۱۶۵) رسالہ بدعت شکن

نمبر (۵۸۷) سائز (۱۰×۷) صفحہ (۱۴۲) سطر (۱۳) خط نسخ کاغذ۔ دیسی

مصنف۔ احمد میاں تاریخ تصنیف ۱۲۴۴ھ کتابت

احمد میاں کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔ صرف اس قدر پتہ چلا ہے کہ وہ شولاپور کے متوطن تھے۔ عام طور سے بے دینی اور بدعت کی کثرت دیکھ کر انھوں نے اس رسالہ کو تصنیف کیا۔ ان کا وطن سورت تھا۔ وہاں سے شولاپور دکن میں آ کر انھوں نے بدعوانیوں کا معائنہ کیا تو یہ کتاب مرتب کی۔ ان کی دوسری کتاب سیف الاسلام نام کی ہے۔

آغاز:۔ "الحمد للہ رب العالمین الخ۔ بعدہ معلوم ہووے کہ یہ رسالہ بدعت شکن نام زبان پر جلد یاد ہونے کے لئے...... بنایا ہے اور اوس کی شرح میں سے کچھ کچھ کم و بیش مختصر...... اس میں لکھا ہے بہت دلیلیں دیکھنا چاہیں تو شرح میں دیکھنا۔"

اس رسالہ میں عام طور سے جو بدعات مروج تھے اس کے متعلق صراحت کی گئی ہے قرآن اور حدیث سے ثبوت پیش کیا گیا ہے کئی ایک عنوانات کے تحت صراحت کی گئی ہے۔ ابواب اور فصلوں میں کتاب منقسم ہے چند عنوانات پیش کئے جاتے ہیں۔

"(۱) اول شرک اور کفر کے کاموں کے بیان میں (۲) غیب کے خبروں کا بیان۔ فصل در بیان بدعت و کفر۔ دریں ملک مخصوص است۔ فصل در بیان بدعت و کفر درماہ محرم میکند۔ باب دوسرا در بیان رد کرنے کے عقاید رافضیوں کے اور ظاہر کرنا فریب و غلطی انھوں کی عداوت کا سبب تمام مذکور ہے۔

باب چوتھا۔ توحید و صفات الٰہی میں تقدیر کا بیان۔"

مصنف کا نام اور تاریخ تصنیف کی صراحت مصنف کے الفاظ میں حسب ذیل ہے۔

"ہم نے ایک ہندی کتاب کیا سیف الاسلام اس کا خطاب پڑے جو کوئی اس کو کاٹے کفر بہت مذہبوں کا ہے اس میں ذکر سورت سے شولاپور دکھن میں آ جو دیکھا سو اس کا بھی کچھ ایک لکھا۔ ہزار دو صد اسپہ چالیس و چار جب ہجری کے گزرے لکھا۔ یہ بیچارہ یہ بھی ایک فرض اپنے سر کا میاں احمد نباکہ کے دیا۔ اسی سال رجب سے

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

اگر اسپر نہ ہو جیو بو جہل ہو خدا نے مہر ہی دل پر بٹھائے

حسن خاموش ہو رہتا بہت ہے جسے چاہے خدا دیوے سمجھائے

یہ رسالہ طبع ہو چکا ہے۔

(۱۶۳) ردِ نصاریٰ۔ سوال و جواب عیسائی و محمدی

نمبر (۳۲۵) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۴۸) سطر (۱۳) خط ثلث۔ کاغذ۔ دیسی

مصنف۔ محمد ہادی تاریخ تصنیف۔ ۱۲۴۲ھ کتابت

مولوی محمد ہادی ایک اچھے عالم اور مناظرہ کرنے میں خاص ملکہ رکھتے تھے۔ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء سے پہلے عیسائی مبلغ اپنے مذہب کی تبلیغ میں مسلمانوں پر اعتراض کرتے تھے جن کے دنداں شکن جوابات بعض مسلمان علماء دیتے تھے ان میں محمد ہادی پیش پیش تھے۔

آغاز:۔ "ایک روز کسی عمدہ کے گھر شادی کی دعوت تھی سو لوگ جمع ہو کر کھانا کھاتے تھے اتنے میں ایک شخص عیسوی گڈوین نامی شاید اس کو بھی دعوت تھی یا یک داخل محفل ہوا۔"

اس رسالہ میں ایک عیسائی اور محمدی کے سوال و جواب ہیں بالآخر عیسائی کا مسلمان ہونا بیان کیا گیا ہے

اختتام:۔ "چنانچہ ایک بیت مجنوں کے وصف کی یہ ہے۔

شیر مست سر بستان الم پرورش یافتہ بدامن غم

مگر کتاب کوئی ایسی نہیں ہوئی کہ فصاحت میں لاثانی ہوا ور یہ بات ثابت ہے کہ ہر زبان روز بروز"

اس کے بعد کا حصہ نہیں۔ یعنی کتاب ناقص الآخر ہے۔

یہ رسالہ طبع ہوا ہے۔ قلمی نسخے بھی ملتے ہیں۔ چنانچہ کتب خانہ آصفیہ میں ایک نسخہ ہے (کلام ۵۶۰) ادارہ ادبیات اردو میں ایک نسخہ ہے (زور ۱۴۹)

(۱۶۴) رسالہ ردِ نصاریٰ (دوسرا نسخہ)

نمبر (۲۳۸) سائز (۹×۵) صفحہ (۴۵) سطر (۷) خط نستعلیق کاغذ۔ دیسی

آغاز:۔ "یہ رسالہ بیان میں سوالات گڈوین عیسوی اور جوابات محمد ہادی محمدی کے اور اوس عیسوی کے مسلمان ہونے میں ہے۔"

اختتام:۔ "یوحنا .... عیسیٰ کے ایک پیارے حواری کا نام ہے جو بعد عیسیٰ مرا"

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام اور تاریخ تصنیف

ہوئے غمگیں و شرمندہ نواصب — کہ شیعہ سُنیوں پر آئے غالب
ہوا اس نظم سے ہاتف بھی آگاہ — صدا آنے لگی گردوں سے ناگاہ
کہ ہے تاریخ تو خورشید طالع — مگر ہے نام اس کا برق لامع

خاتمہ۔ تاریخ شانزدہم شہر صفر ۱۲۴۴ھ روز پنجشنبہ دوپہر شب گزشتہ باتمام رسید۔

(۱۶۳) ہدایت المسلمین

نمبر (۵۸۸) سائز (۸×۱۲) صفحہ (۳۹) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف۔ عبدالکریم تاریخ تصنیف۔ ۱۲۳۹ھ کتابت

یہ بھی اس مصنف کی کتاب ہے جس کا تذکرہ سلسلہ نشان ۱۵۹ پر کیا گیا ہے۔

آغاز :-

شکر خدا جس نے بنایا ہمیں — راہ پیغمبر پہ چلایا ہمیں
غم میں ہمیں صبر کی تعلیم کی — راہ بتائی ہمیں تسلیم کی

اُنیس شعر کے بعد نثر میں نفس مضمون قلمبند کیا گیا ہے۔

"قبل شروع مطلب کتاب کے یوجنا مقدمہ کا ضرور ہے تا حقیقت حال بخوبی دلنشیں ہو۔"

اس کتاب کو ایک مقدمہ اور دس فصل میں منقسم کیا گیا ہے۔ مقدمہ میں بدعتوں کے ظاہر ہونے کے اسباب ہیں۔ پہلی فصل میں تعزیئے کی بُرائی عقلی اور شرعی طور پر۔ دوسری فصل میں جاہلوں کے سوال کے جواب۔ تیسری فصل میں تعزیہ کی بُرائی قرآن اور حدیث سے ثابت کی گئی ہے۔

مصنف کا نام اور سنہ تصنیف کی صراحت خود مصنف کے الفاظ میں حسب ذیل ہے۔

"الغرض جب مسلمانوں کو اس بلا میں گرفتار دیکھا تو بندہ خیرخواہ حسن قنوجی نے اللہ اس کو حسن حسین کے طریق اور محبت میں رکھے چاہا کہ اپنے ملنے والوں کو اور جس کو خدا توفیق دے۔ برائی ان رسموں کی سمجھا دیوے۔۔۔۔۔۔"

جس طرح آغاز کتاب کو اشعار سے شروع کیا ہے۔ اسی طرح اختتام بھی اشعار پر کیا ہے۔

اختتام :-

حجاب اس رسم و عادت کا بتاؤ — کہ تا مضمون حق دیوے سمجھائے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مرزا جعفر علی فصیح لکھنؤ کے مشہور شاعر تھے جو شیعہ مذہب کے پیرو تھے۔ ان کی کئی کتابیں ملتی ہیں۔ شاعر بھی تھے اور مجتہد کی حیثیت بھی رکھتے تھے۔

آغاز:-

پس از حمد خدائے حی و قیوم — پس از نعت رسول پاک معصوم
زبان خامہ ہوتی ہے گہر بار — رقم کرتا ہوں مدح آل اطہار
نبی کا جانشین شبیر خدا ہے — ثنا میں جس کی نازل ہل اتیٰ ہے

اس مثنوی میں مرزا فصیح نے سنت والجماعت کے بعض اعتراض کا جواب دیا ہے یعنی سیف قاطع کا جواب دیا ہے۔ جو مولوی عبد الکریم بریلوی کی کتاب ہے اور شیعہ عقاید کے خلاف لکھا گیا ہے۔ فصیح نے اس کتاب کا جواب اس مثنوی میں دیا ہے۔

اختتام:-

ہوئے غمگیں و شرمندہ نواصب — کہ شیعہ سنیوں پر آئے غالب
ہوا اس نظم سے ہاتف جو آگاہ — صدا آنے لگی گردوں سے ناگاہ
کہ ہے تاریخ تو خورشید طالع — مگر ہے نام اس کا برق لامع
۱۲۳۰ھ

اس کے بعد علی اوسط صاحب نے تاریخ اختتام کتاب نکالی ہے۔

خاتمہ:- "مثنوی من تصنیف مرزا جعفر علی صاحب متخلص بہ فصیح روز یکشنبہ یازدہم شہر رجب المرجب سنہ یکہزار و دو صد و چہل و ہشت ہجرت من ضلع در شہر کان پور بنام صورت اختتام یافت"۔ یہ کتاب طبع ہو گئی ہے قلمی نسخے بعض کتب خانوں میں پائے جاتے ہیں۔ کتب خانہ آصفیہ میں ایک نسخہ ہے۔ (کلام ۵۹۵)

(۱۶۱) رسالہ برق لامع بجواب سیف قاطع (دوسرا نسخہ)

نمبر (۵۴۶) سائز ($8\frac{1}{2} \times 6\frac{1}{2}$) صفحہ (۱۲۲) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی کتابت ۱۲۴۴ھ

آغاز:-

پس از حمد خدائے حی و قیوم — پس از نعت رسول پاک معصوم
زبان خامہ ہوتی ہے گہر بار — رقم کرتا ہوں مدح آل اطہار

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۱۵۹) مثنوی سیف قاطع

نمبر (۳۷۲) سائز (۹½×۶) صفحہ (۱۷) سطر (۱۲) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف۔ عبدالکریم تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۲۱ھ کتابت

مصنف کا نام دراصل مولوی عبدالکریم تھا اور حسن کے فرضی نام سے اسکو لکھا گیا ہے مصنف ایک سنی شخص تھے۔ بریلوی علماء سے تعلق تھا شیعہ اصحاب کا رد لکھا کرتے تھے۔ مصنف قنوج کے رہنے والے تھے۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔

آغاز:۔ "اے عزیز و سمجھو تم اس بات کو کہ مسلمان ہونا بڑی نعمت ہے منت مر خدائے عز و جل کہ طاعتش قربت است ...... و بشکر اندر مزید نعمت است"

کہوں میں شکر پہلے اس خدا کا — کہ جو خالق ہے سب ارض و سما کا
کئے جن و بشر بھی اس نے پیدا — نبی مرسل کئے ان پر ہویدا

اس مثنوی میں جیساکہ دیباچہ کی عبارت میں لکھا گیا ہے شیعہ مذہب کا رد لکھا گیا ہے۔

مصنف کا تخلص اور مثنوی کا نام۔

بس اے سنی حسن خاموش ہو رہ — نصایح اس سے زیادہ ان سے مت کہہ
سنا ہاتف نے جب مضمون سارا — کہا تب "سیف قاطع" نام اس کا

اختتام:۔

یہ سُنی سنکے ہونگے شاد و خرم — خجالت سے مخالف ہونگے بیدم
صد و ہشتاد و سہ ہنگی یہ ابیات — مقرر اسے ہوئیں رافضی مات

یہ مثنوی شایع ہوگئی ہے۔ قلمی نسخے بھی بعض کتب خانوں میں ملتے ہیں۔ کتب خانہ آصفیہ میں اس کا ایک نسخہ ہے (کلام ۶۳۳)

(۱۶۰) مثنوی برق لامع جواب سیف قاطع

نمبر (۶۸۰) سائز (۸½×۶) صفحہ (۱۴۸) سطر (۱۰) خط نستعلیق کاغذ دیسی کرم خوردہ

مصنف۔ مرزا جعفر علی فصیح تاریخ تصنیف ۱۲۳۰ھ کتابت ۱۲۴۸ ہجری

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

خاتمہ :- تمت تمام شد سنہ ۱۱۳۳ھ

(۱۵۸) رسالہ ردِّ ہندو

نمبر (۵۳۷) سائز (۹ × ۵ ½) صفحہ (۱۱۲) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ ولایتی جدول سُرخ

مصنف - محمد اسمٰعیل کوکنی تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۲۰۰ھ کتابت سنہ ۱۲۷۳ ہجری

یہ شمالی ہند کے مولوی محمد اسمٰعیل نہیں ہیں بلکہ یہ دوسرے بزرگ ہیں جو کوکن سے متعلق تھے۔ کوکن میں نوایط خاندان عرصہ دراز سے متوطن ہے۔ جو عادل شاہی دور میں یہاں آباد ہوئے تھے۔

افسوس ہے کہ ہم مصنف کے متعلق کچھ حالات نہیں جانتے۔

آغاز "حمد بیحد وثنائے بےعدد خدائے واحد کو لایق ہے کہ جس نے اسلام کو رفعت و جلال بخشا اور کفر و بت پرستی کو ذلت و زوال اور شکر بے قیاس اس منعم مطلق کو سزاوار ہے کہ جس نے ہم کو ایمان کا روشن چراغ عطا فرما کر کفر کی اندھارے سے بچایا۔"

اس رسالہ میں مناظرہ کے طور پر ہندو مذہب کا رد لکھا گیا ہے اور ایک ہندو کے اسلام لانے کا تذکرہ کیا ہے۔

اختتام "ہندو بصد خوشی کلمہ شہادت کا پڑھا اور مسلمان ہوا۔ خدا تعالیٰ ہر ایک کافر و مشرک کو بھی توفیق دیوے کہ اسلام لاویں اور سب کا خاتمہ کلمہ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہووے۔ آمین۔"

خاتمہ "خادم الطاف قاضی ابراہیم نے یہ کتاب رد ہندو بمبئی میں سنہ ۱۲۷۳ ہجری میں چھپوائی ہے سو نقل کئے گئے ہیں تاکہ مسلمانوں کو اس کے مطالعہ سے کفر و شرک کی برائی اور سوال و جواب کا طریقہ معلوم ہو سکے۔ کافروں اور مشرکوں کے ساتھ بحث و تقریر میں غالب رہیں اور ان کو توفیق الٰہی سے اسلام پر لاویں کہ وہ دین پیغمبری سے محروم نہ رہیں۔" آخر پر ایک قطعہ تاریخ بھی درج ہے۔ "تاکہ تاریخ گشت انعام است"۔ سے تاریخ نکلتی ہے۔

یہ کتاب شایع ہوئی ہے اور قلمی نسخے بعض کتب خانوں میں موجود ہیں۔ چنانچہ کتب خانہ آصفیہ میں ایک نسخہ موجود ہے (کلام ۱۶۸۸) مطبوعہ نسخہ بھی کتب خانہ میں موجود ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۹) کلام اور مناظرہ

(۱۵۷) شعیب ایمان

نمبر (۳۶۵) سائز (۹×۶) صفحہ (۹) سطر (۱۵) خط ثلث کاغذ دیسی

مصنف۔ فتاحی تاریخ تصنیف قریب سنہ ۱۱۰۰ھ کتابت سنہ ۱۱۳۳ھ

ایک شاعر فتاحی کا تذکرہ ان ہی صفحات میں کیا گیا ہے۔ ممکن ہے یہ کتاب بھی اس مصنف کی ہو مگر تیقن کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا۔ محمد رفعتی اس کا نام تھا۔

آغاز

کہوں حمد و ثنا اس پاک رب کوں — جینے پیدا کیا خلقت عدم سوں
شرف دیا خلق ہیں سب بشر کوں — شفیع کر مصطفےٰ روز حشر کوں
درودان حق تے ہوان پہ دم بدم — شفاعت امتاں کوں ہیگا جم جم

تخلص کا شعر:۔

کہے جیون سبھی فتاحی کون سب — کیا تیوں شعیب ایمان رفعتی اب

محمد رفعتی ناون اپنا دھریا ہوں — سو فتاحی تخلص اب کیا ہوں
سو شعیب ایماں رفعتی اس کا کیا نام — توں کر رب آخرت کو سب سرانجام

اس رسالہ میں ایمان اور اسلام کے ارکان اور خصوصیات بیان کئے گئے ہیں۔

اختتام:۔

سوا سو بیت ادسکے میں کیا ہوں — ...... ساماں جو اہر کی لیا ہوں
درودان مصطفےٰ پر لک ہزاراں — کروراں در کروراں حمد سبحاں

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

جو بے حد و بے شمار ہے۔ عارف بے معارف عاصی خاکسار ذرہ بے مقدار میر محمد ابن سید حافظ ابن سید بدرالدین ابن سید بڈھن بیجاپوری ساکن رستم آباد عرف سرا عفو کرے اللہ تعالیٰ گناہاں اس کے۔"

یہ کتاب ابواب و فصل میں منقسم ہے اور ان "حقوق" کا ذکر کیا گیا ہے جو ماں باپ کے فرزندوں کے استاد کے حقوق شاگردوں پر ہیں۔ اور ان کی تفصیل کی ہے۔

نفس مضمون کا آغاز۔

بول بسم اللہ صدق سے مون کو کھول — اس خدا کے حمد کے موتیاں کو رول
جن نے آدم کر کو پیدا خاک سے — مرتبہ بخشا بلند افلاک سے

تاریخ تصنیف۔

تب کہئے مجھ ساتھ بالطف کمال — یک ہزار و دو صد بائیس سال
۱۲۲۲ھ

اشعار کی تعداد۔

ہوگئے ابیات جملہ در شمار — پنج ہزار و ہفتصد او پر چہار
۵۷۰۴

اختتام۔

اور مت چھوڑو تمہیں حرف و لفظ کو — لکھ دیو جیسا کہ ہے سو ہو بہو
لکھ چکے پیچھے تمہیں صحت کرو — کاہلی اپنے پو غالب مت کرو
ختم سے یہ نسخہ اب پایا وجود — بول پیغمبر پو لاکھاں سے درود

خاتمہ۔

چوبیسویں تاریخ کو شہر ربیع الاول کے ۱۲۶۷ھ شہر ویلور کے جائے تمام ہوا۔
یہ رسالہ بنگلور میں طبع ہو گیا ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مصنف - حسینی - تاریخ تصنیف مابعد ۱۱۰۰ھ ہجری کتابت

ڈاکٹر زور صاحب نے اردو مخطوطات میں پندنامہ لقمان کے نام سے ایک رسالہ کا تذکرہ کیا ہے جو ۱۱۳۰ھ میں تصنیف ہوا ہے اور فتح شریف اس کا مصنف ہے (جلد ۱ صفحہ ۳۱) مگر یہ زیر بحث رسالہ حسینی شاعر کا معلوم ہوتا ہے۔ حسینی کوئی مشہور شاعر نہیں تھا۔ اس کے پہلے بھی "حسینی" تخلص کے شاعر کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

آغاز -

نیں کسی کے حمد کا محتاج رب — نیں ثنا کا منتظر شاہِ عرب
ہے منزہ سب صفت سوں جو خدا — کوئی کرے کیوں کر صفت اسکا ادا
مصطفےٰ بس ہے ثنا خوان خدا — ہور خدا اکھتا ہے مدح مصطفےٰ

اس مختصر منظوم رسالہ میں لقمان کی نصیحتوں کا ذکر کیا گیا ہے جو اپنے فرزند کو انھوں نے کی تھیں۔ مصنف نے بیان کیا ہے کہ ان نصیحتوں کو ان لوگوں کے لئے دکنی میں نظم کیا گیا ہے جو عربی اور فارسی سے واقف نہیں ہیں۔

حضرت لقمان نصیحت جو کیے — اپنے فرزند کوں رخصت دیئے
اوس کتیں دکھنی میں کرتا ہوں بیاں — تا عوام الناس پر ہوئے عیاں
جو عزیزاں علم سوں نہیں بہرہ ور — ہور ہیں عربی سوں بے خبر

اختتام -

گوشہ گیری خلق سوں کر اختیار — گوشہ گیری میں سمجھ اعتبار
گوشہ گیری سوں ہی مشہور ہے — گوشہ گیری سب خطر سوں دور ہے
مختصر کر اب حسینی یو کلام — ہور نبی پر بول صلوٰۃ والسّلام

(۱۵۶) حقوق المسلمین

نمبر (۳۷۱) سائز (۷ × ۶ ۱/۲) صفحہ (۲۱۲) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف - میر محمد ابن سید حافظ — تاریخ تصنیف ۱۲۲۲ھ کتابت

مصنف کے متعلق ہم کو معلومات حاصل نہیں ہیں۔ اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ ان کا خاندان بیجاپور سے تعلق رکھتا تھا۔ صاحب علم گھرانے کے فرد تھے۔ بیجاپور کے بعد میسور میں اقامت کر لی تھی۔

آغاز - بعد حمد پروردگار و نعت سید ابرار و مناقب آل اطہار و مدح اصحاب کبار کے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آخری صفحے سب کرم خوردہ ہیں۔

اختتام ....والسّلام   یہ اخلاق ہندی ہوئی تمام۔

خاتمہ ۔ بتاریخ بست ششم ماہ شوال سنہ ۱۲۷۰ھ روز سہ شنبہ..... تمت تمام شد۔

این خط فقیر حقیر کمترین میر عباس علی حسب الارشاد بیگم صاحبہ قبلہ معظمہ مدظلہ العالی۔

(۱۵۴) رسالہ منظوم اخلاق

نمبر (۱۸۳) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۳۸) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف ۔ "عاصی"   تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۲۰۰ھ کتابت

"عاصی" شاعر برہان پور کا مشہور ہے۔ دکن میں بھی ایک آدھ شاعر اس تخلص کا گزرا ہے مگر تیقن کے ساتھ کسی شاعر کا حال اس رسالہ کے مصنف کی حیثیت سے ہم پیش نہیں کر سکتے۔

آغاز:۔

الٰہی نہیں کوئی تجھسا جواد   تو ہی بے شبہ رازق کل عباد
کروں کیا بیاں پاک سبحان کا   اور اسکی عنایات واحسان کا
دیا روح ودل عقل وگوش وبصر   زباں کو دیا نطق الطاف کر

اس رسالہ میں اخلاقی چند امور کو نظم کیا گیا ہے اور اسکی تمثیل میں حکایتیں بھی درج ہیں۔ خیرات اور صدقات کا بیان بھی ہے۔ بخل کی مذمت ہے۔ سخاوت کی تعریف احسان اور حسن سلوک کا ذکر کیا گیا ہے

اختتام:۔

یہ سن بات دل کو لگی میرے آگ   یکایک اٹھیں آنکھیں غفلت سی جاگ
بی آسب درم اوس کتیں میں دیا   کہا قوت بچوں کا کر بے ریا
میرا حج بھی حق کرے گا قبول   ہوئی شاید اسی سے سعادت حصول

خدایا تیری استعانت ضرور   بہر حال عاصی کتیں یا غفور

(۱۵۵) نصیحت لقمان

نمبر (۱۵۶) سائز (۸×۶) صفحہ (۱۲) سطر (۱۳) خط ثلث کاغذ دیسی کھنی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مصنف کا تخلص۔

علی کی تم کوں ہے گی یہ نصیحت نکیجیو سرکشی میں اب فضیحت

تاریخ تصنیف۔

رہے تے تیس جب بارہ صدی میں کہا میں سوئے بزمِ احمدی میں

اختتام

اپنی رہزن کوں جب توں مار ڈالے تو شرع پاک کی راہوں میں جما لے

جو کچھ ہے شرع میں وہ سب بڑا ہے وہی قصاب کا یو نہٹا چھُرا ہے

رسول پاک کی رہ کوں نہ چھوڑو انوں کے حکم سیں موں کوں نہ موڑو

(۱۵۳) اخلاق ہندی (مفرح القلوب)

نمبر (۶۹۱) سائز (۹×۶) صفحہ (۲۵۶) سطر (۱۱) خط نستعلیق - کاغذ - دیسی

مصنف - میر بہادر علی حسینی تاریخ تصنیف ۱۸۰۳ء ۱۲۱۸ھ کتابت ۱۲۷۰ھ

مصنف فورٹ ولیم کالج کے مترجموں میں شامل تھے۔ ارباب نثر اردو میں ان کا تذکرہ موجود ہے (صفحہ ۱۱۰) بہادر علی دہلی کے رہنے والے تھے۔ منشی کریم الدین نے طبقات الشعراء میں بھی ان کا حال لکھا ہے شاعر بھی تھے اور نثر نگار بھی۔ ان کے جن تصانیف کا پتہ چلتا ہے وہ یہ ہیں (۱) نثر بے نظیر (۲) اخلاق ہندی (۳) تاریخ آسام (۴) رسالہ گل کرسٹ۔ اس کے علاوہ قرآن مجید کے ترجمہ میں بھی ان کا حصہ ہے مگر "اخلاق ہندی" ہی سب سے زیادہ مشہور کتاب ہے۔ کتاب کرم خوردہ ہے۔

آغاز۔ ...... کے مفرح القلوب...... کا مدرسہ جدید کے .... مارکولس ولزلی گورنر جنرل بہادر دام اقبالہ کیا ہوا میر بہادر علی حسینی کا ...... خداوند نعمت جان گل کرسٹ صاحب بہادر دام اقبالہٗ کے سبب۔

رہ کے دنیا میں دنیا پیچھے وہ فکر بعد کوئی کرے بہ خوبی ذکر

۱۸۰۳ عیسوی مطابق ۱۲۱۸ھ ہندوستانی چھاپے خانہ میں چھپایا گیا ہوا منشی غلام نبی کا۔

اس کے بعد نفس مضمون پھر بسم اللہ سے شروع ہوا ہے۔

"ہزاراں شکر کہ خدا ...... کہ جس نے کرم تمام خلقت میں۔ انسان کو فضیلت عطا فرمائیں اور عقل کے تاج مرصع سے دین و دنیا میں اوسکی سرداری بخشی"۔ اسمیں مختلف اخلاقی مختصر حکایت درج کیا

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۱۵۱) مواعظ و پند آنحضرت صلعم (دوسرا نسخہ)

نمبر (۱۳۵) سائز (۷ × ۵) صفحہ (۹) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ ولایتی کتابت سنہ ۱۲۷۹ھ

آغاز ۔ ”حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اپنے داماد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کئی باتیں نصیحت کے فرمائے ہیں۔“

اختتام ۔ ”یا علی غیر عورت کو گھر میں آنے مت دو۔ یا علی استاد کو اور استاد کے فرزندوں کو بہت پیار کرو دونوں جہاں میں خوبی ہے۔ یا علی ناک کا پانی رو برو مت سٹو۔“

(۱۵۲) پند نامہ

نمبر (۴۸۶) سائز (۸½ × ۵) صفحہ (۱۰۴) سطر (۱۳) خط ثلث کاغذ دیسی

مصنف علی تاریخ تصنیف سنہ ۱۱۷۰ھ ہجری کتابت

”علی“ کوئی مشہور شاعر معلوم نہیں ہوتا۔ اسکے حالات کسی تذکرہ میں ہم کو نہیں ملے۔ ڈاکٹر زور صاحب نے تذکرۂ اردو مخطوطات میں ”پند دل بند“ کے مصنف کا تذکرہ کیا ہے اور اسکی مثنوی کا سنہ تصنیف سنہ ۱۰۲۰ھ و سنہ ۱۰۶۷ھ کے درمیان ظاہر کیا ہے (صفحہ ۵۴ جلد اول) ممکن ہے دونوں علی ایک ہوں مگر اس پند نامہ کے علی کا زمانہ سنہ ۱۱۰۰ھ کے مابعد کا ہے کیونکہ اس نے بارویں صدی کا تذکرہ اپنے شعر میں کیا ہے۔

آغاز

طپش سری بنو جو بے زبان ہے
کہ شور فتنہ آخر زمان ہے

اگرچہ نہیں ہے اسکو بال سرخاب
ولیکن برق کون کرتی ہے بے آب

اگر پرواز پرے پر کون کھولے
جہنم پر بلا شک بڑکہ بولے

یہ ایک اخلاقی رسالہ ہے۔ دس باب ہیں۔ جن میں اخلاقی امور کو بیان کیا گیا ہے۔
عدل[۱] ۔ احسان[۲] ۔ مستی[۳] ۔ تواضع[۴] ۔ رضا[۵] ۔ قناعت[۶] ۔ تربیت[۷] ۔ شکر[۸] ۔ مناجات[۹] ۔ آفات[۱۰]

کتاب کا نام

کیا دس باب پر اسکی عمارت
نہ ہوئے تا پند نامہ میں خسارت

تیرا تھنا پڑا ہے پند نامہ
کہ جس سیں آدمی ہوتا ہے سیانا

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مصنف- جعفر علی تاریخ تصنیف مابعد ۱۱۵۰ھ کتابت

جعفر علی شمالی ہند کا مشہور شاعر ہے جو جعفر زٹلی سے موسوم کیا گیا ہے۔

آغاز:-

خدا کے بندے خدا کے خاطر خدا کے اوپر کرو سخاوت

حشر میں تم کو وہیچ توشہ رہے گا آخر سلامت

اصل ہے بزرگی نیچ جانو کہے...... نبی پیارے

خدا یو تم کو کردیا اچھا زر انکرنا تھی تفاوت

اس رسالہ میں سخاوت کرنے کے چند فوائد بیان کئے گئے ہیں۔

اختتام:-

بخیل ازل کا ہوا ہے جو کوئی خدا کے رہ پر درم ندیوے

سخی کیا ہے جسے خدا نے دیتگی نسوں سخی ہو عادت

سنو یو جعفر علی کہا ہے فہم سوں اپنے ہوا سو جو کچھ

دعا توں کریوں سخی مرد پر رہے گا خوش دل سدا فراغت

(۱۵۰) مواعظ و پند آنحضرت صلعم

نمبر (۳۳۱) سائز (۶×۴½) صفحہ (۱۲) سطر (۸) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف- محمد شاہ تاریخ تصنیف قبل ۱۱۶۴ھ کتابت ۱۱۶۴ھ

دکن میں محمد شاہ کے نام سے چند شعراء گذرے ہیں ان میں سے چند کا تذکرہ اس کے پہلے ہو چکا ہے،

آغاز "- حضرت رسالت پناہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بولے ہیں یا علی کوئی فجر کی نماز پڑھ کر بیٹھے رے خدا کے گھر میں آفتاب اوپر آئے تلک اللہ اس بندے کو دوزخ کی آگ سے خلاص کرےگا۔"

جیسا کہ نام سے واضح ہے اس میں پند ونصیحت اور دعا وغیرہ کا بیان ہے۔

اختتام "- ہور غصہ ماں باپ کا سو خدا تعالیٰ کا ہے۔ عورت برائی کوئی گھر میں نکو آنے دیو برا ہے۔ یا علی اوستاد کوں ہور اوستاد کے فرزندان کو بہوت بہوت پیار کرو جہاں ہیں جو بھی ہے سو تمام کرو۔"

خاتمہ - راقم محمد شاہ فارسی کتاباں سو ترجمہ کئے۔

ماہ رمضان المبارک ۔ ۱۱۶۴ ہجری۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

خورشید کے متعلق ہمیں کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے مگر جیسا کہ اس کتاب سے واضح ہوتا ہے کہ خورشید کے بادشاہ کا نام عبدالنبی تھا۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ خورشید سدھوٹ (رائل سیما) کا باشندہ ہے۔ قلعہ داران سدھوٹ کے اردو کارنامے بھی قابل قدر ہیں۔ ان کے زمانہ میں کئی شعراء نے اپنے کارنامے پیش کئے ہیں۔ ولی ویلوری محمد بن رضا وغیرہ اس عہد کے شعراء ہیں۔ خورشید کے حالات کسی تذکرہ میں نہیں ہیں۔

آغاز۔

سزا وار ہے حق پہ ہر یک سپاس
جیتے قسم کا ہے تجھ بے قیاس

توں تعریف جسکی کرے جگ بہتر
ثناء کے تو لایق کہاں ہے بشر

بشر کون توں قدرت دیا کر کو سب
تو تعریف کرتے ہیں اسکی سب

اس کتاب میں حمد و نعت کے بعد اپنے بادشاہ عبدالنبی کی تعریف ہے۔ اس کے بعد عنوانات کے تحت چند نصائح لکھے گئے ہیں۔ مثلاً پاکیزگی۔ طعام۔ شفقت۔ بدافعال عورت کی سزا۔ چغلی۔ مرد کی بلا اجازت خرچ کرنا۔ عورت کو سزا دینا وغیرہ۔ موصوف کے تخلص کے اشعار۔

اے خورشید اتنا کہا سو عبث
جسکوئی نیک ہیں انکوں یکبات بس

کہا میں نے خورشید یک اس دھر
رہی یادگاری جو دنیا بہتر

بادشاہ کی تعریف۔

جو کنعاں کے شاہ عبدالنبی
کرے یاد مطلب سوں ان کو کبھی

تو ان کے سیادت کرے شرف سوں
تیرا کام ہووے ہر یک طرف سوں

سن ان کے فرزند صادق کی
رہوا نپہ رحمت سدا منجلی

ایسی ناون کے صادق سوں ہے صمد
انو سوں رہے شاہ صادق احد

اختتام۔

کرے گا خدا اسپہ ایسا رحم
کہ لکھنے میں آئے گا نیں اد کرم

ختم میں کیا ہوں بنام رسول
نبی پر رہو نت درود ال نزول

(۱۴۹) سخاوت نامہ

نمبر (۳۷۷) سائز (۸×۵) کل (۲۵) شعر ہیں خط نستعلیق کاغذ دیسی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

ھر دم اللہ اللہ نبی ہمارے صلی علی

...... ناتوں تنکا چرخا کارو غفلت کا ہے برقہ

چھوڑو دنیا کا ہے فرقہ گے ما

ہردم اللہ اللہ نبی ہمارے صلی علی

یہ چرخہ چلاتے وقت کا گیت ہے۔

اختتام:۔

چرخا نالہ کیا خوب باندے خواجہ درویش کے گھر کے باندے

تو تو ہیمور لپسنے میں نانرے گی ما

ہردم اللہ اللہ نبی ہمارے صلی علی

(۱۴۷) وصیت نامہ حضرت محمد صلعم

نمبر (۱۵۶) سائز (۸×۶) صفحہ (۱۴) سطر (۱۱) خط ثلث کاغذ۔ دیسی

مصنف۔ نامعلوم تاریخ تصنیف ابعد ۱۲۰۰ھ کتابت

اس رسالہ کے مصنف کا نام معلوم نہ ہو سکا۔

آغاز۔ "وصیت نامہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ امیرالمومنین علی ابن ابی طالب وامام المتقین اسد اللہ الغالب شاہ مرداں مرتضیٰ ولی سوں کہے یا علی بھائی جبرئیل علیہ السلام یک روز وحی حق سبحانہ تعالیٰ کے نزدیک سوں لائے تھے اور آیت زیاں سوں منع کیے اوس موجب میں تم کون ظاہر کرتا ہوں۔"

اس رسالہ میں چند پند اور نصیحتوں کا بیان ہوا ہے جو اخلاقی ہیں یا عقاید سے متعلق ہیں۔

اختتام:۔ "اللہ تعالیٰ اوس بندے کون سلامت رکھے گا ہور دوست خاص سمجھتا ہے اور بلایاں سے دور اور امن واماں سوں رکھتا ہے بسیار منفعت ہے مسلمان کون۔"

(۱۴۸) نصائح خورشید

نمبر (۳۶۵) سائز (۹×۶) صفحہ (۲۶) سطر (۱۵) خط ثلث کاغذ۔ دیسی

مصنف۔ خورشید تاریخ تصنیف ابعد ۱۱۵۰ھ کتابت

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

خاتمہ - بہ یداحقر العباد بدیع الدین قاضی پرگنہ پالم وپربھنی سرکار ناندیڑ وپاتھری صوبہ محمدآباد وبالاگھاٹ درقلعہ پالم تحت اوستاد ماموں قاضی عظیم الدین خاں مدظلہ۔

(۱۴۵) چکّی نامہ

نمبر (۳۷۷) سائز (۸ × ۵) کل اشعار (۳۶) ہیں خط نسخ کاغذ دیسی

مصنف - نامعلوم تاریخ تصنیف - مابعد ۱۱۰۰ھ کتابت

اس چکّی نامہ کے مصنف کا پتہ نہیں چلتا۔

آغاز:-

بسم اللہ بسم اللہ ہر دم میں بولونگی ثنا ہور صفت کے موتیاں کو رولونگی
بسم اللہ بسم اللہ سمرں میرے من کا ہر دم وظیفہ ناری اوس نبی کا
بسم اللہ جو ناری یک بار کہینگی بدی اوسکی ندے باقی نا رہینگی

یہ عورتوں کے چکّی پیستے وقت کا گیت ہے۔

اختتام

ایسا چکی نامہ جا نور دھن کوئی گائے چکی کے کھنگنٹ میں ہنو کا نکہ بنجیارے
ہر شئے میں اللہ ہے یقین دھر کی نھنی رو ئینگی گمان کون آپکوں کر خالی

چکی نامہ کے نام سے چند نظمیں ملتی ہیں۔ چنانچہ ادارہ ادبیات اردو میں ایک چکی نامہ خواجہ بندہ نواز گیسودراز کے نام سے اور ایک چکی نامہ کسی فاروقی تخلص کے شاعر کے موجود ہیں مگر یہ ان دونوں سے جداگانہ ہے۔

(۱۴۶) چرخہ نامہ

نمبر (۳۷۷) سائز (۸ × ۵) کل (۵۲) شعر ہیں خط نسخ کاغذ دیسی

مصنف - نامعلوم تاریخ مابعد ۱۱۰۰ھ کتابت

مصنف کا نام معلوم نہ ہوسکا۔

آغاز:-

اوّل بسم اللہ کی بولی اوس میں پرتی ہے سو گوری
دونوں بازوان کے روزی گے ما

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(ھ) پند و نصائح

(۱۴۴) سُہاگن نامہ

نمبر (۳۱۴) سائز (۹×۶) صفحہ (۹) سطر (۱۲) خط نستعلیق ۔ کاغذ ۔ دیسی

مصنف ۔ شاہ راجو تاریخ تصنیف مابعد ۱۰۸۵ھ کتابت

حضرت شاہ راجو وہ مشہور بزرگ ہیں جو ابوالحسن تاناشاہ کے مرشد تھے ۔ آپ کے والد کا نام صفی اللہ تھا اور آپ حضرت سید محمد گیسو دراز کی اولاد ہیں تھے ۔ شاہ راجو کی پیدائش بیجاپور میں ہوئی ۔ مگر اسکے بعد حیدرآباد آئے اور یہاں ہی آپ کا انتقال ہوا ۔ ابوالحسن تاناشاہ آپ کا ایک مرید تھا ۔ شاہ صاحب نے اس کو بادشاہی کی خوشخبری دی تھی ۔

آپ کا انتقال بقول بعض ۱۰۹۲ھ اور بعض کے خیال کے مطابق ۱۰۹۶ھ میں ہوا ۔ بہرحال فتح گولکنڈہ کے وقت آپ بقید حیات نہیں تھے ۔ آپ کے حالات تذکرہ اولیاء دکن جلد اول میں موجود ہیں (صفحہ ۳۳۷)

آغاز:-

سُن ری سُہاگن سُن ری سُن — یک یک بول چت دھر سُن
کن سو میں گیت پا کی کہماں — کہولنا کہا بھید بیاں
مت دیوا کہیں بھیجیں گے — مت دیوا کن پوجیں گے

اس رسالہ میں سہاگن عورت کو چند نصیحتیں کی گئی ہیں اور شوہر کے ساتھ ادب اور اخلاق سے رہنے کی ہدایت کی ہے ۔

اختتام

میں جو کہتا تجھ اوپر — یو سن سیدی عبرت دھر
بیتیاں کیا چھی اگلے سات — سن کر چلو بہشت کے بات
سید راجو عابد ہے — بخش ہمارا معبود ہے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اس پر عمارت چڑتی ہے ویسا یو پانچ چیز ایمان کا پایا ہے ہور ایمان کی عمارت اس پر چڑتی ہے ہور ایمان اس پانچ چیز جاننے سوں ہور اعتقاد و ھرنی سوں درست ہوتا ہے وہ پانچ چیز یو ہیں کہ میں بولتا ہوں۔"

آغاز عبارت میں جس طرح ذکر کیا گیا ہے کہ پانچ چیزوں کا اس میں تذکرہ ہوا ہے۔ یعنی توحید۔ عدل۔ نبوت۔ امامت۔ معاد۔ ان کو اصول خمسہ قرار دیکر ہر ایک پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ قرآن اور حدیث سے ثبوت بھی پیش کیا گیا ہے۔ اُصول خمسہ کے بعد احادیث بشارت کا بھی ترجمہ کیا گیا ہے۔

اختتام۔

"بارخدایا یو ناقص میری عمل کون آپ کی فضل و کرم سوں ہور محمدؐ و آل محمدؐ کی برکت سوں قبول کر ہور میرے سب گناہاں بخش ہور، دوزخ سے باز رکھ کر بہشت روزی کر ہور موماں کون ہور مومنہ عورتاں کوں یو جیچ کچ میں دکنی زباں سوں لکھا ہوں اس کا نفع پونچا ہور ان کی گناہاں بخش ہور بہشت میں لیجا۔ الحمد للہ رب العالمین۔"

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اس کے بعد قطعہ تاریخ مصنف کی درج ہیں۔

واسطے سال اس رسالے کی — چاروں مذہب کے پہلے تو لے چار
بعد اوس چار کو مضاعف کر — پیچھے دونوں کے جمع لکھ یکبار
۱۲۸۴ھ

(۱۴۲) رسالہ عقاید درشرک

نمبر (۳۵۲) سائز (۸ × ۶) صفحہ (۴۹) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف ۔ نامعلوم — تاریخ تصنیف ۱۲۹۹ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز :- "اللہ ہمارا بہت دور ہے۔ شرک ون سے اگر چہ لوگ اپنی عقل سے آدم مشت خاک کو اس مالک عرش و افلاک کا شریک جانتے ہیں اور اس غبار ناپائدار کی تعظیم برابر اس پاک پروردگار کے کرتے ہیں کہ جس کے کام میں نبی اور ولی کو دخل نہیں جس کے حکم میں فرشتوں کو دم مارنے کی طاقت نہیں"

یہ رسالہ چند فصلوں میں منقسم ہے اور ہر فصل میں شرک کے اقسام بیان کئے گئے ہیں۔

اختتام :- "اب جو اللہ کا بندہ اللہ سے ڈرتا ہو اور دنیا کو ناپائدار سمجھتا ہو اسکو ضرور ہے کہ پانچ باتیں موقوف کرے۔ اللہ اسکو دنیا اور دین میں ہر جگہ آرام دیگا اور عزت بخشے گا۔"

خاتمہ ۔ کتاب میں تاریخ تصنیف کا قطعہ درج ہے جو کسی سید عبداللہ کا طبع زاد ہے۔

کیا کروں تعریف اس مقبول کی — یہ لکھا رسالہ جس نے رد شرک
یوں کہا جس نے سنا اس کا بیاں — توڑ ڈالی میں نے دل سے سد شرک

یہ رسالہ طبع ہو گیا ہے۔

(۱۴۳) اصول خمسہ

نمبر (۱۰۲) سائز (۹ × ۵) صفحہ (۲۰۰) سطر (۱۲) خط ثلث کاغذ دیسی

مصنف ۔ مترجم شیخ باقر تاریخ تصنیف ما بعد ۱۱۵۰ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے ہیں۔ مشہور مصنف باقر آگاہ کی تصنیف یہ نہیں ہے بلکہ کسی اور کی تصنیف ہے۔ جو امامیہ مذہب کے مجتہد تھے۔

آغاز :- "پانچ چیز ہے کہ وہ ایمان کی بنیاد ہے ہور عمارت کا جوں پایا اچھتا ہے ہور

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

بوستان وزارت"

اس رسالہ میں امامیہ مذہب کے چند عقائد جمع کئے گئے ہیں۔

اختتام "احاطہ اون سب کا مشکل ہے پس چاہئے کہ اس مقام پر ختم کریں بحث اصول دین اور اوسکی متعلقات کو اور اللہ توفیق دینے والا ہے واسطی باقی ولہ الحمد اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً"

(۱۴۱) ضوابط شافعیہ

نمبر (۶۵۸) سائز (۸×۵) صفحہ (۳۱) سطر (۱۰) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف ابوطاہر محمد عبدالقادر تاریخ تصنیف ۱۲۸۴ھ کتابت ۱۲۸۴ھ

مصنف حیدرآباد کے متوطن تھے۔ نائطی خاندان سے تعلق تھا۔ تفصیلی حالات کی ہمیں اطلاع نہیں ہے۔

آغاز:۔

فرض ہے کہ حمد خدائے بے نیاز
فرض کی ہے جس نے بندوں پر نماز
راستہ سنت کا دکھلایا ہمیں
نفل و واجب خوب سمجھایا ہمیں
ابر سے نازل کیا آب ظہور
تا نجاست سے مصلّی ہوویں دور

یہ ایک مختصر شافعی فقہ ہے۔ جس میں ارکان۔ ایمان۔ نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ۔ تیمم وغیرہ کا مختصر بیان نظم میں ہوا ہے۔ کتاب کا نام اور لکھنے کی وجہ مصنف کے الفاظ میں یہ ہے۔

ہے ضوابط شافعیہ اس کا نام
سال ہے ظاہر اسی سے لا کلام
بوحنیفہ کے کتب ۱۲۸۴ بھی ہر کہیں
فقہ ہندی شافعی اکثر نہیں
اس لئے مثل خلاصہ میں تمام
اس رسالہ کو لکھا ہوں لا کلام
تا اگر وہ شافعیہ خاص و عام
متقی عورات اور لڑکے تمام
اس رسالے سے تمامی نفع لیں
اور دعا زہ سب مرے حق میں کریں

اختتام:۔

میری ماں اور باپ کو اوستاد کو
فضل سے اپنے خدایا بخشیو
اور جو ہیں محسن و خویش و عزیز
بخشدے اون سب کو اور کر با تمیز
یہ دعا میری الٰہی کر قبول
از طفیل آل و اصحاب رسول

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۱۳۹) زبدۃ النجات

نمبر (۵۰۵) سائز (۸×۵) صفحہ (۲۷۸) سطر (۱۱) خط نستعلیق۔ کاغذ ولایتی

مصنف۔ نامعلوم تاریخ تصنیف ۱۲۶۵ھ کتابت ۱۲۷۲ھ صفحہ اول مطلّا

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز ”الحمد للہ الخ

سبحان اللہ وہ خدائے آفریدگار کون ومکاں کا وہ پیدا آرندہ زمین وزماں کا جب بساط ابداع اختراع بسیط عالم کا بچھایا اجرام شفاف ہفت آسمان کے پیدا کیا۔ اطراف وجوانب اوساط میں اونکی درو شہب اور عالی ثوابت سیارات کے منور بنایا۔“

یہ امامیہ مذہب کی فقہ ہے۔ اس کو شرح فقہ بھی کہا جاسکتا ہے۔ کیونکہ ثبوت میں احادیث کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے۔ جن سے کوئی مسئلہ اخذ کیا گیا ہے۔

اختتام ”روایت ہے کہ جو مومن ایک مومن کی تعذیت کے واسطے جاتا ہے ثواب تسبیح سوختین کا پاتا ہے۔“

خاتمہ۔ الحمد للہ کتاب بعون الوہاب فی بسنہ الف ومائتین واثنان وسبعین ہجری فی التاریخ الاثنین من شہر الجمادی الثانی ۱۲۷۲ھ من ید المومن التصنیف غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ۔

(۱۴۰) گلدستہ عقاید ایمان

نمبر (۲۰۰) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۱۹۲) سطر (۱۵) خط نستعلیق۔ کاغذ۔ دیسی

مصنف نیاز حسین واسطی تاریخ تصنیف قریب ۱۲۷۵ھ کتابت

مصنف کے متعلق مجھے کوئی معلومات بہم دست نہیں ہوئے صرف اس قدر پتہ چلتا ہے کہ وہ حیدرآباد سے تعلق رکھتے ہیں اور امامیہ مذہب کے پیرو تھے۔

آغاز ”طبق طبق گلہائے حمد وثنا لایق بارگاہ مختار الملک چمنستان جہاں وگلدستہ تحیت صلوٰۃ الخ .... اما بعد گل چیں بساتین عجز نیاز نیاز حسین حسینی واسطی براستی عرض کرتا ہے کہ یہ گلدستہ عقاید ایمان علم کلام میں بساتین احادیث صحیحہ اور آیات محکمہ سے اور دلائل عقلیہ سے بندے نے جمع کرکے خدمت میں سروہی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

محمد سلیم صاحب مغفور و مرحوم قدس سرہ ۔ باشندہ موضع کندیکل در مابین شاہ نور غفر اللہ لہ ..... تاریخ دوازدہم شہر محرم ۱۲۶۸ھ ہجری نبوی۔

(۱۳۸) روح الایمان

نمبر (۵۰۸) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۸۷) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ ولیسی

مصنف محمد جعفر تاریخ تصنیف ۱۲۶۸ھ ہجری کتابت ۱۲۶۸ھ ہجری

محمد جعفر نواب شمس الامرا فخر الدین خاں کے یہاں مہتمم کتب خانہ تھے۔ مدرسۂ فخریہ سے تعلق تھا۔ نواب صاحب موصوف کے حکم سے اونہوں نے کتاب مرتب کی ہے۔ اپنے وقت کے علماء میں شمار ہوتے تھے کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔

آغاز " شروع کرتا ہوں میں نام سے اللہ کے جو بڑا رحم والا نہایت مہربان ہے اور اس کو سب تعریف سزاوار ہے۔ رحمت اور برکت ہوجیو اللہ کی اوپر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ ہمارے پیغمبر ہیں"

نفس کتاب کے متعلق خود مصنف کی زبان سے سنو:-

اما بعد کمترین خاکپائے عالم خیر خواہ خلایق .... محمد جعفر ملازم سرکار نواب مستطاب معلی القاب نواب شمس الامرا بہادر امیر کبیر ادام اللہ ۔ یوں عرض کرتا ہوں کہ میرے سردار نامدار امیر کبیر .... اس خادم کو حکم کئے کہ تو واسطے تعلیم لڑکوں کے زبان ہندی میں مسائل فقہ کے لکھ۔ اس گمنام نے بموجب حکم نواب صاحب ممدوح کے .... چند مسئلے دین اور ایمان کے فقہ کی کتابوں میں سے چنکر اس رسالہ میں جمع کر کے اس کا نام روح الایمان والاسلام رکھا"

جیسا کہ آغاز کی عبارت سے واضح ہے۔ اس میں فقہ کے مسائل بیان کئے گئے ہیں۔ کچھ عقاید کا بھی حصہ آگیا ہے۔ سوال وجواب کا طریقہ بھی اختیار کیا گیا ہے۔

اختتام "اور میرے سردار نامدار امیر کبیر خاتم زماں عادل دوراں فیض بخش خلق اللہ حامی دین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدظلہ العالی کو اور اونکی تمام اولاد و احفاد کو اور محل اور محلات کو دونوں جہاں میں ہمیشہ تندرست اور سرخ رو رکھ ۔ آمین یارب العالمین"

خاتمہ " یہ رسالہ روح الایمان والاسلام کا بیچ .... تاریخ بائیسویں ماہ شوال المکرم ۱۲۶۸ھ ہجری میں بخوبی اختتام پایا" ۔ یہ رسالہ طبع ہو چکا ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اکتساب کیا تھا۔ شاعر بھی تھے۔

آغاز:-

خالق ہر دو سرا کو حمد سب　　ہے جناب کبریا کو حمد سب
پاک ہے نقصان سے ذات خدا　　پاک ہے نسیان سے ذات خدا
قادر و قیوم ہے رب البرا　　ہے ازل سے تا ابد اوس کو بقا

حمد و نعمت کے بعد اپنے باپ اور مرشد شاہ شجاع الدین کی مدح و ستایش کی گئی ہے ان کے انتقال کا حال لکھا ہے۔ اس کے بعد بغیر کسی عنوان کے نفس مضمون شروع کر دیا گیا ہے۔ اسمیں سنت والجماعت کے عقائد فقہ وغیرہ کا تذکرہ ہے۔ اس کو چار باب میں منقسم کیا گیا ہے۔ پہلے باب میں علم کی تعریف۔ گناہ کی تعریف۔ نکاح۔ زنا۔ وغیرہ کا بیان ہے۔

دوسرے باب میں بیان مشورہ کے فواید کا ذکر ہے۔ اس باب کو سات فصل میں منقسم کیا گیا ہے۔ جس کو بحث سے موسوم کیا ہے۔ اس میں فرض و واجب۔ سنت کی تعریف اور اسی طرح طہارت اور عبادات کے مسائل ہیں۔ دوسری بحث میں کتب سماوی اور قرآن کے برکات سماع وغیرہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ تیسری بحث میں نکاح۔ حیض و نفاس وغیرہ کا ذکر ہے۔ چوتھی بحث میں رویت ہلالی اور حضرت عثمان کی شہادت۔ حضرت امام حسین کی شہادت کا ذکر ہے۔ پانچویں بحث میں بحث کے تذکرہ کے ساتھ عیاشی۔ جماع۔ عقمہ۔ انزال وغیرہ کا بیان ہے۔ چھٹی بحث میں نجوم کا ذکر ہے۔ تیسرے باب میں منطق و فلسفہ کا ذکر ہے۔ اس باب میں لونڈی اور غلام ابن ہم بستری کا تذکرہ ہے۔ باب چارم میں علم حدیث کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ خاتمہ میں نماز پڑھنے اور گناہ سے باز رہنے کا تذکرہ ہے۔

اختتام ۔ اس میں مصنف کا تخلص تاریخ تصنیف کا ذکر بھی ہے۔

کر محمد کے غلام اب اختتام　　مختصر کر تو یہاں اپنا کلام
فہم کر دل مادہ تاریخ کا　　مثنوی بحث الفواید ہے کہا
یعنی اس کا سال ہجری ہے یہ بس　　یک ہزار و دو صد و ترسٹھ برس
یہ مرتب جب ہوا نسخہ تمام　　پا چکا جب نظم اس کا انصرام
پڑھ درود اب مصطفےٰ پر صبح و شام　　اور اون کی آل اصحاب کرام
شکر حق اب میں تمام اس کو کیا　　لکھدیا موقع سے اس کو جا بجا

خاتمہ ”کتاب مثنوی بحث الفواید من تصنیف شاہ غلام محمد قادری ولد حضرت مولوی شاہ

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

خاتمہ - بجہت نجیب النساء بیگم صاحبہ - میر قاسم حسین۔
بتاریخ بست وہفتم شہر شوال ۱۲۷۶ھ ہجری۔

(۱۳۶) اثبات الحاق ذریہ بدرجات خیر البریہ

نمبر (۲۳۵) سائز (۱۲×۷) صفحہ (۲۵۶) سطر (۱۷) خط نستعلیق۔

مصنف غلام محمد یحییٰ النقوی ابن مفتی محمد عبدالودود تاریخ تصنیف ما بعد ۱۲۰۵ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات بہم دست نہیں ہوئے۔ البتہ یہ پایا جاتا ہے کہ مصنف امامیہ مذہب کے مجتہد تھے۔

آغاز "الحمد للہ الخ۔ امابعد عرض کرتا ہے بندہ کلیب اہل بیت نبوی غلام محمد یحییٰ النقوی ابن مولانا مفتی محمد عبدالودود النقوی غفر اللہ خدمت اہل ایمان ذی خیرت وارباب ایقان بافراست کے کہ چونکہ دیکھا جاتا ہے کہ عترت پاک تاجدار لولاک واہل بیت خاصہ وما ارسلناک جوگوشت وخون اور لخت ہائے جگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں"

اس میں آیات قرآن اور حدیث سے اہل بیت کی فضیلت اور مناقب کا تذکرہ ہے۔ کتاب کو تین باب اور چند فصل میں منقسم کیا گیا ہے۔ مصنف نے ابواب کو عظمت سے موسوم کیا ہے۔

اختتام "امید یہ ہے کہ خداوند عالم بطفیل حبیب اکرم صلعم اہل ایمان کتیں مطالعہ سے اس رسالے کے محبت اہل بیت کرام بدرجۂ تمام اور بسبب اس کے شفاعت سید انام علیہ والسلام نصیب کرے اور اس خاکسار کتیں اور والدین واہل وعیال کتیں اس خاکسار کے بھی وہ دولت عظمیٰ ونعمت کبریٰ مرحمت فرمادے۔ آمین" - اس کے بعد دو سطر کی عربی دعا ہے۔

کتاب کے آغاز میں محتشم کاشی کے چند بند درج ہیں۔

(۱۳۷) بحث الفوائد

نمبر (۱۹۰) سائز (۱۰½×۸) صفحہ (۴۹۴) سطر (۱۴) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف شاہ غلام محمد قادری المتخلص بہ غلام تاریخ تصنیف ۱۲۶۳ھ کتابت ۱۲۶۸ھ

مصنف کے باپ کا نام مولوی محمد اسلم تھا اور شاہ شجاع الدین حسین کے مرید تھے۔ شاہ شجاع الدین کا تذکرہ اوراق ماقبل میں ہوچکا ہے۔ مولوی غلام محمد نے مولوی شجاع الدین سے علوم ظاہری اور باطنی کا

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

ماہ رمضان (۱۲) زکوٰۃ فطرہ (۱۳) غسل و لوازمات سفر (۱۴) فضیلت زیارت پنجتن پاک (۱۵) طریق نماز زیارت عاشورہ (۱۶) اعمال و نوادر (۱۷) فضیلت عید غدیر (۱۸) دعائے توبہ (۱۹) دعائے دفع تپ وغیرہ (۲۰) دعائے ذبح (۲۱) عقیقہ وغیرہ (۲۲) بیان قطع لباس (۲۳) طریقۂ نماز (۲۴) تجہیز و تکفین و نماز میت (۲۵) اسباب تونگری و فقیری (۲۶) طریقہ متعہ (۲۷) بیان غذائے اب گناہ گاران

اختتام:-

ذرا معرفت میں کرے جو خلل — وہ دینِ محمد سے جاوے نکل
یہ رازِ الٰہی ہیں اے ہوشیار — بغیراز اطاعت یہاں دم نہ مار
اسی پر مجھے یاد آئی نقل — کہ محفوظ ہوں جس کو سن اہل عقل

خاتمہ۔ تمت تمام شد۔ بتاریخ پنج ربیع الثانی ۱۲۶۶ھ ہجری

(۱۳۴) تحفۃ العلوم (دوسرا نسخہ)

نمبر (۴۲۳) سائز (۸×۵) صفحہ (۴۱۱) سطر (۱۱) خط نستعلیق و نسخ کاغذ دیسی

آغاز "یہ عبارت چھاپے کی کتاب کے شروع صفحہ پر جو لکھے ہیں سو یہ ہے۔
قبل اس کے نسخہ فوائد العوام انیس ۱۹ باب پر مرتب کیا تھا مگر بعض اعمال کم اور مختصر تھے۔ لہٰذا حسب الفرمایش مرزا جعفر علی صاحب کے کچھ اور اعمال ضروریات طولانی زیادہ کر کے نام اس کا تحفۃ العوام رکھا"۔

اختتام۔ طویل دعا ہے یہ ہے۔ "منکر و نکیر برحمتک یا ارحم الراحمین"۔

(۱۳۵) تحفۃ العلوم (تیسرا نسخہ)

نمبر (۴۳۶) سائز (۱۰×۸) صفحہ (۳۷۶) سطر (۹) خط نستعلیق و نسخ کاغذ دیسی کتابت سنہ ۱۲۷۶ھ

آغاز "یہ عبارت چھاپے کی کتاب کے شروع صفحے پر جو لکھے ہیں سو یہ ہے"۔

اختتام:-

ذرا معرفت میں کرے جو خلل — وہ دین محمد سے جاوے نکل
یہ رازِ الٰہی ہیں اے ہوشیار — بغیراز اطاعت یہاں دم نہ مار
اسی پر مجھے یاد آئی یہ نقل — کہ محفوظ ہوں جس کو سن اہل عقل

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

"حضرت شیخ باقر صاحب مرحوم مغفور علیہ الرحمہ این نسخہ را بنا بر فہم آنہانکہ از زبان ہندی آشنااند بزبان ہندی ترجمہ فرمودہ اند۔"

(۱۳۲) اصول خمسہ (حدیث بشارت (دوسرا نسخہ)

نمبر (۱۶۴) سائز (۸½×۵) صفحہ (۱۳۲) سطر (۱۵) خط نسخ کاغذ دیسی

آغاز۔ "پانچ چیز ہے کہ جو ایمان کی بنیاد ہے۔ عمارت کا چونا پایہ اچھا ہوتا ہے۔"

اختتام۔ "ہوران کے گناہ بخشس ہور بہشت میں لیجائے۔"

(۱۳۳) تحفۃ العلوم

نمبر (۲۱۳) سائز (۷½×۴½) صفحہ (۲۳۸) سطر (۱۲) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف حاجی حسن علی تاریخ تصنیف ۱۲۵۹ھ ہجری کتابت ۱۲۶۶ھ

مصنف نے بیان کیا ہے کہ اس کے پہلے انھوں نے ایک کتاب فوائد العلوم نام کی لکھی تھی اب اس کے مزید ابواب زیادہ کر کے حسب فرمایش مرزا جعفر علی صاحب اس کو مرتب کیا ہے۔ مصنف کے حالات سے ہم واقف نہیں ہیں۔

آغاز۔ "قبل اس کے نسخہ فوائد العلوم کو انیس باب پر مرتب کیا تھا مگر بعض اعمال کم اور مختصر تھے لہذا حسب فرمایش مرزا جعفر علی صاحب کی کچھ اور اعمال ضروریات طولانی زیادہ کر کے اس کا نام تحفۃ العلوم رکھا اور ستائیس ۲۷ باب پر مرتب کیا تاکہ سب خاص و عام مستفیض ہو کر فوائد العلوم سے زیادہ مرغوب طبع اقدس فرمادیں۔ ترتیب دیا۔"

اس رسالہ میں جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ستائیس ۲۷ باب ہیں اس میں زیادہ تر عبادت وغیرہ کے مسائل ہیں اور پڑھنے کی دعائیں بھی لکھی گئی ہیں۔ پوری کتاب نثر میں ہے مگر آخر باب نظم میں ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں یہ کتاب مطبع حیدری میں طبع ہوئی تھی (۲۷) باب کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) اصول دین اور صفات۔ عدل اور نبوت۔ امامت اور قیامت (۲) فروع دین مسائل نجاست۔ مطہرات طہارات غسل۔ وضو (۳) مقدمات نماز پنجگانہ (۴) تفصیلات نماز اور ادعیہ وغیرہ (۵) فضیلت و ثواب نماز (۶) فضیلت نماز، گناہ کبیرہ و صغیرہ (۷) کنوئیں کا پانی پاک کرنا (۸) تاریخ ہائے نحس و دعائے ہلال وغیرہ (۹) فضیلت روزہ (۱۰) اعمال ماہ شعبان وغیرہ (۱۱)

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مصنف۔ نامعلوم تاریخ تصنیف ۱۲۵۸ھ کتابت ۱۲۵۸ھ

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز "الٰہی شکر تیرے احسان کا کہ توں ہمارے دل کو روشن اور زبان کو گویا کیا۔ اور ایسے نبی مقبول کو خلق اللہ کے ہدایت کے واسطے بھیجا کہ جسکی ادنیٰ شفاعت سے دونوں جہاں کی نعمت پاویں۔پس درود اوس نبی مختار اوسکے آل اطہار اور اصحاب کبار پر ہوجیو۔"

اس رسالہ میں نماز اور اس کے متعلقات یعنی ادعیہ وغیرہ لکھے گئے ہیں۔

اختتام۔ "پس نماز جنازہ میں چار تکبیریں ہیں جیسا جان لیا۔اب اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق یاد کرنے کی عطا فرماوے اور ہمارے اور سب مسلمانوں کی گناہوں کو اپنے فضل و کرم سے بخشے۔ آمین"

(۱۳۱) رسالہ اُصول خمسہ

نمبر (۱۶۳) سائز (۸ × ۴ ½) صفحہ (۱۴۰) سطر (۱۲) خط نسخ کاغذ دیسی

مصنف۔ شیخ باقر تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۰۰ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلوم ہمدست نہیں ہوئے۔

آغاز۔ "اول فصل توحید کا۔ پانچ چیز ہے کہ وہ ایمان کی بنیاد ہے ہور عمارت کا جوں پایا اچھا ہوتا ہے ہور اس پر عمارت چڑتی ہے۔ ویسا یو پانچ چیز ایمان کا پایہ ہے ہور ایمان کی عمارت اپر چڑتی ہے۔ ہور ایمان اس پانچ چیز جانے سیں ہور اعتقاد دھرنے سیں درست ہوتا ہے وہ پانچ چیز یو ہیں کہ میں کہتا ہوں اول توحید دوسرا عدل تیسرا نبوت چوتھا امامت پانچواں معاد اب تو پانچ چیزاں کتیں ہماری زبان سیں اصول خمسہ کہتے ہیں۔"

جیسا کہ آغاز عبارت سے واضح ہے۔ اس میں پانچ امور کا ذکر کیا گیا ہے۔ شیعہ عقاید کی کتاب ہے۔ احادیث بھی جو اسی خصوص میں ہیں روایت کئے گئے ہیں ان کو بیان کیا گیا ہے۔

اختتام۔ "ہور میرے سب گناہاں بخش ہور دوزخ سوں باز رکھ بہشت روزی کر ہور مومناں کو ہور مومنہ عورتاں کو یو جو کچھ میں دکھنی زبان میں لکھیا ہوں اس کا نفع پہونچا ہور ان کے گناہاں بخش ہور بہشت میں لیجا۔ الحمد للہ رب العالمین۔"

اس کتاب پر منیر الملک کی مہر ثبت ہے۔

پہلے صفحہ پر یہ عبارت درج ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

السلام اے شافع روز شمار السلام اے صاحب عالی وقار

(۱۲۹) راج مارگ

نمبر (۵۰۱) سائز (۸×۴ ۱/۲) سطر (۱۲) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف۔ سید عبد القادر تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ کتابت ۱۲۷۴ھ

مصنف کے والد کا نام سید اسمٰعیل تھا۔ اپنے وقت کے ایک اچھے عالم تھے جنوبی ہند کے باشندہ تھے۔

آغاز۔ "الحمد للہ رب العالمین الخ

اما بعد بوجھ یوں کہ نیک بخت کرے تیرے تئیں اللہ تعالیٰ دونوں جہاں میں کہ کلمہ گو محمد علیہ السلام کے دین اسلام میں بہوت لوگوں کے فرقے ہوئے چونکہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے میرے پیچھے میری امت ترہتر ٧٣ ٹولہ ہونگی۔"

اس رسالہ میں عقائد اور فقہ کے مسائل بیان کئے گئے ہیں۔

اختتام۔ "اور حنفی نے شافعی کے پیچھیں وترکی نماز پڑھنا جائز ہے اگرچہ درود وسلام نیں پڑھی جیسا کہ سید احمد حموی حنفی نے اشباہ کی شرح میں لکھا ہے اسے بھی منع کرتے ہیں۔ پس یہ لوگ زین الدین خوافی نے جو لکھا ہے اس حکم میں داخل ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک الخ"

خاتمہ۔ کاتب الحروف فقیر حقیر آل نبی سید محمد۔ مرقوم تاریخ دوازدہم ماہ جمادی الاول ۱۲۷۴ھ ہجری بروز چہار شنبہ بوقت مغرب باتمام رسید۔

صفحہ اول پر حسب ذیل عبارت درج ہے۔

"برادران دیندار و محبان تقوی شعار کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ میرے جد بزرگوار حضرت سیدنا مولانا واستادنا مولوی عبد القادر ابن سید اسمٰعیل صاحب مرحوم و مغفور ذات حسنہ نے کتاب بنام "راج مارگ" ہندی زبان میں تصنیف کئے ہیں اور کتاب خواہشمندوں کو کمتر میسر ہوا کرتی تھی اس لئے بلحاظ استفادہ خاص و عام کے اس عاصی نے مطبع جگ منتر میں شہر رتناگیری میں واقع ہے ۱۲۷۱ھ ہجری میں چھپوایا۔ حق تعالیٰ جمیع مسلمانوں کو توفیق عمل کے عطا کرے" وغیرہ۔ جیسا کہ کتاب کے اقتباس سے واضح ہے اسکی اشاعت ہوگئی ہے۔

(۱۳۰) رسالہ صلوٰۃ

نمبر (۲۵۵) سائز (۹ ۱/۲×۶) صفحہ (۱۶) سطر (۷) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اس رسالہ میں سنت جماعت کے عقائد لکھے گئے ہیں۔ قرآن مجید کے آیات سے اپنے استدلال کو ثابت کیا ہے آخری صفحہ کو کرم خوردہ ہونے سے کاغذ لگایا گیا ہے۔ اس لئے ناقص الآخر ہے۔

اختتام۔ "فقیر کتیں کہ نام اس کا محمد نعیم ہے اور معروف سات مسکین شاہ کے ہے نیغلین برزائم میں ممتاز...... اور فرمانبرداری میں سرفراز کر آمین یا رب العالمین۔ وصلی اللہ تعالیٰ علے خیر خلقہ محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔"

خاتمہ۔ تمام شد۔ عقاید خزانہ بخط عاصی فقیر حقیر محمد دلاور۔ شہر ربیع الاول ۱۲۶۹ھ بروز یکشنبہ بوقت عشا با تمام شد۔

(۱۲۸) گناہِ کبائر

نمبر (۱۲۶) سائز (۷ ½ × ۵) صفحہ (۷۶) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی دکھنی

مصنف۔ خیر الدین لایق تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ کتابت

خیر الدین لایق کا ذکر کسی تذکرہ میں نہیں ہے۔ دکن میں لایق تخلص ایک شاعر گذرے ہیں مگر ان کا نام خیر الدین نہیں تھا۔

آغاز:۔

مہر دل پر نقش ذات ہو	گرچہ دنیا کی زباں پر بات ہو
ابتدا کرتا ہوں بسم اللہ سے	جان و دل سے یہ مبارک نام لے
التجا ہے تجھ سے رحمان و رحیم	کر اسے مقبول اے حیّ و قدیم

اس مثنوی میں اول حمد ہے۔ پھر نعت و منقبت اس کے بعد اصحاب عشرہ مبشرہ کی مدح چاروں اماموں، حنفی، شافعی، مالکی، اور حنبلی کی تعریف اس کے بعد بادشاہ وقت ناصر الدولہ کی مدح ہے۔ پھر پند و نصیحت اور عقاید کا باب شروع کیا گیا ہے۔ فقر کی تعریف۔ صحابہ کو برا کہنے کی مذمت۔ یتیموں کا مال کھانے کی مذمت۔ یعنی گناہ کبیرہ کیا گیا ہیں۔ انکی تفصیل کی گئی ہے۔

حاشیہ پر اپنے بیان کے ثبوت میں حدیثوں کا بھی اندراج ہے .... تخلص کا شعر

لایق اب بس کر نہ کر طول کلام	بھیج دے یہاں سے نبی پر سلام

اختتام:۔

السلام اے مقتدا فخر رسول	السلام اے باعث جزو کل

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۱۲۶) رسالہ عقائد

نمبر (۲۹۰) سائز (۹×۶½) صفحہ (۴۸) سطر (۱۱) خط ثلث و نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف۔ نامعلوم تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ ہجری کتابت

ناقص الاول ۔۔۔ بہت ممکن ہے یہ رسالہ بھی مولوی میر ولایت علی صاحب کا مصنفہ ہو۔

آغاز۔ "بلکہ یہ سب شیطان کا وسواس ہے اور اس کی دغابازی اور آخر انجام ان باتوں کا ہے کہ آدمی اللہ سے پھر جاتا ہے اور شرک میں گرفتار ہو جاتا ہے اور اصل دوزخی بن جاتا ہے اور ایسے شیطان کی جال میں پھنس جاتا ہے کہ بہتیرا ہی چاہے کہ چھوٹے ہرگز نہیں چھوٹ سکتا۔"

اس رسالہ میں قرآن کی بعض آیتوں اور بعض حدیثوں کا ترجمہ اور تفسیر ہے جو عقائد سے متعلق ہیں۔

اختتام۔ "اپنے ہی فضل سے بدعت و سنت کے معنی خوب سمجھا اور محمد رسول اللہ کا مضمون خوب مقام کر اور بدعتی بد مذہبیوں میں سے نکال کر پاک متبع سنت کر آمین۔"

(۱۲۷) رسالہ عقائد ضروریہ

نمبر (۴۱۲) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۶۴) سطر (۱۵) خط نستعلیق۔ کاغذ دیسی دکھنی

مصنف۔ محمد نعیم مسکین شاہ تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ کتابت ۱۲۶۸ھ ہجری

ناقص الاول ہے۔

مسکین شاہ حیدرآباد کے ایک مشہور صوفی بزرگ تھے بقول ڈاکٹر زور صاحب ۱۲۰۰ھ ہجری میں ولادت ہوئی اور ۱۳۱۴ھ ہجری میں انتقال ہوا۔ اگر تاریخ ولادت صحیح ہے تو گویا (۱۱۴) سال کی عمر ہوئی تھی۔ مسکین شاہ کی زندگی کا بڑا حصہ اذکار و اشغال میں بسر ہوا۔ آپ کے سینکڑوں مرید تھے۔ اندرون دروازہ علی آباد مسجد الماس میں مدفون ہیں۔ مسکین شاہ کے تصانیف نظم و نثر دونوں میں ہیں۔ آپ کی اولاد آج تک حیدرآباد میں موجود ہے۔

آغاز۔ "او سکی ہوگی اور ہوئی ہیں یعنی سمیع ہے یعنی سننے والا ...... بصیر ہے یعنی دیکھنے والا۔ بغیر آنکھوں کے کوئی چیز نظر ...... نہیں ہے او متکلم ہے یعنی باتیں کرنے والا بغیر زبان کے ...... یعنی پیدا کرنے والا ہے تمام موجودات کا۔"

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

کتب خانہ آصفیہ میں اس کا ایک قلمی نسخہ موجود ہے۔ مواعظ (۲۰)

(۱۲۴) رسالہ نکاح ثانی (دوسرا نسخہ)

نمبر (۵۰۹) سائز (۸ ½ × ۵ ½) صفحہ (۱۷) سطر (۱۱) خط نستعلیق۔ کاغذ دیسی دکھنی

آغاز "سب خوبیاں اللہ ہی میں ہیں اور اللہ کے ہوتے دوسرے کی تعریف کرنے اللہ کی قدر دانی سے بعید ہے۔" تمام رسالہ نثر میں ہے اور آخر پر چند شعر پر کتاب ختم ہوتی ہے۔

ذرا تو رحم کر اپنے جوان بیٹی پر — کسی کو ڈھونڈ کر اس کا نکاح جلدی کر
وگرنہ دیکھو مستی پر جس دن آوے گی — ضرور گھر میں ترے آگ وہ لگا دیگی

خاتمہ "یہ رسالہ نکاح ثانی مولوی ولایت علی واعظ سلمہ اللہ نے تصنیف کیا تھا۔ اب خیر خواہ خلق اللہ سید عبداللہ کی تصحیح سے مطبع احمدی میں چھپا۔"

(۱۲۵) رسالہ عقائد

نمبر (۲۵۲) سائز (۸ × ۶) صفحہ (۴۳) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔ کاغذ ولایتی

مصنف۔ میر ولایت علی تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ ہجری کتابت

مصنف کے حالات صفحات ماقبل میں بیان کر دیئے گئے ہیں۔

آغاز "ایک بوڈھے بڑے محمد بن عبداللہ نام کسی مسجد میں بیٹھے تھے۔ یکایک ایک بدعتی طالب العلم غلام چشتی نام اُدھر آنکلا سو اس بزرگوار کو دیکھ کر کہا کہ بندگی حضرت۔ انھوں نے جواب دیا کہ ہاں خدائی۔ بدعتی نے پوچھا کہ یہ کیا جواب ہے محمدی نے کہا کہ تمہارے کہے موافق۔"

اس رسالہ میں خدا کے ماننے اور شرک نہ کرنے کے متعلق تفصیل کی گئی ہے۔ کتاب چند فصل میں تقسیم ہے خدا کے صفات۔ سنت نبی کو نہ ماننے کا بیان۔ ملائک کو اچھی طرح نہیں مانے۔ قرآن کو نہ ماننے کا بیان وغیرہ عنوان قرار دیئے ہیں۔

رسالہ ناقص الآخر ہے۔

اختتام "جب یہ مقدمہ معلوم ہو چکا سب تفصیل ذیل میں نظر کرو تمھارے بگاڑے ہوئے عقیدے اور عمل اور عادتیں لکھے جاتے ہیں۔"

اس کے بعد کی عبارت نہیں ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مصنف۔ نامعلوم تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ ہجری کتابت

مصنف کا نام معلوم نہ ہوسکا۔

آغاز:" اب بیان جاننا چاہیئے کہ جب نسبت غیب دانی کی بزرگوں کے طرف روا نہیں ہوتی پھر نجوموں کو غیب داں ماننا اور غیب کے باتاں اُن سے پوچھنا اوران کے خبروں کو امور غیبیہ میں سچ جاننا اوران کے ڈرانے سے ڈرنا اوران کے کہے موافق عمل لانا بڑا کفر ہے۔"

اس رسالہ میں حدیثوں کے ذریعہ نجوم کا غلط ہونا اور نجوم سے استفادہ کرنا کفر قرار دیا گیا ہے۔

اختتام:" اور پھر دینداروں کو چاہیئے کہ نجوم اور نجومی سے ہرگز عقیدہ نارکھیں اور تقدیر ربانی پہ ثابت رہیں جو اللہ چاہے سو کیا کرتا ہے۔

سب کام کر تو اپنے تقدیر کے حوالے
تدبیر اس سے بہتر اب تک نہ کوئی نکالے"

(۱۲۳) رسالہ نکاح ثانی

نمبر (۲۵۲) سائز (۸×۶) صفحہ (۱۵) سطر (۱۲) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف۔ میر ولایت علی تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ ہجری کتابت

مولف کا تذکرہ صفحات ماقبل میں ہوچکا ہے۔

آغاز:" سب خوبیاں اللہ ہی میں ہیں اور اللہ کے ہوتے دوسرے کی تعریف کرنا اللہ کی قدر دانی سے بعید ہے اور درود محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپکی آل واصحاب کو کہ سوائے اُن کی پیروی کے کسی طرح نجات نہیں۔"

اس رسالہ میں بیوہ عورت کے عقد ثانی کرنے کا ذکر ہے اور حدیثوں سے ثبوت پیش کیا گیا ہے۔

اختتام

جواں بیوہ کو بوڑھا کوں نبھانا ہے
شکار گاہ جہاں اپنا گھر بناتا ہے
بایں امید کہ شاید کوئی جواں آئے
یہ بیٹھی رہتی ہے بیچاری پاؤں پھیلائے
ذرا تو رحم کر اپنی جوان بیٹی پر
کسی کو ڈھونڈ اس کا نکاح جلدی کر
وگرنہ دیکھو مستی پہ جس دن آوے گی
ضرور گھر میں ترے آگ وہ لگا دے گی

خاتمہ:" رسالہ نکاح ثانی کا مولوی ولایت علی واعظ سلمہ اللہ تعالیٰ تصنیف کیا تھا اب خیر خواہ خلق اللہ سید عبد اللہ کی تصحیح سے مطبع احمدی میں چھاپا گیا۔"

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

حکم سے حضرتِ مولوی یعقوب کا
بندۂ خادم پہ ایسا ہی ہوا
تکملہ اب یہاں سے لکھ ترغیب کا
جس طرح کہتا ہوں میں تجکو جتا
حکم پر ثابت ہوا اب محمد و زبیر
یہاں سے لکھتا ہے بطور دلپذیر
لکھ دیا تھا مختصر ترغیب میں
تھوڑے سے ابیات خیر الدین میں
پیر د مرشد نے نظر کر کرا سے
دیکھے اصلاح اوس گتیں جو پڑھا کئے

اس کتاب میں ایمان کے ارکان اور شرائط اور گناہ کبائر کا ذکر کیا گیا ہے۔

اختتام

السلام اے آفتاب علم و دیں
ذاتِ تو محبوب رب العالمیں
السلام اے عاشق و معشوق حق
السلام اے کاشف علم ادق
السلام اے بادشاہ دو جہاں
السلام اے شافع ہر انس وجاں

اس کے حاشیہ پر بھی ثبوت میں حدیثیں وغیرہ لکھی گئی ہیں۔ یعنی شرح لکھی ہے۔

(۱۲۱) رسالہ فقہ

نمبر (۳۷۷) سائز (۸×۵) صفحہ (۱۴) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ ولایتی
مصنف۔ نامعلوم تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ ہجری کتابت
مصنف کے متعلق کوئی معلومات ہم کو دستیاب نہیں ہوئے۔

آغاز:- "اشھد ان لا الٰہ الا اللہ الخ

معنی کلمہ کے یہ ہے تحقیق عبادت کا لینا اللہ کو سزاوار اور ایک ہے اوسکو شریک نہیں ہے۔ محمد پیغمبر برحق ہیں۔ شرطاں ایمان کی دو ہیں، عقل اور بلوغ اور ارکان ایمان کے دو ہیں۔ دل سے سچ جاننا اور زبان سے اقرار کرنا"

اس رسالہ میں فقہ کے ابتدائی مسائل یعنی عبادات کا بیان ہوا ہے۔

اختتام:- "اگر دو رکعت کی نیت ہے تو درمیان میں وگانہ نہ پڑھنا ہے۔ فضل عن اللہ نعمۃ"

(۱۲۲) ردِّ نجوم عقائد

نمبر (۲۵۲) سائز (۸×۶) صفحہ (۲۱) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

رب العالمین بھی ہر ایک کتاب کو اس قوم کی زبان میں بھیجا تھا تا جلد سمجھیں اور کتاب کا نام صراط المتقین تنبیہہ المشرکین رکھا...... اور سنہ ۱۲۵۳ھ میں تمام کیا۔"

آغاز:-

حمد بیحد اور ثنائے بے عدد	اس کو لائق ہے جو ہے اللہ الصمد
قل ھو اللہ احد ہے اسکی ذات	لم یلد اور لم یولد کہتے ہے صفات
لم یکن سے لیکے تا کفوا احد	سب اسی کی ذات کو ہوتی سند

ابتدا کے چند شعر ہیں اس کے بعد نثر میں نفس مضمون ہے جیساکہ عبارت صدر الذکر سے واضح ہے کہ یہ کتاب عقاید سے متعلق ہے۔ قرآن اور حدیث سے مدد لیکر عقاید کا ذکر کیا گیا ہے لیکن زیادہ تر قرآن کی معنی اور تفسیر بھی آ گئی ہے۔

اختتام:- "اور چند علماء مفسرین و محدثین سے یوں بھی سنا ہوں کہ وعظ کے پہلے اس آیت کو پڑھیں رب اشرح لی صدری ویسر لی امری الخ سات بار پڑھکر اور سب سے بھی پڑھا کر وعظ بولتا۔"

خاتمہ- بندہ احقر العباد کاتب الحروف شیخ غلام رسول بموجب فرمایش حسین صاحب ..... بنسخہ صراط المتقین ماہ شعبان المعظم بتاریخ سی چاندرات بروز دوشنبہ بوقت عصر باتمام رسانید سنہ ۱۲۵۴ ہجری۔

(۱۲۰) صراط مستقیم

نمبر (۱۲۶) سائز (۷ × ۵ ۱/۲) صفحہ (۸۴) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف- محمد وزیر — تاریخ تصنیف- مابعد سنہ ۱۲۵۰ ہجری کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے صرف اس قدر پتہ چلتا ہے کہ کسی مولوی شاہ محمد یعقوب کے معتقد اور مرید تھے۔ اپنے مرشد کے ایماء سے اس رسالہ کو مرتب کیا ہے۔

آغاز:-

حمد و شکر اوس ذات سے مختص ہوا	جس کو ہے مخصوص عظم و کبریا
ہیں سبھی اسماء حسین اور صفات	خاص اوسکو گرچہ ہے وہ ایک ذات
اور صلوٰۃ اون پر جو ہیں ختم رسل	ہادی جملہ طرق جملہ سبل

مصنف نے اس تالیف کی وجہ اس طرح بیان کی ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مصنف۔ آزاد   تاریخ تصنیف ما بعد ۱۲۵۰ھ ہجری کتابت

کسی آزاد تخلص شاعر کی تصنیف ہے۔ ان کے حالات کی ہم کو خبر نہیں ہے۔

آغاز:-

بے نام کا نام سب ہے   بے کام کا کام سب ہے
آخر کو وہی ہے گم نام   ہم نام کا نام تم نام
میں تو کا میانہ ہے دل   دیوانہ سیانہ ہے دل

اس رسالہ میں اولاً چند اشعار ہیں اسکے بعد نثر عقاید اور تصوف کے چند مسائل بیان کئے گئے ہیں۔

اختتام:-

وہ ایسی کل نہیں ہے جو قیامت کی کل جس کل میں بے کل ہے
اے دل خالی کل کل کیوں کرتا ہے یک اپنی کل کی کل موندہ ہے

(۱۱۹) صراط المتقین

نمبر (۱۰۷) سائز (۹½ × ۷½) صفحہ (۲۵۶) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف۔ نامعلوم   تاریخ تصنیف ۱۲۵۳ھ کتابت ۱۲۵۴ھ ہجری

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔ سبب تالیف میں بھی مصنف نے اپنا نام نہیں لکھا ہے۔ جو صراحت سبب تالیف میں کی گئی ہے وہ حسب ذیل ہے۔

"سنا چاہیے کہ یہ عاصی اکثر اوقات شرک و بدعت کی ذکر کرتا رہتا تھا۔ اور اس کا چرچا اپنے ہم جلیسوں سے رکھتا تھا ان میں سے ایک شخص مسمی میر محمد علی اللہ اس کو توفیق نیک عطا کرے اگرچہ کم عمر جوان بیس بچیس برس کی سن کا ہے لیکن قال اللہ قال رسول کی نہایت شوق رکھتا ہے اور ہر روز مجھ سے شرک و بدعت کی برائی پوچھتا رہتا تھا۔ الآخر امر ایک روز بضد ہو کر کہا اگر آپ مجھے ایک کتاب شرک و بدعت وغیرہ کی برائی میں لکھ کر پڑھا دیں تو اجر عظیم ہوگا۔ اگرچہ میں پہلے پہلو تہی کیا لیکن پھر خیال آیا کہ جانکر نہ سکھانا کبیرہ گناہ ہے اور اکثر لوگ نادانستگی سے شرک و بدعت کے بھونرے میں پڑے ہیں اون کو بھی فائدہ ہوگا سمجھ کر کمر ہمت کی باندھکے قرآن مجید اور احادیث شریف سے روزمرہ درس وار سلیس زبان ہندی میں جو قریب الفہم ہے لکھ دینا شروع کیا اور محض سمجھانا منظور رہا جیسا کہ قول عرب ہے تکلم الناس علی عقولہم یعنی بات کرو آدمیوں سے ان کی سمجھ کے موافق اور اللہ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

باتیں درج ہیں۔ کتاب آٹھ باب اور ایک خاتمہ پر منقسم ہے۔ تفصیل یہ ہے۔

(۱) رُوح کا بیان بعد دفن (۲) قیامت کا بیان (۳) مسلمان اور کافر بچوں کا بیان (۴) حساب یوم قیامت (۵) پل صراط (۶) بہشت اور اہل بہشت (۷) دوزخ کا بیان (۸) دوزخ سے معافی شفاعت آنحضرت کے بعد۔ خاتمہ میں عمل نیک اور بد کی صراحت کیگئی ہے۔

اختتام:۔ "میزان کے اعمال مسلمان کے ہوئے کہ اس میں اعمال تولیں پلہ اعمال مومنوں کا سرخ ہوئے، اور پلہ گنہ گاروں کا سیاہ ہوگا۔ الٰہی پلہ اعمال تمام مسلمانان اور مومنان کتیں لطف وکرم سے اپنے بھار میں کر۔ بحق محمد وآلہ الخ"

خاتمہ:۔ تمت الکتاب...... مسمی باخبار المعاد۔ بتاریخ پنجم ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۲۷۴ ہجری۔

(۱۱۷) رسالہ عقائد

نمبر (۴۰) سائز (۸×۵) صفحہ (۱۶) سطر (۱۷) خط نستعلیق کاغذ ولایتی بلو

مصنف۔ نامعلوم۔ تاریخ تصنیف قریب سنہ ۱۲۵۰ ہجری کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز:۔

اللہ کا نام حرز جاں ہے — وہ حاضر و ناظر و عیاں ہے
بعد اس کے رسول آل و یاراں — کہنہ ان پہ درود با دل وجاں
پھر بعد میں جتنے اہل ایمان — تو ان کے ہی ساتھ ان کو پہچان

ابتداء میں چند شعر ہیں اس کے بعد نثر میں اس امر پر بحث کی گئی ہے کہ یا محمد کہنا جائز ہے یا نہیں بیان کے ثبوت میں قرآن اور احادیث سے استدلال بھی کیا گیا ہے۔

اختتام:۔ "پس یہ تمام تجلی ذات کے بیچ ذات کے واسطے ذات کے ہے ازل سے ابد تک اور حد شرعی موافق مراتب ظہور کے قل اللہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون وکل حزب بما لدیھم فرحون وصلی اللہ علیہ وسلم"

(۱۱۸) رسالہ عقائد مولانا آزاد

نمبر (۴۰) سائز (۸×۵) صفحہ (۸) سطر (۱۷) خط نستعلیق کاغذ ولایتی۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

...... حدیث آیات سے یہ سب کلام یادگار رہے اس سے عبدالحی کا نام

عرف خمسہ مار دالابرار رہے

خاتمہ - این نوشتہ میر مہدی حسین تاریخ ہفت دہم محرم ۱۲۵۹ھ ہجری

(۱۱۵) رسالہ اخلاق

نمبر (۳۵۹) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۱۹) سطر (۱۵) خط نسخ و نستعلیق - کاغذ دیسی

مصنف نامعلوم تاریخ تصنیف - قریب ۱۲۵۰ھ کتابت

اس رسالہ کے مصنف کا نام معلوم نہ ہو سکا۔

آغاز - "اعملوا آل داود شکر و قلیل من عبادی الشکور الخ

یعنے عمل کرو تم اے آل داؤد کی شکر کا اور تھوڑی ہیں میرے بندوں سے شکر کرنے ہارے۔"

عقاید اور اخلاق کے متعلق قرآنی آیات اور حدیث لکھ کر ان کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

اختتام - "اور البتہ چکھائے گی ہم اون کتیں عذاب اون سے یعنے عذاب دنیا سوائے عذاب اکبر کی کل انا بہتر شیخ بما فیہ ہر ایک یاس ٹپکتا ہے - جیز ایک کی بیج اوسکی ہے۔"

اس کتابہ کے بعد ایک طویل فارسی خط بھی شامل ہے مگر کاتب اور مکتوب الیہ کا پتہ نہیں چلتا۔

مخاطب "خان صاحب بسیار مہربان سلامت" سے شروع ہوا ہے۔

(۱۱۶) اخبار المعاد

نمبر (۴۳۹) سائز (۷½ × ۵½) صفحہ (۱۰۱) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف - درویش علی تاریخ تصنیف قریب ۱۲۵۰ھ کتابت ۱۲۷۴ھ

مصنف کے متعلق کوئی معلومات بہم دست نہیں ہوئے۔

آغاز - "الحمد للہ الخ

اما بعد عاجز بندوں سے اللہ تعالی پاک کے درویش علی ابن شیخ محمد مشہدی کا بخشے اللہ تعالی گناہاں اس کے اور ڈھانپے عیباں اسکے - عرض کرتا ہے کہ یہ رسالہ لکھا ہوا ہے اور اوپہ اخبار مختصر موت میں اور احوال روح اور قیامت اور لڑکے مسلمان اور کافروں کے اور حساب بندوں کا اور گذرنا پل صراط سے اور تعریف بہشت کی اور بہشتوں کی۔" جیسا کہ آغاز کی عبارت سے واضح ہے اس میں عقاید وغیرہ کی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۱۱۳) عقائد حنفی

نمبر (۲۱۶) سائز (۱۲ × ۸) صفحہ (۶) سطر (۱۵) خط ثلث کاغذ۔ ولایتی

مصنف۔ نامعلوم۔ تاریخ تصنیف قریب ۱۲۵۰ھ ہجری کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات فراہم نہ ہو سکے۔

آغاز:۔ " قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان فی الجنۃ شجرۃ الخ

یعنے فرمائے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تحقیق بہشت میں یک جھاڑ ہے نام اُس کا آبحیات اور اوس جھاڑ کی سر پر ایک پرندہ نام اس کا العات اور اس جھاڑ کے نیچے ایک پانی کا چشمہ ہے نام اس کا الطیبات"

اس مختصر رسالہ میں حنفی عقاید کے چند مسائل نثر میں لکھے گئے ہیں۔

اختتام:۔ " فرمائے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور جو کوئی بندہ خدا کا کہتا ہوے ہر روز لا الٰہ الا اللہ سو بار تو اوٹھادے گا اس کتیں اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اور اس کا موں روشن اچھیاگا چودویں رات کی چاند کی مانند"۔

(۱۱۴) خمسہ عبد الحی

نمبر (۴۵۵) سائز (۹ × ۵) صفحہ (۲۵) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف۔ عبد الحی تاریخ تصنیف۔ قریب ۱۲۵۰ھ ہجری کتابت ۱۲۵۹ھ ہجری

مصنف کے متعلق کوئی معلومات بہم دست نہیں ہوئے۔

آغاز:۔

یا الٰہی توں بڑا غفار ہے
سب کے عیبوں کا تو ہی ستار ہے
تیرے آگے ہر کوئی لاچار ہے
کل شی کا تو ہی مختار ہے
کیا ہوں جیسا کہ تو کرتا رہے

اس مخمس میں چند عقاید کی باتیں لکھی گئی ہیں۔

اختتام

شکر حق یہ ہو چکا خمسہ تمام
یکصد و پنج بند اسے خاص و عام

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

کہا ہم کو دے کر خدا زندگی پچھا تو مجھے اور کرو بندگی

اس مجموعہ میں علم فقہ اور عقاید وغیرہ سے متعلق چھوٹی چھوٹی چند مثنویاں اور رسالے شامل ہیں۔ ان مثنویوں کے نام یہ ہیں۔ مثلاً تاج العقائد۔ نجات نامہ۔ نور الاسلام۔ شرف الایمان۔ ہدایت نامہ۔ مفتاح الایمان۔ ان میں سے نجات نامہ اور شرف الایمان نثر میں ہیں اور باقی نظم میں۔

اختتام:-

کبھو ایک بیت دکھنی میں لکھا نہیں ضرورت اس کتیں دکھنی میں کہاں میں
عوام الناس کی ہیں گفتگو پر لکھا ہوں حیات اس کو میرے برادر
تکلف نیں کیا ہوں و یک منظوم کہ تا ہر ایک کو ہووے معلوم
الٰہی کر میرے خاطر کتیں شاد دو عالم سے میرا دل کر تو آزاد

خاتمہ: بتاریخ سلخ شہر ذیقعدہ ۱۲۶۵ھ این کتاب مالک کریم بی بی اگر کسے دعوی کند باطل است منور زوجہ غلام غوث خاں باتمام رسید در شہر مدراس

(۱۱۲) رسالہ منظوم عقائد

نمبر (۲۱۲) سائز (۱۱ ½ × ۶) صفحہ (۴) سطر (۱۷) خط شکستہ کاغذ۔ دیسی
مصنف۔ صدیق۔ تاریخ تصنیف قریب سنہ ۱۲۵۰ ہجری کتابت
مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز:-

بیاں حمد سے کر کر نامہ اول قلم لیک میدان مضمون میں چل
زباں کو کھاں جو سکت جو کہے کہے صد زباں سے کریں تو قاصر رہے
عجب بھید ہے ایک کرتار کا کیا ہے او........ ان بسلہار کا

اس مثنوی میں عقاید کے چند مسائل بیان کئے گئے ہیں۔

اختتام:-

صدیق کا سوچی کھلا جلدی سولا کہ ہے عبد بندے کا سوچ جو کھار رہا
ناقص الآخر مثنوی ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام دربیان غسل واجب وسنت

ہے میت کتیں غسل واجب کہو یہی کا فر جنت میں مسلماں ہو

اس کے بعد کے اوراق نہیں ہیں۔

(۱۱۰) نورالہدا

نمبر (۳۴۳) سائز (۷×۶ ½) صفحہ (۲۰) سطر (۱۴) خط ثلث کاغذ ولایتی

مصنف۔ حیات تاریخ تصنیف قریب ۱۲۵۰ھ کتابت ۱۲۷۶ھ ہجری

آغاز:۔

یا الٰہی یا الٰہی یا رحیم یا حلیم یا حلیم یا کریم
اب بحق مصطفےٰ اور فاطمہ تو ہمارا خیر سے کر خاتمہ
مصطفےٰ پر جان میرا ہے نثار آل اور اصحاب پر ہے بار بار

اس مثنوی میں سکرات۔ مفارقت روح فرزندوں اور اقارب سے جدائی۔ میت کے دوست۔ تذکرہ قبر۔ سوال منکر نکیر وغیرہ کا ذکر ہے۔

اختتام:۔

رنج وراحت کا بیاں کب تک حیات شرک سے تو دور ہو جائے نجات
بھائی جاں نورالہدا اب ہوا تمام مصطفےٰ پر ہو درود اور سلام

خاتمہ:۔ بتاریخ ماہ جمادی الآخر روز جمعہ بوقت ظہر تمام شد ۱۲۷۶ھ

(۱۱۱) مثنویات حیات

نمبر (۶۴۱) سائز (۷ ½×۵ ½) صفحہ (۳۰۴) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف۔ حیات تاریخ تصنیف قبل ۱۲۵۰ھ کتابت

آغاز:۔

کروں ابتدا میں بحمد خدا عدم تھے ہمیں ہم کو پیدا کیا
ہے برحق محمد خدا کا رسول کرے حکم اس کا دل وجاں قبول
کہا ہم کو دیگر خدا زندگی پچھانو مجھے اور کرو بندگی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

یقیں ہے محمد خدا کا رسول کرے حکم اس کا دل و جاں قبول
کہا ہم کو دیکر خدا زندگی پچھانو مجھے ہور کرو بندگی

اس مثنوی میں عقاید کے چند مسائل کا ذکر کیا گیا ہے۔

اختتام

حیات یہ عقاید لکھا مختصر کہو دل سے اپنے دعا خیر کر
سراج العقائد ہوئی یہاں تمام بحق محمد علیہ السلام

کتب خانہ آصفیہ میں اس کے دو قلمی نسخے موجود ہیں (مجامع (۱۷۶) مثنوی (۵۴۲)

(۱۰۸) سِراج الفقہ

نمبر (۴۰۵) سائز (۸½×۶) صفحہ (۱۵) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف۔حیات تاریخ تصنیف قریب ۱۲۴۴ھ ہجری کتابت

آغاز۔

کہوں دمبدم حمد سبحان کا کہ ہے قوت میرے دل و جاں کا
ہے برحق محمد رسولِ خدا میرا جاں و دل اس پو ہر دم فدا

اس میں فقہ حنفی کے چند مسائل ہیں مگر کتاب کے اوراق آگے پیچھے کر دیئے گئے ہیں۔ آغاز بیچ صفحے میں وہ اختتام پر ہونا چاہیئے۔ نفس کتاب کے اختتام میں بعض دیگر شعراء کے قصائد اور غزلیات سلام وغیرہ درج ہیں۔ ان کو اس کتاب سے تعلق نہیں ہے۔

کتب خانہ آصفیہ میں اس کا ایک نسخہ موجود ہے (سیر ۲۶۷)

(۱۰۹) سراج الفقہ (دوسرا نسخہ)

نمبر (۴۸۸) سائز (۸×۶) صفحہ (۴۸) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

ناقص الاول و ناقص الآخر ہے۔

آغاز۔

ویا سات مسکیں کو دینا طعام و یا ایک آزاد کرنا غلام

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام۔ "اور جو مردا دفن ہوچکا ہے تو نماز اسکی قبر پر جاکر پڑھے اور جو قبر پر بھی حاضر نہ ہوسکے تو دور ہی سے پڑھ لے۔"

خاتمہ۔ فقیر ہیچ مداں خیر خواہ خلق اللہ سید عبداللہ عفی اللہ عنہ

الٰہی تو دے اس مصنف کو نیکی ۔۔۔ سمجھائی ہمیں جس نے یہ بات اچھی

عمل جو مسلماں اس پر کرے گا ۔۔۔ بفضل الٰہی وہ مقبول ہوگا

نہ چھوٹے یہاں اس کی اس سے نماز ۔۔۔ بہشتی کرے وہاں اسے کارساز

یہ نسخہ تسئیر الصلوٰۃ کا مطبع احمدی میں چھپایا گیا جو شہر جھجرہ متعلقہ ضلع ہوگلی کے درمیان واقع ہے۔

(۱۰۶) تسئیر الصلوٰۃ (دوسرا نسخہ)

نمبر (۵۰۹) سائز (۸½×۵½) صفحہ (۲۷) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

آغاز۔ "اللہ کا رحم بنی آدم پر نہایت ہوا کہ اسکی ہدایت کے واسطے ایسا رسول مقبول بھیجا کہ وہ معراج سے مشرف ہوئے۔"

اختتام۔ "اور جو مردہ دفن ہوچکا ہے تو نماز اسکی قبر پر جاکر پڑھے اور جو کوئی ایک بھی مسلمان قبر پر کسی طرح حاضر نہ ہوسکے تو دور ہی سے پڑھے حدیثیں اس رسالے کی مشکوات شریف میں موجود ہیں۔"

خاتمہ۔ اس رسالہ کے مصنف کا نام مولوی ولایت علی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ تمت تمام شد۔ یہ نسخہ تسئیر الصلوٰۃ کا مطبع احمدی میں چھپایا گیا جو شہر جھجرہ متعلقہ ضلع ہوگلی کے درمیان واقع ہے۔ ۲۵ شہر ذی الحجہ سنہ ۱۲۵۰ھ

(۱۰۷) سراج العقائد

نمبر (۴۰۵) سائز (۸×۶) صفحہ (۴) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف۔ محمد حیات ۔۔۔ تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۴۴ ہجری کتابت

مصنف کا نام محمد حیات اور تخلص حیات تھا۔ انھوں نے کئی ایک چھوٹی چھوٹی مثنویاں اپنی اولاد کے لئے لکھی ہیں۔ تفصیلی حالات سے ہم واقف نہیں ہیں۔ ان کی کئی مثنویاں کتب خانہ آصفیہ اور کتب خانہ سالار جنگ میں موجود ہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اپنے زمانہ میں یہ مشہور شخص تھے۔ فقہ اور عقائد میں انھوں نے اپنے نقش چھوڑے ہیں اس قدر پتہ چلتا ہے کہ ان کا مدرسہ سے تعلق تھا۔

آغاز۔ کروں ابتدا میں بہ حمد خدا ۔۔۔ عدم تھے ہمیں ہم کو ان پیدا کیا

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اس شرمندہ نابکار سے کس طرح بیان ہو سکے"۔
اس رسالہ میں فقہ کے مسائل بیان کئے گئے ہیں۔ کوئی ترتیب نہیں ہے۔ بلکہ بلا لحاظ مسئلہ کے سرخی لکھ کر سوال وجواب کے طور پر مختلف مسائل فقہ بیان کر دیئے گئے ہیں جیسا کہ خاتمہ کی عبارت سے واضح ہے اس میں مولانا سید ثناء اللہ پانی پتی کے بیان کردہ مسائل کا ذکر ہے۔

اختتام "اس پر علماء کا اجماع ہے کہ بے ادبی اور چھٹانی کسی ایک پیغمبر علیہ السلام کے جناب میں کرنی کفر ہے خواہ اس کا کرنے والا حلال جانکے اس کو کرے خواہ حرام جانکے اور روافض جو یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دشمنوں کے ڈر سے بعض حکم اللہ جل شانہ کے امت کو نہیں پہنچائے کفر ہے ایسا کہنے والا بیشک کافر ہوا"

خاتمہ "الحمد للہ کہ یہ کتاب کہ اکثر مسئلے اس میں مالا بد منہ کے ہیں جسکو حضرت عمدۃ العلما جامع الشریعت وطریقت مولانا ثناء اللہ رحمتہ اللہ علیہ پانی پتی نے جو خلیفہ تھے حضرت مرزا شاہ مظہر جانجاناں قدس سرہٗ العزیز کے تصنیف کیا تھا۔ نیک وقت اچھی تاریخ کہ ساتویں شہر ربیع الثانی سنہ ۱۲۵۳ ہجری کی ہے مطبع احمدی میں تمام ہوئی۔ ایں کتاب از دست محمد عباس علی۔ تاریخ چہارم ماہ شوال سنہ ۱۲۵۷ ہجری روز پنجشنبہ بوقت ظہر صورت پذیر رفت"۔
یہ قلمی کتاب مطبوعہ کتاب سے نقل کی گئی ہے۔

(۱۰۵) تسیر الصلوات

نمبر (۲۵۲) سائز (۸ × ۶) صفحہ (۲۵) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف۔ میر ولایت علی   تاریخ تصنیف قریب سنہ ۱۲۵۰ھ کتابت

مولوی ولایت علی سید احمد شہید کے مرید تھے اور وہابی تحریک کے پرزور مبلغ تھے عظیم آباد کے رہنے والے تھے۔ حیدرآباد آکر نواب مبارز الدولہ کے پاس قیام کیا اور مبارز الدولہ کو اس تحریک میں شامل کر لیا تھا آپ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔

آغاز "اللہ کا رحم بنی آدم پر بہ نہایت ہوا کہ اسکی ہدایت کے واسطے ایسا رسول مقبول بھیجا کہ جب وہ معراج سے مشرف ہوئے تو نماز پنج گانہ کہ پرتو معراج کا رکھتے ہیں۔ ہمارے واسطے بھی حصہ لیتے آئے درود ایسے نبی پر اور اس کے آل واصحاب پر"۔
یہ کتاب جیسا کہ نام سے واضح ہے نماز کے متعلقہ ہے مگر اس میں فقہ کے چند اور مسائل بھی آگئے ہیں

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

فقہ منظوم ہے ماہ ربیع الاول۔ ربیع الثانی۔ رمضان اور محرم میں وعظ بیان کرتے۔ امیر و غریب سے یکساں سلوک فرماتے ۱۲۵۲ھ میں انتقال فرمایا۔ بودلے صاحب کی کھڑکی کی باہر مدفون ہیں غلام نبی صاحب کو باپ سے بیعت اور خلافت بھی حاصل تھی۔ عرصہ دراز تک مکہ مسجد کی خطابت آپ کے خاندان کی موروثی خدمت تھی۔

آغاز :-

الٰہی توہی حامد توہی محمود — ہوئی جو کن سے ظاہر سب کا معبود
توہی اللہ توہی رحمان..... — توہی خالق توہی رزاق مومن
توہی حق توہی باسط تو علی ہے — توہی فتاح تو والی ولی ہے

اس منظوم رسالہ میں فقہ کے مسائل جو عبادات سے متعلق ہیں یعنے وضو۔ تیمم۔ نماز۔ روزہ۔ سجدہ۔ اقسام سجدہ وغیرہ کی صراحت کی گئی ہے۔ عنوانات کے تحت تذکرہ کیا گیا ہے۔

اختتام :-

نبی صاحب کی برکت سے شتابی — پنجتن پاک تن من کر خدایا
یہاں اور وہاں بخوبی رکھ ہمیشہ — تو دنیا دین احسن کر خدایا

خاتمہ ۔ مولف ایں رسالہ فقیر حقیر خاکپائے شہنشاہ حبیب الٰہی غلام نبی ابن سید غلام سرور صاحب قدس سرہ خطیب مکہ مسجد التماس ایں کہ برائے مطالعہ فرماید۔ صلوٰۃ و خاتمہ اخلاص نماید ایں کتاب کاتب محمد عبدل۔ تاریخ بست دویم شوال المعظم ۱۲۵۷ھ ہجری۔

(۱۰۴) رسالہ فقہ (انتخاب مسائل مالابد منہ)

نمبر (۲۴۲) سائز (۸×۵) صفحہ (۶۲) سطر (۱۱ تا ۱۵) خط نستعلیق۔ کاغذ دیسی

مصنف۔ سید عبداللہ تاریخ تصنیف ۱۲۵۰ھ کتابت ۱۲۵۷ھ

مصنف کے والد کا نام سید بہادر علی، دادا سید غلام حسن بن سید جعفر تھے۔ فقہ سے دلچسپی تھی۔ اپنے وقت کے علماء میں شمار ہوتے تھے۔ شمالی ہند سے تعلق رکھتے تھے۔ انکی ایک دوسری کتاب کا تذکرہ قبل ازیں ہو چکا۔

آغاز :- اللہ جل شانہٗ کی حمد اور احسان کا بیان اس ہیچ مدان نالایق سے کیونکر ادا ہوسکے جسکی ایک آن نے ہزارہا نعمتوں پہ شرف رکھا غالب آیا اور نعت اس سرور کائنات کی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اس شرمندہ نابکار سے کس طرح بیان ہو سکے"۔
اس رسالہ میں فقہ کے مسائل بیان کئے گئے ہیں۔ کوئی ترتیب نہیں ہے۔ بلکہ بلا لحاظ مسئلہ کے سرخی لکھ کر سوال و جواب کے طور پر مختلف مسائل فقہ بیان کر دیئے گئے ہیں جیسا کہ خاتمہ کی عبارت سے واضح ہے اس میں مولانا سید ثناء اللہ پانی پتی کے بیان کردہ مسائل کا ذکر ہے۔

اختتام "اس پر علماء کا اجماع ہے کہ بے ادبی اور چھٹانی کسی ایک پیغمبر علیہ السلام کے جناب میں کرنی کفر ہے خواہ اس کا کرنے والا حلال جانکے اس کو کرے خواہ حرام جانکے اور روافض جو یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دشمنوں کے ڈر سے بعض حکم اللہ جل شانہ کے امت کو نہیں پہنچائے کفر ہے ایسا کہنے والا بیشک کافر ہوا"

خاتمہ "الحمد للہ کہ یہ کتاب کہ اکثر مسئلے اس میں مالا بد منہ کے ہیں جسکو حضرت عمدۃ العلما جامع الشریعت و طریقت مولانا ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ پانی پتی نے جو خلیفہ تھے حضرت مرزا شاہ مظہر جانجاناں قدس سرہٗ العزیز کے تصنیف کیا تھا۔ نیک وقت اچھی تاریخ کہ ساتویں شہر ربیع الثانی سنہ ۱۲۵۳ ہجری کی ہے مطبع احمدی میں تمام ہوئی۔ ایں کتاب از دست محمد عباس علی۔ تاریخ چہارم ماہ شوال سنہ ۱۲۵۷ ہجری روز پنجشنبہ بوقت ظہر صورت پذیر رفت۔"
یہ قلمی کتاب مطبوعہ کتاب سے نقل کی گئی ہے۔

(۱۰۵) تسییر الصلوٰات

نمبر (۲۵۲) سائز (۸ × ۶) صفحہ (۲۵) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف۔ میر ولایت علی تاریخ تصنیف قریب سنہ ۱۲۵۰ھ کتابت

مولوی ولایت علی سید احمد شہید کے مرید تھے اور وہابی تحریک کے پُر زور مبلغ تھے۔ عظیم آباد کے رہنے والے تھے۔ حیدرآباد آکر نواب مبارز الدولہ کے پاس قیام کیا اور مبارز الدولہ کو اس تحریک میں شامل کر لیا تھا آپ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔

آغاز "اللہ کا رحم بنی آدم پر بہایت ہوا کہ اسکی ہدایت کے واسطے ایسا رسول مقبول بھیجا کہ جب وہ معراج سے مشرف ہوئے تو نماز پنج گانہ کہ پر تو معراج کا رکھتے ہیں۔ ہمارے واسطے تحفہ لیتے آئے درود ایسے نبی پر اور اس کے آل و اصحاب پر"
یہ کتاب جیسا کہ نام سے واضح ہے نماز کے متعلقہ ہے مگر اس میں فقہ کے چند اور مسائل بھی آ گئے ہیں

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

فقہ منظوم ہے ماہ ربیع الاول۔ ربیع الثانی۔ رمضان اور محرم میں وعظ بیان کرتے۔ امیر و غریب سے یکساں سلوک فرماتے ۱۲۵۲ھ میں انتقال فرمایا۔ بودلے صاحب کی کھڑکی کی باہر مدفون ہیں غلام نبی صاحب کو باپ سے بیعت اور خلافت بھی حاصل تھی۔ عرصہ دراز تک مکہ مسجد کی خطابت آپ کے خاندان کی موروثی خدمت تھی۔

آغاز:۔

الٰہی تو ہی حامد تو ہی محمود ہوئی جو کن سے ظاہر سب کا معبود

تو ہی اللہ تو ہی رحمان..... تو ہی خالق تو ہی رزاق مومن

تو ہی حق تو ہی باسط تو علی ہے تو ہی فتاح تو والی ولی ہے

اس منظوم رسالہ میں فقہ کے مسائل جو عبادات سے متعلق ہیں یعنے وضو۔ تیمم۔ نماز۔ روزہ۔ سجدہ۔ اقسام سجدہ وغیرہ کی صراحت کی گئی ہے۔ عنوانات کے تحت تذکرہ کیا گیا ہے۔

اختتام:۔

نبی صاحب کی برکت سے شتابی پنجتن پاک تن من کر خدایا

یہاں اور وہاں بخوبی رکھ ہمیشہ تو دنیا دین احسن کر خدایا

خاتمہ۔ مولف ایں رسالہ فقیر حقیر خاکپائے شہنشاہ حبیب الٰہی غلام نبی ابن سید غلام سرور صاحب قدس سرہ خطیب مکہ مسجد التماس ایں کہ برائے مطالعہ فرماید۔ صلوٰۃ و خاتمہ اخلاص نماید ایں کتاب کاتب محمد عبدل۔ تاریخ بست دویم شوال المعظم ۱۲۵۷ھ ہجری۔

(۱۰۴) رسالہ فقہ (انتخاب مسائل مالابدمنہ)

نمبر (۲۴۲) سائز (۵×۸) صفحہ (۶۲) سطر (۱۱ تا ۱۵) خط نستعلیق۔ کاغذ دیسی

مصنف۔ سید عبداللہ تاریخ تصنیف ۱۲۵۰ھ کتابت ۱۲۵۷ھ

مصنف کے والد کا نام سید بہادر علی، دادا سید غلام حسن بن سید جعفر تھے۔ فقہ سے دلچسپی تھی۔ اپنے وقت کے علماء میں شمار ہوتے تھے۔ شمالی ہند سے تعلق رکھتے تھے۔ انکی ایک دوسری کتاب کا تذکرہ قبل ازیں ہو چکا۔

آغاز:۔ اللہ جل شانہ کی حمد اور احسان کا بیان اس ہیچ مدان نالایق سے کیونکر ادا ہو سکے جس کی ایک آن نے ہزارہا نعمتوں پہ شرف رکھا غالب آیا اور نعت اس سرور کائنات کی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

ہوئی تاریخ ضم نظم کی فکر **اختتام**
یتی سی یاد رکھا ہے ہر ایک ذکر
کہی تاریخ یہی ہاتف نے کہتا ہے
ہوئی نظم پاک مقبول الٰہی

(۱۰۲) تنبیہ المسلمین

نمبر (۳۲۲) سائز (۸×۵) صفحہ (۳۴۶) سطر (۱۵) خط ثلث کاغذ دیسی

مصنف نامعلوم تاریخ تصنیف ماقبل ۱۲۵۰ھ کتابت ۱۲۵۷ھ

ناقص الاول اور ناقص الآخر ہے۔

مصنف کے متعلق ہمیں کوئی علم نہیں ہے۔

آغاز:- باب اول صور اور مواقف اور شفاعت شافعان خصوصی سرور موجودات کی شفاعت اور حساب جھڑتی میں ہے۔ فصل (۱) در بیان شدن قیامت بعینہ۔ فصل (۲) در بیان صور و صعقہ اس کتاب میں عقائد کا بیان ہے۔ کتاب کئی فصل میں تقسیم ہے۔ کل (۱۲۶) فصل میں جس سے واضح ہوگا کہ کس قدر صراحت کے ساتھ عقاید اور روز قیامت حشر و نشر کا بیان اس کیا ہوا ہے۔

اختتام:- لیکن جہنم میں رہنے تلک کیا واسطے اون کمالات کی استعداد جو جنت میں ہیں نہ رکھینگے اور اپنے رب کے ساتھ اس موطن کے موافق قربت حاصل کرینگے۔ اگرچہ قرب کو اُن کتیں نہ پہنچیں گے جو اہل جنت کتیں فضیلت ہے۔ اللھم ربی اعذنا من جنھم وادخلنا فی جنتک۔ الخ"

(۱۰۳) رسالہ فقہ

نمبر (۱۲۳) سائز (۶×۴) صفحہ (۲۰۴) سطور (۱۱) خط شکستہ کاغذ دیسی

مصنف۔ غلام نبی تاریخ تصنیف قریب سنہ ۱۲۵۰ھ کتابت

اس کے مولف مولوی غلام نبی صاحب تھیا جو غلام سرور صاحب کے فرزند تھے بڑے پائے کے عالم اور صوفی اور رکہ مسجد کے خطیب تھے۔ کئی ایک کتابوں کے مصنف ہیں۔ شاعر بھی تھے۔ چنانچہ یہ رسا

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

عفی اللہ عنہا نے کر کے مطبع احمدی میں چھپوایا۔۔۔۔۔۔۔۔ اس کتاب از دست محمد عباس علی در شہر مدراس تاریخ بست و پنجم ماہ ذیقعدہ ۱۲۵۰ھ روز شنبہ صورت پذیر رفتہ"

یہ کتاب کئی بار طبع ہوئی ہے اس کے دو نسخے کریمی لائبریری بمبئی میں موجود ہیں۔ کتب خانہ آصفیہ میں بھی ایک مطبوعہ نسخہ ہے اور قلمی نسخہ بھی ہے (مواعظ ۹۷)

(۱۰۱) مثنوی در رجعت امام جواب سیف قاطع (برق لامع)

نمبر (۲۸۰) سائز (۸½ × ۶) صفحہ (۱۶۵) سطر (۱۰) خط نستعلیق۔ کاغذ۔ ولایتی

مصنف سید علی حسن اشک تاریخ تصنیف ۱۲۴۸ھ کتابت۔

سید علی حسن نام اور اشک تخلص تھا۔ امام بخش ناسخ کے شاگردوں میں شامل تھے۔ اپنے استاد کے رنگ میں طبع آزمائی کرتے تھے۔ مذہب سے بھی خاص لگاؤ تھا۔ شیعہ مذہب کے پیرو تھے اس مثنوی میں اپنے مذہب کے عقاید کے ایک جز کا تذکرہ کیا ہے۔ ۱۲۵۰ھ ہجری کے بعد بھی زندہ تھے۔ دیوان بھی مرتب کیا تھا

آغاز:-

اگر ہوں بسملہ سے فارغ افواہ
کریں تحمید یوں الحمد للہ

کسی سے نہیں ہرگز مشبہ
جہات و امکنہ سے ہے منزہ

خدا وہ ہے جو افہام سے دور
ہر اک موہوم کی اوہام سے دور

اس مثنوی میں امامیہ عقاید کے بموجب امام آخر الزماں کے دوبارہ واپس آنے کے واقعات قلم بند کئے گئے ہیں۔ آغاز میں حدیثیں بطور عنوان لکھے گئے ہیں۔

مصنف کا تخلص اور ناسخ کی مدح

بس اے اشک اب قلم رکھ لے یہاں سے
ملے گا اجر امام انس و جاں سے

ہوئی منظوم ہندی میں بخوبی
حدیث رجعت مہدی ہادی

مجھے اور میرے استاد زماں کو
جناب ناسخ معجز بیاں کو

میرے ماں باپ اور اخوان سب کو
محبان امیر المومنیں کو

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۱۰۰) تنبیہ الغافلین

نمبر (۲۴۲) سائز (۸×۵) صفحہ (۲۸) سطر (۱۷) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف۔ سید عبداللہ تاریخ تصنیف ۱۲۲۶ھ ہجری کتابت

سید عبداللہ نام۔ بہادر علی کے فرزند تھے جو فورٹ ولیم کالج کے دارالترجمہ کے مشہور مترجم تھے۔ سید عبداللہ کے تفصیلی حالات کی ہمیں اطلاع نہیں ہے

آغاز۔ "حمد بیحد اس منعم حقیقی کو سزاوار ہے جسکی نعمت عام اس کے ماسوا تمام جہاں پر چھا گئی اور شکر بے انتہا اس ہادی مطلق کو لایق ہے کہ جسکی ہدایت نے مومنین کے دلوں کو ایمان کی حلاوت بخشی۔"

یہ کتاب شاہ سید احمد شہید کی مشہور فارسی کتاب تنبیۃ الغافلین کا ترجمہ ہے اس میں عقاید کے چند مسائل لکھے گئے ہیں۔ آخرت کو پیش نظر رکھنے اور دنیا کے گناہوں سے باز رہنے کے لئے مسائل بیان کئے گئے ہیں۔ ثبوت میں قرآن اور حدیث سے استدلال کیا گیا ہے۔ مترجم کے بیان سے واضح ہوتا ہے۔ اس کے پہلے کسی اور نے ترجمہ کیا تھا۔ مگر وہ بامحاورہ نہیں تھا۔ اس لئے مترجم نے دوبارہ ترجمہ کیا ہے۔ کتاب بیس ابواب میں منقسم ہے۔ جن کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) دنیا کی دوستی (۲) قیامت (۳) دوزخ (۴) بہشت (۵) ماں باپ اور ہمسایوں کے حقوق۔ (۶) سود (۷) زکوٰۃ و عشر (۸) نشہ کا استعمال (۹) نماز (۱۰) قرآن کی تلاوت (۱۱) ماہ رمضان (۱۲) میاں بیوی (۱۳) جھوٹ اور سچ (۱۴) غیبت اور چغلی (۱۵) حسد (۱۶) اخلاق حسنہ (۱۷) تحمل اور برداشت (۱۸) نیکی (۱۹) ابو شحمہ کا بیان (۲۰) ماتم اور نوحہ۔

اختتام۔ "یا اللہ یا کریم تو اپنے فضل و کرم کے باعث میرے اور سب مومنوں کے دل پر سے اس دنیائے ناپائدار کی محبت اٹھا اور ہم کو اپنی رضامندی کی باتوں پر مضبوط رکھ اور چلا اور نارضامندی کی باتوں سے خوب بچا۔"

خاتمہ "جاننا چاہئے کہ رسالہ تنبیہ الغافلین فارسی کا جس کے مضامین کو سیدنا و مولانا و مرشدنا قدوۃ علمائے شریعت زبدۃ کبرائے طریقت حامی شرع و سنت محمدیہ قاطع رسوم شرک و بدعت سیہ مقبول بارگاہ احد جناب امیر المومنین سید احمد دام اقبالہ و برکاتہ نے اپنی زبان مبارک سے گمراہوں کی ہدایت کو بیان فرمایا تھا۔ اب فائدہ عالم کے واسطے اس کا ترجمہ ہندی زبان میں اس فقیر نالایق سید عبداللہ ولد سید بہادر علی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

جواہر دیگر مسجود ملایک کیا" جیساکہ کتاب کے نام سے واضح ہے کہ اس میں نماز کے مسائل بیان کئے گئے ہیں کتاب کو ابواب اور فصل میں تقسیم کیا گیا ہے۔ نماز کے ہر ایک مسئلہ کی صراحت کی گئی ہے۔ آخر میں روزہ کا ذکر کیا گیا ہے اور روزہ کے مسائل بھی بیان کئے گئے ہیں۔ فارسی کتاب مفتاح الصلوٰۃ کا یہ ترجمہ ہے جو اردو میں کیا گیا ہے۔

اختتام۔ "مسئلہ اگر کوئی شخص بغیر شب کے روزہ کے نیت کیا تو صحیح ہے۔ خواہ مخواہ شب کا نام لینا ضروری نہیں ہے۔"

خاتمہ۔ "الحمد للہ علیٰ کل حال مفتاح الصلوٰۃ کا ترجمہ تین چار مہینے کے عرصہ میں خاطر خواہ تمام ہوا۔ حق سبحانہ تعالیٰ میری اولاد کو اور ہر ایک اہل اسلام کو اس کے مسائل یاد کرنے سے دین کی مضبوطی اور اسلام کے قائمی عطا فرمائے اگرچہ مسایل وغیرہ بہت ہیں لیکن نماز کے واسطے اس قدر ہو تو بس ہے اللہ مدد کرنے ہارا اور توفیق دینے والا ہے۔

تمت الکتاب بعون الملک الوہاب بتاریخ ہشتم شہر شوال بروز پنجشنبہ بوقت یک پہر روز بر آمد از دست خاص سید عباس سالک ناگوری ۱۲۶۴ھ تحریر یافت۔"

مصنف کی تاریخ تصنیف وغیرہ کی صراحت۔

"یہ بندہ کمترین شاہ سعید الدین کہ تکمیل الایمان کے ترجمہ سے فراغت پایا اور وہ عقاید معتبر کو فضل الٰہی اختتام کیا۔ اکثر دوستان مہربان اور حامیان کرم فرما بجد ہوئے کہ اگر مفتاح الصلوٰۃ کو جو فقہ ضروری اور مقبول تر ...... تب میں اس بات کے فایدہ کے واسطے مناسب جان کر اپنے حوصلہ کے موافق ۱۲۴۱ھ بارہ سو اکتالیس ہجری میں صاف ہندوستانی زبان سے ترجمہ کیا اور نام مصباح الصلوٰۃ رکھا۔"

(۹۹) مصباح الصلوٰۃ (دوسرا نسخہ)

نمبر (۴۵۳) سائز (۸½ × ۵½) صفحہ (۲۳۸) سطر (۱۳ تا ۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی

آغاز۔ "شکر و سجدہ خاص اس معبود مطلق کو سزاوار ہے جو اپنے فضل و کرم سے اس مشت خاک کو انی جاعل فی الارض خلیفہ کے خلعت ...... پیدا کیا۔"

اختتام۔ "اگر کوئی شخص بغیر شب کے روزے کی نیت کیا تو صحیح ہے۔ خواہ مخواہ شب کا نام لینا ضروری نہیں ہے۔"

خاتمہ۔ این کتاب مصباح الصلوٰۃ ماہ ربیع الاول تاریخ نہم بوقت شب تمام شد۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

ان کے خلاف بھی ایک بڑی جماعت کھڑی ہوچکی تھی اس طرح مصنف نے بھی اپنے زور علم کا اظہار کیا ہے افسوس
ہے کہ ہم ان کے متعلق تفصیلی حالات سے واقف نہیں ہیں۔

آغاز "سبحان اللہ کیا شان ہے تیری کہ بغیر مدد دوسرے کی تو نے اتنے بڑے آسمان اور زمین کو کتنی خوبصورتی کے ساتھ پیدا کیا اور کسی نبی ولی کو اپنے کارخانہ میں کچھ اختیار نہیں دیا۔ الٰہی ہزار شکر تیرے احسان کا کہ تو نے ہم کو قرآن شریف اور حدیث سے اپنی توحید کو بوجھایا"۔

اس رسالہ میں عقاید کا تذکرہ ہے کتاب کے نام اور مصنف اور سنہ تصنیف کے متعلق خود مصنف نے دیباچہ میں صراحت کردی ہے جو حسب ذیل ہے۔

"اب ہندوستان میں عجب ایک بلا پھیل گئی ہے کہ اُمت محمدی میں سب لوگ شرک میں گرفتار ہیں لیکن اکثر مسلمان بے چارے بہ سبب بے علمی اور نا واقفگی لاچار ہیں تو اس واسطے بندۂ عاجز خدام علی کے دل میں آیا کہ اس شرک کی بُرائی قرآن شریف سے ثابت کیجیے اور ہدایت کا ترجمہ ہندی زبان میں صاف صاف بیان کرے تاکہ ہر ایک کو فائدہ عام ہو۔ ...... یارب الحمد للہ سن بارہ سو اڑتیس ہجری میں یہ رسالہ بن چکا اور نام "نصیحت المسلمین" رکھا اور سب مطلب اوس کا پانچ فصلوں میں لکھا"

(۱) شرک کی تعریف (۲) شرک کرنے والوں کا بیان (۳) ان چیزوں کا بیان ہے جو خاص اللہ کے لئے مختص ہیں۔ (۴) شرک کرنے والوں کا بیان (۵) سزا کا ذکر ہے۔

اختتام "کیونکہ نظم بہت جلد یاد ہوجاتی ہے۔ خصوصًا لڑکوں کو یاد کرنے کے واسطے بہت خوب ہے تا شرک پنے سے عقیدہ صاف ہو رہے اور برائی شرک کی خوب سے دل میں بیٹھ جاوے"۔

یہ کتاب طبع ہو گئی تھی

(۹۸) مصباح الصلوٰۃ

نمبر (۱۲۷) سائز (۸ ½ × ۵) صفحہ (۲۹۵) سطر (۱۲) خط شکستہ کاغذ دیسی

مصنف۔ شاہ سعید الدین تاریخ تصنیف ۱۲۴۱ھ کتابت ۱۲۶۴ھ

ان کی ایک کتاب تکمیل الایمان بھی ہے جو فارسی سے ترجمہ کی گئی ہے شاہ سعید الدین کے تفصیلی حالات کی ہمیں اطلاع نہیں ہے۔

آغاز "شکر و سجدہ خاص اوس معبود مطلق کو سزاوار ہے جو اپنے فضل و کرم سے اس مشت خاک کو انی جاعلٌ فی الارض خلیفہ کے خلعت پنہا کر اور لقد کرمنا بنی آدم کا

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

سب ثنا ہے حضرت رحمان کو جان وعقل ودیں دیا انسان کو
فضل سے اپنی ہمیں قرآن دیا اس میں امر و نہی سب روشن کیا

اختتام:-

بعد ازاں سب مومنات و مومنیں استجب مولائے رب العالمیں
ہے شجاع الدین حافظ کا کلام تم سنو سب اس خلاصہ کو تمام

خاتمہ: تحریر فی التاریخ ہفتم شہر ذیقعدہ ۱۲۵۷ھ ہجری۔

(۹۶) کشف الخلاصہ (ساتواں نسخہ)

نمبر (۵۰۶) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۳۸) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ۔ دیسی

آغاز:-

سب ثنا ہے حضرتِ رحمان کو جاں وعقل ودیں دیا انسان کو

تاریخ تصنیف:-

ختم پر گذرے تھے جو ہجرت سے سال ہندی کشف الخلاصہ سے نکال
۲۶ ۱۲ ھ

اختتام:-

جبکہ آویں قبر میں منکر نکیر کرا دے تلقین اے ناصر قدیر
جب قیامت میں اُوٹھے وہ بے وفا ہویں شفیع اوسکے محمد مصطفےٰ
یا الٰہی اون پہ نازل کر درود جب تلک ہستی کا ہے بود و نمود
آل واہل بیت اصحاب اجمعین تابعین اور بعد تبع التابعین
بعد ازاں سب مومنات و مومنیں استجب مولائے رب العالمیں
اس رسالہ کا خلاصہ نام ہے اس میں سب احکام دیں اسلام ہے

(۹۷) نصیحت المسلمین

نمبر (۳۰۰) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۶۲) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ۔ دیسی دکھنی

مصنف۔ خدام علی تاریخ تصنیف ۱۲۳۸ھ ہجری کتابت

مصنف شمالی ہند کے رہنے والے تھے اہل حدیث یا وہابی تحریک ہندوستان میں شہرت حاصل کر رہی تھی۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز:-

یا الٰہی یا الٰہی یا رحیم — یا علی یا حکیم یا کریم
اب بحق مصطفےٰ اور فاطمہ — تو ہمارا خیر سے کر خاتمہ

اختتام:-

آل و اہلِ بیت و اصحاب اجمعین — تابعین اور بعد تبع التابعین
بعد ازاں سب مومنات و مومنین — استجب مولائے رب العالمین

خاتمہ - تمام شد - ۳ ربیع الاول ۱۲۵۸ھ

(۹۴) کشف الخلاصہ (پانچواں نسخہ)

نمبر (۱۸۹) سائز (۸½ × ۵½) صفحہ (۳۵) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی کتابت ۱۲۷۱ھ

آغاز:-

سب ثنا ہے حضرتِ رحمان کو — جان و عقل و دیں دیا انسان کو

اختتام:-

آل و اہل بیت و اصحاب اجمعین — تابعین و بعد تبع التابعین
بعد ازاں سب مومنات و مومنین — استجب مولائے رب العالمین
ہے شجاع الدین حافظ کا کلام — تم سنو یہ سب خلاصہ کو تمام

خاتمہ - الحمد للہ والمنہ ہذا النسخہ خلاصہ برطبق ایمائے محی الدین صاحب باررقام محمد یوسف - بتاریخ چہاردھم جمادی الاول ۱۲۷۱ھ حسن انصرام یافت -

(۹۵) کشف الخلاصہ (چھٹا نسخہ)

نمبر (۲۱۶) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۲۱) سطر (۲۱) خط ثلث کاغذ ولایتی کتابت ۱۲۵۷ہجری

آغاز:- اصل مضمون کے پہلے حسب ذیل عبارت درج ہے -

خلاصہ حنفی مذہب میں ترجمہ کیا ہوا حضرت مولانا حافظ شجاع الدین صاحب دام اللہ تعالیٰ برکاتہ - حسب الامر جلیل القدر مولوی عبد الحلیم ولد مرحوم مغفور حضرت مولوی محمد انس صاحب نور اللہ مرقدہ خاک نعلین رسول الثقلین محمد حسین خلف مرحوم محمد سلیم عفی عنہ شرہ نے ۱۲۵۷ھ مقدس معلی میں درمیان شہر بمبئی کے چھاپی -

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

"ہندی کشف الخلاصہ" کے لحاظ سے ۱۲۲۶ھ ہجری ہوتے ہیں۔

۱۲۵۷ھ کے ایک قلمی نسخے میں نثر میں جو عبارت درج ہے اس سے بھی حافظ شجاع الدین صاحب کے نام کی تصدیق ہوتی ہے اور سنہ کے لئے لفظ ہندی کشف الخلاصہ درست معلوم ہوتا ہے۔ کشف الخلاصہ کے اعداد (۱۱۵۷) اور ہندی کے (۶۹ + ۱۱۵۷ = ۱۲۲۶) ہوتے ہیں جو بلا کسی رد و قدح کے صحیح تسلیم کیا جا سکتا ہے۔

(۹۱) کشفُ الخلاصہ (دوسرا نسخہ)

نمبر (۶۴) سائز (۱۰ × ۵ ½) صفحہ (۴۲) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی کتابت ۱۲۵۶ھ

آغاز:-

سب ثنا ہے حضرت رحمان کو
جان و عقل و دیں دیا انسان کو

کتاب کا نام

اس رسالہ کا خلاصہ نام ہے
اس میں سب احکام دین اسلام ہے

اختتام:-

بعد ازاں سب کو مومنات مومنیں
استجب مولائے رب العالمیں
ہے شجاع الدین حافظ کا کلام
تم سنو سب یہ خلاصہ کو تمام

خاتمہ الحمد للہ کتاب خلاصہ الفقہ۔ تاریخ یازدہم شہر ربیع الاول ۱۲۵۶ھ ہجری۔

(۹۲) کشفُ الخلاصہ (تیسرا نسخہ)

نمبر (۱۵۶) سائز (۸ × ۶) صفحہ (۳۰) سطر (۱۵) خط نسخ کاغذ دیسی۔

آغاز:-

سب ثنا ہے حضرت رحمان کو
جان و عقل و دیں دیا انسان کو

اختتام

بعد ازاں نکی مومنات مومناں
استجب مولائے رب العالمیں
ہے شجاع الدین حافظ کا کلام
تم سنو سب یہ خلاصہ کو تمام

(۹۳) کشفُ الخلاصہ (چوتھا نسخہ)

نمبر (۱۷۴) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۲۸) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

یعنی حنفی فقہ کی کتاب ہے۔ اس کتاب کو فارسی سے اردو میں ترجمہ کیا گیا ہے۔

اس رسالہ کی زباں تھی فارسی ۔۔۔ صاف اور پاکیزہ جیسی آرسی
اختصار اس کا بیاں کوئی کیا کرے ۔۔۔ جیسا کوئی دریا کو کوزہ میں بھرے
تھا مصنف اوس کا مرد اہل دل ۔۔۔ دل بحق مشغول ہوئے آب و گل
باوجود اس کا کہ تھا عالی مقام ۔۔۔ نام اپنا نہیں لکھا وہ نیک نام

اختتام:۔

یا الٰہی ان پہ نازل کر درود ۔۔۔ جب تلک ہستی کا ہے جود و نمود
آل و اہل بیت اصحاب اجمعین ۔۔۔ تابعین اور بعد تبع التابعین
بعد از ان کے مومنات مومنین ۔۔۔ استجب مولائے رب العالمین

یہ کتاب شہر بمبئی میں طبع ہوئی تھی۔ مگر مطبوعہ نسخے نایاب ہیں۔ اس کا ایک نسخہ ادارۂ ادبیات اردو میں موجود ہے (زور صفحہ ۱۳۹) اور جامعہ عثمانیہ میں بھی ایک نسخہ ہے (سروری صفحہ ۵۶)

اس کتاب کے مصنف اور سنہ تالیف کے متعلق رسالہ اردو کراچی (بابتہ جنوری ۱۹۵۲ء) میں تحسین سروری صاحب نے اپنے ایک مطبوعہ اور ایک قلمی نسخے کے لحاظ سے اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔ موصوف کے خیال میں اس کا مصنف کوئی اور شخص ہے اور اسکی تالیف ۱۱۵۷ھ میں ہوئی ہے۔ ہم کو اس سے اتفاق نہیں ہے۔ کیونکہ متعدد قلمی نسخوں سے واضح ہوتا ہے کہ اس کے مترجم شجاع الدین ہیں چنانچہ جس شعر سے حافظ شجاع الدین کے نام کی صراحت ہوتی ہے وہ متعدد نسخوں میں موجود ہے یعنی

ہے شجاع الدین حافظ کا کلام ۔۔۔ تم سنو یہہ سب خلاصے کون تمام

اس شعر کے الحاقی ہونے کا استدلال تحسین سروری صاحب کے دعویٰ کے موافق نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ متعدد نسخوں میں ہونے سے اس کا بطلان کرنا صحیح نہ ہوگا۔

اس کے بعد چونکہ ۱۱۵۷ھ میں شجاع الدین صاحب موجود نہیں تھے اس لئے اس سنہ کو صحیح تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ تحسین سروری صاحب نے قدامت کے ثبوت میں چند شعرا اور ان کے الفاظ پیش کئے ہیں اسکو دعویٰ کا قطعی ثبوت نہیں کہا جا سکتا۔

ہماری رائے میں ڈاکٹر زور کا خیال مصنف کی حد تک درست معلوم ہوتا ہے اور ہم بھی اپنی تحقیقات سے اس کی تصدیق کرتے ہیں اس لئے ہم نے آغاز میں اسکے مصنف کو حافظ شجاع الدین قرار دیا ہے اور سنہ تالیف کے متعلق ہم ۱۲۲۶ھ قرار دیتے ہیں کیونکہ ہمارے پیش

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

عدل ـ سوم نبوت ـ چہارم امامت اور پنجم روز قیامت ـ ہرایک باب میں تفصیل سے صراحت کیگئی ہے

یہ کتاب شیعہ عقاید پر مشتمل ہے۔

ہرباب میں اول آیت قرآن یا حدیث کو لکھا گیا ہے۔ اس کے بعد اسکی تفصیل ہے مصنف کے تخلص کے اشعار حسب ذیل ہیں۔

خدایا خادم مہدی ہوں دل سوں ۔۔۔ شرف دے ہدایت کا اسکے مجکوں
جلک خادم کیتک تھے انکے خاصاں ۔۔۔ تلک تھے غیبت صغریٰ کی درمیاں

اختتام :-

ان میں یک سید بزرگ زمن ۔۔۔ نام جن کا محمد ابن حسن
ہونیکی مابین رکن ہور مقام ۔۔۔ قتل ناحق بجور و ظلم وتمام
ہوگئی پر یو واقعہ دل سوزوں ۔۔۔ ہے ظہور اسپہ بعد پندرا روز

(۹۰) کشف الخلاصہ

نمبر (۶۲) سائز (۸×۶) صفحہ (۳۱) سطر (۱۵) خط نسخ کاغذ ـ دیسی

مصنف ـ حافظ شجاع الدین تاریخ تصنیف ۱۲۲۶ھ کتابت

مولانا شجاع الدین حیدرآباد کے مشاہیر علماء میں شامل ہیں۔ شاہ رفیع الدین قندھاری کے مرید اور خلیفہ تھے ـ مناقب شجاعیہ میں آپ کے تفصیلی حالات درج ہیں۔ مولانا شجاع الدین ۱۱۹۱ھ میں تولد ہوئے اور ۱۲۵۶ھ میں انتقال ہوا۔ میر جملہ کے تالاب کے قریب مدفون ہیں۔ گنبد بنا ہوا ہے ـ پندرہ سولہ کتابیں آپ کی مصنفہ ہیں ـ عالم بھی تھے اور صوفی بھی ـ شاعری کا بھی مذاق تھا ـ آپ کی اولاد آج بھی حیدرآباد میں موجود ہے۔

آغاز :-

سب ثنا ہے حضرت رحمان کو ۔۔۔ جان وعقل و دیں دیا انسان کو
فضل سے اپنے ہمیں قرآں دیا ۔۔۔ اوس میں سب امر و نہی روشن کیا
عقل دے کر فقہ سمجھایا ہمیں ۔۔۔ راہ وہ نیکی کی دکھلایا ہمیں

اس مثنوی میں حمد و نعت مدح امام اعظم کے بعد ایمان ـ ارکان اسلام ـ فرائض وضو ـ سنت ہائے وضو ـ غسل ـ اقسام پانی ـ ارکان نماز ـ زکوٰۃ ـ روزہ ـ حج وغیرہ امور کو بیان کیا گیا ہے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اس کے بعد کے اشعار نہیں۔

(۸۸) رسالہ فقہ بیان فرض

نمبر (۴۱۹) سائز (۷ × ۴½) صفحہ (۱۵۱) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ۔ دیسی

مصنف۔ نامعلوم تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۲۵ھ کتابت ۱۲۴۳ھ

مصنف کے متعلق کوئی معلومات فراہم نہیں ہوئے۔

آغاز

"یک سو تیس فرض کا بیاں یو ہے پانچ فرضاں اسلام کے اور چہار فرضاں وضو کے اور تین فرضاں غسل کے اور تیمم کے تین فرضاں اور چہار فرشتے اور چہار کتاباں۔"

اس رسالہ میں عبادت کے کس قدر "فرض" امور ہیں انکی صراحت کیگئی ہے۔ آخر پر آنحضرت صلعم کی سیرت کا بھی بیان ہے۔

اختتام۔ "حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ بھی بارا برس خلافت کرے اور انکی خلافت میں بھی بہوت فتنہ ہوا۔ فساد بہوت ہوا ہے۔"

خاتمہ۔ بتاریخ یکم ربیع الاول ۱۲۴۳ھ ہجری۔

(۸۹) زاد المومنین

نمبر (۷۵) سائز (۷ × ۴) صفحہ (۱۶۰) سطر (۶) خط نسخ اعراب بھی ہیں کاغذ دیسی

مصنف۔ خادم تاریخ تصنیف۔ ماقبل سنہ ۱۲۱۱ھ کتابت

خادم کوئی مشہور شاعر نہیں ہے۔ اس کے حالات کریم الدین کے تذکرہ میں ہم دست ہوتے ہیں۔ خادم علی یا خادم حسین نام تھا۔ باپکا نام حاجی احمد علی تھا عظیم آباد پٹنہ وطن تھا امامیہ مذہب کا پیرو ہونا ثابت ہے۔

آغاز :

کروں میں ابتدا حمد خدا سوں	لکھوں نعت محمد مصطفیٰ کوں
اولوالامر ان پیچھے اثنی عشر ہیں	ان سوں جو امام بحر و بر ہیں
ہے عالی دو جہاں میں ان کا دربار	سدا محتاج دو عالم ان کی دربار

اس منظوم کتاب میں عقاید کا ذکر ہے اس کو انھوں نے پانچ باب یا نوع پر تقسیم کیا ہے۔ اول توحید۔ دوم

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

جو طاعت عبادت کہ ہووے بی ریا — وہ توفیق کر مومنین کو ان عطا
محمد علی شاہ الفت فقیر — کیا ہے گناہ ہم کبیر و صغیر

اس کے بعد کے اشعار نہیں ہیں یعنی ناقص الآخر ہے۔ غالباً ایک آدہ صفحہ نہیں ہے۔ جو اشعار متروک ہیں ان کی ابتدا "تو نوشہ" سے ہے۔ اس کتاب پر علاوہ سالار جنگ کی مہر کے محترم الدولہ، اعتصام الملک کے مواہیر ثبت ہیں۔ اس سے واضح ہے کہ کتاب کی تصنیف اور کتابت سنہ ۱۲۵۵ ہجری سے قبل ہوئی ہے

ادارۂ ادبیات اردو میں ایک نسخہ موجود ہے (روز ص ۱۵۵)

(۸۷) مثنوی الفت (دین ویپک) دوسرا نسخہ

نمبر (۶۲۱) سائز (۹×۵) صفحہ (۲۹) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی

آغاز:۔

کروں بسم اللہ سے ابتداء — یہ نامہ کتیں با ہزاراں ثنا
صفت اوسکے طاقت بشر کے کہاں — نہ مقدار کہنے کتیں یہ بیاں
نبی جب کہیں ہویں ناعرفناک — تفاوت ہیں از سمک تا سماک

مصنف نے بیان کیا ہے کہ اسکو عربی سے ترجمہ کیا ہے۔ ترجمہ کرنے کی خواہش ان کے فرزند احمد علی نے کی اردو نظم میں لکھنے کا خیال ان کے بھائی حسن بیگ خاں نے ظاہر کیا اس لئے یہ مثنوی مرتب ہوئی۔ اس مثنوی میں بیان کیا گیا ہے کہ عباسی خلیفوں میں سے ایک خلیفہ کو امام موسیٰ کاظم سے بڑی محبت تھی مگر یہ محبت آخر کو عداوت میں بدل گئی اور آپ کو زہر دیدیا گیا اور ایک تاجر کا مال بھی لوٹ لیا گیا۔ اس کے پاس ایک حسین کنیز تھی جو بڑی قابل تھی۔ آقا کو مفلس دیکھ کر اسکو کہا کہ کسی دولتمند کے پاس جاکر مجھے فروخت کردے اور قیمت ایک لاکھ دینار بتانا۔ بادشاہ اس کنیز کا مشتاق ہوا اور حسب شرائط کنیز اس سے بحث کرنے علماء جمع ہوئے اور مذہب کی بحث ہوئی اور کنیز غالب آگئی۔

اختتام:۔

بہ تحصیل حاصل جو ہیگا محال — خدا سات نشست کہو کیسا مجال
خدائی بہ نسبت جو شیطان سین — کیا سو ہے موجود قرآن میں

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۸۶) دین و بیک

نمبر (۱۲۸) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۱۶۹) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی کنی
مصنف ـ محمد علی شاہ الفت تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۰۰ھ کتابت

محمد علی الفت دکن کا ایک شاعر ہے اس کا تذکرہ عمدہ منتخبہ تذکرہ "صبح وطن" میں ہونے کا بعض اصحاب نے تذکرہ کیا ہے مگر صبح وطن اور تذکرہ گلزار اعظم میں جس الفت تخلص کے شاعر کا ذکر ہے اس کا نام "محمد عثمان" لکھا گیا ہے جو ویلور کا باشندہ اور مرثیہ نگاری میں مشہور تھا لیکن زیر بحث کتاب کے مصنف کا نام محمد علی شاہ واضح ہوتا ہے اس لئے یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ تذکرہ جات صدر الذکر میں جس شاعر کا تعارف کرایا گیا ہے وہ جداگانہ ہے ـ محمد علی شاہ امامیہ مذہب کا پیرو تھا اور مجتہد کی حیثیت رکھتا تھا اسکو دکن سے تعلق تھا ـ

آغاز :ـ

کروں حمد اللہ سے ابتداء ـــ یہ نامے کتیں میں بنام خدا
کروڑاں لکھاں اسکو شکر و سپاس ـــ کیا گوہر عقل انعام ناس
کہ اوس فیض سے چشم جاں واکرے ـــ سبھی آفرینش تماشا کرے

اس میں امامیہ مذہب کے عقاید اور مسائل کو بیان کیا گیا ہے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے ـ
توحید ـ عدل ـ ایجاد انسان ـ نبوت ـ امامت ـ معاد ـ ایمان ـ شرایط ـ فسق و نفاق ـ کفر و شفاق ـ توبہ عصیاں ـ سلطنت ـ عبادت ـ نماز و عبادت ـ زکوٰۃ ـ نکاح ـ روزہ ـ حج ـ جہاد ـ امر معروف ـ

چنانچہ مصنف خود صراحت کرتا ہے ـ

امامیہ مذہب میں جس و صفاں ـــ مقرر ہوا ہے سو بولوں بیاں
کہ توحید عدل و نبوت دگر ـــ امامت کتیں اور معاد بشر
اس پانچ چیزوں کتیں با دلیل ـــ سبھنا ہے واجب نہ کرنا ہے ڈھیل

اختتام :ـ

سبھی مومنین کوں معاصی سیتے ـــ بچا از کرم مغفرت دے سنتے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مصنف ۔ رنگین تاریخ تصنیف ۱۲۳۹ھ کتابت

مصنف سعادت یار خاں رنگین کے حالات کسی دوسری جگہ اسی کتاب میں بیان کر دیئے گئے ہیں۔

آغاز :-

یا الٰہی تو مجھکو دے توفیق نیک توفیق ہووے میری رفیق

تا بنے مجھ سے دین کا کچھ کام جی کو...... ہر دل کو ہو آرام

میرا دنیا سے دل اوچپٹ جاوے صاف..... ادھر کو ہٹ جاوے

اس منظوم رسالہ میں عقاید اور فقہ کے مسائل نظم کئے گئے ہیں عنوانات کے تحت بیان ہوا ہے بعض عنوان حسب ذیل ہیں۔

(۱) بیان نصیحت کے رسم ورسوم بیہودہ کی جو مشہور ہیں۔

(۲) بیان اس کا کہ جب لڑکا یا لڑکی پیدا ہو تب اوس وقت کیا کرنا چاہیئے۔

(۳) بیان سالگرہ کے (۴) بیان رسم بسم اللہ (۵) بیان تعلیم بچہ کی پیش حد بلوغ۔

(۶) بیان کرنے سنت کے (۷) بیان اس کے کہ جب وہ لڑکا حد بلوغ کو پہونچے تو کس طرح اوقات بسر کرے (۸) بیان احوال نکاح کے (۹) بیان مہر باندھنے کا۔

تاریخ تصنیف اور اختتام

نظم دس دن میں اسکو تمام رکھا تصنیف رنگیں اس کا نام

اب جو تاریخ کا تجھے ہے خیال تو تجھے کہہ سناؤں میں فی الحال

غصے ہو کر تو مجھ پہ دانت نہ پیس تھے ہزار اور دو سو انتالیس

یہی تاریخ ہے تو شوق سے گن گیارویں تھی رجب کی پیر کا دن

سر کو یک یک مت پھرا رنگین فائدہ تا شنو کو کچھ بھی ہتیں

بات سننے کی ہوئے جسکو ہوس تو اوسے ایک حرف بھی ہے بس

شعر کہنے کا آکے باندھ نہ ٹھاٹھ

کہ ہوئے شعر پوری دو سو ساٹھ

خاتمہ

ایں نوشتہ میر مہدی حسن

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام:-
دیکلائے عبد الحق اوسے جس میں ہے مسلمانی اثر

(۸۳) چہار کرسی (تیسرا نسخہ)

نمبر (۳۳۸) سائز (۶×۴) صفحہ (۱۱) سطر (۱۰) خط شکستہ کاغذ دیسی

آغاز:-
یو چار کرسی فرض ہے کہتا ہوں تجکوں یاد کر

اختتام:-
دکھلائے عبد الحق اوسے جس میں ہے مسلماں کا اثر

(۸۴) محب الاتقیاء

نمبر (۳۳۵) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۵۷) سطر (۱۵) خط ثلث۔ کاغذ۔ دیسی

مصنف تاریخ تصنیف قبل ۱۲۰۰ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات بہم دست نہیں ہوئے۔

آغاز۔ "الحمد للہ رب العالمین الخ

اگر تجھے کوئی پوچھیگا مسلماں کداں سوں ہوا بول کہ روز میثاق سوں ہوا اگر تجھے کوئی پوچھیگا روز میثاق کسے کہتے ہیں۔ بول کہ روز میثاق وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ذریت کون پیدا کیا۔ او تو کون عقل دیا ہور شعور دیا۔ پوچھیگا کہ میں ہوں تمھارا پروردگار ذریت بولی کہ توں ہے تحقیق ہمارا پروردگار"

اس رسالہ میں سوال وجواب کے طور پر فقہ او عقاید کے مسائل کا بیان ہوا ہے نیز کچھ تصوف کے مسائل کا بھی ذکر ہے۔

اختتام "چھبیسواں ۲۶ سوال کا جواب فرض کفایہ ہے ہور رہتا ہے فرض عین نہیں کیوں کہ اگر فرض عین ہو جاوے تو ہر واحد کو ضعف......"

اس کے بعد صفحے نہیں ہیں یعنی ناقص الآخر ہے۔

(۸۵) مثنوی رنگین

نمبر (۴۵۵) سائز (۹×۵) صفحہ (۲۲) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام۔ "شریعت الاسلام کتاب میں لکھیہ ہے جو ادا کرنا فرض ہے۔ اپنے فرزند بالغ۔ عاقل لایق ہوا ہو یا باپ ناتوان ہوئے تو بود س فرض سے ادا کرے۔"

اس کے بعد کے اوراق نہیں ہیں۔

(۸۱) چہار کرسی

نمبر (۳۱۸) سائز (۸ × ۵ ½) کل (۸۶) شعر ہیں۔ خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف۔ عبدالحق تاریخ تصنیف ما بعد ۱۲۲۰ھ کتابت

اس کتاب کے مصنف مولانا عبدالحق دہلوی یا عبدالحق خیرآبادی نہیں ہیں بلکہ کوئی دکھنی بزرگ ہیں جن کے متعلق کوئی معلومات فراہم نہیں ہوئے۔

آغاز۔

یو چہار کرسیاں فرض ہے کہتا ہوں تجکوں یاد کر
سکھنا مسلمان کون فرض ہے جاکر اپنے اوستاد گھر
سن تون نبی کے باپ کا ہے ناون عبد اللہ ککر

اس رسالہ میں عقاید اور فقہ کے چند مسائل نظم کئے گئے ہیں۔ وضو۔ غسل۔ تیمم وغیرہ۔ یعنے فرض پنج گانہ احکام نماز۔ صفت ایمان وغیرہ کی صراحت کیگئی ہے۔

اختتام

اوسکی مسلمانی نیں درست ہے اسکی مسلمانی ہیں ضرر
جو یہاں تسکی برحق دل سے دیدار حق مطلق اوسے
دیکلائے عبد الحق جیسے جس میں ہے مسلمانی اثر

کتب خانہ آصفیہ میں ایک نسخہ ہے (فقہ حنفی ۹۷۷)

(۸۲) چہار کرسی (دوسرا نسخہ)

نمبر (۳۱۹) سائز (۶ ½ × ۴ ½) صفحہ (۸) سطور (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی

آغاز۔

یو چہار کرسی فرض ہے کہتا ہوں تجکوں یاد کر

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی ایک مشہور و معروف بزرگ تھے۔ آپ کا خاندان دہلی میں ایک مدت تک قرآن اور حدیث کا ملجا و ماویٰ بنا ہوا تھا۔ شاہ عبدالعزیز شاہ ولی اللہ کے تیسرے فرزند تھے۔ باپ کے انتقال کے بعد مذہب اسلام کی خدمت کرتے رہے۔ آپ صاحب تصنیف تھے۔ شاہ صاحب کا انتقال ۱۲۳۹ھ میں ہوا۔ حکیم مومن خاں نے تاریخ وفات لکھی ہے۔

دست بیداد اجل سے بے سرو پا ہو گئے | فقر و دیں فضل و ہنر لطف و کرم علم و عمل
جانب ملک عدم تشریف فرما کیوں ہوئے | آگیا تھا کیا کہیں مردوں کے ایمان میں خلل

آغاز۔ "اے عزیزو سمجھو تم اس بات کو کہ مسلمان ہونا بڑی نعمت ہے۔ جو کوئی مسلمان ہوا خدا ...... داخل ہو دنیا میں بھی اور سپر رحمت ہے اور عاقبت میں بڑے بڑے درجے بہشت میں پاوے۔"

اس رسالہ میں فقہی مسائل۔ وضو۔ تیمم۔ غسل۔ نماز۔ روزہ۔ حج اور عقائد کا بیان ہوا ہے۔

اختتام۔ "اور کسی کا عیب تلاش نہ کرے، پر بغیر تلاش اگر کسی کا عیب معلوم ہو جائے ملائمت سے اوسے نصیحت کر دے لیکن فضیحت نہ کرے اور رسوا نکرے حق تعالیٰ عمل کی توفیق دے۔"

خاتمہ۔ تمام شد نسخہ متبرکہ مسمی برائے نجات بخط نادرست اضعف العباد روشن علی متوطن موضع ....

یہ کتاب طبع ہو چکی ہے۔ قلمی نسخے بھی دستیاب ہوتے ہیں۔ کتب خانہ آصفیہ میں ایک نسخہ موجود ہے (فقہ حنفی ۱۰۴۲)

(۸۰) رسالہ فقہ و فرائض

نمبر (۲۳۶) سائز (۸×۶) صفحہ (۱۸) سطر (۱۵) خط شکستہ کاغذ ولایتی

مصنف۔ میر عبدالصمد تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۰۰ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات بہم دست نہیں ہوئے۔

آغاز۔ "الحمد للہ رب العالمین الخ"

مدد دیوے تجھے اللہ تعالیٰ دونوں جہاں میں کتاب طبع کئے ہیں فقیر حقیر میر عبدالصمد جو مسلمان پڑھیں سو ساٹھ فرض ہیں ابد نے ازل لگ اس ایک سو تیس فرض ہر کوئی بولتا ہی ہو رد سو تیس فرض معلوم ہیں۔"

اس رسالہ میں فقہ کے وہ مسائل بیان کئے گئے ہیں جو فرض قرار دیئے گئے ہیں۔

کتاب ناقص الآخر ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

لعن اللہ من ذبح بغیر اللہ ۔ لعنت کیا ہے ۔ خدا نے اوس پر جو ذبح کرے جانور غیر اللہ کے نام کا"

اس رسالہ میں مختصر طور پر مذہبی اور معاشرتی عقاید کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

اختتام ۔ "جو اللہ کا بندہ اللہ سے ڈرتا ہوئے اور دنیا کو ناپائدار سمجھتا ہوے اوسکون ضرور ہے کہ یہ پانچ باتیں موتوف کر دے ۔ اللہ اوسکون دنیا اور دین میں ہر جگہ آرام دیویگا"

خاتمہ ۔ تمت تمام شد ۔ چہارم شہر ربیع الاول ۱۲۶۳ھ ہجری بوقت سہ پہر اختتام یافت ۔

(۷۸) احوال قیامت

نمبر (۵) سائز (۹×۵) صفحہ (۱۰) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی دکھنی

مصنف ۔ محیط تاریخ تصنیف قریب ۱۲۰۰ھ کتابت

"محیط" کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے کیسی قدیم اور جدید تذکرہ میں اس کا ذکر نہیں ہے ۔

آغاز :-

اولاً کہہ صدق دل سے پاک مولا کی صفت
ہے نہاں ہر ایک پیدا ایش میں جسکے معرفت

جنی کن کہتے ہیں جو کچھ چاہا سو سب کیا
مبہم کے تیں دی مراتب احد کا پردا لیا

تیں محمد نام کا کر جاب نت دل کے حضور
ہے وہی لولاک جسے سب ہوا در شن ظہور

اس مثنوی میں مختصر طور پر قیامت کا حال لکھا گیا ہے۔

تخلص کا شعر :-

سُن محیط احوال قیامت کا ہوا ب دل ملول
کیا ڈر دیوار امت کو جو ہیں بشتی رسول

اختتام :-

از طفیل مصطفےٰ و ز فضل حضرت کردگار
شد مرتب بست یکصد بیت در ابجد شمار

روز یکشنبہ جو در بلدہ بریلی وقت شام
کہہ گیا شاعر زبان ہند میں یہ افضل کلام

تھے حقیقت حشرنامے کے نثر میں بے حساب
نظم کردم مختصر واللہ اعلم بالصواب

(۷۹) رسالہ راہِ نجات

نمبر (۲۵۵) سائز (۹×۵) صفحہ (۲۲) سطر (۱۷) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف ۔ شاہ عبدالعزیز دہلوی تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۰۰ھ کتابت

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

بحق محمد علیہ السلام ۔ درماہ رجب بتاریخ ساتویں روز دوشنبہ بوقت ظہر سنہ بارہ سو ہجری صد ست سال ۔

ایں کتاب مالک شیخ امین شافعی دیوان ولد دستگیر ساکن ننکوٹیہ پیر حاجی کی اولیاء ۔

(۷۶) ترجمہ الاحکام فقہ امامیہ

نمبر (میوزیم ۶۴) سائز (۸ ½ × ۵ ½) صفحہ (۱۹۲) سطر (۹) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف ۔ نامعلوم تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۲۰۰ھ کتابت سنہ ۱۲۵۶ھ

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے ۔

آغاز ۔ " الحمد للہ رب العالمین الخ

لیکن بعد حمد و صلوٰۃ کے یہ رسالہ ہے بیچ بیان اعتقادات اور عبادات اور دعاؤں کے لکھا گیا ۔"

اس رسالہ میں امامیہ مذہب کے فقہی مسائل اور عقاید کا بیان ہوا ہے ۔ کتاب ایک مقدمہ چند فصل اور نو باب میں تقسیم ہے ۔ مقدمہ میں پانچ اصول بیان کیے گئے ہیں ۔ پھر پہلا مقدمہ عبادات کو قرار دیکر اس میں نو باب ہیں اور ہر ایک باب کو چند فصلوں میں تقسیم کیا گیا ہے ۔ پہلی فصل میں واجبات وضو ۔ دوسری فصل میں احوال بیت الخلا ۔ تیسری میں واجبات وضو ۔ تیسرا باب غسل کے بیان میں ہے ۔ اس میں پانچ فصل ہیں ۔ اس طرح کئی باب اور ان کے جزوی امور کو فصلوں میں بیان کیا گیا ہے ۔ نماز ۔ روزہ ۔ زکوٰۃ ۔ حج کے احکام زیادہ ہیں ۔

اختتام ۔ " اور رکعت دوسری میں بعد سورہ حمد کے دس مرتبہ سورۂ انا انزلنا پڑھے اور فراغت کے بعد دعا پڑھے ۔ اللھم صلی علی محمد و آل محمد الخ "

خاتمہ ۔ تحریر اس رسالہ کثیر الفوائد کے بیسویں تاریخ ماہ ذیحجہ الحرام سنہ ۱۲۵۶ھ روز شنبہ کے تمام ہوئی ۔ خدا سب مومن کو توفیق طاعات خیر عطا کرے اور شر شیطان سے محفوظ رکھے اور کاتب امیدوار دعا کا ہے ۔

(۷۷) رسالہ عقائد اہل سنت

نمبر (۳۷۲) سائز (۹ ½ × ۶) صفحہ (۴۴) سطر (۱۰) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف ۔ نامعلوم ۔ تاریخ تصنیف اوائل سنہ ۱۲۰۰ھ تاریخ کتابت سنہ ۱۲۶۳ھ

ناقص الاول ہے ۔ مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے ۔

آغاز ۔ " کیا نقصان ہے حضرت نے ایک کتاب البنی نکالی اور اس میں یوں لکھا ہے کہ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

فصل چہارم - در بیان سنت شریعت -

فصل پنجم - در بیان تصدیق کردن بہ معراج رسول اللہ -

فصل ششم - در بیان شناختن کیفیت معجزات -

فصل ھفتم - در بیان تصدیق کردن معجزات محمد رسول اللہ -

اس کے بعد معجزات کا تذکرہ کیا گیا ہے - پھر نماز اور اس میں پڑھنے کے دعاؤں کا تذکرہ ہے - کئی ایک فصل اور کئی ایک باب میں کتاب منقسم ہے -

اختتام

تحیات پڑھ ویگا جب سلام | تو نیت کرے دل میں یوں تمام
اول بہار آنے کی نیت کرے | بہی اپنے ملایک پر تبت دھرے

اس کے بعد کے اشعار نہیں ہیں -

اس کے بعد جو شعر آتا ہے اس کا آغاز کا سر لفظ یہ ہے "بزال اپنے"

(۷۵) ثابت الاسلام مفتاح الاحکام

نمبر (۲۳۶) سائز (۸×۶) صفحہ (۱۳۶) سطر (۱۲) خط شکستہ کاغذ ولایتی

مصنف - نامعلوم تاریخ تصنیف قریب سنہ ۱۲۰۰ھ کتابت سنہ ۱۲۰۰ھ

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے -

آغاز "- الحمد للہ رب العالمین الخ

ایں کتاب حکیم کلام مجید و فرقان حمید ہور تمام کتابان پیغمبران پر نازل ہویاں ہیں - بیان اس کا اس واسطے سمجھانے کے تیں شریعت اور طریقت ہور حقیقت ہور معرفت میں ہور لازم مسلمان وکلمہ نماز روزہ ہور زکوٰۃ اور حج فرض واجب او سنت مستحب او نوافل او مکروہات او مفسدات اور حلال اور حرام اور مسلح ہور بیان جاننا ذبح کا"

اس رسالہ میں فقہ کے مسائل کا بیان ہوا ہے - عبادات سے متعلق صراحت ہے -

اختتام "- خدا کا دیدار ضروری ہے ساہور علم میراث پیغمبران کا اس میراث کون تحقیق کریا تو میراث دار یو بڑا ہے - خدا توفیق دیوے ..... کرنے کی ہولا ول ولا آخر الخ"

خاتمہ - ایں کتاب ثابت الاسلام مفتاح الاحکام خدا کے کرم سوں کتاب تمام ہوئی -

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۷۳) رسالہ نکاح

نمبر (۳۱۲) سائز (۴×۶) صفحہ (۹) سطر (۱۰) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف۔ قاضی بدرالدین بغدادی تاریخ تصنیف اوائل ۱۲ھ کتابت

قاضی بدرالدین کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز:۔

"رسالہ نکاح پڑانے والیکا بیان حضرت قاضی بدرالدین بغدادی کے قول سوں ہے۔ نکاح پڑانے والے کون لازم ہے کہ نکاح کی شرطاں معلوم کرنا ہور کتاب خزانہ میں مذکور اگر کوئی شخص نکاح کی شرطاں معلوم نا کرے گا تو اس کا نکاح پڑانا درست نا ہے۔"

اس رسالہ میں نکاح کے شروطا اور لوازمات وغیرہ بیان کئے گئے ہیں۔ آخر پر سوال و جواب کے طور پر چند عقاید کے امور بھی درج ہیں۔

اختتام:۔ "آدم علیہ السلام کی ذریت کون پیدا کیا۔ اسے بولتے ہیں روز محشر کون بولتے صاف پوچھئے ..... سوا آتی پر آفتاب آئے گا۔ لہوے کی زمین اور تانبے کا آسمان ہوگا ہمارا نورا" ..... ناقص الآخر ہے۔

(۷۴) معجزات نبی و فرایض و سنین دین اسلام

نمبر (۴۶۲) سائز (۸×۵½) صفحہ (۱۱۲) سطر (۱۳) خط ثلث کاغذ دیسی دکھنی

مصنف۔ نا معلوم تاریخ تصنیف قریب ۱۲ھ کتابت

ناقص الطرفین مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز:۔

کرو نا کرو کہیا جو خدا سو کرنے نکرنے سوں نا ہو جدا
کرو کر کہا ہے سو کرنا چ ہے نکو کر کہا اس سوں دل نا چ ہے
کرو کر کہا ہے سو توں امر جان نکو کر کہا سو نہی اس پچھان

اس مثنوی میں عنوانات کے تحت معجزات اور فقہ و عقاید کا تذکرہ ہوا ہے۔ چند عنوان یہ ہیں۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۷۱) جواہر الاُصول (دوسرا نسخہ)

نمبر (۴۰۲) سائز (۹×۶) صفحہ (۵۱) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی

آغاز:-

اولاً کہہ زبان سے نام خدا　　اوسکی نعمت کا شکر کر تو ادا

اختتام:-

شرح ہندی کیا ہے فاضل خاں　　دیوے اوسکو خدا بہشت مکاں

(۷۲) مسائل فقہ

نمبر (۹۱) سائز (۹×۶) صفحہ (۷۷) سطر (۱۰ تا ۱۲) خط نسخ کاغذ دیسی

مصنف نامعلوم　تاریخ تصنیف اوائل سنہ ۱۲ ہجری کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات ہمدست نہیں ہوئے۔

آغاز:- "الحمد للہ رب العالمین الخ

سوال اگر ترا پرسند حدیث نبوی قال علیہ السلام طلب العلوم فریضۃ علی کل مسلم ومسلمات۔ اس کا معنی یہ ہے طلب کرنا علم کا فرض ہے تمام مسلمان مردوں پر اور مسلمان عورتوں پر اور علم شریعت اور بیان مسلمان اور بیان ایمان وبیان نماز اور روزہ اور بیان زکوٰۃ اور بیان حج اور بیان حیض اور نفاس۔ یہ تمام مسائل جاننا سب پر لازم ہے۔"

جیساکہ آغاز کی عبارت سے واضح ہے یہ کتاب فقہ اور عقائد پر مشتمل ہے۔ حنفی فقہ کی کتاب ہے۔

اختتام:-

"جملہ سترا رکعتاں رات میں فرض ہیں اور یہ دُعا بعد از فرض نماز کے پڑھنا" اس کے بعد چار صفحے کی دُعا ہے۔

کتاب ناقص الآخر ہے کیوں کہ حسب ذیل جملہ پر کتاب ختم ہوئی ہے۔

نیت نماز جنازہ　نویت ان ...... اربع۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

کتب خانہ آصفیہ میں اس کا ایک نسخہ ہے (فقہ حنفی ۹۴۸)

(۷۰) جوَاہرالاُصول

نمبر(۲۵۵) سائز(۸ ½ × ۵ ½) صفحہ (۵۰) سطر(۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف۔ فاضل خاں تاریخ تصنیف قبل سنہ ۱۲۰۱ھ کتابت سنہ ۱۲۰۱ھ

دیباچہ چار صفحے فارسی میں ہے اس کے بعد نفس مضمون اردو نظم میں ہے۔

مصنف کے متعلق معلوم ہوتا ہے کہ وہ افغانی تھے۔ فیض آباد میں قیام تھا۔ نواب ناظر جواہر علیخاں بہادر کے متوسل تھے۔

آغاز:۔ ستایش بے پایاں شاہان حضرت واجب الوجود کہ حمد و سپاس جناب اقدس''

آغاز مضمون۔

اولاً کہہ زباں سے نام خدا اوسکی نعمت کا شکر کرتوں ادا

پھر تعریف کر پیغمبر کی مدح کہہ اوسکے بعد حیدر کی

شاہ مردان علی ولی خدا کہ سوا اوس کے کوئی نہیں تیرا

دیباچہ میں مصنف نے بیان کیا ہے کہ عورتوں اور چھوٹے بچوں کو فارسی نہیں آتی۔ ان کیلئے نظم کا یاد کرنا سہل ہے۔ اسی لئے نظم میں اُصول دین اور ارکان ایمان کو بیان کیا گیا ہے۔ اور جواہر الاصول نام رکھا گیا۔ اسکے مصنف کوئی حافظ صاحب تھے۔ فاضل خاں نے اسکو ہندی میں ترجمہ کیا ہے۔

اختتام

پر یہ سب جان بوجھ کر جو کئے پانچ آخر کے یہ نیا جو دیئے

حافظے نے کہے تھے جو دیں کے اُصول سعی اوسکی خدا کرے مقبول

شرح ہندی کیا ہے فاضل خاں دیوے اوسکو خدا بہشت مکاں

خاتمہ:۔

باتمام رسانید رسالہ شرح بعد حمد مسمی بہ جواہر الاصول بعون ملک الوہاب۔ در شہر رجب سنہ ۱۲۰۱ھ در قصبہ کوڑو سرکار مرتضیٰ نگر ...... خاکپائے مومنان سید زین العابدین خاں۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۶۹) مجمع المسائل

نمبر (۱۵۰) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۱۷۴) سطر (۱۵ تا ۲۰) خط ثلث کاغذ ولایتی بلو

مصنف۔ نامعلوم تاریخ تصنیف قبل سنہ ۱۲ھ کتابت

مصنف کا نام معلوم نہیں ہوا۔ مصنف نے ابتدا میں صراحت کی ہے کہ فقہ کی معتبر کتابوں سے اس کو مرتب کیا گیا ہے اور اپنے بچوں کے لئے اس کی تالیف کی ہے۔

آغاز:-

کہوں میں حمد رب العالمیں کا — کہ اوس حرف ہے اسلام دیں کا

محمد کے اوپر صلوٰۃ بولیں — دل وجاں سوں میری دن رات بولیں

کیا ہے حق نے سب عالم کو پیدا — دیکھائے اپنی قدرت کو ہویدا

اولاً حمد و نعت اور سبب تالیف کو نظم میں لکھا گیا ہے۔ اس کے بعد کتاب نثر میں ہے جسکو بائیس ۲۲ باب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ چند ابواب کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) ایمان (۲) اسلام (۳) علم اور عالم (۴) کلمہ (۵) وضوع اور غسل (۶) نماز (۷) روزہ (۸) زکوٰۃ (۹) حج (۱۰) کسب (۱۱) ماں باپ و فرزندان (۱۲) نکاح (۱۳) گناہ کبیرہ (۱۴) ذبح وغیرہ۔

کتاب میں قرآن اور حدیث سے مواد اخذ کیا گیا ہے۔ نفس مضمون کا آغاز " بسم اللہ الرحمن الرحیم یعنی اول شروع کرتا ہوں میں اس کتاب کون یا شروع کرتا ہوں ہر ایک کام کون اللہ تعالیٰ کے ناوں سوں جو اپنی مہربانی سوں جیو ہور روزی دیتا ہے۔ ...... دنیا میں سب بندیوں کون ہور دوزخ سوں خلاصی بخشنے گا آخرت سے۔"

اختتام:- اللہ تعالیٰ اپنی فضل سوں ہور کرم سوں ہور محمد رسول اللہ.... شفاعت کی برکت سوں ہور ماں باپ پیر استاد کی دعا سوں سب مومنوں کون عطا کرے۔ آمین آمین۔ یا رب العالمین۔ خالدین فیہا یعنی اللہ تعالیٰ فرمایا جو بہشتی بہشت میں ہمیشہ رہنگی سوں نکلنے کے نہیں۔"

اس کے بعد باب بارھواں شفاعت کے بیان میں لکھ کر ختم کر دیا گیا ہے۔ یعنی آخری ابواب اس میں نہیں ہیں۔ اس لئے ناقص الآخر ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز:-

حمد ہے اوس علیم بر حق کا جو ہے فیاض علم مطلق کا
چاہا جس کو چلانے خیر کی راہ کر دیا اوس کو فقہ سے آگاہ
جس پہ کرتا ہے اپنا فضل و کرم اوس کو کرتا ہے علم ہمدم

حمد و نعت کے بعد امام شافعی کی فضیلت ان کے مختصر حالات اس کے بعد فقہ شافعی کے مسائل درج کئے گئے ہیں۔ کتاب کو کئی فصلوں میں تقسیم کیا ہے

آغاز کے سلسلہ میں اپنی چند کتابوں "ہشت بہشت" "تحفۂ احباب" وغیرہ کا ذکر بھی ہے۔ اسی سلسلہ میں بیان کیا ہے۔

نام اس کا ہے روضتہ الاسلام دیوے حق سب کو اوس سے نفع تمام
تابہ مذہب میں چلتے ہیں عورات شوق او سکیں پڑھی دن رات

اختتام

بھیج نت اے خدا صلاۃ و سلام بر نبی اور آل و صحب کرام
اور سب تابعاں پہ اس اسلوب خاص کر بہ امام و بر محبوب
اور دو نو کے تابعاں کے اوپر ہیگے وہ دو نو عین یکد بگر

خاتمہ۔ تمام ہوا رسالہ روضتہ الاسلام کا جو نمونہ ہے دار السلام کا تصنیف ہے۔ مولوی باقر صاحب، رحمت بھیجو اللہ تعالیٰ اُن پر۔ پندرویں رمضان شریف میں اختتام پایا۔ اسکے پڑھنے ہارے کو علم دین سے خدائے تعالیٰ کامیاب کرے۔ آمین یارب سنہ ۱۲۷۹ھ

اس کے بعد تصنیف کتاب کے چند قطعات تاریخی درج ہیں۔

ایک قطعہ کا آغاز اور اختتام

للہ الحمد کہ یہ نسخہ خوب پایا آئین بہیں سے تمام
گرچہ موجز ہے یہ اس کے اندر ہیں عبادات کے اکثر احکام
مذہب شافعی میں ہے یہ کتاب جو آئمہ کا ہے بے شبہ امام
فکر تاریخ میں تھا اس کے خیال پایا جس وقت یہ خوبی سے ختام
ناگہاں از سر آمد و سر دش بول اٹھا روضہ دین و اسلام
سنہ ۱۲۱۳ھ

یہ کتاب شایع ہوئی مگر نایاب ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز:-

ثنا ہور حمد ہے حق کون سزاوار — کہ ہے قدرت کا جسکے سب پو بستار
کیا جب اپنی قدرت کو ہویدا — کیا یک کن سے سب عالم کوں پیدا
محمّد کون کیا سالار ہستی — طفیل اس کے ہے سب بالا و پستی

اس رسالہ میں جو نظم میں ہے عقاید کا ذکر ہے۔ مثلاً اثبات حق۔ ذات و صفات۔ صفت علم۔ حیات۔ جزا و سزا۔ قیامت۔ شفاعت۔ حساب۔ عذاب قبر وغیرہ۔

اختتام:-

سدا رکھ منجکوں اپنی دھیانکی سات — لجا آخر منجھے ایمان کے ساتھ
بحمد اللہ ہوا یہ نامہ آخر — بحق مصطفےٰ سلطان فاخر

خاتمہ:- عقاید حضرت مولوی باقر صاحب المتخلص بہ آگاہ۔ بتاریخ بست و پنجم شہر شوال روز دوشنبہ ۱۲۵۳ھ از دست فقیر سید شاہ عبدالقادر قادری صبغتہ الٰہی باتمام رسید۔ برائے فرمایش رقیہ بی بی عرف کلثوم بی بی نوشتہ داد و شد۔

(۶۷) فرائد در عقائد (دوسرا نسخہ)

نمبر (۳۶۷) سائز (۶½×۴) صفحہ (۵۱) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی

آغاز:-

ثنا ہور حمد حق کون سزاوار — کہ ہے قدرت کا جسکی سب پو بستار

اختتام:-

بحمد اللہ ہوا یہ نامہ آخر — بحق مصطفےٰ سلطان فاخر

(۶۸) روضتہ الاسلام

نمبر (۳۲۳) سائز (۷×۵½) صفحہ (۱۹۸) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی
مصنف۔ باقر آگاہ تاریخ تصنیف ۱۲۱۳ھ کتابت ۱۲۷۹ھ
مصنف کے حالات سلسلہ نمبر (۲) پر درج ہیں۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

الٰہی قدرِ عالم کی دُعا کو | توں برلا توجہ میری مدعا کو

خاتمہ: کاتب نے بھی چند شعر لکھے ہیں۔ مثلاً

محرر کے گناہاں بخش یارب | گنہ ماں باپ او سکے بخش یارب
نکر محتاج کس کا در ضعیفی | توانا رکھ جئے تک در ضعیفی

مرقوم و مختوم پانزدھم ماہ ربیع الثانی ۱۲۷۷ھ

(۶۵) رسالہ فقہ

نمبر (۴۸) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۲۱) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی کہنہ

مصنف۔ باقر آگاہ تاریخ تصنیف اوائل ۱۲۰۰ھ کتابت ۱۲۵۳ھ

مصنف کے حالات ملاحظہ ہو سلسلہ ہذا نمبر (۲)

آغاز:۔

ابتدا کرتا ہوں بسم اللہ سوں | صاحب اجلال عزو جاہ سوں
حمد حق ہے افسر فرق سخن | زینت سر نامہ نو و کہن

اس میں حمد و نعت کے بعد فرایض وضو۔ سنت وضو۔ نماز۔ غسل۔ تیمم۔ اسلام۔ صفت اسلام۔ اقامت۔ واجبات وغیرہ کا ذکر ہے۔

اختتام

ساٹ فقراں کو کھانا دے | یا یک بندہ آزاد کردے
یا روزے دو مہینے کے | پے در پے رکھنا لگے
دو سو چھے ست بیت تمام ۲۶۶ | بھیجو نبی پر درود اور سلام

یہ کتاب طبع ہو چکی ہے مگر نایاب ہے۔

(۶۶) عقائد باقر آگاہ (فرائد در عقائد)

نمبر (۴۸) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۳۷) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی کہنہ

مصنف۔ مولانا باقر آگاہ تاریخ تصنیف ۱۲۰۰ھ کتابت ۱۲۵۳ھ

مصنف کے حالات سلسلہ ہذا نمبر (۲) پر ملاحظہ فرمایئے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

سبب تالیف کتاب کا جو تذکرہ کیا گیا ہے۔ اس کے چند شعر یہ ہیں۔

محب الفقرا خادم شرع دیں کا ۔۔۔ ہوا ثابت تری دینی یقیں کا

عربی فارسی مفہوم نہیں ہے ۔۔۔ اچھے دکھنی نظم تا منیحہ یقین ہے

عربی فارسی سے ہے بیاں یو ۔۔۔ اچھے کم علم کو نقہ عیاں ہو

اچھے محفوظ خاں نام جواں بخت ۔۔۔ جواں عمر و جواں طالع و دولت

اچھے ابن کریم خاں قوم افغاں ۔۔۔ تزیں ہے قوم میں معروف افغاں

الٰہی دے ہدایت خان مذکور ۔۔۔ اسے کر دین کی نعمت سوں معمور

ہوا آغاز نامہ عجز احمد ۔۔۔ جو نود اوپر گیا را تھے صد

اچھے دسیں جمادی الثانی آغاز ۔۔۔ او پندرا باب ایک سو و فصل ساز

اختتام ۔

صلوات خمس میں رکھ تن کو معمور ۔۔۔ صلوات دایموں رکھ ....

یو روزہ ظاہری اے نفس قوت ۔۔۔ بقائے باطنی ....

یہ کتاب ناقص الآخر ہے۔

کتب خانہ جامعہ عثمانیہ اور کتب خانہ آصفیہ میں اس کے قلمی نسخے موجود ہیں (سروری صفحہ ۴۳)
کتب خانہ آصفیہ فقہ حنفی (۳۰۶)

(۶۴) فقہ محفوظ خانی (دوسرا نسخہ)

نمبر (۶۹) سائز (۹×۶) صفحہ (۲۹۲) سطور (۱۱ تا ۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی دکھنی کتابت ۱۲۷۷ھ

آغاز

کہوں میں حمد رب العالمیں کا ۔۔۔ کیا گلشن منور اپنی دین کا

غنی تھا آپ اپنی ذات میں جم ۔۔۔ نہ تھی کوئی ذات سے اوسکی محرم

نہ عالم تھا نہ آدم کا نشاں تھا ۔۔۔ نہ کوئی ذات صفات و نا کماں تھا

اختتام

دنیا میں ہے تلک تیری رضا دے ۔۔۔ قیامت میں صباح تیری رضا دے

عذابوں سے حشر کے بخش یا رب ۔۔۔ مجھے رکھ اپنے افعالوں مقرب

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

سن یک ہزار یک صد پہ تھا   نود پہ چھپے آغاز جاں

اختتام:-

دے علم توفیق عمل   کر عمل طول ایک شادماں

خاتمہ - تمت الکتاب ...... فی التاریخ یازدہم ماہ جمادی الثانی ۱۲۶۴ھ

بروز دوشنبہ بوقت نماز عصر با تمام رسید - برائے لعل ڈی صاحب۔

کاتب الحروف محمد امیر الدین سالک اورنگ آباد۔

(۶۳) فقہ محفوظ خانی

نمبر (۶۸) سائز (۱۲×۷) صفحہ (۲۶۶) سطر (۱۷) خط نستعلیق کاغذ دیسی دکھنی

مصنف - قدر عالم   تاریخ تصنیف ۱۱۹۹ھ کتابت

ناقص الاول اور ناقص الآخر ہے۔

مصنف کے والد کا نام شاہ بدر عالم تھا - آپ کا خاندان سادات بخارا میں شامل تھا - بخارا سے دکن آکر مقیم ہوگئے - قدر عالم کو باپ سے بیعت بھی حاصل تھی - تعلیم بھی باپ سے ہی حاصل کی تھی - سدھوٹ کے ایک امیر محفوظ خاں بن کریم خاں کی فرمایش سے یہ فقہ تالیف کی گئی اور اسکو اس امیر کے نام پر فقہ محفوظ خانی سے موسوم کیا گیا ہے - شاہ قدر عالم کے متعلق تفصیلی حالات معلوم نہ ہوسکے۔

آغاز:-

کہ جس پر حق کیا ختم نبوّت   وحی کر سب دیا قرآں کی آیت

ہوا قرآن صفت میں جس کے نازل   محمد سب نبیاں میں حق کے فاضل

اگرچہ صورت انساں اتھے او   سراسر معنی سبحاں اتھے او

یہ فقہ حنفی کی کتاب ہے - عنوانات کے تحت عبادات کا بیان ہوا ہے - پندرہ باب اور ایک سو دو فصلوں پر کتاب منقسم ہے - ہر فصل کے آغاز میں اولاً قرآن شریف کی آیت یا حدیث عربی میں لکھی گئی ہے - اسکے بعد اصل بیان نظم میں شروع کیا ہے - فقہ کے ساتھ عقاید کا بھی ذکر شامل ہے۔

مصنف کے نام اور کتاب کے نام کے متعلق چند شعر ملاحظہ ہوں۔

الہٰی توں سچا دانا و بینا   یو عاجز قدر عالم کمینا

نقہ محفوظ خانی نام اس کا   دعا دیوے پڑھے یا جو سنے گا

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

آغاز:-

او حق تعالیٰ ایک ہے   او سکون ہے لایق پا کیاں

اختتام میں چند امور کا تذکرہ کیا ہے جو حسب ذیل ہے۔

کرسیاں ہوئی ہیں یو تمام   نور حیدر کے عمل . . . . . .

قصبہ مدن پلی میں   غلام علی شاہ کے مکاں

اس وقت مدن پلی میں   امام بیگ حاکم جو تھا

کو پر مدن پلی میں   مدت سنی باشندگاں

مسئلہ ملایا اس سبب   فرزند منجہ مسلم پر نیں

حیدر خاں بھی محی الدین خاں   مسئلہ پڑھیں عثمان خاں

. . . . یاد تھے مسلے شرع   میں نظم میں لایا نہیں

مسئلے زیادہ ہے مگر   یہی تا پڑے مرد عورتاں

دیکھ مختصر اے مرد تو   کرنا نظم محنت سیج

یہی سا پنج بیج مسئلے دسیں   در کھول او پر رحمتاں

مسئلے بیان کرسی کیا   احمد خاں شیروانی سیج

مسئلے توں پر نے شک رہے   رکھ دیا مسئلے ہر زباں

خاتمہ - تمت تمام شد - بروز یکشنبہ ہفت گھنٹہ ماہ جمادی الاول سنہ ۱۲۳۷ھ

کاتب الحروف عاصی پر معاصی محمد مرتضیٰ ساکن نونگل مقام سرائے پیٹ بروے خواندن رحمت خاں تحریر یافت۔

(۶۲) چہار کرسی (چوتھا نسخہ)

نمبر (۳۰۲) سائز (۹½×۶) صفحہ (۶۲) سطر (۱۲) خط نستعلیق کاغذ دیسی دکھنی کتابت سنہ ۱۲۶۴ھ

آغاز:-

او حق تعالیٰ ایک ہے   او سکوں ہے لایق پا کیاں

مصنف بیان کرتا ہے کہ ایک دن خواب دیکھا اور ان کو خواب میں ہدایت ہوئی کہ مسائل فقہ کو عام لوگوں کے لئے مرتب کرے۔ اسی خواب کی وجہ سے انھوں نے یہ رسالہ نظم کیا ہے۔

تاریخ چوتھی صفر یو تھی   یو چہار کرسی ہوئی تمام

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

مسئلہ بیاں کرسی کیا — احمد خاں شیرانی سمجھ

اختتام اور سنہ تصنیف کی صراحت

حاجی مکائی حیدر دلی — وہاں دونوں ولیاں کی زبناں
تاریخ تھی چوتھی صفر — یو چار کرسی ہوئی تمام
سن یکہزار ایک سو پوتھی — نود پہ چھپے آغاز جاں
پر توں نیت جز فاتحہ — سورۂ اذا جا ریا رپر
حق سوں دعا توں خیر منگ — فرزند برادر دوستاں

خاتمہ۔ کاتب الحروف کمترین خاکپائے درویشاں پیر محمد ساکن قصبہ پٹن۔
بتاریخ یازدہم شوال ۱۲۵۷ھ ہجری روز بوقت نیم شب پنجشنبہ صورت ارقام انتظام۔

(۶۰) چہار کرسی (دوسرالنسخہ)

نمبر (۳۳۰) سائز (۸ × ۵½) صفحہ (۵۶) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی دکھنی

آغاز:-

او حق تعالیٰ یک ہے — اسکون ہے لایق پاکیاں
او باپ ماں سوں نیں ہوا — فرزند نیں اس عورتاں

اول بنا کر فارسی — دکھنی کیا ہیں اس سبب
معلوم سب مسئلے کریں — ہوئے برادر طفلگاں

تاریخ تھی چوتھی...... — سن یکہزار یک سو نود پو چھے
پرتوں......... — حق سوں دعا فرزند. برادر

---

(۶۱) چہار کرسی (تیسرالنسخہ)

نمبر (۷۵۵) سائز (۹½ × ۷) صفحہ (۷۸) سطر (۱۲) خط نستعلیق کاغذ دیسی دکھنی۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

سنو بات میری سو دل جان سوں لگا و تمیں دل سو سبحان سوں

سزا وار اوسکون ہے یہ سب لکھاں وہ صاحب ہے بے مثل اور بے مکان

اس رسالہ میں جو منظوم ہے۔ ایمان۔ نماز۔ وضو۔ طہارت کے مسائل کا اظہار کیا گیا ہے۔ یہ بھی اسی مصنف کی کتاب ہے جنھوں نے تنبیہ النساء لکھی ہے۔

اختتام:-

علم کے طلب میں رہو روز و شب تو پاؤ مرتبہ بہوت نزدیک رب

خدایا بخش سب مسلمان کون کہ دنیا سیں لے چلیں با ایمان توں

کہے رحمت اللہ یا رب الرحیم مجھے دین پر رکھ سدا مستقیم

(۵۹) چہار کرسی

نمبر (۱۲۱) سائز (۷×۵) صفحہ (۹۶) سطر (۶ تا ۹) خط شکستہ کاغذ دیسی دکھنی

مصنف۔ احمد خاں شیروانی تاریخ تصنیف ۱۱۹۶ھ سنہ کتابت ۱۲۵۷ھ

احمد خاں شیروانی اگرچہ ایک افغانی بزرگ تھے۔ مگر اپنے وطن کو خیرباد کر کے دکن میں آ بسے تھے۔ تصنیف و تالیف سے دلچسپی تھی۔ کولار (میسور) میں اقامت کرتے تھے۔ حیدر علی خاں والی میسور کی ملازمت میں شامل تھے۔ ان کے باپ کا نام محی الدین اور دادا کا نام بہادر خاں تھا۔

مصنف بیان کرتا ہے کہ ان کے دوست حیدر خاں۔ محی الدین اور عثمان نے مسائل فقہ کو لکھنے کا مشورہ دیا۔ ان کے کہنے سے یہ کتاب مرتب کی گئی ہے۔ مصنف کے دو بھائی تھے۔ حمید خاں اور سعید الرحمٰن خان اور یہ بھی کولار کے متوطن تھے۔ احمد خاں کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔

آغاز:-

او حق تعالیٰ ایک ہے لایق ہے اسکون پاکیاں

او باپ ماں سوں نیں ہوا فرزند نیں اس عورتاں

نیں کوئی خدا دوجا سمجھ ہے سچ خدا جن چھوڑ دیا

اس منظوم رسالہ میں فقہ اور عقاید کے مسائل درج ہیں۔ عنوانات کے تحت بیان کیا گیا ہے اور آنحضرت صلعم کی مختصر سیرت بھی شامل ہے۔

مصنف کے تخلص کی صراحت۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

کہ محمدؐ پر درود ان اور سلام　　　　اوران کے آل اولاد پر تمام

خاتمہ ۔بتاریخ ہشتم رمضان المبارک بروز سہ شنبہ بوقت عشاء ۱۲۶۴ھ ہجری

از دست فقیر حقیر سید برہان الدین اختتام رسید۔

(۵۶) تنبیہ النساء (تیسرا نسخہ)

نمبر (۳۴۳) سائز (۶×۴½) صفحہ (۴۸) سطر (۱۴) خط ثلث شکستہ کاغذ دیسی دکھنی کتابت ۱۲۷۶ھ

آغاز:۔

حمد یو حمد ہے اس سبحان کون　　　　جن کیا پیدا جسم اور جان کون

اختتام:۔

میں کیا رسمال اثر کے سب تمام　　　　تم پڑو صلوٰۃ محمدؐ پر مدام

خاتمہ ۔ تمت تمام شد۔ کار من نظام شد۔ ۱۲۷۶ھ

ایں کتاب تنبیہ النساء تحریر ورق فقیر حقیر شیخ زین الدین ولد شیخ باوا صاحب ماہ جمادی الآخر

(۵۷) تنبیہ النساء (چوتھا نسخہ)

نمبر (۴۷۹) سائز (۸×۵) صفحہ (۶۰) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی دکھنی

آغاز:۔

حمد بیحد ہے اس سبحان کو　　　　جو کیا پیدا جسم اور جان کو

اختتام:۔

گر چلیں گے تو خدا دیوے جزا　　　　نا چلیں گے تو بیقیں پاوے سزا

(۵۸) چہل و چار مسائل

نمبر (۱۱۴) سائز (۷×۶) صفحہ (۳۲) سطر (۷) خط ثلث کاغذ دیسی دکھنی

مصنف رحمت اللہ تاریخ تصنیف قبل ۱۱۹۵ھ کتابت

آغاز:۔

اول اسم اللہ بولوں شتاب　　　　شروع میں کروں ایک ہندی کتاب

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

نام پر رحمت آباد ایک بستی آباد کی ۱۱۹۵ھ میں خواجہ صاحب کا انتقال ہوا۔ ان کا حلقہ ارادت اور حلقہ شاگردی نہایت وسیع تھا۔ خواجہ صاحب سید علوی بیجاپوری کے خلیفہ تھے اور نائب رسول اللہ کے نام سے موسوم ہوئے۔ مرید ہونیکے بعد دنیا سے بے تعلق ہوگئے۔ عالم بھی تھے اور صوفی بھی۔ موجودہ ترقی پسند مصنفین کی طرح اُنھوں نے عوام کی برائیوں خصوصاً عورتوں کی جہالت اور فرسودہ رسم و رواج کا خوب مضحکہ اُڑایا ہے اور عریاں الفاظ میں اسکو بیان کیا ہے

آغاز:-

حمد بیحد ہے اُس سبحان کو — جو کیا پیدا جسم اور جان کو
دو جہاں کا خالق اور دائم ہے وہ — سب فنا آخر کتیں قائم ہے وہ
ایک وہ ہے نہیں شریک دوجا اسے — غیر اوس کے نیں سمجھ پوجا اُسے

اس مثنوی میں عورتوں کو بُرے اور معیوب رسموں سے جو شریعت کے خلاف ہیں باز رکھنے کی کوشش کی ہے۔ اصلاح کے لئے مذہبی اور معاشرتی دونوں قسم کے امور کا ذکر کیا ہے۔ انسان کی نفسانی خواہشوں اور خباثتوں اور اخلاق کی گندگی کو نہایت کھول کر بیان کیا ہے۔ اپنے زمانہ کے بُرے رسوموں کا مضحکہ خیز الفاظ میں خاکہ اُڑایا ہے۔

اختتام:-

بھول جا کر موت بازی میں رہیں — چھوڑ طاعت لاغیاری میں رہیں
حرمت وہ اسلام رکھنا اسکی — کا فران کے جنگ سے محرم ہینگی

کتب خانہ آصفیہ میں اس کا ایک نسخہ ہے۔ (کلام ۱۴۷۵) اور کتب خانہ ادارۂ ادبیات اردو میں کئی ایک نسخے ہیں نمبر (۱۳۴ تا ۱۳۸)

(۵۵) تنبیہ النساء (دوسرا نسخہ)

نمبر (۱۷۷) سائز (۶×۹) صفحہ (۶۱) سطر (۱۱) خط ثلث کاغذ دیسی دکھنی کتابت ۱۲۶۴ھ

آغاز:-

حمد بیحد ہے اوسی سبحان کوں — جو کیا پیدا جسم اور جان کوں
دو جہا کا خالق دائم ہے او — سب فنا آخر کتیں قائم ہے او

اختتام

جو چلیں گے خدا دیوے جزا — نا چلیں گے تو یقیں پادے سزا

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اپنے مرشد کی تعریف

او ہے اولاد میں غوث الصمد کے | او معنی میں دلی روشن جد کے
مبارک نام اوس کا سید حسن ہے | چرن کی خاک سرمہ مجہ نین ہے
مجھے بیعت میں لے کر دئے ہدایت | کئے مجکوں نصیحت تب عنایت

اپنے متعلق صراحت۔

میرا جد ہے بنی ہاشم کے درمیاں | بزرگی ہے خدا کن لئے اوسے مان
حسین ہے نام میرا ابن قادر | کیا ہوں اوس سبب فقہ میں صادر
سراج المومنین کوں ابتدا سوں | نظم باندوں مدد منگ کر خدا سوں
فضل سوں دے مجھے ارفان یا رب | سراج المومنیں کون ہیں بندوں سب
انتھا یو فارسی نسخہ سو اول | کیا دکھنی میں روشن مفصل

اختتام اور تاریخ تصنیف

اگیارہ سو پر تھے آٹھ ہور سات | کہ رمضان کی گیارھویں رات
ہوا ہے یو مرتب نسخہ دیں | پتہ یک کوئی کرینگی دیکو تحسیں
درود پر کیا ہوں ختم نامہ | ....دل کا رکھیا ہوں یہاں میں خامہ

خاتمہ۔ تاریخ دوازدہم ماہ محرم الحرام ۱۲۸۰ھ از دست محمد ٹیپو شریف در شہر میسور بوقت دو پہر اتمام گردید۔ برائے نور چشمی مدعمرہا۔

اس کتاب میں ایک فارسی خط کا مسودہ بھی شریک ہے جو ٹیپو سلطان کے نام لکھا گیا ہے۔ حسین کاتب نے اپنے دختر عائشہ بی بی کو ٹیپو سلطان کے فرزند محمد سبحان سے منسوب کرنے کا تذکرہ کیا ہے۔ کاتب سید حسین کی دستخط بھی خط کے آخر ثبت ہے۔

(۵۴) تنبیہ النساء

نمبر (۱۳۹) سائز (۸×۶) صفحہ (۵۵) سطر (۱۰) خط شکستہ کاغذ دیسی دکھنی

مصنف۔ خواجہ رحمت اللہ تاریخ تصنیف قبل ۱۱۹۵ھ کتابت

خواجہ رحمت اللہ دکن کے ایک مشہور صوفی بزرگ تھے۔ بیجاپور سے تعلق تھا۔ اس کے بعد بلگاؤں پھر کرنول آکر مقیم ہوئے۔ اس کے بعد او وگیر علاقہ ملندا اس جا بسے۔ یہاں کے قلعدار سید عبد القادر نے ان کے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

تاریخ تصنیف۔

کتاب یو بنیا تو جو جانو عزیز | سنہ ہجری ہزار ہور ایک سو پہ نیز
گذر جا کو ہیں پیسٹ برساں سگل | لگیا تیسرا مہینا ربیع الاول

اختتام:۔

کتاب اس جو سنہ کی پڑی تو نظر | صحیح بوجنا ہور یو معتبر
کیا شاہ محمد نے تو یو ختم | نبی پو درود بھیج کو دم بدم

خاتمہ۔ تمت تمام شد۔ ۱۲۴۰ھ ہجری نبوی صلعم

تمت الکتاب بعون اللہ الملک الوہاب کاتب فقیر حقیر کثیر التقصیر عبد الغفور بن محمد یوسف بقلم یادگار عدم ــــــ بتاریخ پانزدھم ذیحجہ بروز پنجشنبہ بوقت نماز ظہر مرتب گردد برائے میر غلام حسین عرف حاجی صاحب۔

(۵۳) ترجمہ سراج المومنین

نمبر (۷-۴) سائز (۸×۵) صفحہ (۱۵۴) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی دکھنی

مصنف۔ حسین تاریخ تصنیف ۱۱۸۷ھ کتابت

حسین تخلص کے دکن میں کئی شعراء ہوئے ہیں۔ مگر ان کے متعلق کوئی حالات تیقن کے ساتھ درج نہیں کئے جاسکتے۔ اپنے مرشد کا نام سید حسن بیان کرتے ہیں۔ دکن میں سید حسن برہنہ شاہ مشہور ہیں مگر آپ کا زمانہ سلطان عبداللہ کا زمانہ ہے۔ اس لئے یہ کوئی اور سید حسن ہیں جن کا تذکرہ مصنف نے کیا ہے۔ مصنف کے بیان سے واضح ہے کہ ان کے والد کا نام قادر تھا۔

آغاز:۔

خدا کون حمد بیحد ہے سزاوار | وہی واحد وہی ہے کرتار
نکل پردے سے کست سوں آکہ توں بہار | منگیا کرتے کتیں قدرت کوں اظہار
بزاں پہلی اشارت کے سکت سوں | دکھایا ہے جو پیدا کر جگت کوں

اس مثنوی میں اول حمد و نعت ہے پھر چار یار کی منقبت اس کے بعد اپنے مرشد کی مدح پھر سبب تالیف۔ اس کے بعد نفس مضمون شروع ہوتا ہے جو عقاید سے متعلق ہے۔ مصنف نے صراحت کی ہے۔ یہ کتاب فارسی کتاب سراج المومنین کا ترجمہ ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

ایک نامور عالم تھے۔ سنہ وفات کی بھی اطلاع نہیں ہے۔

آغاز :۔

الٰہی توں ہے پاک پروردگار ... بندیوں کوں پایا کے یو دھر استوار
نجاست گناہاں کی توں دھو کہ سٹ ... غسل دے توں توبہ کے پانی سوں گھٹ
رجوع کا وضو توں کرانا اول ... تیری یاد میں سو دیھرانا سگل

یہ فقہ حنفی کی کتاب ہے (۱۸۵) عنوانات کے تحت فقہی مسائل کو بیان کیا ہے۔ حمد و نعت، منقبت کے بعد نفس مضمون شروع ہوتا ہے۔ تمہیدی بیان میں آنحضرت کی سیرت پر بھی روشنی ڈالی ہے، عبادت کے پورے امور یعنی وضو۔ غسل۔ فرض۔ سنت۔ واجب۔ نماز۔ روزہ۔ حیض۔ نفاس۔ غرض کہ فقہی مسائل ابواب کے تحت بیان کئے گئے ہیں۔

اختتام اور تاریخ تصنیف اور مصنف کا نام

کتاب یو ہنیا تو جو جانو عزیز ... سنہ ہجری ہزار و یک سو پو نیز
گذر جا کو ہیں بیسٹ جو برس سگل ... لگیا تیسرا مہنا ربیع الاول
بنا جب تو اسکوں دیا اخطاب ... خزانہ عبادت ہزارا کتاب
کیا شاہ محمدؐ نے تو یو ختم ... نبی پر درود بھیج کرو دم بدم

خاتمہ :۔ ۱۰ رجب المرجب تاریخ دہم روز شنبہ بوقت عصر فقیر شاہ محی الدین قادری بن شاہ محمد قادری برادر اسمٰعیل صاحب از سرفراز حضرت مولوی حبیب اللہ صاحب این کتاب انجام کردہ شد ۱۲۴۱ھ۔ کتاب پر کئی مہریں سید محی الدین قادری ولد شاہ محمد قادری کی ثبت ہیں۔ مہر کی تاریخ ۱۲۲۰ھ ہے کتب خانہ آصفیہ میں اسکے دو نسخے ہیں (فقہ حنفی (۸۳۷) و داخلہ (۲۸۸۹۳)

(۵۲) خزانہ عبادت (دوسرا نسخہ)

نمبر (۱۹۸) سائز (۱۲ × ۸) صفحہ (۵۵۴) سطر (۲۱) خط نسخ کاغذ دیسی وکھنی

آغاز :۔

الٰہی توں ہے پاک پروردگار ... بندیوں کون پاکی یو دھر استوار
نجاست گناہاں کی توں دھو کہ سٹ ... غسل دے توں توبہ کی پانی سوں گھٹ

ابتدا میں فہرست بھی ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

سرمست کے متعلق ہمیں کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔ اس نام کا ایک رسالہ فارسی میں بھی ہے، جو فقہی مسائل پر مشتمل ہے ممکن ہے مصنف نے اس کا ترجمہ کیا ہو۔

آغاز:۔

نام حق کا زباں پر جاری کر — جان اور دل سے اوسے یاری کر
بادشاہ کاریگر ہے دانا قدیم — وہ تو ہے پیدا کرنے والا رحیم
جو کچھ ہے آسماں زمیں میں یہاں — پائی بھی اوسے شکل بیتی ہاں

یہ فقہ کا رسالہ ہے۔ وضو۔ غسل۔ تیمم۔ نماز وغیرہ کا تذکرہ کیا گیا۔

اختتام:۔

ایک درویش ہیں غلام رسول — اونھوں نے جب سنی کتاب عاصی
مجکو فرمایا اوسکی بحر ہے کھول — تا کہ واقف ہوں اوسے خواص و عام
فاعلاتن فلاعلاتن فاعلات — اس کا یہ وزن ہے بس اہل کرام
اور تاریخ بھی لکھی میں نے — سعد واحسن سمجھ کے کچھ ایام
کہا ہاتف بنی ہے خوب فاضل — فقہ ہندی جو تو نے کی انجام

خاتمہ:۔

این کتاب نام حق ہندی بدست عاصی پر معاصی۔ اضعف من عباد اللہ الصمد علی صاحب انصرام یافت۔ بوقت سعادت و مبارک ہجری نبوی (۱۲۵۳ھ)

کتب خانہ آصفیہ میں اس کا ایک نسخہ موجود ہے۔ (مجامع ۱۷۳)

(۵۱) خزانۂ عبادت

نمبر (۱۰۳) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۶۵۸) سطر (۱۷) خط نستعلیق کاغذ دیسی دکھنی

مصنف۔ شاہ محمد قادری تاریخ تصنیف ۱۱۶۵ھ کتابت ۱۲۴۱ھ

دکن کے شعراء میں ایک شاہ محمد وہ ہیں جو نور دریا سے موسوم تھے اور ۱۰۸۵ھ میں انتقال فرمایا تھا۔ یہ دوسرے شاہ محمد قادری ہیں جن کے متعلق ہمیں بہت کم معلومات ہیں۔ صرف اس قدر پتہ چلتا ہے کہ آپ نے کوئی عشقیہ مثنوی نہیں لکھی بلکہ خزانہ عبادت جیسی ضخیم کتاب فقہ اور عقائد میں قلمبند فرمائی۔ شاعری کے ساتھ عربی اور فارسی کی بہت اچھی قابلیت رکھتے تھے۔ اپنے زمانے کے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

ایک نامور عالم تھے۔ سنہ وفات کی بھی اطلاع نہیں ہے۔

آغاز :-

الٰہی توں ہے پاک پروردگار — بندیوں کوں پایا کے یو دھرا ستوار
نجاست گناہاں کی توں دھو کہ سٹ — غسل دے توں توبہ کے پانی سوں گھٹ
رجوع کا وضو توں کرانا اول — تیری یاد میں سو دیھرانا سگل

یہ فقہ حنفی کی کتاب ہے (۱۸۵) عنوانات کے تحت فقہی مسائل کو بیان کیا ہے۔ حمد و نعت منقبت کے بعد نفس مضمون شروع ہوتا ہے۔ تمہیدی بیان میں آنحضرت کی سیرت پر بھی روشنی ڈالی ہے عبادت کے پورے امور یعنی وضو۔ غسل۔ فرض۔ سنت۔ واجب۔ نماز۔ روزہ۔ حیض۔ نفاس۔ غرض کہ فقہی مسائل ابواب کے تحت بیان کئے گئے ہیں۔

اختتام اور تاریخ تصنیف اور مصنف کا نام

کتاب یو نہیا تو جو جانو عزیز — سنہ ہجری ہزار و یک سو پو نیز
گذر جا کو ہیں ہیسٹ جو برساں سگل — لگیا تیسرا مہنا ربیع الاول
بنا جب تو اسکوں دیا اختطاب — خزانہ عبادت ہزارا کتاب
کیا شاہ محمدؐ نے تو یو ختم — نبی پر درود بھیج کرو دم بدم

خاتمہ :- ۱۰ رجب المرجب تاریخ دہم روز شنبہ بوقت عصر فقیر شاہ محی الدین قادری ابن شاہ محمد قادری برادر اسمٰعیل صاحب از سرفراز حضرت مولوی حبیب اللہ صاحب ایں کتاب انجام کردہ شد سنہ ۱۲۴۱ھ۔ کتاب پر کئی مہریں سید محی الدین قادری ولد شاہ محمد قادری کی ثبت ہیں۔ مہر کی تاریخ سنہ ۱۲۲۰ھ ہے کتب خانہ آصفیہ میں اسکے دو نسخے ہیں (فقہ حنفی (۸۳۷) و داخلہ (۲۸۸۹۳)

(۵۲) خزانۂ عبادات (دوسرا نسخہ)

نمبر (۱۹۸) سائز (۱۲ × ۸) صفحہ (۵۵۴) سطر (۲۱) خط نسخ کاغذ دیسی کھنی

آغاز :-

الٰہی توں ہے پاک پروردگار — بندیوں کون پاگی یو دھرا ستوار
نجاست گناہاں کی توں دھو کہ سٹ — غسل دے توں توبہ کی پانی سوں گھٹ

ابتدا میں فہرست بھی ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

سرمست کے متعلق ہمیں کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔ اس نام کا ایک رسالہ فارسی میں بھی ہے، جو فقہی مسائل پر مشتمل ہے ممکن ہے مصنف نے اس کا ترجمہ کیا ہو۔

آغاز:۔

نام حق کا زباں پر جاری کر ۔۔۔ جان اور دل سے اوسے یاری کر
بادشاہ کاریگر ہے دانا قدیم ۔۔۔ وہ تو ہے پیدا کرنے والا رحیم
جو کچھ ہے آسماں زمیں میں یہاں ۔۔۔ پائی بھی اوسے شکل بنتی ہاں

یہ فقہ کا رسالہ ہے۔ وضو۔ غسل۔ تیمم۔ نماز وغیرہ کا تذکرہ کیا گیا۔

اختتام:۔

ایک درویش ہیں غلام رسول ۔۔۔ اونھوں نے جب سنی کتاب عاصی
مجکو فرمایا اوسکی بحر ہے کھول ۔۔۔ تاکہ واقف ہوں اوسے خواص و عام
فاعلاتن فلاعلاتن فاعلات ۔۔۔ اس کا یہ وزن ہے بس اہل کرام
اور تاریخ بھی لکھی میں نے ۔۔۔ سعد واحسن سمجھ کے کچھ ایام
کہا ہاتف بنی ہے خوب فاضل ۔۔۔ فقہ ہندی جو تو نے کی انجام

خاتمہ:۔

این کتاب نام حق ہندی بدست عاصی پر معاصی۔ اضعف من عباد اللہ الصمد علی صاحب الصرام یافت بوقت سعادت و مبارک ہجری نبوی (۱۲۵۳ سنہ)
کتب خانہ آصفیہ میں اس کا ایک نسخہ موجود ہے۔ (مجامع ۱۷۳)

(۱۵) خزانہ عبادت

نمبر (۱۰۳) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۶۵۸) سطر (۱۷) خط نستعلیق کاغذ دیسی دکھنی
مصنف۔ شاہ محمد قادری تاریخ تصنیف ۱۱۶۵ سنہ ھ کتابت ۱۲۴۱ سنہ ھ

دکن کے شعراء میں ایک شاہ محمد وہ ہیں جو نور دریا سے موسوم تھے اور ۱۰۸۵ سنہ ھ میں انتقال فرمایا تھا۔ یہ دوسرے شاہ محمد قادری ہیں جن کے متعلق ہمیں بہت کم معلومات ہیں۔ صرف اس قدر پتہ چلتا ہے کہ آپ نے کوئی عشقیہ مثنوی نہیں لکھی۔ بلکہ خزانہ عبادت جیسی ضخیم کتاب فقہ اور عقاید میں قلمبند فرمائی۔ شاعری کے ساتھ عربی اور فارسی کی بہت اچھی قابلیت رکھتے تھے۔ اپنے زمانے کے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

ہیں اِطلاع نہیں ہے۔ البتہ یہ واضح ہوتا ہے کہ شیخ جیون کے نام سے بھی موسوم تھا۔ مرثیہ بھی کہا کرتا تھا۔
"دردنامہ" اسکی ایک مثنوی پانچہزار شعر کی ہے۔

آغاز:-

اللہ مولی پاک ہے دو جگ سرجن ہار — جن وہ دھایا صدق سوں ہوتی اوتری ہار
اسکی حمد و ثنائے کا ساگر گھر گنبیر — کو د پار نکر سکے پیر پیغمبر میر
ایسا خالق رب ہے پل میں کیا جہاں — قدرت نے قائم کئے عرش کرسی آسماں

اس کتاب میں عقاید اور فقہ کے مسائل کو بیان کیا گیا ہے۔ کتاب فصل اور ابواب میں منقسم ہے۔ چند عنوان یہ ہیں۔ ایمان۔ شرط ایمان۔ حکم ایمان۔ ایمان مجمل۔ وایمان مفصل۔ امنت باللہ یعنی ایمان آوردن بخدا۔ ملائکہ۔ پیغمبر۔ روز قیامت۔ خیر و شر۔ وضو۔ غسل۔ پاکی۔ نماز۔ کسوف وخسوف۔ اعتکاف وغیرہ۔

سبب کتاب میں ظاہر کیا گیا ہے کہ ہندی بولنے والوں کے لئے یہ کتاب لکھی گئی ہے اور تمام ضروری مسائل کا ذکر کیا گیا ہے۔

قیامت کے احوال میں ہندی کہی کتاب — محشر نامہ نانو ہے جانوائے اصحاب
محشر نامہ بیچ سن وعدا الپس دیا — ان عاجز درویش نے بوجھو گھول پیا
امر نہی کے بات میں ہندی بولی بول — شرع ترازو دین کے جدھی جو دیو بکا بول
مسائل ہندی نانو اب اس کا رکہہ اے یار — پڑھو فاتحہ مجھ اوپر جی بخشے کرتار

اختتام:-

جاگا ساری رات جی سفر کا ہلا ہوئی — دماغ خلل کے کارتے فجر جاہ مت سوئی
ہو قضا سنت فرض یہ ہے ہو بد کام — ذوق شوق سیں ہوئی سو کہہ بیان بہو بچ کلام

خاتمہ۔ تمت تمام شد۔ کتاب مسائل ہندوی بنائے محبوب عالم۔
تاریخ نہم شہر جمادی الثانی ۱۱۵۸ھ شیخ محمد سعد ولد شیخ علیم اللہ سالک دھرسوں تحریر یافت۔

(۵۰) نام حق ہندی

نمبر (۱۵۶) سائز (۸ × ۶) صفحہ (۱۴) سطر (۱۵) خط نسخ کاغذ۔ دیسی دکھنی
مصنف۔ سرمست تاریخ تصنیف ۱۱۶۲ھ کتابت

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۴۸) رسالہ فقہ لازم المبتدی

نمبر (۱۱۴) سائز (۹ × ۵ ½) صفحہ (۶۴) سطر (۵) خط ثلث کاغذ دیسی دکھنی

مصنف۔ اشرف تاریخ تصنیف اوائل ۱۱۰۰ھ کتابت ۱۲۹۵ھ

اشرف تخلص کا دکن میں ایک مشہور شاعر گذرا ہے۔ جس کی مثنوی جنگ نامہ سے موسوم ہے۔ اس کا نام سید اشرف تھا۔ مثنوی، غزل، مرثیہ نگاری میں دست رس تھی۔ تفصیلی حالات معلوم نہیں ہوئے ممکن ہے یہ کتاب اسی کی تصنیف ہو۔ اشرف کا تذکرہ "دکن میں اردو" میں کر دیا گیا ہے۔

آغاز:۔

نام خدا کا کروں بیاں
دین نبی کا کہوں عیاں

اللہ صاحب محمدؐ بندا
جس کے کاج کیا یہ دھندا

جو کچھ حکم ہے سن دھر کاں
عمل کر اس پر یقیں کر ماں

اس رسالہ میں فقہ کے مسائل بیان کئے گئے ہیں۔ ایمان۔ جنب۔ حیض۔ نفاس۔ وضو۔ تیمم۔ نماز۔ غسل۔ کفن وغیرہ اُمور کا بیان ہوا ہے۔

اختتام

نسخہ جوڑا اشرف نے
مانگی مراد اللہ کنے

یا رب اس کو تیری پناہ
عمل کے مجہ دیکھائیں راہ

لازم المبتدی ہے اس کا نام
پڑے جو ہر وقت آوے کام

نسخہ سب یہ ہوا تمام
بھیجو نبی پر درود و سلام

خاتمہ۔ مالک این کتاب شیخ شمبو میاں طالب علم تحریر فی التاریخ دہم ربیع الثانی ۱۲۹۵ھ

(۴۹) محشر نامہ

نمبر (۱۴۷) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۱۱۴) سطر (۱۳ تا ۱۷) خط نستعلیق کاغذ دیسی دکھنی

مصنف۔ محبوب عالم تاریخ تصنیف قبل ۱۱۵۸ھ کتابت ۱۱۵۸ھ

مصنف دور آصفی کے ابتدائی زمانہ سے تعلق رکھتا ہے۔ ولی ویلوری کا ہمعصر تھا۔ تفصیلی حالات کی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

زمر ہے علم منطق اور معانی میں فراقی کو   اگر علمِ حدیثِ مُصطفےٰ ہوتا تو کیا ہوتا

شمالی ہند کے تذکرہ میں اس کا صرف ایک شعر درج ہے۔

فراقی کشتہ ہوں اس آن کا جس دم کہ وہ ظالم   کمر سے کھینچتا خنجر، چڑھاتا آستین و ے

اس مثنوی سے فراقی کے کہنہ مشق شاعر ہونے کے علاوہ ایک عالم ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ فراقی نے اس امر کی بھی صراحت کی ہے کہ اسکے خاندان میں کئی افراد عالم تھے۔ کوئی شاعر نہیں تھا۔ اس نے ہی شاعری کی ہے۔ اسکے پہلے فراقی کی صرف ایک غزل دستیاب ہوئی تھی اب مستقل ضخیم مثنوی ہمدست ہوئی ہے۔

آغاز:-

کہوں حمد ہور شکر اس رب کتیں   جلاتا ہے ہور مارتا سب کتیں

جلانا تو اس پر نہ دشوار ہے   نکچہ مارنے کوں اسے بار ہے

ہویدا کیا یک میں دو نو جہاں   او پیدا کیا ہے زمیں آسماں

جیسا کہ نام سے واضح ہے اس میں یوم قیامت یعنے حشر کے دن کے حالات قلمبند کئے گئے ہیں۔ فراقی کے بیان سے واضح ہوتا ہے کہ اس کو اس نے فارسی سے ترجمہ کیا ہے۔ مثنوی میں پہلے حمد پھر نعت اس کے بعد غوث اعظم کی مدح ہے۔ اس کے بعد نفس مضمون شروع ہوتا ہے۔ روز قیامت کا حال تفصیل سے لکھا ہے۔ درمیان میں بعض حکایتیں بھی درج کی ہیں۔ مثنوی کے عنوان بھی اشعار میں ہیں۔ تاریخ تصنیف بھی نظم کی گئی ہے۔

کیا قصد تاریخ جب بولنا   بو اجمال تفصیل کر کھولنا

تو مج دل کیا اس وضع انتخاب   یو دکھو جو ہے بابرکت کتاب

اختتام:-

مگہ اپنا انجو تے بھگتا ہوں میں   تیرے کن ہو عاجز کھاتا ہوں میں

یہی دم ہے نسدن مجے دم بدم   کرم کر کرم کر کرم کر کرم

گنہ گار بندہ ہوں میں نامراد   میری سار کا منجہ کتیں نامراد

اس کے بعد کے اشعار نہیں ہیں۔ اس کے بجائے دو صفحہ کسی دوسری کتاب کے ملا دیئے گئے ہیں جو کوئی حدیث کی کتاب ہے۔

کتب خانہ آصفیہ میں اس کا ایک نسخہ ہے (مثنوی ۱۳۵۰)

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

لیناہے۔ بچالیا اگر نا بچالیا سے تمام نماز اس کی باطل ہوگا۔"

اس کے بعد کا حصہ نہیں ہے۔

(۴۶) احکام الصلوٰۃ

نمبر (۱۵۶) سائز (۸ × ۶) صفحہ (۴۱) سطر (۱۲) خط نستعلیق کاغذ۔ دیسی

مصنف۔ نامعلوم تاریخ تصنیف اوائل سنہ ۱۱ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات فراہم نہیں ہوئے۔

آغاز۔ "الحمد للہ رب العالمین الخ

جو یہ کتاب بزرگ ہور برترائی ہے بیچ بیان صفتوں ایمان کے ہور حکماں نماز کے جو روشنائی دل کی ہے۔ نماز ہور روزہ ہور زکات ہور غسل ہور جنابت ہور فرض ہور واجب ہور سنت ہور نفل ہور مستحب ہور مباحات بیچ۔ اس کے بیان کیا ہے۔"

اس رسالہ میں سوال وجواب کے طور پر فقہی مسائل کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

اختتام۔ "فرض کفایہ او ہے چھینک کا جواب دینا اور جنازہ کے نماز پڑھنا۔ اگر کوئی شخص بیمار ہے تو اوسکی پرسش کرنا اور عیدین کی نماز مانند اسکے سمجھی جائے۔"

خاتمہ۔ تمام شد۔ کتاب احکام الصلوٰۃ۔

اسی کتاب میں فارسی کے چند رسالہ اور دعائیں وغیرہ شامل ہیں۔

(۴۷) مرأت الحشر

نمبر (۳۱۶) سائز (۸ × ۵½) صفحہ (۳۰۴) سطر (۱۱) خط ثلث۔ کاغذ دیسی دکھنی

مصنف۔ سید محمد فراقی تاریخ تصنیف۔ سنہ ۱۱۲۰ھ کتابت

مصنف کا نام سید محمد اور تخلص فراقی۔ وطن بیجاپور تھا۔ عالمگیر کے فتح بیجاپور کے بعد اورنگ آباد میں اقامت کرلی تھی۔ شمالی ہند کا بھی سفر کیا تھا۔ شمالی ہند کے اکثر تذکروں مثلاً قائم امیر حسن وغیرہ نے فراقی کا ذکر اپنے تذکروں میں کیا ہے۔ لیکن تعجب ہے کہ دکن کے قدیم تذکرے فراقی کے حالات سے ساکت ہیں۔ فراقی کو علوم مروجہ میں کافی دسترس حاصل تھا۔ علوم معانی۔ بیان۔ منطق میں پورا دخل تھا۔ چنانچہ کہتا ہے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

دونوں ہاتاں دراز کرے کہاندیاں کے مقابل ہور دونوں ہاتھ کے درمیان کہاندا اچھتے لعد آخر کون موں پو سوں اوتارنا سنت ہے۔"

خاتمہ ۔ تمت تمام شد۔ تاریخ ماہ شعبان پانزدہم روز دوشنبہ بوقت عصر۔ کاتب سید نور برائے خواندہ نوشتہ سنہ ۱۱۵۴ ہجری

(۴۴) مسائل عبادات (تیسرا نسخہ)

نمبر (۳۹۹) سائز (۸ × ۵ $\frac{1}{2}$) صفحہ (۹۰) سطر (۱۲) خط شکستہ کاغذ ولیسی دکھنی

آغاز ۔ "الحمد للہ رب العالمین الخ

اگر کوئی پوچھیگا کہ توں مسلمان کداسوں ہوا۔ جواب۔ بول روز میثاق کون ہوا۔"

ناقص الآخر ہے۔

اختتام ۔ "روز وعد کسے کہتے ہیں۔ بول روز چہار شنبہ کون کہتے ہیں۔ روز چہار شنبہ کا دن کون ۔ تاریخ کونسے تھی۔ بول کہ دن بدھ کا تھا جمعرات کے تھے۔........"

اس کے لعد اوراق نہیں ہیں۔ اس کے بجائے دوسری کتاب کے چند اوراق آ گئے ہیں جو منظوم کتاب ہے اور یہ منظوم کتاب کسی عبدالحق کی مصنفہ ہے۔

(۴۵) احکام الصلوٰۃ

نمبر (۳۲۶) سائز (۶ $\frac{1}{2}$ × ۴) صفحہ (۲۷) سطر (۹ تا ۱۶) خط نستعلیق کاغذ دلیسی دکھنی

مصنف ۔ نامعلوم تاریخ تصنیف اوائل سنہ ۱۱۰۰ھ کتابت

مصنف کے متعلق کوئی معلومات فراہم نہیں ہوئے۔

آغاز ۔ "الحمد للہ رب العالمین الخ

جان تو نیک بخت کرے تجکو اللہ تعالیٰ دونوں جہان میں سب مسلمانوں کو چھتا ہے۔ مسلمان کا بیان ہور اس کے ارکان ہور احکام ہور دوسرے چیزاں سکنا لازم ہے اگر کوئی پوچھے گا مسلمان ہے بول توں الحمد للہ ۔ معنی الحمد للہ کرے۔ سرانا صفت کرنا۔ بکھانا اللہ تعالیٰ سزاوار ہے۔"

اس رسالہ میں عقائد اور فقہ کے چند مسائل ہیں۔

اختتام ۔ "جس وقت امام ہوئیگا شافعی حنفی، مقتدیاں کو جو اسکون سات فرضاں

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

ایک شاہ علاءالدین کا تذکرہ مولف اولیاء دکن (جلد اول صفحہ ۵۱۸) نے کیا ہے جو چشتیہ طریقہ کے صاحب باطن بزرگ تھے اور ان کا انتقال ۹۵۵ھ میں ہوا تھا۔ اگر اس کتاب کے کاتب کا نام علاءالدین تسلیم کر لیا جائے تو پھر یہ کتاب کسی اور شخص کی مصنفہ قرار پاتی ہے۔ بہرحال صحیح طور پر کوئی خیال ظاہر نہیں کیا جاسکتا۔ مگر طرز عبارت کے لحاظ سے اسکو ۱۱۰۰ھ کے اوائل کی قرار دینا چاہئے

آغاز۔ "الحمد للہ رب العالمین الخ

اگر تجھے کوئی پوچھیگا مسلمان کدا سوں ہور بول کہ روز میثاق سوں ہو۔ اگر تجھے پوچھے گا روز میثاق کسے کہتے ہیں۔ بول کہ روز میثاق وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ذریت کوں پیدا کیا۔ انوں کوں عقل دیا۔ ہور شعور دیا۔ پوچھیا کہ میں ہوں۔ تمارا پروردگار۔ ذریت تیں بولے گی توں تحقیق ہمارا پروردگار جیکوئی اس اقرار پر ثابت رہے سو مسلمان ہوئے۔ جیکوئی اس اقرار کوں بدل گئی سو کافر ہوئے"

اس رسالہ میں چند مسائل عقائد اور اس کے بعد فقہی مسائل عبادات بطور سوال جواب درج ہیں۔ وضو۔ غسل۔ تیمم۔ نماز۔ روزہ۔ وغیرہ امور کی صراحت کی گئی ہے۔ بعض جگہ شافعی اور حنفی مسائل کا اختلاف بھی ظاہر کیا گیا ہے۔ زیادہ تر مسائل حنفی طریقے کے درج ہیں۔

اختتام۔ سات واں وتر کی نماز تین رکعتاں کوں یک سلام سوں کرے تو ہمارے یاں نماز جاتا ہے۔ انو کے وال تین رکعت وتر ایک سلام سوں کرنا ہے۔

خاتمہ۔ ایں کتاب چند مسائل عبادات تمام نوشتہ شد است۔ کتب العبد عاجز فقیر حقیر شاہ علاءالدین چشتی۔ تاریخ در ماہ شوال شانزدھم روز پنجشنبہ ۱۱۱۱ھ مرتب شدہ است۔

(۴۳) مسائل عبادات (دوسرا نسخہ) (ترجمۃ الصلوٰۃ)

نمبر (۴۱۹) سائز (۷×۴½) صفحہ (۸۵) سطر (۱۴) خط نستعلیق کاغذ دیسی دکھنی کتابت ۱۱۵۴ھ

آغاز۔ "الحمد للہ الخ مسئلہ اگر کوئی پوچھے گا کہ مسلمان کداں سوں ہوا بول کہ روز میثاق سوں ہوا الخ

اختتام:۔ اس دعایاں ہیں سوں ہر ایک دعا پڑھے۔ ہور دعا مانگے طریقہ یو ہے کہ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

ایمان اور عقاید کا بیان ہے۔ کتاب فصل اور باب میں تقسیم ہوئی ہے۔

چند فصل یہ ہیں۔

فصل سوم ۔ دربیان ایمان آوردن بہ خدائے تعالیٰ

فصل چہارم ۔ دربیان ایمان آوردن بہ پیغمبران

فصل پنجم ۔ دربیان ایمان آوردن بروز قیامت

علامت قیامت ۔ یاجوج، ماجوج کا بیان وغیرہ۔

چند آخری ابواب یہ ہیں۔

باب بستم ۔ دربیان حج

فصل دوم ۔ دربیان ارکان حج

فصل سوم ۔ دربیان احرام بستن

فصل چہارم ۔ دربیان گذاردن طریق عمل حج

باب بست ویکم ۔ دربیان شناخت کیفیت اسلام

فصل اول ۔ کیفیت اسلام

فصل دوم ۔ بیان شناختن گناہ کبیرا

فصل سوم ۔ دربیان افعال حرام وناشایستہ

اختتام :-

دیکھا عیب کر اس نصیحت کی بات
تجھے کر سکت ہے تو تو نیج اسکے ساتھ

توں غیب میں عیب اسکا نا بھاتی چھور
دگر تج سکت نیں دے اسکوں چھوڑ

اس کے بعد کے اوراق نہیں۔

(۴۲) فرائض اسلام (مسائل عبادات)

نمبر (۹۳) سائز (۹×۵) صفحہ (۷۲) سطر (۱۸) خط نسخ کاغذ دیسی دکھنی

مصنف شاہ علاء الدین چشتی تاریخ تصنیف ۱۱۱۱ھ کتابت ۱۱۱۱ھ

اس کتاب کے کاتب کا نام شاہ علاء الدین ہے۔ مگر میرے خیال میں یہی اس کے مصنف ہیں اور ۱۱۱۱ھ اس کی تاریخ تصنیف قرار پاتی ہے۔ ۱۱۱۱ھ کے شاہ علاء الدین کے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

خاتمہ - این کتاب ہدایت الہندی تمام شد برائے ...... نوشتہ است
این خط غریب فقیر حقیر گلزار شاہ نوشتہ است۔
کتب خانہ آصفیہ میں چار نسخے موجود ہیں۔ فقہ حنفی ۸۳۷ - ۸۳۸ - ۱۰۹۱ جدید (۱۵۰)
ادارۂ ادبیات اردو میں ایک نسخہ ہے۔

(۴۰) ہدایت ہندی (دوسرا نسخہ)

نمبر (۴۳) سائز (۹ × ۷) صفحہ (۱۹۲) سطر (۱۷) خط شکستہ کاغذ دیسی دکھنی
ناقص الاول ہے دو صفحے نہیں ہیں۔

آغاز:-

جو بندیاں کے تیں حاجتاں ساج ہے — او صاحب ولی حاجتاں باج ہے
کسی شے کا او کچھ نہ پروا بھرے — کہ کی بھانت اشیا پیدا کرے

اختتام:-

رکھے سات تاریخ دن مشتری — یو نسخہ مرتب ہوا خوشتری
مرتب یو نسخہ اچھے بردوام — بحق محمد علیہ السلام

(۴۱) مثنوی در فقہ و عقاید

نمبر (۳۹۹) سائز (۸ × ۵ ½) صفحہ (۱۴۲) سطر (۱۳) خط ثلث کاغذ دیسی۔
مصنف - نامعلوم تاریخ تصنیف مابعد ۱۱۰۰ھ کتابت
ناقص الاول اور ناقص الآخر ہے۔
اس مثنوی کے مصنف کا نام معلوم نہ ہوسکا۔ ناقص مگر طویل مثنوی ہے۔

آغاز:-

بھی خارج اتو سوں ہیں کئی لک ملک — بھرے ہیں فرشتاں سوں ساتوں فلک
نہ ان کی گنت کا کرے کوئی حد — خدا کو بیچ معلوم ان کا عدد
صفت بیچ بندیاں کی ان کوں پچھان — ولی انکوں ترزادہ ہے کرنجان

اس ضخیم مثنوی میں نماز۔ غسل۔ وضو۔ تیمم۔ حیض۔ نفاس۔ مسح موزہ وغیرہ کا بیان ہے۔ اولاً

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۳۹) ہدایت ہندی

نمبر (۴۱) سائز (۸ × ۶) صفحہ (۲۴۲) سطر (۱۴) خط شکستہ کاغذ دیسی دکھنی

مصنف۔ شیخ داؤد ضعیفی تاریخ تصنیف ۱۱۰۰ھ کتابت

مصنف کا نام شیخ داؤد اور تخلص ضعیفی تھا۔ قطب شاہی آخری دور سے تعلق رکھتا ہے۔ مگر اس کے تصانیف زوال سلطنت کے بعد مرتب ہوئی ہیں۔ ضعیفی ایک عالم شخص تھا۔ عربی۔ فارسی میں بہت اچھی مہارت تھی۔ علوم متعارفہ تفسیر۔ حدیث۔ فقہ پر عبور حاصل تھا۔ ضعیفی کی ایک مثنوی "عشق صادق" انڈیا آفس کے کتب خانہ میں ہے۔ (یورپ میں دکھنی مخطوطات صفحہ ۳۳۳) ایک اور مثنوی "نصیحت بدن" کتب خانہ آصفیہ میں ہے۔ زیر بحث کتاب کسی فارسی کا ترجمہ نہیں بلکہ خود مصنف کی تالیف ہے۔

ضعیفی کے دیگر حالات سنہ انتقال وغیرہ کی کسی کو اطلاع نہیں ہے۔ البتہ ۱۱۰۷ھ کے بعد بھی زندہ رہنے کا پتہ چلتا ہے۔

آغاز:-

اول پاک ہادی کا لے ناوں میں — ہدایت اسی پاک تے پاوں میں
بھی احمد نبی کے رسالت پہ آ — گواہو کے گت پاوں اسلام کا
انا حق کے توحید سوں کر کلام — محمد پہ بولوں صلوٰۃ وسلام

ہدایت ہندی پچیس باب میں منقسم ہے اور ہر ایک باب ضمنی فصلوں میں منقسم ہے۔ ہر باب کے آغاز میں قرآن شریف کی آیتیں یا حدیث درج کی گئی ہے۔ اسکے بعد نفس مضمون سے بحث کی ہے۔ اس مثنوی میں فقہی مسائل اور عقاید کا بیان کیا گیا ہے۔

اختتام:-

صدی بارویں میں لکھا تھا برس — اسے بیچ باجا یو دکھنی جرس
ولی کے شہنشاہ کے دھر میں — مبارک او ذوالحجہ کے شہر میں
اتھی سات تاریخ دن مشتری — یو نسخہ مرتب ہوا خوشتری
مرتب یو نسخہ اچھو بردوام — بحق محمد علیہ السلام

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

خدام عابد شاہ اور میرے پیر کا نام حضرت ابو یوسف روحانی شاہ راجو حسینی الحسنی قدس اللہ سرہ۔
بعد اے عزیزان اس کتاب کو دکھنی میں کرکے ہلکا تکو سمجھو اسے بڑے بڑے فقہ سین مسئلہ جمع کر کے لکھا ہوں۔"

یہ ایک فقہ حنفی کی کتاب ہے اس میں نہ صرف فقہی مسائل ہی ہیں بلکہ احادیث بھی ہیں۔
اس کو فقہ اور اصول فقہ کہا جاسکتا ہے۔ کئی فقہی مسائل کو سوال جواب کے طور پر بھی لکھا ہے۔
اولاً علم حاصل کرنے اور ایمان کے احکام لکھے گئے ہیں۔ پھر عقاید کا بیان بھی ہے۔ مسئلہ کے عنوان
کے تحت بیسیوں امور کا اظہار کیا گیا ہے۔

اختتام "۔ اور سنگھ بازی خدا راضی کہنا کفر ہے۔ اور نماز روزہ یہ چاروں خدا کے
بیٹے کہنا کفر ہے اور قرآن راگ سے پڑنا کفر ہے۔"

اگرچہ آغاز کی عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ نواب الدین ایک دوسرے بزرگ تھے جو عابد شاہ کے
خدام سے تعلق رکھتے تھے۔ مگر ایسا نہیں ہے کتبخانہ آصفیہ کے نسخہ سے واضح ہوتا ہے کہ عابد شاہ ہی کی تصنیف ہے۔
کتب خانہ آصفیہ میں دو نسخے موجود ہیں (فقہ حنفی ۵۱۸ - و ۳۰۰۱)

(۳۸) رسالہ عقاید و فقہ

نمبر (۳۲۵) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۱۷) سطر (۲۰) خط ثلث کاغذ دیسی دکھنی۔
مصنف۔ نامعلوم   تاریخ تصنیف۔ قریب سنہ ۱۱۰۰ھ کتابت۔
اس کتاب کے مصنف کا نام معلوم نہ ہو سکا۔

آغاز ۔

"اگر کوئی تجھے پوچھیگا توں بندہ کس کا ہے۔ جواب بول اللہ تعالیٰ کا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کہاں
ہے۔ بول سب جاگا محیط ہے۔ اللہ تعالیٰ کیسا ہے۔ بول اُس سری کا کوئی نہیں۔ اس سری کا ہونا
نہیں توں اولاد کس کا ہے۔ بول ابراہیم پیغمبر کا ہوں۔ توں اُمت کس کا ہے۔ بول محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ سلم کا ہوں۔"

اس رسالہ میں سوال جواب کے طور پر عقاید اور فقہ کے بعض مسائل کا تذکرہ ہوا ہے۔

اختتام "میت کون اوچا کر پھسلانا اگر کچھ شکم میں میل نکلیا تو دھونا۔ اوسی
پچھو کر وضو ہور غسل کرنا حاجت نہیں ہے۔ غسل میت۔ نویت ان اغسل الجسم المیت الخ۔"

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

ناقص الاول ہے

آغاز :-

شریعت میں واجب ہے جان اے فطرہ کا ہے صدقہ بھی فرمائے دین

اختتام :-

سنہ یکہزار ہور ستر پہ سات کیا ہے تمام اس سال میں نون کاف

دو صد پہ بیتاں زیادہ ہیں چار تو کوشش تے دل بھا کو کریا دبار

الخط مخدوم البخاوی محمد قاسم ولد محمد سرور سالک

بیجاپور النعام دار کنور در موضع ہستی نوشتہ سنہ ۱۲۴۲ ہجری۔

(۳۷) کنز المومنین

نمبر (۱۵۱) سائز (۱۲×۷ ۱/۲) صفحہ (۳۰) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی دکھنی

مصنف عابد شاہ تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۰۹۰ھ کتابت

عابد شاہ قطب شاہی آخری دور کے صوفی بزرگ ہیں۔ آپ شاہ راجو یوسف حسینی کے مرید تھے عابد شاہ کا نام نواب الدین بھی تھا۔ شاہ راجو ابوالحسن تانا شاہ کے بھی مرشد تھے۔ عابد شاہ کو تصنیف و تالیف سے دلچسپی تھی۔ شاعر بھی تھے اور نثر نگار بھی۔ ان کی ایک دوسری تصنیف گلزار السالکین ہے جو تصوف سے متعلق نظم میں لکھی گئی ہے۔ اس کا ایک نسخہ کتب خانہ ادارۂ ادبیات اردو میں موجود ہے (صفحہ ۳۱۳) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عابد شاہ نہ صرف ایک صوفی بزرگ تھے بلکہ اپنے وقت کے بڑے عالم متبحر بھی تھے۔ تصوف کے ساتھ دوسرے علوم میں ید طولیٰ حاصل تھا۔

کنز المومنین کی ترتیب کے لئے (۱۵۳) سے زیادہ کتابیں ان کے پیش نظر رہی ہیں۔ عابد شاہ کے تفصیلی حالات گوشۂ گمنامی میں ہیں۔ انکی بنائی ہوئی ایک مسجد سنہ ۱۳۰۰ھ میں دوبارہ تعمیر ہوئی ہے۔ اسکی صراحت کتب خانہ آصفیہ کے نسخہ سے ہوتی ہے۔ (فقہ حنفی ۸۱۸) افسوس ہے کہ عابد شاہ کے سنہ انتقال سے ہم واقف نہیں ہیں۔

آغاز :- "الحمد للہ رب العالمین - سراناا ور تعریف کرنا سزاوار ہے اللہ تعالیٰ کون او پیدا کیا ہے تمام خلقت کون۔ بعدہٗ اے عزیز اس کتاب کا نام کنز المومنین رکھا ہوں۔ اس کا معنا مومن کا گنج خزانہ ہے۔ اس کتاب کے بنانے والے کا نام فقیر حقیر احقر العباد نواب الدین

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام :- مصنف کے نام کی صراحت اور تاریخ تصنیف

سو یو شین الف ہے دمیم لام کاف — فرض کون یو دکھنی میں بولیا صاف

سنہ یکہزار ہور سنتر پہ سات — کیا تھا او سے سال میں یو نکات

اڑے سو یہ بتیاں زیادہ ہے پانچ — توں کوشش تے دل بھا کو کر یاد پانچ

خاتمہ :- تمت تمام شد۔ کارمن نظام شد۔ نسخہ از زبان دکھنی احکام الصلوٰۃ۔

(۳۴) توفیق نامہ احکام الصّلوٰۃ (تیسرا نسخہ)

نمبر (۳۱۰) سائز (۸ × ۵ $\frac{1}{2}$) صفحہ (۲۴) سطر (۱۵) خط ثلث کاغذ دیسی دکھنی کتابت ۱۲۱۲ھ

آغاز :-

الٰہی دے توفیق انسان کون — جو بندگی کرے تیری دل جان سوں

اختتام :-

دو صد بیت اس پر دو افراد زیاد — تو کوشش تے دل بھا کو کر یاد

خاتمہ :- تمت تمام شد۔ توفیق نامہ بتاریخ ہفتم شعبان ۱۲۱۲ھ ہجری فقیر حقیر میراں شاہ شطاری سالک در شہر بیجاپور متصل مقبرہ ابراہیم بادشاہ عادل۔

(۳۵) رسالہ احکام الصّلوٰۃ (چوتھا نسخہ)

نمبر (۳۲۳) سائز (۸ $\frac{1}{2}$ × ۶) صفحہ (۱۴) سطر (۱۲) خط ثلث۔ کاغذ دیسی دکھنی

ناقص الآخر ہے۔ کتابت ۱۲۴۲ھ

آغاز :-

الٰہی دے توفیق انساں کون — جو بندگی کرے تیری دل وجان سوں

اختتام :-

بھی موزہ ہے مسح جائز او سے — جو پینتا ہے وہ کوئی وضو ہے جسے

(۳۶) احکام الصّلوٰۃ (پانچواں نسخہ)

نمبر (۳۳۰) سائز (۶ × ۴) صفحہ (۱۷) سطر (۱۲) خط نستعلیق کاغذ دیسی دکھنی کتابت ۱۲۴۲ھ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

شاہ ملک بیجاپور کا مشہور شاعر ہے۔ جو علی عادل شاہ ثانی کے عہد میں موجود تھا۔ دوسرے ہمعصر شعرا کی طرح کوئی مثنوی نہیں لکھی۔ شاہ ملک کے حالات دستیاب نہیں ہوئے۔ احکام الصلوٰۃ کے دو اور نام پائے جاتے ہیں۔ یعنی کفایت الاسلام اور توفیق نامہ۔

آغاز:۔

الٰہی دے توفیق انساں کون — کریں بندگی تیری دل جاں سوں
تو پیدا کیا محض بندگی کتیں — اس چھوڑ پکڑے ہیں گندگی کتیں
بندے ہیں سو بندگی یو اچھنا صدا — اگر ہے تو نگرا اچھے یا گدا

یہ مختصر حنفی فقہ ہے جو نظم میں لکھی گئی ہے۔ ایمان۔ فرائض ارکان نماز وغیرہ کا ذکر ہے سبب تالیف کے عنوان میں بیان کیا ہے۔

یو مسلیاں کون دکھنی کیا اس سبب — فہم کر کے دل میں کرے یاد سب
فرض ہے نماز کیا نیں پڑنا اسے — جو تحقیق کر دل میں دھرنا اسے
مسلماں شریعت پہ قائم اچھے — امید ہور دربہ دایم اچھے

مصنف کے تخلص کی صراحت۔

کہ یو شاہ ملک ہیں جو دکھنی کلام — کہا ہے جو سارا نظم میں تمام
سو یو شین الف ہے و میم لام کاف — فرس کو دکھنی میں یو لیا ہے صاف

اختتام:۔ اس میں تاریخ تصنیف بھی ہے۔

سن یکہزار ہور ستر پر سات — کیا تھا اس سال میں یو نکات
اڑی سو پہ بیتاں زیادہ ہیں چار — توں کوشش تے دل بھاکو کر یاد یار

اس کے قلمی نسخے کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہیں (فقہ حنفی (۲۹۲ - ۷۷-۱) ادارۂ ادبیات اردو میں بھی اس کے نسخے ہیں۔ جامعہ عثمانیہ کے کتب خانہ میں ایک نسخہ ہے۔ (سروری صفحہ ۲۲)

(۳۳) احکام الصلوٰۃ (دوسرا نسخہ)

نمبر (۱۲۳) سائز (۸×۴) صفحہ (۳۸) سطر (۱۴) خط شکستہ کاغذ دیسی

آغاز

الٰہی دے توفیق انسان کوں — جو بندگی کرے تیرے دل جاں سوں

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۳۱) نجات نامہ (دوسرا نسخہ)

نمبر (۳۹۹) سائز (۸ × ۵ ½) صفحہ (۱۹) سطر (۱۳) خط ثلث کاغذ - دیسی دکھنی

ناقص الاول ہے۔

آغاز۔

پسار آنکہ تج دیک قدرت تمام
ہر یک تھار قدرت کی کیا کیا ہیں کام
ہوا جتے منڈان اوا یک ہے
ہر یک ٹھار علم خدا ایک ہے

اپنے بادشاہ علی عادل شاہ ثانی کی مدح اس طرح کرتا ہے۔

کروں ہر گھڑی شکر پرور دگار
کہ اس دور میں ہے علی شہسوار
زہے شاہ عادل زہے بادشاہ
کہ سنت کو جو فرض کیتا روا
کہ ھے ترک ہرگز کیا نیں نماز
کہ حق ساتھ رکھتا تھا ناز و نیاز
شب روز ہے دین پر استوار
تو خوشنود اس ہیں ہے پرور دگار
الٰہی اچھے عمر اسکی دراز
جو ہے دین اسلام کا کارساز
الٰہی اچھے جب تلک آسمان
شہنشاہ عادل کو رکھ دراماں
ایا غنی کدھر توں چلا بات چھوڑ
سر رشتہ پند کوں یوں نہ چھوڑ

اختتام

محمد امیں ایا غنی اوپر
الٰہی کرم کی نظر کر نظر
الٰہی بحق رسول انام
علیہ الصلوٰۃ و علیہ السلام
بصدیق فاروق ذی احتشام
بہ عثمان حیدر ذو ازدامام
کرم کر الٰہی توں غفار ہے
میری عیب کا تو بیج ستار ہے

(۳۲) احکام الصلوٰۃ

نمبر (۹۳) سائز (۹ × ۵) صفحہ (۱۷) سطر (۱۷) خط - نسخ - کاغذ دیسی دکھنی
مصنف - شاہ ملک تاریخ تصنیف ۱۰۷۷ھ کتابت

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

خاتمہ:۔ تحفتہ النصائح تصنیف حضرت شاہ راجو قتال صاحب قدس اللہ سرہ است بنابر رحمت خاں از دست محمد معروف در موضع پروانی۔ دوازدہم ربیع الثانی روز سہ شنبہ بوقت سہ پہر انجام یافت۔

(۳۰) نجات نامہ

نمبر (۴۷۰) سائز (۸ × ۵ ½) صفحہ (۱۸) سطر (۱۴ تا ۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی اورنگ آبادی

مصنف۔ محمد امین ایاغی تاریخ تصنیف مابعد ۱۰۵۰ھ کتابت

محمد امین نام اور ایاغی تخلص۔ بیجاپور کے مشاہیر شعرا میں شامل تھا۔ اور نصرتی کا ہمعصر ہے۔ ایاغی ایک مذہبی شخص نقشبندیہ طریقہ میں مرید تھا۔ موسیقی کو حرام تصور کرتا تھا۔ دکن کے دوسرے شعرا کی طرح اس نے کوئی عشقیہ مثنوی نہیں لکھی۔ ایاغی کے چند غزلیں دستیاب ہوئی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ایاغی کو غزل گوئی میں کافی مہارت حاصل تھی۔ اسکے سنہ انتقال سے ہم واقف نہیں ہیں۔

آغاز

اول کچ نہ تھا او نری کار تھا دونو جگ کون پیدا کرنہار تھا

تون قدرت تھے پیدا کیا یک رتن کہ جس نے لیا روپ او تربھون

اس مثنوی میں اولاً حمد۔ پھر نعت کے بعد روز قیامت وغیرہ کی صراحت ہے۔ اس کے بعد شریعت کی پابندی کے لئے چند نصائح لکھے گئے ہیں۔ روز حشر جنت دوزخ وغیرہ کا بیان ہے۔

اختتام:۔

کئے ہیں جو کوئی طاعت دل میں گذر جائیں گے جگ ....

کئے اون میں چلے جائیں گے کتے چمنستاں سے گذر ....

....

ناقص الآخر ہے۔

اس کے دو نسخے کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہیں (فقہ حنفی ۲۹۲ و مثنوی ۵۱۸)

ادارہ ادبیات اردو میں یک نسخہ ہے نمبر (۴۱)

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

خاتمہ - مرتب یافت از تحریر این تحفۃ النصائح ہدیہ عثمان خان ولد جعفر خان

(۲۸) تحفۃ النصائح (چوتھا نسخہ)

نمبر (۵۸) سائز (۱۰×۵) صفحہ (۱۰۳) سطر (۱۶) خط ثلث کاغذ دیسی دکھنی

کتابت سنہ ۱۱۲۳ھ اعراب بھی دیئے گئے ہیں۔

آغاز:

بولوں صفت ہیں بے گنت
اس خالق جن و بشر

اختتام:

بیتاں ستر چھ سات سو پوا نیس وضع سوں ہیں جو کیا
بایاں جو چالیس پانچ جو اسکوں کر توں شمر
چار بیس پندرہ سات سو ہجری میں سوں تھی اس معطی
دسویں ربیع الآخر جو تھا ہور صبح صادق دن فجر

خاتمہ - غرہ شہر جمادی الاول سنہ یکہزار یکصد و بست و سہ ہجری مرقوم گشت

باب (۲۷) کے آخری صفحے سے دو دو مصرعوں کو ملا کر بحر طویل بنا دیا ہے۔ آخر تک اسی نہج سے لکھا گیا ہے۔ اکثر جگہ حاشیہ پر شعر کے ساتھ قرآنی آیت۔ حدیثیں بھی لکھی گئی ہیں۔ اس نسخہ میں ان کے مرشد کے مداحی اشعار نہیں ہیں۔ نیز خاتمہ کے جو اشعار ہیں وہ دوسرے نسخہ سے بالکلیہ اختلاف رکھتے ہیں۔

(۲۹) تحفۃ النصائح (پانچواں نسخہ)

نمبر (۷۵) سائز ($9\frac{1}{2}\times 7\frac{1}{2}$) صفحہ (۱۰۶) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی دکھنی

آغاز:

بولوں صفت ہیں بے گنت
اس خالق جن و بشر

اختتام

شہ بوالحسن کا بندہ ایک
کاتب بیچارہ معتقد
امید دھر تحفہ لکھا
شافع ہووے روز حشر

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

تب یو مرتب سب ہوا　　تحفہ سو کہتے نام در

کتب خانہ آصفیہ میں چار نسخے ہیں (مواعظ ۱۷ ۵ - ۵۸۹)

نفقہ مجامع ۱۷۳ - تصوف ۳-۶)

کتب خانہ ادارہ ادبیات اور کتب خانہ ریکارڈ آفس میں بھی ایک نسخہ ہے۔

(۲۶) تحفۃ النصائح (دوسرا نسخہ)

نمبر (۵۶) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۱۲۸) سطر (۱۳) خط شکستہ کاغذ دیسی دکھنی کتابت سنہ ۱۲۴۲ھ

آغاز

بولوں صفت میں بے گنت　　اُس خالق جن و بشر

نر دھار کر آسمان رکھا　　سورج ستارے ہور چندر

اختتام :- اس میں آخری چند شعر زیادہ ہیں۔ مثلاً

ہجرت تھے دس سو سال ہور　　چالیس پر بھی پانچ اتھے

تب یہ مرتب سب ہوا　　تحفہ سو دکھنی نام دھر

شاہ بوالحسن کا یک بندہ　　کاتب بیچارا معتقد

امید دھر تحفہ لکھا　　شافع ہور دیں روز حشر

یارب میں تجھتے منگوں　　دیدار خود ہور مغفرت

ہنج خویش اول آخر کے سب　　امت محمد سر بسر

خاتمہ :- بفضلہ ایں تحفہ تمت تمام شد۔ ہفتم ذی الحجہ سنہ ۱۲۴۰ھ

(۲۷) تحفۃ النصائح (تیسرا نسخہ)

نمبر (۵۷) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۱۳۴) سطر (۱۲) خط نستعلیق کاغذ دیسی دکھنی

آغاز :-

بولوں صفت میں بے گنت　　اس خالق جن و بشر

اختتام

شاہ بوالحسن فرمائے یو　　شافع ہور دین روز حشر

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

لقب سے یاد کئے جاتے تھے۔ عبدالجبار خاں ملکاپوری نے آپ کا تذکرہ کیا ہے۔ (تذکرہ اولیاء دکن جلد (۱) صفحہ ۹۴)

راضی کے تفصیلی حالات کسی کو معلوم نہیں ہیں۔ اپنے مرشد کے ایماء سے راضی نے اس کتاب کا ترجمہ کیا ہے۔

آغاز:۔

بولوں صفت میں بے گنت — اس خالقِ جن و بشر
نردھار کر آسماں رکھا — تارے سورج چندا قمر
دیتا بزرگی عرش کوں — پنکھی اڑے یکپائے تے

یہ کتاب دراصل خواجہ یوسف کی تصنیف تحفۃ النصائح کا دکھنی ترجمہ ہے۔ اس میں فقہ عقاید وغیرہ کا تذکرہ ہے۔ اول قرآن شریف کی آیت یا حدیث لکھی گئی ہے۔ اس کے بعد نظم میں اسکی تفصیل یا تشریح کی ہے۔ (۴۵) باب میں کتاب منقسم ہے۔ بعض ابواب یہ ہیں۔ توحید۔ ایمان وعقاید اسلام۔ فضیلت علم۔ نماز۔ روزہ۔ فضیلت تلاوت قرآن۔ کسب و قناعت۔ نکاح۔ آداب کھانا۔ اداب پانی۔ آداب لباس۔ سود۔ حسد۔ قرض۔ توبہ۔ صبر وغیرہ۔

آخری دو صفحے جو باب (۴۵) کے ہیں دوسرے قلم سے دوسرے کاغذ پر لکھے ہوئے شامل کئے گئے ہیں۔

اشعار کی تعداد اور اختتام:۔

بنیاں کہا سب سات سو — اسی اوپر بھی چھے ادیک
چالیس پر بھی پانچ ہیں — یا بال توں گن لے گیاں دھر
سب سات سو پانچ ہور لو دو — ہجرت نبی کے سال تھے
دسواں ربیع آخر تھا — وقت صبحی دن تھا نجم
تحفہ اصل یو فارسی — سب ترجمہ دکھنی کیا
صاحب سو دنیا و دیں کے — شہ بوالحسن فرمائے پر
بندیاں میں سب کمتر بندا — رازی تخلص قطب کا
تحفہ کیا دکھنی زباں — شہ کی رضا لے سیس دھر
بندا تو سب پر عیب ہے — جون شاہ بخشے عیب کوں
بندہ نوازی شاہ سوں — او عیب ہوئے سب ہنر
ہجرت سوں دس سو سال ہور — چالیس پر بھی پانچ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۲۴) رسالہ عقائد و تصوّف

نمبر (۳۳۵) سائز (۴×۶) صفحہ (۱۴) سطر (۱۱) خط ثلث کاغذ دیسی دکھنی (اعراب بھی ہیں)

مصنف۔ نامعلوم تاریخ تصنیف۔ قریب ۱۱۵۰ھ کتابت

مصنف کا نام معلوم نہ ہوسکا۔ زبان کے لحاظ سے ۱۱۵۰ھ کے قریب کی کتاب معلوم ہوتی ہے۔

آغاز:۔

"سوال اگر کوئی تجھے پوچھیگا۔ شریعت کی چہار پیر کون ہے و طریقت کے چہار پیر کون ہے۔ حقیقت کے چہار پیر کون ہے۔ معرفت کے چہار پیر کون ہے۔ جواب بول اول شریعت چہار پیر یو ہے۔ اول پر امام اعظم ہے۔ دوسرے پر امام شافعی ہے۔ تیسرے پر امام مالک ہے۔ چوتھے پر امام احمد حنبلی ہے۔"

اس رسالہ میں عقائد اور تصوف کو مخلوط کر کے بیان کیا گیا ہے۔

اختتام:۔

"جواب لوح محفوظ کیا ہے۔ لوح محفوظ کون مسلمان کون کیا ہے۔ جواب حضرت رب العالمین ...... کیا ہے۔"

(۲۵) تحفۃ النصائح

نمبر (۵۵) سائز (۸×۶) صفحہ (۱۶۲) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ ولایتی۔

مصنف۔ قطبی رازی تاریخ تصنیف ۱۰۴۵ھ کتابت

رازی یا راضی قطب شاہی دور کا شاعر ہے۔ کبھی اپنا تخلص راضی لکھتا ہے اور کبھی قطبی۔ ممکن ہے قطب الدین نام ہو۔ بعض اصحاب اس کو رازی تخلص کے ساتھ بیجاپور کا شاعر قرار دیتے ہیں۔ مگر ہم کو اس سے اختلاف ہے۔ راضی کے مرشد شاہ ابوالحسن تھے جو شاہ حیدر ثانی کے مرید اور خلیفہ تھے اور خاموش کے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

شرح نہایت باریک نسخ میں لکھی گئی ہے۔

مصنف نامعلوم تاریخ قبل ۱۱۰۰ھ کتابت

ناقص الآخر ہے۔

افسوس ہے کہ اس کتاب کے مصنف کا نام معلوم نہ ہو سکا۔ مگر کتاب کی عبارت اور طرز تحریر وغیرہ سے واضح ہوتا ہے کہ ۱۱۰۰ھ کے پہلے کی تصنیف ہے۔ عادل شاہی دور کے کسی مصنف کی تصنیف معلوم ہوتی ہے۔

آغاز۔ "الحمد للہ رب العالمین الخ

کتاب پاکی کا فرض وضو کی موں دھونا ن ...... بالاں کے سیوٹ تے تھوڑی کے تلا تک ہور کان کی لولکیاں تک۔ ہور دونوں ہات کونیا سمیت۔ ہور دونوں پاں گوھونٹیاں سمیت"۔

یہ فقہ حنفی کی کتاب ہے۔ حاشیہ پر خط نسخ میں شرح بھی ہے۔ شرح نہایت طویل ہے۔

اختتام "مسئلہ ادبان نماز کے دیکھان سجدے کے جاگا۔ کدن ہور موچھاں موں"

اس کے بعد کے اوراق نہیں ہیں۔ شرح کی عبارت کا نمونہ ملاحظہ ہو۔

"یعنی غسل فرض کفایہ ہے مسلمانان پر میت کی واسطے ہور یوج مراد ہے مصنف کا واجب تے جول کے صریح بولیا ہے"۔

(۲۳) رسالہ عقائد و فقہ

نمبر (۳۳۶) سائز (۶×۴) صفحہ (۱۷) سطر (۱۰) خط شکستہ کاغذ دیسی

مصنف۔ نامعلوم تاریخ اوائل ۱۲۰۰ھ کتابت

اس کتاب کے مصنف کا نام معلوم نہ ہو سکا۔ زبان کے لحاظ سے اوائل ۱۲۰۰ھ کی تصنیف معلوم ہوتی ہے

آغاز۔ "کہاں سوں ائے روز میثاق سوں آئے روز میثاق سوں کیا ای السنۃ برب کم یا ہوں اور کبھی کہا جاؤ گے روز محشر کوں جاؤں گا۔ اور محشر کوں کیا لیجاؤ نگے فالو بلا لیجاؤں گے"۔

اس میں چند عقائد کے مسائل بیان کئے گئے ہیں۔

اختتام۔

"اس جماعت سے وکالت کا اذن لے کر فلانے کیا بیٹے فلانے بی بی کوں اتنے مہر سے دینے کوں مطلق بن کر دیا ہوں"۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۲۱) ابلیس نامہ

نمبر (۴۸) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۳۷) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی دکھنی

مصنف۔ عاجز تاریخ تصنیف مابعد ۱۱۰۰ھ ہجری کتابت

دکن میں عاجز تخلص کے کئی شاعر ہوئے ہیں۔ ایک تو قطب شاہی دور کا شاعر ہے جسکی مثنوی لیلیٰ مجنوں کا تذکرہ صفحات ہذا میں آئے گا۔ ایک عاجز عارف الدین خاں تھے۔ یہ عاجز دونوں سے جدا گانہ معلوم ہوتا ہے۔

آغاز۔ "یہ حدیث بھی بیان میں اوسکی جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور ابلیس کے درمیان سوال وجواب ہوا۔ جو کوئی توفیق مند ہووے۔ جناب میں حق تعالیٰ کے اس حدیث میں فائدہ ہور سعادت حاصل کرے گا۔ ہور نصیحت ہور پند پذیر ہوکر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہور بدبختی میں باہر ہووے گا۔ ہور نیک بخت ہووے گا دونوں جہاں میں۔"

جیسا کہ آغاز کی عبارت میں لکھا گیا ہے۔ اس میں ان حدیثوں کا ترجمہ کیا گیا ہے جو ابلیس کے متعلق آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمائے ہیں۔ اولاً عربی میں حدیث لکھی گئی ہے۔ اس کے بعد اس کا اردو میں ترجمہ کیا گیا۔

اختتام۔ "پس ایک گروہ بہشت میں ہور ایک گروہ دوزخ میں۔ یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم کتنیں ہور سب مسلمین کتیں اپنے حفظ و اماں میں رکھ دنیا میں ہور آخرت میں۔ وصلی اللہ علیہ وخیر خلقہ محمد وعلیٰ آلہ وعلیٰ اصحابہ وسلم۔"

(د) فقہ اور عقائد

(۲۲) فقہ حنفی معہ شرح

نمبر (۳۳۴) سائز (۱۰×۶½) صفحہ (۱۶۱) سطر (۳) خط نسخ کاغذ دیسی دکھنی۔

عبارت کو اعراب بھی دیئے گئے ہیں۔ اصل متن کی تو صرف تین سطر ہیں۔ لیکن حاشیہ وغیرہ بھی ہے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۱۹) زواجر (ترجمہ آدم فی البحث) (دوسرا نسخہ)

نمبر (۵۲۹) سائز (۸×۵½) صفحہ (۸۰) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ ولایتی کتابت ۱۲۷۴ھ

آغاز "جمیع حمد و ثنا خدا کے تئیں سزاوار ہے جو گناہ کے زہر کے تئیں توبہ کا زہر مہرہ بخشا اور عصیاں کے کوہ کے تئیں عاصی کے عذر و حیا کی ٹاکی سے اکھاڑ دیا ہے۔"

اختتام۔ "اللہ تعالیٰ تم کون نیکی دیوے۔ خیال بد کون دل سے دھو ڈالو اور نیک عمل کیرو۔ قائم رکھو یہ نماز تمہارے واسطے بہتر ہے قیامت میں۔"

خاتمہ۔ بخط فقیر آل نبی سید محمد ولد سید نور محمد۔ تاریخ پانزدھم ماہ ذیقعدہ بروز جمعہ ۱۲۷۴ھ موافق جولائی ۱۸۵۸ء عیسوی۔

(۲۰) قیامت نامہ

نمبر (۲۳۶) سائز (۸×۶) صفحہ (۱۱) سطر (۱۱ تا ۱۴) خط شکستہ کاغذ ولایتی۔

مصنف نامعلوم تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۰۰ ہجری کتابت

مصنف کا نام معلوم نہ ہو سکا۔

آغاز "روایت کرتے ہیں معاذ بیٹے جبل کے رضی اللہ عنہ۔ ایک روز خدا کے رسول صلی اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیے کہ قول ہے خدا تعالیٰ کا یوم ینفخ فی الصور فتاتون افواجا۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے کہ اے معاذ بہوت سخت آپ پوچھی رسول علیہ السلام کی انکھیاں نے انجو بہوت بہنے لگے۔"

اس رسالہ میں قیامت کے ہونے والے واقعات کی حدیثیں بیان کی گئی ہیں قیامت سے متعلق انیس ۱۹ امور درج کیے گئے ہیں۔

اختتام "اللہ تعالیٰ تمام پیغمبروں کی امت کو خوب کام کا توفیق دیوے ہور برے کام سوں دور رکھے ہور بو مرنے ...... کا ہور ایمان پہ ہمارا ختم کرے۔ ہور آپ کا دیدار دیوے ہمنا ہور تمام مسلماناں کوں۔"

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

شیخ آدم ارکاٹ کے متوطن تھے۔ رئیس ارکاٹ عمدۃ الامرا (سنہ ۱۲۱۰ھ تا سنہ ۱۲۱۶ھ) فرزند اکبر محمد علی خاں والاجاہ کے استادوں میں شامل تھے۔ اس کتاب کو اُنھوں نے اپنے شاگرد رشید کی خواہش پر ترجمہ کیا ہے۔ افسوس ہے کہ شیخ آدم کے متعلق تفصیلی حالات معلوم نہ ہو سکے۔

اس امر کا پتہ چلتا ہے کہ یہ کتاب عمدۃ الامرا کے دوران حکومت میں مرتب کی گئی ہے۔ شیخ آدم اپنے زمانہ کے ایک عالم متبحر تھے۔ عربی اور فارسی میں یدطولیٰ رکھتے تھے۔

آغاز ”جمیع حمد و ثنا خدا کے تئیں سزاوار ہے جو گناہ زہر کتیں توبہ کا زہر مہرہ بخشا ہے اور عصیاں کی کوہ کتیں عاصی کی عذر و حیا کی ٹانکی سنیا اور کیا ہے۔ جل جلالہٗ و عزم شانہٗ۔ سب نعت و درود رسول کے کتیں لایق ہے جو گنہ گار بدکار انسان کتیں کمال رحمت و شفقت سب کتیں اپنی شفاعت کے دامن میں جھیل لیا ہے۔“

یہ کتاب زواجر کا ترجمہ ہے۔ زواجر حدیث کی مشہور کتاب ”ابن حجر ہیتمی“ کی تالیف ہے اس میں گنہ گاروں کے گناہوں پر تنبیہہ کی گئی ہے۔ بارہ ابواب پر کتاب منقسم ہے ابواب کی تقسیم حسب ذیل ہے۔

(۱) نماز اور وضو۔ نماز کی فضیلت۔ بے نمازی کی عذاب وغیرہ کی صراحت ہے (۲) اولاد پر ماں باپ کا حق اور ان کی نافرمانی نہ کرنے کا ذکر (۳) زنا اور حرام کاری کا بیان (۴) مردوں اور عورتوں کا اپنی جنس سے مشغول ہونے کی ممانعت (۵) عورت پر مرد کا حق (۶) مرد پر عورت کا حق اور صلۂ رحمی کا بیان (۷) خون ناحق اور دوسروں کو ایذا دینے کا ذکر (۸) زکوٰۃ نہ دینے کا عذاب (۹) سود لینے اور دینے کا ذکر (۱۰) شراب خوری کا گناہ (۱۱) صبر و شکر رونے اور ماتم کرنے کی ممانعت۔ (۱۲) گناہ کبائر کا تذکرہ۔

بعض ابواب کو چند فصل میں تقسیم کر کے علیحدہ علیحدہ صراحت کی گئی ہے۔

اختتام ”عقاید والوں کے نزدیک صحیح یہ بات ہے جو انسان قبر کے عذاب اور سوال کتیں تحقیق کر کر اقرار کرنا اور اسکی کیفیت کون خدا کے علم پر سونپ دینا۔“

خاتمہ — تمت الکتاب بعون الملک الوہاب ترجمہ احادیث۔ بتاریخ چہاردہم رجب المرجب سنہ ۱۲۶۹ھ بوقت مغرب از حکم سرکار فیض آثار نواب صاحب قبلہ نواب حیدر علیخاں بہادر۔ کتاب تحریر یافت۔ کاتب الحروف۔ عاصی معاصی فدوی رکن الدین صاحب استاد صاحبزادہ والا اقبالہ تمام شد (کتب خانہ آصفیہ میں اس کے تین نسخے ہیں) (حدیث ۱۴۶۶ و ۲۴۴۔ ۱۔ مواعظ (۱۶۵) اور کتب خانہ جامع مسجد بمبئی میں ایک نسخہ ہے اور ہمارے خاندان میں بھی نسخے موجود ہیں۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

حضرت پیغمبر نے فرمایا درود ہور سلام بھیجو خدا تعالیٰ انو پر من حفظ علی امتی اربعین۔ حدیث یعنے جو کوئی یاد کرے گا میری امت میں کا میری چالیس باتاں کوں"۔

اس میں چالیس مختلف احادیث عربی میں ہیں اور ان کا دکھنی ترجمہ کیا گیا ہے۔

اختتام ــــــ یو نماز اللہ تعالیٰ کے درگاہ میں جاتی وقت .... ہور تحیت بیچ تے .... بہوت پیا ....

(۱۷) ترجمہ چہل حدیث

نمبر (۱۶۹) سائز (۷×۶) صفحہ (۸۲) سطر (۵) خط نستعلیق کاغذ

مترجم نامعلوم تاریخ تصنیف اوائل ۱۲۰۰ھ کتابت۔ ۱۲۳۷ھ

مترجم کے نام کا پتہ نہیں چلتا۔

آغاز۔ "الحمد للہ رب العالمین الخ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

تمام شکر سزاوار ہے اللہ تعالیٰ کوں رزق دینہارا ہے۔ سب عالم کون عاقبت کے خوبیاں ہول۔ پرہیزگاروں کون درود ہور سلام او پر رسول کے او صاحب ہے نام ان کا محمد اور ان کے آل ہور اصحاب کے اوپر اور تمام پرکتے ہیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم درود ہور سلام جو کوئی پڑھے گا اور کوئی یاد رکھے گا چالیس حدیث کوں"۔

اس رسالہ میں عربی میں چالیس حدیثیں لکھی گئی ہیں اور اس کے نیچے سُرخی سے اردو میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ مختلف مضمون کے احادیث ہیں۔

اختتام۔ "اور نشانی ہے نماز سامنے پروردگار کے اور وزن نماز بیچ ترازو کے اور پہچاننا ہماری نماز آسانیت سوں ادپر پل صراط کے اور نمازی کے لئے ہے جنت"۔

خاتمہ۔ بعون اللہ تعالیٰ تمام شد۔ ماہ شعبان المعظم بتاریخ چہاردہم ۱۲۳۷ھ ہجری روز دوشنبہ

کتب خانہ آصفیہ میں اس کا ایک نسخہ ہے (حدیث ۵۹۸)

(۱۸) ترجمہ ٔ واجب

نمبر (۱۵۲) سائز (۷×۱۲) صفحہ (۵۲) سطر (۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی دکھنی

مصنف شیخ آدم۔ تاریخ تصنیف قبل ۱۲۱۵ھ کتابت ۱۲۶۹ھ ہجری

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اس رسالہ میں قرآن شریف کی مختلف آیتوں کا اردو ترجمہ ہے۔ ایک کالم میں قرآن کی آیتیں اور دوسرے کالم میں اس کا اردو ترجمہ ہے۔

اختتام - پس انہوں کا ٹھکانا ہے دوزخ اور بری ہے جگہ پرجانے کی۔

اس رسالہ میں اس کے علاوہ بعض احادیث کے ترجمہ بھی شامل ہیں۔

(۱۵) برکاتُ الفرقان

نمبر (۷۲۹) سائز (۸ × ۵ ½) صفحہ (۳۲) سطر (۱۸) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف — تاریخ تصنیف ۱۳۴۳ھ کتابت ۱۳۴۳ھ

مصنف کے متعلق کوئی معلومات ہم دست نہیں ہوئے۔ مگر یہ واضح ہوتا ہے کہ مصنف مولانا حافظ اشرف علی تھانوی کے شاگرد تھا۔ ممکن ہے مرید بھی ہوں۔

حافظ اشرف علی تھانوی نہ صرف ایک عالم علوم دینی تھے بلکہ صاحب عرفان بھی تھے۔ آپ کے مریدوں اور معتقدوں کی تعداد بڑی ہے اور وہ ہندوستان کے ہر حصے میں پھیلے ہوئے ہیں۔

آغاز - "یہ اعمال قرآنی جس کا نام میں نے بدل کر برکات الفرقان رکھا ہے۔ دوسرا حصہ ہے، مولانا اشرف علی صاحب لکھتے ہیں"۔

اس رسالہ میں قرآن مجید کے آیات اور اس کے برکات وغیرہ کا تذکرہ ہے۔

اختتام - پھر یہ آیت لکھے اوکظلمات الخ

(ج) حدیث

(۱۶) رسالہ چہل حدیث

نمبر (۳۰۹) سائز (۷ × ۶) صفحہ (۱۰۰) سطر (۷ تا ۹) خط شکستہ کاغذ دیسی دکھنی۔

مصنف نامعلوم — تاریخ تصنیف سنہ ہجری کتابت ناقص الاول اور ناقص الآخر ہے۔

مترجم کا نام معلوم نہ ہوسکا۔ زبان کے لحاظ سے سنہ ۱۱۰۰ھ کے اوائل کی کتاب معلوم ہوتی ہے۔

آغاز - "رسول اللہ کے عورتاں پہ بوراں کے باراں پر قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

خاتمہ :- تمت الکتاب - از فقیر حقیر سید وحید الدین ابن میر غیاث الدین عفی عنہ - بتاریخ بست دوم شہر شعبان المعظم ۱۲۷۰ ہجری -

(۱۳) شرح سورۂ یٰسین

نمبر (۳۶۰) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۵۸) سطر (۱۴) خط نستعلیق کاغذ دیسی لکھنی۔
مصنف نامعلوم تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ ہجری - کتابت
مصنف کے متعلق کوئی علم نہیں ہوا۔

آغاز :-

سورۂ یٰسین ہے مکہ جاں — متفق ہیں اس پر جملہ راویاں
آیتیں ہیں اس میں تراسی عیاں — اور بیاسی ہیں یہ نزد کوفیاں
ایک ایک آیت میں اے مرد صاف — کرتے ہیں راوی و قاری اختلاف

اس رسالہ میں اولاً عنوان کے طور پر ایک آیت لکھی گئی ہے اس کے نیچے نظم میں اسکی تفسیر کیگئی ہے بعض آیتوں کے صرف معنی لکھے ہیں اور بعض کی تفسیر کیگئی ہے۔

اختتام

یہ سخن ہے عہد بر دوستاں — اور وعید دشمناں ہے بیگماں
اون کو غم ہے او اشد ہوگا عذاب — او او نہیں طول ہے او حسن یاب

(۱۴) ترجمہ آیات قرآنی

نمبر (۷۶۱) سائز (۱۶ × ۶) صفحہ (۳۴) سطر (۱۹) دو کالم خط نستعلیق کاغذ - ولایتی
مصنف مترجم ؟ تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۰۰ھ کتابت
مترجم کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز :- الحمد للہ الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ وکفا باللہ شہیدا والصلوٰۃ علی محمد رسول اللہ والذی معہ اشدا علی الکفار رحماء بینھم :- سب تعریف واسطے خدا کے ہے جس نے بھیجا رسول کو اپنی ہدایت کے واسطے اور دین حق کے ساتھ تاکہ غالب آئے اوسکی سب دین پر اور کافی ہے خدا گواہ۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اور غلام مرتضیٰ ہے میرا نام
ہیں غلامی میں رہتوں حاضر مدام
ایک میرا فرزند جو ہے نور عین
ہے غلام حضرت حسین

اختتام :-

کہتے ہیں جن کو نبی شبیرِ خدا
کوئی مقابل اون کی ہو مقدور کیا
نیں کسی بندہ پہ راز اول کا کھلا
سن خدا ہے جان اسرار خدا
پس درود مصطفیٰ پر کر تمام
پیچھے اہل بیت پر اون کو سلام

خاتمہ - تمام شد -

(۱۲) ترجمہ تفسیر احمدی

نمبر (۲۳۲) سائز (۱۲×۷ ۱/۲) صفحہ (۱۵۸) سطر (۲۱) خط نستعلیق کاغذ دیسی دکھنی

مصنف - حافظ عبد العلی بلگرامی تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۶۰ ہجری کتابت سنہ ۱۲۷۰ھ

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔ صرف اس قدر معلوم ہوا ہے کہ وہ حافظ قرآن تھے اور بلگرام وطن تھا۔ مولانا سید انور علی کے شاگرد رشید تھے۔ حسب خواہش حبیب علی صاحب یہ کام انجام پایا ہے۔ حبیب علی نے حافظ عبد العلی اور ان کے استاد سید انور علی کی بڑی تعریف کی ہے اور ان کے تبحر علمی کا خصوصیت سے ذکر کیا ہے۔

آغاز :-

"الحمد للہ الخ۔ بعد حمد و ثنا کے کہتا ہے مسکین ہیچ مداں حبیب علی کی مدت سے واسطے نفع برادران دینی کم علموں کے میرے دل میں آرزو تھا کہ ترجمہ تفسیر احمدی کا اس میں صرف آیات او راحکام کی تفسیر موافق مذہب حنفیہ کے ہے اور نزدیک تمام عالموں کے بہت معتبر اور مقبول اور معمول ہے اردو زبان میں کہا جائے۔"

یہ تفسیر احمدی کے ایک جز کا ترجمہ ہے۔ مگر اس کو فقہ حنفی بھی کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ فقہی مسائل نماز۔ اذان روزہ وغیرہ کے متعلق جو آیات ہیں۔ ان کی تفسیر کیگئی ہے۔ قرآن کی مختلف آیتیں بغیر تسلسل کے منتخب کرکے اس کا ترجمہ اور پھر اسکی تفسیر درج ہے۔ کتاب کو کئی فصلوں میں منقسم کیا گیا ہے۔

اختتام :-

"کیونکہ ایسے مسائل عجیب اور غریب کہ سب مستخرج قرآن سے ہوں سلف سے آج تک اردو زبان میں ساتھ اس آسانی ترتیب اور سہولت بیان کے تصنیف اور تالیف نہیں ہوئے۔ اسکے بعد کی عبارت پر سیاہی پڑ گئی ہے"

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

یعنی جو مانگی بلاؤں سے پناہ چاہیئے ان کو پڑھے شام و پگاہ

خاتمہ۔ تمام شد تفسیر مرتضوی از دست امیدوار عفو محمد ٹیپو۔ تاریخ ہفتم جمادی الثانی سنہ ۱۲۰۷ ہجری بوقت سہ پہر مور باغ۔

اس کے بعد تین صفحے نظم میں مصنف نے اپنے خواب کو بیان کیا ہے جو اس تفسیر کے صلہ میں ملا۔ یعنی اُنھوں نے خواب دیکھا کہ حضرت علیؑ کی حضوری میں یہ حاضر ہیں اور آپ نے اس تفسیر کی ستایش فرمائی ہے۔ اس میں مصنف نے اپنا نام بھی لکھا ہے۔

حسب صراحت مولانا ڈاکٹر عبدالحق صاحب مدظلہ یہ تفسیر شایع ہوئی تھی۔ موصوف کے پاس مطبوعہ نسخہ بھی تھا (مجموعہ تحقیقات علمیہ جامعہ عثمانیہ بابتہ سنہ ۱۹۳۵ء صفحہ ۲۷)

(۱۱) تفسیر مرتضوی پارۂ عم منظوم (دوسرا نسخہ)

نمبر (۳۳۲) سائز (۸½×۵½) صفحہ (۲۹۲) سطر (۱۵) خط نستعلیق کاغذ دیسی دکھنی یہ نسخہ ناقص الآخر ہے۔

آغاز:- پناہ میخواہم اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

چاہتا ہوں میں خدا کی اب پناہ مکر شیطاں سے کہ ہے گم کردہ راہ

اس تفسیر میں اول حمد و نعت ہے۔ اسکے بعد حضرت علی کی مدح ہے۔ اس کے بعد حضرت علی کی فضیلت کے چند حدیثوں کا منظوم ترجمہ ہے اس کے بعد سورۂ فاتحہ سے تفسیر شروع ہوئی ہے ایک ایک آیت سرخی سے لکھی گئی ہے۔ اس کے بعد نظم میں اسکی تفسیر بیاں کی گئی ہے۔ سورۂ فاتحہ کے بعد عم یتساءلون سے شروع کیا گیا ہے اور سورۂ ناس پر اختتام ہے۔ آخر میں مفسر نے اپنا ایک خواب بیان کیا ہے۔ اس کے چند شعر قابل ملاحظہ ہیں۔

ذکر حق میں ایک شب اے دوستاں میں گیا بے خود بار رخ آسماں

دیکھتا کیا ہوں کہ بر چرخ بریں بیٹھے ہیں حضرت امیر المومنیں

تخت زر پر با عز اور تمام ہیں ملک پر سو . . . .

اولیاء ہیں دست لبستہ با ادب خاموشی سے صورت انوار سب

پائے اقدس پر گرا یہ صد نیاز پائے بوسی سے ہوا میں سرفراز

عرض کی میں نے کہ یا حضرت امام حکم سے تفسیر کر لایا غلام

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام "اور تصنیف بھی تفسیر کی پانچ سال میں تمام ہوئی اس واسطے کہ سنہ چالیس میں شروع ہوئی اور آخر سنہ سینتالیس میں تمام ہوئی۔ دو سال کامل ناغہ ہوئی"۔

خاتمہ:۔ تمام شد تفسیر تنزیلی تاریخ بست و پنجم شہر ذیقعدہ سنہ یکہزار دو و چہل و ہفت در عہد ناصر الملتہ والدین نواب ناصر الدولہ بہادر ادام اللہ ملکہ و اقبالہ

کاتب الحروف محمد مسافر غفر اللہ ذنوبہ

تاریخ ۴ ماہ ربیع الاول ۱۲۵۴ھ ہجری برائے شیخ احمد چوبدار در...... خانہ مکتب نوشتہ شدہ

اس کے بعد تین صفحہ میں سورۂ الحمد للہ کی تفسیر درج ہے۔ کتب خانہ آصفیہ میں اس تفسیر کے مکمل نسخے موجود ہیں۔ ملاحظہ ہوں تفسیر ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ داخلہ نمبر ۲۸۳۰۶-۲۸۳۰۷-

(۱۰) تفسیر مرتضوی

نمبر (۲۴۰) سائز (۷×۵½) صفحہ (۲۹۰) سطر (۱۱) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مصنف۔ شاہ غلام مرتضیٰ تاریخ تصنیف ۱۲۵۶ھ ہجری کتابت ۱۲۷۰ھ

مصنف کے والد کا نام شاہ محمد تیمور تھا۔ وہ الہ آباد کے متوطن تھے۔ غلام مرتضیٰ کے استاد کا نام مولوی محمد برکت اللہ تھا۔

مصنف نے اپنی تصنیف میں اپنے باپ اور استاد کا ذکر کیا ہے۔ بادشاہ وقت شاہ عالم کی مدح بھی کی ہے۔ افسوس ہے کہ غلام مرتضیٰ کے تفصیلی حالات ہم کو نہیں ملے۔ اگرچہ مصحفی نے اپنے تذکرہ ریاض الفصحا میں ان کا ذکر کیا ہے۔ مگر نام اور تخلص کے سوا کوئی اور صراحت نہیں ہے۔

آغاز:۔

ہے سزائے حمد وہ عالیجناب — جس نے بھیجا ہے محمد پر کتاب
یعنی قرآں کو بایں نظم و کلام — کہ پر از آیات قدرت ہے تمام
ہے کلام حق پر از اعجاز سب — کوئی اس صورت سے کہہ سکتا ہے کب

یہ صرف سورہ عم کی منظوم تفسیر ہے۔ سورہ عم یتسالون سے شروع کر کے سورۂ ناس پہ ختم کیا ہے کہیں زیادہ تفصیل کی گئی ہے اور کہیں صرف دو دو ایک ایک شعر پر اکتفا کیا ہے۔

اختتام:۔

نے اماں مانگی اماں خواہوں نے یہاں — مثل ان دو سورتوں کے بے گماں

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اختتام۔ "اور قسم ہے ان فرشتوں کے جو آنے والے ہیں زمین پر امر خدا سے جلدی"
ناقص الآخر ہے۔ اس کے بعد کی عبارت نہیں ہے۔

خاتمہ۔ "مالک این کتاب عمی عبدالرحمٰن است ولد محمد جعفر چودری"۔
کتب خانہ آصفیہ میں اس کا نسخہ موجود ہے (نمبر تفسیر ۱۸۰ و ۱۸۱) کتب خانہ جامع مسجد
بمبئی میں بھی ایک نسخہ ہے۔
یہ کتاب کسی زمانہ میں طبع ہوئی تھی۔ مگر اب مطبوعہ نسخے بھی نایاب ہیں۔

(۹) تفسیر تنزیل

نمبر (۲۰۱) سائز (۹ × ۵) صفحے (۳۰۸) سطر (۱۳) خط شکستہ کاغذ دیسی دکھنی
مصنف۔ سید بابا قادری تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۴۰ھ کتابت سنہ ۱۲۵۴ھ
سید بابا قادری ابن سید شاہ محمد یوسف قادری، دادا کا نام سید شاہ محمد تھا۔ حیدرآباد
وطن تھا۔ سید بابا قادری ایک بلند معیار کے عالم تھے۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ تفسیر کے
علاوہ شمائل نبی کا ترجمہ بھی کیا ہے۔
اس تفسیر کو انھوں نے اپنے چند دوستوں کے اصرار سے مرتب کیا ہے۔ تفسیر کا یہ نسخہ مکمل
نہیں ہے۔ ناقص الآخر ہے۔
اس تفسیر کے دو نام ہیں یعنی تفسیر تنزیل اور فوائد بدیعیہ۔ اس خصوص میں ہم نے ایک
تفصیلی مضمون میں وضاحت کردی (رسالہ اردو کراچی بابتہ جنوری سنہ ۱۹۵۴ء)
بابا قادری کی دوسری تالیف "شمائل نبی" ہے اس کا نسخہ بھی کتب خانہ آصفیہ میں ہے
امیر النساء بیگم دختر آصف جاہ ثانی کی سرکار سے ان کو توسل تھا بیگم صاحبہ کی فرمائش سے انھوں
نے شمائل نبی کا ترجمہ کیا تھا۔

آغاز۔ "جس وقت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم دعوت ایمان کی آشکارا
کئے اور قرآن شریف خلق پر پڑھی ہے اور قیامت کے روز سے ڈرائے بلکہ کفار حضرت کے نبوت میں اور قرآن
کے نازل ہونے میں اور قیامت کے آنے میں اختلاف کئے" یہ صرف سورۂ عم کی تفسیر ہے جو
ایک جلد میں لکھی گئی ہے۔
کتب خانہ آصفیہ میں اس کی مکمل جلدیں موجود ہیں جو پورے قرآن مجید کی تفسیر ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۸) چراغ ابدی

نمبر (۲۴۴) سائز (۲/۱ ۷ × ۶) صفحہ (۳۳۵) سطر (۹) خط نستعلیق کاغذ۔ ولایتی

مصنف۔ عزیز اللہ ہمرنگ تاریخ تصنیف ۱۲۲۱ھ کتابت

عزیز اللہ نام اور ہمرنگ تخلص میر عالم الحسینی کے فرزند تھے۔ اورنگ آباد وطن تھا۔ شاعر بھی تھے اور عالم بھی۔ اور تفسیر کے دیکھنے سے اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ وہ مفسر سے بڑھکر شاعر تھے۔ دیوان مرتب کیا تھا۔ ایک مثنوی "دودھ دلیا" کے نام سے لکھی ہے جو تصوف میں ہے۔

ہمرنگ صوفی شخص تھے۔ قادریہ اور نقشبندیہ دونوں طریقوں میں بیعت حاصل کی تھی! افسوس ہے کہ سنہ انتقال کی تحقیق نہ ہو سکی۔ ہمرنگ نے جو زبان استعمال کی ہے اوس کو اورنگ آباد کی زبان سے موسوم کیا ہے اس لئے زبان دکھنی سے زیادہ شمال ہند کی اردو سے ملتی ہوئی ہے۔

آغاز۔ "بہترین تفسیر حمد الٰہی ہے اور خوش ترین تقریر نعت رسالت پناہی صلوٰۃ مضفوفہ من التناہی۔ اما بعد عرض کرتا ہے دوستداروں سے آشناؤں سے غم گساران سے زاویہ نشین کوچہ گمنامی ویرے استعدادی طالب منصب وآر استگی وآزادی فقیر عزیز اللہ ابن سید عالم الحسینی القادری النقشبندی اورنگ آبادی المتخلص بہ ہمرنگ۔"

یہ پارہ عم کی تفسیر ہے۔ اصل تفسیر کے پہلے مفسر نے ایک طویل دیباچہ بھی لکھا ہے۔ دیباچہ میں بیان کرتے ہیں کہ "جب دیکھا میں اکثر تفسیریں کلام اللہ کی زبان عربی اور فارسی ہیں واقع ہیں اور کم علمی بعض اہل ہند کی دریافت سے معنی ان کے مانع۔ اگرچہ بعض عزیزوں نے زبان دکھنی ہندی آمیز میں تفسیر جزآخر کی لکھی ہیں لیکن بہ سبب الفاظ دکھنی کے لطف زبان ہندی کا پورا نہیں پایا اور دل یاروں کا واسطے مطالعہ اس کے رغبت کم لانا اس واسطے خاطر قاصر میں اس فقیر کے آیا کہ تفسیر جزآخر کی زبان ہندی میں کہ بالفعل اورنگ آباد کے لوگوں کا محاورہ ہے لکھے اور بعض فواید کہ دوسرے تفسیروں میں نہیں ہے۔ کتب معتبر سے جمع کر کر اس میں داخل کرلے۔"

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" کے متعلق بھی کئی صفحوں کی تفسیر کی گئی ہے۔ یہ تفسیر سورہ الحمد سے شروع کی گئی ہے۔ اس کے بعد سورہ ناس۔ اس طرح عم یتسالون پر تفسیر ختم ہوئی ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

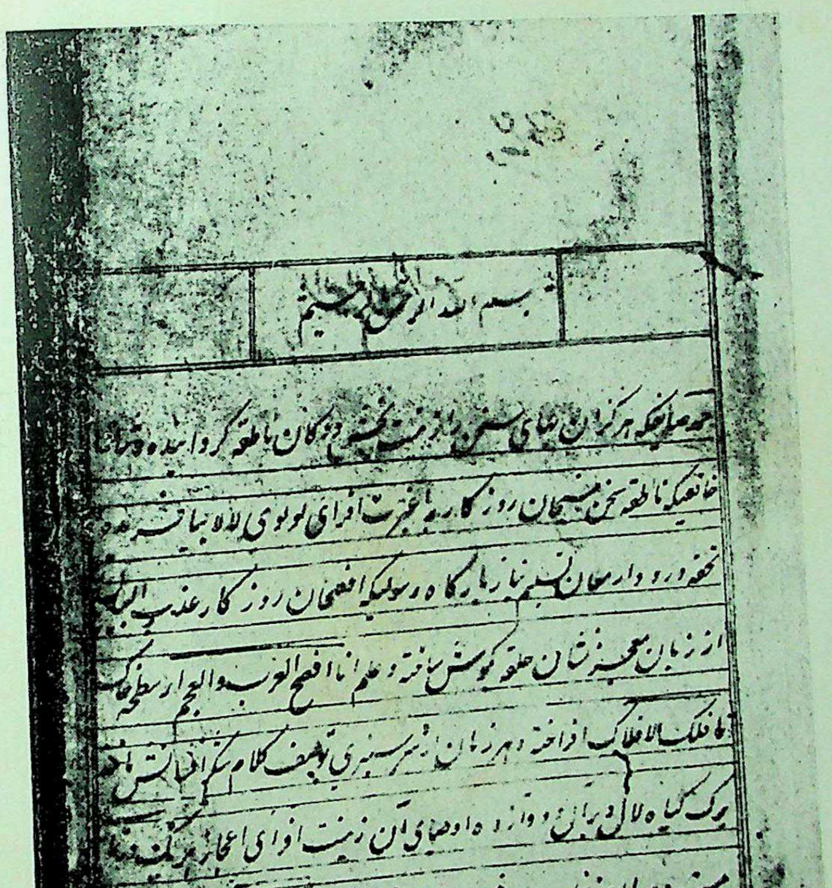

بسم الله الرحمن الرحیم

حمد صانعیکه جرکران رعنای سخن را زینت بخشیده دوکان ناطقه کردانیده و ثنای
خالقیکه ناطقه سخن سنجان روزکار را غیرت افزای لولوی لالا بیا فریده درود
تحفه ورود ارمغان سید نار ابارکاه رسولیکه افصحان روزکار عندلیب البلاغه
از زبان معجز نشان حلقه کوش ساخته علم انا افصح العرب والعجم ارسطحه
تا فلک الافلاک افراخته و هر زمان اشیر شیری توصیف کلام شکر افشانش اهل
برک کیاه لال در بان و وازده او صیای آن زینت افزای اعجاز هرکلمه
بیت دوران ناظر دین و شاه بیت قصیده رحمة للعالمین و خلیفه الحق

مجموعه انتخاب تذکره شاه کمال

(ص-۸۲۷)

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

سورہ فاتحہ مکی یعنی مکہ میں نازل ہوا سات آیت کا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہر ایک حمد خدا کی لیے ہی کہ وہ مالک سب کا بخشنی ہارا ہی جو بڑا بخشنی والا نعمت دینی ہارا ہی
ہمارا روزی دینی والا ۔ خاوند روز قیامت کا ہی ۔ ہم تیری ہی بندگی کرتی ہیں اور تجھی سی مدد چاہتی ہیں
دکھا ہم کو سیدھی راہ ۔ اُن کی راہ جنکو تو نی نعمت دی ۔ نہ اُن کی جن پر غضب کیا گیا ہی اور نہ
گمراہوں کے ۔

سورہ بقرہ یعنی مدینہ میں نازل ہوا دو سو چھیاسی یا ستاسی آیت کا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ع الم ۔ وہ کتاب ہی اس میں کچھ شک نہیں ۔ راہ دکھانی والی اُن پرہیزگاروں کی
جو بن دیکھی ایمان لاتی ہیں اور نماز قائم کرتی ہیں اور جو کچھ کہ ہم نی روزی اُن کو دی اس میں سی خرچ

ترجمہ قرآن مجید فورٹ ولیم کالج

(ص-۳۸)

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

کافران تعجب سے آپس میں پوچھنے لگے "یہ نیا دین اور قرآن کیا ہے"۔

یہ سورۂ عم اور سورۂ تبارک (۲۹ و ۳۰) کی تفسیر ہے۔ ناقص الآخر ہے۔

اختتام۔ بعض لکھتے ہیں کہ دو سو آیت سے کم نا پڑھنا اور بعض لکھتے ہیں اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں آیا ہے"۔ ـــــــ اس کے بعد اوراق نہیں ہیں۔

(۷) ترجمہ قرآن مجید

نمبر (۵۲۷) سائز (۹ ½ × ۸) صفحہ (۴۸۶) سطر (۱۶) خط نستعلیق کاغذ ولایتی

مترجم۔ نامعلوم تاریخ ترجمہ اوائل ۱۲۲۰ھ کتابت

ڈاکٹر گل گرایسٹ کی نگرانی میں فورٹ ولیم کالج میں جو دار الترجمہ قائم ہوا تھا اس کے بعض مترجموں نے مل کر اس ترجمہ قرآن کو مکمل کیا ہے جن میں مولوی بہادر علی حسینی اور امانت علی شامل تھے ان کے علاوہ بعض اور اصحاب بھی شامل تھے۔

آغاز:۔

"خدا کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نعمت دینے ہارا ہے۔ ہر ایک حمد خدا کی ہے کہ وہ مالک سب کا بخشنے ہارا۔ روزی دینے والا۔ خداوند روز قیامت کا ہے۔ ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔ دکھا ہم کو سیدھی راہ۔ ان کی جن کو تو نے نعمت دی۔ نہ ان کی جن پر غضب کیا گیا ہے اور نہ گمراہیوں کے"۔

یہ پورے قرآن مجید کا لفظی ترجمہ ہے۔ قرآن مجید کی آیتیں نہیں ہیں۔ صرف اردو ترجمہ ہے۔ ہر سورۃ کے اوپر لکھا گیا ہے کہ مکی سورت ہے یا مدنی اور اس میں اس کی کتنی آیتیں ہیں۔ سورۂ فاتحہ سے شروع کیا ہے۔ اس کے بعد الف۔ لام۔ میم سے لے کر سورۂ ناس تک مکمل قرآن مجید کا ترجمہ ہے۔

اختتام:۔

"کہہ کہ میں آدمیوں کے رب کی پناہ لیتا ہوں جو بادشاہ ہے آدمیوں کا معبود ہے آدمیوں کا خناس کے وسواس کی بدی سے جو کہ آدمیوں کے سینوں میں وسواس ڈالتا ہے۔ جن اور آدمیوں میں سے"

حیدرآباد کے دوسرے کتب خانوں میں اس کے نسخے نہیں ہیں۔ بقول مولف ارباب نثر اردو یہ شایع ہوا ہے۔ مگر موصوف نے صراحت کی ہے کہ پورے قرآن کا ترجمہ نہیں ہوا تھا۔ مگر موجودہ نسخہ پورے قرآن مجید کا ترجمہ ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۵) مُفید القاری

نمبر (۱۵۶) سائز (۸×۶) صفحہ (۱۵) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی

مصنف قادر خاں تاریخ تصنیف قریب سنہ ۱۲۵۰ھ کتابت

مصنف - محمد پور ارکاٹ کا باشندہ تھا۔ قاری شیخ یوسف مکی سے اس نے قراءت سیکھی تھی۔ عربی، فارسی کی کتابوں سے مواد لے کر اس کتاب کو تصنیف کیا ہے۔ مصنف کے باپ کا نام احمد خاں تھا۔

آغاز۔ الحمد للہ رب العالمین الخ۔ یہ عاجز گنہگار قادر خاں فرزند احمد خاں کا رہنے والا شہر محمد پور عرف ارکاٹ کا شاگرد قاری شیخ یوسف مکی رحمتہ اللہ اس رسالہ تجوید قرآن شریف کتین اوپر قرأت حفص کے رسالوں سے عربی فارسی کے جمع کر کے واسطے طالبان اس علم کے جو باتاں کہ ضروری ہیں سو سب آگاہ کر رسالہ مفید القاری نام رکھا۔"

اس رسالہ میں تجوید یعنے قراءت کے قواعد و ضوابط لکھے گئے ہیں۔

اختتام:" پہلے افطار کرتے تھے پیچھے مغرب کی نماز پڑھتے تھے۔ رسُول خدا صلعم نے فرمایا الدنیا زور لا یحصل لا بالزور...... (ترجمہ) دنیا مکر و فریب ہے وہ نہیں حاصل ہوتی ہے بے مکر اور فریب کے"۔ ـــــــ اس پر کتاب ختم ہوگئی ہے۔

اس کا نسخہ کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہے۔ (انشاء شاملات ۵۶۴)

ب) تفسیر و ترجمہ قرآن

(۶) تفسیر پارہ عم و تبارک

نمبر (۲۱۶) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۱۷۶) سطر (۱۷) خط ثلث کاغذ ولایتی بلو

مصنف۔ نامعلوم تاریخ تصنیف۔ قریب سنہ ۱۲۰۰ھ کتابت

مترجم کے متعلق کوئی معلومات ہمدست نہیں ہوئے۔

آغاز:" جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں اشکار لوگوں کو اسلام کی طرف بلانے لگے سب

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اس رسالہ میں تجوید اور قراءت کے قواعد اور ضوابط لکھے گئے ہیں عنوانات کے تحت کتاب لکھی گئی ہے۔

اختتام تھے نشانیاں پانچہ آیت کی پیچھان ی کو دس آیت اپسکی دل میں مان
بوالحسن کیتا رسالے کوں تمام بول کر نام محمّد پر سلام

خاتمہ - کتاب رسالہ قرآۃ تاریخ بست و چہارم ماہ رجب المرجب روز پنجشنبہ ۱۲۳۷؁ ہجری۔

(۴) نظم مخارج

نمبر (۱۵۶) سائز (۸ × ۶) صفحے (۱۷) سطر (۱۲) خط نستعلیق کاغذ دیسی۔
مصنف محی الدین قادری تاریخ تصنیف ۱۲۵۰؁ ہجری کتابت

مصنف ویلور کا باشندہ تھا ان کے مرشد شاہ ابوالحسن قربی کے فرزند تھے اپنے مرشد کے ایماء سے اس رسالہ کو قلمبند کیا ہے۔

محی الدین قادری ایک صاحب علم شخص تھے۔ قرآن و حدیث سے زیادہ شغف تھا۔ علم تصوف سے بھی بہرہ ور تھے۔ جنوبی ہند میں ویلور خصوصیت سے قرآنی تعلیم کے لیے مشہور تھا۔ کئی ایک بزرگ نامور ہوئے ہیں۔ جن میں آگاہ اور مصنف ہذا زیادہ شہرت رکھتے ہیں۔

اس کتاب کو محی الدین قادری نے اپنے مرشد کے بچوں کی تعلیم کے لئے قلمبند کیا ہے۔

آغاز:-

تمامی حمد ہے اوس بے نشاں کو جنے پیدا کیا ہے جسم و جاں کو
فصاحت او دیا ہے سب سے برتر مسلماں کو پڑیں تا خوش قرآں کو
فصاحت میں سبوں سے جان اولیٰ محمّد یعنی ختم مرسلاں کو

اس کتاب میں قرآن کی قراءت کے لئے مخرج کا بیان کیا گیا ہے۔ تاریخ تصنیف کا تذکرہ

ہزار و دو صد و پنجاہ سن میں کیا اتمام سارے مخرجاں کو
دہم تاریخ ذوالحج عید کا دن مبارک روز تھا دو مومناں کو

خاتمہ:-

کیا نسخہ محی الدین تمام درود اول بھیج ختم مرسلاں کو
ہیں بیتاں ایک سو چالیس پہ چھے صد دہ کر کر کیا ہیں شافعاں کو

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

بیان جن کو دو جزا ملیں گے (۲۲) نیکوں کو حشر میں سایہ میں جگہ دیجائے گی (۲۳) سیدوں کی اولاد
سید نہیں ہوتی (۲۴) سات چیزوں کو قبول کرنا سنت ہے (۲۵) بیان اس امر کا کہ آنحضرت کا نور نگاہ
میں رکھنا (۲۶) بیچ اس بیان کہ شمع یعنے موم بتی آنحضرت کے حضور میں روشن ہوئی (۲۷) شرعی
ضیافتیں دس ہیں ——— نفس مضمون کا آغاز ان اشعار سے ہوا ہے۔

پس از حمد خدا و نعت مختار ۔۔۔ میں لکھتا ہوں فوایدِ دس اے یار
نہیں ہر فائدے کو اوس کی جوڑا ۔۔۔ کروں جو وصف میں اوس کا بھی تھوڑا

مختصر حمد و نعت کے بعد نفس مضمون شروع کر دیا گیا ہے۔

اختتام :-

تھے بارہ سو پہ جب دس اے گرامی ۔۔۔ بسر صوم پایا ہے تمامی
تمام ابیات اوسکی جو ہیں سب رس ۔۔۔ ہوئے ہیں یکہزار و پانصد و دس
تصدق سے محمدؐ کی الٰہا ۔۔۔ کر اس نسخے کے تیں مقرب دلہا
حیات و موت کو ملت میں اوسکی ۔۔۔ تو میرا حشر کر امت میں اوسکی

تمام شد۔ کتب خانہ جامعہ عثمانیہ میں اس کا ایک نسخہ ہے (۷/۱ مہروری) اور کتب خانہ آصفیہ میں ایک نسخہ ہے (تفسیر ۷۳۰)

(۳) رسالہ تجوید

نمبر (۱۶۹) سائز (۷ × ۶) صفحہ (۱۱) سطر (۱۱) خط ثلث کاغذ دیسی دکھنی۔
مصنف ابو الحسن ثانی تاریخ تصنیف قبل ۱۲۳۷ھ کتابت ۱۲۳۷ھ ہجری

شاہ ابو الحسن قربی جنوبی ہند کے ایک مشہور و معروف بزرگ تھے جو نہ صرف علوم ظاہری کے ماہر تھے بلکہ علوم باطنی میں بھی امتیاز رکھتے تھے۔ آگاہ ان کے مشہور تلامذہ میں شامل ہیں۔

شاہ ابو الحسن کی اولاد بھی اپنے جد اعلیٰ کی طرح علوم ظاہری اور باطنی میں کمال حاصل کرتی رہی۔ اس کتاب کے مصنف شاہ قربی کے پوتے ہیں جو اپنے دادا کی طرح ایک قابل بزرگ تھے اور انھوں نے دادا کے نقش قدم کو اپنا رہبر بنایا تھا۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں تصوف میں انکا پایہ بہت بلند تھا۔

آغاز:- بول حق کا حمد اور نعت نبی ۔۔۔ کہ مناقب آل دیاراں کے سبھی
بولتے تنوین اوسی جو دو زبر ۔۔۔ پیش دو دول پر ہو دیں حرف جر

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اپنے تصانیف ہیں توضیح کی ہے۔ ان کے کلام میں دکھنی طرز کے علاوہ شمالی ہند کی طرز کا اردو کلام بھی موجود ہے جس سے آگاہ کے جدت طبع کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے عشقیہ مثنوی تخیل اور خیال کی بلند پروازی کا اچھا نمونہ ہے۔ غزلیات میں تصوف۔ فلسفہ اور عشق و محبت کو جگہ دی ہے۔

آگاہ کے تصانیف کی ابتداء ۱۱۸۵ھ سے ہوتی ہے اور وہ اپنے انتقال تک اردو زبان کی خدمت میں مصروف و منہمک رہے یعنی (۲۶) سال کے عرصہ میں انھوں نے اردو زبان میں تقریباً ایک لاکھ شعر کا ذخیرہ فراہم کیا ہے۔

آگاہ اردو زبان کی تنقید اور تاریخ ادب کے بھی موجد قرار دیئے جا سکتے ہیں۔ انھوں نے پہلے پہل تاریخ زبان اردو اور تنقید زبان اردو کے متعلق اپنی کتابوں میں اظہار خیال کیا ہے۔

ان کی کئی ایک کتابیں متعدد بار طبع ہوئی ہیں جس سے انکی مقبولیت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے سنہ ۱۲۲۰ھ میں آگاہ کا انتقال ہوا۔ مدراس میں مدفون ہیں۔ ساحل سمندر کے قریب ان کا مزار ہے۔

ان کے تصانیف دکن کے علاوہ یورپ کے کتب خانوں میں بھی موجود ہیں جن کی صراحت "یورپ میں دکھنی مخطوطات" میں کر دی گئی ہے۔

بہرحال آگاہ دکن کے ایک مشہور شاعر اور صوفی بزرگ تھے جن کی اولاد آج بھی موجود ہے "مدراس میں اردو" اور "یورپ میں دکھنی مخطوطات" میں ہم آگاہ کا تعارف کرا چکے ہیں۔ آگاہ کی اس کتاب کے ابتدا میں ایک دیباچہ نثر میں ہے اس کے بعد نفس مضمون نظم میں ہے۔

آغاز "بعد حمد و نعت کے کہتا ہے محمد باقر شافعی قادری ایلوری کان اللہ ختم بالصالحات عملہٗ کہ اس رسالہ کا نام "فرائد در فوائد" ہے ہر فائدہ اس کا دردانہ بے مول اور خراج ملک معنی کا ہم تول ہے۔ ہندی زبان میں ہے کر کرا دیسے سرسری نہان"۔ یہ کتاب (۲۷) فایدہ (باب) میں منقسم ہے جنکی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) اقسام وحی (۲) کیفیت وحی (۳) قرآن کا ایک بار آسمان پر نازل ہونا۔ (۴) بہ اقساط قرآن کے نازل ہونے میں کیا حکمت تھی (۵) مکی اور مدنی آیتیں (۶) قرآن کی سورتوں اور آیتوں کی تعداد (۷) قرآن مجید اور سورتوں کے نام (۸) فضائل قرآن مجید (۹) فضائل بعض سورت و آیات (۱۰) قرآن اور بعض سورتوں کے خصایص (۱۱) آنحضرت کے زمانہ میں قرآن کس طرح جمع ہوا (۱۲) کون کون صحابہ نے اس کو جمع کیا (۱۳) صحابہ کی ترتیب قرآنی کیا تھی (۱۴) اصحاب رسول میں حافظ اور قاری کتنے تھے (۱۵) تلاوت قرآن کے آداب (۱۶) عجائب قرآن (۱۷) قرآن کی وسعت معانی (۱۸) اعجاز قرآن (۱۹) احادیث جو اقسام وحی سے متعلق ہیں (۲۰) حدیث عظیم الشان (۲۱) نیکوں کا

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

بعد وبلور آکر بود وباش کر لی تھی۔ آگاہ کی پیدائش اس مقام پر ۱۱۵۸ھ میں ہوئی۔ انھوں نے اپنے چچا سے تعلیم پائی پھر شاہ ابوالحسن قربی کے زیر تعلیم رہے۔ نہ صرف دنیوی تعلیم پائی بلکہ مرید ہو کر روحانی تعلیم بھی حاصل کی۔

آگاہ اپنے وقت کے ایک عالم اور فاضل تھے۔ عربی۔ فارسی۔ اور اردو شاعری میں اچھا ملکہ حاصل تھا۔ پندرہ سال کی عمر میں شاعری کا آغاز کیا تھا۔ والاجاہ رئیس ارکاٹ ان کی بڑی قدر ومنزلت کرتے تھے۔ اپنے لڑکوں کا اتالیق مقرر کیا تھا۔ الیور کا موضع جاگیر میں عطا کیا تھا۔ اور والاجاہ کے دبیر خاص بھی تھے۔

آگاہ کے کردار کا ایک روشن پہلو یہ ہے کہ اُنھوں نے تقریب شاہی میں کبھی کوئی قصیدہ والاجاہ کی مدح میں نہیں کہا۔ ان کے قصیدے نعتیہ ہیں۔ آگاہ کے تصانیف کی تعداد (۳۰۳) بتائی جاتی ہے۔ جس میں سے سولہ اردو میں۔

آگاہ کے اردو تصانیف جن کے نام ہم کو معلوم ہیں حسب ذیل ہیں۔

(۱) ہشت بہشت (۲) ریاض الجنان (۳) محبوب القلوب (۴) تحفۃ الاحباب (۵) تحفۃ النساء (۶) رسالہ فرقہ ہائے اسلام (۷) ہدایت نامہ (۸) معراج نامہ (۹) رسالہ عقائد (۱۰) گلزار عشق (۱۱) دیوان (۱۲) روضۃ الاسلام (۱۳) ریاض سیر (۱۴) خمسہ متحیرہ (۱۵) روپ سنگار (۱۶) فرائد در عقاید (۱۷) فرائد در فوائد۔

ان میں سے بجز ریاض السیر کے باقی تمام کتابیں نظم میں ہیں۔ ان کتابوں کی مجموعی اشعار کی تعداد تقریباً ایک لاکھ ہوتی ہے۔ اکثر کتابوں میں دیباچہ نثر میں لکھا ہے جو خاصا طویل ہوتا ہے۔

ان تصانیف میں سے کئی ایک نواب سالار جنگ کے کتب خانہ میں موجود ہیں جن کا تذکرہ اُن کے مقام پر آئے گا۔

آگاہ کئی ایک خصوصیات کے حامل تھے۔ اُنھوں نے اپنے عہد کے رواج کے خلاف سیر اور سوانح نگاری کا ایک نیا راستہ پیدا کیا۔ عورتوں اور عوام کی تعلیم کیلئے خصوصیت سے اپنی کتابیں قلمبند فرمائیں۔ آگاہ کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اُنھوں نے اپنے زمانہ کے خلاف جھوٹ کو اپنی تصانیف میں جگہ دینے کے بجائے صحیح روایات کو اپنا آخذ بنانے کی کوشش کی۔ اگرچہ اُنھوں نے روایت کو درایت سے جانچنے کا طریقہ اختیار نہیں کیا تھا۔ تاہم بڑی حد تک صدق و کذب کا خیال رکھا ہے۔ سیرۃ النبی میں انھوں نے جنگوں اور معرکوں کی روئداد پیش کرنے کے بجائے زیادہ تر اسوۂ حسنہ کو ظاہر کیا ہے اور اسکی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(الف) تجوید

(۱) قواعد تجوید در قرأت (شرح زینت القادری)

نمبر (۴۶۶) سائز (۹×۵ ۱/۲) سطر (۱۳) خط نستعلیق کاغذ دیسی دولت آبادی
مصنف نامعلوم تاریخ تصنیف قریب سنہ ۱۲ ہجری کتابت......

اس رسالہ کے مصنف کا نام معلوم نہ ہو سکا۔ ہندوستان میں فن تجوید کے ماہر بھی کثرت سے ہوئے ہیں۔ جن کے فنی معلومات کی دھوم ہندوستان سے باہر حجاز اور عرب میں بھی تھی۔ ایک زمانہ دراز تک پانی پت کو اس فن کا مرکز سمجھا جاتا تھا۔ دکن میں ارکاٹ اور ویلور فن تجوید کے مرکز سمجھے جاتے تھے۔ اس کتاب کی عبارت کی نہج سے واضح ہوتا ہے کہ غالباً یہ رسالہ جنوبی ہند ہی میں تصنیف ہوا ہے۔

آغاز: "سب تعریف اللہ کو جو سارے جہان کا اور آخر بھلا ہے پرہیزگاروں کا اور درود اور سلام اللہ اتارے اپنے رسول پر جن کا نام مبارک محمدؐ ہے اور ان کے سارے آل اور اصحابؓ پر اور بعد اس کے یہ رسالہ ہے کہ علاقہ رکھتا ہے تجوید کے قاعدوں سے۔"

جیسا کہ آغاز کی عبارت سے واضح ہے کہ اس رسالہ میں تجوید کے قواعد بیان کئے گئے ہیں۔ کتاب چند فصلوں میں منقسم ہے۔ مگر یہ فصلیں طویل نہیں ہیں بلکہ چند سطور کے حامل ہیں۔

اختتام: "اور حرف شفویہ یعنے جو ہونٹھ سے نکلتا ہے۔ ب۔ م۔ ف۔ وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ"

خاتمہ۔ تمام ہوئی شرح زینت القادری۔

(۲) فرائد در فوائد

نمبر (۲۲۵) سائز (۸×۵) صفحہ (۱۰۷) سطر (۱۵) خط نستعلیق۔ کاغذ دیسی دکھنی
مصنف مولانا محمد باقر آگاہ تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۱ھ کتابت
آگاہ تخلص اور محمد باقر نام۔ ان کا خاندان ان افراد سے تعلق رکھتا ہے جو سنہ ۳ ہجری میں تبلیغ دین اسلام اور تجارت کی غرض سے عراق سے جنوبی ہند کے سواحل پر ذخار سمندروں کو طے کر کے پہونچے اور جنوبی ہند میں بس گئے تھے۔ آگاہ کے والد مولانا مرتضیٰ تھے جو بیجاپور کی عادل شاہی حکومت کی تباہی کے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(۱) اسلامیات

الف - تجوید

ب - ترجمہ و تفسیر قرآن مجید

ج - حدیث

د - فقہ و عقائد

ہ - مناظرہ و کلام

و - پند و نصائح

ز - ادعیہ

ح - تصوّف

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

فارسی کی طرح لیلیٰ مجنوں کے نام سے اردو میں کئی مصنفوں کی مثنویاں ہیں۔ ان میں سے کتب خانہ میں پانچ لیلیٰ مجنوں موجود ہیں یعنی عاجز کی لیلیٰ مجنوں اور محبوب عالم کی لیلیٰ مجنوں جن کا ذکر ہوچکا ہے۔ اس کے علاوہ تجلی دہلوی کی لیلیٰ مجنوں اور غلام اعزاز الدین نامی تقی علی خاں ہوس کی لیلیٰ مجنوں موجود ہیں۔ یہ مثنویاں مختلف فارسی مثنویوں سے ترجمہ ہوئی ہیں۔

ان کے علاوہ کئی اور امور بیان کئے جاسکتے ہیں مگر ہم ان کو نظر انداز کرتے ہیں۔

جیسا کہ تذکرہ کیا گیا ہے اس فہرست کی ترتیب ڈیوی (Dewy) اصول سے کسی قدر اختلاف کے ساتھ ہوئی ہے۔ کتابوں کا اندراج بلحاظ سن تصنیف و تالیف ہوا ہے۔ لیکن جن کتابوں کا سنہ نہ معلوم ہوسکا ان کو بلحاظ ارتقاء زبان سنہ کا تعین کیا گیا ہے ممکن ہے اس میں سہو ہوا ہو۔

میں نے یہ فہرست سنہ ۱۹۵۴ء میں مکمل کردی تھی، مجھے اپنی علمی کوتاہ دامنی کا اعتراف ہے۔ بہ حد معلومات تلاش اور جستجو سے مرتب کرنے کی کوشش کی گئی ہے اگر فروگذاشتیں یا سہو ہوا ہو تو ارباب علم سے معافی چاہی جاتی ہے۔

ناشکر گزاری ہوگی اگر میں ارکان کمیٹی اسٹیٹ نواب سالار جنگ مرحوم خصوصاً شفیق محترم جناب نواب مہدی نواز جنگ بہادر صدر نشین کمیٹی اور جناب حسین علی خاں صاحب رکن کمیٹی کے اسماء گرامی کا تذکرہ نہ کروں۔ جن کی علم دوستی اور علمی شغف کے باعث کتب خانہ سالار جنگ کے مشرقی حصے کی تنظیم ہو رہی ہے اور وضاحتی فہرستیں مرتب اور شائع کی جارہی ہیں۔ ارکان کمیٹی کا یہ علمی کارنامہ ہمیشہ یادگار رہے گا اور ارباب علم سپاس گزاری کرینگے۔

نصیر الدین ہاشمی

سنہ ۱۹۵۶ء مطابق ۱۳۷۵ھ

ضروری یادداشت

(۱) کتابوں کے حاصل کرنے اور داخلہ کیلئے وہ نمبر استعمال کیا جائے جو ہر ایک کتاب کی صراحت کے ساتھ درج ہے، جو نمبر نام کتاب کے پہلے لکھا گیا وہ صرف تعداد مخطوطات معلوم کرنے کیلئے ہے (۲) کتب خانہ میں اردو قلمی کتابوں کو بلالحاظ فن نمبر کے لحاظ سے رکھا گیا ہے۔ اس لئے صرف نمبر کتاب بتانا کافی ہے فن کے صراحت کی چنداں ضرورت نہیں ہے (۳) کتب خانہ میں فن وار کارڈ بھی موجود ہیں جو کتاب کے نام اور مصنف کے نام کے لحاظ سے ردیف وار ہیں (۴) کتب خانہ میں فن کے لحاظ سے اور نمبر کتاب کے لحاظ سے دو مجملی قلمی فہرستیں بھی موجود ہیں۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

کتابوں کا تعارف کراتے ہیں۔ ان میں سے ایک تلاوت الوجود اور دوسری سکارنامہ سے موسوم ہے۔ تلاوت الوجود کے تین نسخے ہیں یہ دونوں کتابیں تصوف کے بعض مسائل پر مشتمل ہیں۔

(۲) ملک محمد جائیسی ہندی کا مشہور ادیب اور شاعر تسلیم کر لیا گیا ہے۔ جائیسی کی تصانیف میں آج تک یہ کسی کو معلوم نہیں تھا کہ "چیتر ریکھا" بھی اس کی کوئی تصنیف ہے۔ جائیسی کی اس مثنوی کا ایک نسخہ کتب خانہ میں موجود ہے۔

(۳) میر حسن سے اسکی مثنوی کے لحاظ سے دنیائے اردو خوب واقف ہے مگر اس کا دیوان غالباً اب تک شایع نہیں ہوا ہے۔ میر حسن کے دیوان کے تین نسخے کتب خانہ میں محفوظ ہیں۔

(۴) محبوب عالم مغلیہ دور کے دکھنی شاعر سے ہم واقف تھے۔ اس کی ایک مثنوی لیلیٰ مجنوں موجود ہے جو سنہ ۱۱۰۶ھ میں تصنیف ہوئی ہے۔

ان کے علاوہ بیسیوں شعرا اور نثر نگاروں کی تصانیف موجود ہیں جن سے ہم واقف نہیں تھے۔

کئی ایک ایسی کتابیں ہیں جن سے انکی تصنیف کا صحیح سنہ معلوم ہو جاتا ہے جو آج سے پہلے قیاس پر قایم کیا گیا تھا۔

ایک اور قابل اظہار امر یہ ہے کہ کتب خانہ میں بعض ایسی کتابیں بھی موجود ہیں جو مختلف شخصوں نے مختلف اوقات پر ایک ہی موضوع پر لکھی ہیں۔ مثلاً قصہ تمیم انصاری اس کو بیجاپور کے شاعر صنعتی کے علاوہ ایک قطب شاہی شاعر کبیر نے سنہ ۱۰۹ھ میں نظم میں لکھا ہے اور سنہ ۱۲۵۵ھ میں سید محی الدین بہاری نے حیدرآباد میں اس کو نثر میں قلمبند کیا ہے۔

اسی طرح مقیمی کی مثنوی "چندر بدن" اور "مہیار" ہے جس کے متعلق ڈاکٹر سید غلام یزدانی صاحب نے بھی نہایت دلچسپ اور معلومات آفریں مضمون قلمبند فرمایا تھا۔ کتب خانہ میں مقیمی کی چندر بدن بھی ہے اور واقف کی بھی جو سنہ ۱۲۲۷ھ میں تصنیف ہوئی ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

اس میں (۱۰۴۰) اردو کتابیں ہیں۔ کتب خانہ کی انگریزی کتابیں جامعہ عثمانیہ کو امانت دیگئی ہیں۔

اردو قلمی کتابوں کو میں نے (۲۴) فنون میں تقسیم کیا ہے۔ ان کتابوں پر نظر ڈالی جائے تو کئی باتیں واضح ہوتی ہیں۔ اول تو یہ کہ بعض کتابوں کے ایک سے زیادہ نسخے موجود ہیں اور اُن سے کئی امور ظاہر ہوتے ہیں۔ مثلاً نصرتی کی گلشن عشق کے (۸) نسخے ہیں اور ان میں سے ایک نسخہ مصوّر ہے۔ دکن اسکول کی (۱۸) تصاویر موجود ہیں۔ شب عروسی کی تصویر بھی موجود ہے۔ دو نسخوں میں نصرتی کی شہادت کا تاریخی قطعہ درج ہے۔ جو یہ ہے۔

ضرب شمشیر سوں یہ دنیا چھوڑ — جا کے جنت کے گھر میں خوش ہوا ہے

سال تاریخ آ ملایک نے — یوں کہے نصرتی شہید اہے

نصرتی کا سن انتقال اب تک کسی کو صحیح معلوم نہیں تھا۔ اس قطعہ سے صحیح تاریخ کا تعین ہوجاتا ہے جو ۱۰۸۵ھ ہجری ہے۔

دیوان ولی کے (۱۲) نسخے ہیں ان میں سے ایک نسخہ کی کتابت ۱۱۲۵ھ ہجری میں ہوئی ہے۔ یعنی ولی کے انتقال کے صرف چھ سال بعد لکھا گیا ہے۔ ان دیوانوں کے مدنظر ہم ولی کے مطبوعہ کلیات میں اضافہ کرسکتے ہیں۔

میر حسن کی مثنوی سحر البیان کے (۹) نسخے موجود ہیں جن میں سے چار مصور ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ نواب سالار جنگ کو اس مثنوی سے بڑی دلچسپی تھی کیونکہ دو نسخے انھوں نے خاص اہتمام سے تیار کرائے ہیں ایک نسخہ میں (۵۳) فوٹو کی تصویریں ہیں۔ دوسرے نسخے میں انھوں نے حیدرآباد کے مصور وینکٹ راما سے (۶۶) تصاویر تیار کرائے ہیں۔ یہ نسخہ ۱۳۵۴ھ میں مکمل ہوا ہے۔ دوسرا قابل تذکرہ یہ امر ہے کہ قطب شاہی عادل شاہی اور مغلیہ دور کے کئی جدید شعرا کی تصانیف موجود ہیں۔ ان شعرا اور انکی تصانیف کا آج سے پہلے کسی مورخ ادب کو علم نہیں تھا۔ یعنی وہ پہلی مرتبہ ارباب علم وفکر کے علم میں آئے ہیں۔

تیسرا قابل صراحت امر یہ ہے کہ جن شعرا اور مصنفین سے ہم واقف ہیں۔ ان کے کئی نئی تصانیف کا علم ہوتا ہے۔ یعنی ان کی یہ کتابیں آج سے پہلے گمنام تھیں۔ کوئی مورخ ادب یا ادیب ان سے واقف نہیں تھا۔ بطور مثال ہم چند کا تعارف کراتے ہیں۔

(۱) حضرت خواجہ بندہ نواز گیسودراز کو ہم اردو شاعر اور نثر نگار کی حیثیت سے جانتے ہیں۔ ان کی ایک نثر کی کتاب معراج العاشقین اور چند نظمیں سب کو معلوم ہیں۔ آج ہم خواجہ صاحب کی اردو نثر کی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

کلام محفوظ ہے بلکہ واجد علی شاہ جان عالم کے تصانیف بھی موجود ہیں۔ بہرحال اس کتب خانہ میں مورخ اردو کے لئے بڑا قیمتی ذخیرہ محفوظ ہے۔

نواب سالار جنگ مرحوم خوش نصیب اور خوش قسمت جاگیردار تھے۔ کیونکہ حیدرآباد سے جاگیرداریت کے برخواست ہونے کے پہلے وہ اللہ کے پیارے ہو گئے۔ ان کو اپنی صدیوں کی آبائی جاگیر سے دستبردار ہونے کا غم کرنا نہیں پڑا۔ وہ بے جاگیر بننے کے پہلے اس دنیا سے منہ موڑ چکے تھے۔ نواب سالار جنگ بیشک جاگیردار تو تھے مگر ایسے جاگیردار تھے جو کبھی مخمل اور کمخواب کے بستر پر آرام نہیں فرمایا۔ بلکہ معمولی نواڑ کے پلنگ پر رات بسر کرتے تھے۔ مرغن غذا کے بجائے معمولی سادی غذا پر اپنی زندگی کے ایام پورے کرتے رہے۔ انھوں نے اپنی جاگیر کی آمدنی صرف اپنے عیش و عشرت آرام و آسائش میں صرف نہیں کی۔ بلکہ ملک و قوم کے لئے بیش بہا اور بیش قیمت نادر روزگار ذخیرہ چھوڑ گئے۔ جو آج سالار جنگ میوزیم اور کتب خانہ کی صورت میں اپنی آپ نظیر ہے۔ سالار جنگ اہل علم اور اصحاب حاجت کی خفیہ مدد کرتے تھے۔ ان کے علمی کارنامے ہر آئینہ قابل تقلید ہیں۔

سالار جنگ کو نادر اشیاء خریدنے اور کتابوں کے جمع کرنے کا جو شوق دامن گیر تھا وہ ان کی زندگی کے ابتدائی ایام سے لے کر مرنے تک بدستور باقی رہا۔ وہ اس زمانہ میں بھی نادر اشیاء خریدتے تھے جب کہ ان کا اسٹیٹ انکی نابالغی کی وجہ سے حکومت کی نگرانی میں تھا۔ ذخیرہ اندوزی کا شوق سالار جنگ مرحوم میں اس درجہ بڑھ گیا تھا کہ بعض وقت اسکی کیفیت والہانہ ہو جاتی تھی۔ مرحوم گھنٹوں نادر اشیاء کو دیکھ کر مسرت حاصل کرتے تھے۔ انھیں کھول کھول کر دیکھتے انکی جگہ پر انھیں رکھنے کا حکم صادر فرماتے تھے۔ اور بسا اوقات خود اپنے ہاتھ سے ان کو محفوظ کرتے تھے۔ بظاہر یہ کام زیادہ صبر آزما نہیں معلوم ہوتا لیکن مرحوم اس میں اس درجہ محو ہو جاتے کہ گھنٹوں انکی یہ مصروفیت انکی مسرت کا سبب بن جاتی۔ گویا وہ اپنے خزانہ کو دیکھ کر خوش ہو رہے ہیں جس پر ان کو ناز ہے فخر ہے اور ایک طرح کی طمانیت حاصل ہے اگر یہ تمام ذخیرہ مرحوم کی زندگی میں سلیقہ سے جم جاتا تو اسکی شان کچھ اور ہوتی اور اسکی قدر و قیمت موجودہ میوزیم سے بہت زیادہ بڑھ جاتی۔

نواب صاحب کے میوزیم کے قطع نظر جس کا تذکرہ ہمارے مضمون سے غیر متعلق ہے ہم صرف کتب خانہ پر سرسری نظر ڈالیں گے۔ کتب خانہ میں عربی۔ فارسی۔ اردو و ہندی۔ ترکی زبان کی تیس ہزار سے زیادہ کتابیں جمع ہیں۔ مطبوعہ اور قلمی دونوں ہیں۔ قلمی کتابوں کی تعداد تقریباً دس ہزار ہے

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

ہمارا ذخیرہ بھی عوامی ملکیت ہو گیا ہے اس میں اردو قلمی کتابوں کی بڑی تعداد ہے۔

(نوائے ادب جنوری ۱۹۵۳ء)

ندوی صاحب کے خیال یا خواب کی عملی تعبیر یہ مجموعہ ہے جو ہمدردان اردو کے ملاحظہ کے لئے پیش کیا جا رہا ہے۔

نواب سالار جنگ کے کتب خانہ کی کتابوں کو دیکھنے سے اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ نہ صرف سالار جنگ ثالث کو بلکہ آپ کے خاندان کے کئی افراد کو کتابوں سے پوری دلچسپی تھی۔ چنانچہ ان کی مہریں کئی کتابوں پر ثبت ہیں۔ اس سے اس امر کی توثیق ہوتی ہے کہ اس خاندان کے کئی افراد علم دوست اور اہل علم کے سرپرست تھے جس کا اظہار ہم نے صفحات گزشتہ میں ان کے حالات میں کیا ہے۔

اردو قلمی کتابوں کے جائزہ سے واضح ہوتا ہے کہ سب سے قدیم کتاب اوائل سنہ ۸۰۰ھ کی تصنیف ہے جو حضرت خواجہ بندہ نواز سید محمد حسینی گیسو دراز کی مصنفہ ہے۔

دنیا کے اکثر کتب خانوں کی ترتیب اور فہرستیں ڈیوی اصول کے موافق مرتب ہوئی ہیں مگر بعض اصحاب نے اس کو نظر انداز بھی کر دیا ہے چنانچہ انڈیا آفس کے اردو قلمی کتابوں کی کیٹلاگ جس کو ڈاکٹر بلوم ہارٹ نے مرتب کیا ہے یہ ڈیوی کے اصول کے مطابق نہیں ہے۔

میں نے بھی اس اصول کی پوری پابندی نہیں کی ہے اس میں کسی قدر ترمیم کر دی گئی ہے جو مجھے ضروری معلوم ہوئی۔

ابواب کی تقسیم ڈیوی (DEWY) کے اصول کے مطابق کی گئی ہے۔ مگر ان کو مقدم موخر کر دیا گیا ہے۔ ڈیوی نے "فلسفہ" کو پہلا باب قرار دیا ہے۔ میں نے "اسلامیات" کو پہلا باب رکھا ہے۔ اس کے علاوہ کتابوں کے لحاظ سے بعض اور ترمیمیں کی گئی ہیں، جو ابواب مقرر کئے گئے ہیں وہ یہ ہیں۔

(۱) اسلامیات (۲) مذاہب (۳) فلسفہ و منطق (۴) سائنس (۵) کارآمد فنون (۶) فنون لطیفہ (۷) لسانیات (۸) ادبیات (۹) تاریخ۔

ہر باب کے تحت کئی فن شامل کئے گئے ہیں جن کی صراحت یہاں ضروری نہیں معلوم ہوتی۔

نواب سالار جنگ کے کتب خانہ کی قلمی کتابوں میں ایک بڑا حصہ ایسا ہے جو ابتک شایع نہیں ہوا ہے اور ایک حصہ ایسا ہے جس کے کسی دوسرے نسخہ کا کسی اور کتب خانہ میں ابتک پتہ نہیں چلا ہے اس ذخیرہ میں نہ صرف عہد بہمنی۔ قطب شاہی۔ عادل شاہی اور آصفی دور کی کتابیں محفوظ ہیں بلکہ دربار لکھنؤ، رام پور اور دہلی کے اساتذہ اور مصنفین کا قلمی ذخیرہ بھی کثرت سے ہے۔ لکھنؤ سے متعلق نہ صرف اساتذہ کا

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

کچھ فہرست ہذا اور کتابوں کی باتیں

انجمن ترقی اردو (ہند) نے ارادہ کیا ہے کہ حیدرآباد کے کتب خانوں کی قلمی اردو کتابوں کی وضاحتی فہرست مرتب کیجائے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں اولاً کتب خانہ آصفیہ اور عجائب خانہ حیدرآباد کی اردو قلمی کتابوں کی فہرست مرتب کرائی گئی اور اس کے بعد نواب سالار جنگ کے کتب خانہ کا کام آغاز کیا گیا جواب تکمیل پا یا ہے۔

اس موقع پر مولوی قاضی عبدالغفار صاحب مرحوم سابق معتمد انجمن ترقی اردو علی گڈھ اور مولوی حبیب الرحمٰن صاحب معتمد شاخ حیدرآباد کے اسماء گرامی شکریہ کے ساتھ درج کرنا ضروری ہے جنکی ہمدردی اور دلچسپی سے اس قسم کے کام کا آغاز ہوا اور ہوتا جا رہا ہے۔

اردو کے تحقیقاتی کام کے ضمن میں وضاحتی فہرستوں کی جس قدر ضرورت ہوتی ہے وہ ایک حقیقت ہے اس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ اس خصوص میں مخترمی سید نجیب اشرف صاحب ندوی سابق پروفیسر اسمٰعیل کالج کی ایک تحریر قابل ملاحظہ ہے۔

"کسی زبان کی تاریخ کا اصولی حیثیت سے مطالعہ کرنے کے لئے ضرورت ہے کہ سارا ادب پیش نظر رہے۔ اردو ادب سارے ملک میں پھیلا ہوا ہے۔ کہیں قومی کتب خانوں میں اور کہیں ذاتی ملکیت میں ...... زبان کے ہر طالب علم کے لئے ایک ہی صورت نکل سکتی ہے کہ ایسی کتابوں کی مفصل و مکمل فہرستیں مرتب کر کے شایع کیجائیں۔ یہ چیز ان دنوں یورپ میں ایک سائنس کی صورت اختیار کر لی ہے ......"

چنانچہ ہم کو یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ انجمن ترقی اردو علی گڈھ نے اس طرف قدم بڑھایا اور جناب ہاشمی صاحب سے یہ درخواست کی کہ کم از کم حیدرآباد کے کتب خانہ آصفیہ کے اردو مخطوطات کی وہ مکمل فہرست مرتب کر دیں۔ وہ اس کام کو پوری توجہ سے کر رہے ہیں[1]۔ حیدرآباد میں نواب سالار جنگ کا

---

[1] یہ کام بھی تکمیل پا چکا ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

تعداد بلحاظ مجلدات (۷۳۰) ہے۔ نگران کی دراصل تعداد ہماری فہرست کے لحاظ سے (۱۰۴۰) ہوتی ہے
جیساکہ تذکرہ کیا گیا اسٹیٹ اور میوزیم وغیرہ کے کاروبار کے لئے ایک دفتر معتمد اسٹیٹ
سالار جنگ کے نام سے قائم ہے اور اس کی نگرانی ایک کمیٹی کے ذریعہ ہوتی ہے جس کے صدر اور
ارکان حسب ذیل اصحاب ہیں:۔

صدر	جناب مہدی نواز جنگ بہادر منسٹر حکومت حیدرآباد
ارکان	جناب پروفیسر حسن علی مرزا صاحب ایم اے
	جناب عبداللہ صاحب ایچ۔ سی۔ ایس معتمد مال
	جناب آئی رام چندر راؤ صاحب رکن مال
	جناب ہادی علی صاحب سابق معتمد اسٹیٹ مذکور

اور معتمد اسٹیٹ مولوی عبدالوہاب صاحب بی۔ ایس۔ سی۔ عثمانیہ ہیں۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

کچھ فہرست ہذا اور کتابوں کی باتیں

انجمن ترقی اردو (ہند) نے ارادہ کیا ہے کہ حیدرآباد کے کتب خانوں کی قلمی اردو کتابوں کی وضاحتی فہرست مرتب کیجائے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں اولاً کتب خانہ آصفیہ اور عجائب خانہ حیدرآباد کی اردو قلمی کتابوں کی فہرست مرتب کرائی گئی اور اس کے بعد نواب سالار جنگ کے کتب خانہ کا کام آغاز کیا گیا جو اب تکمیل پا یا ہے۔

اس موقع پر مولوی قاضی عبدالغفار صاحب مرحوم سابق معتمد انجمن ترقی اردو علی گڈھ اور مولوی حبیب الرحمٰن صاحب معتمد شاخ حیدرآباد کے اسماء گرامی شکریہ کے ساتھ درج کرنا ضروری ہے جنکی ہمدردی اور دلچسپی سے اس قسم کے کام کا آغاز ہوا اور ہوتا جارہا ہے۔

اردو کے تحقیقاتی کام کے ضمن میں وضاحتی فہرستوں کی جس قدر ضرورت ہوتی ہے وہ ایک حقیقت ہے اس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ اس خصوص میں مخترمی سید نجیب اشرف صاحب ندوی سابق پروفیسر اسمٰعیل کالج کی ایک تحریر قابل ملاحظہ ہے۔

"کسی زبان کی تاریخ کا اصولی حیثیت سے مطالعہ کرنے کے لئے ضرورت ہے کہ سارا ادب پیش نظر رہے۔ اردو ادب سارے ملک میں پھیلا ہوا ہے۔ کہیں قومی کتب خانوں میں اور کہیں ذاتی ملکیت ہیں ......
زبان کے ہر طالب علم کے لئے ایک ہی صورت نکل سکتی ہے کہ ایسی کتابوں کی مفصل و مکمل فہرستیں مرتب کرکے شایع کیجائیں۔ یہ چیز ان دنوں یورپ میں ایک سائنس کی صورت اختیار کرلی ہے ......"

چنانچہ ہم کو یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ انجمن ترقی اردو علی گڈھ نے اس طرف قدم بڑھایا اور جناب ہاشمی صاحب سے یہ درخواست کی کہ کم از کم حیدرآباد کے کتب خانہ آصفیہ کے اردو مخطوطات کی وہ مکمل فہرست مرتب کردیں۔ وہ اس کام کو پوری توجہ سے کررہے ہیں[1]۔ حیدرآباد میں نواب سالار جنگ کا

---

[1] یہ کام بھی تکمیل پا چکا ہے۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

تعداد بلحاظ مجلدات (۷۳۰) ہے۔ نگران کی دراصل تعداد ہماری فہرست کے لحاظ سے (۱۰۴۰) ہوتی ہے۔ جیسا کہ تذکرہ کیا گیا اسٹیٹ اور میوزیم وغیرہ کے کاروبار کے لئے ایک دفتر معتمد اسٹیٹ سالار جنگ کے نام سے قائم ہے اور اس کی نگرانی ایک کمیٹی کے ذریعہ ہوتی ہے جس کے صدر اور ارکان حسب ذیل اصحاب ہیں:۔

صدر	جناب مہدی نواز جنگ بہادر منسٹر حکومت حیدرآباد
ارکان	جناب پروفیسر حسن علی مرزا صاحب ایم اے
	جناب عبداللہ صاحب ایچ۔سی۔ایس معتمد مال
	جناب آئی رام چندر راؤ صاحب رکن مال
	جناب ہادی علی صاحب سابق معتمد اسٹیٹ مذکور

اور معتمد اسٹیٹ مولوی عبدالوہاب صاحب بی۔ایس۔سی۔ عثمانیہ ہیں۔

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

کئی اور کتابوں کے طبع ہونے کا انتظام فرمایا تھا مگر افسوس ہے کہ کمیٹی کے بعض افراد کی عدم توجہ سے منظر عام پر پیش نہیں ہو سکے[لہ]۔

سالار جنگ مصنفین، مولفین اور ادیبوں کو خاموشی سے امداد دیتے تھے۔ رسالہ شہاب آپ ہی کی بدولت جاری تھا۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کو ایک لاکھ کا عطیہ اور بارہ سو سالانہ امداد دیتے رہے۔ انجمن ترقی اردو کو دس ہزار کا چندہ دیا تھا۔ ادارہ ادبیات اردو آپ کی امداد سے بہرہ ور رہا۔ اگر اس قسم کے کاموں کی تفصیل کی جائے تو مضمون طویل سے طویل تر ہو جائے گا اس لئے ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔

آپ کا ایک علمی کارنامہ یہ ہے کہ آپ کو کتابوں کا شوق رہا۔ قلمی کتابوں کو اچھی اچھی قیمتوں سے خرید فرماتے رہے۔ اس طرح کئی ہزار قلمی کتابیں جمع کر لیں۔ قلمی کتابوں کے ساتھ نئی مطبوعہ کتب بھی ہمیشہ خرید کرتے تھے۔ کتب فروشوں کی دوکان پر جاتے اور اپنے پسند کی کتابیں خریدتے تھے اس طرح اپنے کتب خانہ میں عربی۔ فارسی۔ اردو۔ ہندی۔ ترکی۔ انگریزی کتابوں کا خاصہ ذخیرہ فراہم کر لیا تھا۔

کتابوں کے ساتھ نایاب اشیاء کی خریدی کا بھی شوق دامنگیر تھا چنانچہ آپ کے شوق کا اندازہ کرنے کے لئے اس وقت سالار جنگ میوزیم موجود ہے۔ اگرچہ آپ کا پورا محل نوادرات سے آراستہ کر دیا گیا ہے مگر پھر بھی ہنوز پورا سامان اس محل میں سمایا نہیں جا سکا کیونکہ جگہ کافی نہیں ہوئی۔

نواب سالار جنگ کا ارادہ تھا کہ ایک جدید عمارت تعمیر کی جائے جس میں تین سو کمرے ہوں اور ان کو نوادرات سے آراستہ کیا جائے۔ عمارت کے نقشے بھی مرتب ہو چکے تھے مگر عملی صورت بعض خاص وجوہ سے پوری نہیں ہوئی۔ ان وجوہ کی صراحت کا یہ موقع و محل نہیں ہے۔

حیدرآباد کے پولیس ایکشن کے کچھ عرصہ بعد ہی (سنہ ۱۹۴۹ء) آپ کا انتقال ہو گیا۔ چونکہ آپ نے شادی نہیں کی تھی اور کوئی اولاد نہیں تھی اس لئے حکومت نے آپکی جاگیرات اور تمام املاک کو اپنے نگرانی میں لے لیا اور ایک کمیٹی اس کے انتظام کے لئے مقرر کی ہے۔ نوادرات کو میوزیم کی صورت میں پبلک کے لئے عام کر دیا گیا ہے۔ کتابوں کے ذخیرہ سے انگریزی کتابیں جامعہ عثمانیہ میں امانت رکھوائی گئی ہیں۔ عربی۔ فارسی اور اردو وغیرہ کا ذخیرہ میوزیم کا ایک حصہ بنا ہوا ہے۔ اس ذخیرہ کی صحیح تعداد ہنوز نہیں بتائی جا سکتی البتہ مجلدات کے لحاظ سے ان کی تعداد تیس ہزار (۳۰،۰۰۰) سے زیادہ ہے۔

اکثر مجلدات میں ایک سے زیادہ کتابیں ہیں۔ ان کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے۔ قلمی اردو کی

لہ نواب مہدی نواز جنگ بہادر صدر نشین کمیٹی سالار جنگ اسٹیٹ نے دوبارہ اس کمیٹی کو زندہ کیا ہے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

معترف اور مداح تھے۔ چونکہ چچا کے انتقال کے وقت بھی آپ صغیر سن تھے اس لئے آبائی جاگیرات کا انتظام کورٹ آف وارڈز کے تحت کردیا گیا تھا۔ مسٹر ڈنلاپ خصوصیت سے آپ کے نگرانکار بنے رہے۔

ساتویں آصفجاہ یعنی میر عثمان علی خاں نے اپنی مسند نشینی کے بعد آپ کے اسٹیٹ کو کورٹ کی نگرانی سے برخواست کرکے آپ کی نگرانی میں دیدیا۔ اسٹیٹ کے واگذاشت ہونے پر آپ نے اپنے جاگیرات کا دورہ کیا۔ تمام انتظامات کا بچشم خود معائنہ کیا اور اصلاح جاگیرات اور فلاح بہبودی رعایا کے احکام دیئے۔

اس کے کچھ عرصہ کے بعد یعنی ۲۵ رجب ۱۳۳۰ھ کو مدار المہامی (دیوانی) کی آبائی خدمت سے سالار جنگ کو سرفرازی ہوئی۔

زلیخا بن کے دیوانی میرے یوسف کے گھر آئی

کے مصرعہ سے کسی نے موزوں تاریخ نکالی۔ تقریباً تین سال تک سالار جنگ دیوانی کی خدمت انجام دیتے اور محرم ۱۳۳۳ھ میں سبکدوشی حاصل کرلی۔ آپ کے وزارت عظمیٰ کے قلیل عرصہ میں کئی ایک امور انجام پائے۔ تعلیمات۔ تعمیرات اور آبپاشی کے سررشتہ میں خصوصیت سے اصلاحیں ہوئیں اور نئے اسکیمات جاری ہوئے۔ سیول سروس کی کلاس قائم ہوئی۔ انگریزی الفاظ کو دفتری امور میں استعمال کرنے کی ممانعت کی گئی۔ کئی لڑکوں کو یورپی وظایف دیئے گئے۔

خدمت مدار المہامی کی سبکدوشی کے بعد آپ خاموش زندگی بسر نہیں فرمائے بلکہ بہت مشغول رہے۔

سیر و سیاحت فرمائی۔ علمی مشاغل سے دلچسپی لیتے رہے۔ رفاہی امور سے ہمدردی رہی جنکی پوری صراحت اس موقع پر ضروری نہیں معلوم ہوتی۔ صرف علمی مشاغل کے متعلق کسی قدر صراحت بے موقع نہیں ہے۔ زمانہ مدار المہامی میں آپ نے علمی دلچسپی کے باعث مدرسہ دار العلوم کی شصت سالہ جوبلی کی صدارت فرمائی اور خطبۂ صدارت میں دار العلوم کی اصلاح کے متعلق جو خیالات ظاہر کئے ان کو عملی طور سے پورا کرنے کے لئے اسکیم نافذ کیا۔

۱۹۳۷ء میں جب اہل ملک نے ولی کی دو صد سالہ جوبلی منانے کا ارادہ کیا تو نہ صرف صدارت جلسہ سے اس جشن کو کامیاب بنادیا بلکہ ہمیشہ کے لئے ایک یادگار قائم کرنے کے لئے کثیر رقم منظور فرمائی چنانچہ مجلس مخطوطات اردو قائم ہوئی اور کئی نایاب کتابیں مثلاً کلیات قطب شاہ۔ پھول بن۔ قصہ سیف الملوک۔ طوطی نامہ۔ قصہ تمیم انصاری۔ کلیات سراج وغیرہ شایع ہوئے انکے علاوہ

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

سیر وشکار اور بزم عیش وطرب میں شریک ہوتے تھے۔ مگر ایک ایسا واقعہ ہوگیا کہ دونوں میں مخالفت ہوگئی۔ بالآخر سنہ ۱۳۱۰ھ میں عماد السلطنت نے دیوانی سے استعفا داخل کر دیا۔ آپ کی تین سالہ دیوانی کے اہم واقعات میں کونسل آف اسٹیٹ کا قائم ہونا۔ دفتر فینانس اور مجلس وضع قوانین کے قیام کے علاوہ سرکاری زبان اردو قرار دیا جاتا ہے۔ حیدرآباد میں اس کے پہلے اگرچہ اردو صدیوں سے رائج تھی مگر آصفی دور میں اب تک سرکاری زبان فارسی تھی۔ فارسی میں تمام دفاتر کا کاروبار ہوتا تھا۔ مختارالملک اول کے زمانے سے اردو کا رواج بعض دفاتر مال اور عدالتوں میں ہونے لگا۔ مگر پوری طرح سرکاری زبان سنہ ۱۳۰۱ھ میں اردو قرار دی گئی جس کی پوری تفصیل "دکن میں اردو" کی چوتھی اشاعت سے معلوم ہوسکتی ہے۔

عماد السلطنت نے دیوانی سے علیحدگی کے بعد دوبارہ یورپ کی سیاحت فرمائی۔ استنبول میں سلطان عبدالحمید خاں ثانی سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ کہا جاتا ہے کہ استنبول کے ایک دو ہفتوں کے قیام میں آپ نے ترکی زبان میں اس قدر مہارت حاصل کرلی تھی کہ ڈنر کے موقع پر ترکی ہی میں تقریر فرمائی تھی۔ انگریزی میں مضمون لکھا کرتے تھے۔ اس زمانہ کے ماہر سیاست اور مدبر اعظم گلاڈسٹون نے آپ کو تعریفی خط لکھا تھا۔ حافظہ باپ سے زیادہ قوی تھا۔ ان کی خوش اخلاقی کا سب کو اعتراف تھا فنون سپہ گری سے بھی دلچسپی تھی۔ والنٹیر کور بھی قائم فرمایا تھا جس میں اعلیٰ طبقہ کے معززین کے نوجوان لڑکے فوجی مہارت حاصل کرتے تھے۔ سفر یورپ کی واپسی کے بعد ہی سنہ ۱۳۱۰ھ میں آپ کا انتقال ہوگیا۔ یعنے صرف (۲۶) سال کے سن میں دنیا سے چل بسے۔ دائرہ میر مومن میں دفن کئے گئے۔

یوسف علی خاں سالار جنگ ثالث

اب ہم بانی میوزیم و کتب خانہ تیسرے سالار جنگ کا مختصر حال قلم بند کرتے ہیں۔ میر یوسف علی خاں الملخطب نواب سالار جنگ کے والد نواب لائق علی خاں سالار جنگ ثانی تھے۔ یوسف علیخاں کی پیدائش بمقام پونہ سنہ ۱۳۰۶ ہجری میں ہوئی۔ آپ صرف ایک ماہ کے شیر خوار تھے کہ باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ چچا نیرالملک نے سرپرستی فرمائی مگر ان کی شفقت سے بھی جلد محروم ہوگئے۔ البتہ ماں کی محبت پروان چڑھائی۔ اولاً گھر پر تعلیم ہوئی۔ اس کے بعد مدرسہ عالیہ میں شریک کئے گئے۔ مڈل اور میٹرک جماعتوں میں کامیابی حاصل کر کے کالج میں کچھ عرصہ تک تعلیم پائی۔ آپ نے مدرسہ میں اپنی خوش اخلاقی سے لڑکوں کو گرویدہ کرلیا تھا۔ بلکہ اساتذہ بھی آپ کی شرافت نفس اور خوش خلقی کے ہمیشہ معترف رہے۔ مسٹر سیٹن جو ایک زمانہ تک مدرسہ عالیہ اور نظام کالج کے پرنسپل تھے ہمیشہ آپ کے طالب علمانہ خوبیوں کے

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

بنادیا۔ ان کی دوربیں اور دوررس نظر نے ملک کا انتظام جس خوبی وعمدگی سے کیا تھا آج بھی اس کا اعتراف کیا جاتا ہے۔ یہاں اس امر کا موقع نہیں ہے کہ مختارالملک کی اصلاحات کا تذکرہ کیا جائے لیکن بلامبالغہ یہ اعتراف کرنا ہر مورخ کا فرض ہے کہ مختارالملک نے ہی سلطنت آصفیہ کے عمدہ نظم ونسق کی داغ بیل ڈالی اور بڑی اچھی طرح سے اس کا انتظام فرمایا۔ آپ ہی کے زمانہ میں ریل اور تار سے اہل حیدرآباد واقف ہوئے۔ آراستہ بنے تمام دفاتر کے کاروبار ایک مہذب اور متمدن حکومت کے مماثل ہونے لگے۔

مختارالملک کے دور دیوانی میں چوتھے آصفجاہ اور پانچویں آصفجاہ کا انتقال ہوا اور چھٹے آصفجاہ (میر محبوب علی خاں) صغرسنی میں حکمران کئے گئے۔ مختارالملک نے یورپ کا بھی سفر کیا تھا۔ انگلستان میں آپ کی بڑی عزت کی گئی اور بڑی آؤ بھگت ہوئی۔ لندن کا سفر اس لئے فرمایا گیا تھا کہ ملک برار کو واپس لیا جائے۔ لندن کی بات چیت میں یہ جواب ملا کہ حکمران کو ہنوز اختیارات نہیں ملے ہیں۔ اس لئے جب وہ با اختیار ہو کر مسند نشین ہونگے اس وقت اس سوال کو اٹھایا جاسکتا ہے۔ لندن کی واپسی کے بعد مختارالملک نے میر محبوب علی خاں کو اختیارات کے ساتھ مسند نشین کرنے کا انتظام شروع کردیا تھا مگر ہنوز یہ رسم ادا نہیں ہوئی تھی کہ یکایک مختارالملک کا انتقال سنہ ۱۳۰۰ھ ۱۸۸۳ء میں ہوگیا۔

مختارالملک مستقل مزاج۔ خوش خلق۔ حسن سیرت کے انسان تھے۔ ان کا حافظہ بڑا غضب کا تھا۔ معاملہ فہمی میں اپنی آپ نظیر تھے۔ تدبر وسیاست میں ان کا درجہ بہت بلند تھا۔ وہ ہر شخص کو دیکھکر اس کی عادات اور خصلت سے بخوبی واقف ہوجاتے تھے۔ شعروسخن اور موسیقی کے ساتھ ریاضی اور تاریخ سے بھی بڑا شغف تھا۔ دائرہ میر مومن میں اپنے خاندانی قبرستان میں مدفون ہیں۔

مختارالملک ثانی عمادالسلطنت

تراب علی خاں مختارالملک کے بڑے فرزند میر لایق علی خاں تھے۔ جن کو سالارجنگ منیرالدولہ مختارالملک کے آبائی خطاب کے ساتھ عمادالسلطنت کا خطاب بھی ملا تھا۔ سنہ ۱۲۸۰ھ میں ان کی ولادت حیدرآباد میں ہوئی۔ باپ کی نگرانی میں قابل استادوں سے تعلیم ہوئی۔ عربی۔ فارسی کے ساتھ انگریزی کی بھی تعلیم دی گئی۔ مرحوم حضور میر محبوب علی خاں کے ساتھ ہم درس بھی رہے۔ پھر مدرسۂ عالیہ میں تعلیم پائی اور انگلستان کو بھی تکمیل تعلیم کے لئے روانہ کئے گئے تھے۔

مرحوم حضور اپنے با اختیار مسند نشینی کے ساتھ ہی سنہ ۱۳۰۱ھ میں لایق علیخاں کو وزیر اعظم یعنی دیوان کی آبائی خدمت پر مامور کردیا اس وقت ان کا سن صرف اکیس سال کا تھا اور اعلیحضرت حضور نظام تئیس ۲۳ سال کے تھے۔ اس طرح دونوں نوجوان تھے۔ اول تو دونوں میں اچھی بنی رہی۔ ہر

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

بلکہ کہا جا سکتا ہے کہ عملاً ان ہی کی دیوانی تھی۔ ان ہی کا طوطی بولتا تھا۔

نیر الملک کا انتقال ۱۲۴۳ھ ہجری میں ہوا۔ ان کے مرنے کے بعد راجہ چندو لال ہی پیشکاری کے ساتھ دیوانی کا کام بھی انجام دیتے رہے کیونکہ کسی کا تقرر اس خدمت پر نہیں ہوا تھا۔

۱۲۵۹ھ میں نیر الملک کے تیسرے فرزند سراج الملک دیوانی کی خدمت سے سرفراز ہوئے کیوں کہ شجیع الدولہ اور شجاع الدولہ کا انتقال اس کے پہلے ہو چکا تھا۔ سراج الملک میر عالم کے نواسے تھے پہلی مرتبہ ۱۲۵۹ھ میں مامور ہوئے اور پھر اس خدمت سے علیحدہ کر دیئے گئے اس کے بعد دوبارہ ۱۲۶۲ھ میں اس خدمت پر بحال کئے گئے۔ ان ہی کے زمانہ میں ملک برار انگریزی فوج کنیٹجنٹ کی ماہوار کے بقایا کی وجہ سے دیدیا گیا کیونکہ مہاراجہ چندو لال نے اپنی داد دہش اور فضول خرچی سے خزانہ بالکل خالی کر دیا تھا۔ جسکی وجہ سے فوج کی تنخواہیں برابر ایصال نہیں ہو رہی تھیں اس لئے لارڈ ڈلہوزی کے حسب مطالبہ ملک برار آصفی قلمرو سے جدا کر کے برٹش انڈیا میں شامل کر دیا گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد ہی سراج الملک کا انتقال ہو گیا (۱۲۶۹ھ ہجری)

سراج الملک کم سخن، صاحب مروت، با اخلاق امیر تھے۔ اہل کمال کے قدر داں رہے۔ علماء اور فضلا سے بڑی محبت رکھتے تھے۔

مختار الملک

نواب سالار جنگ کے خاندان میں سب سے زیادہ مشہور شخص نواب میر تراب علیخاں سالار جنگ شجاع الدولہ مختار الملک ہیں جو شجاع الدولہ کے فرزند اور منیر الملک ثانی کے پوتے تھے ۱۲۴۴ھ میں ان کی ولادت ہوئی اور ۱۳۰۰ھ میں انتقال ہوا۔ باپ کا سایہ کم عمری میں سر سے اٹھ گیا۔ اس لئے چچا (سراج الملک) کے زیر نگرانی تعلیم و تربیت ہوئی۔ عربی و فارسی کے ساتھ انگریزی کی تعلیم بھی ہوئی تھی۔ فن سپہ گری میں مہارت پیدا کرائی گئی۔ سراج الملک نے اپنے بھتیجے کیلئے صرف کتابی تعلیم کا انتظام نہیں کیا تھا بلکہ امور ریاست نظم و نسق کی آگاہی کے لئے اپنے تمام جاگیرات کا انتظام انہی کو سونپ دیا تھا۔ مختار الملک نے آبائی جاگیرات کا نہایت عمدہ انتظام کیا۔ ایک طرف رعایا خوش اور مطمئن تھی دوسری طرف مالگذاری کی آمدنی زیادہ ہونے لگی۔ سراج الملک کے انتقال پر ۱۲۶۹ھ میں مختار الملک کو دیوانی کی خدمت سے سرفراز کیا گیا جس کو انھوں نے تیس سال تک نہایت حسن و خوبی اور عمدگی سے انجام دیا۔ سلطنت آصفیہ میں مختار الملک کا دور وزارت ہر حیثیت سے ممتاز اور قابل تعریف ثابت ہوا ہے۔

آپ کے زمانے میں حکومت کے ہر ایک سررشتہ یعنی مالگذاری۔ عدالت۔ پولیس۔ تعلیمات۔ تعمیرات۔ طبابت۔ غرض کہ نظم و نسق کے ہر شعبہ میں اصلاح ہوئی آپ نے سلطنت کو ایک باضابطہ مہذب ریاست

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

پہلا شخص جس نے آصفجاہ کے خاندان میں دیوانی کے فرائض انجام دیئے شیر جنگ ہیں ان کے بعد اس خاندان کے کئی ایک شخص اس اہم خدمت کو انجام دیتے رہے جس کا تذکرہ آگے آتا ہے۔

آصفجاہ ثانی نظام الدولہ میر نظام علی خاں کے مسند نشین ہونے پر (۱۱۷۵ھ) میں شیر جنگ پونہ چلے گئے اور وہاں عرصہ تک قیام رہا۔ جب رکن الدولہ دیوان (وزیر اعظم) ہوئے تو شیر جنگ حیدرآباد آگئے۔ اور رکن الدولہ کے مشیر بنے رہے۔ آخری زمانہ میں ان کو صوبہ اورنگ آباد کی نظامت دی گئی تھی۔ اس خدمت کو بھی انھوں نے (۵) سال تک انجام دیا۔ اورنگ آباد میں ان کا انتقال ہوا اور یہاں ہی دفن ہیں (۱۱۸۹ھ ہجری)۔

شیر جنگ کی علمی قابلیت مسلمہ تھی ان کی شجاعت اور سخاوت بھی مشہور تھی۔ ان کے دو لڑکے تھے۔ ایک محمد صفدر خاں غیور جنگ۔ دوسرے تقی یار خاں ذوالفقار جنگ۔ ثانی الذکر کا عنفوان شباب میں انتقال ہو گیا۔ اول الذکر غیور جنگ درگاہ قلی خاں کے داماد تھے۔ درگاہ قلی خاں آصف جاہ اول کے ہمراہ دہلی سے آئے تھے اور اورنگ آباد کے کوتوال تھے۔ درگاہ قلی خاں ایک علم دوست شخص تھے اور صاحب تصنیف بھی۔ شاعری سے بھی شغف تھا۔ فارسی اور اردو دونوں زبانوں میں شعر کہتے تھے۔

محمد صفدر خاں غیور جنگ منیر الملک۔ آصفجاہ ثانی کے زمانہ میں ایک بلند پایہ امیر تھے۔ اکثر جنگوں میں شریک رہ کر داد شجاعت دی تھی۔ ان کے فرزند علی زماں خاں المخاطب غیور جنگ منیر الدولہ منیر الملک ثانی ہیں جو میر عالم کے داماد تھے۔ یکے بعد دیگرے میر عالم کی دو لڑکیاں ان سے بیاہی گئی تھیں۔

میر عالم سید رضی کے فرزند تھے۔ سید رضی بھی آصفجاہ اول کے ہمراہ دہلی سے آئے تھے میر عالم اولاً انگریزوں کی کمپنی میں حیدرآباد کے سفیر کی حیثیت سے مامور رہے پھر دیوان یا وزیر اعظم کی خدمت ملی۔ میر عالم اپنے وقت کے ایک عالم اور فاضل شخص تھے۔ کار خیر میں ان کا نام ہمیشہ ممتاز رہا۔ میر عالم کا تالاب۔ میر عالم کی منڈی۔ میر عالم کی بارہ دری آج تک موجود ہیں۔

شیر جنگ کے بعد ان کی اولاد میں سے ان کے پوتے منیر الملک ثانی دوسرے شخص ہیں جو آصف جاہ ثالث کے عہد میں (۱۲۲۴ھ ہجری) دیوان (وزیر اعظم) کی خدمت سے سرفراز ہوئے۔ اس زمانہ سے دیوان کی دیوڑھی مشہور ہے۔ منیر الملک ثانی کو چار لڑکے ہوئے۔ اشجع الدولہ۔ شجاع الدولہ۔ سراج الملک و اکرام الدولہ۔ منیر الملک اپنے دادا کی طرح بڑے سخی تھے خصوصاً ماہ محرم میں بہت زیادہ خیرات کرتے۔ سادات اور حجاج آپ کے مہمان رہا کرتے۔ تعمیر سے خاص دلچسپی تھی چینی خانہ اور آئینہ خانہ آپ ہی نے بنوائے تھے منیر الملک کی دیوانی زیادہ مشہور نہیں ہے۔ کیونکہ مہاراجہ چندو لال دیوانی کے کاموں میں زیادہ دخیل ہے

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ آغاز

حیدرآباد کے ممتاز جاگیردار خاندانوں میں نواب سالار جنگ کا خاندان بڑی خصوصیت رکھتا تھا۔ سالار جنگ ثالث کے جدِ اعلیٰ منیر الملک شیر جنگ حیدر یار خاں تھے۔ یہ شیر جنگ حضرت اویس قرنی کی اولاد سے تھے۔ اویس قرنی جنگ صفین میں حضرت علیؑ کے ہمراہیوں میں شریک تھے اور میدان جنگ میں شہید ہوئے۔ ان کی اولاد سے اویس ثالث اپنے لڑکے محمد علی کے ہمراہ مدینہ منورہ سے دکن آئے اور بیجاپور پہونچے۔ اس زمانہ میں علی عادل شاہ ثانی (۱۰۶۷ھ ہجری تا ۱۰۸۳ھ ہجری) حکمران تھا۔ بادشاہ نے اُنکی بڑی عزت و حرمت فرمائی اور ان کے فرزند محمد علی کی شادی ملا احمد نائطی کی دختر سے کردی گئی۔ ملا احمد نائطی بیجاپور کے معززِ امرٰ میں شامل تھے۔ ان کا خاندان اُن لوگوں میں سے تھا جو جنوبی ہند میں تبلیغ اسلام اور تجارت کی غرض سے تیسری صدی ہجری میں ساحل کرناٹک پہونچے تھے۔ ملا احمد دبیر خاص کے عہدہ پر سرفراز تھے۔ فتح بیجاپور کے بعد محمد علی کے دو فرزند محمد باقر اور محمد حیدر دربار مغلیہ سے وابستہ ہوگئے اور دو ہزاری منصب سے سرفراز ہوئے۔ محمد باقر کے فرزند محمد تقی کو عالمگیری عہد میں منصب سہ صدی ملا۔ اور فرخ سیر کے عہد میں ان کو اورنگ آباد میں داروغہ جزیہ (کلکٹر محصول) بنایا گیا۔ آصف جاہ اول نے ان ہی محمد تقی کے فرزند شمس الدین محمد کو حیدر یار خاں شیر جنگ کے خطاب سے قلعہ جات دکن کا داروغہ (کمشنر) مقرر کیا تھا۔

شیر جنگ کی ولادت ۱۱۱۳ھ میں ہوئی اور انتقال ۱۱۸۹ھ ہجری میں ہوا۔ شیر جنگ آصفجاہ اول کے زمانہ میں مختلف خدمات انجام دیتے رہے۔ آصفجاہ کو ان پر بڑا اعتماد اور بھروسہ تھا۔ نواب مظفر جنگ ہدایت محی الدین خاں کے مارے جانے پر صلابت جنگ کی مسند نشینی شیر جنگ کی وجہ سے ہوئی کیونکہ ایک فریق ان کے چھوٹے بھائی نظام الدولہ نظام علی خاں کو مسند نشین کرنے کا متمنی تھا۔ صلابت جنگ کے زمانہ میں چندے شیر جنگ نے دیوانی کے فرائض بھی انجام دیئے اس طرح سالار جنگ کے خاندان کا

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

۷۰۰	کتاب سررشتہ تعلیم	۸۱۷
۷۰۱	نقد رواں	۸۱۸
۷۰۲	آثار الآثار	۸۱۹
۷۰۳	دلچسپ تاریخ	۸۲۰
۷۰۴	ترجمہ تاریخ سندھ	۸۲۱
۷۰۵	یادداشت تاریخ ہندوستان و برما	۸۲۲
۷۰۶	کشکول	۸۲۳
۷۰۷	حالات کپل	۸۲۴
	(د) تذکرہ	
۷۰۸	گلشن گفتار	۸۲۵
۷۰۹	گلشن ہند	۸۲۶
۷۱۰	مجموعہ انتخاب	۸۲۷
۷۱۱	بہارستان ناز	۸۳۰
۷۱۲	تذکرہ شعراء	۸۳۱
۷۱۳	تذکرۂ شعراء	۸۳۱
۷۱۴	تذکرۂ خوش نویساں	۸۳۲
	چند ہندی کتب	
۷۱۵	سندر سنگار	۸۳۳
۷۱۶	رسالہ ہندی	۸۳۵
۷۱۷	پوتھی بششت سار یگا جوگ بششت	۸۳۵
۷۱۸	نظم ہندی	۸۳۶
۷۱۹	کاک سندیسہ	۸۳۷
۷۲۰	رسالہ ہندی	۸۳۷
۷۲۱	″ ″	۸۳۸
۷۲۲	″ ″	۸۳۹
۷۲۳	گیت ہندی	۸۳۹
۷۲۴	روضۃ الصالحین	۸۴۰
۷۲۵	قصیدہ مدح مختار الملک	۸۴۱
۷۲۶	نقطۂ اختتام	۸۴۲

۶۴۴	شمائل نامہ	۷۵۴
۶۴۵	نورنامہ (عبد المجید)	۷۵۶
۶۴۶	تولد و وفات نامہ	۷۵۷
۶۴۷	نورنامہ (عنایت شاہ)	۷۵۷
۶۴۸	بغات نامہ	۷۵۹
۶۴۹	وفات نامہ نبی	۷۶۰
۶۵۰	ہشت بہشت	۷۶۱
۶۵۱	اعجاز احمد	۷۶۳
۶۵۲	مثنوی من موہن	۷۶۷
۶۵۳	معراج نامہ (کمالی)	۷۶۸
۶۵۴	من جیون	۷۶۹
۶۵۵	وفات نامہ (افصحی)	۷۷۰
۶۵۶	،، ،، (سوز)	۷۷۰
۶۵۷	تولد نامہ	۷۷۲
۶۵۸	مولود النبی صلعم	۷۷۲
۶۵۹	وفات نامہ (راحت)	۷۷۳
۶۶۰	مدینۃ الانوار	۷۷۴
۶۶۱	سرمایہ نجات	۷۷۶
۶۶۲	ریحان معراج	۷۷۷
۶۶۳	روضۃ الانوار	۷۷۸
۶۶۴	ریاض السیر	۷۷۹
۶۶۵	ممتاز التفاسیر	۷۸۱
۶۶۶	ریاض مولود	۷۸۲
۶۶۷	نصرت اسلام فی بشارت خیر الانام	۷۸۳
	(ب) سوانح و مناقب	
۶۶۸	محی الدین نامہ	۷۸۴
۶۶۹	گلزار جنت	۷۸۵
۶۷۰	امین نامہ	۷۸۶
۶۷۱	فیض عام قدس	۷۸۷

۶۷۲	تحفۃ النساء	۷۸۸
۶۷۳	ریاض غوثیہ	۷۸۹
۶۷۴	رسالہ مناقب	۷۹۰
۶۷۵	ریاض الجنان	۷۹۱
۶۷۶	تحفۃ الاحباب	۷۹۳
۶۷۷	محبوب القلوب	۷۹۴
۶۷۸	معجزات جیلانی	۷۹۵
۶۷۹	واقعات غوث اعظم	۷۹۶
۶۸۰	مدح رفاعی	۷۹۷
۶۸۱	قصیدہ غوث اعظم	۷۹۸
۶۸۲	نجات دارین	۷۹۸
۶۸۳	الدار یمنی فی سیرۃ اویس قرنی	۷۹۹
	(ج) تاریخ	
۶۸۴	ابراہیم نامہ	۸۰۰
۶۸۵	علی نامہ	۸۰۱
۶۸۶	اضراب سلطانی (فتح نامہ ٹیپو سلطان)	۸۰۳
۶۸۷	سراج المنیر	۸۰۴
۶۸۸	شاہ نامہ اردو	۸۰۶
۶۸۹	حسن اختلاط	۸۰۷
۶۹۰	تاریخی قصیدہ	۸۰۸
۶۹۱	حیدر نامہ	۸۰۹
۶۹۲	تاریخ میسور	۸۱۰
۶۹۳	سراج التواریخ	۸۱۱
۶۹۴	حرب حیدری	۸۱۲
۶۹۵	تاریخ رشید الدین خانی	۸۱۳
۶۹۶	واقعات شہادت مولوی عبدالکریم	۸۱۳
۶۹۷	غرابت نگار	۸۱۴
۶۹۸	نیرنگی بلدہ	۸۱۵
۶۹۹	تاریخ سکھاں	۸۱۶

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

۵۹۱	مثنویات راسخ	۶۹۱
۵۹۲	گل باصنوبر	۶۹۴
۵۹۳	اشتیاق نامہ	۶۹۵
۵۹۴	لیلیٰ مجنوں	۶۹۶
۵۹۵	بلال نامہ	۶۹۷
۵۹۶	قصۂ امیر حمزہ	۶۹۸
۵۹۷	دلآرام نامہ	۶۹۹
۵۹۸	شہید دریا	۷۰۰
۵۹۹	قصۂ سیاہ پوش	۷۰۱
۶۰۰	مثنوی شہید	۷۰۱
۶۰۱	قصۂ عدل شاہ عالمگیر	۷۰۲
۶۰۲	" شاہ روم	۷۰۳
۶۰۳	منصور نامہ	۷۰۴
۶۰۴	قصۂ جوان لکھنؤ	۷۰۴
۶۰۵	" نورجہاں و جہانگیر	۷۰۵
۶۰۶	" فیروز شاہ	۷۰۸
۶۰۷	گلشن مہوشان	۷۰۹
۶۰۸	قصۂ شاہ یمن	۷۱۰
۶۰۹	" شاہزادہ ماہ پیکر و ملکہ سیمین تن	۷۱۱
۶۱۰	گل باغ ارم	۷۱۳
۶۱۱	شاہد نامہ	۷۱۴
	(ھ) نثری افسانے	
۶۱۲	سب رس	۷۱۵
۶۱۳	ترجمہ چہار درویش	۷۱۶
۶۱۴	سنگھاسن بتیسی	۷۱۸
۶۱۵	قصۂ معظم شاہ و چتر ریکھا	۷۱۹
۶۱۶	طوطا کہانی	۷۲۰
۶۱۷	جنگ نامہ امیر حمزہ	۷۲۲
۶۱۸	باغ و بہار	۷۲۳

۶۱۹	مذہب عشق	۷۲۴
۶۲۰	نثر بے نظیر	۷۲۶
۶۲۱	فسانہ چہار باغ و جان و دل	۷۲۷
۶۲۲	ترجمہ اخوان الصفاء	۷۲۹
۶۲۳	قصۂ بہرور سوداگر	۷۳۰
۶۲۴	ملکہ زماں و کام کندلہ	۷۳۱
۶۲۵	افسانہ عجائب قصۂ جان عالم انجمن آرا	۷۳۲
۶۲۶	قصۂ کامروپ	۷۳۳
۶۲۷	اگر گل	۷۳۴
۶۲۸	ہشت چمن	۷۳۵
۶۲۹	الف لیلے	۷۳۶
۶۳۰	قصۂ تمیم انصاری (نثر)	۷۳۸
۶۳۱	قاضی و چور	۷۴۰
۶۳۲	قصۂ سوداگر	۷۴۱
۶۳۳	روضۂ یوسف عزیز	۷۴۲
	(و) ڈرامہ	
۶۳۴	تاج وفا	۷۴۳
	(ز) انشاء و ادب	
۶۳۵	انشاء نورتن	۷۴۴
۶۳۶	افضل الادب	۷۴۵
۶۳۷	اسپیچ افتتاح نظام کلب	۷۴۶
	(۹) تاریخ	
	(الف) سیرۃ النبی صلعم	
۶۳۸	معراج نامہ (بلاقی)	۷۴۸
۶۳۹	" " (مختار)	۷۵۰
۶۴۰	قصۂ مولود نامہ محمد مصطفےٰ صلعم	۷۵۱
۶۴۱	مفید الیقین	۷۵۲
۶۴۲	معراج نامہ (فتاحی)	۷۵۳
۶۴۳	شمائل نبی	۷۵۴

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

۵۳۳	قصۂ مرد و عورت	۶۲۵
۵۳۴	قصۂ سلطان محمود غزنوی	۶۲۶
۵۳۵	،، گلبدن	۶۲۶
۵۳۶	،، بی بی و باندی	۶۲۷
۵۳۷	ساس بہو	۶۲۸
۵۳۸	نیہ درپن	۶۲۹
۵۳۹	تحفۂ عاشقاں (گل و ہرمز)	۶۳۰
۵۴۰	بوستان خیال	۶۳۲
۵۴۱	قصۂ دو شہزادے	۶۳۴
۵۴۲	،، موش و گربہ	۶۳۵
۵۴۳	لال و گوہر	۶۳۶
۵۴۴	قصۂ ابو شاہ	۶۴۰
۵۴۵	مثنوی گلشن احسان	۶۴۰
۵۴۶	منصور نامہ	۶۴۲
۵۴۷	قصہ بہرام و دل آرام	۶۴۳
۵۴۸	قصہ محمد حنیف شاہ و زیتوں شہزادی	۶۴۴
۵۴۹	جنگ نامہ حنیف	۶۴۵
۵۵۰	جنگ نامہ زقوم	۶۴۶
۵۵۱	قصۂ مرجان	۶۴۷
۵۵۲	جنگ نامہ حنیف شاہ	۶۴۸
۵۵۳	مثنوی تصویر جاناں	۶۴۹
۵۵۴	قصۂ شیخ صنعا	۶۵۰
۵۵۵	جنگ نامہ بیر الالم مولا علی ولی	۶۵۱
۵۵۶	قصۂ عقل و دل	۶۵۲
۵۵۷	لیلیٰ مجنوں	۶۵۳
۵۵۸	مثنوی سحر البیان	۶۵۴
۵۵۹	،، آصف	۶۵۸
۵۶۰	،، عورت (صادق العشق)	۶۵۹
۵۶۱	نیرنگ عشق	۶۵۹
۵۶۲	فتح نامہ (ظفر نامہ)	۶۶۰
۵۶۳	مثنوی (بلا نام)	۶۶۱
۵۶۴	،، ایمان	۶۶۲
۵۶۵	قصۂ درویش	۶۶۲
۵۶۶	مثنوی دریائے عشق	۶۶۳
۵۶۷	ساقی نامہ	۶۶۵
۵۶۸	قصہ شاہ روم	۶۶۶
۵۶۹	گلزار عشق (قصۂ رضوان شاہ)	۶۶۷
۵۷۰	نو بہار عشق قصۂ شیریں خسرو	۶۶۹
۵۷۱	پدماوت	۶۷۰
۵۷۲	مثنوی صبح بہار عشق	۶۷۲
۵۷۳	ندرت عشق	۶۷۳
۵۷۴	غرقاب عشق	۶۷۴
۵۷۵	حیرت عشق	۶۷۴
۵۷۶	حسرت عشق	۶۷۵
۵۷۷	سلک گوہر	۶۷۵
۵۷۸	قصہ فیروز شاہ	۶۷۶
۵۷۹	مثنوی بہارستان عشق	۶۷۷
۵۸۰	قصۂ چہار درویش	۶۷۹
۵۸۱	،، حاتم طائی (ہفت سیر)	۶۸۰
۵۸۲	پنجہ آفتاب	۶۸۲
۵۸۳	اسرار عشق	۶۸۲
۵۸۴	گلزار عشق	۶۸۴
۵۸۵	چندر بدن و مہیار	۶۸۵
۵۸۶	مثنوی سراپا سوز	۶۸۷
۵۸۷	،، چشمۂ شیریں	۶۸۸
۵۸۸	منصور نامہ	۶۸۹
۵۸۹	راحت دل	۶۹۰
۵۹۰	اسرار محبت	۶۹۱

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

۴۷۷ یوسف زلیخا ۵۲۱
۴۷۸ قصص انبیاء ۵۲۲
۴۷۹ مثنوی فضیلت حضرت علی ۵۲۳
۴۸۰ قصۂ بی بی مریم (مریم نامہ) ۵۲۴
۴۸۱ " " " ۵۲۵
۴۸۲ قصائد وغیرہ ۵۲۶
۴۸۳ حیات القلوب ۵۲۷
۴۸۴ معجزات جناب امیر معہ قصائد ۵۲۹

(ج) شہادت نامے مناقب و فضائل اہلبیت اور مرثیے

۴۸۵ روضۃ الشہداء ۵۳۰
۴۸۶ وسیلۃ النجات ۵۳۶
۴۸۷ روضۃ الاطہار ۵۳۷
۴۸۸ قصۂ شہادت امام حسین ۵۴۱
۴۸۹ دہ مجلس ۵۴۲
۴۹۰ ریاض الطاہرین (حادثات کربلا) ۵۴۳
۴۹۱ جنگ نامہ ۵۴۵
۴۹۲ مجلس دوازدہم ۵۴۵
۴۹۳ مکافات الحسین (مختار نامہ) ۵۴۹
۴۹۴ ہشت مجالس ۵۵۱
۴۹۵ روضۃ الشہداء ۵۵۲
۴۹۶ مثنوی گلزار خلیل ۵۵۳
۴۹۷ سبیل الشفاعت ۵۵۴
۴۹۸ بیاض روایات مجالس عزا ۵۵۵
۴۹۹ گل مغفرت (دہ مجلس) ۵۵۶
۵۰۰ ضیاء الابصار ۵۵۷
۵۰۱ جنگ نامہ کربلا ۵۵۸
۵۰۲ بستان شہادت ۵۵۹
۵۰۳ مجلس دوازدہم ۵۶۱
۵۰۴ سفینۃ العزاء ۵۶۱
۵۰۵ روایات واقعات کربلا ۵۶۲
۵۰۶ نفحات الشہادت ۵۶۳
۵۰۷ ترجمہ ابصار العین فی انصار الحسین ۵۶۴
۵۰۸ بیاضات مراثی وغیرہ ۵۶۴ تا ۵۸۰

(د) منظوم افسانے

۵۰۹ پوتی چتر ریکھا ۵۸۱
۵۱۰ سیف الملوک و بدیع الجمال ۵۸۳
۵۱۱ لیلےٰ مجنوں ۵۸۷
۵۱۲ قصہ مہیار و چندر بدن ۵۸۸
۵۱۳ طوطی نامہ ۵۸۹
۵۱۴ مینا وستونتی ۵۹۱
۵۱۵ مثنوی گلدستہ ۵۹۴
۵۱۶ پھول بن ۵۹۵
۵۱۷ گلشن عشق ۵۹۸
۵۱۸ قصۂ ابوشحمہ ۶۰۳
۵۱۹ " تمیم انصاری ۶۰۵
۵۲۰ " زقوم بادشاہ ۶۰۶
۵۲۱ جنگ نامہ حنیف شاہ ۶۰۸
۵۲۲ رضوان شاہ روح افزاء ۶۰۹
۵۲۳ قصۂ فیروز شاہ ۶۱۱
۵۲۴ " لیلیٰ مجنوں ۶۱۳
۵۲۵ " کفن چور ۶۱۴
۵۲۶ " مُلّا ۶۱۴
۵۲۷ ظفرنامہ عشق (مہر و مہ) ۶۱۶
۵۲۸ ابلیس نامہ ۶۱۸
۵۲۹ دیپک پتنگ ۶۱۹
۵۳۰ چت لگن ۶۲۱
۵۳۱ جنگ نامہ (سہیل بن فضل) ۶۲۱
۵۳۲ قصۂ شمعون ۶۲۴

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

۵۳۳	قصۂ مرد و عورت	۶۲۵
۵۳۴	قصۂ سلطان محمود غزنوی	۶۲۶
۵۳۵	،، گلبدن	۶۲۶
۵۳۶	،، بی بی و باندی	۶۲۷
۵۳۷	ساس بہو	۶۲۸
۵۳۸	نیہ درپن	۶۲۹
۵۳۹	تحفۂ عاشقاں (گل وہرمز)	۶۳۰
۵۴۰	بوستان خیال	۶۳۲
۵۴۱	قصہ دو شہزادے	۶۳۴
۵۴۲	،، موش و گربہ	۶۳۵
۵۴۳	لال و گوہر	۶۳۶
۵۴۴	قصۂ ابو شاہ	۶۴۰
۵۴۵	مثنوی گلشن احسان	۶۴۰
۵۴۶	منصور نامہ	۶۴۲
۵۴۷	قصہ بہرام و دل آرام	۶۴۳
۵۴۸	قصہ محمد حنیف شاہ و زیتون شہزادی	۶۴۴
۵۴۹	جنگ نامہ حنیف	۶۴۵
۵۵۰	جنگ نامہ زقوم	۶۴۶
۵۵۱	قصۂ مرجان	۶۴۷
۵۵۲	جنگ نامہ حنیف شاہ	۶۴۸
۵۵۳	مثنوی تصویر جاناں	۶۴۹
۵۵۴	قصۂ شیخ صنعا	۶۵۰
۵۵۵	جنگ نامہ بیرالالم مولا علی ولی	۶۵۱
۵۵۶	قصۂ عقل و دل	۶۵۲
۵۵۷	لیلیٰ مجنوں	۶۵۳
۵۵۸	مثنوی سحر البیان	۶۵۴
۵۵۹	،، آصف	۶۵۸
۵۶۰	،، عورت (صادق العشق)	۶۵۹
۵۶۱	نیرنگ عشق	۶۵۹
۵۶۲	فتح نامہ (ظفر نامہ)	۶۶۰
۵۶۳	مثنوی (بلا نام)	۶۶۱
۵۶۴	،، ایمان	۶۶۳
۵۶۵	قصۂ درویش	۶۶۲
۵۶۶	مثنوی دریائے عشق	۶۶۳
۵۶۷	ساقی نامہ	۶۶۵
۵۶۸	قصہ شاہ روم	۶۶۶
۵۶۹	گلزار عشق (قصۂ رضوان شاہ)	۶۶۷
۵۷۰	نوبہار عشق قصۂ شیریں خسرو	۶۶۹
۵۷۱	پدماوت	۶۷۰
۵۷۲	مثنوی صبح بہار عشق	۶۷۲
۵۷۳	ندرت عشق	۶۷۳
۵۷۴	غرقاب عشق	۶۷۴
۵۷۵	حیرت عشق	۶۷۴
۵۷۶	حسرت عشق	۶۷۵
۵۷۷	سلک گوہر	۶۷۵
۵۷۸	قصہ فیروز شاہ	۶۷۶
۵۷۹	مثنوی بہارستان عشق	۶۷۷
۵۸۰	قصۂ چہار درویش	۶۷۹
۵۸۱	،، حاتم طائی (ہفت سیر)	۶۸۰
۵۸۲	پنجہ آفتاب	۶۸۲
۵۸۳	اسرار عشق	۶۸۲
۵۸۴	گلزار عشق	۶۸۴
۵۸۵	چندر بدن و مہیار	۶۸۵
۵۸۶	مثنوی سراپا سوز	۶۸۷
۵۸۷	،، چشمۂ شیریں	۶۸۸
۵۸۸	منصور نامہ	۶۸۹
۵۸۹	راحت دل	۶۹۰
۵۹۰	اسرار محبت	۶۹۱

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

۴۷۷ یوسف زلیخا ۵۲۱
۴۷۸ قصص انبیاء ۵۲۲
۴۷۹ مثنوی فضیلت حضرت علی ۵۲۳
۴۸۰ قصۂ بی بی مریم (مریم نامہ) ۵۲۴
۴۸۱ " " " ۵۲۵
۴۸۲ قصائد وغیرہ ۵۲۶
۴۸۳ حیات القلوب ۵۲۷
۴۸۴ معجزات جناب امیر معہ قصائد ۵۲۹

(ج) شہادت نامے مناقب و فضائل اہلبیت اور مرثیے

۴۸۵ روضۃ الشہداء ۵۳۰
۴۸۶ وسیلۃ النجات ۵۳۶
۴۸۷ روضۃ الاطہار ۵۳۷
۴۸۸ قصۂ شہادت امام حسین ۵۴۱
۴۸۹ دہ مجلس ۵۴۲
۴۹۰ ریاض الطاہرین (حادثات کربلا) ۵۴۳
۴۹۱ جنگ نامہ ۵۴۵
۴۹۲ مجلس دوازدہم ۵۴۵
۴۹۳ مکافات الحسین (مختار نامہ) ۵۴۹
۴۹۴ ہشت مجالس ۵۵۱
۴۹۵ روضۃ الشہداء ۵۵۲
۴۹۶ مثنوی گلزار خلیل ۵۵۳
۴۹۷ سبیل الشفاعت ۵۵۴
۴۹۸ بیاض روایات مجالس عزا ۵۵۵
۴۹۹ گل مغفرت (دہ مجلس) ۵۵۶
۵۰۰ ضیاء الابصار ۵۵۷
۵۰۱ جنگ نامہ کربلا ۵۵۸
۵۰۲ بستان شہادت ۵۵۹
۵۰۳ مجلس دوازدہم ۵۶۱
۵۰۴ سفینۃ العزاء ۵۶۱
۵۰۵ روایات واقعات کربلا ۵۶۲
۵۰۶ نفحات الشہادت ۵۶۳
۵۰۷ ترجمہ ابصار العین فی انصار الحسین ۵۶۴
۵۰۸ بیاضات مراثی وغیرہ ۵۶۴ تا ۵۸۰

(د) منظوم افسانے

۵۰۹ پوتی چتر ریکھا ۵۸۱
۵۱۰ سیف الملوک و بدیع الجمال ۵۸۳
۵۱۱ لیلے مجنوں ۵۸۷
۵۱۲ قصہ مہیار و چندر بدن ۵۸۸
۵۱۳ طوطی نامہ ۵۸۹
۵۱۴ مینا وستونتی ۵۹۱
۵۱۵ مثنوی گلدستہ ۵۹۴
۵۱۶ پھول بن ۵۹۵
۵۱۷ گلشن عشق ۵۹۸
۵۱۸ قصۂ ابو شحمہ ۶۰۳
۵۱۹ " تمیم انصاری ۶۰۵
۵۲۰ " زقوم بادشاہ ۶۰۶
۵۲۱ جنگ نامہ حنیف شاہ ۶۰۸
۵۲۲ رضوان شاہ روح افزاء ۶۰۹
۵۲۳ قصۂ فیروز شاہ ۶۱۱
۵۲۴ " لیلیٰ مجنوں ۶۱۳
۵۲۵ " کفن چور ۶۱۴
۵۲۶ " مُلّا ۶۱۴
۵۲۷ ظفر نامہ عشق (جہر و مہ) ۶۱۶
۵۲۸ ابلیس نامہ ۶۱۸
۵۲۹ دیپک پتنگ ۶۱۹
۵۳۰ چیت لگن ۶۲۱
۵۳۱ جنگ نامہ (سہیل بن فضل) ۶۲۱
۵۳۲ قصۂ شمعون ۶۲۴

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

۴۲۰	انتخاب دیوان راسخ	۴۵۰
۴۲۱	دیوان معروف	۴۵۱
۴۲۲	،، نصیر	۴۵۲
۴۲۳	کلیات عارف	۴۵۳
۴۲۴	،، غضنفر	۴۵۳
۴۲۵	دیوان خرد	۴۵۴
۴۲۶	،، صادق	۴۵۵
۴۲۷	قصیدہ ،،	۴۵۶
۴۲۸	بیاض اشعار صادق	۴۵۶
۴۲۹	دیوان رشید	۴۵۷
۴۳۰	،، احسان	۴۵۸
۴۳۱	شہر آشوب	۴۵۹
۴۳۲	ترجمہ غزلان الہند	۴۵۹
۴۳۳	دیوان عیاش	۴۶۰
۴۳۴	،، عیش	۴۶۱
۴۳۵	،، عاشق	۴۶۱
۴۳۶	غزلیات افسوں	۴۶۲
۴۳۷	دیوان اختر	۴۶۳
۴۳۸	کلام فیض	۴۶۳
۴۳۹	کلیات خبیر	۴۶۴
۴۴۰	دیوان قمر	۴۶۵
۴۴۱	کلیات ہدایت	۴۶۶
۴۴۲	دیوان یٰسین	۴۶۷
۴۴۳	،، پنجم اسیر	۴۶۸
۴۴۴	قصائد اسیر	۴۶۹
۴۴۵	کلام تنویر	۴۷۰
۴۴۶	گلزار مختار	۴۷۲
۴۴۷	قصیدہ شیفتہ	۴۷۳
۴۴۸	دیوان بیاض عشاق	۴۷۴
۴۴۹	کلیات ع.م	۴۷۵
۴۵۰	مجموعہ نعت عصر	۴۷۵
۴۵۱	قصیدہ مدح مختار الملک	۴۷۶
۴۵۲	دیوان قادر	۴۷۷
۴۵۳	،، معز	۴۷۸
۴۵۴	قصیدہ مہر منیر	۴۷۸
۴۵۵	،، حضور	۴۷۹
۴۵۶	قصیدہ	۴۸۰
۴۵۷	بیاضات	۴۸۰ تا ۵۰۲

(ب) مذہبی قصے قصص انبیاء وغیرہ

۴۵۸	معجزہ حضرت فاطمہ	۵۰۳
۴۵۹	قصیدہ یوسف زلیخا	۵۰۴
۴۶۰	معجزہ فاطمہ	۵۰۶
۴۶۱	وفات نامہ بی بی فاطمہ	۵۰۷
۴۶۲	،، ،، خاتون جنت	۵۰۷
۴۶۳	نور نامہ	۵۰۸
۴۶۴	فاختہ نامہ	۵۰۹
۴۶۵	فاقہ نامہ	۵۱۱
۴۶۶	قصیدہ حضرت عیسیٰ	۵۱۱
۴۶۷	قصۂ حضرت عمر و شرع	۵۱۲
۴۶۸	قصۂ وفات خاتون جنت	۵۱۳
۴۶۹	قصۂ خاتون جنت (گلسر)	۵۱۴
۴۷۰	قصص الانبیاء ریاض مسعود	۵۱۵
۴۷۱	وصیت نامہ	۵۱۶
۴۷۲	معجزہ فاطمہ	۵۱۷
۴۷۳	وفات نامہ بی بی فاطمہ	۵۱۷
۴۷۴	غار نامہ	۵۱۸
۴۷۵	قصۂ سلیمان پیغمبر	۵۱۹
۴۷۶	معجزہ فاطمہ	۵۲۰

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

۳۶۵ پہیلیاں وچیستاں ۳۶۷

۳۶۶ مجموعہ پہیلیاں ۳۶۸

(۸) ادبیات

(الف) دواوین

۳۶۷ نورس ۳۷۰

۳۶۸ کلیات سلطان محمد قلی ۳۷۵

۳۶۹ دیوان سلطان عبداللہ ۳۷۹

۳۷۰ دیوان ہاشمی ۳۸۰

۳۷۱ قصیدہ قادر ۳۸۲

۳۷۲ دیوان معظم ۳۸۲

۳۷۳ دیوان ولی ۳۸۳

۳۷۴ کلیات جعفر ۳۹۰

۳۷۵ ہجو ۳۹۱

۳۷۶ ترجمہ قصیدہ بردہ ۳۹۱

۳۷۷ دیوان سراج ۳۹۲

۳۷۸ ،، شاہ قربی ۳۹۵

۳۷۹ مناجات قربی ۳۹۶

۳۸۰ نظم فراقی ۳۹۶

۳۸۱ دیوان شاہ قاسم ۳۹۷

۳۸۲ ،، داؤد ۳۹۸

۳۸۳ ،، عابری ۳۹۹

۳۸۴ ،، شہید ۴۰۰

۳۸۵ مناجات جلال ۴۰۱

۳۸۶ دیوان یقین ۴۰۱

۳۸۷ کلیات تمنا ۴۰۴

۳۸۸ دیوان تاباں ۴۰۶

۳۸۹ کلیات ایجاد ۴۰۶

۳۹۰ قصائد ایجاد ۴۰۸

۳۹۱ قصائد و ہجو سودا ۴۰۹

۳۹۲ دیوان سودا ۴۱۰

۳۹۳ ،، درد ۴۱۳

۳۹۴ کلیات آصف ۴۱۷

۳۹۵ دیوان میر حسن ۴۱۸

۳۹۶ ،، سوز ۴۲۰

۳۹۷ ،، میر ۴۲۲

۳۹۸ ،، امتیاز ۴۲۳

۳۹۹ ،، بیان ۴۲۵

۴۰۰ ،، آگاہ ۴۲۶

۴۰۱ ،، ممتاز ۴۲۷

۴۰۲ ،، عبداللہ بیگ ۴۲۸

۴۰۳ مجموعہ فصاحت ۴۲۹

۴۰۴ دیوان ایمان ۴۳۰

۴۰۵ ،، جرائت ۴۳۰

۴۰۶ کلیات انشاء ۴۳۲

۴۰۷ بیاض کلام انشاء ۴۳۴

۴۰۸ دیوان مفتوں ۴۳۴

۴۰۹ ،، جگر ۴۳۵

۴۱۰ کلیات قیس ۴۳۶

۴۱۱ دیوان ہوس ۴۳۷

۴۱۲ ،، صاحب قرآن ۴۳۸

۴۱۳ کلام ہجور ۴۳۹

۴۱۴ دیوان باقر حسین ۴۴۰

۴۱۵ دیوان ناسخ ۴۴۱

۴۱۶ ،، چندولال ۴۴۴

۴۱۷ قصائد گویا ۴۴۶

۴۱۸ دیوان شاہد ۴۴۸

۴۱۹ ،، حفیظ ۴۴۹

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

۴۲۰	انتخاب دیوان راسخ	۴۵۰
۴۲۱	دیوان معروف	۴۵۱
۴۲۲	,, نصیر	۴۵۲
۴۲۳	کلیات عارف	۴۵۳
۴۲۴	,, غضنفر	۴۵۳
۴۲۵	دیوان خرد	۴۵۴
۴۲۶	,, صادق	۴۵۵
۴۲۷	قصیدہ ,,	۴۵۶
۴۲۸	بیاض اشعار صادق	۴۵۶
۴۲۹	دیوان رشید	۴۵۷
۴۳۰	,, احسان	۴۵۸
۴۳۱	شہر آشوب	۴۵۹
۴۳۲	ترجمہ غزلان الہند	۴۵۹
۴۳۳	دیوان عیاش	۴۶۰
۴۳۴	,, عیش	۴۶۱
۴۳۵	,, عاشق	۴۶۱
۴۳۶	غزلیات افسوں	۴۶۲
۴۳۷	دیوان اختر	۴۶۳
۴۳۸	کلام فیض	۴۶۳
۴۳۹	کلیات خبیر	۴۶۴
۴۴۰	دیوان قمر	۴۶۵
۴۴۱	کلیات ہدایت	۴۶۶
۴۴۲	دیوان یسین	۴۶۷
۴۴۳	,, پنجم اسیر	۴۶۸
۴۴۴	قصائد اسیر	۴۶۹
۴۴۵	کلام تنویر	۴۷۰
۴۴۶	گلزار مختار	۴۷۲
۴۴۷	قصیدہ شیفتہ	۴۷۳
۴۴۸	دیوان بیاض عشاق	۴۷۴

۴۴۹	کلیات ع.م	۴۷۵
۴۵۰	مجموعہ نعت عصر	۴۷۵
۴۵۱	قصیدہ مدح مختار الملک	۴۷۶
۴۵۲	دیوان قادر	۴۷۷
۴۵۳	,, معز	۴۷۸
۴۵۴	قصیدہ مہر منیر	۴۷۸
۴۵۵	,, حضور	۴۷۹
۴۵۶	قصیدہ	۴۸۰
۴۵۷	بیاضات	۴۸۰ تا ۵۰۲

(ب) مذہبی قصے قصص انبیاء وغیرہ

۴۵۸	معجزہ حضرت فاطمہ	۵۰۳
۴۵۹	قصیدہ یوسف زلیخا	۵۰۴
۴۶۰	معجزہ فاطمہ	۵۰۶
۴۶۱	وفات نامہ بی بی فاطمہ	۵۰۷
۴۶۲	,, ,, خاتون جنت	۵۰۷
۴۶۳	نور نامہ	۵۰۸
۴۶۴	فاختہ نامہ	۵۰۹
۴۶۵	فاقہ نامہ	۵۱۱
۴۶۶	قصیدہ حضرت عیسیٰ	۵۱۱
۴۶۷	قصۂ حضرت عمر و شریح	۵۱۲
۴۶۸	قصۂ وفات خاتون جنت	۵۱۳
۴۶۹	قصۂ خاتون جنت (گلسر)	۵۱۴
۴۷۰	قصص الانبیاء ریاض مسعود	۵۱۵
۴۷۱	وصیت نامہ	۵۱۶
۴۷۲	معجزہ فاطمہ	۵۱۷
۴۷۳	وفات نامہ بی بی فاطمہ	۵۱۷
۴۷۴	غار نامہ	۵۱۸
۴۷۵	قصۂ سلیمان پیغمبر	۵۱۹
۴۷۶	معجزہ فاطمہ	۵۲۰

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

۳۶۵	پہیلیاں وچیستاں	۳۶۷
۳۶۶	مجموعہ پہیلیاں	۳۶۸

(۸) ادبیات

(الف) دواوین

۳۶۷	نورس	۳۷۰
۳۶۸	کلیات سلطان محمد قلی	۳۷۵
۳۶۹	دیوان سلطان عبداللہ	۳۷۹
۳۷۰	دیوان ہاشمی	۳۸۰
۳۷۱	قصیدہ قادر	۳۸۲
۳۷۲	دیوان معظم	۳۸۲
۳۷۳	دیوان ولی	۳۸۳
۳۷۴	کلیات جعفر	۳۹۰
۳۷۵	ہجو	۳۹۱
۳۷۶	ترجمہ قصیدہ بردہ	۳۹۱
۳۷۷	دیوان سراج	۳۹۲
۳۷۸	" شاہ قربی	۳۹۵
۳۷۹	مناجات قربی	۳۹۶
۳۸۰	نظم فراقی	۳۹۶
۳۸۱	دیوان شاہ قاسم	۳۹۷
۳۸۲	" داؤد	۳۹۸
۳۸۳	" عابری	۳۹۹
۳۸۴	" شہید	۴۰۰
۳۸۵	مناجات جلال	۴۰۱
۳۸۶	دیوان یقین	۴۰۱
۳۸۷	کلیات تمنا	۴۰۴
۳۸۸	دیوان تاباں	۴۰۶
۳۸۹	کلیات ایجاد	۴۰۶
۳۹۰	قصائد ایجاد	۴۰۸
۳۹۱	قصائد وہجو سودا	۴۰۹
۳۹۲	دیوان سودا	۴۱۰
۳۹۳	" درد	۴۱۳
۳۹۴	کلیات آصف	۴۱۷
۳۹۵	دیوان میر حسن	۴۱۸
۳۹۶	" سوز	۴۲۰
۳۹۷	" میر	۴۲۲
۳۹۸	" امتیاز	۴۲۳
۳۹۹	" بیان	۴۲۵
۴۰۰	" آگاہ	۴۲۶
۴۰۱	" ممتاز	۴۲۷
۴۰۲	" عبداللہ بیگ	۴۲۸
۴۰۳	مجموعہ فصاحت	۴۲۹
۴۰۴	دیوان ایمان	۴۳۰
۴۰۵	" جرائت	۴۳۰
۴۰۶	کلیات انشاء	۴۳۲
۴۰۷	بیاض کلام انشاء	۴۳۴
۴۰۸	دیوان مفتوں	۴۳۴
۴۰۹	" جگر	۴۳۵
۴۱۰	کلیات قیس	۴۳۶
۴۱۱	دیوان ہوس	۴۳۷
۴۱۲	" صاحب قرآن	۴۳۸
۴۱۳	کلام مہجور	۴۳۹
۴۱۴	دیوان باقر حسین	۴۴۰
۴۱۵	دیوان ناسخ	۴۴۱
۴۱۶	" چندو لال	۴۴۴
۴۱۷	قصائد گویا	۴۴۶
۴۱۸	دیوان شاہد	۴۴۸
۴۱۹	" حفیظ	۴۴۹

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

(د) شطرنج وغیرہ

۳۲۲ قواعد و ضوابط شطرنج ۳۲۸

۳۲۳ رسالہ پتنگ بازی ۳۲۸

۳۲۴ تعریف ساکن کٹ ۳۲۹

(ہ) طب یونانی و ڈاکٹری

۳۲۵ ترجمہ طب شہابی ۳۳۰

۳۲۶ مجربات اکبری ۳۳۰

۳۲۷ رسالہ علم طب ۳۳۱

۳۲۸ ترجمہ یادگار رضائی ۳۳۲

۳۲۹ فن جراحت ۳۳۲

۳۳۰ پراکٹیکل فارمیسی ۳۳۳

۳۳۱ ترجمہ اناٹومی ۳۳۴

۳۳۲ کتاب التشریح ۳۳۴

۳۳۳ رسالہ جسمی کثرت ۳۳۵

(و) طب حیوانیات

۳۳۴ فرس نامہ ۳۳۶

۳۳۵ دلدل نواز نامہ ۳۳۷

۳۳۶ جنگ نواز نامہ ۳۳۸

(ز) جنسیات

۳۳۷ بھوک بہل یا بھوک پہل ۳۳۹

(۶) فنون لطیفہ

(الف) موسیقی

۳۳۸ راگ بلاول ۳۴۲

۳۳۹ راگ راگنی روز و شب ۳۴۲

۳۴۰ رسالہ موسیقی ۳۴۳

۳۴۱ علم موسیقی (ناجو) ۳۴۴

(۷) لسانیات

(الف) لغت

۳۴۲ خوان یغما ۳۴۸

۳۴۳ نفائس اللغات ۳۴۹

۳۴۴ تحفۃ الصبیان ۳۵۰

۳۴۵ رازق باری ۳۵۱

۳۴۶ قادر باری ۳۵۲

۳۴۷ مختصر لغت ۳۵۳

۳۴۸ لغت ہندی ۳۵۴

۳۴۹ کتاب آمدن عظیم ۳۵۴

۳۵۰ واحد باری ۳۵۵

۳۵۱ لغت فارسی و اردو و ہندی ۳۵۶

۳۵۲ لغات ۳۵۶

۳۵۳ دستور الصبیان ۳۵۷

۳۵۴ تحقیقات المصطلحین ۳۵۸

۳۵۵ مالک باری ۳۵۹

۳۵۶ نصاب فارسی موسومہ کمال دانش ۳۵۹

(ب) صرف و نحو

۳۵۷ صرف اردو ۳۶۰

۳۵۸ قواعد اردو ۳۶۱

۳۵۹ تلخیص معلیٰ ۳۶۱

(ج) عروض و بلاغت

۳۶۰ پوتھی بھاکا بھوگن ۳۶۲

۳۶۱ گلدستہ گفتار ۳۶۳

۳۶۲ مناظرہ صفا و فیاضی ۳۶۵

۳۶۳ زر کامل عیار ترجمہ معیار الاشعار ۳۶۶

۳۶۴ دستور الشعرا و خزینۃ الامثال ۳۶۶

(د) پہیلیاں

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

۲۷۸ پورن سرتی سم اسکند (سری مت بھاگوت) ۲۸۲
۲۷۹ کایستھ پورن ۲۸۵
۲۸۰ بھاکا (پوتھی پرگیان) ۲۸۵
۲۸۱ رامائن منظوم ۲۸۶

(۳) فلسفہ

(الف) فلسفہ و منطق

۲۸۲ پوتھی سندر سنگار ۲۹۰
۲۸۳ اقسام نسواں ۲۹۱
۲۸۴ رسالہ منطق قتیل ۲۹۱

(ب) رمل و نجوم

۲۸۵ فالنامہ ۲۹۲
۲۸۶ رسالہ نجوم ۲۹۲
۲۸۷ لوح تنجیم ۲۹۳
۲۸۸ فالنامہ علی ۲۹۴
۲۸۹ فالنامہ ۲۹۵
۲۹۰ زائچہ مختار الملک ۲۹۵
۲۹۱ احسن التکسیر ۲۹۶
۲۹۲ ترجمہ سنگھاسن ۲۹۶
۲۹۳ ،، ذخیرہ اسکندرانی ۲۹۷
۲۹۴ زاچہ نواب سالار جنگ ۲۹۸
۲۹۵ تقویم الرمل (حصۂ اول) ۲۹۹
۲۹۶ ،، ،، (،، دوم) ۲۹۹
۲۹۷ زائچہ نواب سالار جنگ ۳۰۰
۲۹۸ ،، ،، ،، ۳۰۴
۲۹۹ گنج الاسرار ۳۰۴

(۴) سائنس

(الف) طبعیات

۳۰۰ ستہ شمسیہ ۳۰۸

(ب) ہیئت

۳۰۱ شمس الہیئت (شرح چغمنی) ۳۰۹
۳۰۲ رسالہ ہیئت ۳۱۰
۳۰۳ مصباح الافلاک ۳۱۱
۳۰۴ رسالہ ترکیب گھڑیال ۳۱۲
۳۰۵ تشریح السنین ۳۱۳

(ج) ریاضی

۳۰۶ انوار بدریہ ۳۱۴
۳۰۷ تذکرہ رشیدیہ ۳۱۵
۳۰۸ رسالہ قطاع ۳۱۶
۳۰۹ تعمیر محمود بحصول مقصود ۳۱۶
۳۱۰ تشریق نسبت تام برام انجام ۳۱۷
۳۱۱ تیسیر العمل ۳۱۸
۳۱۲ مفتاح التعمیرات ۳۱۸

(د) کیمیا

۳۱۳ نسخہ ۳۱۹

(۵) کارآمد فنون

(الف) قانون

۳۱۴ پوتھی بدھ پرکاش ۳۲۲
۳۱۵ قانون فوجداری انگلیشیہ ۳۲۳
۳۱۶ یادداشت محاصل اراضی و انتظام کلکٹری ۳۲۳
۳۱۷ قانون رفاہ ہند ۳۲۴

(ب) معاشیات

۳۱۸ رسالہ پولٹیکل اکونومی ۳۲۵

(ج) سپاہ گری

۳۱۹ مفتاح سپاہ گری در علم بنوٹ ۳۲۶
۳۲۰ کتاب قواعد پلٹن ۳۲۷
۳۲۱ رسالہ قواعد فوج ۳۲۷

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

۲۲۲	رسالہ دل آئینہ	۲۳۷
۲۲۳	" تصوف	۲۳۸
۲۲۴	" "	۲۳۸
۲۲۵	" پانچ تن	۲۳۹
۲۲۶	تکمیل المحققین	۲۴۰
۲۲۷	رسالہ تصوف (دکو تھیلی)	۲۴۰
۲۲۸	" چہاردہ پیر چودہ خانوادہ	۲۴۱
۲۲۹	گنج نامہ	۲۴۲
۲۳۰	مثنوی در فوائد بسم اللہ	۲۴۳
۲۳۱	ریاض العارفین	۲۴۴
۲۳۲	ارشاد والاجاہی (در تز ملا نا تمناہی)	۲۴۸
۲۳۳	رسالہ قصیدہ قاضی العضد	۲۴۹
۲۳۴	رمزت العاشقین	۲۵۰
۲۳۵	علی نامہ	۲۵۰
۲۳۶	رسالہ شمس الحقایق	۲۵۱
۲۳۷	مسائل ثمانین	۲۵۲
۲۳۸	حجۃ الاسلام	۲۵۳
۲۳۹	گنج مخفی	۲۵۴
۲۴۰	نام حق	۲۵۴
۲۴۱	رسالہ تصوف	۲۵۵
۲۴۲	" توحید	۲۵۶
۲۴۳	" تصوف	۲۵۷
۲۴۴	" "	۲۵۷
۲۴۵	" "	۲۵۸
۲۴۶	من موہن	۲۵۸
۲۴۷	گلزار عرفان (ترجمہ گلشن راز)	۲۶۰
۲۴۸	کنز الہدایہ	۲۶۰
۲۴۹	رسالہ تصوف (پچپن مثال)	۲۶۱
۲۵۰	کلمہ توحید	۲۶۲
۲۵۱	رسالہ تصوف	۲۶۲
۲۵۲	" "	۲۶۳
۲۵۳	آب حیات	۲۶۴
۲۵۴	کلید معرفت	۲۶۴
۲۵۵	عقائد صوفیہ (باب المغفرت)	۲۶۵
۲۵۶	رسالہ تصوف	۲۶۶
۲۵۷	مرات التوحید	۲۶۶
۲۵۸	دوربین خدانما (ردّ المنافقین)	۲۶۷
۲۵۹	چار پیر چودہ خانوادہ	۲۶۸
۲۶۰	کلام حسینی بادشاہ	۲۶۸
۲۶۱	رسالہ تصوف	۲۶۹
۲۶۲	نکات الاسرار	۲۷۰
۲۶۳	وصول الحال	۲۷۱
۲۶۴	تحفۃ العاشقین	۲۷۲
۲۶۵	فوائد بسم اللہ خوانی	۲۷۳
۲۶۶	رسالہ میراث شمیعاں	۲۷۴
۲۶۷	ترجمہ شرح شبستان	۲۷۴
۲۶۸	گوہر مقصود	۲۷۵
۲۶۹	مشکواۃ الموحدین ترجمہ مرآۃ العارفین	۲۷۶
۲۷۰	سرّ السلوک	۲۷۶
۲۷۱	رایحۃ الابج	۲۷۷
۲۷۲	خلعت الرویا	۲۷۸
۲۷۳	رسالہ سبع صفات	۲۷۸
۲۷۴	" تصوف	۲۷۹
۲۷۵	" "	۲۷۹
۲۷۶	" "	۲۸۰

(۲) مذاہب

(الف) ہندو مذہب

۲۷۷	سوال جواب للتا دیوی و کشین	۲۸۲

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

۱۶۴	رسالہ تصوف	۱۸۳
۱۶۵	در اسرار	۱۸۴
۱۶۶	رسالہ صدر الدین	۱۸۶
۱۶۷	رسالہ تصوف	۱۸۷
۱۶۸	رموز الکاسبین	۱۸۸
۱۶۹	رسالہ تصوف	۱۸۹
۱۷۰	رسالہ قربیہ	۱۸۹
۱۷۱	رسالہ وجودیہ	۱۹۰
۱۷۲	رسالہ تصوف	۱۹۱
۱۷۳	چکی نامہ	۱۹۲
۱۷۴	رسالہ عرفان العشاق	۱۹۲
۱۷۵	رسالہ تصوف	۱۹۳
۱۷۶	شرح شرح تمہید ترجمہ عین القضات	۱۹۳
۱۷۷	بیاض کشکول	۱۹۵
۱۷۸	نور نامہ	۱۹۷
۱۷۹	رسالہ تصوف	۱۹۸
۱۸۰	شجرۃ الاتقیاء	۱۹۹
۱۸۱	گنج مخفی	۲۰۰
۱۸۲	رسالہ وجودیہ	۲۰۱
۱۸۳	وجود العارفین	۲۰۲
۱۸۴	رسالہ تصوف	۲۰۲
۱۸۵	" "	۲۰۳
۱۸۶	بکٹ کہانی (بارہ ماسہ)	۲۰۳
۱۸۷	شمائل الاتقیاء	۲۰۴
۱۸۸	رسالہ تصوف	۲۰۶
۱۸۹	" "	۲۰۶
۱۹۰	" " (ملفوظات)	۲۰۷
۱۹۱	چکی نامہ	۲۰۸
۱۹۲	شادی نامہ	۲۰۹
۱۹۳	رسالہ تصوف	۲۰۹
۱۹۴	پنچم پرکاس	۲۱۰
۱۹۵	نور نامہ	۲۱۱
۱۹۶	رسالہ تصوف	۲۱۱
۱۹۷	" "	۲۱۲
۱۹۸	رسالہ شریعت و معرفت	۲۱۲
۱۹۹	رسالہ وجود المعاشقین	۲۱۳
۲۰۰	سب رس	۲۱۴
۲۰۱	پنج گنج	۲۱۴
۲۰۲	کنز مخفی	۲۱۵
۲۰۳	من لگن	۲۱۶
۲۰۴	بنگاب (بھنگ نامہ)	۲۱۹
۲۰۵	ارشاد الطالبین	۲۲۰
۲۰۶	سوال نامہ	۲۲۱
۲۰۷	پنچھی باچا	۲۲۲
۲۰۸	سوال و جواب حضرت موسیٰ	۲۲۶
۲۰۹	معجزہ نامہ	۲۲۷
۲۱۰	رسالہ تصوف (چنو بنت)	۲۲۸
۲۱۱	رسالہ تصوف	۲۲۹
۲۱۲	ملفوظات رابعہ بصری	۲۲۹
۲۱۳	خزانہ معرفت	۲۳۰
۲۱۴	مثنوی ظہور کلی	۲۳۱
۲۱۵	حفظ اللسان	۲۳۲
۲۱۶	ارشاد الغافلین	۲۳۳
۲۱۷	رسالہ تصوف	۲۳۴
۲۱۸	لگن نامہ	۲۳۴
۲۱۹	چرخہ نامہ	۲۳۵
۲۲۰	رسالہ تصوف	۲۳۶
۲۲۱	" "	۲۳۷

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

۱۰۹ سخاوت نامہ ۱۳۸
۱۱۰ مواعظ و پند آنحضرت صلعم ۱۳۹
۱۱۱ پند نامہ ۱۴۰
۱۱۲ اخلاق ہندی (مفرح القلوب) ۱۴۱
۱۱۳ رسالہ منظوم اخلاق ۱۴۲
۱۱۴ نصیحت لقمان ۱۴۲
۱۱۵ حقوق المسلمین ۱۴۳

(و) کلام اور مناظرہ

۱۱۶ شعب الایمان ۱۴۵
۱۱۷ رسالہ رد ہنود ۱۴۶
۱۱۸ مثنوی سیف قاطع ۱۴۷
۱۱۹ مثنوی برق لامع ۱۴۷
۱۲۰ ہدایت المسلمین ۱۴۹
۱۲۱ رد نصاریٰ ۱۵۰
۱۲۲ رسالہ بدعت شکن ۱۵۱
۱۲۳ چشمہ زمزم ۱۵۲
۱۲۴ تنبیہ الضالین عن طریقہ سید المرسلین ۱۵۲
۱۲۵ رسالہ رد روافض ۱۵۳
۱۲۶ جمال الملۃ والدین و عقائد وہابین ۱۵۴
۱۲۷ مثنوی رد شیعہ ۱۵۴
۱۲۸ رسالہ رد اہل سنت ۱۵۵
۱۲۹ تحفہ حنیفیہ بجواب تحفہ اثنا عشریہ ۱۵۶
۱۳۰ حدیقہ شہداء ۱۵۷
۱۳۱ رسالہ اثبات علم غیب انبیاء ۱۵۷
۱۳۲ رسالہ دلائل منکران علم غیب ۱۵۸
۱۳۳ کتاب بجواب قبقاب ۱۵۹
۱۳۴ سوال جواب اہل اسلام با عیسائیاں ۱۶۰
۱۳۵ تحفۃ المصنفین ۱۶۰
۱۳۶ رسالہ تحفۃ اللبیب فی نعل الحبیب ۱۶۱

(ز) ادعیہ

۱۳۷ رسالہ ادعیہ ۱۶۳
۱۳۸ اسناد دعا ۱۶۳
۱۳۹ دعائے معظم ۱۶۴
۱۴۰ درفش کاویان ۱۶۴
۱۴۱ مناجات ۱۶۵
۱۴۲ سلام غنیغم ۱۶۵
۱۴۳ رسالہ عملیات ۱۶۶
۱۴۴ عبادات عاشورہ ۱۶۶
۱۴۵ کشکول ۱۶۷
۱۴۶ فالنامہ ۱۶۷
۱۴۷ اعمال قرآنی ۱۶۷
۱۴۸ خواص قرآنی ۱۶۸
۱۴۹ نافع الخلائق ۱۶۸

(ح) تصوف و اخلاق

۱۵۰ تلاوت الوجود ۱۶۹
۱۵۱ شکار نامہ ۱۷۱
۱۵۲ سب رس ۱۷۱
۱۵۳ بشارت الذکر ۱۷۲
۱۵۴ مغز مرغوب ۱۷۳
۱۵۵ خوش نامہ ۱۷۴
۱۵۶ جواہر اسرار اللہ ۱۷۴
۱۵۷ خوب ترنگ ۱۷۶
۱۵۸ ارشاد نامہ ۱۷۸
۱۵۹ اربعہ طریق ۱۷۹
۱۶۰ رسالہ تصوف ۱۸۰
۱۶۱ وصیت الہادی ۱۸۱
۱۶۲ رسالہ تصوف ۱۸۲
۱۶۳ سکھ سہیلا ۱۸۲

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

۵۲	فرائض وسنن	۸۷
۵۳	ثابت الاسلام	۸۸
۵۴	ترجمہ الاحکام فقہ امامیہ	۸۹
۵۵	رسالہ عقائد	۸۹
۵۶	احوال قیامت	۹۰
۵۷	راہِ نجات	۹۰
۵۸	فقہ و فرائض	۹۱
۵۹	چہار کرسی	۹۲
۶۰	محب الاتقیا	۹۳
۶۱	مثنوی رنگین	۹۳
۶۲	دین دیپک	۹۵
۶۳	بیان فرض	۹۷
۶۴	زاد المومنین	۹۷
۶۵	کشف الخلاصہ	۹۸
۶۶	نصیحت المسلمین	۱۰۲
۶۷	مصباح الصلوٰۃ	۱۰۳
۶۸	تنبیہ الغافلین	۱۰۵
۶۹	رجعت امام	۱۰۶
۷۰	تنبیہ المسلمین	۱۰۷
۷۱	رسالہ فقہ	۱۰۷
۷۲	انتخاب مسائل	۱۰۸
۷۳	تستیر الصلوٰۃ	۱۰۹
۷۴	سراج العقائد	۱۱۰
۷۵	سراج الفقہ	۱۱۱
۷۶	نور الہدیٰ	۱۱۲
۷۷	مثنویات حیات	۱۱۲
۷۸	رسالہ عقائد	۱۱۳
۷۹	عقائد حنفی	۱۱۴
۸۰	خمسہ عبد الحی	۱۱۴
۸۱	رسالہ اخلاق	۱۱۵
۸۲	اخبار المعاد	۱۱۵
۸۳	رسالہ عقائد	۱۱۶
۸۴	عقائد آزاد	۱۱۶
۸۵	صراط المتقین	۱۱۷
۸۶	صراط المستقیم	۱۱۸
۸۷	رسالہ فقہ	۱۱۹
۸۸	رد نجوم عقائد	۱۱۹
۸۹	نکاح ثانی	۱۲۰
۹۰	رسالہ عقائد	۱۲۱
۹۱	عقائد ضروریہ	۱۲۲
۹۲	گناہ کبائر	۱۲۳
۹۳	راج مارگ	۱۲۴
۹۴	اصول خمسہ	۱۲۵
۹۵	تحفۃ العلام	۱۲۶
۹۶	اثبات الحسان	۱۲۸
۹۷	بحث الفوائد	۱۲۸
۹۸	روح الایمان	۱۳۰
۹۹	زبدۃ النجات	۱۳۰
۱۰۰	گلدستہ عقائد ایمان	۱۳۱
۱۰۱	ضوابط شافعیہ	۱۳۲
۱۰۲	رسالہ عقائد در شرک	۱۳۳
۱۰۳	اصول خمسہ	۱۳۳
	(ھ) پند و نصائح	
۱۰۴	سہاگن نامہ	۱۳۵
۱۰۵	چکی نامہ	۱۳۶
۱۰۶	چرخہ نامہ	۱۳۶
۱۰۷	وصیت نامہ حضرت محمد صلعم	۱۳۷
۱۰۸	نصائح خورشید	۱۳۷

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

۱۰۹	سخاوت نامہ	۱۳۸
۱۱۰	مواعظ و پند آنحضرت صلعم	۱۳۹
۱۱۱	پند نامہ	۱۴۰
۱۱۲	اخلاق ہندی (مفرح القلوب)	۱۴۱
۱۱۳	رسالہ منظوم اخلاق	۱۴۲
۱۱۴	نصیحت لقمان	۱۴۲
۱۱۵	حقوق المسلمین	۱۴۳
	(و) کلام اور مناظرہ	
۱۱۶	شعب الایمان	۱۴۵
۱۱۷	رسالہ رد ہندو	۱۴۶
۱۱۸	مثنوی سیف قاطع	۱۴۷
۱۱۹	مثنوی برق لامع	۱۴۷
۱۲۰	ہدایت المسلمین	۱۴۹
۱۲۱	رد نصاریٰ	۱۵۰
۱۲۲	رسالہ بدعت شکن	۱۵۱
۱۲۳	چشمہ زمزم	۱۵۲
۱۲۴	تنبیہ الضالین عن طریقہ سید المرسلین	۱۵۲
۱۲۵	رسالہ رد روافض	۱۵۳
۱۲۶	جمال الملۃ والدین رد عقائد وہابین	۱۵۴
۱۲۷	مثنوی رد شیعہ	۱۵۴
۱۲۸	رسالہ رد اہل سنت	۱۵۵
۱۲۹	تحفہ حنفیہ بجواب تحفہ اثناء عشریہ	۱۵۶
۱۳۰	حدیقہ شہداء	۱۵۷
۱۳۱	رسالہ اثبات علم غیب انبیاء	۱۵۷
۱۳۲	رسالہ دلائل منکران علم غیب	۱۵۸
۱۳۳	کتاب بجواب قبقاب	۱۵۹
۱۳۴	سوال جواب اہل اسلام با عیسائیاں	۱۶۰
۱۳۵	تحفۃ المصنفین	۱۶۰
۱۳۶	رسالہ تحفۃ اللبیب فی نعل الحبیب	۱۶۱
	(ز) ادعیہ	
۱۳۷	رسالہ ادعیہ	۱۶۳
۱۳۸	اسناد دعا	۱۶۳
۱۳۹	دعائے معظم	۱۶۴
۱۴۰	درفش کاویان	۱۶۴
۱۴۱	مناجات	۱۶۵
۱۴۲	سلام غنیغم	۱۶۵
۱۴۳	رسالہ عملیات	۱۶۶
۱۴۴	عبادات عاشورہ	۱۶۶
۱۴۵	کشکول	۱۶۷
۱۴۶	فالنامہ	۱۶۷
۱۴۷	اعمال قرآنی	۱۶۷
۱۴۸	خواص قرآنی	۱۶۸
۱۴۹	نافع الخلائق	۱۶۸
	(ح) تصوف واخلاق	
۱۵۰	تلاوت الوجود	۱۶۹
۱۵۱	شکار نامہ	۱۷۱
۱۵۲	سب رس	۱۷۱
۱۵۳	بشارت الذکر	۱۷۲
۱۵۴	مغز مرغوب	۱۷۳
۱۵۵	خوش نامہ	۱۷۴
۱۵۶	جواہر اسرار اللہ	۱۷۴
۱۵۷	خوب ترنگ	۱۷۶
۱۵۸	ارشاد نامہ	۱۷۸
۱۵۹	اربعہ طریق	۱۷۹
۱۶۰	رسالہ تصوف	۱۸۰
۱۶۱	وصیت الہادی	۱۸۱
۱۶۲	رسالہ تصوف	۱۸۲
۱۶۳	سکھ سہیلا	۱۸۲

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

۵۲	فرائض وسنن	۸۷
۵۳	ثابت الاسلام	۸۸
۵۴	ترجمہ الاحکام فقہ امامیہ	۸۹
۵۵	رسالہ عقائد	۸۹
۵۶	احوال قیامت	۹۰
۵۷	راہِ نجات	۹۰
۵۸	فقہ و فرائض	۹۱
۵۹	چہار کرسی	۹۲
۶۰	محب الاتقیا	۹۳
۶۱	مثنوی رنگین	۹۳
۶۲	دین دیپک	۹۵
۶۳	بیان فرض	۹۷
۶۴	زاد المومنین	۹۷
۶۵	کشف الخلاصہ	۹۸
۶۶	نصیحت المسلمین	۱۰۲
۶۷	مصباح الصلوٰۃ	۱۰۳
۶۸	تنبیہ الغافلین	۱۰۵
۶۹	رجعت امام	۱۰۶
۷۰	تنبیہ المسلمین	۱۰۷
۷۱	رسالہ فقہ	۱۰۷
۷۲	انتخاب مسائل	۱۰۸
۷۳	تسئیر الصلوٰۃ	۱۰۹
۷۴	سراج العقائد	۱۱۰
۷۵	سراج الفقہ	۱۱۱
۷۶	نور الہدیٰ	۱۱۲
۷۷	مثنویات حیات	۱۱۲
۷۸	رسالہ عقائد	۱۱۳
۷۹	عقائد حنفی	۱۱۴
۸۰	خمسہ عبدالحی	۱۱۴
۸۱	رسالہ اخلاق	۱۱۵
۸۲	اخبار المعاد	۱۱۵
۸۳	رسالہ عقائد	۱۱۶
۸۴	عقائد آزاد	۱۱۶
۸۵	صراط المتقین	۱۱۷
۸۶	صراط المستقیم	۱۱۸
۸۷	رسالہ فقہ	۱۱۹
۸۸	رد نجوم عقائد	۱۱۹
۸۹	نکاح ثانی	۱۲۰
۹۰	رسالہ عقائد	۱۲۱
۹۱	عقائد ضروریہ	۱۲۲
۹۲	گناہ کبائر	۱۲۳
۹۳	راج مارگ	۱۲۴
۹۴	اصول خمسہ	۱۲۵
۹۵	تحفۃ العلام	۱۲۶
۹۶	اثبات الحسان	۱۲۸
۹۷	بحث الفوائد	۱۲۸
۹۸	روح الایمان	۱۳۰
۹۹	زبدۃ النجات	۱۳۰
۱۰۰	گلدستہ عقائد ایمان	۱۳۱
۱۰۱	ضوابط شافعیہ	۱۳۲
۱۰۲	رسالہ عقائد در شرک	۱۳۳
۱۰۳	اصول خمسہ	۱۳۳
	(ھ) پند و نصائح	
۱۰۴	سہاگن نامہ	۱۳۵
۱۰۵	چکی نامہ	۱۳۶
۱۰۶	چرخہ نامہ	۱۳۶
۱۰۷	وصیت نامہ حضرت محمد صلعم	۱۳۷
۱۰۸	نصائح خورشید	۱۳۷

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

فہرست

نمبر سلسلہ	نام کتاب	صفحہ
۱	حرف آغاز	۱۷
۲	کچھ فہرست ہذا اور کتابوں کی باتیں	۲۵
	(۱) اسلامیات	
	(الف) تجوید	
۳	قواعد تجوید	۳۳
۴	فرائد در فوائد	۳۲
۵	رسالہ تجوید	۳۵
۶	نظم مخارج	۳۶
۷	مفید القاری	۳۷
۸	**(ب) تفسیر و ترجمہ قرآن**	
۹	تفسیر پارہ عم	۳۷
۱۰	ترجمہ قرآن مجید	۳۸
۱۱	چراغ ابدی	۳۹
۱۲	تفسیر تنزیل	۴۰
۱۳	تفسیر مرتضوی	۴۱
۱۴	ترجمہ تفسیر احمدی	۴۳
۱۵	شرح سورہ یٰس	۴۴
۱۶	ترجمہ آیات قرآنی	۴۴
۱۷	برکات القرآن	۴۵
	(ج) حدیث	
۱۸	چہل حدیث	۴۵
۱۹	" "	۴۶
۲۰	ترجمہ زواجر	۴۶
۲۱	قیامت نامہ	۴۸
۲۲	ابلیس نامہ	۴۹
	(د) فقہ و عقائد	
۲۳	فقہ حنفی معہ شرح	۴۹

نمبر سلسلہ	نام کتاب	صفحہ
۲۴	رسالہ عقائد	۵۰
۲۵	رسالہ عقائد و تصوف	۵۱
۲۶	تحفۃ النصائح	۵۱
۲۷	نجات نامہ	۵۵
۲۸	احکام الصلوٰۃ	۵۶
۲۹	کنز المومنین	۵۹
۳۰	رسالہ عقائد	۶۰
۳۱	ہدایت ہندی	۶۱
۳۲	مثنوی فقہ و عقائد	۶۲
۳۳	فرائض اسلام	۶۳
۳۴	احکام الصلواۃ	۶۵
۳۵	مرات الحشر	۶۶
۳۶	لازم المبتدی	۶۸
۳۷	محشر نامہ	۶۸
۳۸	نام حق	۶۹
۳۹	خزانہ عبادت	۷۰
۴۰	سراج المومنین	۷۲
۴۱	تنبیہ النساء	۷۳
۴۲	چہل و چار مسائل	۷۵
۴۳	چہار کرسی	۷۶
۴۴	فقہ محفوظ خانی	۷۹
۴۵	رسالہ فقہ	۸۱
۴۶	عقائد با قرآگاہ	۸۱
۴۷	روضۃ الاسلام	۸۲
۴۸	مجمع المسائل	۸۴
۴۹	جواہر الاصول	۸۵
۵۰	مسائل فقہ	۸۶
۵۱	رسالہ نکاح	۸۷

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

خاص توجہ سے بالآخر یہ دشواری رفع ہوگئی اور کام شروع کر دیا گیا اس اثناء میں نواب مہدی نواز جنگ بہادر اسٹیٹ کمیٹی کی صدارت پر فائز ہوئے تو موصوف نے اس کام کی خاص طور پر مدد فرمائی اور اسٹیٹ کی طرف سے نہ صرف حقیقی اخراجات ادا کرنے کا حکم دیا بلکہ قدر افزائی کے طور پر انجمن کو مبلغ ایک ہزار روپئے کا عطیہ بھی عنایت فرمایا۔

دو سال میں اس کتب خانہ کی بھی توضیحی فہرست مکمل ہوگئی اور ارکان اسٹیٹ کمیٹی کی علم دوستی کی بدولت اس کی طباعت و اشاعت کا مشکل مرحلہ بھی آسانی سے طے پا گیا۔

جناب نصیر الدین ہاشمی نے اس فہرست کے ساتھ ایک مفید مقدمہ بھی شامل کر دیا ہے جس میں ضروری تفصیلات بیان کر دی گئی ہیں۔

میں جناب صدر و ارکان کمیٹی اسٹیٹ نواب سالار جنگ اور جناب نصیر الدین ہاشمی نیز مرکزی انجمن ترقی اردو ہند کا شکر گزار ہوں کہ ان سب کے ہمدردانہ تعاون سے انجمن ترقی اردو (حیدرآباد) ایک اچھا کام انجام دے سکی۔

حبیب الرحمن

آنریری سکریٹری

انجمن ترقی اردو (حیدرآباد)

कार्यकारी सह सम्पादक
CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh
संग्रहालय पुरातत्व पत्रिका. उ० प्र०
राज्य संग्रहालय, लखनऊ

عرض حال

کوئی پانچ سال ہوئے انجمن ترقی اردو حیدرآباد نے یہ طے کیا تھا کہ حیدرآباد کے مشہور کتبخانوں میں اردو کی قلمی کتابوں کا جو ذخیرہ موجود ہے اسکی وضاحتی فہرستیں تیار کرائی جائیں۔ مرکزی انجمن نے بھی اس خیال کو پسند کیا اور اخراجات میں مدد دینے کا وعدہ کیا۔

اب ایک ایسے شخص کی ضرورت تھی جو معاوضہ کی خاطر نہیں بلکہ علم و زبان کی خدمت کے جذبے سے اس خشک کام کی تکمیل کا ذمہ لے۔ اتفاق سے انہی دنوں میں "یورپ میں دکھنی مخطوطات" کے مصنف جناب نصیر الدین ہاشمی صاحب جو اردو داں حلقوں میں اپنے علمی کارناموں کی وجہ سے مشہور ہیں۔ سرکاری ملازمت سے وظیفہ حسن خدمت پر سبکدوش ہوئے تھے انجمن کو اس وقت صاحب موصوف سے زیادہ کوئی اور شخص اس کام کے لئے موزوں نہیں معلوم ہوا۔ چنانچہ ہاشمی صاحب سے تعاون کی خواہش کی گئی اور موصوف نے اسے منظور فرمالیا۔

سب سے پہلے حیدرآباد اسٹیٹ لائبریری (کتب خانہ آصفیہ) میں کام شروع کیا گیا اور دو سال کے عرصہ میں وہاں کی قلمی اردو کتابوں کی توضیحی فہرست مکمل کردی گئی۔ اس فہرست کی طباعت کے لئے حکومت حیدرآباد میں کارروائی جاری ہے۔

اس کے بعد عجائب خانہ حیدرآباد اور سنٹرل ریکارڈ آفس کی اردو قلمی کتابوں کی طرف توجہ کی گئی اور ان کی بھی توضیحی فہرستیں تیار کرلی گئیں۔

حیدرآباد کے مشہور کتب خانوں میں نواب سالار جنگ مرحوم کا بھی ایک کتب خانہ ہے یہاں کام کرنے کی اجازت حاصل کرنے میں اولاً کچھ دشواری پیش آئی لیکن پروفیسر حسین علیخاں صاحب کی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

کتابوں کا کام ڈاکٹر نظام الدین صاحب سابق صدر شعبۂ فارسی جامعہ عثمانیہ کے سپرد کیا۔

اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست کی ترتیب کا کام انجمن ترقی اردو حیدرآباد نے آغاز کیا اور اس کے لئے نصیر الدین صاحب ہاشمی کو منتخب کیا گیا جن کی اسی نہج کی ایک کتاب "یورپ میں دکنی مخطوطات" خاصی مقبول ہو چکی ہے۔ ہاشمی صاحب نے دو سال کے عرصہ میں یہ ضخیم فہرست مرتب کی ہے۔ توقع ہے کہ ارباب اردو کی دلچسپی کا موجب ثابت ہوگی اور اس سے کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی نادر قلمی کتب کا علم ہو سکے گا

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

پیش لفظ

از فضیلت مآب نواب مہدی نواز جنگ بہادر صدر نشین کمیٹی اسٹیٹ سالار جنگ منسٹر حکومت آندھرا پردیش

نواب سالار جنگ مرحوم اور ان کے خاندان کے مختصر حالات نصیر الدین صاحب ہاشمی مولف کتاب ہذا نے "حرف آغاز" میں قلمبند کر دیئے ہیں۔ نواب صاحب کے انتقال کے بعد حکومت حیدرآباد نے ان کے اسٹیٹ کو اپنی نگرانی میں لیکر انتظام کیلئے ایک کمیٹی تشکیل دی۔ کمیٹی نے اولاً نواب صاحب کے نوادرات پر توجہ کی اور میوزیم قائم کیا۔ کتب خانہ کی انگریزی کتابیں جنکی تعداد اُنیس ہزار ہے جامعہ عثمانیہ میں امانت رکھوا دیں تا کہ طلبہ مستفید ہو سکیں۔ مشرقی شعبہ میں عربی، فارسی، اردو، ہندی وغیرہ زبانوں کی قلمی اور مطبوعہ کتابیں شامل ہیں جنکی تعداد تقریباً تیس ہزار ہے ان میں سے تقریباً دس ہزار قلمی کتابیں ہیں۔ کتب خانہ سے استفادہ کے لئے وضاحتی فہرست کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے کمیٹی نے عربی اور فارسی قلمی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

سنہ ۱۹۵۷ء مطابق سنہ ۱۳۷۶ھج

اشاعت اوّل (۵۰۰)

4409

قیمت بارہ روپیے

State Museum Library Lucknow

مطبوعہ

مطبع ابراہیمیہ حیدرآباد دکن

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

بہ سرپرستی عالیجناب نواب مہدی نواز جنگ بہادر صدر نشین سالار جنگ اسٹیٹ کمیٹی

SALAR JUNG ESTATE COMMITTEE
سالار جنگ اسٹیٹ کمیٹی
HYDERABAD DECCAN

کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم

کی

اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست

از

نصیر الدین ہاشمی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

بہ سرپرستی عالیجناب نواب مہدی نواز جنگ بہادر صدر نشین سالار جنگ اسٹیٹ کمیٹی

SALAR JUNG ESTATE COMMITTEE
سالار جنگ اسٹیٹ کمیٹی
HYDERABAD DECCAN

کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم

کی

اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست

از

نصیر الدین ہاشمی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

بہ سرپرستی عالیجناب نواب مہدی نواز جنگ بہادر صدر نشین سالار جنگ اسٹیٹ کمیٹی

SALAR JUNG ESTATE COMMITTEE
سالار جنگ اسٹیٹ کمیٹی
HYDERABAD DECCAN

کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم

کی

اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست

از

نصیر الدین ہاشمی

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh

CC-0. Agamnigam Digital Preservation Foundation, Chandigarh

CC-0. Agamnigam Digital Presevation Foundation, Chandigarh